قصص الانبیاء

کلان

قصص الانبیا

کلاں



اشاعت منزل لاہور

صدر دفتر:-
ادارہ اشاعت منزل
بل روڈ لاہور

برانچیں:-
★ کشمیری بازار - لاہور
★ چوک انارکلی لاہور
(المنار مارکیٹ)

ملک دین محمد اینڈ سنز ناشران و تاجران کتب



بسم اللہ الرحمن الرحیم لقد کان فی قصصهم عبرۃ لاولی الالباب

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب لاجواب

قصص الانبیاء

یعنی اردو ترجمہ

خلاصۃ الانبیاء

ملک دین محمد اینڈ سنز تاجران کتب اشاعت منزل بل روڈ لاہور

ناشران ——— ملک دین محمد اینڈ سنز اشاعت منزل بل روڈ لاہور

طابع ——— ملک محمد عارف

مطبوعہ ——— دین محمدی پریس لاہور

تعداد طبع ——— ۲۰۰۰

قیمت ——— تین روپے آٹھ آنے ۔ مجلد سنہری للعہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہے اس خالق برحق کی کہ جس نے عناصر اربعہ متضادہ سے انسان کا وجود بنایا اور حقیقت انسانی کو چراغ عقل کا عصا فرمایا۔ اور ہم کو راہ ضلالت سے طرف راہ ہدایت کے لایا اور دین اسلام کو سارے ادیان پر شرف دیا۔ شکر ہے۔ اس پاک منعم کا کہ جس نے ہمیں نعمتیں انواع واقسام کی عنایت کیں۔ اور ہر ایک عضو کے مناسب قوتیں مختلفہ جسم واحد میں بخشیں۔ جس کے سبب ہم نے اپنے بھلے برے کو پہچانا۔ اور نیش ونوش کا تفاوت جانا اپنے تئیں زیروزبر سے بچایا۔ اور لطف اٹھایا۔ بعد تحفہ درود اور سلام اس نبی پاک پر ہو۔ کہ جس نے احکام شرعی بتائے۔ اور نماز اور روزے کے طریقے سکھلائے درود اور سلام انکی آل واصحاب پر بے شک یہی دین اسلام کے اصول ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کی درگاہ میں حد درجہ مقبول ہیں۔ پھر درود اور سلام تمامی پرہیزگار بگمانوں اور نیکوکاروں پر سلام ہو۔ حمد اور نعت کے بعد معلوم ہو کہ جو خاکسار گنہگار ذرہ بمقدار ہیچداں غلام نبی بن عنایت اللہ بن محمد امیر ساکن کمرنٹی پرگنہ کھنڈل موضع راجن پور عفرہم اللہ نے دیکھا۔ کہ اس زمانے میں لوگ زیادہ تر کی قصے اور کہانیاں ہی پڑھتے ہیں۔ تو کتاب فارسی قصص الانبیار کہ بہتر اس سے کوئی قصہ نہیں۔ زبان اردو سلیس میں ترجمہ کرنا بہتر نظر آیا۔ کیونکہ جس سے خدائے تعالیٰ توفیق بخشے۔ وہ انبیاؤں کے حال سے خوب واقف ہو کر فائدہ اٹھاوے۔ اور راہ ہدایت کی پکڑے۔ اس لئے فقیر نے بعضے احباب کے کہنے سے خدا کی توفیق اور اعانت پر نظر کرکے کمر سعی کی باندھ کر تفسیر اور حدیث اور اکثر کتب تواریخ۔ چنانچہ روضۃ الاصفیاء و معارج النبوۃ و تاریخ گزیدہ و تاریخ اعثم کوفی و تاریخ حبیب السیر وغیرہ سے نکال کر کہیں کہیں اصل فارسی میں قصص الانبیاء کے جو الفاظ غلط واضح ہوئے تھے۔ بہت سی تحقیقات اور تصحیح کیساتھ اس کو ترجمہ کیا۔ اور نام اس کا خلاصۃ الانبیار رکھا نظم

جو چاہے تو کہ رہے دہر میں بھی تیرا نام — تو اے غلام نبی چھوڑ جا کچھ اپنا کلام
پڑھو اس کلام میں ذکر انبیاء رسول — خدائے پاک کی درگہ میں ہو اگر قبول

اور اس کتاب کے دیکھنے والوں کی خدمت شریف میں التماس ہے۔ کہ اگر کسی مقام میں بفحوائے اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِّنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ کے غلط واقع درج ہو گیا ہو۔ تو صاحب انصاف کو چاہیے کہ عفو اور اخلاق کی راہ سے اصلاح فرماویں۔ اور عاصی کے حال پر دعائے خیر کریں۔ اللہ توفیق بخشے سب دینداروں کو اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ○

آغاز قصہ بیان پیدائش کائنات نور محمدی کا

روایت کرتے ہیں محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن آذر بخاری حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے باپ حضرت امام محمد باقر رض سے اور وہ اپنے باپ امام زین العابدین رض سے اور انہوں نے روایت کی اپنے باپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سنا اپنے والد حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں جناب رسول خدا علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے آکر رسول خدا سے عرض کی۔ یا رسول اللہ فداک امی وابی مجھے خبر دو کہ اول اللہ تعالےٰ نے کس چیز کو پیدا کیا۔ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ سب سے آگے اللہ تعالےٰ نے نور میرا پیدا کیا تھا۔ ہزار برس تک کہ ایک روز اس جہان کا ہزار برس کے برابر ہے۔ اس جہان کے کما قال اللہ تعالےٰ وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ

ترجمہ:۔ ایک دن تمہارے رب کے نزدیک ہزار برس کے برابر ہے اس دنیا کے برسوں سے کہ جو تم گنتے ہو۔ وہ نور میرا قدرت الٰہی سے عظمت اور بزرگی الٰہی کا مشاہدہ کرتا اور تسبیح و طواف اور سجدہ الٰہی میں مصروف رہتا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نور محمد مصطفےٰ نے دو بارہ ہزار برس تک عالم تجردی میں خدا کی عبادت کی پھر حق تعالےٰ نے اس نور کے چار حصے کئے۔ ایک حصے سے عرش کو پیدا کیا۔ دوسری قسم سے قلم کو تیسری قسم سے بہشت کو چوتھی قسم سے عالم ارواح اور ساری مخلوق کو خلق کیا۔ اور ان چار میں سے چار قسم نکال کر تین قسموں سے عقل اور شرم و عشق پیدا کیا۔ اور قسم اول سے عزیز و مکرم تر میرے تئیں پیدا کیا

کہ رسول اس کا ہوں لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ کہ تجھ کو اے محمد اگر میں نہ پیدا کرتا تو ہرگز نہ پیدا کرتا میں آسمان و زمین اور ساری مخلوق کو اور موافق اس حدیث کے اَنَا مِنْ نُوْرِ اللہِ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِیْ ترجمہ حضرت نے فرمایا میں پیدا ہوا ہوں اللہ کے نور سے اور میرے نور سے ساری مخلوق ہے۔ بعد اس کے رب العالمین کا حکم ہوا قلم کو کہ ساق عرش پر اول اس کلمہ کو لکھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ ترجمہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ تعالیٰ کے اور محمد خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ قلم نے چار سو برس لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ تک لکھا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ قلم نے جو لا الہ الا اللہ تک لکھا تو عرض کی یا رب العلمین تو بے مانند ہے۔ تیرے نام کے ساتھ یہ نام بزرگ کس کا ہے۔ پس جناب باری سے آواز آئی یہ نام میرے حبیب برگزیدہ کا ہے۔ تو لکھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ جب یہ حکم ہوا ہیبت خطاب جل شانہ سے قلم کے منہ پر شگاف ہوا تب قلم نے لکھا محمد رسول اللہ جبھی سے قلم کا شگاف ستون جاری ہوا۔ قیامت تک اس کے بعد عرش کے اوپر اوپر اٹھارہ ہزار برج پیدا کئے اور ہر برج میں اٹھارہ ہزار ستون کھڑے کئے۔ اور ہر ستون کے اوپر ہزار کنگرے بنائے ایک کنگرے سے دوسرے کنگرے تک سات سو برس کی راہ ہے۔ اور ہر کنگرے پر اٹھارہ ہزار قندیلیں ہیں۔ ہر ایک ایسا بڑا کہ سات طبق زمین و آسمان اور جو کچھ کہ بیچ اس کے ہے انہیں اس طرح سماوے کہ جیسے ایک انگشتری بیچ میدان کے ڈال رکھی ہے اس کے بعد چار فرشتے پیدا کئے ایک بصورت آدمی اور دوسرا بصورت شیر اور تیسرا گدھ کی صورت اور چوتھا بصورت گائے کے ہے۔ ان کے پاؤں تحت الثریٰ میں پہنچے ہوئے۔ اور مونڈھے ان کے نیچے عرش کے لگے ہوئے ہیں۔ وہ چلنے کے وقت جب قدم اٹھاویں۔ ہر ایک قدم سات ہزار برس کی راہ میں جا پڑے۔ خدا کا حکم ہوا ان پر عرش اٹھانے کو تب ان چار فرشتوں نے زور لگایا۔ مگر ہرگز عرش اٹھا نہ سکے۔ بعد اس کے جناب باری سے ارشاد ہوا کہ اے فرشتو میں نے تمکو ہفت آسمان و زمین اور جو کچھ بیچ اس کے ہے۔ اس کا زور دیا عرش کو اٹھاؤ پھر انہوں نے زور کیا تو بھی نہ اٹھا سکے عاجز ہوئے پھر جناب باری سے ارشاد ہوا کہ یہ تسبیح پڑھ کے اٹھاؤ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظْمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکَمَالِ وَالْجَلَالِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوحِ ط
ترجمہ:۔ میں تسبیح پڑھتا ہوں اس کی جو بادشاہ اور عالم ملکوت کا صاحب ہے میں تسبیح پڑھتا ہوں اس کی جو صاحب عزت اور صاحب عظمت اور ذیشان اور قدرت والا اور کمال اور جلال اور بزرگی اور تکبری کے لائق ہے میں تسبیح پڑھتا ہوں اس بادشاہ زندے کی جو نہیں سوتا اور نہیں مرتا ہے۔ وہ طاہر اور بہت پاک ہے۔ ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور اروا ہوں کا پروردگار ہے۔ جب انہوں نے یہ تسبیح پڑھی۔ خدا کی قدرت سے عرش کو اٹھا لیا۔ اور ایک روایت ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب ان چار فرشتوں نے یہ تسبیح پڑھی۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ط ترجمہ میں تسبیح پڑھتا ہوں۔ اور حمد کرتا ہوں واسطے اللہ کے اور نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے اور اللہ بہت بڑا ہے اور نہیں ہے توانائی اور قدرت کسی کو سوا اللہ کے ایسا اللہ کہ بڑا بزرگ ہے۔ جب یہ پڑھا عرش کو اٹھا لیا۔ اور روایت کی گئی ہے کہ اس تسبیح سے بہشت اور فرشتوں کو پیدا کیا۔ تا کہ چاروں طرف عرش خدا کے تسبیح پڑھیں اور طواف کریں۔ اور مومن بندوں کے لئے آمرزش و معافی چاہیں وہ یہ ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالٰى اَلَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۵ ترجمہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جو کہ اٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی پاکی اور خوبیوں کو بیان کرتے ہیں۔ اور اس پر یقین رکھتے ہیں۔ اور گناہ بخشواتے ہیں۔ ایمان والوں کے۔ اے رب ہمارے ہر چیز سمائی ہے۔ تیری مہر اور علم میں سو معاف کر ان کو جو توبہ کریں۔ اور چلیں تیری راہ اور بچا ان کو آگ کے صدموں سے اور بعد اس کے عرش کے نیچے ایک دانہ مروارید پیدا ہوا اس سے اللہ تعالےٰ نے لوح محفوظ بنایا۔ بلندی اس کی سات سو برس کی راہ اور چوڑائی تین سو برس کی راہ ہے۔ اور ہر طرف اس کے یاقوت سرخ جڑا ہوا ہے۔ اور حکم ہوا قلم کو اُكْتُبْ عِلْمِي فِي خَلْقِي وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۵ ترجمہ:۔ لکھ علم خدا کا موجودات میں خدا کے اور جتنی چیزیں کہ ذرہ ذرہ بیچ موجودات کے ہونے والی ہیں۔ قیامت تک پہلے لوح محفوظ پر یہ لکھا گیا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۞ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا مَنِ اسْتَسْلَمَ بِقَضَائِیْ وَیَصْبِرْ عَلٰی بَلَآئِیْ وَیَشْکُرْ عَلٰی نَعْمَآئِیْ کَتَبْتُہٗ وَبَعَثْتُہٗ مَعَ الصِّدِّیْقِیْنَ یَقِیْنًا وَمَنْ لَّمْ یَصْبِرْ عَلٰی قَضَآئِیْ وَبَلَآئِیْ وَلَمْ یَشْکُرْ عَلٰی نَعْمَآئِیْ فَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ وَیَخْرُجْ مِنْ تَحْتِ سَمَآئِیْ ترجمہ:۔ شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے۔ نہایت رحم والا میں ہوں پروردگار سب کا نہیں ہے کوئی معبود مگر میں ہوں جو راضی ہے۔ میری قضا پر اور صابر ہے میری بلاؤں پر اور شاکر ہے میری میری نعمتوں پر جو میں نے مقدر کی ہیں پس شامل کروں گا اس کو صدیقوں میں۔ اور وہ جو راضی نہ ہو میری قضا پر۔ اور صابر نہ ہو بلاؤں پر اور شاکر نہ ہو نعمتوں پر تو لازم ہے اسے کہ طلب کرے دوسرے رب کو سوا میرے اور نکل جاوے تحت سما سے میرے بعد اس لکھنے کے وقت لوح محفوظ خود بخود جنبش میں آیا۔ اور کہا کہ مثل میرے ہستی میں کوئی نہیں۔ اس واسطے کہ علم خدائی کا مجھ پر لکھا گیا۔ پس جناب باری تعالےٰ کی طرف سے یہ آواز آئی قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ ترجمہ:۔ مٹاتا ہے اللہ اور رکھتا ہے جس بات کو چاہتا ہے۔ اور اسی کے پاس سے اصل کتاب اور خلاصہ یہ ہے۔ اگر چاہوں مٹا دوں یا رکھوں اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے۔ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو چیزیں مقدر کی ہیں ہرگز ان میں تغیر و تبدل نہیں ہوگا۔ مگر چار چیزیں رزق۔ موت۔ سعادت۔ شقاوت اور پھر اس مروارید پر حکم ہوا وسع یعنی اے مروارید پھیل جا تب پھیل گیا۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ ترجمہ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کشادہ ہوئی کرسی اسی کی برابر ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے اور نام اس کا کرسی ہوا۔ پھر اسی وقت نیچے کرسی کے ایک دانہ یاقوت کا پیدا ہوا بعضوں نے کہا وہ دانہ مروارید کا تھا۔ بلندی اس کی پانسو برس کی راہ اور چوڑائی بھی اسی قدر تھی۔ جب اس کی طرف دیکھا۔ عزوجل شانہ نے ہیبت سے وہ خود پانی ہو گیا۔ اور بعد اس کے صبا دبور جنوب شمال ان چار باد کو پیدا کر کے حکم کیا کہ تم ہر چہار گوشے پر اس پانی کے موج مار کر کف نکالو۔ انہوں نے ویسا ہی کیا بعدہ قدرت الٰہی سے آگ دھواں دھار پیدا ہو کر اس پانی پر گئی۔ اور اس سے دھواں نکل کر درمیان کرسی

اور پانی کے ہوا پر معلق ہو رہا اور اسی دھوئیں کو حق تعالےٰ نے سات پارہ کر کے ایک پارہ سے پانی اور ایک پارے سے تانبا اور ایک پارے سے لوہا اور ایک پارے سے چاندی اور ایک پارے سے سونا اور ایک پارے سے مروارید اور ایک پارے سے یاقوت سُرخ پیدا کیا۔ اور پھر اس پانی سے آسمانِ اوّل اور پارے سے تانبے کا دوسرا آسمان اور پارے سے لوہے کا تیسرا آسمان اور پارے سے چاندی کا چوتھا آسمان اور پارے سے سونے کا پانچواں آسمان اور پارہ مروارید سے چھٹا آسمان اور پارہ یاقوت سُرخ سے ساتواں آسمان بنایا۔ اور فاصلہ ہر آسمان کا ایک دوسرے سے پانسو برس کی راہ ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے قدرت کاملہ سے اپنی اس کفِ آب سے پشتہ خاک سُرخ پیدا کیا۔ اسی جگہ پر کہ جہاں آب خانہ کعبہ ہے۔ اور جبرائیل میکائیل اسرافیل عزرائیل کو حکم ہوا کہ چار گوشے اس پشتہ خاک کے پھیلادو۔ انہوں نے ویسا ہی کیا۔ اور یہ زمین اسی پشتۂ خاک سے پیدا ہوئی۔ قولہٗ تعالیٰ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ ؕ ترجمہ:۔ بنایا اللہ تعالےٰ نے زمین کو دو دن میں۔ روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک روز احوال زمین کے دریافت کرنے کے واسطے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے۔ اور پوچھا یارسول اللہ اللہ تعالےٰ نے اس زمین کو کس چیز سے بنایا۔ حضرت نے فرمایا کفِ آب سے پھر پوچھا وہ کف کس سے پیدا ہوا۔ فرمایا۔ پانی کی موج سے۔ پھر سوال کیا۔ موج کس سے نکلی۔ فرمایا پانی سے۔ پوچھا وہ پانی کس سے نکلا ہے فرمایا ایک دانہ مروارید سے کہا کہ۔ مروارید کس سے ہے۔ فرمایا تاریکی سے کہا صدقت یارسول اللہ۔ پھر سوال کیا یارسول اللہ زمین کو قرار کس سے ہے۔ فرمایا کوہ قاف سے کہا کوہ قاف کس سے بنا ہے فرمایا زمرد سبز سے اور آسمان کی سبزی اسی کے پرتو سے ہے کہا سچ ہے یارسول اللہ اور بلندی کوہ قاف کی کس قدر ہے۔ فرمایا پانسو برس کی راہ اور گرداگرد اس کے کس قدر ہے۔ فرمایا دو ہزار برس کی راہ ہے۔ اور اس پار کوہ قاف کے کیا چیز ہے فرمایا سات زمینیں ہیں چاندی کی اور بعد اس کے کیا ہے۔ فرمایا ستر ہزار علم ہیں۔ اور نیچے ہر علم کے ستر ہزار فرشتے ہیں۔ کہ آدم اس تسبیح سے پیدا ہوئے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ کہا صدقت یارسول اللہ

پوچھا کہ اس طرف کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک اژدہا دراز ی اس کی دو ہزار برس کی راہ ہے۔ اور یہ سارے عالم اس کے حلقہ میں ہیں۔ کہا صدقت یارسول اللہ ساتویں زمین پر کون ہے فرمایا فرشتے اور چھٹی زمین پر شیطان اور فرزندان شیطان اور پانچویں زمین پر بچھو سب اور چوتھی زمین پر سانپ اور تیسری زمین پر جانوران گزندہ اور دوسری زمین پر پریاں ہیں اور اوّل زمین پر سب آدمی ہیں، کہا صدقت یارسول اللہ اور نیچے ساتوں زمین کے کیا چیز ہے، فرمایا ایک گائے ہے ایسی کہ چار ہزار سینگ ہیں، اور اس کے ایک سینگ سے دوسرے سینگ تک فاصلہ پانسو برس کی راہ ہے۔ اور یہ سات طبق زمین اس کے دو سینگوں کے درمیان ہیں، پھر پوچھا وہ گائے کس پر کھڑی ہے، حضرت نے فرمایا ایک مچھلی کے پشت پر، اور مچھلی پانی پر استادہ ہے اور عمق اور گہراؤ اس پانی کا چالیس برس کی راہ ہے اور وہ پانی ہوا پر معلق ہے، اور ہوا تاریکی دوزخ پر اور دوزخ ایک سنگ آسمان پر اور وہ سنگ آسمان سر ایک فرشتے کے اور وہ تاریکی پر اور ہوا پر کھڑا ہے اور ہوا قدرت خدا سے معلق اور قدرت اس کی بے پایاں ہے اور ذات وصفات اس کی منزہ ہے نقصان اور زوال سے کہا سچ ہے یارسول اللہ، اور روایت کی عبداللہ بن عباس نے کہ ہر آسمان پر حق تعالیٰ نے ایک نور پیدا کیا ہے، اس نور سے بیشمار فرشتے پیدا ہوئے ہیں اور حکم انھوں پر تسبیح و تہلیل اور تقدیس و تعظیم کرنے کا ہے۔ اگر اس سے ایک لحظہ غافل رہیں تو فی الفور تجلی خدائے جلشانہ کے جل بھن کر خاک ہو جاویں، اور ان میں بعضوں کی شکل گائے کی۔ اور بعض کی صورت سانپ کی اور بعض کی شکل گدھ کی اور بعض کی نصف بدن اوپر کا برف اور آدھا نیچے کا آگ سے ہے، اور یہ سب کے سب جیتے ہیں اپنے رب کی تسبیح پڑھتے ہیں، سبحان من الف بین الثلج والنار میں تسبیح پڑھتا ہوں۔ اس خدا کی جس نے ہمیں ترکیب دی ہے برف اور آگ سے نہ برف آگ کو بجھا سکتی ہے اور برف آگ کو پگھلاتی ہے۔ اور یہ سب کے سب کوئی قیام میں ہیں اور کوئی رکوع میں اور کوئی سجود میں اور کوئی قعود میں قیامت تک اور قیامت کے دن سب کوئی عذر خواہی کریں گے اور پھر کہیں گے سُبْحٰنَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ

ترجمہ:۔ اے پاک پروردگار ہمارے ہم نے نہیں پرستش کی تیری جو حق تیری پرستش کا ہے اور بعد اس کے خالق نے یہ سات دن پیدا کرکے روز یکشنبہ کو حاملان عرش کو بنایا اور دو شنبہ کو سات طبق آسمان اور سہ شنبہ کو سات طبق زمین اور چہار شنبہ کو تاریکی اور پنجشنبہ کو منفعت زمین اور جو اس میں ہے اور جمعہ کے دن آفتاب اور ماہتاب اور سب ستاروں کو اور ساتوں آسمان کو حرکت میں لایا اور ساتویں روز تمام جہان سے فراغت کی۔ کما قال اللہ تعالیٰ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ط ترجمہ جیسا کہ حق تعالیٰ فرمایا ہے بنایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو اور جو بیچ ان کے ہے چھ دن میں اور ایسا ہر ایک وہ دن ہے۔ بمصداق اس آیت کے وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ط ترجمہ ایک دن تمہارے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہے۔ اس دنیا کے برسوں سے کہ جو تم گنتے ہو۔ یعنی ہزار برس کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے۔ پس جان تو اللہ تعالیٰ میں قدرت ہے کہ ان چندیں ہزار مخلوقات کو ایک طرفۃ العین میں پیدا کر سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حکمت کاملہ سے اپنے بندوں کو سمجھایا ہے کہ وہ اپنے کاموں میں تعجیل نہ کریں اور صبر کریں بمضمون اس کے اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ یعنی صبر کنجی ہے کشادگی کی اور بعد اس کے تحت الثریٰ پیدا کیا اور تحت الثریٰ نام ہے زمین گل تر کا اور عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ الثریٰ ایک سبز پتھر کا نام ہے اور نیچے الثریٰ کے دوزخ کو بنایا۔ اسمیں ایک سردار کہ اس کو مالک کہتے ہیں اور دوزخ اس کے تابع ہیں اور انیس فرشتے پیدا کرکے ان کو مالک کے زیر حکم کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ط ترجمہ کہ دوزخ کے اندر انیس فرشتے ہیں داہنے طرف ہر فرشتے کے ستر ہزار ہاتھ ہیں اور بائیں طرف ستر ہزار ہاتھ اور ہر ہاتھ میں ستر ہزار ہتھیلی اور ہر ہتھیلی پر ستر ہزار انگلیاں اور ہر انگلی پر ایک ایک اژدہا قائم ہے اور ہر ایک اژدہا کے سر پر ایک ایک سانپ دراز ہی اس کی ستر ہزار برس کی راہ ہے اور ہر سانپ کے سر پر ایک بچھو اگر دوزخیوں کو ایک نیش مارے تو ستر ہزار برس تک درد سے اس کی لوٹیں اور فریاد و زاری کریں اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر ایک ایک ستون آتش کا ہے۔ اگر ایک دن اس کا حشر کے میدان میں

ڈالا جائے اور تمامی مخلوقات جن و انس اسے ہلانا چاہیں تو ہرگز جگہ سے نہ ہلا سکیں اور
ان فرشتوں پر حکم ہوا کہ تم دوزخ کے اندر جاؤ انہوں نے عرض کی خدایا ہم بخوف آتش
دوزخ میں نہیں جا سکتے۔ تب رب العلمین کا حکم ہوا جبرائیل نے ایک خاتم بہشت سے لاکر
پیشانی پر ان کے مہر کر دی اور اس خاتم پر یہ لکھا ہوا تھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
تاکہ آتش دوزخ کی آنچ ان اثر نہ کرے۔ تب وہ انہیں فرشتے برکت سے اس
کلمہ کی ایک مرتبہ دوزخ کے اندر داخل ہوئے۔ اس زمانہ سے قیامت تک دوزخ کے
اندر رہیں گے اور جو دامن داغ محمدی پیشانی اور دل پر رکھے گا۔ بمصداق اس کے
اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْاِیْمَانَ ترجمہ وہ لوگ کہ لکھا گیا دلوں میں اُن کے ایمان
تو ہرگز الم آتش دوزخ ان کو نہ پہنچے گا اور دوزخ کے سات دروازے ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ
نے فرمایا کہا سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ لِکُلِّ بَابٍ مِّنْہُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ترجمہ دوزخ کے سات
دروازے ہیں اور ہر دروازے کیلئے اُن میں سے ایک فرقہ بٹ رہا ہے طبقہ اول جحیم اور دوسرا
جہنم اور تیسرا سقر اور چوتھا سعیر پانچواں لظی چھٹا ہاویہ ساتواں حطمہ اور مروی ہے کہ ایک دن
جبرائیل علیہ السلام یہ آیت رسول خدا کے پاس لائے قولہ تعالےٰ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِہِمْ
خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّہَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا ترجمہ پھر ان کی جگہ
آئے ناخلف کہ انہوں نے قضا کی نماز اور پیچھے پڑے مزوں کے سو آگے ملے گی گمراہی اور
اسی وقت ایک زلزلہ زمین اور پہاڑوں پر آیا اور اس کے ساتھ ایک آواز آئی کہ رنگ چہرہ
مبارک کا متغیر ہوا۔ حضرت جبرائیل سے پوچھا یہ آواز کس کی ہے اور کہاں سے آئی۔
انہوں نے کہا یا رسول اللہ سات برس گئے آگے آدم علیہ السلام کے ایک پتھر ستر ہزار
من کا کنارے پر دوزخ کے پڑا ہوا تھا وہ پتھر پندرہ ہزار برس سے نیچے کی طرف چلا جاتا
تھا ابھی قعر حطمہ میں جا پہنچا یہ اسی کی آواز تھی۔ حضرت نے پوچھا وہ جگہ کس کی ہے۔ وہ بولے
منافقوں کی۔ جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ
مِنَ النَّارِ ترجمہ منافقین سب سے نیچے درجے میں آگ کے اور چھٹے درجے
میں دوزخ کے مشرکین رہیں گے اور پانچویں درجے میں دوزخ کے بت پرست اور چوتھے میں میفروشی

اور تیسرے درجے میں ترسا اور دوسرے درجے میں یہود اور اول درجے میں عاصیان امت تمہاری کے رہیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الصَّابِئِيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ترجمہ جو لوگ کہ مسلمان ہیں گنہگار اور جو یہودی اور صابئی جو کہ بت پرستوں سے ایک فرقہ ہے۔ اور نصاریٰ اور مجوس اور جو شرک کرتے ہیں یہ چھ گروہ دوزخ میں رہیں گے۔ اور دوزخ کے ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک ستر برس کی راہ ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ قدرت الٰہی سے جب ہزار برس آتش دوزخ دہکائی گئی تو سرخ ہوئی پھر ہزار برس دھونکی گئی تو سفید ہوئی پھر ہزار برس سلگائی گئی تو سیاہ ہوئی قیامت تک ویسی ہی سیاہ رہے گی جیسی اندھیری رات ہے اور ایک پارچہ سنگ کہ جس کی چوڑائی پانسو برس کی ہے دوزخ کے اوپر رکھا گیا اور وہ قیامت تک رہے گا۔ اور وہ تو دوزخ کے نیچے ایک پتھر ہے۔ اُس کے نیچے ایک فرشتہ مچھر کی پشت پر کھڑا ہے اور اس کے نیچے ایک مچھلی اتنی بڑی ہے کہ دُم اس کی ساق سے لگی ہوئی ہے اور گائے فردوس اعلیٰ کی ستر ہزار سینگ اس کے ہیں زمین میں سخت گڑی ہوئی اس مچھلی کی پیٹھ پر کھڑی ہے اور گائے نے ارادہ کیا کہ جنبش کرے خدا تعالےٰ نے ایک مچھر کو پیدا کرکے اس کے سامنے رکھا اور مچھر نے اس کی ناک میں کاٹا اور اس گائے نے درد سے لغزش کی بعدہ مستقل ہوئی اب تک وہ مچھر اس کی ناک میں ہے۔ قیامت تک وہ گائے اس کے خوف کے مارے نہیں ہل سکتی۔ اگر وہ لغزش کرے تو سارا عالم زیر و زبر ہو جائے اور شرح اس کی عبداللہ بن سلام کے قصے میں لکھی ہوئی ہے اور بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے آگ کو پیدا کرکے ہوا کو حکم کیا تو ایک حصہ اس کا زمین پر اور ایک حصے کو زیر زمین لے گئی پیچھے اس کے آتش بیدہ دپیدا کرکے اس سے قوم بنی جان کو مخلوق کیا۔ جیسا کہ جناب الٰہی نے فرمایا ہے وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ترجمہ اور جان کو بنایا ہم نے پہلے سے آگ کی لو سے اور جنوں سے جہاں بھر گیا بعدہٗ انھوں پر پھر اللہ تعالےٰ نے ایک پیغمبر بھیجا۔ نام ان کا یوسف تھا کہ انھوں کو شریعت تبلاوے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہدایت کرے انھوں نے ان کو نہ مانا اور مار ڈالا اور زمین پر ظلم و فساد کرنے لگے۔ تب حق تعالےٰ نے عزرائیل کو فرشتوں کے ساتھ بھیجا انھوں نے سب کو مار کر جہان خالی کیا۔ واللہ اعلم بالصواب

قصہ عزازیل علیہ اللعنة

حق سبحانہ تعالےٰ نے دو صورتیں دوزخ کے اندر پیدا کیں ۔ ایک صورت شیر کی دوسری گرگ کی یہ دونوں صورتیں قدرت الٰہی سے دوزخ سجین میں جاکر باہم جفت ہوئیں ۔ اس سے عزازیل پیدا ہوا ۔ اس نے وہاں ہزار سال تک خدا تعالیٰ کو سجدہ کیا پھر ہر طبقہ زمین پر ہزار سال عبادت کر کے زمین دنیا پر آیا ۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے اس کو دو بازو زبرجد سبز کے عنائت کئے تب وہاں سے اُڑ کر آسمان اول پر گیا ۔ وہاں ہزار برس خدا تعالیٰ عز و جل کو سجدہ کیا ۔ نام اس کا خاشع ہوا اور وہاں سے دوسرے آسمان پر گیا ۔ پھر ہزار سال خدا کو سجدہ کیا ۔ وہاں کے رہنے والوں نے نام اس کا عابد رکھا ۔ پھر تیسرے آسمان پر جاکر ہزار سال رب العلمین کی عبادت کی وہاں نام صالح ہوا اور چوتھے آسمان پر بھی ہزار سال عبادت کی ۔ اس کو پکارا گیا وہاں ولی ۔ پھر پانچویں آسمان پر ہزار سال سجدہ کیا نام اس کا عزازیل رکھا گیا ۔ بعد اس کے چھٹے آسمان پر جا پہنچا وہاں بھی ہزار سال عبادت کی پھر ساتویں آسمان پر جا پہنچا ۔ وہاں بھی ہزار سال رب العالمین کو سجدہ کیا ۔ حاصل کلام ایک کف دست کے برابر جگہ زمین و آسمان میں باقی نہ رہی کہ سر اس نے اپنا نہ جھکایا ۔ بعدہٗ عرش معلّٰے پر جاکر چھ ہزار برس حق تعالیٰ کی پرستش کر کے ایک مقام پر سجدہ سے سر اٹھا کر جناب باری تعالےٰ میں عرض کی کہ خدایا مجھے لوح محفوظ پر فضل و کرم سے اپنے اُٹھالے کہ قدرت تیری دیکھوں اور عبادت تیری زیادہ کروں جناب احدیت کا حکم ہوا ۔ اسرافیل علیہ السلام پر کہ اسے اٹھالے ۔ جب وہ لوح محفوظ پر گیا ۔ نظر اس کی نوشتے پہ جا پڑی اس میں لکھا تھا کہ ایک بندہ خدا چھ لاکھ برس تک اپنے خالق کی عبادت کرے اور ایک سجدہ خدا کا نہ کرے تو خدا تعالیٰ چھ لاکھ برس کی عبادت اس کی مٹا کر سب مخلوقات میں نام اس کا ابلیس مردود مرحوم رکھے گا ۔ عزازیل اس کو پڑھ کر وہیں چھ لاکھ برس تک کھڑا ہو کر رویا جناب باری سے آواز آئی کہ اے عزازیل جو بندہ میری اطاعت نہ کرے اور حکم بجا نہ لاوے سزا اس کی کیا ہے ۔ عزازیل نے کہا خداوندا جو شخص حکم اپنے خاوند کا نہ مانے ۔ سزا اس کی لعنت ہے ۔ فرمایا اے عزازیل تو اس کو لکھ رکھ اور عبداللہ بن عباس نے روایت کی ہے

کہ عزازیل کے مردود ہونے سے پہلے بارہ ہزار برس کے یہ امر واقعہ ہوا تھا، حاصل یہ کہ عزازیل نے کہا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ اَطَاعَ اللّٰہَ ۔ ترجمہ لعنت خدا کی اس پر ہے جو اطاعت نہ کرے اللہ کی تب حکم ہوا کہ عزازیل بہشت میں کئی ہزار سال خزینہ دار بہشت کا رہے، اور ایک دن اس جہان کا اس جہان کے ہزار سال کے برابر ہے۔ پس بہشت میں ایک منبر نور کا رکھوا کر ہزار برس تک درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کرتا رہا، جبرائیل و میکائیل اسرافیل و عزرائیل اور جمیع ملائک اس منبر کے نیچے بیٹھ کر وعظ سنا کرتے تھے، ایک روز فرشتے آپس میں باتیں کرتے تھے کہ اگر ہم لوگوں سے کوئی گناہ صادر ہووے تو عزازیل کو شفیع کریں گے تاکہ خدا تعالیٰ ہمارا گناہ معاف کرے، ایک روز فرشتوں کی نظر اس نوشتے پر لوح محفوظ کے جا پڑی اسے دیکھ کر سب رونے اور سر پیٹنے لگے تب وہ کہنے لگا کہ آج تم لوگوں کو کیا ہوا ہے جو روتے ہو، اور سر کو دے دے مارتے ہو، انھوں نے کہا لوح محفوظ پہ لکھا ہے کہ ہم میں سے ایک فرشتہ معزول و مردود ہوگا، اس بات کو سن کر عزازیل کہنے لگا کہ میں اللہ سے دعا مانگتا ہوں کہ اسے وہ مجھے نصیب کرے سب اس بات کو سن کر خاموش ہو رہے کہ دن عزازیل نے جناب احدیت میں عرض کی کہ یا الٰہی جنوں نے پردہ زمین پر آپس میں کشت و خون و فساد برپا کیا ہے۔ مجھ کو انہوں پر سپہ سالار کر کے بھیج تو جا کر ان سب کو مار ڈالوں۔ جناب احدیت نے قبول فرمایا تو عزازیل چار ہزار فرشتوں کو اپنے ساتھ لے کر زمین پر آیا کسی کو قتل اور کسی کو کوہ قاف میں ڈال کر روئے زمین کو مفسدوں سے پاک کیا، بعدہٗ درگاہ الٰہی سے خطاب آیا کہ اے ملائک میں زمین پر ایک خلیفہ بناؤں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ ط قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ترجمہ۔ اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو کہ مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب بولے کیا تو رکھے گا اس میں اس شخص کو جو فساد اور خونریزی کرے اور ہم ذکر کرتے ہیں تیری خوبیوں کا اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو کہا مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے تب جبرائیل علیہ السلام پر رب العالمین کا حکم ہوا۔ کہ ایک مشت خاک زمین پر سے لاؤ۔ بحکم الٰہی جبرائیل علیہ السلام بلندی سے آسمان کی

فوراً اس زمین پر آئے کہ جہاں اب خانہ کعبہ ہے چاہا کہ ایک مشت خاک لیں، اس وقت زمین
نے ان کو قسم دی کہ اے جبرائیل برائے خدا مجھ سے خاک مت لے کہ اس سے خلیفہ پیدا ہوگا
اور اس کی اولاد بہت عاصی و گنہگار اور مستوجب عذاب ہوگی، میں مسکین کہ خاک پا ہوں طاقت
تحمل عذاب خدائی نہیں رکھتی ہوں، اس بات کو سن کر جبرائیل علیہ السلام خاک سے
باز آئے۔ غرض اسی طرح سے جبرائیل پھر گئے اور میکائیل اور اسرافیل علیہ السلام سے
بھی یہ کام انجام کو نہ پہنچا، تب عزرائیل کو بھیجا، ان کو بھی زمین نے منع کیا۔ انھوں نے
نہ مانا اور کہا کہ جس کی قسم دیتی ہے میں اسی کے حکم سے آیا ہوں، میں اس کی نافرمانی نہیں
کروں گا۔ تجھ کو لے ہی جاؤں گا۔ پس عزرائیل ہاتھ نکال کر ایک مٹھی خاک اسی سرزمین
سے لے کر عالم بالا پر چلے گئے اور عرض کی خداوندا تو دانا بینا ہے۔ میں نے یہ حاضر کیا
ہے، تب اللہ تعالے نے فرمایا، اے عزرائیل میں اس خاک سے زمین پر ایک
خلیفہ پیدا کروں گا اور اس کی جان قبض کرنے کے لئے تجھی کو مقرر کروں گا، تب عزرائیل
نے معذرت کی کہ یارب تیرے بندے مجھے دشمن جانیں گے، اور گالیاں دیں گے
جناب باری نے فرمایا اے عزرائیل تو غم مت کر میں خالق مخلوقات کا ہوں، ہر ایک کی
موت کا سبب گردانوں گا اور ہر شخص اپنے اپنے مرض میں گرفتار رہے گا، تب تجھ کو
دشمن نہ جانے گا۔ کسی کو درد میں مبتلا کروں گا اور کسی کو تپ میں اور کسی کو پانی میں غرق
کروں گا، بعدہٗ حکم الٰہی سے فرشتوں نے وہ مشت خاک مابین طائف اور مکہ معظمہ کے
رکھ دی، پس باران رحمت کا برسا تب، دو برس میں وہ خاک گل ہوئی، اور چوتھے
برس میں صلابہ ہوئی اور چھٹے برس میں فخار ہوئی، اور آٹھویں سال میں آدم کی صورت
بنی تو ایک دن ابلیس ستر ہزار فرشتوں کو ساتھ اپنے لے کر آدم کے پاس آیا۔ دیکھا
تو قالب آدم کا خاک پر پڑا ہوا ہے، اس نے بچشم حقارت اس کی طرف نظر کی، اور ایک
دن فرشتوں نے عزازیل کو کہا کہ اس خاک سے خلیفہ خدا کا پیدا ہوگا، وہ
بولا سچ ہے۔ مگر اللہ تعالے اس صورت کو میرا فرماں بردار کرے گا تو میں اس کو
ہلاک کروں گا۔ اگر مجھے اس کا فرماں بردار کرے گا تو میں اس کی فرماں برداری نہ کروں گا

اور عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دن ابلیس علیہ اللعنۃ قالب میں آدم علیہ السلام
کے داخل ہوکر ناف تک پہنچا تھا۔ بسبب گرمی آتش کے وہاں سے نکل آیا۔ اور اس
کے سبب حسد و بغض و دشمنی ان سے زیادہ ہوئی اور اپنے منہ کا تھوک
ان کے قالب پر ڈال کر چلا گیا۔ اور حق تعالےٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام نے
آب دہن ابلیس علیہ اللعنۃ کا قالب سے آدم کے لے کر کتا بنایا اور گل باقی سے آدم کے
درخت خرما پیدا کیا۔ اور عبداللہ بن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ جان پاک حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قندیل میں عرش معلےٰ پر تسبیح پڑھتی تھی۔ قطرہ عرق مصطفےٰ کا وہاں
سے ٹپک کر اس جگہ میں گر پڑا جہاں اب تربت منورہ خاتم الانبیاء علیہ السلام ہے اور حکم الٰہی
سے جبرائیل علیہ السلام نے اس خاک پاک کو مشک اور عنبر سے ملا کر معطر کر کے پیشانی
پر آدم علیہ السلام کے مل دیا۔ تب آدم علیہ السلام کا نور اس کے ملنے سے دو چنداں
ظاہر ہوا۔ بعد اس کے جب چالیس دن گذرے۔ خلقت روح آدم علیہ السلام کی ہوئی۔
اس وقت رب جلیل کی طرف سے فرمان آیا۔ کہ اے جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و
عزرائیل و جان آدم کی اس کے قالب میں پہنچا دو۔ ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار فرشتے جان
آدم کی ایک طبق نور میں رکھ کر اور طبق پوش نور سے ڈھانک کر آدم علیہ السلام کے
سر پر لا رکھا۔ پھر وہ طبق پوش ان کی جان سے اٹھایا۔ اور تمام ملائک ساتوں
آسمان کے دیکھنے کو آئے کہ جان آدم کے قالب میں کیونکر جاتی ہے۔ اس کو دیکھیں
اور یہ آواز آئی۔ اَیُّھَا الرُّوْحُ اُدْخُلْ فِیْ ھٰذَا الْجَسَدِ۔ ترجمہ اے جان آدم اس
قالب کے اندر جا۔ تب سات مرتبہ ان کی جان پاک نے اطراف میں ان کے قالب کے
گشت کیا اندر نہ جا سکی اور عرض کی یا خالق میں جسم نورانی رکھتی ہوں۔ اور یہ قالب اندھیرا
کثیف ہے میں کیونکر جاؤں۔ پھر یہ آواز آئی۔ اُدْخُلْ کَرْھًا وَاخْرُجْ کَرْھًا۔ ترجمہ
اے جان آدم داخل ہو تن میں نفرت سے اور نکل آ تن سے بہ نفرت اسی وقت جان پاک
آدم کی ناک کی راہ سے داخل ہو کر چاروں طرف دماغ کے پھرنے لگی۔ جب آدم نے آنکھیں
اپنی کھولیں فوراً جان ان کے دماغ سے حلق میں آ رہی اور حلق سے سینے میں اور سینے سے ناف

تک پہنچی ۔ جب وہ گل گوشت پوست ہڈی رگ اور آنت ہو گئی ۔ بعدہٗ آدم نے اللہ تعالےٰ
کی قدرت سے ہاتھ کو زمین پر ٹیک کر اُٹھنے کا قصد کیا ۔ اس میں فرشتے بول اٹھے ۔ کہ یہ بندہ
شتاب کار ہوگا ۔ کہ اب تک آدھا تن اس کا گل ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اٹھے ۔ جیساکہ اللہ تعالےٰ
نے فرمایا ہے ۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ط پیدا کیا گیا انسان اتاؤلا یعنی شتاب کار اور آدم نے
اپنے سارے بدن پر نظر کرکے دیکھا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے کس چیز سے بنایا ۔ اور جان
آدم علیہ السّلام کی جوڑوں اور بندوں میں مانند ہوا کے رگوں میں اور گوشت اور پوست
میں سارے بدن میں پھری تھی ۔ تب حق تعالےٰ نے فرشتوں کو بھیجا کہ دماغ آدم علیہ السّلام
کا سہلاویں اور پیشانی ان کی ملیں ۔ اور ایسا ہی ہوا ۔ تب جان ان کی گوشت اور پوست اور رگوں
میں قرار پذیر اور مستحکم ہوئی ۔ فی الفور چھینک آئی آدم بالہام خدا تعالےٰ کے کلمہ الحمد للہ
زبان پر لاتے جواب اس کا رب العالمین سے یرحمک اللہ ارشاد ہوا ۔ اسی لئے اس کا
جواب مسلمانوں پر واجب ہوا جو کوئی چھینکے اور الحمد للہ پڑھے تو سامع پر واجب ہے ۔ کہ
یرحمک اللہ کہے اور بعد اس کے جناب باری سے جبرائیل کو ارشاد ہوا کہ وہ چھینک لے کہ اس
سے ایک بندہ عیسیٰ بن مریم پیدا کروں گا ۔ اور جب آدم خاک سے اُٹھے حق تعالیٰ کے حکم سے
ایک تخت مکلل بہشت میں چالیس میل کا زر و زیور جواہر سے مکلل اور حلہ و تاج زرّین پہن کر جا
بیٹھے اور نور ان کی پیشانی کا عرش تک چمکتا رہا اور وہ نور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا تھا ۔ ف
جناب رب العالمین کا حکم ہوا کہ جمیع ملائک آدم کو سجدہ کریں اور وہ سجدہ تعظیم کا تھا ۔ نہ کہ
عبادت کا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط
اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ہ ترجمہ ۔ جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو
آدم کو تو سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس نے نہ سجدہ کیا اور تکبر کیا اور تھا وہ منکروں میں سے فرشتوں
نے جب سجدے سے سر اٹھایا وہاں ابلیس کو کھڑا ہوا دیکھا اور معلوم کیا کہ وہ ابلیس ہے
جس نے سجدہ نہ کیا ۔ پھر دوسری دفعہ فرشتے سب سجدے میں آ گئے ۔ پس سجدہ اوّل حکم کا
تھا ۔ اور ثانی شکر کا تھا ۔ تب حضرت رب العٰلمین نے ابلیس کو فرمایا ۔ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَکَ
اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ ط اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ہ ترجمہ اے ابلیس

اے ابلیس تجھ کو کیونکر انکار ہوا کہ سجدہ کرے تو اس چیز کو جو میں نے بنائی ۔ دونوں ہاتھوں
سے یہ تو نے غرور کیا یا تو بڑا درجے میں ۔ ابلیس نے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ
خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ ۝ ترجمہ وہ بولا میں بہتر ہوں اس سے
کہ مجھ کو بنایا تو نے آگ سے اور اس کو بنایا مٹی سے اور دوسری بات یہ ہے کہ میں نے
سجدہ کیا ہے تجھ کو پھر دوسرے کو کیوں کروں ۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُس سے
قَالَ فَاخْرُجْ مِنْہَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ ۝ وَّ اِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْۤ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ کہا تو نکل یہاں
سے کہ تو مردود ہوا ۔ اور تجھ کو میری پھٹکار ہے ۔ یعنی لعنت ہے قیامت کے دن تک ۔ علماء
نے اس میں اختلاف کیا ہے ۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ نکل جا
ایمان سے اور بعضوں کے نزدیک نکل جانے سے مراد یہ ہے کہ فرشتے سے نکل کر
ابلیس کی صورت میں ہو جا ۔ تب غضب الٰہی سے اس کی صورت بدل گئی اور آنکھیں اس
کے سینے پر آگئیں ۔ جو اس کی طرف دیکھتے تو کہتے یہ خدا کی درگاہ سے راندہ گیا اور
ملعون اور مردود و مخذول ہوا ۔ اس وقت شیطان لعین نے زبان اپنی کھولی اور کہا
اے پروردگار تو نے مجھے مخذول و مردود کیا آدم کے لئے یہ شامت میری تھی ۔ تب
حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے ابلیس تو اپنے نوشتے کی طرف دیکھ ۔ جب دیکھا تو یہ لکھا
تھا ۔ جو بندہ خدا کا حکم نہ مانے سزا اس کی لعنت ہے اس نوشتے کو اپنے پڑھ کر خجل و
مایوس ہوا اور کہا قولہ تعالیٰ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ ترجمہ ؛
شیطان بولا اے رب مجھ کو ڈھیل دے جس دن تک مردے زندہ ہوں اور دوسری
عرض یہ ہے کہ گوشت اور پوست اور رگوں میں آدمیوں کے مجھے دخل دے اور ان کے
دیدوں سے مجھے محجوب رکھ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۝ اِلٰی یَوْمِ
الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ ترجمہ تجھ کو ڈھیل ہے اس وقت کے دن تک جو معلوم ہے ۔ جب مراد اس کی
حاصل ہوئی کمین گاہ میں آدمی کی جا بیٹھا اور تاک میں رہا پھر کہا شیطان نے قولہ تعالیٰ فَبِعِزَّتِکَ
لَاُغْوِیَنَّہُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْہُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ۝ ترجمہ : ابلیس نے کہا قسم ہے تیری
عزت کی میں گمراہ کروں گا ان سب کو مگر جو بندے ہیں تیرے ان میں سے چنے ہوئے پس حق تعالیٰ

نے فرمایا قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۝ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
ترجمہ: ٹھیک بات یہ ہے اور ٹھیک ہی کہتا ہوں میں مجھ کو بھرنا ہے دوزخ تجھ سے اور ان سب
سے جو تیری راہ پر جائیں گے۔ بعدہٗ جناب باری کے حکم سے تخت آدم کا فرشتوں نے جنت
الفردوس میں لا رکھا اور سب نعمتیں جو حق تعالےٰ نے ان کو عنایت کی تھیں۔ اس کے ساتھ بھی ان
کو قرار و تسلی نہ تھی۔ کیونکہ آرام و تسلی ہر کسی کو اپنے ہم جنس سے ہوتی ہے اور اس عالم تنہائی میں
کوئی ہم جنس ان کا نہ تھا اور خالق کی مرضی یہی تھی کہ ان کا جفت و ہمسر پیدا کرے۔ کیونکہ
بے جفت و بے مثل و بے مانند بے حاجت سوا خدا کے کوئی نہیں۔ جب وہ بے قرار ہوتے
تب حق تعالےٰ نے ان کو خواب میں ڈالا وہ ایسے سوتے کہ نیند آتی بیدار نہ ہوتے اس صورت
میں خالق نے جبرائیل سے ایک ہڈی بائیں پہلو سے ان کے نکلوائی اور اس سے ان کو درد و
الم نہ پہنچا تھا۔ اگر پہنچتا تو ہرگز محبت عورتوں کی دل میں مردوں کے نہ ہوتی اس ہڈی سے حوّا کو بنایا
خوب صورتی و نیک روئی ملاحت و حسن و جمال اور جو کچھ کہ خوبیاں جہاں کی عورتوں میں تھیں تمام تر
حق سبحانہ تعالےٰ نے ان کو بخشیں اور زیرکی و شرم اور مہر و شفقت کمال ان کو دی اور حلہ زرین
بہشت سے لاکر ان کو پہنائے اور تاج زریں ان کے سر پر رکھ کر تخت زریں پر بٹھلایا بعد اس کے آدم
کو نیند سے بیدار کر کے حوّا کے ساتھ جلوہ دیا۔ آدم علیہ السلام نے حوّا کو اس طرح دیکھ کر بے اختیار چاہا
کہ ان پر دست انداز ہوں۔ تب حضرت الٰہی سے آواز آئی اے آدم خبردار اسے مت چھو بے نکاح
اس کی صحبت حرام ہے۔ تب آدمؑ نے ان سے نکاح کرنے کی خواستگاری کی بعدہٗ حق تعالیٰ
نے آدم کا نکاح حوّا کے ساتھ کر دیا اور فرمایا سب پردے اور حجلے جتنے ہیں لگائے جاویں
اور طبق زر و مروارید اور جواہرات نثار کئے۔ اور ساتوں آسمانوں کے فرشتے سب درخت طوبیٰ
کے نیچے آ حاضر ہوتے بعدہٗ حق سبحانہ تعالےٰ نے وہ پردے سب اٹھوائے اور
ثنا اپنی آپ ان کو سنا دی۔ اَلْحَمْدُ ثَنَائِیْ وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظَمَةُ اِزَارِیْ وَالْخَلْقُ
كُلُّهُمْ عَبِيْدِیْ وَاِمَائِیْ وَاَنْبِيَاءُ رُسُلِیْ وَاَوْلِيَائِیْ وَمُحَمَّدٌ حَبِيْبِیْ وَرَسُوْلِیْ وَخَلَقْتُ الْاَشْيَاءَ
لِيَسْتَدِلَّ بِهَا عَلٰى وَحْدَانِيَّتِیْ اَشْهَدُوْا وَمَلَائِكَتِیْ وَسُكَّانُ سَمٰوٰتِیْ وَحَمَلَةُ عَرْشِیْ
قَدْ زَوَّجْتُ اَمَتِیْ حَوَّاءَ وَاٰدَمَ بَدِيْعِ فِطْرَتِیْ وَمَنِيْعِ قُدْرَتِیْ وَصِدَاقُ اٰدَمَ لِحَوَّاءَ تَسْبِيْحِیْ وَتَنْزِيْهِیْ وَتَهْلِيْلِیْ

وَتَقْدِیْسِیْ وَھِیَ شَھَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ یَا اٰدَمُ یَا حَوَّاءُ اُدْخُلَا جَنَّتِیْ
وَکُلَا مِنْ ثَمَرَاتِیْ وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ وَسَلَامٌ عَلَیْکُمَا
دَارَ جَنَّتِیْ وَبَرَکَتِیْ ۔ حق سبحانہ تعالےٰ نے نکاح میں آدم اور حوا علیہما السلام کے یہ
ثنا پڑھی اور کہا حمد میری ثنا ہے اور بزرگی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے ۔ اور
مخلوقات کل میرے غلام اور لونڈیاں ہیں اور انبیا میرے رسول اور اولیا ہیں ۔ اور محمد میرا
حبیب اور رسول ہے اور پیدا کیا میں نے کل شئے کو تاایں کہ گواہی دیوے میری وحدانیت
پر اور گواہ رہیں ۔ میرے فرشتے سب اور آسمان کے رہنے والے سب اور عرش کے
اٹھانے والے ۔ تحقیق میں نے نکاح باندھ دیا آدم و حوا کا ساتھ اپنی بدیع فطرت اور رفیع
قدرت کے اور آدم کا مہر حوا کے نکاح میں میری تسبیح اور تنزیہہ اور تہلیل اور تقدیس
ہے ۔ نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے ایسا خدا کہ واحد ہے نہیں کوئی اس کا شریک اے
آدم تم اور تمہاری عورت جنت میں جا رہو اور کھاؤ وہاں کے سب میوے محفوظ ہو کر اور
نہ جاؤ اس درخت کے پاس کہ پھر تم بے انصاف ہو گئے اور سلام میرا تم پر ہوجیو اور رحمت
اور برکت بعدہٗ آدم نے خود ثنا کی ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ
اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔ **ترجمہ** میں تسبیح پڑھتا ہوں ۔ اور
حمد کرتا ہوں واسطے اللہ کے اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور اللہ بہت بڑا ہے
اور نہیں ہے توانائی اور قدرت کسی کو سوائے اللہ کے ایسا اللہ تعالیٰ جو بڑا بزرگ ہے ۔ اللہ
جل شانہ نے جب خطبہ خوانی سے نکاح آدم کے فراغت کی فرشتے سب خوشیاں کرنے لگے
اور مبارک بادیاں دینے لگے اور زر و جواہر نثار کئے ۔ پس جب آدم علیہ السلام نے قصد
مباشرت کا کیا حوا کے ساتھ وہیں آواز آئی اے آدم خبردار جب تک کہ ادائے دین مہر حوا
کو ادا نہ کرو گے تب تک وہ تم پر حلال نہ ہوگی ۔ آدم نے کہا الٰہی میں کہاں سے ادا کروں ۔
فرمایا کہ دس دفعہ درود حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر پڑھ ۔ آدم یہ نام برگزیدہ سنتے ہی مشتاق دیدار
کے ہوئے خدا کا حکم ہوا کہ ناخن دست پر اپنے دیکھ ۔ جب آدم نے دیکھا صورت محمد ﷺ
مصطفےٰ علیہ السلام کی معلوم ہوئی تو مہر فرزندی اور شفقت پدری دل میں زیادہ ہوئی تب آدم

نے شوق سے حضرت پر دس دفعہ درود پڑھا اور اس کی رسالت پر ایمان لائے تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم یہ دس دفعہ درود جو تو نے پڑھا اتنا مرتبہ رکھتا ہے کہ اس کی برکت سے سب نعمتیں بخشیں اور حوا کو تجھ پر حلال کیا۔ میں نے بعدہٗ حق تعالیٰ نے فرمایا وَقُلْنَا یَآدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وَکُلَا مِنْھَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ٥ ترجمہ اے آدم تو جنت میں جا اور جورو تیری بھی کھاؤ اس میں سے محفوظ ہوکر جہاں چاہو اور نزدیک مت جاؤ اس درخت کے پھر تم بے انصاف ہوگے۔ مروی ہے کہ جڑ اس درخت کی چاندی کی اور ڈالیاں سونے کی اور پتیاں زبرجد سبز کی تھیں آدمؑ نے جب اس درخت کی طرف نظر کی نہایت خوش وضع اور خوب صورت دیکھا کہا کہ سبحان اللہ کیا خوب صورت درخت ہے حق تعالیٰ سے ارشاد ہوا کہ اس کو میں نے تجھے بخشا۔ مگر اس سے میوہ مت کھاؤ۔ تب وہ بولے الٰہی جب تو نے میرے تئیں بخشا کھانے سے مجھے کیوں منع فرمایا تب حکم الٰہی ہوا کہ آدم تو مہمان ہے میرے گھر کا اور وہ درخت ہے تیرا۔ بعید ہے کہ مہمان میرا ہوکر کھا جاوے گھر کا بعدہٗ ایک طرف سے آواز آئی اے آدم گندم مت کھا اور ایک جانب سے آواز اے گندم تو آدم کے پاس جا اور ایک طرف سے آواز آئی اے آدم صبر کر اور ایک طرف سے آواز آئی اے صبر تو آدم کے پاس مت جا اور ایک طرف سے صدا آئی۔ اے ابلیس تو حوا کو للچا اور خواہش دلا لیس قضا نے کہا کہ الٰہی اس کا کیا سبب ہے حکم ہوا کہ اس میں مجھ کو بھید ہے اس باغ سے دنیا میں انھیں بھیجوں گا قدرت میری ظاہر ہو۔ اور مرتبہ زیادہ ہو اور کہا گیا اے نمرود تو ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال اور اے آتش تو مت جلا۔ اے ابلیس تو تلقین کر پھر قضا نے عرض کی حکم ہوا کہ مجھے اس میں کچھ بھید ہے۔ مگر آتش کو ساتھ ریحان کے بدل دوں گا تا خلق میں میرا دوست پیدا ہو اور کہا گیا اے مومنو تم معصیت سے باز رہو اور اے شیطان تو ان کو جلوہ دے اور کہا اے دنیا تو دل میں بندوں کے شیریں رہ اور اے بندو تم دنیا سے دور رہو تا کہ جفا کو ساتھ وفا کے بدل کروں کہ رحمت اور مغفرت میری زیادہ ہو انصاف کے دن اور کہتے ہیں کہ بہشت میں چار چیزیں نہیں ہیں۔ بھوک پیاس بے ستری۔ دھوپ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْھَا وَلَا تَعْرٰی ٥

وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِیْهَا وَلَا تَضْحٰی ۝ ترجمہ تجھ کو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکا ہو تو اس میں نہ ننگا اور یہ کہ نہ پیاسا ہو اس میں اور نہ دھوپ کا صدمہ پاوے اے آدم تو ہوشیار ہو شیطان کے مکروفریب سے کہ وہ تیرا دشمن صاف ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا فَقُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا یُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ ۝ ترجمہ پھر کہدیا ہم نے اے آدم یہ دشمن ہے تیرا اور تیرے جوڑے کا سو نکلوا نہ دے تم کو بہشت سے آدم نے جب دیکھا کہ بہشت کے سب دروازے مسدود ہیں۔ ایمن ہوئے اس سے کہ شیطان دنیا میں ہے۔ میں ہوں بہشت میں اور مجھ سے اس سے کیا لاگ ہے جو مجھے بہشت کے اس درخت کا میوہ کھلا کر جس کے پاس جانے سے خدا نے مجھے منع کیا ہے گنہگار کرے مکروفریب سے اس کے ہیں بے پرواہ ہوں۔ یہ کہا پس ایک روز ابلیس لعین نے قصد کیا آدم کے پاس بہشت جانے کا اور وہ تین اسم اعظم خدا کے جانتا تھا انھیں پڑھ کر سات ما رطبق آسمان کے طے کر کے بہشت کے دروازے پر جا پہنچا۔ بہشت کے دروازے مسدود دیکھ کر تصور وخیال کرتا رہا۔ کہ کس حیلے بہشت کے اندر جانا چاہیئے۔ اتفاقاً ایک طاؤس کنگرے پہ بہشت کے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ اسم اعظم پڑھتا ہے۔ طاؤس نے پوچھا تو کون ہے۔ اس نے جواب دیا میں ایک فرشتہ ہوں فرشتوں سے خدا تعالےٰ کے طاؤس بولا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو شیطان نے کہا اُنْظُرُ الْجَنَّةَ یعنی میں بہشت کو دیکھتا ہوں اور اندر جانا چاہتا ہوں۔ طاؤس نے کہا مجھے خدا کا حکم نہیں کہ کسی کو جنت میں لے جاؤں جب تک کہ آدم بہشت میں ہیں۔ شیطان بولا تو مجھے بہشت میں لے جا تو ایک ایسی دعا تجھ کو سکھاؤں کہ جو شخص اس دعا کو پڑھے اور عمل کرے تو تین چیزیں اس کو حاصل ہوں گی۔ ایک تو وہ بوڑھا نہ ہوگا اور نہ مرے گا اور جنت میں ہمیشہ رہے گا۔ ابلیس نے اس دعا کو پڑھا اور پڑھ کر کنگرے سے بہشت کے دروازے پہ دونوں آئے اور طاؤس نے یہ ماجرا سانپ کو سنا دیا اس بات کو سنتے ہی خوف سے دروازے بہشت کے بند کر کے اپنے سر کو باہر نکال کر ان سے پوچھنے لگا کہ تو کون ہے۔ کہاں سے آیا جو یہاں سے بیٹھا ہوا اسم اعظم پڑھتا ہے۔ وہ بولا میں ایک فرشتہ ہوں۔ فرشتوں سے حق تعالےٰ کے سانپ نے کہا وہ دعا مجھے بھی سکھا۔ شیطان نے کہا بشرطیکہ

تو سب مجھے بہشت میں لے جاوے۔ سانپ بولا کہ مجھے خدا کا حکم نہیں ہے کہ کسی کو بہشت میں لے جاؤں۔ جب تک حضرت آدم بہشت میں ہیں۔ ابلیس نے کہا کہ میں قدم اپنا بہشت میں نہ رکھوں گا۔ تیرے منہ کے اندر رہوں گا اس سے باہر نہ نکلوں گا۔ تب سانپ نے اپنے منہ کو پھیلا دیا۔ ابلیس لعین اس کے منہ کے اندر جا گھسا۔ تب اسی کو بہشت میں لے گیا اور دروازے بہشت کے بند کر دیئے۔ بعدہٗ شیطان نے کہا تو مجھ کو اس درخت کے پاس لے جا کہ جس کے کھانے سے اللہ تعالٰے نے حضرت آدم علیہ السّلام کو منع فرمایا ہے۔ جب ابلیس کو اس درخت کے پاس پہنچایا تب وہ ملعون مکر و فریب سے اپنے سانپ کے منہ کے اندر رونے لگا جو شخص کہ پہلے نفاق سے رویا وہ شیطان لعین تھا اور اس کی آواز سن کر بہشت کی حوریں اور غلمان سب کے سب مجتمع ہوئے اور کہنے لگے ہم سب نے یہ آواز سانپ کے منہ سے کبھی نہیں سُنی تھی اور سانپ سے حوا پوچھنے لگیں کہ تو کس لئے روتا ہے۔ شیطان نے کہا میں اس لئے روتا ہوں کہ اللہ تعالٰے تم کو بہشت سے نکالے گا۔ کیونکہ تم کو اس درخت کے میوہ کھانے سے منع کیا ہے۔ مگر جو اس درخت کے میوے کھائے گا وہ بہشت میں رہے گا نکالا نہیں جائے گا۔ اور کہا۔ قولہ تعالیٰ قَالَ یٰاٰدَمُ ھَلْ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَۃِ الْخُلْدِ وَمُلْکٍ لَّا یَبْلٰی ۝ ترجمہ کہا شیطان نے اے آدم بتاؤں میں تجھ کو درخت کہ جس سے زندگی جاوید ہے اور بادشاہی پرانی نہ ہو اور بولا قسم خدا کی میں سچ کہتا ہوں تمہاری بدی نہیں چاہتا ہوں بلکہ نصیحت کرتا ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَاسَمَھُمَآ اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ فَدَلّٰھُمَا بِغُرُوْرٍ ترجمہ اور شیطان نے ان کے پاس قسم کھائی کہ میں تمہارا دوست ہوں پس کھینچ لیا ان کو فریب سے پہلے جس نے جھوٹی قسم کھائی سو ابلیس لعین تھا۔ پس حوا نے اس کے قسم کھانے سے یقین کیا کہ یہ سچ کہتا ہے تب اس سے فریب کھا کر اس درخت پر ہاتھ بڑھا کر تین دانے گندم کے لئے ایک تو آپ نے کھایا اور دو دانے آدم کے لئے لائیں۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب حوا نے گندم خوشے سے توڑ لئے خوشی کی جگہ سُرخ ہوئی اور ایک قطرہ خون اس سے ٹپکا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اپنی قسم کھا کر فرمایا کہ تمہاری بیٹیوں کو قیامت تک ہر مہینے میں ایک مرتبہ خون سے آلودہ کروں گا۔ اور اپنے درخت کی داد

تجھ سے اور تیری بیٹیوں سے لوں گا۔ پس آدم بہشت میں جب تخت پر جا بیٹھے گندم خود بخود نزدیک ان کے آ موجود ہوا۔ جب بوئے شیریں اس کی حضرت کو معلوم ہوئی تب حضرت نے تخت سے کہا کہ تو یہاں سے مجھے دور لے جا کے رکھ کہ اس کے کھانے سے مجھے اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا ہے۔ تب تخت نے ان کو بارہ ہزار سال کی راہ میں وہاں سے لے جا کر رکھا۔ جب وہ تخت سے نیچے اترے تو وہاں بھی گندم جا موجود ہوا۔ غرض جہاں کہیں آدم جا بیٹھتے وہاں گندم بھی جا موجود ہوتا۔ خبر ہے کہ اسی طرح تخت نے ان کو ہزاروں برس کی راہ میں لے جا کر رکھا وہاں بھی گندم جا پہنچا بعدہٗ گندم کہنے لگا اے آدم جو کچھ خدا نے مقدور کیا ہے سو پہنچے گا۔ اگر تم لاکھوں برس کی راہ میں جا رہو گے پھر وہاں سے کہاں گذرے ؎

چو آمد قضاؤ نگردش حذر قضا بر نگردد بہ عقل و ہنر
بہ آنکس خدا و ند راند قلم رسد بر سر بندہ از بیش و کم!

حاصل کلام حوا آدم علیہ السلام کے لئے دو دانے گندم کے لے گئیں وہ بولے یہ کیا چیز ہے حوا نے کہا یہ پھل اس درخت کا ہے کہ جس کے کھانے سے ہمیں خدا نے منع فرمایا تھا اس سے میں نے ایک دانہ کھایا اور دو دانے تمہارے لئے لائی ہوں۔ آدم علیہ السلام نے کہا کہ اس میں کیا لذت ہے وہ بولیں کہ حلاوت و شیریں ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نہیں کھاؤں گا کہ اللہ تعالےٰ سے اور مجھ سے عہد ہے کہ اس درخت سے میوے نہ کھانا اور حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا۔ ترجمہ اور ہم نے عہد کر دیا تھا آدم کو اس سے پہلے پھر بھول گیا۔ اور نہ پائی ہم نے اس میں کچھ ہمت۔ حوا جب مایوس ہوئیں آدم کو دانے کھلانے سے پہلے ایک پیالہ شراب بہشت سے لا کر پلا دیا بے ہوش ہو کر ان سے دو دانے گندم کے لے کر کھا گئے اور عہد شکنی کی ہنوز وہ دانے نیچے حلق سے نہیں اترے تھے کہ تاج ان کے سر سے اڑ گیا اور تخت سے گر پڑے۔ اور دونوں ننگے ہو گئے۔ جیسا کہ باری تعالےٰ نے فرمایا فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا

مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ط ترجمہ پھر جب چکھے درخت سے دونوں نے میوے اور ظاہر ہوئیں
شرمگاہیں ان کی اور لگے جوڑنے بہشت کے پتے جس درخت کے پاس پتے کے لئے
جاتے تھے تو وہ نہ دیتا تھا۔ جب درخت انجیر کے پاس دونوں گئے تو اس نے سر جھکا دیا اور
کہا کہ خُذُ مِنِّی وَرَقًا یعنی تم لو پتے مجھ سے اور ستر کو اپنے ڈھانکو آخر اس سے لے کر
ڈھانکا اور درخت عود سے بھی لے کر ستر اپنا چھپا دیا بعدہٗ جناب باری سے آواز آئی اے
انجیر کے درخت تو نے ان کے ساتھ سلوک کیا میں نے تجھ سے خرابی و خستگی دور کر کے یہ لذت
دی کہ ستر دفعہ کوئی تجھ کو چابے وہ نئی نئی لذت تجھ سے اٹھاوے اور درخت عود پر خطاب
ہوا۔ اے عود سب کے پاس میں نے تجھے عزیز کیا کہ آگ پر دھر کر تجھ سے خوشبو لیویں۔
بعدہٗ بہشت کے باشندے آواز دینے لگے کہ آدم و حوا دونوں خدا کی درگاہ میں عاصی
ہوئے اور دیوانوں کی طرح بہشت میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اللہ کی درگاہ سے تین بار
ان کی پکار ہوئی۔ جواب اس کا کچھ نہ دیا۔ تب جبرائیلؑ ان کے پاس آئے اور بولے اے
آدم تجھے تیرا رب بلاتا ہے۔ تب آدم نے کہا لبیک یا رب ہم تجھ سے شرمندہ ہیں۔ قولہ
تعالیٰ وَنَادٰهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا
عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اور پکارا ان کو ان کے رب نے میں نے منع کیا تھا تم کو اس درخت
سے اور کہا تھا تم کو کہ شیطان تمہارا دشمن صاف ہے۔ تب آدم و حوا دونوں روتے
ہوئے کہنے لگے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ
لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ ترجمہ آدم و حوا نے کہا اے رب ہمارے
ہم نے خراب کیا جان کو اور اگر نہ بخشے تو ہم کو اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ہو جاویں نامراد اور
اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ
اِلٰى حِيْنٍ ۝ ترجمہ کہا تم اترو ایک دوسرے کے دشمن ہوتے اور تم کو زمین پر ٹھیرنا ہے
اور کام چلانا ایک وقت تک اور کہا اسی میں جیوگے اور اسی میں مروگے اور اسی سے نکالے
جاؤگے۔ یہ مضمون کلام اللہ کا ہے۔ تب فرمان رب العالمین کا جبرائیل علیہ السلام کو ہوا
کہ آدم اور حوا اور سانپ اور شیطان اور طاؤس ان سب کو بہشت سے نکال کر دو بایں

ڈال دو پھر وہ آدم کے پاس گئے اور ان سے بیان کیا وہ اس بات کو سنتے ہی گھبرا گئے اور بہشت کی جدائی سے زار زار رونے لگے۔ آخر ایک ٹکڑا لکڑی کا مسواک کے واسطے وہاں سے لے لیا اور وہ لکڑی پشت بہ پشت ان کے خاندان میں چلی آئی یہاں تک کہ موسےٰ کے ہاتھ عصا بنا پس آدمؑ و حوّا اور مور اور سانپ اور شیطان مردود ان پانچوں کو بہشت سے نکال کر اول آدم کو سراندیپ میں کہ ہندوستان کا ایک جزیرہ ہے ڈالا اور حوا کو خراسان میں اور طاؤس کو سیستان میں اور سانپ کو اصفہان میں اور شیطان علیہ اللعنتہ کو کوہ دماوند میں ڈالا۔ اس وقت سانپ کے چار ہاتھ اور پاؤں مثل شتر کے تھے۔ بباعث واقعہ ہونے اس ماجرے کے اللہ تعالےٰ نے اس سے لے لئے تاکہ وہ پیٹ کے بل چلے اور خاک چھانے اور کھاوے اور آدم کو جب سراندیپ میں ڈالا وہ اپنے گناہ سے چالیس برس تک روتے رہے۔ اور دوسری روایت ہے کہ تین سو برس روتے رہے ایسا کہ آب چشم سے ان کے نہریں جاری ہوئیں اور کنارے پہ نہروں کے درخت خرما اور لونگ اور جائفل پیدا ہوا۔ اور حوا کے آنسو سے مہندی اور وسمہ اور سرمہ پیدا ہوا۔ اور جو قطرات ان کے آنسو کے دریا میں گرے ان سے مروارید پیدا ہوئے تاکہ ان کی لڑکیوں کے زیورات بنیں۔ ایک روز جبرائیلؑ آدمؑ کے پاس آئے اور کہا کہ اے آدم قبل موت اپنی کے حج کر لے وہ موت کی خبر سنتے ہی ڈرے اور اٹھ کھڑے ہوئے اور قصد حج کا کیا جس جگہ پر قدم ان کا جاگرا وہاں گاؤں اور بستی ہوئی اور جہاں کہیں منزل کی ان کے قدم کی برکت سے وہاں شہر بسا اور بعضے علماء نے روایت کی ہے کہ مکہ معظمہ تک آدم کے تیس قدم ہوئے تھے اور جب وہ مکے کے نزدیک پہنچے سب فرشتے وہاں سے حضرت کے پاس آئے اور کہا یا آدم دو ہزار برس ہوئے کہ ہم اس گھر کا طواف کرتے ہیں۔ اور اس وقت اس کعبہ کا نام بیت المعمور تھا اور اندر باہر اس کے ظاہر تھا۔ اور اس کے اوپر خیمہ زبرجد کا تھا۔ اور طنابیں اس کی سونے کی تھیں اور جو میخیں اس کی تھیں آج وہ ستون ہیں۔ اور حرم شریف میں داخل ہیں۔ اور جو شکار اس میں پناہ

لیوے مارنا اس کا حرام ہے۔ اور آدم علیہ السّلام میدان عرفات میں جبل رحمت پر آرام کے واسطے جب بیٹھے حوّا کو دیکھا کہ جدّے کی طرف سے آتی ہیں۔ انھوں نے اُٹھ کر انھیں گودی میں اٹھالیا اور دونوں زار زار رونے لگے۔ چنانچہ رونے سے اُن کے آسمان کے فرشتے بھی روئے۔ پس دونوں نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور خدائے تعالےٰ نے حجاب کو ان کی آنکھوں سے اٹھالیا۔ تب انھوں نے عرش کی طرف نظر کی جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ الخ ترجمہ پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے کئی باتیں پھر متوجہ ہوا اس پر اور بر حق وہی ہے معاف کرنے والا مہربان اور ساق عرش پر یہ کلمہ دیکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تب آدمؑ نے کہا یارب برکت سے اس کلمہ کی جو تیرے نام کے ساتھ ہے گناہ ہمارے بخش دے اور توبہ ہماری قبول کر فی الحال جبرائیل علیہ السّلام ان کے پاس آئے اور کہا حقتعالےٰ نے تجھ پر سلام بھیجا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اگر تو بہشت میں اس نام کو شفیع لاتا تو ہرگز میں تجھ کو دنیا میں نہ بھیجتا اور خبر ہے کہ موسیٰؑ مناجات میں یہ کہتے تھے۔ يَا رَبِّ هَلْ لِلْجَنَّةِ حِيْطَانٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْجَنَّةِ حِيْطَانٌ قَالَ لِلْجَنَّةِ حُرَّاسٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْجَنَّةِ فَقَالَ كَيْفَ دَخَلَ اِبْلِيْسُ دَعْوَاهُ قَالَ اللّٰهُ يٰمُوْسٰى لَا تَسْئَلْ عَنْ قَضَائِىْ وَقَدَرِىْ ترجمہ ایک روز حضرت موسیٰ مناجات میں کہتے تھے یارب بہشت میں دیواریں ہیں یا نہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہیں۔ پھر کہا جنت کے دربان ہیں فرمایا ہیں۔ تب موسیٰ نے کہا کہ ابلیس لعین کیونکر بہشت میں گیا اور آدم کو فریب دیا فرمایا اے موسیٰ قضاء وقدر میری سے تو مت پوچھ کہ مرضی میری یہی تھی اور باری تعالےٰ نے فرمایا فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ترجمہ پھر کھینچ لیا اُن کو فریب سے پس آدم نے جب حج سے فراغت پائی حکم آیا اے جبرائیلؑ آدم کو وادیٔ نعمان میں جو ایک میدان کا نام ہے لے جاکر اپنے پروں کو ان کی پشت پر مل دے۔ جب جبرائیل نے ملا۔ تب بے شمار نسلیں ان کی پشت سے نکلیں۔ اس طرح پر کہ تمام عالم ان کی اولاد سے بھر گیا۔ پس آدم بولے یہ سب کون ہیں۔ جبرائیلؑ نے فرمایا یہ سب تمہارے فرزند ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اتنی مخلوق کی گنجائش زمین پر کیوں کر ہوگی۔ اگرچہ جسم ہر ایک کا مورچے سے بیشتر نہیں ہے۔ اس پر بھی زمین ان سے بھر گئی۔ تب آواز آئی۔ اے

آدم اِن کی تدبیر میں نے آگے سے کر رکھی ہے۔ آدم نے کہا یارب العلمین کیا تدبیر ہے
حق تعالےٰ نے فرمایا بعضوں کو ان کے آباؤں کے اصلاب میں اور بعضوں کو امہات
کے ارحام میں کسی کو روئے زمین پر اور کسی کو زیر زمین رکھوں گا۔ پھر آدم نے کہا
خداوندا میرے فرزندوں کے کئی فرقے ہیں۔ فرمایا کوئی مومن ہے کوئی کافر ہے۔ کوئی
تونگر ہے اور کوئی فقیر ہے کوئی خوشحال ہے کوئی غمناک پھر کہا یہ سب مساوی ہوتے
تو کیا خوب ہوتا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے آدم میں اس سے خوش ہوں جو میرا شکر کرے
اس لئے خوشحال کو غمناک اور تونگر کو درویش اور مطیع کو عاصی نہ کیا تاکہ شکر نہ کریں
پس اللہ تعالےٰ کا حکم ہوا کہ نسل آدم کی کھڑی ہوویں۔ صف باندھ کر مشرق سے مغرب
تک اسی وقت کھڑی ہو گئیں۔ سب کی سب جو لوگ کہ داہنی طرف آدم کی کھڑے تھے سو
سب کے سب مومن تھے۔ ان کے آگے صف اول میں انبیاء پیچھے محمد مصطفےٰ کے کھڑے
تھے اور جو لوگ بائیں طرف ان کے کھڑے تھے وہ سب کافر اور صف اول میں ان کے
جبار اور متکبر تھے۔ بعدہٗ امر الٰہی ہوا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ یعنی آیا نہیں ہوں میں رب تمہارا
قَالُوْا بَلٰی بولے سب سچ ہے تو ہے پروردگار ہمارا۔ بعد اس کے حق تعالےٰ نے
کہا سجدہ کرو تم اپنے رب کو۔ پس جو لوگ کہ داہنی طرف آدم کے کھڑے تھے وہ سب
کے سب سجدے میں گئے اور جو لوگ کہ بائیں طرف تھے ان سبھوں نے سجدہ نہ کیا۔ پھر
دوسری دفعہ حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔ اُسْجُدُوْا یعنی سجدہ کرو تم اپنے رب
کو جو لوگ بطرف راست تھے ان میں سے سجدہ کسی نے کیا اور کسی نے نہ کیا اور جو کہ
بطرف چپ تھے ان میں سے بھی بعض نے کیا اور بعض نے نہ کیا اول کسی نے نہ کیا یہ حقیقت
دیکھ کر حضرت آدم نے جناب باری میں عرض کیا اے رب اسمیں کچھ عجیب و غریب میں نے
دیکھا اس سے تو مجھے آگاہ کر کہ جو لوگ داہنی طرف میرے کھڑے تھے۔ پہلے حکم میں سب
نے سجدہ کیا اور ثانی حکم میں ان میں سے بعض نے کیا اور بعض نے نہ کیا اور جو قوم کہ بائیں طرف تھے
اول حکم میں سجدہ نہ کیا ثانی میں بعض نے کیا اور بعض نے نہ کیا اس میں کیا سِر الٰہی تھا۔ ندا آئی
اے آدم جس قوم نے کہ اول و آخر میں سجدہ کیا وہ مومن پیدا ہوں گے اور مومن مریں

گے اور جنہوں نے اول و آخر میں سجدہ نہ کیا سو کافر پیدا ہوں گے۔ اور کافر مرینگے
اور جنھوں نے اول حکم میں سجدہ کیا ثانی میں نہ کیا وہ مومن پیدا ہونگے۔ اور کافر مرینگے
نعوذ باللہ مِنْ ذٰلِكَ اور جس نے ثانی حکم میں سجدہ کیا۔ اور اول میں نہ کیا سو وہ کافر پیدا ہوگا
اور مومن مریگا۔ قَالَ هٰؤُلَاۤءِ فِی الْجَنَّةِ وَلَاۤ اُبَالِیْ وَهٰؤُلَاۤءِ فِی النَّارِ وَلَاۤ اُبَالِیْ ط
ترجمہ۔ حقتعالےٰ فرماتا ہے اے آدم جو لوگ تیری داہنی طرف ہیں وہ سب بہشتی ہیں اس سے
مجھے کچھ پرواہ نہیں اور جو کہ بائیں طرف کھڑے ہیں سو دوزخی ہیں مجھے کچھ باک نہیں اے
آدم نہ ان کی اطاعت سے مجھے کچھ فائدہ ہے۔ اور نہ ان کی معصیت سے کچھ ضرر پس ایک
فرشتے کو حکم کیا کہ عہد نامہ یعنی عہد کا جو حکم فرمایا اس کے سوا اور دین قبول نہیں۔ ان
سے لکھ کر اپنے منہ میں رکھ لے انہوں نے ان سے لکھ کر اپنے منہ میں رکھا۔ اللہ
کے حکم سے وہ فرشتہ پتھر ہوگیا۔ وہی فرشتہ خانہ کعبہ کے داہنے رکن میں رکھا گیا ہے
اب اس کو حجر الاسود کہتے ہیں اور حاجی اس کو سب بوسہ دیتے ہیں۔ پھر روز قیامت
میں وہی پتھر فرشتہ ہوگا۔ جس صورت پر تھا اور ہر ایک کا عہد نامہ کھولا جائے گا۔ جو شخص
اپنے عہد نامہ پر قائم ہوگا اس کو جنت ملے گی اور جو بر خلاف ہے وہ دوزخی ہوگا۔ اور
حق تعالےٰ نے پیغمبروں کے ساتھ روز میثاق میں کہا قولہ تعالیٰ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ
النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ
لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ط قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ط
قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝ ترجمہ جب اللہ تعالےٰ نے نبیوں سے
اقرار کیا جو کچھ میں نے تم کو دی ہے کتاب اور حکمت پھر آوے تم پاس کوئی رسول کہ سچ
بتاوے تمہارے پاس آنے والے تو اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے
حقتعالےٰ نے فرمایا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا ذمہ لیا۔ سب بولے ہم نے اقرار
کیا فرمایا تم شاہد رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہد ہوں پھر جو کوئی پھر جاوے اس کے بعد
تو وہی لوگ ہیں بے حکم اور فرمایا تم سب گواہ رہو رسالت پر ایک دوسرے کے میں
بھی گواہ ہوں تمہارا۔ پھر فرمایا۔ اے آدمؑ تم شیث علیہ السلام پر گواہ رہو اے شیث ؑ

تم ادریس پر گواہ رہو۔ اے ادریس تم نوح پر اے نوح تم ابراہیم ؑ پر۔ اور اے ابراہیم ؑ
تم اسمٰعیل ؑ پر اے اسمٰعیل تم اسحٰق پر گواہ رہو۔ اسی طرح عیسیٰ ؑ تک اور فرمایا اے
پیغمبرو تم سب رسالت پیغمبر آخرالزمان پر گواہ رہو اور اپنی قوم کو وصیت کیجیو۔
کہ ان کی رسالت پر ایمان لاویں اور نصرت دیویں تو اللہ تعالٰے نے اقرار کیا نبیوں کا
یعنی نبیوں کے مقدمے میں بنی اسرائیل سے اقرار لیا۔ فائدہ یہود مسلمانوں کو
کہتے ہیں کہ تمہارا نبی ہم کو کہتا ہے۔ کہ بندگی کرو اپنے رب کی ہم تو آگے سے ہی
بندگی کرتے ہیں اس کی مگر وہ چاہتا ہے۔ کہ میری بندگی کرو سو اللہ تعالٰے نے فرمایا
کہ جس کو اللہ تعالٰے نبی کرے اور وہ لوگوں کو کفر سے نکال مسلمانی میں لاوے
پھر کیونکر ان کو یہ بات سکھاوے مگر تم کو یہ کہتا ہے۔ کہ تم میں جو آگے دینداری
تھی جیسا کتاب کا پڑھنا اور سکھانا وہ نہیں ہے۔ اب میری صحبت سے پھر
وہی کمال حاصل کرو +

قصہ قبول توبہ آدم علیہ السلام

توبہ آدم بشفاعت محمد مصطفٰے ؐ کے قبول ہوئی۔ الہام ہوا اے آدم تم اور حوا و تمہاری
سراندیپ میں جا رہو تو فرزند تمہارے پیدا ہوں آدم برضائے الٰہی ہندوستان میں
آئے بود و باش اختیار کی ایک روز جبرائیل سات پارے لوہے کے لیکر ان کے پاس آئے
تاکہ ان کو آہنگری سکھلا دیں۔ حاجت آگ کی ہوئی آواز آئی اے جبرائیل آگ مالک
دوزخ سے مانگ لے۔ جب انہوں نے آگ لاکر آدم کو دی گرمی اور تپش سے
ہاتھ ان کا جلا آدم نے زمین پر ڈالدی وہ آگ سات طبق زمین کو چھید کر پھر دوزخ میں جا
رہی اور خبر ہے اسی طرح سات دفعہ دوزخ سے آگ لائے پھر دوزخ میں جا داخل ہوئی
آواز آئی اے جبرائیل سات دفعہ دریائے رحمت سے دھو کر لائے تب ٹھہرے گی
اور کعب الاحبار نے لکھا ہے کہ جب جبرائیل آگ لانے میں عاجز ہوئے تب حق تعالٰے کا

ارشاد ہوا آدم کو انھوں نے پتھر سے چقماق جھاڑ کر آگ نکال لی اور جبرائیل نے ان کو آہنگری سکھلائی اور آلات کھیتی کرنے کے درست کئے۔ جبرائیل نے ایک جوڑا بہشت سے بیل کا لا دیا۔ اور بعض نے کہا ہے دو گائے عین البقر سے لادیں۔ اور ایک مشت گندم بہشت سے لا دیا اور کہا کہ تو اپنے ہاتھ سے زراعت کر کے اس سے اپنی غذا حاصل کر۔ تب آدم نے وہ دانہ زمین پر جھپٹ دیا۔ اور ہل جوتا۔ جب بیل کج چلنے لگا۔ تب حضرت نے اس پر ایک لکڑی ماری بیل نے کہا اے آدم تجھ کو تو کیوں مارتا ہے اگر تجھے عقل ہوتی تو اس دنیا میں تو نہ پھنستا آدم نے اس بات کو سُن کر غصے میں آکر اس بیل کو چھوڑ دیا اور چلے گئے۔ پھر جبرائیل ان کے پاس آئے۔ اور کہا کہ تو کہاں جاتا ہے آدم نے کہا کہ بیل نے مجھے سرزنش کی۔ جبرائیل نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرے گا وہ رنج میں گرفتار رہے گا۔ اب تم کو رنج و عذاب برداشت کرنا ہے۔ تبھی نعمت کھائے گے۔ پھر آدم علیہ السلام نے دوسری دفعہ ہل جوتنا شروع کیا۔ پھر بیل کجی کرنے لگا۔ پالان گردن کہ ہندی میں اس کو جولا کہتے ہیں وہ نیچے کر لیا اور کھڑا ہو رہا۔ پھر حضرت نے اس کو لکڑی ماری۔ تب بیل نے رو کر سوئے آسمان منہ کیا اور رویا۔ پس آدم نے اس کو دق ہو کر چھوڑ دیا اور چلے گئے۔ پھر جبرائیل تشریف لائے اور کہا کہ تو کہاں جاتا ہے۔ وہ بولے کہ بیل نے آزردہ ہو کر خدا کی درگاہ میں تضرع کیا۔ جبرائیل نے کہا۔ کہ خدا تعالےٰ نے تم کو سلام کہا اور فرمایا کہ تو نے بھی بہشت میں ایسا ہی کیا تھا۔ اب اس وقت تم پر اذیت ہو گئی۔ اگر تم بیل پر سختی کرو گے پھر درست نہ ہو گا تو جلد جا اپنے کام میں مصروف رہو۔ میں بیلوں کی زبان پر مہر کر دوں گا۔ تاکہ وہ بات نہ کر سکیں گے۔ تب اچھی طرح سے ان سے کام لو۔ پھر آدم کھیتی کرنے میں مشغول ہوئے زمین پر گیہوں چھینٹا۔ وہ بار لایا اور پختہ ہوا تب کاٹ لیا یہ سب سات گھڑی میں تیار ہو گیا۔ زمین نے کہا اے آدم مجھے معاف رکھو کہ میں ضعیف ہوں ورنہ اس سے بھی جلدی تم کو گیہوں دیتی۔ آدم نے جب گیہوں کو ہل کر صاف کر کے کھانا چاہا۔ تب جبرائیل نے فرمایا

کہ اوّل گیہوں کو پیس پاس کر پانی کے ساتھ خمیر کر کے آگ میں سینک تب کھا حوا نے
اس سے تعلیم پا کر اپنے ہاتھ میں خوب پیس کر پانی کے ساتھ خمیر کر کے روٹی پکا کے آدم کے
سامنے لا رکھیں آدمؑ نے چاہا کہ کھا دیں جبرائیلؑ نے فرمایا کہ ذرا تامل کرو آفتاب غروب ہونے
دے کہ تو روزہ دار ہے۔ جب شام ہوئی آدم و حوا دونوں نے ساتھ مل کر روٹی کھائی۔
پھر دوسرے روز جب اشتہا کھانے کی ہوئی تو آدم نے دیکھا ایک خال سیاہ سینے پر
میرے نمود ہے اور جلدی بڑھ گیا۔ یہاں تک کہ ہفت اندام ان کے سیاہ رنگ ہو گئے
اور وہ ڈرے اور معلوم کیا شاید کہ یہ مجھ پہ دوسری ذلت آگئی، جبرائیل نے فرمایا اے
آدم روزہ رکھ آج کچھ مت کھا کہ تیرے بدن کی سیاہی مٹ جاوے آدم نے اس دن کھانا
نہ کھایا روزہ رکھا تو کچھ بدن ان کا سفیدی پہ آیا۔ پھر دوسرے دن جبرائیل تشریف لائے اور کہا
اور بھی دو روز تم روزہ رکھو تو اللہ تعالے تم کو شفا کامل بخشے اور ان روزوں کا نام
ایام بیض ہے کہ تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخ ہر مہینے کی حضرت آدم پر اللہ تعالیٰ
نے فرض کیا تھا اور اس زمانے سے لے کر حضرت موسیٰ کے زمانے تک اس پر عمل تھا پس
جب حضرت آدمؑ نے ہندوستان میں آکر مسکن کیا۔ حواؑ حاملہ ہوئیں اور ایک بیٹا اور ایک
بیٹی جنیں بیٹے کا نام قابیل اور بیٹی کا نام اقلیما رکھا وہ نہایت خوب صورت تھی۔ پھر حواؑ
حاملہ ہوئیں اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی جنیں بیٹے کا نام ہابیل اور بیٹی کا نام غازہ رکھا۔
مگر یہ خوب صورت نہ تھی۔ مروی ہے کہ حواؑ ایک سو بیس بار جنی تھیں، ہر دفعہ ایک بیٹا اور
ایک بیٹی جنیں۔ اور دوسری روایت ہے کہ ایک سو اسی بار جنی تھیں اور روایت کی
گئی ہے کہ قابیل ماں کے بطن میں بہشت میں تھے پیدائش ان کی دنیا میں ہوئی اس
واسطے کہ بہشت جائے پاک ہے نہ جائے آلودگی خون کی۔ جب ہابیل و قابیل دونوں
بڑے ہوئے تب جبرائیل تشریف لائے اور آدم علیہ السّلام سے کہا کہ خدائے تعالےٰ
نے تم پر سلام بھیجا اور کہا ہے کہ دونوں بھائی کو دونوں بہن کے ساتھ یعنے قابیل کی
بہن کو ہابیل کے ساتھ اور ہابیل کی بہن کو قابیل کے ساتھ شادی کر دو
تب انھوں نے حال شادی کا اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر کہہ دیا۔ اس بات

کو سن کر قابیل نے انکار کیا اور کہا کہ میری بہن اقلیما صاحب جمال ہے میں اس کو
نہیں دوں گا۔ آدم نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو مان لے۔ اس نے کہا
کہ نہیں مگر تم ہابیل کو دوست رکھتے ہو بسبب دوستی کے تم کہتے ہو۔ پہلے جس نے
عدول حکمی اپنے ماں باپ کی کی سو قابیل تھا۔ آخرش آدم نے بہ موجب حکم خدا
کے قابیل کی بہن کی شادی ہابیل کے ساتھ اور ہابیل کی بہن کی شادی قابیل کے ساتھ
کردی۔ بعد اس کے قابیل نے حسد سے ہابیل کو کہا کہ تو میری بہن اقلیما کو طلاق
دے تو اپنی خدمت میں رکھوں۔ ہابیل نے کہا کہ یہ میری جورو ہے میرے باپ نے اس
کے ساتھ شادی کردی ہے۔ میں ہرگز اپنے والد کا حکم رد نہ کروں گا اور خدا کا حکم بجا رکھوں گا
آدم نے جب یہ ماجرا سُنا واسطے تشفی خاطر دونوں بیٹوں کے یہ انصاف کر کے فرمایا کہ
دونو بھائی کوہ منا پر دو قربانیاں کر کے رکھ دو جس کی قربانی خدا کی درگاہ میں مقبول ہوگی
اس کی جورو بی بی اقلیما ہوگی۔ پس دونوں بیٹوں نے حسب حکم باپ کے کئی بکریاں لاغر
ذبح کر کے کوہ منا پر رکھ دیں بمصداق اس آیت کے وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ
اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ ترجمہ اور سنا ان کو تحقیق
احوال آدم کے دو بیٹوں کا جب نیاز کی دونوں نے کچھ نیاز پھر قبول ہوئی ایک سے اور نہ
قبول ہوئی دوسرے سے غرض دونوں بھائیوں نے قربانی کوہ منا پر رکھ کر دعا مانگی کہ یا الٰہی
قربانی ہماری قبول کر۔ وہیں آتش بے دود مثال سیمرغ کے آکر قربانی ہابیل کی جلا گئی اور
قربانی قابیل کی قبول نہ ہوئی تب قابیل ہابیل سے بولا جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا قَالَ لَاَ
قْتُلَنَّكَ ترجمہ قابیل نے ہابیل کو کہا کہ میں تجھ کو مار ڈالوں گا کہ قربانی تیری قبول ہوئی۔
ہابیل نے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۝ ترجمہ ہابیل
بولا کہ اللہ تعالیٰ قربانی قبول کرتا ہے پرہیزگاروں کی اگر تو ہاتھ چلاوے گا مجھ پر
مارنے کو میں ہاتھ نہ چلاؤں گا تجھ پر مارنے کو۔ میں ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جو
پالنے والا ہے سارے جہان کا اب وہ کوہ مناجیوں کا محل مناجات ہے۔ قربانی
اب تک اسی جگہ پیدا ہوتی ہے۔ آدم کے زمانے میں کوہ منا پر آتش حاکم تھی

جو چیز کہ انصاف کے واسطے اس پر رکھ دیتے ۔ غیب سے آکر اسے جلا دیتی تو خدا
کی درگاہ میں وہ مقبول ہوتی ۔ اور نوحؑ کے ایام میں حاکم کشتی تھی ۔ اس میں جھوٹ
سچ معلوم ہوتا تھا ۔ جو شخص ہاتھ اس پر رکھ دیتا متخاصمین سے اگر کشتی ساکن رہتی ۔ تو وہ
شخص سچا ہوتا اور اگر ہلتا تو دروغ گو ہوتا ۔ اور حضرت یوسفؑ کے زمانے میں حاکم صاع
تھا ۔ جو اس پر ہاتھ رکھتا اگر آواز نکلتی تو جھوٹا ٹھہرتا ۔ اگر آواز نہ نکلتی تو وہ شخص سچا ہوتا
اور حضرت داؤدؑ کے وقت میں حاکم زنجیر تھی ۔ آسمان سے لٹکتی ہوتی ۔ جو متخاصمین
سے اس پر ہاتھ ڈالتا وہ زنجیر اس کے ہاتھ میں آجاتی تو وہ راست گو ہوتا اور اگر نہ
آتی تو جھوٹا ٹھیرتا ۔ اور حضرت سلیمانؑ کے عہد میں حاکم سوراخ صومعہ کا تھا
مخالفین پر حکم ہوتا کہ پاؤں اس میں ڈالو ۔ اگر پاؤں اس میں نہ اٹکتا تو وہ شخص سچا
ہوتا اگر پھنس جاتا تو دروغ گو ٹھہرتا ۔ اور حضرت زکریاؑ کے زمانے میں قلم آہنی تھا
خصم کو حکم ہوتا کہ نام اپنا لکھ کر پانی میں ڈال دو ۔ اگر وہ پانی پر تیرتا تو وہ آدمی سچا
ہوتا ۔ اگر ڈوب جاتا تو جھوٹا ٹھہرتا ۔ اور جب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و
آلہٖ واصحابہ وسلم کا وقت پہنچا تب حق تعالےٰ نے ان سب احکام گزشتہ کو
منسوخ کر کے گواہوں پر رکھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرمایا تو نعوذ باللہ
محمد جھوٹے اور سچے کو میں خوب جانتا ہوں ۔ جو سچا ہوگا اس کو جزا نیک ملے گی
اور اگر کاذب ہوگا جزا اس کی بد ملے گی ۔ بمصداق اس آیت کے جَزَآءً
بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ترجمہ یہ بدلا ہے پورا جو عمل کرتے تھے دنیا میں پس
حاصل کلام ہابیل و قابیل دونوں بھائی کرمنا پر قربانی دے کر باپ کے پاس آئے
آدمؑ نے فرمایا اے قابیل تیری بہن اقلیما اب ہابیل پر حلال ہوئی تجھ پر حرام قابیل
اس بات کو سن کر اس کو مار ڈالنے کی تدبیریں رہا اور وقت فرصت کا نگاہ رکھتا تھا ۔
کہ کیونکر اس کو دفع کرے اور اس زمانے میں کسی نے کسی کی خونریزی نہیں کی تھی
مگر قابیل نے ہابیل کو ناحق مارا تھا ایک روز قابیل نے ہابیل کو کہا کہ میں تجھ کو مار ڈالوں
گا اس واسطے کہ تیرے سب فرزند کہیں گے کہ قربانی ہمارے باپ کی قبول ہوئی ۔

تمہارے باپ کی نہیں، ہابیل نے کہا اے بھائی اس میں میری کیا تقصیر ہے۔ خدا عادل ہے
اچھا اگر تو مجھے مارے گا میں تجھ کو نہیں حق برادری کا بجالاؤں گا۔ مگر تو روز حشر میں
عنداللہ ماخوذ اور مستوجب دوزخ ہوگا۔ اور میں خلاصی پاؤں وہ اس بات کو سنتے ہی
اور بھی اس کا دشمن جانی ہوا ایک روز اتفاق ہوا کہ حضرت آدمؑ حج کو گئے۔ قضا الٰہی سے
ایک روز قابیل نے ہابیل کے بکری خانے کے پاس کہ منگل کا دن تھا جاکر دیکھا
کہ ہابیل اس میں سوتا ہے۔ اس بات کی جستجو ہوئی کہ اس کو کس طرح سے مار ڈالوں
قضا الٰہی سے گریز نہ تھا۔ اس میں شیطان ملعون نے بصورت ایک شخص کے ایک
سانپ ہاتھ میں لے کر سامنے قابیل کے آکر ایک پتھر زمین سے اٹھا کر سانپ پر مارا
سانپ مرگیا اور وہ وہاں سے غائب ہوگیا۔ تب قابیل نے ابلیس لعین سے تعلیم پا
کر ایک پتھر زمین سے اٹھا کر ہابیل کے سر پر مارا۔ ہابیل مرگیا اور وہ مردود خدا
کی درگاہ میں عاصی و کافر ہوا۔ بعدہٗ گدھ اس پر آگرے قابیل بہت گھبرایا کہ لاش کا
کیا کیا چاہیئے۔ آخر اس لاش کو کاندھے پر لے کر گرد عالم کے پھرنے
لگا۔ جس زمین میں لہو اس کا گرا وہ شور ہوگئی۔ پس خدا تعالےٰ کو منظور نہ تھا کہ اپنے
دوست کی فضیحت کرے۔ تب کوے کو بھیجا۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے
فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ترجمہ پھر
بھیجا اللہ نے ایک کوا کریدتا زمین کو کہ اس کو دکھاوے کہ کس طرح چھپاتا ہے عیب اپنے
بھائی کا۔ خلاصہ یہ ہے کہ دو کوے اللہ تعالےٰ نے بھیجے وہ دونوں آپس میں لڑے۔ ایک
نے دوسرے کو مار ڈالا۔ بعدہٗ اپنے چنگل اور منقار سے زمین کو کھود کر قبر کی مثال بنا کر
اس میں اس کوے کو گاڑ کر چلا گیا۔ پس قابیل نے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ
اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ترجمہ
قابیل بولا اے خرابی مجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ ہوجاؤں برابر اس کوے کے کہ میں چھپاؤں
عیب اپنے بھائی کا پھر لگا پچھتانے۔ سورۃ مائدہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے پہلے
کوئی انسان نہ مرا تھا کہ جس سے معلوم ہوتا کہ مردے کے بدن کو کیا کرنا چاہیئے۔

قابیل ہابیل کو مار کر ڈرا کہ اس کا بدن پڑا رہے گا۔ تو لوگ دیکھ کر مجھ کو پکڑیں گے تب اس کو مانند پشتارے کے باندھ کر کئی روز لئے پھرا۔ آخر اللہ تعالےٰ نے ایک کوّے کو بھیجا اس نے اس کو دکھا کر زمین کرید ی۔ اس سے سمجھا کہ اس کے بدن کو دفن کرنا چاہیئے۔ اور دوسری نقل یوں ہے کہ ایک کوّے نے زمین کرید کر دوسرے کوّے مردہ کو دفن کیا اس نے دفن کرنے کا طور دیکھا اور بھائی کی خیر خواہی دوسرے کے حق میں دیکھی تب وہ اپنی حماقت[1] سے پشیمان ہوا۔ اس نے کوّے کا حال دیکھ کر گور کھودی اور ہابیل کو دفن کیا بعدہٗ قصد وطن کا کیا۔ اسی وقت جناب باری تعالےٰ سے آواز آئی۔ اے زمین قابیل کو داب لے۔ تب حکم آلہیٰ سے زمین نے اس کو زانو تک داب لیا۔ جب قابیل نے رو بسوئے آسمان کیا اور کہا خدایا ابلیس بھی تیری درگاہ میں مردود ہے اس کو بھی داب لیتی۔ آواز آئی اے ملعون ابلیس نے اپنے بھائی کی خونریزی نہ کی تھی۔ وہ پھر بولا خدایا میرا باپ بھی گندم کھا کے عاصی ہوا تھا۔ اس کو بھی زمین میں دفن کر دیتے۔ پھر جناب باری سے اس پر عتاب ہوا۔ اے مردود تیرے باپ نے قطع صلہ رحم کب کیا تھا۔ جیسا تو نے کیا پھر قابیل کو سینے تک زمین نے دبا لیا۔ جب اس نے کہا کہ یارب قسم ہے تیری کہ میں نے اپنے باپ سے سُنا کہ میری توبہ اس کلمہ کی برکت سے قبول ہوئی جو میں نے عرش پر لکھا دیکھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کلمے کی برکت سے گناہ میرا بخش دے۔ پھر ندا آئی اے زمین اس کو چھوڑ دے تب اس نے چھوڑ دیا۔ بعد اس کے اللہ تعالےٰ نے ایک فرشتے کو سوار کی صورت پر قابیل کے پاس بھیجا۔ اس نے اس کو نیزے سے مارا۔ پھر اللہ جل شانہٗ اس کو زندہ کیا پھر مارا پھر زندہ کیا اسی طرح حال اس کا روز قیامت تک رہے گا۔ جب مکے سے آدمؑ تشریف لائے ہابیل کی بہت تلاش کی نہ پایا۔ بعدہٗ لوگوں سے پوچھنے لگے کسی نے جواب دیا چند روز سے معلوم نہیں کہاں گیا۔ آخر آدم نے ان کے لئے کھانا پینا سونا سب ترک کیا۔ اور شب و روز ان کے فکر و غم میں رہتے۔ ایک روز صبح کو خواب میں دیکھا کہ ہابیل الغیاث

[1] یعنی اس کے قتل اور اس کی لاش اٹھانے سے نادم ہوا ۱۲

الغیاث اے پدر پکارتا ہے آدم نیند سے چونک اٹھے اور زار وزار رونے لگے۔ اسی وقت جبرائیلؑ نازل ہوئے اور کہنے لگے کہ ہابیل کو قابیل نے مار ڈالا اور فلاں زمین میں دفن کیا ہے یہ سنتے ہی آدم و حوا بہت ہی روئے اور جبرائیل سے کہنے لگے۔ کہ ہم اس کی قبر دیکھنا چاہتے ہیں۔ قابیل سے ہم بہت بیزار ہیں۔ جبرائیل نے کہا۔ کہ تم مت گریہ وزاری کرو۔ خدا تعالیٰ بھی اس سے بہت بیزار ہے۔ تب جبرائیل ان کو اس قبر پہ لے گئے۔ آدمؑ نے دیکھا اور بولے اگر قابیل ہابیل کو مارتا تو خون اس کا یہاں گرتا۔ جبرائیل نے فرمایا کہ لہو اس کا زمین نے کھینچ لیا ہے۔ آدمؑ نے کہا۔ لعنت خدا کی ہے اس زمین پر کہ خون میرے فرزند کا پی گئی ہے تب زمین نے خون اس کا اُگل دیا۔ جب دیکھ کر آدم و حوا نے قبر اس کی کھود کر اسے نکالا دیکھا۔ تو مغز اس کا نکل پڑا ہے اور خون سے تر بتر اور آلودہ ہو رہا ہے۔ یہ حال دیکھ کر اور بھی بہت سا دونوں روئے۔ اور ان کے رونے سے آسمان کے فرشتے بھی بہت سے روئے آخر آدم ہابیل کی لاش کو تابوت میں کر کے اپنے مکان پہ لائے۔ اور روایت کی ہے ابن عباس نے کہ آدمؑ نے چالیس روز تک اس تابوت کو گرد عالم کے پھرایا جس موضع میں وہ جاتے وہ موضع یہ ظلم دیکھ کر ماتم کرتا۔ اور وحوش اور طیور اور پرندے بھی اس حال پہ گریہ کرتے اور کہتے کہ بھاگا چاہئیے آدمی زاد سے کہ وہ بے وفا ظالم اپنے بھائی کو مار ڈالتے ہیں۔ بعد اس کے آدمؑ نے ہابیل کو اپنے مکان پہ لا کر دفن کیا اور اس وقت ان کے فرزند ایک سو بیس ۱۲۰ تھے۔ اور اس وقت سوا ہابیل کے کوئی نہ مرا تھا۔ سب بیٹوں نے اپنے آپ آدم کے پاس آکر عرض کی کہ ہم کچھ پیسے روپے چاہتے ہیں کہ اس سے کماویں اور سوداگری کر کے کھاویں۔ تب جبرائیل نے یک مٹھی سونا اور ایک مٹھی چاندی لادی۔ آدمؑ نے فرمایا اس قدر چاندی سونے سے ہمارے فرزندوں کا کیا ہوگا۔ کہ وہ اس سے تجارت کر کے کھاویں۔ پس غیب سے آواز آئی کہ سونے چاندی کو پہاڑوں میں ڈال دے تاکہ وہاں سے تھوڑا تھوڑا نکال کر بقدر حال اپنے تجارت کر کے کھاویں تو وہ قیامت تک

گم نہ ہوگا۔ پس بعد ہزار سال کے آدم بیمار ہوئے اور کھانے کے لئے اقسام میووں کی بیٹوں پر فرمائش کی سب بیٹے میوے کے لئے گئے مگر شیث علیہ السّلام باپ کی تیمارداری میں حاضر رہے۔ جب انھوں کے آنے میں تاخیر ہوئی شیث کو آدم نے فرمایا کہ تو اس پہاڑ میں جاکر مانگ تو حق تعالیٰ تیری دعا کی برکت سے میرے لئے میوے بھیجے گا۔ شیث نے کہا آپ میرے والد بزرگوار ہیں، حضور کے دعا مانگنے سے حق تعالےٰ اپنے رحم سے بیشک بھیجے گا، اور آپ کی دعا اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں قبول ہے۔ آدم علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں خدا کی درگاہ میں شرمندہ ہوں باعث گندم خوری کے اور تم پاک بے باک ہو۔ تب انھوں نے حسب الحکم باپ کے وہاں جاکر دعا مانگی، دیکھا کہ جبرائیل معہ ایک طبق زریں طرح طرح کے میوے جیسا کہ بہی انار وسیب و نارنج و ترنج ولیموں و رطب و انگور و انجیر و خربزہ وغیرہ اس میں رکھ کر اور دوسرا طبق زر سرخ کا اس پر ڈھانک کر ایک حور کے سر پر رکھ کر لائے حور اپنے چہرے سے نقاب کھول کر سامنے آ حاضر ہوئی۔ آدم نے جبرائیل سے پوچھا یہ حور کس لئے ہے۔ جبرائیل نے کہا کہ حق تعالےٰ نے اس حور کو بہشت سے شیث کی زوجیت کو بھیجا ہے کیوں کہ سب فرزند تمہارے سوائے اس کے جفت پیدا ہوئے ہیں۔ بعضوں نے روایت کی ہے کہ وہ حور بہشت میں چلی گئی ان کے لئے قیامت تک بہشت میں رہے گی، اور مصنف اس کتاب کا لکھتا ہے کہ آدم نے اس حور کی شادی شیث سے کر دی، اور اس حور کی عربی زبان تھی جو فرزند اس سے پیدا ہوتا وہ عربی بولتا، اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نسل سے ہیں۔ پس آدم نے اس میوے سے کچھ آپ کھایا کچھ بیٹوں کو دیا۔ جس نے اس میوے کو کھایا۔ فاضل تر اور دانا و بینا ہوا۔ تب آدم نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ اب قریب ہے کہ میں دنیا سے کوچ کروں گا۔ شیث قائم مقام میرا رہے گا۔ تم اس کی فرمانبرداری کیجیو، اور اس پر ایمان لائیو۔ جب انہوں نے حضور میں اقرار کیا بعد اس کے حضرت نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ بیٹے سب باپ کی مفارقت میں بہت روئے نماز جنازے کی پڑھ کر دفن کیا۔ دو سال تک باپ کی قبر پر حاضر رہے۔ بعدہٗ

متفرق ہو کر اپنے اپنے گھر گئے

قصہ حضرت شیث علیہ السلام کا

شیث ؑ سب بھائیوں سے بڑے اور فضیلت میں زیادہ تھے۔ سب بھائیوں کے ساتھ امور دنیا میں شریک رہتے۔ لیکن کچھ کام نہ کرتے جب موسم کا وقت ہوتا۔ بھائی حصہ ان کے گھر میں پہنچا دیتے۔ اور جب غلہ اور اناج بھائیوں کا تمام ہوتا۔ تب سب بھائی ان سے قرض دام لے کر اپنے صرف میں لاتے ایک سال بھائیوں نے ان کے یہ صلاح کی کہ اس سال کا غلہ ان کو ہم نہ دیں گے۔ اور ہم ان کا قرض پھیر دیں گے۔ کیونکہ کسی کام میں ہمارے ساتھ وہ شریک نہیں ہوتے۔ بیٹھے بیٹھے حصہ ہم سے مفت لیتے ہیں اسی سال حق تعالےٰ نے ان کو پیغمبری اور کتاب عنایت کی تاکہ وہ اپنی قوم کو شریعت سکھاویں۔ اور دین و ایمان کی راہ بتاویں بعدہٗ سب بھائی ان سے راضی اور مطیع ہوئے اور ان پر ایمان لائے اور ہر سال ان کو قسمت عشرہ دیتے اس سے عیال و اطفال کا اپنے نفقہ کرتے چند روز کے بعد ایک بیٹا پیدا ہوا نام اس کا نوش تھا جب وہ بالغ ہوا۔ شیث علیہ السّلام نے اپنے دین پر رکھ کر اس دنیائے دوں سے انتقال فرمایا۔ بعدہٗ نوشش نے بھی باپ کے دین پاک پر ایک مدت رہ کر رحلت فرمائی اور خلیفہ ان کا ایک بیٹا نام اس کا قلتیان تھا۔ اس نے بھی باپ کے دین پاک پر چند روز ثابت رہ کر ہزاروں خلق اللہ کو اپنے دین میں بلایا اور راہ ہدایت کی بتائی بعدہٗ وفات پائی۔ ان کے پیچھے ایک بیٹا مہلائیل نام قائم مقام ان کا رہا وہ ایسے خوبصورت تھے کہ تمام جہان میں برابر ان کے کوئی نہ تھا۔ مغرب اور مشرق سے خلقت ان کو دیکھنے آتی اور ہدیہ لاتی۔ یہاں تک کہ ان کے خاندان میں حشمت و عظمت اور وقار و عزت ایسی پیدا ہوئی کہ ان کے برابر سارے عالم میں کوئی دوسرا نہ تھا اور ان سے فرزند بہت پیدا ہوئے آخر وہ اپنے دین پاک پر گذر گئے اور ان کا ایک بیٹا ایزد نام سب سے بزرگ تھا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ نام ان کا

اوس تھا۔ مہلائیل نے جب دنیا سے رحلت فرمائی خلائق اطراف سے ان کی زیارت کو آتی اور تحفہ تحائف بہت سے لاتی جب ان کی ملاقات نہ ہوتی تو مایوس ہو کر چلی جاتی۔ ایک روز ابلیس لعین نے بصورت ایک شخص کے نزدیک فرزندان مہلائیل کے کہا کہ تم سے لوگ بیزار ہیں۔ کیونکہ خلائق تحفہ تحائف لے کر بہت دور سے تمہارے والد مرحوم کے دیدار کو آتی ہے۔ اسے نہ پاکر محروم ہو جاتی ہے، تب سبھوں نے کہا کہ کیا کرنا چاہیے۔ شیطان نے کہا ایک صورت اپنے والد کی شکل سے مشابہ بنانا چاہیئے تو خلائق اس صورت کی زیارت کرے اور پوجے اور محروم نہ جاوے اور اس کے باعث تمہاری عزت و حرمت بڑھ جاوے اگر نہ کرو گے تو سارے عالم میں تم حقیر اور ناچیز ہو جاؤ گے۔ ابلیس نے جب یہ باتیں جتلائیں، تب سبھوں نے رضا دی۔ ابلیس لعین نے حضرت مہلائیل کی صورت بنا کر ایک برقعہ اس کے چہرے پر ڈالا۔ تمام خلق اللہ اطراف عالم سے آکر اس صورت بے جان کی زیارت کر کے چلی جاتی ایک دو قرن یونہی گذرے علم و عالم ان لوگوں میں سے مفقود ہو گئے اور سب گمراہ ہو گئے۔ شیطان مردود نے ان لوگوں کو بت پرستی میں ڈالا۔ بعدہٗ دوسری ایک قوم بزرگ کو جا کر مغالطہ اور فریب دے کر کہا کہ تمہارے باپ دادا نے صورت مہلائیل کو پوجا تمہیں بھی لازم ہے کہ اس صورت کی پرستش کرو کہ روح مہلائیل کی تم سے خوش رہے اور تم کو دولت زیادہ حاصل ہو گی۔ پس وہ لوگ بھی اس صورت کو پوجنے لگے۔ رفتہ رفتہ تمام عالم میں بت پرستی پھیل گئی، بعدہٗ اس قوم میں ایک لڑکا پیدا ہوا اس کا نام اخنوخ تھا جسے ادریس پیغمبر کہتے تھے۔

قصہ ادریس علیہ السلام کا

وجہ نام ادریس کی یہ ہے۔ کہ پڑھانے کی کثرت کے سبب سے لقب آپ کا ادریس علیہ السلام ہوا۔ علم نجوم ان کے معجزات سے ہے۔ وہ زمین پر عبادت کرتے ان کو فرشتے سب آسمان پر لے جاتے۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ وَاذْكُرْ

فِی الْکِتٰبِ اِدْرِیْسَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ترجمہ اور یاد کر کتاب میں ادریس کو وہ
تھا سچا نبی ہر روز پیرہن سیتے تھے ہر دم سینے میں تسبیح پڑھتے تھے۔ اور وہ اجرت
سلائی کی کسی سے نہ لیتے ایک روز کا ذکر ہے کہ وہ اپنے کام سے فراغت کر کے بیٹھے
تھے اس میں ملک الموت بہ آرزوئے تمام امر الٰہی سے آدمی کی صورت بن کر مہمان کے
طور پر رات کو ادریس کے دروازے پر آپہنچے آنحضرت صائم الدہر تھے۔ جب شام
ہوتی افطار کے وقت پر کھانا آپ کا بہشت سے آتا جس قدر چاہتے کھا لیتے۔ باقی کھانا
بہشت میں پھر جاتا اور اس دن کا کھانا جب بہشت سے آیا حضرت نے اس مسافر کو پیش
کر دیا۔ مسافر نے کچھ نہ کھایا قدم پر قدم رکھ کر عبادت کرتا رہا۔ حضرت ادریس ان کا
حال دیکھ کر متعجب ہو رہے کہ یہ شخص کون ہے۔ جب روز روشن ہوا۔ حضرت نے ان
کو کہا کہ اے مسافر تو میرے ساتھ چل کہ خدائی قدرت صحرا میں جا کر دیکھیں اور تیرے
سبب سے میں خوشی حاصل کروں۔ تب دونوں بزرگ گھر سے میدان کی طرف
نکلے جاتے جاتے ایک گیہوں کے کھیت میں جا پہنچے۔ حضرت ملک الموت نے کہا
کہ چلو اس کھیت سے چند خوشے گیہوں کے لے کر ہم اور تم مل کر کھالیں۔ ادریس عم
نے فرمایا کہ عجب ہے کہ تو نے شب گذشتہ کو کھانا حلال نہ کھایا اب حرام کھانا چاہتا
ہے۔ پھر وہاں سے دونوں بزرگ دوسرے ایک باغ میں جا پہنچے اور وہاں بھی انگور
دیکھ کر حضرت عزرائیل نے کھانے کا قصد کیا۔ حضرت ادریس نے فرمایا کہ تصرف ملک
غیر میں حرام ہے۔ پھر جاتے جاتے ایک بکری دیکھ کر عزرائیل نے کھانے کا ارادہ
کیا۔ پھر ادریس نے ان سے کہا کہ بیگانی بکری کو ذبح کر کے کھانا ممنوع ہے۔ پس
اسی طرح تین روز تک دونوں باہم رہے جب کہ ادریس نے معلوم کیا کہ یہ شخص بنی آدم
سے نہیں ہے۔ تب حضرت نے فرمایا واسطے خدا کے ظاہر کر کہ تو کون شخص ہے اس
نے کہا کہ میں عزرائیل علیہ السلام ہوں۔ تب ادریس نے فرمایا کہ اے بھائی سب
مخلوقات کی جان تم ہی قبض کرتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ ہاں حضرت نے فرمایا
کہ شاید تم میری جان قبض کرنے کے لئے آئے ہو۔ انھوں نے کہا کہ نہیں میں تمہارے

ساتھ خوش طبعی کرنے آیا ہوں۔ حضرت نے کہا کہ آج تین دن سے تو میرے ساتھ ہے۔ اس عرصے میں بھی تو نے کسی کی جان قبض کی ہے۔ وہ بولا قَالَ کُلُّهَا بَیْنَ یَدَیَّ كَاَنَّهَا بَیْنَ یَدَیْكَ خُبْزٌ۔ ترجمہ ملک الموت نے کہا کہ کل جان قبض کرنا ہاتھ میں ہمارے ایسا ہے جیسا کہ دونوں ہاتھ کے نیچے تمہارے روٹی دھری ہے جس کی اجل آتی ہے اللہ تعالےٰ کے حکم سے میں جان ہاتھ بڑھا کر اس کی قبض کرلیتا ہوں۔ اور بولا اے ادریس میں چاہتا ہوں کہ تیرے ساتھ رشتہ برادری کا کروں ادریس نے کہا کہ میں تیرے ساتھ رشتہ برادری کا تب کروں کہ تلخی جان کندنی کی ایک بار گی تو مجھ کو چکھا دے تاکہ خوف اور عبرت مجھے زیادہ ہو اور عبادت خالق زیادہ کروں۔ ملک الموت نے کہا کہ بے رضا الٰہی میں جان قبض نہیں کرسکتا ہوں تب اس نے خدا کی درگاہ میں عرض کی حکم ہوا کہ جان ادریس کی قبض کر اس نے جان اس کی قبض کی۔ پھر ملک الموت نے خدا کی درگاہ میں دعا مانگی۔ پھر اللہ نے ان کو زندہ کیا اور ادریس علیہ السلام نے اٹھ کر ملک الموت کو گودی میں لیا۔ دونوں نے آپس میں رشتہ برادری کا لگایا۔ ملک الموت نے ان سے پوچھا۔ اے بھائی تلخی جان کندنی کی کیسی تھی وہ بولے کہ جیسے کسی زندہ جانور کی کھال سر سے پاؤں تک کھینچی جاتی ہے۔ ملک الموت نے کہا اے بھائی قسم ہے رب العالمین کی جیسا کہ میں تیرے ساتھ احسان کیا ہے۔ ایسا کسی سے نہیں کیا۔ ادریسؑ نے فرمایا اے بھائی مجھ کو دوزخ دیکھنے کا شوق ہے تو مجھ کو اس کے دروازے تک لے چل تو اس کے دیکھنے سے خوف الٰہی زیادہ ہو تاکہ میں عبادات اور بندگی زیادہ کروں۔ تب ملک الموت نے خدائے تعالےٰ کے حکم سے ان کو سات طبقے دوزخ کے دکھلائے۔ پھر وہ بولے اے بھائی مجھ کو بہشت کی آرزو ہے کہ اسے دیکھ کر سکوت حاصل کروں اور عبادت زیادہ کروں۔ پھر ان کو بہشت کے در پر لے گئے۔ پھر بولے بھائی میں تلخی جان کندنی کی چکھ چکا ہوں۔ اور دوزخ کو بھی دیکھا۔ جگر میرا مارے پیاس کے جل گیا۔ اجازت ہو تو بہشت میں جاکر ایک پیالہ پانی پیوں۔ تب اس نے کہا تو وہاں

سے پھر آنے کا عہد کر ادریس نے عہد کیا کہ آؤں گا تب بحکم الٰہی اپنی نعلین کو درخت طوبےٰ
کے تلے چھوڑ کر بہشت کے اندر چلے گئے کیونکہ عہد باہر آنے کا کیا تھا، اور نعلین کو
بھی طوبےٰ کے تلے چھوڑ آتے تھے، بہشت سے باہر نکل کر اپنی نعلین کو لے کر بہشت
میں جاکر درخت پر بیٹھے ملک الموت نے ان کو آواز دی کہ اے بھائی تاخیر مت کر ادریس
نے کہا کہ اے مشفق جبار عالم فرماتا ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ترجمہ ہر جی کو
موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اب میں تو مزہ جان کندنی کا چکھ چکا ہوں اور حق تعالیٰ فرماتا ہے۔
وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا اور کوئی نہیں تم میں سے جو نہ پہنچے گا اس میں سے اور میں اس
دوزخ میں سے پہنچ چکا ہوں، اور بھی جلیل جبار فرماتا ہے۔ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا
بِمُخْرَجِينَ ترجمہ نہ پہنچیگی وہاں ان کو کچھ تکلیف اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے یعنی جو
بہشت میں گیا پھر نہ آوے گا، اے بھائی اب میں ہرگز باہر نہیں آؤں گا، درگاہ باری سے
آواز آئی کہ اے عزرائیل تو ادریس کو چھوڑ کر چلا جا میں نے اس کی تقدیر میں یہی لکھا تھا۔ ادریس مزہ
موت کا چکھ کر اور دوزخ کو بھی دیکھ کر بہشت میں جارہا ہے، تب عزرائیل بولے اِنَّ الْجَنَّةَ حَرَامٌ
عَلَى الْأَنْبِيَاءِ حَتّٰى يَدْخُلَ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ ترجمہ بہشت حرام ہے انبیا پر جب تک کہ خاتم
الانبیا داخل نہ ہوں بہشت میں پھر آواز آئی اے عزرائیل میں بہشت کو دریغ نہیں رکھتا ہوں
لیکن اول بہشت میں محمد مصطفےٰ داخل ہوں گے بعدہٗ سب امت ان کی اور قول دوسرا یہ
ہے کہ طواف کرنے والے سب طواف کرتے رہیں بہشت میں اور حق تعالیٰ نے فرمایا
وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا اور اٹھالیا ہم نے اس کو اونچے مکان پر پس بہشت میں ادریس تو جا رہے
اور ان کے سب فرزند فراق سے شب و روز گریہ و زاری میں تھے، ایک روز ابلیس لعین
ان کے پاس آیا اور کہا کہ تم مت رویا کرو میں تمہارے باپ کی سی ایک صورت بنا دیتا
ہوں تم اس کو شب و روز دیکھا کرو اور پوجتے رہو وہ تمہارے دل کا چاہتا رہے گا، اور
تم سب خوش رہو گے۔ ابلیس علیہ اللعنۃ نے ایک ایسی صورت بنائی کہ ان کی شکل میں اور
اس میں کچھ فرق نہ تھا، صرف اتنا ہی فرق تھا کہ یہ صورت بات نہ کرتی تھی اور وہ لوگ
اس صورت کو پوجا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بت پرستی تمام عالم

میں پھیل گئی۔ مشرق سے مغرب تک چار سو برس تک یہی حال جاری رہا۔ کوئی آدمی اللہ کو نہ جانتا تھا۔ علم و عالم ان میں سے مفقود تھا۔ بعدہٗ خدا تعالےٰ نے نوح علیہ السّلام کو ان پر پیغمبر کر کے بھیجا تھا کہ ان کو راہ ہدایت کی بتاویں۔ واللہ اعلم بالصواب

ذکر حضرت نوح علیہ السّلام کا

نوح علیہ السّلام کا نام شکر تھا۔ بعدہٗ نام نوح ہوا۔ اس واسطے کہ اپنی قوم پر بہت نوحہ کرتے تھے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا ترجمہ اور بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کے پاس پھر رہا ان میں سے ہزار برس مگر پچاس برس کم اس مدت کے اندر چالیس مرد اور چالیس عورت کے سوا کوئی ایمان نہ لایا امر الٰہی سے نوح ہر روز پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر اللہ کی طرف خلق اللہ کو دعوت کرتے اور پکار کر کہتے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اور ان کی آواز خدا کے حکم سے مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتی مردود سب اس کلمے کی آواز سن کر انگلیاں اپنے کانوں میں دیتے اور بعضے ملعون کپڑوں سے اپنے منہ کو چھپا لیتے اور بعض کافر یہ آواز سن کر بھاگ جاتے اور چپکے ہو رہتے۔ جب ان مردودوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کرتے اور وہ کافر سب کے آگے بے ادبی سے حضرت پر ہاتھ چلاتے اور مارتے مارتے بیہوش کر دیتے۔ جب وہ ہوش میں آتے تو پھر پکار کر بولتے۔ اے لوگو تم کہو خدا واحد لاشریک ہے اور نوح رسول اس کا برحق ہے اور ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت کے گلے میں کافروں نے رسی ڈال کر کھینچی۔ اس کے صدمے سے حضرت تین روز بیقرار رہے۔ پھر بھی اللہ کے واسطے تکلیفیں اٹھا کر خلق اللہ کو دعوت کیا کرتے۔ یہاں تک کہ طوفان کی نوبت پہنچی اور حضرت نے کہا قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا ۙ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا ترجمہ کہا اے رب میرے بلاتا رہا میں اپنی قوم کو رات اور دن مگر میرے بلانے سے وہ اور زیادہ بھاگتے ہی رہے اور ہر روز مجھ پر سوائے

ظلم اور ستم کے کچھ نہیں کرتے اور مجھے برا بھلا کہتے ہیں، اور ایک دن کا ذکر ہے کہ نوحؑ نے اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دی، کافروں نے آکر حضرت کو ایسا مارا کہ تمام کپڑے حضرت کے لہولہان ہو گئے، تب ان کی بی بی کہ وہ کافرہ تھیں کہنے لگیں کہ اے قوم نوح دیوانہ ہوا ہے تم اتنا مت مارو جو وہ کہتا ہے اپنے دیوانہ پن سے کہتا ہے وہ کچھ نہیں جانتا ہے، نوح نے اپنی بی بی سے جب یہ باتیں بے ادبی کی سنیں تب حضرت نے آسمان کی طرف منہ کیا اور رو رو کے کہا، کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا قولہ تعالےٰ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ ترجمہ۔ پھر اس نے پکارا رب اپنے کو کہ میں دب گیا ہوں تو اس کا بدلہ لے فی الفور جبرائیل نے آکر کہا اے نوح تو دعا کر تیری دعا خدا کی درگاہ میں مستجاب ہے یہ قوم کفار تم پر ہرگز ایمان نہ لاوے گی اور تم اس درخت کو لگاؤ اور دوسرا قول یہ ہے کہ جبرائیل نے ایک شاخ درخت بہشت سے لاکر دی، حضرت نے اس شاخ کو زمین پر لگایا، جب چالیس برس گذرے وہ درخت اس قدر بڑا ہوا کہ چھ سو گز لمبا اور چار سو گز موٹا چوڑا ہو گیا۔ اور اس چالیس برس کے اندر تمام جورویں ان کافروں کی بانجھ تھیں اور نسلیں ان کی منقطع اور باقی عذاب الٰہی سے معذب ہوئیں، سبب اس کا یہ تھا کہ وہ اپنے بیٹوں کو نوح کے پاس لے جاکر بولیں کہ اے لڑکو تم اس کو دشمن جانیو اور اس کی بات نہ مانیو، اس کو ہمیشہ ذلیل و خوار رکھیو کہ دیوانہ ہے، نوح نے جب یہ باتیں انھوں سے سنیں تب ان لوگوں سے ناامید ہو کر درگاہ الٰہی میں زاری کی اور کہا وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ترجمہ اور کہا نوحؑ نے اے رب نہ چھوڑ زمین پر منکروں کا ایک گھر بھی بسنے والا کہ نسل کافروں کی باقی نہ رہے زمین پر، تب جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اے نوحؑ اس درخت سے تو ایک کشتی بنا نوحؑ نے کہا کہ کس طرح بناؤں جبرائیلؑ نے کہا کہ تو اس درخت کو کاٹ اور چیر کر تختے بنا تجھے بتلاؤں گا۔ نوحؑ نے اس درخت کو کاٹا اور چیر کر تختے بنائے اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ

ترجمہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے بنا کشتی روبرو ہمارے اور ہمارے حکم سے اور نہ بول مجھ سے ظالموں کے واسطے یہ البتہ غرق ہوں گے تو ان تختوں سے کشتی بنا۔ اور شاخوں سے اس کی میخیں لگا نوحؑ نے بموجب تعلیم جبرائیل کے درودگری سیکھ کر اس درخت کے تختے بنائے، پہلے تختے پر نام آدمؑ کا اور دوسرے تختے پر نام شیث کا اور تیسرے تختے پر نام ادریس علیہ السلام کا اور چوتھے تختے پر نام نوحؑ کا اور پانچویں تختے پر نام موسیٰؑ کا اور چھٹے تختے پر نام صالح کا اور ساتویں تختے پر نام ابراہیم کا اور اسی طرح ایک لاکھ چوبیس ہزار تختے نام سے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے نکلے، یعنی ہر ایک تختے پر ایک ایک پیغمبر کا نام لکھا تھا، اور آخری تختے پر نام حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ نوحؑ نے جبرائیل کی تعلیم سے کشتی بنائی طول اس کا ہزار گز اور عرض اس کا چارسو گز کا تھا، جب کشتی تیار ہوئی تو کافر دیکھ کر ہنسنے اور افسوس کرنے لگے، جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا وَیَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ط قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ لا مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝

ترجمہ اور نوحؑ کشتی بناتا اور جب قدرے اس پر سے سردار اس کی قوم کے ہنسا کرتے اور اس پر کہا اگر تم ہنسی کرتے ہو ہم پر تو ہم ہنستے ہیں تم پر جیسے تم ہنستے ہو اب آگے جان لوگے کہ کس پر آتا ہے عذاب کہ رسوا کرے اس کو اور اترتا ہے اس پہ عذاب ہمیشہ کا یہ فائدہ تفسیر سے لکھا ہے کہ وہ کافر ہنستے تھے کہ خشک زمین میں غرق کا بچاؤ کرتا ہے یہ ہنستے اس پر کہ موت سر پہ کھڑی ہے اور ہنستے ہیں، غرض کشتی تیار ہوئی اور چار تختے کم ہوئے۔ نوح نے جبرائیل سے کہا جبرائیل نے کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں چار تختے ان کے چار یار کے نام سے یعنی ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ بن خطاب اور حضرت عثمانؓ غنی اور حضرت علیؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام سے لگایا چاہیئے تو کشتی تمہاری اللہ کے فضل وکرم سے محفوظ رہے گی اور نجات پائے گی، اور جس مومن کے دل میں

محبت حضرت محمد مصطفیٰ اور چار یار کی ان کے ہوگی وہ آتش دوزخ سے نجات پاتے گا اور فرمایا اے نوح دریائے نیل میں ایک درخت ہے کسی کو بھیج کر وہاں سے منگوا کر اس سے چار تختے بنام یاروں کے نکال کر اس میں لگا دو تب نوح نے اپنے بیٹوں کو کہا انھوں نے نہ مانا اور بولے کہ عوج بن عنق کو بھیجو کہ وہ ہم سے قوت زیادہ رکھتا ہے اور اس کی راہ بھی خوب جانتا ہے ۔ اسی وقت حضرت نے عوج بن عنق کو بلوایا اور کہا کہ اگر تو فلاں درخت کو دریائے نیل سے لاتے گا ۔ تو میں تجھ کو خوب جی بھر خوش کروں گا ۔ عوج نے کہا کہ تو میرے ساتھ عہد کر نوح نے عہد کیا پس عوج نے جاکر اس درخت کو جڑھ سے اٹھا کر لا دیا ۔ تب نوح نے تین روٹیاں جو کی نکال کر اسے کھانے کو دیں ۔ عوج اسے دیکھ کر ہنس دیا ۔ اور کہا اے نوح میں بارہ ہزار روٹیاں ایک وقت میں کھا لیتا ہوں اور کھانے کا کیا حساب دوں تب بھی سیری نہیں حاصل ہوتی ۔ یہ تین قرص نان جو سے مجھے کیا ہو گا ۔ اور خبر ہے کہ عوج عمر بھر کے اکل و شرب سے سیر نہ ہوا تھا ۔ نوح نے کہا کہ تو اگر سیری چاہتا ہے تو بسم اللہ پڑھ کر کھا ۔ تب اس نے بسم اللہ پڑھ کر ایک آدھی روٹی کھائی تھی کہ اور دوسرے لقمے کی حاجت نہ رہی اسی میں اس کو سیری حاصل ہوگئی ۔ بعدہٗ نوح نے اس درخت سے چار تختے نکال کر اول بنام حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے اور دوسرا تختہ حضرت عمرؓ خطاب کے اور تیسرا تختہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اور چوتھا تختہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام سے لگایا ان چاروں تختوں کے لگانے سے کشتی تیار ہو گئی ۔ بعدہ جبرائیلؑ نے فرمایا اے نوحؑ تو بیت المعمور کی زیارت کر لے کہ اللہ تعالےٰ اس کو اٹھائے گا ۔ جب وہ زیارت کر کے آئے تب اس کو فرشتوں نے آسمان چہارم پر اٹھا لیا بعدہٗ ترتیب اور انتظام کشتی کا کرنے لگے اس میں سات طبقے تھے ۔ اول طبقے میں تابوت آدم کا اور دوسرے طبقے میں نوح مومنوں کے ساتھ تھے اور تیسرے طبقے میں پرندے اور چوتھے طبقے میں درندے اور پانچویں طبقے میں چرندے اور چھٹے میں ہر جنس کی چیزیں اور ساتویں طبقے میں تخم اور گھانس اور میوے

سب رکھے تھے پس جبرائیلؑ نے فرمایا اے نوحؑ علامت طوفان کی یہ ہے کہ تمہارے گھر کے تنور سے گرم پانی اُبلے گا۔ تب ایک روز ان کی بی بی روٹی پکاتی تھی تنور سے گرم پانی اُبل پڑا جلدی سے ان کی بی بی نے ان کو خبر دی بمصداق اس آیت کے قولہٖ تعالیٰ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُۙ قُلْنَا احْمِلْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَؕ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ۝ ترجمہ یہاں تک کہ جب پہنچا حکم ہمارا اور جوش مارا تنور نے کہا ہم نے لادلے اس میں ہر قسم کا ایک جوڑا اور اپنے گھر کے لوگ مگر جس پر کہ پہلے پڑ چکی بات اور جو ایمان لایا ہو اور نہیں ایمان لائے تھے اُس کے ساتھ مگر تھوڑے۔ جبرائیلؑ نے فرمایا اے نوح ایک ایک جوڑا ہر جانور کا کشتی پر اٹھالے حضرت نے کہا کوئی مشرق میں اور کوئی مغرب میں ہیں کیونکر ان کو اکٹھے جمع کروں۔ پس خدا کے حکم سے جس کی نسل رہنی مقدر تھی اس جانور کا جوڑا کشتی میں رکھ لیا۔ اور گھر والوں میں سے جس پر بات پڑ چکی تھی اور بیٹا اور اس کی ماں ڈوبی اور تین بیٹے بچے۔ جن کی اولاد ساری خلقت میں ہیں اور تنور تھا حضرت نوح کے گھر میں جو طوفان کا نشان بتا رکھا تھا کہ جب اس تنور سے پانی اُبلے تب کشتی میں سوار ہو جائیو۔ فائدہ۔ مترجم نے تفسیر سے لکھا ہے اور دوسری روایت ہے کہ کشتی میں تین طبقے تھے۔ اول طبقے میں اور دوسرے طبقے میں نوح علیہ السلام ساتھ مومنوں کے اور تیسرے میں چار پائے اور فرزندان کے سام حام یافث سب کے سب کشتی میں تھے اور ایک بیٹا ان کا کنعان مارے غرور کے جدا ہو کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور کہا کہ میں ہرگز تیری کشتی پر نہ آؤں گا۔ ہر چند کہ نوح نے اس کو پکارا اے کنعان تو بے کشتی ہلاک ہو جاوے گا ہمارے ساتھ ہولے بمصداق اس آیت کے قولہٗ تعالیٰ وَنَادٰى نُوْحُ ا بْنَهٗ وَكَانَ فِیْ مَعْزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِیْنَ۝ اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا تھا کنارے اے بیٹے میرے سوار ہو ساتھ ہمارے اور مت رہ ساتھ منکروں کے اس نے جواب دیا قولہ تعالیٰ قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰى جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِؕ ترجمہ اور کنعان نے کہا میں لگ

ا؎ یعنی جو معزل میں کافر لکھا گیا ہے اس کو اپنے ہمراہ سوار نہ کیجئے ۱۲

رہوں گا پہاڑ کو، بچا لے گا مجھ کو پانی سے نوحؑ نے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ
أَمْرِ اللّٰهِ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ ج ترجمہ کوئی بچانے والا نہیں آج کے دن اللہ کے حکم سے مگر جس
پر وہ مہر کرے اور فرمایا اے بیٹے آج کوئی باقی نہ رہے گا۔ عذاب سے خدا کے سب غرق ہو
جاویں گے، مگر وہ شخص کہ خدا ان پر رحم کرے اور وہ مومن ہو دوسری تاریخ ماہ رجب کی تھی کہ پانی
شروع ہوا تھا۔ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ صلے وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ صلے
عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۞ ترجمہ پھر ہم نے کھول دیئے دہانے آسمان کے پانی کے ریلے سے
اور بہا دیئے زمین سے چشمے پھر مل گیا پانی ایک کام پر جو ٹھہرا تھا آسمان سے گرم پانی
برسا اور زمین سے سرد اُبلا یہاں تک کہ پہاڑوں کے اوپر چالیس گز پانی بلند ہوا تھا اور
جس پہاڑ پر بیٹا نوح علیہ السلام کا تھا پانی پہلے اسی پر جا پہنچا اسے دیکھ کر نوح
علیہ السلام کو شفقت پدری دل میں آئی کہ وہ مارا جائے گا تب آپ نے منہ طرف
آسمان کے کیا اور کہا یا رب تو نے وعدہ کیا تھا میرے ساتھ کہ اہل بیت کو تیرے
ہلاک نہ کروں گا۔ اب بیٹا میرا کنعان مارا جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُ
فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ۞ ترجمہ
اور پکارا نوحؑ نے اپنے رب کو کہا اے رب بیٹا میرا ہے، میرے گھر والوں میں سے
اور تیرا وعدہ سچ ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے فائدہ یعنی ایک عورت
تو ہلاکت میں آ چکی اب تو چاہیے بیٹے کو ہلاکت میں گن چاہیے نجات میں اور اللہ تعالےٰ
نے فرمایا قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ج إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ق ترجمہ فرمایا
اللہ تعالےٰ نے اے نوح وہ نہیں تیرے گھر والوں میں سے اس کے ہیں کام ناکارے
کہ ایمان اس کا تیرے ایمان کے موافق نہیں پس موج آئی اور کنعان کو ہلاک کیا جبرائیلؑ
نے فرمایا اے نوح سوار ہو اور اس کو پڑھ قولہ تعالیٰ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللّٰهِ
مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ط إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۞ وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ قف ترجمہ
اور کہا سوار ہو اس میں اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا تحقیق میرا رب ہے بخشنے والا
مہربان اور وہ لئے بہتی ہے ان کو لہروں میں مثل پہاڑ کے یہ آیت جب پڑھی کشتی پانی پر رواں

ہوئی اور بول و براز سے آدمیوں کے کشتی بہت غلیظ ہوئی تھی۔ نوحؑ نے الہام الٰہی سے ہاتھی
کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا۔ قدرت الٰہی سے دو خوک اس کی ناک سے پیدا ہوئے اور انھوں
نے سب غلاظت کشتی کی صاف کی اور ابلیس علیہ اللعنۃ نے خنزیر کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا
اس کی ناک سے دو چوہے پیدا ہوئے نوح نے کہا اے شیطان ملعون تجھے اس کشتی پر
کون لایا شیطان بولا اس وقت کہ تو نے خر کو ملعون کہا میں جانتا تھا کہ تو مجھی کو ملعون کہے گا
کہ میں آیا ہوں چوہے جب کشتی کو سوراخ کرنے لگے تب نوحؑ نے خدا کی درگاہ میں فریاد
کی۔ جبرائیل نے آکر ان سے کہا کہ تو شیر کی پیشانی پر ہاتھ مل نوح نے ہاتھ پھیرا دو بلیاں
اس کی ناک سے پیدا ہوئیں اور انھوں نے سب چوہے کشتی کے کھا لئے۔ اسی دن سے
بلی دشمن ہے چوہے کی اور نوح علیہ السلام رجب کی دوسری تاریخ سے عشرۂ محرم الحرام
تک چھ مہینے آٹھ دن کشتی پر رہے۔ بعدہٗ جناب باری سے ندا آئی قولہ تعالیٰ وَقِيلَ يَا أَرْضُ
ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ
الظَّالِمِينَ ٥ ترجمہ اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم آیا اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے
آسمان تھم جا اور سکھا دیا پانی اور ہو چکا کام اور کشتی ٹھہری جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا کہ دور ہو قوم
بے انصاف فائدہ کا چالیس دن پانی آسمان سے برسا اور زمین سے ابلا پھر چھ مہینے
کے بعد پہاڑوں کے سر کھلے کہ کشتی لگی جودی پہاڑ سے وہ پہاڑ ملک شام میں ہے تب بارش
موقوف ہوئی اور زمین خشک ہو گئی ایسا کہ ایک قطرہ پانی زمین پر نہ رہا مگر کشتی اسی دن زمین
حجاز میں بھی ستر مرتبہ بیت اللہ کا طواف کر کے ملک شام کی طرف نکل گئی اور کوہ جودی پر جا
ساکن ہوئی۔ اور جہاں کہیں پہاڑ تھے سب دکھائی دیئے۔ نوح علیہ السلام نے کسی پرندے
کو زمین پر بھیجا تاکہ خبر لاوے کہ زمین پر کس قدر پانی ہے وہ وہاں جا کر دانہ چگنے لگا پھر نہ آیا
اس سبب سے اللہ تعالےٰ نے اسے اڑنے سے معذور کیا پھر حضرت نے کبوتر کو بھیجا وہ کسی
زمین پر جا بیٹھا اور کچھ سرخی تر اپنے پاؤں میں لگا کے کشتی پر آیا۔ تب حضرت نے کبوتر کے
حال پر کچھ دعا فرمائی کہ خلق اللہ اس کو پیار کریں اور اسی وقت جبرائیلؑ نازل ہوئے
اور سات راہیں پانی کی بنا دیں اور سات دریا روئے زمین پر جاری ہوئے۔ تب سب

پانی زمین میں سے دریا میں جا گرا اور جو باقی رہا زمین پر خشک ہو گیا اور حضرت نوحؑ نے کشتی سے باہر نکل کر ایک جانور کو بھیجا۔ وہ زمین پر گیا۔ بسبب پانی نہ ہونے کے ٹھہر نہ سکا پھر آیا۔ حضرت نے اُس جانور کو دعا فرمائی۔ اور تمام قوم کو کشتی پر سے اتار لیا۔ اُس وقت حکم جل وعلا کا ہوا اے نوح جتنے تخم اور جڑیں ہیں سب زمین پر بو دیے تمام اقسام ملے مگر انگور نہ ملا۔ تب جناب احدیت میں عرض کی آواز آئی کہ ابلیس لعین نے اسے چرایا ہے۔ حضرت نے اُس سے کہا اے ملعون تخم انگور کی لا دے اس نے انکار کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے خبر دی کہ تو نے چرایا ہے۔ تب شیطان بولا ہاں میں لا دوں گا۔ اس شرط پر کہ جب بو دو گے۔ اس کی جڑ میں ایک بار تم پانی دو گے اور تین بار ہم دیں گے۔ نوحؑ نے قبول کیا۔ اس نے لا دیا۔ تب تخم انگور زمین میں بو دیا اور بموجب قول کے اپنے عمل میں لائے۔ نوحؑ نے اس کی جڑ میں ایک دفعہ پانی دیا۔ اور شیطان علیہ اللعنۃ نے تین دفعہ یعنی لومڑی اور شیر اور خوک ان تینوں جانوروں کو مار کر خون ان کا اس کی جڑ میں دیا۔ اور جو شیرینی کہ انگور میں ہے سو نوحؑ کے پانی دینے کے سبب سے ہے۔ اس واسطے مزاج شرابیوں کا پہلے لومڑی کے مزاج سا ہوتا ہے پیچھے شیر کا اور بعد اس کے شور کا کیونکہ حالت نشے میں کسی کو دیکھتا سمجھتا سنتا نہیں اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر شے میں تاثیر اصل کی ہوتی ہے۔ بمصداق کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ اور یہ سب شیطان کے فعل سے ہے۔ اور ابلیس نے کہا کہ اے شیخ الانبیاء احسان تیرا مجھ پر بہت ہے۔ مجھ سے تو مانگ لے۔ حضرت نے فرمایا اے ملعون تو ہمارے کس گناہ سے خوش ہوا ہے وہ بولا تو نے گناہ نہیں کیا تو نے ہزاروں کافروں کو خدا کی درگاہ میں دعا کر کے ہلاک کیا۔ وہ سب دوزخ میں ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گے۔ نوحؑ اس بات کو سن کر ترس کھا کر سو برس تک روتے رہے۔ ایک روز حضرت نوحؑ نے پوچھا کہ اے ملعون کون سا فعل ہے کہ جس کے کرنے سے اولاد آدم دوزخ میں جائے گی۔ وہ بولا چار چیز حسد و حرص و تکبر و بخل

حضرت نے شرح ان چار چیزوں کی اس سے پوچھی اس نے بیان کی کہ میں نے
ستر ہزار سال خدائے عزوجل کو سجدہ کیا اور عبادت اس کی بجالایا۔ جب آدم کو حق
تعالےٰ نے بنایا ان کو سجدہ کرنے کے لئے سب فرشتوں کو حکم کیا۔ سبھوں نے ان کو
سجدہ کیا۔ میں نے حسد کر کے نہ کیا اس لئے سزاوار لعنت کا ہوا اور دوسری یہ ہے کہ پھر
حق تعالےٰ نے مجھ کو ارشاد فرمایا کہ تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہ کیا اس وقت پھر میں نے تکبر
کیا اور کہا کہ میں بہتر ہوں آدم ؑ سے کہ ان کو بنایا تو نے خاک تیرہ سے اور مجھ کو بنایا تو نے
نار سے اس لئے حق تعالےٰ نے اپنی درگاہ سے مردود کیا اور تیسری یہ ہے کہ حرص ہوئی
آدم کو گیہوں کھانے کی کہ جس سے اللہ تعالےٰ نے منع کیا تھا تاکہ وہ ہمیشہ بہشت میں رہیں
اور میں نے ان کو گیہوں کھلایا اس لئے وہ بہشت سے نکالے گئے اور یہاں گرفتار ہوئے
اور چوتھی بخل ہے کہ خدائے تعالےٰ نے بخیلوں پر جنت حرام کی ہے ہرگز وہ جنت
میں نہ جائیں گے۔ ابلیس حضرت نوح ؑ کو یہ ماجرا سنا کر چلا گیا۔ بعدہٗ آنحضرت پر جناب باری
کا حکم ہوا اے نوح کشتی کی لکڑی سے تو ایک مسجد بنا انھوں نے جودی پہاڑ پر ایک مسجد
بنائی اور وہاں بستی ہوئی نام اس کا ثمانین ہوا یہ معنی ہیں کہ اسی آدمی مومن اور مومنہ نوح ؑ
کے ساتھ وہاں تھے اور چند روز کے بعد حضرت نوح ؑ نے وہاں وفات پائی پھر اولاد ان
کی سام اور حام اور یافث باقی رہی چنانچہ یہ تمام مخلوقات ان تینوں کی نسل سے ہیں۔ اہل
عرب و عجم سام کی اولاد سے ہیں اور اہل ہند و حبش حام کی اولاد سے ہیں۔ اور اہل ترکستان
یافث کی اولاد سے ہیں۔ اور مروی ہے کہ نوح علیہ السلام ایک روز سو گئے تھے ہوا سے
کپڑا ستر کا الگ ہو گیا تھا۔ اچانک نظر حام کی اس پر گری وہ ہنس کر چپکا ہو رہا۔ اور نظر سام
کی جب گری اس نے کپڑا اوڑھا دیا تب نوح علیہ السلام نے ان کو دعائیں نیک کیں۔ اس
واسطے اولاد ان کی پیغمبر ہوئی اور حام کو دعا بد دی۔ منہ اس کا سیاہ ہوا اور اولاد بھی
اس کی سیاہ رہی اور بعضوں نے کہا ہے۔ حام نے سام کو دعا کی تھی۔ جب اولاد ان
کی پیغمبر ہوئی اور مروی ہے کہ عمر نوح علیہ السلام کی چودہ سو برس کی تھی اور دوسری
روایت ہے کہ ایک ہزار بیس برس کی تھی۔ اور تیسری روایت ہے ہزار برس کی عمر تھی

پچاس برس کم صحیح یہی ہے۔ سورۂ عنکبوت میں مذکور ہے جب نوح ؑ نے دار فانی سے رحلت فرمائی فرشتوں نے ان سے پوچھا اے شیخ الانبیاء دنیا کو کیسا دیکھا حضرت نے فرمایا مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ایک دروازے سے گھس کر دوسرے دروازے سے نکل آیا۔ بعدہٗ اولاد سام کی نے بعض کوفے میں بعض یمن میں بعض حجاز اور شام اور مغرب میں جاکر شہر بسائے اور اولاد حام کی نے ہندوستان میں آکر شہروں کو آباد کیا اور اولاد یافث کی ترکستان میں جاکر سکونت پذیر ہوئی اور شہر بسائے اور سارا جہان ان لوگوں سے آباد ہوا۔ پہلے شیطان علیہ اللعنۃ نے ہندوستان میں آکر بت پرستی کی راہ لوگوں کو بتائی، پھر ترکستان میں جاکر وہاں بھی بت پرستی سکھائی۔ بعدہٗ ملک عرب میں جاکر وہاں کے لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ اور ایک بادشاہ نام اس کا عرب میں جرہم تھا اور قد و قامت میں چار سو گز بلند تھا۔ تمام ملک اس کا مطیع فرمان تھا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ حضر موت اس کا نام تھا۔ اس نے وہاں مکانات و باغات اور نہریں بنائی تھیں قوت اور شجاعت میں اس کے برابر ملک عرب میں ثانی نہ تھا۔ سات سو برس گذرے کہ اس عرصہ میں کوئی ان سے مرا نہ تھا وہ سب موت کو بھول گئے تھے۔ زمین انھوں سے آباد و معمور تھی اور سب جاہل تھے۔ ایک دن شیطان اس قوم کے پاس آیا اور کہا کہ تم کس کی پرستش کرتے ہو انھوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ کس کی پرستش کریں۔ شیطان نے کہا میں تم کو بتاؤں گا کہ جس کی تمہارے باپ دادا پرستش کرتے تھے۔ تب شیطان ان کو ہمراہ لے کر ہندوستان میں آیا اور بت پرستی سکھائی وہ سب مردود ان پانچ بتوں کو وہاں سے اٹھا کر اپنے گھروں میں لے گئے اور کہا قولہ تعالیٰ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۚ ترجمہ اور بولے نہ چھوڑیو اپنے ٹھاکروں کو یعنی ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو سب کے سب ان کو پوجنے لگے تمام عالم بت پرست ہوگیا۔ عیاذاً باللہ من ذالک

قصہ حضرت ہود علیہ السلام کا

بعدہٗ خدا تعالے نے ہود علیہ السلام کو ان پر بھیجا جیسا کہ حق تعالے نے فرمایا ہے
وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا
مُفْتَرُوْنَ ۔ ترجمہ اور عاد کی طرف بھیجا ہم نے ہود کو وہ بولا اے قوم بندگی کرو
اللہ کی کوئی تمہارا حاکم نہیں سوائے اس کے تم سب جھوٹ کہتے ہو ہود ان لوگوں کو نصیحت
کرتے اور اللہ کی طرف بلاتے اور کہتے قولہ تعالیٰ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ
مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝
ترجمہ اور یاد کرو کہ تم کو سردار کیا پیچھے نوح کے اور زیادہ کیا تم کو بدن میں پھیلاؤ سو یاد
کرو احسان اللہ کے کہ شاید تمہارا بھلا ہو اور اس قوم میں جو دراز قد تھے قد ان کا چار سو
گز کا لمبا تھا اور اوسط والوں کا دو سو گز اور جو سب سے چھوٹے ان کا قد ستر گز کا تھا اور وہ
سب بولے اے ہود تو ہمارے پاس کچھ سند سے نہیں آیا اور ہم تو نہیں چھوڑنے والے
اپنے معبودوں کو تیرے کہنے سے اور ہم نہیں تجھ کو ماننے والے پس خدا تعالے نے
ان پر قحط نازل کیا گرسنگی سے وہ سب عاجز ہوئے تھے ان میں ستر آدمی ستر قبیلے میں
سے اس پر ایمان لائے تھے باقی سب کافر تھے اور کہنے لگے قولہ تعالیٰ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا
لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ ترجمہ بولے کیا تو اس واسطے آیا ہم
پاس کہ بندگی کریں ہم تیرے اللہ کی اور چھوڑ دیں ان کو جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ
دادے بولے اے ہود ہم تیرے خدا کی پرستش نہیں کریں گے اپنے باپ دادوں
کے خداؤں کو پوجیں گے اگر تو ڈراتا ہے عذاب سے اپنے اللہ کے تو دکھلا ورنہ ہم تجھے
مار ڈالیں گے، یہ سن کر ہود نے خدا کی درگاہ میں تضرع کی اور کہا خدایا مجھے ان کے ظلم
سے بچا کہ ان کے ساتھ مجھے لڑنے کی طاقت نہیں شاید مجھے مار ڈالیں گے۔ اس قوم
کے سردار کا نام عاد تھا، اس کے زمانہ سے زمانہ طوفان تک سات سو برس گذرے
تھے، قوت ان کی اس قدر تھی کہ اگر پتھر پر پاؤں مارتے تو زانو تک اس میں گھس

جاتے سب نافرمان تھے اور کہتے تھے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً ج ترجمہ یعنی کون ایسا
ہے پردۂ زمین پر کہ ہم سے قوت زیادہ رکھتا ہو۔ جناب احدیت کا حکم ہوا اے
ہود ؑ وہ ستر آدمی جو تجھ پر ایمان لائے ہیں ان کو ساتھ لے کر پہاڑ پر جا رہ۔ تب
ہود ؑ انھوں کو لے کر پہاڑ پر گئے۔ اور کہا کہ اے قوم تم کو ہوا ہلاک کرے گی غضب
الٰہی آوے گا۔ وہ بولے کون ایسی ہوا ہے جو ہم پر غالب ہوگی، تب خدا تعالےٰ نے
تین برس تک پانی برسانا ان پر موقوف رکھا یہاں تک کہ قحط عظیم ان پر نازل ہوا۔ بعدہٗ
ہود علیہ السّلام نے کہا قولہ تعالیٰ وَیٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْہِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ
عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا وَّیَزِدْکُمْ قُوَّۃً اِلٰی قُوَّتِکُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ o ترجمہ اے قوم گناہ بخشواؤ
اپنے رب سے پھر رجوع لاؤ اس کی طرف کہ تم پر چھوڑ دے آسمان کی دھاریں اور زیادہ دے
تم کو زور پر زور اور نہ پھر جاؤ گنہگار ہو کر۔ کافروں نے کہا کہ ہم توبہ نہیں کریں گے۔ اور نہ
مانیں گے تم کو پس ایک قوم کو بھیجا کہ مکے میں جا کر پانی طلب کریں، پس چھ آدمی قوم عاد میں سے
مکے میں گئے ان میں دو شخص مسلمان تھے لیکن دین اپنا چھپائے رکھتے تھے نام ان دونوں
کا مزید و لقیم تھا، اور ان کے سردار کا نام قیل تھا، یہ ستر ہزار آدمی ہمراہ لے کر مکے کو گئے مزید
نے ان سے کہا کہ جب تک ہود علیہ السلام پر ایمان نہ لاؤ گے تب تک باراں کا برسنا تم پر
موقوف رہے گا۔ سبھوں نے ان کو جھٹلایا تب مزید اور لقیم نے کہا الٰہی وہ لوگ تیری رحمت
کے قابل نہیں تو ہماری حاجتیں روا کر، بارگاہ الٰہی سے آواز آئی کیا مانگتا ہے مزید نے کہا
الٰہی میں تا قیامت دنیا میں بھوکا نہ رہوں حکم ہوا، کہ میں نے قبول کیا، بعدہٗ لقیم نے کہا، الٰہی
سات دفعہ کی عمر مجھے عطا کر۔ ب کی عمر چاہوں بطناً بعد بطن تین ہزار برس تک زندگی کروں،
حکم الٰہی ہوا میں نے تجھے بخشی اور قیل نے کہا خداوندا کوئی ہماری قوم میں بیمار نہیں ہوا کہ تجھ سے
شفا چاہوں اور کسی مشکل میں نہیں پڑا ہوں کہ تجھ سے یاری مانگوں مگر پانی مانگتا ہوں واسطے
قوم عاد کے اتنے میں تین ساعت کے اندر ابر سیاہ و سفید و سُرخ پیدا ہوا۔ اور آواز آئی کہ
اے قیل ان تین میں سے جس کو چاہے تو اُسے اختیار کر۔ تب قیل نے دل میں سوچا کہ ابر
سفید و سُرخ میں پانی نہیں ہوتا۔ مگر اَبر سیاہ پانی سے خالی نہیں ہوتا۔ اِس کو

اختیار کیا اللہ کے حکم سے ابر سیاہ ساتھ ساتھ اس کے منزل مقصود کو جا پہنچا۔ وہب بن منبہؒ نے روایت کی کہ ساتویں زمین پہ ایک ہوا ہے نام اس کا ریح العقیم ہے۔ ستر ہزار زنجیروں سے اس کو باندھ کر رکھا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس پر محافظ اور موکل ہیں۔ جب روز قیامت کا ہوگا وہ ہوا چھوڑی جاوے گی پہاڑوں کو مانند ریزہ ابریشم کے اڑا دے گی اور آسمان گر پڑے گا۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ جاوے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ۝ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ۝ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ ۝ **ترجمہ** پھر جب پھونکیں گے نرسنگے میں ایک پھونک اور اٹھائی جاوے زمین اور پہاڑ اور توڑے جاویں ایک چوٹ اس دن ہو پڑے گی ہو پڑنے والی اور پھٹ جاوے آسمان پھر اس دن وہ سست ہوگا۔ حکم ہوا اے فرشتو وہ ہوا قوم عاد پر چھوڑ دو تب انھوں نے عرض کی اے جبار عالم کس قدر چھوڑ دیں حکم ہوا گائے کے ناک کے اندازے سے نکلے انھوں نے عرض کیا یارب العالمین اس قدر سے سارا عالم برباد ہوگا تب حکم ہوا کہ سوئی کے سوراخ کے چھوڑ دو جب چھوڑ دیا تب وہ ہوا مانند ابر سیاہ کے پہاڑ کی طرف سے نکل آئی اسے دیکھ کر قوم عاد شاد ہوئی اور کہنے لگی۔ **قولہ تعالیٰ** قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا **ترجمہ** بولے یہ ابر ہے ہم پر برسے گا ہود نے کہا **قولہ تعالیٰ** بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ **ترجمہ** کوئی نہیں وہ یہ ہے کہ جس کی تم شتابی کرتے تھے یہ وہ باد ہے کہ جس میں دکھ کی مار ہے اور جب ہوا نکلی کافروں نے کہا اے ہود تو نے خوشخبری پہنچائی کہ جس سے ہم خنک تر ہوں گے۔ ہود نے فرمایا اے کافرو ذرا صبر کرو اللہ کی طرف سے تم پر عذاب الیم پہنچتا ہے ایسا کہ وہ سب سات لاکھ مرتدین پہاڑ کے نیچے میں جا رہے تھے۔ جہاں ہوا کی راہ ایک طرف بھی نہ تھی یہ سب آپس میں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر اور اپنے پاؤں گھٹنوں تک زمین پر گاڑ کر بیٹھے تھے اور زن و مرد لڑکے بالے چار پایوں کو بیچ میں اپنے لے لیا اور کہتے تھے کہ تین طرف سے ہمارے پہاڑ ہے اور ایک جانب ہم سب ہیں کون سی ہوا ہے کہ ہمارے بیچ میں گذرے گی اور زور کرے گی جب متکبروں نے اپنی قوت کا غرور کیا

اچانک ایک آواز رعد کی آئی اور ہوا نے اس قدر زور کیا کہ پہلے قصر و کوشک جتنے مکانات تھے جڑ سے کھود کر پھینک دیئے اور سب برباد ہوئے اور ہوا نے ان کے پاؤں کے نیچے آکر سرنگوں ان کو زمین پر ڈال دیا۔ مثال اس کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّن بَاقِيَةٍ ۔ ترجمہ یعنی پھر تو دیکھے لوگ ان میں بچھڑ گئے۔ جیسے وہ ٹھنڈ ہیں کھجور کے کھوکھلے پھر کیا تو دیکھتا ہے کوئی ان کا بچ رہا اور پیغمبر دھول خاک میں ایک برس تک پڑے روتے رہے اور جو شخص ان کے رونے کی آواز سنتے تو وہ بھی ہلاک ہو جاتے۔ اور ہود ؑ نے ایک خط زمین پر کھینچ کر مومنوں کو اس کے اندر رکھ لیا۔ ہوا نے اس قدر زور کیا مگر دامن مومنوں کا ایک سر مو بھی کج نہ ہو سکا۔ سچ ہے مَنْ كَانَ اللهُ لَهُ كَانَ كُلُّ لَهُ جو شخص کہ اللہ اس کا ہو کل ہے واسطے اسی شخص کے بعدہٗ ہود ؑ مومنوں کو ہمراہ لے کر جرہم کے پاس گئے اور کہا کہ عذاب الٰہی تو نے دیکھا اس نے کہا کہ ہاں تب حضرت نے فرمایا کہ کہہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ هُوْدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وہ ملعون بولا کہ جب تک کہ تو اس قوم کو زندہ نہ کرے گا تب تک میں تجھ پر ایمان نہ لاؤں گا۔ وہ مردود یہ کہہ رہا تھا۔ اس وقت اس کے قدم کے نیچے ہوا نے آکر اس پلید کو دور کیا اور سخت عذاب نے آکر اس قوم کو ہلاک کیا۔ پس ہود ؑ نے بعد چار سو برس کے دنیا فانی سے رحلت فرمائی اور مومن سب ان کے لئے روئے اور ان کو دفن کیا پیچھے ان کے سو برس تک مومن سب دنیا میں رہے بعدہ انتقال فرمایا اور اولاد ان کی اپنے دین پاک پر مدت تک رہی اور ایک عالم ان سے آباد ہوا اور دین و ایمان کی راہ خلائق کو بتائی۔ ایک روز شیطان مردود علیہ اللعنۃ ان کے پاس آیا اور کہا کہ تم کس کو پوجتے ہو انھوں نے کہا کہ زمین و آسمان کے خدا کو پوجتے ہیں، ابلیس نے کہا کہ تم خدا کو دیکھتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ نہیں شیطان نے کہا کہ تم اس پتھر سے ایک بت بنا کر پوجا کرو تاکہ روز قیامت میں وہ تمہارے لئے شفیع ہووے، تب ان لوگوں نے ایک بت بنا کر میدان میں رکھ دیا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ترجمہ اور کیسا کیا رب تیرے نے ثمود سے جنھوں نے تراشے پتھر وادی

میدان میں فائدہ لا وادی میدان ان کے مکان کا نام ہے پہاڑ کھود کر گھر بنائے تھے اور اس بُت کے چاروں طرف چھید کر کے اس میں نقرہ ملا دیا تھا اور ایک تخت عظیم الشان بچھا کر اس پر ایک سونے کی کرسی رکھ کر اس بُت کو رکھ دیا تھا بعدہٗ ابلیس نے کہا کہ تم اس کو سجدہ کرو تمام نے سجدہ کیا اور کافر ہوئے اور ایک گنبد عظیم الشان اس پر بنا کر اسے معبد خانہ قرار دیا نعوذ باللہ منہا بعدہٗ خدا تعالیٰ نے ایک مچھر کو بھیجا اس نے اس گنبد کو چھید کر کے بُت کے پاس جا کر خرطوم اپنا اس کے سر میں چبھا کر کرسی سمیت اس کو اٹھا لے جا کر دریائے محیط میں ڈال دیا۔ کافر سب یہ حال دیکھ کر متحیّر ہوئے اور کہنے لگے اب ہم کس کو پوجیں گے بعدہٗ خدا تعالیٰ نے صالحؑ کو اس قوم پر بھیجا قصہ آنحضرت کا بعدہٗ قصہ شداد لعین کے بیان کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ چونکہ شداد لعین ہودؑ کے ایام میں تھا اس لئے قصہ اس کا اس قصے میں بیان کیا گیا۔

قصہ شدّاد کا!

عاد کے دو بیٹے تھے ایک شدید اور دوسرا شداد شدید سات سو برس کی بادشاہی کر کے مرا بعدہٗ شداد ملعون بادشاہ ہوا تمام روئے زمین مسخر اور زیرِ حکم اس کے تھی۔ بعدہٗ حق تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو اس کی ہدایت کے لئے بھیجا اور حضرت نے اس سے کہا کہ اے شداد خدا فرماتا ہے کہ ہزار برس کی عمر تجھے بخشی اور ہزار گنج تو نے پائے اور ہزار حوریںؔ خوبصورت تو نے پائیں اور ہزار لشکر تو نے فتح کئے اب شکر خدا کا بجا لا اور اس کو واحد جان۔ اور بھی خدا تعالیٰ تجھے نعمت بے انتہا بخشے گا اور اس کا حساب قیامت میں نہ لے گا۔ اور بے حساب بے کھٹکے جنت میں چلا جائے گا۔ ہود علیہ السلام نے جب یہ باتیں اچھی اچھی راہ نجات کی بتائیں لیکن کچھ اس ملعون کے سمع ناسموع میں اثر نہ کیا بلکہ کہا کہ اے ہود، تو مجھے بہشت کی طمع دکھاتا ہے۔ میں نے صفت بہشت کی سُنی ہے میں بھی دنیا میں مثل اس کے ایک بہشت بناؤں گا اور اس میں جا رہوں گا۔ مجھے تیرے خدا کے بہشت کی کچھ حاجت نہیں اور اسی ملعون نے اسی وقت ہر ایک ملک میں بادشاہوں اور وزیروں

ؔ حوریں یعنی عورتیں

اور اکابروں کو خط لکھے یعنی جس زمین پر زمین ہاموں ملے یعنی زمین ہموار اور میدان
مسطح نشیب و فراز اس میں کچھ نہ ہو کہ قابل بنانے بہشت کے ہو ٹھہرادیں۔ کہتے ہیں
کہ ہزار ملک اور ہزار شہر زیر حکم اس کے تھے اور ہر ملک اور ہر شہر میں لاکھ
لاکھ مرد موجود تھے۔ ایک مدت تک زمین ہاموں ایسی صفت کی ڈھونڈتے
ڈھونڈتے عرب میں قطع زمین مسافت چالیس فرسنگ کی ملی۔ امیر امراؤں کو
حکم ہوا کہ تین ہزار استاد پرکار اور ہر ایک کے ساتھ سو سو مرد کاریگر مقرر رہوں
اور سارے ملک کا گنج و خزانہ وہاں لاکر جمع کریں۔ پہلے چالیس گز زمین نیچے سے
کھود کر سنگ مرمر سے بنا بہشت کی درست کی گئی۔ اور دیواریں چاندی اور سونے
کی اینٹوں سے اٹھائی گئیں۔ چھت اور ستون زبرجد اور زمرد سبز سے بنائے
چنانچہ حق تعالے نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شداد
لعین کی بہشت کے حال سے اور ستونوں سے اس کی خبر دی کہ دنیا میں کسی نے
ایسی بہشت نہیں بنائی تھی۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ ۙ
اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۙ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ۙ **ترجمہ** تونے نہ دیکھا کیا
کیا تیرے رب نے عاد سے وہ جو ارم تھے بڑے ستونوں والے جو بنا نہیں ویسا سارے
شہروں میں **فائدہ** یعنی عاد ایک قوم تھی۔ ارم اس میں ایک قبیلہ تھا۔ ان میں
سلطنت تھی ان میں عمارتیں وہ بناتے۔ بڑی بڑی اونچی اونچی اور صفتیں
اس کے بہشت کی یہ ہیں کہ درخت اس میں نصف چاندی اور نصف سونے
کے بنائے تھے۔ اور پتیاں اس میں زمرد سبز سے جڑی تھیں اور ڈالیاں اس
کی یاقوت سرخ کی تھیں اور میوے انواع و اقسام کے اس درخت
پر لگائے تھے اور بجائے خاک کے اس میں مشک و عنبر و زعفران سے
بھر گئے تھے اور بجائے پتھر کے اس کے صحن میں موتی اور مونگے ڈالے تھے
اور نہریں اس میں شیر و شراب و شہد کی جاری کی تھیں۔ اور بہشت کے دروازے
پر چار میدان بنائے اور اشجار میوہ دار اس میں لگائے تھے۔ اور ہر

ایک میدان میں لاکھ لاکھ کرسیاں سونے کی اور چاندی کی بچھی تھیں اور ہر کرسی پر ہزار خوان میں طرح طرح کی نعمتیں رکھی تھیں اور خبر ہے کہ چالیس ہزار خزانے چاندی اور سونے کے بہشت کے خرچ کے لئے جاتے تھے یہاں تک کہ تین سو برس میں کام اس کا سرانجام ہوا اور وکیلوں کو ہر ملک میں بھیجا تھا کہ درم بھر چاندی کسی ملک میں پاؤ تو نہ چھوڑیو، لیکن بہشت میں داخل کریو، آخر یہ نوبت پہنچی کہ ایک عورت بڑھیا غریب مسکین یتیم کہ اس کی بیٹی کے گلوبند میں ایک درم چاندی تھی۔ ظالموں نے اسے بھی نہ چھوڑا آخر وہ لڑکی رو پیٹ کر کہنے لگی کہ میں غریب فقیرنی سوائے ایک درم چاندی کے اور میں کچھ نہیں رکھتی ہوں یہ ایک درم مجھ کو بخش دو۔ مگر انہوں نے نہ سُنا۔ تب اس مفلس عورت نے خدا کی درگاہ میں فریاد کی کہ الٰہی تو اس کا انصاف کر اس ظالم کے شر سے مظلوم کو بچا رکھ اور اس کی بے انصافی کا تو انصاف کر اور اسے دفع کر آہ فریاد اس کی خدا کی درگاہ میں قبول ہوئی۔ بمصداق اس حدیث کے اِتَّقُوْا دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّھَا مَقْبُوْلَۃٌ۔ ترجمہ پرہیز کرو مظلوم کی بددعا سے بے شک وہ مقبول ہوتی ہے خبر ہے کہ شداد نے سارے ملک کے لڑکے اور لڑکیاں خوب صورت و حسین دیکھ کر دمشق میں کہ مکان اس کا تھا۔ منگوا کر جمع کئے تھے کہ مانند حور و غلمان کے بہشت میں اس کی خدمت میں رہیں۔ دس برس تک وہ کافر قصد کرتا رہا کہ بہشت کو جا کر دیکھے مگر خداتعالےٰ کو منظور نہ تھا کہ وہ بہشت میں جاوے۔ ایک روز کمال خواہش سے دو سو غلام ساتھ لے کر بہشت کے دیکھنے کو گیا۔ جب بہشت کے نزدیک جا پہنچا۔ غلاموں کو چاروں میدانوں میں بھیجا اور ایک غلام کو ساتھ لے کر چاہا کہ بہشت میں جاوے وہیں بہشت کے آستانہ پر ایک شخص کو کھڑا ہوا دیکھا۔ اس سے پوچھا تو کون ہے۔ اس نے جواب دیا ملک الموت ہوں شداد نے کہا یہاں تو کیوں آیا۔ اس نے کہا تیری جان قبض کرنے کو آیا ہوں۔ شداد نے کہا مجھ کو ذرا مہلت دے تو اپنی بہشت کو دیکھ لوں۔ ملک الموت نے کہا کہ خدا کا حکم نہیں ہے کہ تو بہشت میں جاوے۔ تجھ کو دوزخ میں جانا ہے۔ پھر شداد نے

کہا کہ چھوڑ میں گھوڑے سے اتروں، انھوں نے کہا کہ نہیں تب اسی حالت میں اس کا ایک پاؤں گھوڑے کی رکاب میں رہا اور دوسرا پاؤں بہشت کے دروازے پر تھا کہ جان اس کی قبض ہوئی۔ وہ مردود بہشت نادیدہ دوزخی ہوا اور ایک فرشتے نے آسمان سے ایک ایسی سخت زور کی آواز کی کہ سب ساتھی اس کے ہلاک ہو گئے۔ ایک لقمہ کھانے کی فرصت نہ ہوئی اس وقت نہ مال رہا نہ ملک ادنیٰ اعلیٰ فقیر امیر تمام ملک کے ملک غارت ہو گئے اور وہ سب دوزخی ہو گئے اور اس کی بہشت کو زمین کے نیچے دبا دیا کہ قیامت تک کچھ اس کا اثر باقی نہ رہے۔ بعدہٗ اللہ تعالےٰ نے صالح علیہ السلام کو قوم ثمود پر بھیجا۔

بیان حضرت صالح علیہ السلام

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ۔ ترجمہ اور ثمود کی طرف بھیجا ان کے بھائی صالح کو صالح علیہ السلام نے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں صاحب تمہارا اسوائے اس کے صالح علیہ السلام نے قوم ثمود کی دعوت کی اے قوم اقرار کرو کہ خدا ایک ہے کوئی شریک اس کا نہیں ہے۔ منکروں نے کہا تیری پیغمبری کی کیا دلیل ہے، آپ نے کہا کہ ہود کی قوم کو اللہ نے بسبب بے ایمانی اور بت پرستی کے ہلاک کیا مجھے ان کے پیچھے اللہ نے خلیفہ کر کے تم پر بھیجا ہے بولے کچھ معجزے دکھلا آپ نے کہا کیا معجزہ دکھلاؤں سب نے کہا ایک اونٹنی اس پتھر سے نکل آوے اور اسی وقت ایک بچہ جنے اور دودھ دیوے تب ہم جانیں گے کہ تو رسول خدا کا برحق ہے اسی وقت جبرائیل نازل ہوئے اور کہا کہ اے صالح تو ان سے اقرار لے کہ بغیر حکم خدا کے وے اونٹنی کو نہ ماریں سوائے دودھ کے اس سے کچھ نہ کھاویں اور ان پر کوئی چیز اس کی حلال نہیں ہے تب حضرت صالحؑ نے ان سے اقرار لیا بعدہٗ حق تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے صالح تو دعا کر اور میری قدرت دیکھ کہ تجھ سے چار ہزار برس آگے ایک اونٹنی اس پتھر کے اندر میں نے پیدا کر رکھی ہے تاکہ معجزہ تیرا ظاہر ہو اور دلیل تیری پیغمبری کی مضبوط ہو

پس صالح نے خدا کی درگاہ میں دُعا کی اور سب مومنوں نے آمین کہا۔ اتنے میں عجب ایک آواز اس پتھر سے نکلی معاً اس سے ایک اونٹنی نہایت خوب صورت اس پتھر کے نیچے سے نکل آئی کہ اس کے برابر سارے عالم میں دوسری نہ تھی اور بعد ایک ساعت کے اس نے بچہ دیا اور اس میں تازی گھاس بھی نظر آئی جو اونٹنی نے کھائی تھی اور خدا کے حکم سے فوراً ایک چشمہ اور چراگاہ پیدا ہوئی اونٹنی اس میں چرنے لگی۔ اس قوم میں سات قبیلے تھے ساتوں قبیلے اس چاہ سے پانی پیتے تھے کچھ کم نہ ہوتا تھا۔ سارا بان اونٹنی کو اس چاہ پر لے گئے اس نے سب پانی اس کا پی لیا تب حضرت صالحؑ نے اس قوم سے کہا کہ تم دودھ دوھ کے پیو پس ساتوں قبیلے اس سے دودھ دوھ کے گھڑے اور مشکیں بھر بھر کے اپنے گھر لے جاتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے صالح علیہ السّلام کو فرمایا کہ اپنی قوم سے کہہ دے کہ پانی اس چاہ کا ایک روز اونٹنی کا ہے جس دن دودھ دوہا جاوے اور ایک دن ان کا ہے جس دن دودھ نہ دوہا جاوے جیسا کہ باری تعالےٰ نے فرمایا ہے قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۚ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ترجمہ کہا یہ اونٹنی ہے اس کے پانی پینے کی ایک دن باری ہے اور تمہاری باری ایک دن کی مقرر ہے اور نہ چھیڑیو اس کو بُری طرح پھر پکڑے تم کو آفت ایک بڑے دن کی۔ فائدہ اللہ کی قدرت سے اونٹنی پتھر سے پیدا ہوکر حضرت صالح کی دعا سے چھٹی پھرتی جس جنگل میں چرنے جاتی سب مویشی بھاگ کو کنارے ہو جاتے اور جس تالاب پر پانی پینے کو جاتی۔ سب مویشی وہاں سے بھاگتے تب ایک دن یہ ٹھہرایا کہ ایک دن پانی پر وہ جاوے اور ایک دن ان لوگوں کے مویشی جاویں یہ فائدہ تفسیر سے لکھا ہے۔ حضرت صالح نے قوم کو کہہ دیا خبردار یہ اونٹنی ہے اللہ کی اس کو نہ چھیڑیو اور آزار مت دیجیو ورنہ خدائے تعالےٰ تم پر عذاب سخت بھیجے گا پس وہ لوگ اونٹنی کو پیار کرتے تھے اور حفاظت سے رکھتے اور اس کے دودھ سے مکھن اور گھی جمع کرکے شہروں میں لے جاکر بیچتے۔ اور اس سے فائدہ حاصل کرتے۔ اسی سبب سے سب تونگر ہوئے، چار سو برس یونہی گذرے ایک روز صالح علیہ السّلام بیٹھے ہوئے تھے۔ دس آدمی اشراف اس قوم کے ان کی خدمت

ہیں حاضر تھے صالحؑ نے فرمایا اے قوم اس مہینے کے اندر جس گھر میں لڑکا پیدا ہوگا اس سے قوم سب ہلاک و تباہ ہوگی۔ اتفاقاً اِن دسوں مردوں کی عورتیں حاملہ تھیں۔ مرضی الٰہی سے اسی مہینے میں جنہیں نو عورتوں نے اپنے بچوں کو مار ڈالا اور ایک عورت نے بسبب اس کے کہ کوئی فرزند اس کا نہ تھا۔ اس لئے لڑکے کو نہ مارا اور نام اس کا قدار رکھا۔ جب وہ لڑکا بالغ ہوا شہ زور نکلا۔ اور وہ نو عورتیں جنھوں نے اپنے فرزندوں کو مار ڈالا تھا پشیمان ہوئیں اور کہنے لگیں کہ صالحؑ کی بات جھوٹ تھی اس سبب سے ایمان اِن لوگوں کا حضرت صالحؑ سے اور ان کی اونٹنی سے مبدل ہوا اور ایک روز وہ قدار اور ایک شخص کہ نام اس کا مصدع تھا۔ اس کے ساتھ مل کر اور ہر ایک قبیلے سے ایک ایک شخص نے باہم متفق ہو کر اور شراب پی کر اونٹنی کے مار ڈالنے کی صلاح کی اور یہ کہا کہ یہ پانی پینے کے لئے جب کنوئیں کے کنارے پر جائے گی، اسی وقت مار ڈالیں گے، بمصداق اس آیت کے قولہ تعالیٰ وَکَانَ فِی الْمَدِیْنَۃِ تِسْعَۃُ رَھْطٍ یُّفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ ۝ ترجمہ اور تھے اس شہر میں نو شخص خرابی کرتے ملک میں اور نہ سنوارتے دوسرے روز اونٹنی نے پانی پینے کے لئے سر جھکایا اور قدار بن سالف مردود نے آکر اس کی گردن پر تیر مار کر زخمی کیا اونٹنی نے اس پر حملہ کیا سب بھاگے اور مصدع بن دہر ملعون نے پیچھے سے آکر اس کے پاؤں میں تلوار ماری اور اونٹنی گر پڑی اور دوسرے سب ملعونوں نے آکر جان سے مار ڈالا اور بچہ اپنی ماں کا یہ حال دیکھ کر بھاگا۔ سب مردودوں نے اس کا پیچھا کیا نہ پایا۔ جس پتھر سے ماں اس کی نکلی تھی۔ اس کے اندر جا گھسا سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ قوم صالح علیہ السّلام کی شراب نہ پیتی تو ہرگز اونٹنی کو نہ مارتی یہ گناہ کبیرہ شراب پینے سے ہوا اور حدیث میں آیا ہے اَلْخَمْرُ اُمُّ الْخَبَائِثِ۔ یعنی شراب برائیوں کی ماں ہے، تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک عورت بدکار کے گھر میں گائے اونٹ بکری وغیرہ بہت تھے اور چارے اور پانی کی تکلیف سے اس نے اپنے یار کو سکھایا کہ اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈال اس نے ویسا ہی

کیا اس کے تین دن کے بعد ان پر عذاب الیم آیا۔ جب حضرت صالح ؑ نے خبر پائی
تب اِن سے کہا **قولہ تعالےٰ** فَعَقَرُوْھَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِکُمْ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ ذٰلِکَ
وَعْدٌ غَیْرُ مَکْذُوْبٍ ۰ **ترجمہ** پھر اس کے پاؤں کاٹ ڈالے تب کہا فائدہ اٹھاؤ
اپنے گھر میں تین دن یہ وعدہ جھوٹا نہ ہوگا۔ حضرت صالح ؑ نے کافروں کو کہا کہ حیات
تمہاری تین دن کے سوائے باقی نہیں ہے وہ بولے اس کی کیا علامت ہے صالح ؑ نے کہا
کہ پہلے روز رنگ روپ تمہارا سُرخ ہو جائے گا اور دوسرے روز زرد ہو جائے گا اور تیسرے
روز سیاہ ہو جائے گا۔ جب تین دن کے بعد یہ علامت مذکور ظاہر ہوئی۔ جن لوگوں
نے اونٹنی کو مارا تھا وہ مرد و سب حضرت صالح کے گھر میں آئے تاکہ ان کو مار ڈالیں
تب اس وقت غضب الٰہی نازل ہوا۔ تب جبرائیل آئے اور دیواریں گھر کی ہلا دیں وہ کافر
سب گھر سے نکل بھاگے تب جبرائیل نے ایسی چیخ ماری کہ ایک ہی آواز سے سب کے
سب خاک میں مل گئے اور ابن عباس نے روایت کی ہے کہ ان ساتوں قبیلوں نے
حضرت صالح سے پوچھا کہ کس طرح سے ہم ہلاک ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک
ہی آواز سے جبرائیل کی خاک میں مل جاؤ گے۔ تب اسی وقت اس قوم نے ایک
چاہ عظیم کھودا اور لڑکوں بالوں کو اس میں رکھ دیا اور کانوں میں اِن کے روئی دی۔ اور
پارہ چپ کر پاس کے سر پر ڈالے تاکہ آواز اس کی نہ سُنی جاوے اور عذاب سے اس
کے نجات پاویں یہ تدبیر کر کے سب اس کے اندر جا رہے بعد اس کے اسی فرشتے
نے وہاں جا کر ایک ہی آواز سے ساتوں قبیلوں کو فی النّار و السقر کیا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ
نے فرمایا اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً فَکَانُوْا کَھَشِیْمِ الْمُحْتَظِرِ ۰ **ترجمہ**
ہم نے بھیجی ان پر ایک چنگھاڑ پھر رہ گئے۔ جیسی روندی باڑ کانٹوں کی اور کچھ نام و
نشان ان کا زمین پر باقی نہ رہا۔ لبعدہٗ صالح علیہ السّلام ملک شام میں گئے اب
جس کو شہرستان عوج کہتے ہیں۔ وہاں جا کر مسکن کیا۔ بعد مدت کے انتقال فرمایا
اور مسجد جامع کی داہنی طرف مدفون ہوئے اور مومن سب وہاں جا کر بسے۔

بیان حضرت ابراہیم علیہ السلام کا

جب کوئی اولاد سام بن نوح بن تارخ کی عرب و عجم میں نہ رہی بعض لوگ طوفان
سے ہلاک ہوئے اور بعض فرشتے کی آواز سے مرے بادشاہ نمرود علیہ اللعنۃ عجم کے
ملک سے نکلا وہ بیٹا کنعان بن آدم بن سام بن نوح علیہ السلام کا تھا اور اس کی زبان
عربی تھی اور بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ کیکاؤس بیٹا کیقباد کا وہ بیٹا منوچہر کا اور منوچہر بیٹا
فریدون بن جمشید کا تھا وہ صحیح نہیں اور صحیح تر یہ ہے کہ نام اس کا نمرود تھا۔ اس کی
بڑی قوت اور حشمت اور شوکت تھی بسبب قوت لشکر کے ملک شام میں دخل کیا بعد اس
کے ترکستان کو فتح کر کے اولاد بن یافث بن نوح کو اپنا فرمانبردار بنایا بعدہٗ ہندوستان
میں آکر اولاد بن حام نوح کو مطیع کیا اور روم پر بھی قبضہ کرایا۔ اور تمام جہان مشرق
سے مغرب تک اپنے دخل میں لایا۔ الّا ماشاء اللہ بعد اس کے کوفے میں جا کر مقام
کیا اب جس کو بابل کہتے ہیں وہاں تخت پر بیٹھا ترکستان ۔ ہندوستان اور روم اور مغرب
اور مشرق سے خراج اس کے لئے آتا ایک ہزار سات سو برس اس نے بادشاہی
کی تھی بڑا متکبر تھا کبھی آسمان کی طرف نظر نہ کرتا اور اللہ سے حاجت نہیں مانگتا
تھا اور کہتا تھا کہ میں خدا ہوں آسمان کا خدا کیا چیز ہے لعنۃ اللہ علیہ مگر اسی وقت
ملعون نے آسمان کی طرف نظر کی تھی۔ جب گِدھ کے کندھے پر سوار ہو کے خدا کو تیر مارنے
کے لئے آسمان کی طرف جاتا تھا اور تیر کمان میں لگا کر کہتا تھا کہ اگر آسمان پر دوسرا خدا ہے
تو اسے تیر سے مار ڈالوں گا اور وہ ملعون جب باہر نکلتا تب تخت کے چاروں پائے چار
ہاتھیوں کی پیٹھ پر رکھ کر بیٹھتا اور پائین تخت کے ایک قبہ دیبائے رومی سے کھنچواتا۔ موتی
اور جواہرات سے اسے آراستہ کرتا اور طنابیں اس میں زربفت کی لگائی جاتیں۔ دن کو اسی
تخت پر بیٹھتا اور چار سو کرسیاں تخت کے نیچے بچھی رہتیں اور ہر کرسی پر جادوگر اور منجم سب بیٹھتے
اور امیر و غریب اس کے گرد رہتے اور کہتے ہیں کہ ہفت اقلیم کی بادشاہی چار شخصوں کی ہوئی
ان چاروں کے برابر شہنشاہ کوئی نہیں ہوا۔ دو مسلمان ایک ان میں سلیمان ؑ اور دوسرے

سکندر، ذوالقرنین تھے۔ اور دو کافر ایک نمرود بن کنعان اور دوسرا بخت نصر۔ ان چاروں کو ہفت اقلیم کی بادشاہی حاصل ہوئی تھی۔ ایک روز نمرود مردود تخت پر بیٹھا تھا۔ اور تمام لشکری گرد اس کے حاضر تھے۔ تقدیر الٰہی سے جادوگر اور منجم سب سرا پنا جھکائے ہوئے غمناک بیٹھے تھے۔ نمرود نے کہا کہ آج تم کو کیا ہوا کہ دلگیر و غمناک بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا کہ خدا تمہاری خیر کرے ایک ستارہ عجیب فلک پر نظر آیا کہ کبھی یہ ستارہ ہم نے نہ دیکھا تھا آج مشرق کی طرف سے نکلا ہے۔ نمرود نے کہا وہ ستارہ کیسا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک لڑکا باپ کی صلب سے ماں کے رحم میں موجود ہو گا وہ تیری بادشاہت کو تباہ کرے گا۔ نمرود نے کہا کہ کس وقت وہ لڑکا باپ کی پشت سے ماں کے شکم میں آوے گا۔ منجموں نے کہا تین رات دن میں پس نمرود مردود نے حکم کیا کہ یہ جتنی عورتیں بالغہ ہیں، آج سے اپنے شوہروں کے ساتھ ہم بستر نہ ہونے پاویں۔ اتفاقاً نمرود کا ایک خاص چوبدار کہ نام اس کا تارخ تھا اور اس کے بھائی کا نام آذر۔ بعد وفات پدر کے یہی زندہ رہا۔ جس کا تفسیر میں میں مذکور ہے وہ ہمیشہ ایک ہاتھ میں شمع اور ایک ہاتھ میں ننگی تلوار لے کر تمام رات نمرود کے سرہانے کھڑا رہتا۔ جس دن کہ نمرود نے حکم دیا اسی شب کو مشیت ایزدی سے تارخ کو خواہش ہوئی، کہ اپنی بی بی کے ساتھ مباشرت کرے اور حضرت ابراہیم کی ماں کی بھی خواہش ہوئی۔ دل سے کہنے لگی کہ کیوں کر اپنے شوہر کے پاس جاکر خوشی حاصل کروں۔ اسی پس و پیش میں تھی کہ وفور خواہش سے آدھی رات کو گھر سے نکل کر دروازے پر قصر نمرود کے جا پہنچی، دیکھا کہ دربان و پاسبان سب کے سب خواب غفلت میں ہیں۔ وہاں سے نمرود کی خوابگاہ خاص میں بے کھٹکے گھسیں اور اپنے شوہر کو دیکھا کہ نمرود کے سرہانے ایک ہاتھ میں شمع اور دوسرے ہاتھ میں تلوار لئے پاسبانی کر رہا ہے، جب دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں اسی وقت شہوت نے غلبہ کیا۔ اس نے اپنی بی بی سے کہا اب کیا صلاح ہے دونوں ہاتھ میرے بند ہیں اتنے میں اللہ کے حکم سے ایک پری آکر موجود ہوئی۔ وہ شمع اور تیغ لے کر اسی طرح پر کھڑی رہی۔ اور جو دو

خصم نے نمرود کے سرہانے مباشرت سے فراغت کی۔ اسی شب کو اللہ کی قدرت
سے ابراہیم نے باپ کی پیٹھ سے ماں کے پیٹ میں قرار پکڑا۔ تارخ نے بی بی سے
کہا خبردار یہ بھید کسی سے ظاہر نہ کرنا اور یہاں سے گھر جانے تک راہ میں کوئی نہ دیکھے
کیوں کہ یہ موجب شرمندگی کا ہے۔ تب بی بی ان کی وہاں سے نکل کر چپکے سے اپنے گھر
کو گئیں اور اس آنے جانے کی بجز خدا کے کسی کو خبر نہ ہوئی۔ جب صبح ہوئی نمرود لعین نے
نیند سے اٹھ کر تارخ کی پیشانی کی طرف نگاہ کی دیکھا کہ ایک نور اس کے چہرے
پر چمکتا ہے۔ نمرود نے کہا کہ اے تارخ آج چہرہ تیرا نورانی دیکھتا ہوں بخلاف اور
دنوں کے۔ تارخ نے اس کی ترقی اقبال کی دعا کی۔ بعدہٗ نمرود وہاں سے اُٹھ کر تخت
پر جا بیٹھا۔ راہبوں اور منجموں کو بلوا کر کہا کہ اپنے اپنے علم سے دریافت کر کے کہو
کہ وہ لڑکا پیدا ہوا یا نہیں۔ سبھوں نے دریافت کر کے عرض کی کہ جہاں پناہ سلامت
شب گذشتہ کو وہ لڑکا بحکم خدا باپ کے صلب سے ماں کے شکم میں آچکا ہے۔
تب نمرود مردود نے حکم کیا کہ جتنی عورتیں حاملہ ہیں وقت ولادت کے اپنے لڑکوں کو
مار ڈالیں۔ اس سبب سے جتنی عورتیں حاملہ تھیں سبھوں نے اپنے بچے مار ڈالے۔ جبکہ
ابراہیم کو اپنی ماں کے پیٹ میں نو مہینے گذرے تب ان کی ماں نمرود کے خوف سے
اور بچے کی محبت سے گھر سے نکل کر چپکے باہر شہر کے جا کر میدان میں ایک غار
کے اندر جا بیٹھیں وہاں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے ان کے نور سے غار ایک بارگی روشن
ہو گیا۔ ان کی ماں رونے لگیں۔ اس خوف سے کہ مبادا یہاں آکر کوئی لڑکے کو مار ڈالے
آخر لڑکے کو کپڑے میں لپیٹ کر وہاں چھوڑ کر گھر کی طرف روتی ہوئی چلی گئیں۔ اسی وقت
جبرائیلؑ نازل ہوئے اور دونوں ہاتھ کی دونوں انگلیاں لڑکے کے منہ میں رکھ دیں۔ خدا
کے فضل و کرم سے ایک انگلی سے شہد اور دوسری انگلی سے دودھ جاری ہوا۔ ابراہیمؑ
اسی کو پیتے اور کسی چیز کے محتاج نہ ہوتے اور ہر ہفتے کو ماں ان کی ان کے پاس جاتیں
اور ان کی زندگی اور پرورش سے متعجب ہوتیں۔ جب وہاں سے نکل آتیں غیب سے
ایک پتھر آکے غار کے منہ کو بند کر دیتا۔ جب ان کی ماں آتیں تو اس پتھر کو الگ کر کے انھیں دیکھ

بھاگ کر چلی جاتیں۔ اسی طرح سے سات برس گذرے ایک دن حضرت نے اپنی ماں سے پوچھا یَا اُمِّی مَنْ رَبُّكِ ترجمہ اے ماں میری تمہارا خدا کون ہے؟ وہ بولیں تیرا باپ تارخ ہے جو مجھے کھانے کو دیتا ہے۔ بولا اس کا خدا کون ہے؟ بولیں کواکب ہیں یعنی ستارے پھر پوچھا کہ کواکب کا خدا کون ہے؟ اس بات کو سن کر ماں ان کی لاجواب ہوئیں اور شرمندہ ہو کر چلی گئیں اور یہ حقیقتیں تارخ کو سنائیں۔ اس نے کہا یہ لڑکا نمرود کا دشمن ہوگا۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ اسی کی فکر میں تھا کہ اسے کیا کیا چاہیئے۔ ایک رات ابراہیم نے غار سے باہر نکل کر آسمان کی طرف نظر کی ستاروں کو دیکھ کر کہا کہ میرے ماں باپ ان کو خدا کہتے ہیں۔ بمصداق اس آیت کے قولہ تعالیٰ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝ ترجمہ پھر جب اندھیری آئی اس پر رات تو دیکھا ایک ستارا بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہوا بولا مجھ کو خواہش نہیں چھپ جانے والے کی پھر جب چاند نکلا کہا قولہ تعالیٰ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۝ ترجمہ پھر جب دیکھا چاند کو روشن بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہوا حضرت ابراہیمؑ بولے کہ اگر نہ راہ دے مجھ کو رب میرا بیشک رہوں میں بھٹکتے لوگوں میں یعنی گمراہوں میں پھر جب دیکھا آفتاب کو بولا یہ ہے رب میرا قولہ تعالیٰ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ ترجمہ پھر جب دیکھا آفتاب کو روشن بولا یہ ہے رب میرا کہ یہ رب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہوا بولا قولہ تعالیٰ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ ترجمہ پھر جب وہ غائب ہوا بولا اے قوم میری میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو۔ تحقیق میں نے متوجہ کیا منہ اپنا اس کی طرف

لہ اس مقام میں اہل تواریخ سے غلطی واقع ہوئی ہے اس لئے کہ یہ قصہ ابتدا کا نہیں ہے بلکہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود کے پاس گئے تھے اس وقت ان سے بطور طنز کے کہا تھا کہ تم اس کو خدا جانتے ہو تم اس کو معبود جانتے ہو کہا ہرگز نہیں میرا خدا وہی ہے جو سب کو پیدا کرنے والا ہے جن کو تم خدا جانتے ہو۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتے اس لئے کہ ان کی حالتیں بدلتی رہتی ہیں کبھی طلوع کرتے ہیں کبھی غروب ہوتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کی ذات تغیر سے پاک ہے اور بجز اس قصہ کے جس طرح کہ یہاں پر ہے لازم آتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے معبود میں شک تھا کہ کون ہے آخر میں معلوم ہوا کہ خداوند تعالیٰ ہے اور حالانکہ انبیاء علیہ السلام کو ولادت کے وقت اپنا معبود معلوم ہوتا ہے جو خالق ہے اور وہی معبود ہے وہی وحدہٗ لاشریک ہے ۱۲

جس نے بنایا آسمان اور زمین کو ایک طرف کا ہو کر یعنی تنہا اور میں نہیں شریک کرنے والا ہوں کسی چیز کو ساتھ اللہ کے فائدہ کا حضرت ابراہیم جب لڑکے تھے قوم کو دیکھا کہ آسمان اور زمین کے خالق کو تو خدا نہیں جانتے ہیں اور اپنی حاجتیں اور مراد کے واسطے کوئی مورتیں کوئی ستاروں کو کوئی چاند اور سورج کو پوجتا ہے آپ نے کہا کہ میں بھی ایک کو اپنا رب ٹھہرا رکھوں مورتوں سے تو پہلے ہی ناخوش تھے پھر ایک ستارے کو اپنا رب ٹھہرایا۔ جب وہ غروب ہوا تو جانا کہ یہ ایک حال پہ نہیں کوئی اور ہی اس پہ حاکم ہے اگر وہ مستقل ہوتا تو اعلیٰ حال سے ادنےٰ حال میں نہ آتا پھر جب چاند اور سورج میں بھی عیب پایا تو سب کو چھوڑ کر ایک ایسے کو اختیار کیا کہ جس کو سب مانتے ہیں کہ سب سے بڑا ہے اور عقل کامل کے نزدیک ایک ایسے کو ماننا چاہیئے کہ جس سے سب کا کام نکل سکے اور سب پہ قادر ہو۔ اس صورت میں کسی دوسرے کو ماننا کچھ ضرور نہیں۔ یہ فائدہ تفسیر میں سے لکھا ہے آزر نے کہا اے لڑکے میرا خدا سوائے نمرود کے کوئی نہیں ہے لعنۃ اللہ علیہ حضرت ابراہیم نے کہا اس سے کہ زمین و آسمان اور کواکب کا خدا ایک ہے بلا شریک ہے وہ بولے **قولہ تعالیٰ** قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ ۝ **ترجمہ** وہ بولے تو ہمارے پاس لایا ہے سچی بات یا تو کھیل کرنے والوں میں سے ہے یا کسی سے سنا ہے ابراہیمؑ بولے **قولہ تعالیٰ** قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝ **ترجمہ** ابراہیم بولے نہیں بلکہ رب تمہارا وہی ہے جو رب کہ آسمان و زمین کا ہے۔ جس نے ان کو بنایا اور میں اسی بات کا قائل ہوں اور قسم کھا کر بولا اے باپ میں تیرے بتوں کا علاج کروں گا۔ بمصداق اس آیت کے **قولہ تعالیٰ** وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ۝ **ترجمہ** قسم ہے اللہ کی میں فکر کروں گا تمہارے بتوں کی جب تم جاؤ گے پیٹھ پھیر کر۔ فائدہ یہ بات انہوں نے چپکے کہی پھر جب وہ شہر سے باہر ایک میلے میں نکل کر گئے تب حضرت ابراہیم نے بت خانے میں جا کر سب بتوں کو توڑ ڈالا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ۝ **ترجمہ** پھر ابراہیم علیہ السلام نے کر ڈالا انہوں کو ٹکڑے ٹکڑے مگر ایک جو سب سے بڑا تھا اس واسطے کہ شاید اس پاس وہ پھر آویں اور بتوں کو ذلیل و خوار دیکھیں اور ان کے پوجنے سے باز آویں اور اس قوم میں ہر سال دو بار عید ہوتی ، ایک روز عرفے میں اور ایک عید کے روز ایک دن آزر نے کہا اے بیٹا

ابراہیم چل ہمارے ساتھ میدان میں میلے کے دیکھنے کو حضرت نے عذر کیا اور کہا بمصداق اس آیت کے فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ۝ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ۝ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ۝ **ترجمہ** پھر نگاہ کی ایک بار تاروں پر پھر کہا میں بیمار ہوں پھر اُلٹے گئے اس سے پیٹھ دیکر کہی بار ان سے ایسے ہی طور پر کہا کہ ان کے فہم میں نہ آیا۔ سب کے سب میدان کی طرف نکل گئے **خلاصہ تفسیر** میں یوں لکھا ہے کہ وہ سب لوگ نجومی تھے۔ اس واسطے ان کو دکھانے کو تاروں کی طرف دیکھ کر یا نجوم کی کتاب میں دیکھ کر کہا کہ میں بیمار ہوں یعنی بیمار ہوا چاہتا ہوں کیونکہ وہ [۲] ایک روز عید کے شہر سے باہر جاتے اور ایک دن میدان میں بُت پوجنے کو نکلتے تھے۔ ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ ایک جھوٹ [۱] ہے اللہ کی راہ میں عذاب نہیں ثواب ہے۔ بعدہٗ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک تبر لے کر بت خانے میں جا کے سب بتوں کے ہاتھ پاؤں توڑ تاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے بڑے بت کی گردن پر اس تبر کو رکھ کر بت خانے سے نکل آئے۔ شیطان ملعون یہ حال دیکھ کر میدان میں ان کافروں کے پاس روتا ہوا گیا اور چلا کے کہا کہ تمہارے معبودوں کے ہاتھ پاؤں توڑ تاڑ کر زیر و زبر کر رکھا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ مردود سب مغموم و متحیر ہو کر اپنی سواریوں کی طرف دوڑے چاہا کہ سوار ہوویں۔ وہ جانور بھاگ گئے ہاتھ نہ لگے تب پشیمان ہو کر پا پیادہ شہر میں آئے اور بتوں کا حال دیکھ کر کہنے لگے۔ **قولہ تعالیٰ** قَالُوا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظّٰلِمِينَ ۝ **ترجمہ** وہ بولے کس نے کام کیا ہے یہ کام ہمارے معبودوں سے وہ کوئی بے انصاف ہے تو ہم اس کا بدلہ لیویں۔ پس لوگوں نے کہا **قولہ تعالیٰ** قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗ إِبْرَاهِيمُ ۝ **ترجمہ** سنا ہے ہم نے ایک جوان کو ذکر کرتا تھا ان کا کہتے ہیں اس کو ابراہیم پس حضرت کو بلایا **قولہ تعالیٰ** قَالُوا فَأْتُوا بِهٖ عَلٰى أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ **ترجمہ** تب سبھوں نے کہا لے آؤ اس کو لوگوں کے سامنے شاید وہ ۝ دیکھیں تب حضرت خلیل اللہ کو نمرود نے بلوایا اور حضرت کو ڈرایا کہ ہمارے بتوں کو تم ہی نے توڑا ہے حضرت نے کہا میں نے نہیں توڑا اتنے میں کسی نے گواہی دی کہ اے ابراہیم ایک دن تو نے کہا تھا کہ میں تمہارے بتوں کی فکر کروں گا۔ شاید تم ہی نے توڑا ہے۔ پھر کافروں نے حضرت سے پوچھا۔ چنانچہ

۱؎ درحقیقت جھوٹ نہ تھا بڑی بیماری اور بڑی تکلیف تو آپ کو ان کافروں میں سے تھی ۲؎ دوری از صحبت ناجنس عذابست الیم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ ترجمہ کافروں نے کہا حضرت سے کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے معبودوں پر اے ابراہیم یہ تیرا ہی کام ہے حضرت نے کہا میں نے نہیں کیا اور کہا قولہ تعالیٰ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ڰ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝ ترجمہ حضرت ابراہیم نے کہا میں نے نہیں کیا۔ بلکہ یہ کیا ان کے بڑے نے سو ان سے پوچھ لو۔ اگر وہ بولتے ہیں۔ انہوں نے کہا اے ابراہیم بُت کہیں بات کرتے ہیں وہ نہ سنتے نہ حرکت کرتے ہیں۔ تب حضرت نے کہا اے قوم جو کہ بات نہیں کرتے اور نہ دیکھتے نہ سنتے ہیں۔ پھر ان کو خدا کیوں کہتے ہو اور پوجتے کیوں ہو اس بات کو سن کر سبھوں نے سر نیچا کر لیا اور بولے یہ سچ کہتا ہے۔ قولہ تعالیٰ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ۝ ترجمہ۔ پھر اوندھے ہوئے سر ڈال دیا اور کہا کہ تو جانتا ہے کہ یہ نہیں بولتے ہیں۔ ابراہیم نے جانا کہ یہ سب لاجواب ہوئے تب حضرت نے فرمایا قولہ تعالیٰ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۝ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ترجمہ حضرت بولے پھر تم پوجتے ہو سوا خدا کے ایسے کو جو تمہارا کچھ بھلا بُرا نہ کر سکے۔ میں بیزار ہوں تم سے اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا کیا تم کو سمجھ نہیں ہے۔ حضرت نے کہا اے قوم اگر تم کو عقل ہے تو اس کی عبادت کرو۔ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور بُت پرستی چھوڑ دو کہ اس میں کچھ نفع نہیں وے جب دلیل کچھ نہ لا سکے۔ تب ان کافروں نے حضرت کے مار ڈالنے کی تدبیر کی اور یہ علاج ٹھیرایا قولہ تعالیٰ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ ترجمہ بولے اس کو جلاؤ اور مدد کرو اپنے معبودوں کی اگر تم کچھ کرنے والے ہو۔ پھر بولے قولہ تعالیٰ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ۝ ترجمہ کہا انہوں نے کہ بناؤ واسطے اس کے ایک عمارت یعنی چار دیواری اٹھاؤ پختہ چاروں طرف سے بھر ڈالو اس کو اس آگ کے ڈھیر میں پس نمرود نے حکم کیا کہ ایک چار دیواری خشتی ایسی بناؤ کہ احاطہ اس کا بارہ کوس کا اور اونچائی اس کی سو گز کی ہووے پس ایک دیوار اسی مطابق تیار ہوئی بعدہٗ نمرود نے حکم کیا کہ سارے ملکوں میں منادی کرو کہ ملک بھر میں جتنے ہمارے

درست ہیں لکڑی کاٹ کے یہاں لا کے جمع کریں تب حکم سے نمرود کے ہر شخص نے
موافق اپنے حوصلے کے لکڑیاں لا کر اس دیوار کے اندر چاروں طرف جمع کیں۔ پھر جب
اس میں آگ لگا دی شعلہ اس کا اس قدر اونچا ہوا کہ وہاں سے تین کوس کے فاصلہ پر
جو جانور اُڑتے اس کی تپش سے جل بھن کر خاک ہو جاتے۔ اس میں کافر سب متردد
ہوئے کہ کیونکر آگ میں ڈالیں۔ اتنے میں ابلیس علیہ اللعنۃ نے آکر کافروں کو حکمت
بتائی اور کہا ایک اونچی جگہ تم بناؤ۔ انہوں نے بڑھیوں کو بلا کر ایک منجنیق یعنی گوپھن
بنائی۔ اس کے آگے کسی نے گوپھن نہیں بنائی اور نہ دیکھی تھی۔ ابلیس نے اس
کو دوزخ ہاویہ میں دیکھا تھا کہ جب کسی کو دوزخ میں ڈالتے ہیں تو گوپھن میں رکھ کر
ڈالتے ہیں۔ اس ملعون نے منجنیق کو درست کر کے جب ٹھیک ٹھاک کیا تو درگاہ
الٰہی سے آواز آئی کہ اے جبرائیل آسمان کے دروازے کھول دے تاکہ سب
فرشتے خلیل اللہ کو دیکھیں کہ دشمن کے ہاتھ میں میں نے دیا کہ اس کو جلاتے ہیں
جبرائیل نے رب دروازے کھول دیئے۔ تب تمام ملائک یہ حال دیکھ کر سجدے میں آگئے
اور کہنے لگے الٰہی اس میدان میں ایک موحد ہے تجھے پوجتا ہے۔ اس کو دشمن کے
ہاتھ میں تو نے ڈالا وہ اس کو آگ میں جلاتا ہے۔ حکم باری تعالیٰ کا ہوا کہ اے فرشتو
تم اگر چاہتے ہو تو اس کو امان دو۔ ابلیس نے گوپھن کو درست کر کے چار سو رسی اس میں
لگائیں۔ وزیر نے نمرود کو کہا کہ پیراہن اپنا اس کو پہناؤ کیونکہ اگر وہ نہ جلے گا تو لوگ کہیں گے
کہ ابراہیم پیراہن کی برکت سے نہ جلا۔ یہ صلاح ٹھہرا کہ پیراہن نمرود مردود کا حضرت
ابراہیم کو پہنا دیا اور ہاتھ پاؤں باندھ کر گوپھن میں رکھ کر چار سو آدمی نے مل کر ایک بارگی
زور کیا۔ مگر منجنیق جگہ سے نہ ہلا اور حضرت کے باپ آذر نے بھی آکر کہا کہ مجھے بھی ایک
رسی دو کہ میں بھی کھینچوں۔ اگرچہ میرا فرزند ہے لیکن ہمارے دین کا مخالف ہے۔ اور
ایک رسی پکڑ کر کھینچنے لگا۔ حضرت ابراہیم نے جب اپنے باپ کو منجنیق کھینچتے دیکھا
کہا الٰہی میرا باپ بھی میرا دشمن ہوا ہے۔ سب آدمی شکایت زمانے کی اپنے
ماں باپ کے پاس لے جاتے ہیں اور میرے باپ کا کام یہ ہے اے خدا میں آج

سب سے بیگانہ ہوا سوائے تیرے مجھے کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے پس چار ہزار مرد
زور آور مل کر اس گوپھن کو کھینچتے تھے، اس میں ابلیس نجس ایک پیر مرد کی صورت بن کر ان
کے پاس آیا اور کہا کہ اگر تمام آدمی مشرق اور مغرب کے منجنیق کو کھینچیں گے تو بھی ہرگز جگہ
سے نہ اٹھا سکیں گے۔ تب انہوں نے کہا آخر کیا ہوگا۔ شیطان لعین نے کہا کہ میں تم کو ایک
راہ بتائے دیتا ہوں تم اگر اس کو عمل میں لاؤ گے تو البتہ اس کو گوپھن سے اٹھا کر آگ میں
ڈال سکو گے، چاہیئے کہ اول کچھ لوگ زنا کریں، اس کے بعد منجنیق کو اٹھائیں تو آسان ہوگا۔
پس اس قوم سے چالیس مرد و عورت نے آپس میں مل کر زنا کیا۔ اسی وقت فرشتے اس
حرکت سے نفرت کر کے چلے گئے اور شیطان نے انہی کے ساتھ زنا کر کے منجنیق بڑے کے
کھینچا تب کافروں نے حضرت ابراہیم کو اٹھا کر معلق آتش میں ڈال دیا۔ لَعْنَۃُ اللّٰہِ
عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ ۵ اسی وقت فرشتے آسمانوں کے یہ حال دیکھ کر سجدے میں آ گئے
اور کہا۔ یا رب تیرے خلیل کو کافروں نے آگ میں ڈالا ہے۔ جبرائیل ستر ہزار
فرشتوں کو ساتھ لے کر ان کے پاس پہنچا اور کہا کہ اے ابراہیم اگر تو چاہتا ہے تو میں ان
پر آگ پر باروں اور دریائے محیط میں ڈال دوں۔ حضرت نے کہا اے جبرائیل یہ بات
خدا تعالے نے فرمائی ہے کہ نہیں حضرت نے کہا جبرائیل خالق نے جو فرمایا ہے
سو کرے۔ پھر جبرائیل نے کہا اے ابراہیمؑ تمہارا کیا مطلب ہے فرمایا کچھ مطلب
ہے مگر تم سے نہیں حاجت میری اس سے ہے کہ جس کا سارا عالم محتاج ہے۔ ابراہیمؑ
جب آگ میں جا گرے وہ جامہ ناپاک مردود کا جو حضرت کو پہنایا تھا اس گھڑی جل گیا
اور کچھ گزند حضرت کو اللہ کے فضل و کرم سے نہ پہنچا۔ اور اسی وقت بلبل ہزار
داستان نے حضرت ابراہیمؑ کے آکر اس باغ آتشیں میں نشیمن کیا اور اسی وقت
غیب سے یہ آواز آئی۔ قولہ تعالےٰ قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا
عَلٰٓی اِبْرٰہِیْمَ ۵ وَاَرَادُوْا بِہٖ کَیْدًا فَجَعَلْنٰہُمُ الْاَخْسَرِیْنَ ۵ ترجمہ ہم نے
کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی ابراہیم علیہ السلام پہ اور چاہنے لگے ان کا برا
پھر انہی کو ڈالا ہم نے نقصان میں جب ابراہیم کو آگ میں ڈالا تب اس میں پانی کا ایک چشمہ

جاری کیا اور جبرائیلؑ نے ایک تخت نور کا بہشت سے لاکر دیا اور حلہ بہشتی لاکر پہنا دیا۔
اور تخت پر بٹھایا اور جس رسی سے حضرت کے ہاتھ پاؤں باندھ کر کافروں نے آگ میں
ڈالا تھا وہ آگ سے جل گئی اور حضرت کو ایک سر مو اللہ کے فضل و کرم سے آگ کا
صدمہ نہ پہنچا تھا۔ اسے دیکھ کر جبرائیل نے متحیر ہو کر حضرت کی طرف نظر کی۔ حضرت
نے فرمایا اے بھائی کیا دیکھا تم نے کہ متعجب ہوا ناموس اکبر نے کہا کہ مجھ کو اللہ کی
قدرت سے تعجب آیا اور آپ کا صبر بھی عجب پایا کہ ایسے مقام میں بغیر خدا کے تم نے
کسی سے حاجت نہیں چاہی اور نہ کسی سے مدد مانگی اور نہ کسی سے کچھ کہا۔ اس لئے
یہ کرامت اور رحمت اللہ نے تم پر بخشی اور تمہارے آگے کسی پر ایسی عنایت نہ
ہوئی تھی اور کہتے ہیں کہ جو درخت جلے تھے تمام جڑیں ان کی زمین میں لگی تھیں اور
شاخیں ان کی تروتازہ ہو کر میوے لائیں اور حضرت کے تخت کے چاروں طرف
نرگس و بنفشہ پھول رہے تھے اور نمرود علیہ اللعنۃ نے ایک منارے پر چڑھ کر طرف حضرت
کی طرف نگاہ کی دیکھا کہ گل وریحان کے بیچ میں سایہ دار درخت کے تلے تخت پر بیٹھے
ہیں۔ اس مردود نے کہا کہ افسوس میری محنت برباد ہوئی۔ تب وہ ملعون حضرت کو
پتھر پھینک کر مارنے لگا۔ خدا کے حکم سے وہ پتھر ہوا پر معلق ہو گئے۔ اور
مانند ابر بہاری کے سایہ کیا اور اتنا پانی برسا کہ آتش نمرود بجھا دی اور ہامان وزیر نمرود
کا منارے پر چڑھ کر حضرت کو اس جشن میں دیکھ کر باآواز بلند کہنے لگا اے ابراہیمؑ
نِعْمَ رَبُّكَ یعنی راست نیک ہے پروردگار تمہارا کہ ایسی آگ سے تمہیں نجات دی
اور بزرگیاں بخشیں اور نمرود نے کہا اے ابراہیم تیرا خدا بڑا بزرگ ہے۔ کہ اس آگ
سے تجھے محفوظ رکھا۔ یہ کہہ کر نمرود اپنے گھر کو چلا گیا۔ چند روز کسی سے نہ بولا۔ اس فکر
میں تھا کہ مسلمان ہو جاوے پھر اس بات سے خوف کیا کہ بادشاہی میری برباد ہو گی تب
حضرت کو بلا کر کہا کہ میں تیرے خدا کے واسطے قربانی دوں گا۔ حضرت نے کہا کہ تیری قربانی
منظور نہیں جب تک کہ تو مسلمان نہ ہو گا۔ نمرود نے کہا کہ میں قربانی کروں گا خواہ قبول کرے
یا نہ کرے۔ تب نمرود نے چار ہزار گائیوں کو قربانی کیا۔ پھر بولا کہ دس ہزار

خزانے زرسرخ کے اور دس ہزار گنج سیم کے تیرے خدا کو دوں گا کہ ایسی کرامت تجھے
بخشی. حضرت نے فرمایا اے ملعون میرا خدا جو دیتا ہے بے عوض دیتا ہے نہ باعوض
اور سارا مال تیرا اسی کا پیدا کیا ہوا ہے. یہ کہہ کر حضرت چلے گئے تب ہامان نے نمرود سے
کہا کہ ابراہیم نے وہ بزرگیاں بسبب آتش پرستی کے پائیں اور اسی طرح کی باتیں
اس سے کہیں کہ آگ ایک فرشتہ ہے جسے وہ چاہتا ہے عذاب کرتا ہے. اور جس
کو چاہتا ہے نہیں کرتا ہے. چنانچہ اس اعتقاد سے گبر آتش پرست ہوتے. لَعْنَةُ اللّٰہِ
عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ. وہ چند قومیں ہیں مزدوقیہ اور نوشیروانیہ اور صابئیہ اور ہامان ملعون
یہ باتیں نمرود سے کہہ رہا تھا کہ ذرا سی آگ کہیں سے اڑ کر اس کی آنکھ میں گری کچھ اس کی
آنکھ جل گئی. اور نمرود کی بیٹی بالاخانے سے حضرت کو دیکھ رہی تھی کہ ابراہیم ایسی حشمت
و رونق کے ساتھ آگ میں تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور کنارے پر اس کے پانی کے چشمے
جاری ہیں اور چاروں طرف اس تخت کے گل و بنفشہ نرگس و ریحان کھل رہے ہیں اور جو
پتھر کہ کافروں نے ان کے اوپر پھینکے تھے ان کے سر پر معلق مانند ابر کے ایستادہ ہیں اور
ابراہیم ہزاروں نام خدا کے بآواز بلند پڑھتے ہیں. نمرود نے اپنی بیٹی کو کہا کہ ابراہیمؑ کو تو
نے دیکھا وہ بولی ہاں پھر کہا ہامان کو دیکھ جب اس نے ہامان کی طرف نظر کی دیکھا تو وہ
خاک میں پڑا ہوا آنکھ کی سوزش سے لوٹ رہا ہے. نمرود کی بیٹی نے کہا باباجان ابراہیمؑ
اس مرتبہ پر اور ہامان اس عذاب میں گرفتار ہے چپکے بیٹھے ہو. کیوں نہیں کہتے کہ ابراہیمؑ کا
خدا برحق ہے تب نمرود مردود نے اس کو جھڑک کر کہا کہ چپ رہ اور ہامان کے پاس چلا گیا
بعدہٗ اس کی بیٹی حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئی اور بولی اے ابراہیمؑ تو مجھ پر کرم کر میں تیرے
خدا پر ایمان لاتی ہوں. تب حضرت نے اس کو ایمان کی راہ بتائی اور یہ کلمہ پڑھایا. لَآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمُ رَسُوْلُ اللّٰہِ جب اس نے یہ کلمہ پڑھا مومنہ ہوئی اور کہنے لگی کہ میں باپ کو
بھی دعوت دوں گی. حضرت نے فرمایا بہتر ہے تب وہ اپنے باپ سے جا کر بولی کہ کیوں
حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے خدا پر ایمان نہیں لاتے ہو. میں ان کے دین سے مشرف ہوئی
خدا ان کا برحق ہے اور تمہارا خدا باطل ہے تب اس کے باپ نے اس کو مارنا چاہا. اچانک

ایک ابر آیا اور اس کو وہاں سے اٹھا کر کوہ قاف کے پاس لے جا کر رکھا اور دوسرا قول یہ ہے کہ ہوا اسے اٹھا کر لے گئی وہ بی بی اسی دن سے خدا کی عبادت میں مشغول و سرگرم رہی۔ خلق اللہ جب اس ماجرے سے آگاہ ہوئی ہدایت ازلی جس کے ساتھ تھی وہ اپنا پاؤں اس آگ میں رکھ دیتا اور نہ جلتا تب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لا کر مسلمان ہو جاتا۔

بیان احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آتشکدہ سے نکلنے کا

چالیس دن کے بعد ابراہیم علیہ السلام اس آتشکدہ سے نکل کر ملک شام کی طرف کہ ایک شہر ہے، جسے حرّان الوجہ کہتے ہیں وہاں جا وارد ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ ہزاروں خلقت لباس نفیس پہن کر ایک میدان کی طرف چلی جاتی ہے۔ حضرت نے ان سے پوچھا کہ تم سب کہاں جاتے ہو۔ انھوں نے کہا یہاں کے بادشاہ کی بیٹی ایسی صاحب جمال ہے کہ اس کے برابر آج سارے عالم میں کوئی نہیں ہر ایک ملک کے بادشاہ اور بادشاہ زادے سب اس کی خواستگاری کرتے ہیں اور وہ کسی کو قبول نہیں کرتی اور کہتی ہے کہ میں اپنے پسند سے شوہر کروں گی۔ آج سات رات دن سے لوگ میدان میں جاتے ہیں اور وہ شہزادی نکل کر سب کو دیکھتی ہے مگر کسی کو پسند نہیں کرتی یہ سن کر ابراہیم بھی ان کے ساتھ ہو لئے اور میدان کے ایک گوشے میں جا بیٹھے، جب دوپہر ہوئی وہ شہزادی اپنے ساتھ ستر خواصیں لے کر اور تاج زریں سر پر رکھ کر اور نقاب چہرے پر ڈال کر اور ایک ترنج زریں جواہرات سے جڑا ہوا ہاتھ میں لے کر میدان میں جا کھڑی ایک سرے سے سب کی طرف دیکھنے لگی۔ جب حضرت ابراہیم کے پاس پہنچی دیکھا کہ ایک نور ان کی پیشانی پر چمکتا ہے۔ وہ نور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔ ان کو دیکھ کر ان کے جمال پہ عاشق ہوئی اور اس ترنج زریں کو حضرت کی گودی میں ڈال کر اپنے تخت پر جا بیٹھی بعد اس کے بادشاہ کے لوگ آ کر حضرت کو بادشاہ کے پاس لے گئے وہ نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ جو حضرت کی پیشانی پر نمودار تھا۔ بادشاہ نے اسے دیکھ کر اپنی بیٹی کی طرف نگاہ کی اور کہا کہ اے بیٹی نیک شوہر تو نے پایا مگر مرد غریب ہے کچھ فائدہ نہیں۔ آخر الامر سب امراؤں نے مل کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کی شادی کر دی اور تمام رسومات

بادشاہانہ ادا کئے اور سارے شہر میں خوشی اور خورمی ہوئی اور کہتے ہیں کہ تمام دنیا میں مانند سارہ خاتون اور حوا علیہما السلام کے نہ کوئی اور حسن وجمال میں ہوا ہے نہ ہوگا۔ اِلّا ماشاءَ اللہ اور شادی کے چند روز کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک شام کی طرف قصد جانے کا کیا سارہ خاتون نے فرمایا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔ بغیر تمہارے زندگی میری محال ہے مجھ کو بھی ہمراہ لے چلو۔ حضرت نے فرمایا تمہارا باپ تمہیں نہیں چھوڑے گا۔ سارہ خاتون بولیں کہ میرے باپ کی قدر باوجود تمہارے میرے نزدیک کچھ نہیں ہے اگر چھوڑے گا فبہا ورنہ بے حکم اس کے تمہارے ساتھ چلوں گی۔ کیونکہ تمہارے بغیر زندگی مجھ پر وبال ہے۔ تب سارہ خاتون نے اپنے باپ سے رخصت مانگی اس نے اُسے اجازت دی۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام سارہ خاتون کو لے کر شہر سے نکلے اور اللہ کا حکم بھی یونہی تھا راہ میں لوگوں نے حضرت سے کہا مصر کا بادشاہ بڑا ظالم ہے عورتوں کی خواہش اس کو بڑی ہے خصوصاً عروس نو کا زیادہ راغب ہے اس لئے ہر ایک راہ گھاٹ میں دس دس آدمی متعین ہیں۔ جو کوئی مال واسباب مصر سے لے جاتا ہے تو پکڑ کر اس سے اس کا محصول لیتا ہے۔ اگر کوئی سوداگر عورت کو لے جاتا ہے تو اس سے چھین لیتا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ اندیشہ کرنے لگے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام ناموس میں بزرگ تھے اور سارہ خاتون کے برابر حسینہ سارے جہان میں کوئی عورت نہ تھی اور اس راہ کے سوا دوسری راہ نہ تھی۔ آخر الامر ناچار ہو کر ایک صندوق بنا کر سارہ خاتون کو اس میں چھپا کر قفل لگا دیا اور صندوق کو اونٹ پر کسا۔ جب شہر میں جا پہنچے محصول والے سب آکر صندوق کھولنے لگے کہ جنس کو دیکھ کر اس کے موافق اس کا محصول لیویں۔ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ صندوق مت کھولو۔ اس کا محصول جو ہوگا میں دوں گا۔ اگر چاہو تو صندوق کے وزن برابر سونا چاندی لو یہ سن کر انھیں اور بھی شوق ہوا۔ کہ اس میں کیا چیز ہے۔ کھولنا چاہئے کھول کر دیکھا تو ایک عورت صاحب جمال آفتاب کے مانند نظر آئی۔ جس کا ثانی دنیا میں نہ تھا۔ بس اس کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔ چنانچہ پیغمبر صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے نے فرمایا اَشَرُّ خَلْقِ اللّٰہِ الرَّاصِدُوْنَ ترجمہ بدترین آدمیوں کے نگہبان
راہ کے ہیں۔ یعنی محصول لینے والے سوداگروں سے راہ کے جب حضرت ابراہیم
علیہ السلام اور سارہ خاتون کو بادشاہ کے نزدیک لے گئے۔ اس ملعون نے حضرت
سے پوچھا کہ یہ عورت تیری کون ہے۔ حضرت نے کہا کہ یہ میری بہن ہے۔ اور بی بی
کو بہن کہنا از روئے اسلامیت درست ہے۔ اس ملعون نے کہا کہ اپنی بہن کو مجھے
دے تب حضرت نے فرمایا کہ وہ اپنی ذات کی مالک آپ ہے۔ سارہ خاتون نے
کہا مَعَاذَ اللّٰہِ یعنی پناہ مانگتی ہوں میں اللہ سے۔ وہ ملعون یہ سُن کر ہنسا اور حکم کیا
کہ ان کو حمام میں لے جاویں۔ اور نہلا دھلا کر لباس فاخرہ پہنا کر خوشبو سے معطر
کر کے میرے پاس لاویں بحسب حکم اس ملعون کے ویسا ہی کیا۔ اسی وقت حق تعالیٰ
نے جبرائیل کو بھیجا کہ پردہ حضرت کی آنکھوں کے سامنے سے اٹھالیں۔ تاکہ حضرت
سارہ خاتون کے ساتھ وہ ملعون جو گفتگو کرے حضرت سُنیں اور اپنی آنکھوں سے
دیکھیں۔ جب جمال مبارک سارہ خاتون کا اس ملعون نے دیکھا قصد دست درازی
کا کیا اسی وقت ہاتھ اس کا شل اور خشک ہو گیا۔ پھر چاہا کہ اور بے ادبی کرے۔
تب اللہ کے حکم سے زانو تک زمین نے اس کو دھنسایا۔ تب اس ملعون نے کہا۔ کہ
بیشک یہ عورت ساحرہ ہے۔ سارہ خاتون نے کہا کہ اے بدبخت میں جادوگر نہیں ہوں
لیکن خاوند میرا خدا کا دوست ہے۔ وہ خدا کی درگاہ میں دعا کرتا ہے تاکہ تو مجھے بے عزت
نہ کر سکے۔ یہ سُن کر اس نے توبہ کی فی الفور ہاتھ اس کا درست ہو گیا۔ اور زمین نے
اس کو چھوڑ دیا۔ پھر جب دوبارہ سارہ خاتون کی طرف نگاہ بد سے دیکھا جھٹ اندھا
ہو گیا۔ تب اس ملعون نے کہا کہ اے بی بی میرے حال پر دعا کر میں نے اس کام
سے توبہ کی۔ جب آپ نے دعا کی آنکھیں اس کی اچھی ہو گئیں۔ پھر غلبہ شیطانی سے
عہد شکنی کی اور چاہا کہ پھر ان پر دست انداز ہووے۔ اسی وقت تمام بدن اُس کا
خشک اور شل ہو گیا اور آنکھیں اس کی جاتی رہیں۔ پھر کہنے لگا۔ اے بی بی دعا کر
میں نے توبہ کی وہ بولیں کہ اے بدبخت یہ دعا میری نہیں۔ بلکہ میرے صاحب

کی ہے۔ وہ خدا کا دوست ہے اگر وہ چاہے تجھے معاف کرے یا نہ کرے۔ تب
اس نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہاں لاؤ۔ تب حضرت وہاں تشریف لے گئے
وہ بولا اے حضرت مجھے معاف کیجئے تم پر میں نے بڑا ظلم کیا۔ اب میں نے توبۃ النصوح
کی ہے۔ حضرت نے فرمایا یہ میرے حکم سے نہیں ہے خدا کے حکم سے ہے جو رب ہے
سارے جہان کا دیکھوں مرضئ الٰہی کہ کیا حکم ہوتا ہے۔ اسی وقت جبرائیل نے فرمایا اے
ابراہیم خدائے تعالیٰ نے تمہیں سلام کہا اور فرمایا ہے کہ جب تک تمام ملک اور خزانہ اپنا
تم کو نہ دیوے تم ہرگز اس سے راضی نہ ہونا۔ تب حضرت نے اس سے یہ بات کہی۔ کہ
میرا رب ایسا فرماتا ہے بادشاہ نے یہ سُن کر تمام سلطنت اور خزانہ اپنا حضرت ابراہیم
کو دے ڈالا۔ تب حضرت نے اس کے حال پر دعا کی اور اس نے صحت پائی۔ مروی
ہے کہ حضرت ابراہیم نے اس مملکت کے دو حصے کر کے آدھا حصہ جو جانب کنعان کے
تھا آپ لے لیا اور باقی اسے دے دیا۔ پس بادشاہ نے ایک بی بی نیک روی نہایت
خوب صورت لاکر سارہ خاتون کو کہا کہ اے بی بی میں نے تمہاری بے حرمتی کی اور تم کو
میں نے دیکھ کر اندیشۂ بد کیا پس تمہارے عفو کے شکرانے میں یہ بی بی ہاجرہ کو تمہاری
خدمت کے لئے دیا اور جو گناہ اور تقصیریں مجھ سے ہوئیں معاف کیجئے۔ پس ابراہیم علیہ السلام
سارہ خاتون اور بی بی ہاجرہ کو لے کر کنعان کو چلے راہ میں سارہ خاتون اپنا حال جو بادشاہ
کے ہاں گذرا تھا سو بیان کرنے لگیں۔ حضرت نے فرمایا اے سارہ خاطر جمع رکھ کچھ اندیشہ
مت کر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہماری آنکھوں کے سامنے سے پردہ غیب
اوٹھا کر جو جو باتیں تجھ پر گذرتی تھیں مجھ پر سب ظاہر کیں اور جو تم کرتی اور کہتی تھیں سو میں
دیکھتا اور سنتا تھا۔ بعد اس کے سارہ خاتون نے بی بی ہاجرہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی خدمت میں دیا۔ یہاں ایک سوال ہے یعنی باوجود اس کے کہ جناب محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درجے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درجے میں زمین و
آسمان کا فرق ہے پس اس میں کیا بھید تھا کہ جب کافروں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر
تہمت دی تھی۔ حق تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور عائشہ کے درمیان سے پردہ نہ

اٹھایا۔ بلکہ حضرت عائشہ رضؓ کی عصمت اور پاکی سے خبر دی، جواب یہ ہے کہ اگر حقتعالےٰ مابین ان کے پردہ نہ رکھتا تو حضرت عائشہ کو رسول خدا دیکھتے تو اس وقت منافق سب حضرت رسول خدا پر طعن کرتے اور کہتے کہ حضرت محمد مصطفےٰ ابھی اپنی بی بی حضرت عائشہ کی عصمت کے حال سے آگاہ تھے۔ لیکن باوجود اس کے ان کے حال کو ظاہر نہیں کیا بس خداوند عالم کو یہ منظور تھا کہ حضرت عائشہ کی عصمت کو وحی آسمانی سے ثابت اور متحقق کردے۔ تاکہ حضرت ام المومنین پر جنھوں نے تہمت دی تھی وہ جھوٹے اور روسیاہ ہوں اور منافق ان کے حق پر پھر طعن نہ کرسکیں اور ابراہیم علیہ السلام کے سامنے سے اللہ تعالےٰ نے پردہ اٹھالیا اور کہا کہ اے ابراہیم تو اپنی بی بی کو بچشم خود دیکھ لے اور جناب رسول خدا کو فرمایا اے سید عالم تو گھبرا مت میں خود عائشہ رضؓ کا نگہبان ہوں۔ بس ان دونوں کے بیچ میں ازروئے مرتبہ کے اتنا فرق ہوا کہ سارہ کے نگہبان حضرت خلیل اللہ تھے۔ اور ام المومنین کا پاسبان رب جلیل ہوا:

قصہ سکونت کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شہر فلسطین میں

غرض ابراہیم علیہ السلام شہر مذکور سے نکل کر بیت المقدس کی طرف گئے جس کو فلسطین کہتے ہیں، وہاں جب پہنچے جبرائیل نے آکر فرمایا اے ابراہیم زمین کی طرف جتنا ہی دیکھو گے اتنا ہی فائدہ ہوگا۔ تب حضرت نے دیکھا کہ اس جگہ میں آب رواں اور زمین نرم اور تمام درخت میوہ دار ہیں۔ اور بغیر پانی کے فصل پیدا ہوتی ہے اور سارہ خاتون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بی بی ہاجرہ کو دیا تھا۔ ہاجرہ نام اس واسطے ہوا کہ جب بادشاہ سارہ خاتون کے ساتھ برا قصد کرتا تب ہاتھ اس کا خشک ہو جاتا بعد اس کے اس نے توبہ کی اور حضرت سارہ سے کہا کہ میرے پاس ایک خادمہ ہے آپ اس کو اپنی خدمت کے لئے لے جائیے اس لئے کہ جس وقت میں اس پر برا قصد کرتا تھا۔ اس وقت بھی ہاتھ میرا ایسا ہی شل ہو جاتا تھا اور خشک ہو رہتا وہ بی بی ہاجرہ حضرت رسول خدا کی دادی ہیں۔ ان کے بطن سے حضرت کی نسل منسوب ہے۔ پس ابراہیمؑ

نے شہر مذکور میں مقام کیا اور عمارتیں بنائیں اور ایک شخص سام بن نوح کی اولاد میں سے خلیل اللہ کے زمانہ تک بقید حیات تھے۔ انہوں نے بھی حضرت ابراہیم کے ساتھ مل کر ملک آباد کیا اور بہت لوگوں کو حضرت نے شریعت سکھائی۔ تب لوگوں نے کہا کہ یا حضرت ہم کو ایک چاہیئے تاکہ ہم اس طرف متوجہ ہو کر خدا کی عبادت کریں۔ تب حضرت جبرائیل نے رضائے الٰہی سے ایک پتھر بہشت سے لاکر اب جہاں بیت المقدس ہے وہاں رکھ دیا۔ اور کہا اے ابراہیم ھٰذِہٖ قِبْلَتُکَ وَقِبْلَۃُ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ بَعْدِکَ ترجمہ کہا جبرائیل نے اے خلیل اللہ یہ تمہارا قبلہ ہے اور تمہارے بعد انبیاؤں کا قبلہ ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ چالیس ہزار پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی نسل سے ہیں۔ ان سب کے پہلے اسمٰعیل اور آخر سب کے پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ ہیں۔ پس اس پتھر کو قبلہ رو ہو کے خدا کی عبادت کرتے تھے۔ اس پتھر کا نام صخرۃ اللہ ہے پس حضرت ابراہیم وہاں رہے اور اولاد ان کی وہاں پیدا ہوئی اور فرمان الٰہی ہوا کہ اے ابراہیم نمرود کے پاس جاؤ اور اسے لشکر سمیت میری طرف بلا۔ تب ابراہیم نے خدا کے حکم سے زمین بابل میں جاکر نمرود لعین سے کہا کہ اے نمرود کہہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِبْرَاہِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہِ نمرود نے کہا اے ابراہیم تیرے خدا سے مجھے کچھ حاجت نہیں، دیکھ مملکت آسمان کی تیرے خدا سے چھین لیتا ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے ملعون تو آسمان پر کس طرح جائے گا اس نے کہا میں اس کی تدبیر کرتا ہوں۔ تب اس ملعون نے حکم کیا کہ چار گدھوں کو پالیں جبکہ چاروں اونٹ کے برابر ہوئے ایک تابوت بنوا کر متردد ہوا کہ اب کیا کروں اتنے میں شیطان مردود اس کے ہمنشینوں میں آکر بیٹھا۔ اور اس نے کہا کہ تابوت کے چاروں کناروں میں چاروں گدھوں کو باندھو اور ایک رات تک انہوں کو بھوکا رکھو۔ بعد اس کے ہر ایک کے سامنے اوپر کی طرف گوشت باندھ کر لٹکا دو۔ جب گوشت کھانے کا قصد کریں تب تجھ کو آسمان کی طرف لے اڑیں گے۔ تب تھوڑے عرصہ میں تابوت سمیت تجھے آسمان پر پہنچاویں گے تب اس وقت ملک آسمان تیرے دخل میں آجائے گا اور اپنے ساتھ ایک مصاحب کو لیجیو۔ جب ایک روز اوپر گذرے گا تو ٹیلے اور پہاڑ روئے زمین کے یکساں معلوم

ہوں گے۔ پھر دوسرے دن تمام عالم دریا کے مانند نظر آوے گا۔ اس وقت سمجھو کہ میں آسمان پر پہنچا۔ ابلیس نے جو کہا سو نمرود مردود نے سُنا اور ویسا ہی کیا اور ایک مصاحب کو اپنے ساتھ لے کر اس تابوت پر سوار ہو کر آسمان کی طرف چلا۔ جب بلند ہوا تیر کو کمان سے لگا کر چاہا آسمان کی طرف لگاوے اس وقت اس کے مصاحب نے کہا کہ اے نمرود تو یہ کیا کرتا ہے اس مردود نے کہا کہ آسمان کے خدا کو تیر لگا کر ملک آسمان اُس سے چھین لیتا ہوں۔ اس نے کہا اے نمرود تو جس کو تیر لگایا چاہتا ہے۔ وہ خدا اس لائق نہیں ہے۔ وہ خدا ہے کہ جس کو ابراہیم خلیل اللہ پوجتا ہے نام اس کا قہار وجبار ہے اور تو تو سب سے بدبخت ہے۔ تب نمرود پلید نے غصہ میں آکر اس کو وہاں سے دھکیل کر گرا دیا۔ فوراً اللہ کے حکم سے جبرائیل آکر اس کو بے حساب و کتاب بہشت میں لے گئے پس نمرود مردود نے آسمان کی طرف تیر لگایا اس وقت جناب باری سے حکم آیا۔ اے جبرائیل نمرود کے تیر کو لے کر مچھلی کی پشت پر لگا کر نمرود کی طرف ڈال دے تاکہ کوئی دشمن بھی میری درگاہ سے محروم نہ جاوے۔ تب جبرائیل اس تیر کو لے کر مچھلی کے پاس آئے مچھلی نے کہا کہ اے جبرائیل اس کو کیا کرو گے۔ جبرائیل نے کہا کہ اللہ تعالے کا حکم ہوا ہے کہ اس تیر کو تیری پیٹھ سے خون آلودہ کر کے نمرود کی طرف ڈال دوں تاکہ وہ خدا کی درگاہ سے ناامید نہ ہو جاوے۔ یہ سُن کر مچھلی نے درگاہ الٰہی میں عجز و انکساری کی کہ الٰہی اس بے گناہ کو دشمن کے تیر سے مارتا ہے۔ تب ندا آئی کہ اے مچھلی جو رنج کہ اب تو کھینچتی ہے بار دگر تجھ پر تکلیف نہ ہوگی۔ پس جبرائیل نے نمرود کے تیر میں مچھلی کا لہو لگا کر اس ملعون کی طرف پھینک دیا۔ جب نمرود نے اپنے تیر کو خون آلودہ دیکھا۔ تب خوش ہوا کہ مقصد میرا حاصل ہوا۔ اب آسمان کے خدا کو میں نے مار ڈالا۔ پس جو گوشت کہ اوپر کی طرف باندھا تھا پھر تابوت کے نیچے کی طرف باندھ دیا۔ پھر جب گدھوں نے گوشت دیکھا نیچے کی طرف قصد کیا فوراً زمین پر آپہنچا اور تمام لوگوں پر فزع آگیا اور بے ہوش ہو گئے۔ بعد ایک ساعت کے ہوش میں آئے اور سب کے سب جدی جدی زبانیں بولنے لگے اور ان میں کوئی ایک دوسرے کی بات نہیں سمجھتا تھا کہ خدائے تعالےٰ کی بات کوئی کسی سے معلوم نہ کر سکے اور ایک روایت ہے کہ جب نوح ؑ جودی پہاڑ

پر کشتی پر سے اترے جو لوگ کہ حضرت کے ساتھ کشتی پر تھے۔ انہوں نے ایک ایک گاؤں جدا گانہ آباد کیا تھا کہ اس کا نام ثمانیہ تھا وجہ تسمیہ اس کی نوح علیہ السلام کے قصے میں بیان ہو چکی ان لوگوں کو حضرت نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی اپنی آبادی میں جا کر بسے۔ اس بات کو کسی نے نہ مانا۔ پس حضرت نے دعا کی تب ہر ایک قوم میں جدی جدی بات پیدا ہوئی کسی کی بات کوئی نہ سمجھتا کہ یہ کیا کہتا ہے۔ اسی سبب سے سب متفرق ہو کر اطراف جہاں میں شہر آباد کر کے عمارت بنا کر بسے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ کشتی میں نوح علیہ السلام کے ساتھ کسی نے دشمنی پیدا کی تھی۔ وہ بولے جب نوح کشتی سے اترے گا ہم اس کو مار ڈالیں گے۔ وہ لوگ کشتی سے باہر نکلے۔ تب خدائے تعالےٰ نے زبان ہر ایک کی مختلف کر دی۔ تاکہ کسی کی بات کوئی نہ سمجھے اور حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ دشمنی نہ کر سکے تب ہر ایک اپنے اپنے حال پر رہ گیا۔ القصہ جب نمرود لعین آسمان پر سے زمین پر آیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا دیکھ تیرے خدا کو میں نے مار ڈالا میرے تیر میں جو خون لگا ہوا ہے یہ اسی کا نشان ہے۔ اب تیرے خدا سے میں نے ملک آسمان چھین لیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ اے مردود میرے خدا کو کوئی نہیں مار سکتا ہے۔ اور نہ وہ مرنے والا ہے۔ وہ سب پر قادر ہے۔ وہ قہار ہے اور سب مقہور اور وہ رازق ہے اور سب مرزوق اور وہ خالق سب مخلوق کا ہے پھر اس لعین نے کہا کہ اے ابراہیم تیرے خدا کا لشکر کتنا ہوگا۔ تیرے خدا کو تو آسمان پر مار چکا ہوں۔ اور اس کے لشکر کو بھی مار ڈالوں گا۔ حضرت نے اس سے کہا کہ میرے خدا کے لشکر کی خبر کوئی نہیں جانتا ہے۔ سوا اُس کے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ۔ ترجمہ اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کا لشکر مگر وہی۔ نمرود نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ میں اپنا لشکر جمع کرتا ہوں تو بھی اپنے خدا کا لشکر جمع کر تاکہ میرے ساتھ مقابلہ ہو۔ حضرت نے فرمایا اے مردود تو اپنا لشکر جمع کر میرا خدا کُنْ فَیَکُوْنُ میں جمع کرے گا۔ تب اس مردود نے مشرق اور مغرب اور روم اور ترکستان اور ہند سے تمام لشکر و فوج بلا کر جمع کیا۔ تین سو فرسنگ

یعنی نوسو کوس تک اُس کے لشکر کی چھاؤنی پڑی تھی۔ ساٹھ برس تک اسی خیال باطل اور فکر بیہودہ میں پڑا رہا۔ تمام لشکر و فوج زمین بابل میں لاکر جمع کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کہا اے پلید خدا سے شرم کر کہ وہ تمام مخلوقات کا خالق و رازق ہے۔ اس سے ذرا ڈر اور اپنا خالق جان کہ اس نے تجھے دنیا میں سلطنت دی اور آخرت میں بھی دینے والا ہے۔ اُس پلید نے کہا کہ مجھے تیرے خدا سے کچھ حاجت نہیں۔ تب حضرت نے خدا سے دُعا مانگی اے بارالٰہ یہ ملعون نافرمان تیرے ساتھ مقابلہ کیا چاہتا ہے تو اس کو ہلاک کر۔ تب حضرت جبرائیلؑ آئے اور حضرت کو کہا کہ تمہاری دعا مقبول ہوئی۔ تب نمرود نے ساٹھ لاکھ سوار زرہ پوش تیار کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ تیرے خدا کو اگر طاقت ہے تو کہہ دے کہ دنیا کی بادشاہی ہم سے چھین لے! مگر پہلے میری فوج سے آکر لڑے۔ تب حضرت نے جناب باری میں عرض کی حکم آیا تو کیا مانگتا ہے۔ حضرت نے کہا خدایا تیری مخلوقات میں سے مچھر ادنےٰ ضعیف اور ہر جانور کی خوراک ہے میں اسے مانگتا ہوں۔ فرشتوں کو حکم ہوا کہ مچھروں کو چھوڑ دیویں اور اُسی وقت فرشتوں پر فرمان ہوا کہ تم کوہ قاف میں جاکر مچھروں کے سوراخوں میں سے ایک سوراخ کھول دو فرشتوں نے عرض کی آلٰہی کتنے مچھر چھوڑیں۔ حکم ہوا کہ ساٹھ لاکھ تاکہ ہر ایک سوار کے مقابل میں لشکر نمرود کے ایک ایک ہو جائے تو نمرود اپنی قوت اور شجاعت کو دیکھے اور معلوم کرے۔ فرشتوں نے حکم آلٰہی سے جاکر ایک سوراخ اس میں سے کھول دیا۔ تب مچھر ابر کی مانند زمین بابل میں جہاں ان کی لشکر گاہ تھی جا پہنچے۔ جناب باری کا حکم ہوا کہ اے مچھرو تمہاری خوراک نمرود کے لشکروں کا اور اس کو میں نے کر دیا تم جاکے کھاؤ۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے جاکر کہا اے نمرود دیکھ میرے خدا کی فوج آپہنچی ہے۔ جب نمرود نے دیکھا کہ مانند ابر سیاہ کے ہوا پر کچھ چلا آتا ہے۔ تب اس لعین نے اپنے سپاہیوں کو کہا کہ ہاں ہوشیار ہو علم کھڑا کرو اور نقارہ بجاؤ۔ انہوں نے ویسا ہی کیا اور کہتے ہیں کہ شور و غلغلہ سے نمرود کے لشکریوں کے زمین پر زلزلہ پڑ گیا تھا۔ تب فوج آلٰہی آپہنچی۔ وہ شور و غل آدمیوں کا مچھروں کی آوازوں سے کم ہو گیا اور جہان پر فزع پڑ گیا۔ اور مچھروں کے قتل

سے جہان پر ہوا۔ اور خروش کوس اس مردود کا جاتا رہا۔ اور ہر سوار کے سر پر ایک مچھر بیٹھ
گیا اور سونڈ ان کے سروں میں چبھا چبھا کر مغز اور گوشت اور پوست اور رگ اور آنت
اور خون سواری سمیت سب کا سب کھا گئے اور خدا کے فضل و کرم سے مچھر ذرا بھی کم
نہ ہوتے اور دوسری روایت ہے کہ ہڈی تک ان کی کھا گئے تھے۔ اس ملعون کے لشکر
کی لشکر گاہ میں کوئی بھی ایسا شخص نہ تھا جس کو مچھر نے نہ کاٹا ہو۔ نمرود کے ہر عضو کو لنگڑے مچھر
نے کاٹا۔ اور وہ مچھروں کا سردار تھا۔ اس نے خدا کی درگاہ میں عرض کی کہ الٰہی نمرود ملعون کو
میرے ہاتھ سے ہلاک کر۔ تو اس کے عوض میں مجھے ثواب ملے۔ بس خدا نے قبول کیا
جب نمرود مردود اکیلا گھر کی طرف بھاگا لشکر گاہ سے اور بالا خانہ میں حرم بابل کے بیٹھ کر تشویش
کر رہا تھا کہ ہمارا لشکر سب اس طرح سے مارا گیا اور ہم ایک مچھر کو بھی نہ مار سکے۔ وہ سردار
مچھر جو لنگڑا اور ایک آنکھ کا کانا تھا۔ اس مردود کے زانو پر جا بیٹھا اسے دیکھ کر اس نے
اپنی جورو سے کہا کہ اسی طرح کے جانور آکے ہمارے لشکروں کو کھا گئے۔ اگرچہ ضعیف
تھے لیکن پھر بھی نہ مار سکے۔ یہ کہہ کر چاہا کہ اس کو پکڑے اتنے میں وہ مچھر اس پلید کی
ناک میں گھسا اور دماغ میں جا کر مغز کھانے لگا۔ وہ مردود اسی عذاب میں گرفتار
ہوا کہ جس کا چارہ کچھ نہ ہو سکا۔ چالیس دن رات تک اسی طرح گذرے کہ جب اس کے
دوست آشنا یا نوکر چاکر میں سے کوئی اس کے سر پر لکڑی یا کفش باری کرتا تو اس کے
صدمے سے کچھ مچھر مغز میں ذرا دم لیتا۔ تب اس مردود کو ذرا سا چین ہوتا۔ بعد چالیس
دن رات کے وحی نازل ہوئی کہ اے ابراہیم تو نمرود کے پاس جا۔ اور میری طرف اس
کو بلا اور راہ بتا تاکہ اس کا بھلا ہو۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے
نمرود کے پاس جا کر کہا اے نمرود تو کہہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِبْرَاهِيْمُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ٥
نمرود نے کہا وہ اور تو کون ہے کہ میں گواہی دوں۔ اس کی وحدانیت اور تیری رسالت
پر حضرت نے فرمایا کہ اگر تیرے گھر کی سب چیزیں گواہی دیویں کہ خدا ایک ہے اور میں
رسول اس کا۔ تب تو اس پر ایمان لائے گا۔ بس اتنے میں تمام فرش فروش اور چھت
پردے اور آلات اور اثاث البیت غرض سب شے نے بآواز بلند اور زبان سے کہا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

اَلْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ وَاِبْرَاہِیْمُ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ نمرود نے حکم کیا کہ تمام اسباب وآلات گھر کا جلاکر دریا میں ڈال دو۔ ویسا ہی کیا۔ تب پلید نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے کہا کہ پھر کون بولے گا کہ تیرا خدا ایک ہے اور تو رسول برحق ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ تمام درودیوار اور ستون اور مکانات اور سب چیزیں اس کی شہادت دیں گی اس وقت سب نے باآواز بلند زبان فصیح سے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ وَاِبْرَاہِیْمُ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ پھر نمرود نے ان سب شے کو یعنی درودیوار مکان اور ستون سب کھدوا کر جلا دیا۔ پھر نمرود نے حضرت سے کہا کہ اب کون بولے گا۔ حضرت نے فرمایا کہ تیرے بدن کی پوشاک گواہی دے گی۔ پھر کپڑے نے گواہی دی۔ اس کو بھی اس مردود نے اتار کر جلا دیا۔ پھر پلید نے حضرت سے کہا اور کون بولے گا۔ تب جبرائیل نازل ہوئے خلیل اللہ سے کہنے لگے۔ اے ابراہیم تمام کافروں نے موت کے وقت خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا تھا۔ مگر یہ مردود کافر ہرگز ایمان نہ لائے گا۔ قیامت تک اس پر عذاب شدید ہوگا۔ اور حدیث میں آیا ہے۔ کہ جس وقت عبداللہ بن مسعودؓ نے ابوجہل کا سر کاٹنا چاہا۔ اس وقت ابوجہل نے کہا اے عبداللہ تو اپنے محمدؐ کو کہہ کہ جب سے میں اس کو دشمن جانتا ہوں تب ہی سے یہی بولتا ہوں کہ وہ رسول خدا کا نہیں۔ پس قیامت کے دن حشر کے میدان میں حضرت بلالؓ حبشی نماز کے لئے اذان دیں گے اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ یہ سن کر ابوجہل وہاں بھی بولے گا کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خدا کا رسول نہیں پس یہ دونوں مردود ابوجہل اور نمرود دنیا میں بڑے کافر تھے۔ اور آخرت میں بھی ہمیشہ عذاب ان پر ہے۔ حضرت جبرائیلؑ نے آکر حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے کہا کہ اس ملعون کی اجل آچکی ہے باقی نہیں۔ جس گھڑی وہ مچھر اس کی ناک سے نکل کر چلا گیا۔ وہ مردود وہیں مرگیا۔ اور جہنم واصل ہوا قیامت تک عذاب میں رہے گا۔ اور ایک روایت ہے کہ نمرود کے سر پر سونٹا مارنے کے لئے ایک نوکر مقرر تھا۔ جب شب وروز اس کو سونٹا لگایا کرتا۔ تب اس کو کچھ قرار وآرام ہوتا۔ اسی طرح جب رات دن لگاتے لگاتے چالیس دن گذرے تب نوکر اس کا لاچار ہوا۔ آخر غصہ ہوکر ایک ہی زور سے ایک سونٹا ایسا مارا کہ سر اس

مردود کا وہ ٹکڑا ہے ہو گیا بھیجا نکل پڑا۔ اور جان اس کی نکل گئی وہ جہنم میں داخل ہوا۔ اور وہ مچھر مغز کھا کر جو مانند مرغ کے بڑا ہوا تھا۔ سر سے نکل کر چلا گیا

قصہ حضرت خلیلؑ اللہ کی مراجعت کے بیان میں

جب نمرود واصل جہنم ہوا۔ اس کی قوم میں جو لوگ تھے سب حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پاس آکر کہنے لگے کہ آج تک یہ ملک نمرود پلید کا تھا۔ اب تمہارا ملک ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو ملک سے کچھ کام نہیں۔ یہ ملک ہمیشہ ملک بے زوال کا ہے اور میں بندہ با زوال اس بے زوال کا ہوں۔ ملک مصر و عجم بادشاہوں کی جگہ ہے اور ملک شام نبیوں کی جگہ ہے میں ملک شام میں جا رہوں گا لوگوں نے کہا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ شام میں جا رہیں گے۔ تب حضرت شام کی طرف راہی ہوئے۔ رحبہ نام ایک جگہ ہے وہاں آ پہنچے اس ملک اور شہر کو رونق بخشی۔ اور وہاں سے فرات کے کنارے آ پہنچے وہاں بھی ایک شہر آباد کیا نام اس کا رقیہ تھا۔ پھر وہاں سے حلب میں تشریف لائے۔ وجہ تسمیہ حلب کی یہ ہے کہ شب کو وہاں دودھ دوہا کرتے تھے اور وہاں حلب احمر ہیں اور وہاں سے عین میں آئے کہ جہاں کے بادشاہ نے حضرت حاجرہ کو دیا تھا۔ وہ بادشاہ حضرت کے پاس دین مسلمانی سے مشرف ہوا۔ اور جو آتے دین اسلام سے مشرف ہوتے پھر وہاں سے دمشق میں آئے اور وہاں کے لوگوں کو بھی طریقہ اسلام کا بتا کر شہر طیب میں آوارد ہوئے اور وہاں کے اہل شہر حضرت کے آنے سے بھاگ کر پہاڑوں میں جا رہے۔ مسلمان وہاں سے سب غنیمتیں لے کر حضرت کے ساتھ کنعان میں آ پہنچے۔ وہاں ایک نہر جاری دیکھی۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کا پانی سات جگہوں میں جا گرتا ہے۔ ملاد۔ قامور و خائم و زعوم اور مانند اس کے اور وہاں کے آدمی مرتکب فعل ردلیف ہیں۔ یعنی مرد کے ساتھ مرد اور عورت کے ساتھ عورت فعل بد کرتے ہیں اور رہزنی کر کے لوگوں سے مال چھین لیتے ہیں۔ یہ لوگ اسی فعل پر رہے اور مر گئے۔ یہ شہرستان قوم لوط تھا۔ پھر وہاں سے بیت المقدس میں تشریف لائے۔ تب سارہ خاتون نے حضرت کے آنے سے از راہ خوشی کے دو سو دینار

فقراء کو تصدق کیئے اور تمام شہر کے لوگ خوش اور مسرور ہو گئے۔ تقدیر الٰہی سے ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ کے ساتھ اسی شب کو مباشرت کی تھی۔ اور نور پیشانی سے حضرت ہاجرہ کی پیشانی پر ظاہر ہوا۔ بعدہٗ وہاں سے اُٹھ کر حضرت سارہ خاتون کے پاس تشریف لے گئے۔ تب حضرت سارہ نے اس حال سے واقف ہو کر حضرت ہاجرہ کے کان چھید دیئے۔ پس حضرت ہاجرہ کے کان چھیدنے سے اور بھی خوبی آگئی۔ سارہ نے کہا واہ واس عیب نے اور خوب صورتی بخشی پھر غصہ ہو کر ان کا ختنہ کر دیا۔ تب اللہ کا حکم ہوا اے ابراہیم ہم نے تمام مومنوں پر یہ سنت خلیل اللہ جاری کر دی کہ سب امت ان کی قیامت تک پیروی کرے۔ حضرت سارہ کو اور غیرت پیدا ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بولیں کہ مجھ کو برداشت نہیں ہے کہ ہاجرہ کو فرزند پیدا ہو اور مجھ کو نہ ہو۔ جب نو مہینے گذرے۔ تب ہاجرہ سے حضرت اسمٰعیلؑ تولد ہوئے بعدہ سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اگر ہاجرہ یہاں رہے گی تو میں رہوں گی۔ یہاں سے کہیں چلی جاؤں گی۔ نہیں تو ان کو یہاں سے کہیں ایسی جگہ پر لے جا کر رکھو کہ میوے اور آبادی نہ ہو تاکہ یہ آرام نہ پاوے اور میں اسے نہ دیکھوں۔ ابراہیم علیہ السلام اس بات کو سن کر بہت متردد و متفکر ہوئے اتنے میں جبرائیلؑ نے آکر فرمایا اے ابراہیم سارہ جو کہتی ہیں سو کرو۔ پس حضرت نے ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ کو ایک اونٹ پر سوار کیا اور آپ بھی ایک اونٹ پر سوار ہو کر بیت المقدس سے نکل کر اب جہاں خانہ کعبہ ہے وہاں آپہنچے۔ تب حضرت نے ہاجرہ کو کہا کہ تم یہاں ذرا ٹھہرو۔ میں آتا ہوں۔ ہاجرہ حضرت اسمٰعیل کو لے کر وہاں بیٹھی رہیں۔ اور ابراہیم دلگیر ہو کر آنسو بہاتے شام کی طرف تشریف لے گئے۔ جب دو گھڑی گذرنے پر ہاجرہ نے دیکھا کہ ابراہیم تشریف نہ لائے اور آفتاب گرم ہوا۔ سر پر گرمی پہنچی مارے پیاس کے حضرت ہاجرہ کوہ صفا و مروہ کی طرف دوڑیں کہیں پانی نہ دیکھا۔ اسی طرح پانی کے لئے صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا پر سات مرتبہ دوڑیں پانی نہ پایا حیران رہیں اور یہ دوڑنا صفا و مروہ کا سات دفعہ اہل سنت و جماعت کے مذہب میں حاجیوں پر قیامت

تک سنت ہاجرہ کی جاری رہی کہ سات مرتبہ دونوں پہاڑوں کی طرف حاجی سب دوڑتے ہیں جب حضرت اسمٰعیل کو حضرت ہاجرہ اس میدان میں کہ اب جس جا پہ چاہ زمزم ہے لٹا کر پانی کے لئے صفا و مروہ کی طرف دوڑیں اور پانی نہ پایا چہرے کا رنگ متغیر ہوا تب حضرت اسمٰعیل کے پاس آکر دیکھا کہ پیاس کے مارے جس جا حضرت اسمٰعیل نے زمین پر دونوں پاؤں کی ایڑیاں ماری تھیں پانی کا فوارہ وہاں سے جاری ہے۔ اور پانی زمین پر رواں ہے۔ تب ہاجرہ شاد ہو کر کہنے لگیں کہ الحمد للہ یہ مبارک فرزند اللہ نے مجھ کو عنایت کیا پس وہی پانی پی کر سیر ہوئیں۔ اور خاک اور پتھر لاکر چاروں طرف سے اس پانی کو بند کیا روایت کی گئی ہے کہ حضرت ہاجرہ وہ پانی اگر بند نہ کرتیں تو وہ پانی مکے کے ملک میں قیامت تک جاری رہتا پس جو کھانے پینے کا تھا کھا لیا۔ اتفاقاً ایک روز سوداگروں کا قافلہ پانی کی تلاش کرتا ہوا معہ مواشی پیاسا کوہ صفا پہ آیا۔ دیکھا کہ عورت پانی کے کنارے پر بیٹھی ہے۔ ان سبھوں نے اس جائے پر کبھی پانی نہ دیکھا تھا متعجب ہو رہے اور آگے بڑھ کر حضرت ہاجرہ کے پاس گئے اور بولے تم کون ہو۔ یہاں کیوں بیٹھی ہو حضرت ہاجرہ نے جو حال آپ پہ اور حضرت اسمٰعیل پہ اور ماجرا پانی کا گذرا تھا سب سرگذشت انہیں کہہ سنائی وہ بولے اگر اجازت ہو تمہارے پاس بود و باش اختیار کریں اور پانی کے عوض تم کو ہر سال عشر دیویں تاکہ ہم کو پانی حلال ہو حضرت ہاجرہ نے فرمایا اچھا۔ تب وے وہاں آئے اور خیمہ کھڑا کیا۔ اونٹوں اور بکریوں کو چراگاہ میں چھوڑ دیا بہت دنوں تک وہاں رہے۔ اس عرصہ میں حضرت اسمٰعیل بالغ ہوئے۔ اور حضرت ہاجرہ پشم بن کے اپنی قوت پیدا کرتی تھیں۔ اسی طرح ایک مدت گذری ایک روز حضرت خلیل اللہ کو حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کے دیکھنے کی آرزو ہوئی کہ خدا جانے وہ دونوں کس حال میں ہیں۔ تب حضرت سارہ سے خلیل اللہ نے اجازت مانگی حضرت سارہ نے اجازت دی اور حضرت سے عہد لیا کہ تم وہاں سواری پہ سے نہ اترنا۔ اور جلدی دیکھ کر وہاں سے چلے آنا یہ عہد کر کے حضرت نے بیت المقدس سے نکل کر بیابان کی راہ لی۔ جب مکے میں جا پہنچے۔ قوم عرب کو دیکھا۔ کہ اونٹ اور بکری چراتے ہیں۔ اور کسی کو

دیکھا بیٹھے ہوئے اور کوئی پھر نا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کسی نے نہ پہچانا۔ مگر ہاجرہ دور
سے دیکھ کر حضرت کو استقبال کر کے لائیں۔ لیکن حضرت ابراہیمؑ نے اپنے عہد کا خیال کر کے
اونٹ پر سے زمین پر پاؤں نہ رکھا۔ ہاجرہ نے اسمٰعیلؑ کو بلا کر کہا۔ کہ دیکھو تمہارا باپ آیا ہے
انہوں نے آ کے دیکھا اور بہت خوش ہوئے اور اس وقت حضرت اسمٰعیل کچھ بڑے
ہوئے تھے اور ہاجرہ نے حضرت سے کہا کہ سواری پر سے اترو کہ ہاتھ پاؤں دھلا
دیویں تب حضرت نے کہا کہ سارہ نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ سواری سے نہ اترنا تب
حضرت ہاجرہ نے ایک پتھر لا دیا۔ اور اس پر ایک پاؤں رکھ کر دھلا دیا اور ایک دوسرا
پتھر لا دیا۔ اس پر دوسرا پاؤں رکھا۔ تب ہاتھ پاؤں سب دھلا دیئے۔ جس پتھر پر
حضرت نے قدم رکھا تھا۔ اب وہ مقام خلائق کا مصلیٰ ہے۔ جیسا کہ حق تعالےٰ نے
فرمایا ہے۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى پس ابراہیم علیہ السلام انکو دیکھ کر بیت المقدس
کو تشریف لیگئے حضرت سارہ کے پاس مہمانسرا بنا کر خلق اللہ کی دعوت و مہمانداری کرتے تھے

قصّہ قربانی حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کا

حدیث میں آیا ہے کہ ایک شب حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے خواب میں دیکھا کوئی کہتا ہے
کہ اے ابراہیم اٹھ قربانی کر تب حضرت نے فجر کو اٹھ کر دس اونٹ ذبح کئے۔ اسی طرح تین
دن تک خواب دیکھا۔ تینوں دن دو دو سو اونٹ قربانی کئے۔ پھر چوتھی شب کو خواب میں
دیکھا کہ اپنے فرزند اسمٰعیل کی قربانی کر سُبْحَانَ اللّٰهِ سچ ہے کہ خواب پیغمبروں کا
بمنزلہ وحی کے ہے۔ فجر کو نیند سے اٹھ کر حضرت سارہ خاتون سے کہا کہ آج مجھ کو خواب
میں حکم ہوا ہے کہ اپنے فرزند کی قربانی کر اسمٰعیل کے سوا کوئی فرزند میرا نہیں تم کہو تو میں وہاں
جا کر اللہ کی راہ پر ان کو قربان کروں اور خدا کا حکم بجا لاؤں۔ حضرت سارہ نے کہا بہت اچھا
اللہ کی راہ پر فدا کرو بعد اس کے بعد خلیل اللہ شتر پر سوار ہو کر ہاجرہ کے پاس پہنچے اس وقت
حضرت اسمٰعیل کی عمر نو برس کی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ کو فرمایا۔ کہ
اسمٰعیل کے سر کو کنگھی کر کے بال اس کے مشک و عنبر سے خوشبو دار کرو اور سر مہ آنکھوں

میں لگا کر پاکیزہ کپڑے پہنا دو۔ کہ میرے ساتھ دعوت میں جائیگا۔ تب ہاجرہ نے انکو نہلا دھلا کر کپڑے پہنا کر کہا کہ تم اپنے باپ کے ساتھ ضیافت میں جاؤ۔ حضرت چھری ورسی آستین کے نیچے چھپا کر ہاجرہ کے سامنے سے نکل آئے اور اسمٰعیل ذبیح اللہ باپ کے پیچھے چلے اس وقت شیطان لعین آکر حضرت ہاجرہ سے بولا کہ اسمٰعیل تمہارا کہاں ہے۔ آپ نے کہا کہ اپنے باپ کے ساتھ ضیافت میں گیا ہے۔ شیطان نے کہا کہ افسوس اس بیچارے کو ذبح کرنیکے واسطے اس کا باپ لے گیا۔ حضرت ہاجرہ نے کہا۔ معاذاللہ تم نے سنا ہے۔ کہ باپ نے بیٹے کو کبھی بے گناہ مارا ہے۔ ابلیس نے کہا کہ خدا نے اسے حکم کیا۔ ہاجرہ نے کہا کہ خدا کا فرمان ہے۔ تو میں بھی اس کی رضا پر راضی ہوں۔ پس ابلیس حضرت اسمٰعیل کے پاس آیا کہ ہنوز یہ لڑکا ہے۔ البتہ راہ سے بہکا سکونگا۔ تب کہا اے اسمٰعیلؑ تو کہاں جاتا ہے۔ آپ نے کہا باپ کے ساتھ ضیافت میں جاتا ہوں شیطان نے کہا نہیں تم کو ذبح کرنے کیلئے جاتا ہے حضرت ذبیح اللہ نے شیطان کو جواب دیا کہ کبھی باپ نے بیٹے کو بیگناہ بھی مارا ہے۔ ابلیس نے کہا انہیں خدا نے حکم دیا ہے۔ تب اسمٰعیل ذبیح اللہ نے اس سے کہا کہ خداتعالےٰ نے فرمایا ہے۔ تو ہزار جان میری اسکی راہ پر فدا ہے۔ جب وہ دونوں بزرگ دور تک نکل گئے تب اسمٰعیل نے کہا اے باپ میرے مجھے اب کہاں لیجاتے ہو حضرت نے فرمایا **قولہ تعالیٰ** فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۝ **ترجمہ** پھر جب اسکے ساتھ دوڑنے پہنچا کہا اے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں پس دیکھ کیا دیکھتا ہے تو یعنی اس امر میں تم کیا کہتے ہو اسمٰعیل نے کہا کہ اے باپ خدا کے دوست رات کو نہیں سوتے ہیں آپ بھی اگر نہ سوتے تو یہ سعادت دارین کیونکر حاصل ہوتی۔ حالانکہ آپ دوست خدا کے کہلاتے ہیں انکو سونے سے کیا کام یہ بڑی سعادت ہے۔ جب آپ سوئے اور سعادت پائی۔ **قولہ تعالیٰ** قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ **ترجمہ** حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا اے کر ڈال جو تجھ کو حکم ہوتا ہے سو پائیگا اگر اللہ نے چاہا تو مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا فائدہ۔ فرمایا

کہ ذی الحجہ کی آٹھویں شب کو خواب میں دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کرتا ہوں۔ صبح کو فکر میں رہے
کہ اس کی تدبیر کیا ہوگی۔ پھر نویں شب کو دیکھا ذبح کرتے تو پہچانا ذبح ہی کرنا ہے پھر
تدبیر میں رہے۔ پھر دسویں شب بھی وہی خواب میں دیکھا تب بیٹے سے کہا۔ اور انہوں نے
بھی قبول کرلیا اس باپ اور بیٹے پر ہزار رحمت ہے۔ اسمٰعیل نے فرمایا۔ اے باپ
جلدی کرو جو اللہ نے فرمایا انشاء اللہ تعالےٰ مجھ کو تم صابروں میں سے پاؤ گے میں اس کا
مطیع ہوں نافرمان نہیں ہوں اے باپ جلدی کیجئے کہ شیطان وسوسہ نہ ڈالے۔ کیونکہ
وہ چاہتا ہے۔ مجھے راہ سے بھٹکا دے حضرت نے فرمایا کہ اس ملعون پر پتھر مار۔ تب باپ
بیٹے دونوں نے اس پر پتھر پھینکے۔ اب حاجیوں پر سنت ہے۔ کہ حج کے دنوں میں اس طرف
پتھر پھینکیں بعدہٗ ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام اس جگہ پر جا پہنچے۔ اب جس کو منا بازار
کہتے ہیں جہاں حاجی سب قربانی کرتے ہیں پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے
سے کہا اب کیا صلاح ہے وہ بولے کہ ہزار جان میری خدا کی راہ پر تصدق ہے عین شکر
ہے آپ نے خواب میں دیکھا سو شتابی کیجئے امر الٰہی بجا لایئے۔ **بیت**

مقید ہوئے امر سبحان کے ❊ ہوئے دونوں راضی وہ قربان کے

قولہ تعالیٰ فَلَمَّآ اَسۡلَمَا وَتَلَّهٗ لِلۡجَبِيۡنِ ۚ **ترجمہ** پھر جب دونوں نے حکم مانا اور
پچھاڑا اسمٰعیل کو ماتھے کے بل تاکہ بیٹے کا منہ سامنے نظر نہ آوے کہ محبت جوش کرے کہتے
ہیں کہ یہ بات بیٹے نے سکھائی آگے اللہ نے فرمایا نہیں کہ کیا گذرا یعنی کہنے میں نہیں آتا
جو حال گذرا ان کے دل پر اور فرشتوں پر اسمٰعیل نے فرمایا اے باپ ہماری تین وصیتیں
ہیں پہلے ہاتھ پاؤں ہمارے مضبوط باندھو۔ کہ جان نازک ہے۔ چھری کے زخم کے مارے
جنبش میں نہ آجائے خدانخواستہ اگر ایک قطرہ خون کا تمہارے کپڑے میں لگ
جاوے تو میں قیامت کے دن گناہ میں گرفتار ہو جاؤں عذاب خدا برداشت نہ کر
سکونگا اور دوسری یہ ہے۔ کہ منہ میرا زمین کی طرف کر دیجیو۔ تاکہ منہ میرا تم کو نظر نہ آوے
اور میں بھی تمہاری طرف نظر نہ کر سکوں۔ تاکہ آپس میں محبت جوش نہ کرے اور
اور ہمارے تمہارے درمیان قصور کا سبب نہ ہووے اور تیسری یہ کہ جب آپ

گھر کی طرف تشریف لے جائینگے۔ میری والدہ دل جلی کے خدمت میں سلام کہدینا۔ اور کپڑا خون بھرا ان کو دینا یہ نشان تسلّی کا ہے۔ اس لئے۔ کہ دوسرا فرزند اور نہیں ہے تب حضرت ابراہیم نے آستین میں سے رسی نکال کر ہاتھ پاؤں انکے مضبوط باندھے اور منہ زمین کی طرف کرلیا۔ پھر حضرت اسمٰعیل نے کہا اے باپ ہاتھ میرے کھولدے جو بندہ کہ بھاگنے والا ہے اسکے ہاتھ باندھ کر خدا کی درگاہ میں لاتے ہیں۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہ کھولے گلے پر چھری چلائی اور زور کیا مگر کچھ نہ کٹا حضرت اسمٰعیل نے کہا کہ اے باپ کیا چھری کی پشت سے ذبح کرتے ہو جو کاٹتی نہیں۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری پر خوب زور کیا پھر بھی ذبح نہ ہوا۔ پھر اسمٰعیل ذبیح اللہ نے فرمایا اے باپ چھری کی نوک گلے میں دبا کر زور کرو۔ شاید کہ کٹے حضرت نے ویسا ہی کیا لیکن پھر بھی نہ کٹا۔ چھری دستے کے اندر اور دستہ حلق پر رہ گیا کچھ کارگر نہ ہوئی تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غصہ میں آکر چھری کو زمین پر ڈالدیا۔ چھری نے کہا اے حضرت خدا تمہیں کہتا ہے کہ کاٹ مجھے کہتا ہے۔ مت کاٹ۔ تمہیں ایک دفعہ فرماتا ہے۔ مجھ کو دس دفعہ منع کرتا ہے اور حکم اللہ کا بہتر ہے۔ تمہارے حکم سے۔ اسی گفتگو میں تھے۔ اتنے میں پیچھے سے ایک تکبیر کی آواز آئی۔ بولا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اور جبرائیل کو دیکھا کہ آواز کرتے ہوئے آئے **قولہ تعالےٰ** وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰاِبْرٰہِیْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓـؤُا الْمُبِیْنُ ۝ وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ۝ وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰہِیْمَ ۝ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَبَشَّرْنٰہُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

اور پکارا ہم نے اس کو یوں کہ اے ابراہیم تحقیق سچ کیا تو نے خواب کو تحقیق اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ ہم احسان کرنیوالوں کو یعنی ایسے مشکل حکم کے ذریعے آزماتے ہیں۔ پھر ان کو قائم رکھتے ہیں تب درجے بلند دیتے ہیں۔ بیشک یہی ہے۔ صریح آزمانا۔ اور چھڑا لیا ہم نے اس کو بدلے قربانی بڑی کے یعنی بڑے درجے کا بہشت سے ایک دنبہ آیا۔ حضرت ابراہیم نے اپنی آنکھیں پٹی سے باندھ کر چھری ایسے زور سے چلائی اللہ کے حکم سے

گلا نہ کٹا۔ حضرت جبرائیل نے بیٹے کو سرکا دیا۔ اور ایک دنبہ رکھدیا۔ آنکھیں کھولیں دیکھا تو اسکے بدلے میں دنبہ ذبح ہوا پڑا تھا اور باقی رکھا ہم نے اس پر پچھلی خلقت میں کہ سلام ہے ابراہیم پر ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنیوالوں کو وہ ہے ہمارے بندوں میں ایماندار اور خوشخبری دی ہم نے اس کو اسحٰق کی جو نبی ہوگا نیک بختوں میں اور برکت دی ہم نے اسپر اور اسحاق پر اور دونوں کی اولاد میں نیکی والے بھی ہیں۔ اور بدکار بھی ہیں اپنے حق میں **فائدہ** پس معلوم ہوا کہ وہ پہلی خوشخبری اسمٰعیل کی تھی اور سارا قصہ ذبح کا انہوں پر تھا یہود کہتے ہیں کہ اسحٰق کو ذبح کیا۔ لیکن خلاف ہے۔ کیونکہ اسحٰق کی خوشخبری کیساتھ یعقوب کی بھی خبر ہے۔ نبی ہونے کی یہ خبر سن کر ابراہیمؑ سمجھے کہ ابھی دونوں باتیں ظہور میں نہیں آئیں ذبح کیونکر ہوگا۔ بلکہ یہ دونوں کہا دونوں بیٹوں کو دونوں سے اولاد بہت پھیلی اسحٰق کی اولاد میں نبی گذرے۔ بنی اسرائیل کے اور اسمٰعیل کی اولاد میں عرب جس میں ہمارے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے پس حقتعالے نے فدیہ اسکا ایک دنبہ ابلق اور بلند دیا۔ اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ اس دنبے کی ہابیل نے بھی قربانی دی تھی بعد اسکے دو ہزار سال خدا تعالیٰ نے اسے بہشت میں پال کر حضرت ابراہیم کے وقت میں حضرت اسمٰعیل کے عوض فدیہ بھیجا تھا کہ وہ نجات پاویں پس حضرت ابراہیم نے اس دنبے کو بعوض اسمٰعیل کے ذبح کیا اور چمڑے سے اسکے دستر خوان بنوا کر خلق اللہ کو اس پر کھانا کھلایا کرتے اور اسکی پشم سے حضرت سارہ نے ایک چادر بنوائی۔ حضرت ابراہیم نے اس چادر کو سکینہ کے تابوت میں رکھدیا۔ ایک دن جبرائیل اس تابوت کو لے کر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب کو عنایت فرمایا تاکہ خرقہ بنا کے پہنیں اور وہ خرقہ مرقع انکی زندگانی بھر رہا۔

قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کعبہ بنانے کا

حضرت ابراہیم نے جب قربانی سے فراغت پائی تو حضرت اسمٰعیل کو ہاجرہ کے حوالے کر کے شکر خدا کا بجالائے اور حضرت سارہ کے یہاں تشریف لیگئے بعد چند روز کے

جبرائیل نازل ہوئے اور کہا اے ابراہیمؑ تم پر خدا نے سلام کہا اور فرمایا ہے۔ کہ اس زمین میں ایک خانہ کعبہ واسطے اسکے بنا آپ نے عرض کیا کہ کہاں بناؤں حکم ہوا کہ اونٹ پر سوار ہو ایک ابر آویگا تو اسکے ساتھ ساتھ جا وہ جہاں ٹھیریگا۔ اور سایہ اسکا جہاں تک جائے وہاں تک نشان دیکر وہیں کعبے کی بنا کیجیو۔ تب اللہ کے فرمانے سے ویسا ہی کیا اور ایک روایت ہے کہ ایک سانپ نے آکر چاروں طرف حلقہ کیا۔ اسی اندازے سے بیت اللہ بنایا۔ اور دوسری روایت ہے کہ جبرائیلؑ نے آکر جہاں تک بتادیا۔ وہاں تک بنالیا وَاِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ترجمہ۔ اور جب ٹھیک کر دیا ہم نے ابراہیم کا ٹھکانا اس گھر کا نہ شریک کر میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرے گھر کو طواف کرنیوالوں اور کھڑے رہنے والوں اور رکوع اور سجدہ کرنیوالوں کے واسطے کیونکہ اور امتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص اسی امت میں ہے تو خبر دی کہ آگے لوگ اسکو آباد کرنیوالے ہونگے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی کہ خداوند عالم کہاں سے میں پتھر لاؤں حکم آیا پانچ پہاڑوں سے۔ یعنی کوہ لبنان اور حرا بوقبیس اور صفا اور مروہ ان پانچوں پہاڑوں سے جبرائیل پتھر لادیتے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبے میں لگا دیتے اور حضرت اسمٰعیل مدد کرتے حکم ہوا اے ابراہیم پہلے پتھر محراب میں مسجد کی رکھ۔ آپ نے بموجب فرمان الہٰی کے محراب میں رکھا تب اس میں نام محمدؐ رسول اللہ کا نکلا پھر داہنی طرف کعبہ کے ایک رکھا اسمیں نام ابوبکر صدیق کا نکلا بعدہٗ ایک پتھر اسکے بائیں طرف رکھا حضرت عمرؓ بن خطاب کا نام اس میں ظاہر ہوا۔ اسی طرح اور دو پتھر لگائے حضرت عثمان اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام ان دونوں سے ظاہر ہوئے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ جو کوئی نماز حج بغیر محبت ان پانچوں کے کرے گا عبادت اس کی درست نہ ہوگی اور بیت اللہ تیار ہونے کے بعد حضرت نے یہ دعا مانگی۔ قولہ تعالےٰ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ ترجمہ اور جب اٹھانے لگے۔ ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیلؑ بنیادیں اس گھر کی۔ تب بولا اے رب قبول کر ہم سے

تو ہی ہے اصل سننے والا اور جاننے والا اور کہا جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَھْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ترجمہ اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے رب کر اس شہر کو امن وآرام والا اور روزی دے اسکے لوگوں کو میووں سے جو کوئی ان میں سے یقین لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر تب فرمایا اللہ تعالےٰ نے قَالَ وَمَنْ کَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِیْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ترجمہ فرمایا اور جو کوئی منکر ہے۔ اس کو بھی فائدہ دونگا تھوڑے دنوں پھر اس کو قید کو بلاؤں گا۔ دوزخ کے عذاب میں کہ وہ بڑی جگہ جانے کی ہے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام شکر خدا کا بجالائے کہ اپنے ہاتھ سے بیت اللہ بنایا بعدہ جبرائیل نے آکر فرمایا اے ابراہیم خدا یتعالےٰ نے تم کو سلام کہا۔ اور فرمایا ہے کہ تم نے بڑی محنت سے یہ گھر بنایا ہے۔ ہمارے پاس اسکی قدر خراب کے آباد کرنے کی سی نہیں ہے۔ بلکہ بھوکے پیاسے کو کھلانا پلانا اور ننگے کو پہنانا نزدیک میرے ایسا رتبہ رکھتا ہے جیسا کہ اس گھر کا مرتبہ اور ہزار رکعت نماز ہر ہر رکن میں اس کے تو نے ادا کی پھر ارشاد ہوا اے ابراہیم تو لوگوں کو اسکی طرف بلا قولہ تعالےٰ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ترجمہ اور پکار ان لوگوں کو حج کیواسطے کہ آویں طرف تیرے پیادے اور دبلے دبلے اونٹوں پر چلے آتے دور کی راہوں سے حضرت ابراہیم نے عرض کی الٰہی کہاں تک میری آواز پہنچے گی اور کون سنے گا حکم ہوا کہ تو پکار اور میں تیری آواز کو تمام مخلوقات کے کانوں میں کسی کو باپ کے صلب میں اور کسی کو ماں کے رحم میں سنوا دونگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک پہاڑ پر چڑھکر پکارا کہ لوگو تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے حج کو آؤ جن کی قسمت میں حج تھا۔ ایک بار یا دو بار یا زیادہ اپنے شوق سے باپ کی پشت میں اور ماں کے رحم میں لبیک کہا حضرت نے کسی کو نہ دیکھا۔ اور چاروں طرف سے یہ آواز آئی لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ یَا سَیِّدِیْ وَیَا مَوْلَائِیْ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکے کے میدان

میں چاروں طرف نظر کی۔ دیکھا کہ نہ پانی ہے نہ گھانس ہے اور نہ ہی کوئی چیز دکھائی دیتی تھی پھر دوبارہ عاجزی سے کہا قولہ تعالیٰ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْىِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝ ترجمہ۔ یارب میں نے بسائی ہے ایک اولاد اپنی میدان میں جہاں کھیتی نہیں تیرے ادب والے گھر پاس اے رب ہمارے تا قائم رکھیں نماز سو رکھ بعض لوگوں کے دل جھکتے ان کی اور روزی دے ان کو میووں سے شاید وہ شکر کریں۔ فائدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گھر شام میں تھا۔ بعد تولد حضرت اسمٰعیل کے ابراہیم علیہ السلام نے ان کو ان کی ماں کے ساتھ لاکر اس جنگل میں جہاں کہ اب مکہ ہے بٹھا کر چلے گئے۔ جہاں پیچھے شہر مکہ بسا اللہ نے چشمہ زمزم کا نکالا اس سبب سے وہاں بستی آباد ہوئی حالانکہ وہ زمین لائق کھیتی اور میوے کے نہ تھی اسکے نزدیک زمین طائف آباد کر دی کہ بہتر سے بہتر میوے وہاں ہوویں اور شہر مکہ میں پہنچیں بعد اس کے خدا کے حکم سے جبرائیل نے چھتیس کوس تک زمین مکے کی جو کہ سنگریزے سے بھری تھی اسے کھود کر ملک شام میں لیجا کر رکھدی اور اس کے عوض میں زمین دریائے نیل کی مکے میں لا رکھی۔ اور فرشتے سب اس زمین کے گرد کعبے کے سات دفعہ طواف کروا کر اس جگہ کہ جہاں سے جبرائیل نے مٹی کھود کر ملک شام میں پھینکی تھی لیجا کر رکھی۔ اور اسکا نام طائف رکھا اسواسطے کہ سات دفعہ گرد بیت اللہ کے طواف کیا تھا اب ہر طرح کے میوہ جات طائف میں پیدا ہوتے ہیں بعد اس کے ابراہیم شام میں جا رہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے فرمایا تھا کہ خانہ کعبہ خراب نہ ہوگا۔ آباد رہے گا حضرت نے مہمان سرائے بنائی۔ اور نذر کیا کہ بغیر مہمان کے میں کھانا نہ کھاؤنگا۔ عبادت کرنے لگے۔ اور مسافروں کی طعام برداری میں رہے۔ ایک دن عزرائیل آدمی کی صورت بن کر آپ کے پاس آئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا تم کون ہو کہاں سے آئے ہو انہوں نے کہا میں عزرائیل ہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تم میری ملاقات کو آئے ہو یا جان قبض کرنے کو انہوں نے کہا کہ میں آپ کی ملاقات کو آیا ہوں۔ اور آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے اپنے ایک بندے کو دوست کیا ہے

کہا حضرت نے فرمایا کہ وہ کون ہے۔ اور اسکی علامت کیا ہے۔ حضرت ملک الموت
نے کہا کہ اس کی علامت یہ ہے کہ مردے کو زندہ کرسکتا ہے۔ حضرت ابراہیم نے کہا
کاش کہ میں ویسا ہی ہوتا۔ یا اسے دیکھتا تو میں اسکے ساتھ دوستی کرتا۔ بعد اس کے
عزرائیل غائب ہوگئے۔ روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم عبادت کیا کرتے۔ آواز
تلاوت کی ایک کوس تک جاتی جو سنتا وہ کہتا خلیل اللہ کی آواز ہے۔ اپنے خدا کی
عبادت کررہا ہے۔ ایکدن آپ نے تمنا کی کہ خدا تعالیٰ مردے کو کیسے زندہ کرتا ہے
اگر اس کو دیکھتا تو خوب ہوتا پس خدا کی درگاہ میں عرض کی قولہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ
رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ط اور جب کہا ابراہیم نے اے رب دکھا مجھ کو کہ کیونکر جلاتا
ہے۔ تو مردے کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ط ترجمہ کہا کیا تو نے یقین
نہیں کیا حضرت نے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ط ترجمہ کہا حق
ہے فرمانا تیرا مگر اس واسطے کہ تسکین ہووے میرے دل کو بارتیعالیٰ نے فرمایا قَالَ فَخُذْ
اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ
يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ترجمہ۔ فرمایا کہ تو پکڑ چار جانور اڑتے
پھر ان کو ملا اپنے ساتھ پھر ڈال ہر پہاڑ پر ان کا ٹکڑا ایک ایک پھر بلا ان کو چلے آویںگے تیرے پاس
دوڑتے اور جان کہ اللہ زبردست ہے۔ حکمت والا بحکم الٰہی حضرت خلیل اللہ جانور لائے
ایک طاؤس۔ ایک کوا۔ ایک کبوتر ایک مرغ انکو اپنے ساتھ ہلایا کہ پہچان رہے انکی پھر ذبح
کیا ایک پہاڑ پر چاروں کے سر رکھے ایک پر پر ایک پہ دھڑ ایک پر پاؤں پہلے بیچ میں
ٹکڑے ہوکر ایک کو پکارا اس سر اٹھکر ہوا میں کھڑا ہوا۔ پھر دھڑ ملا پھر پر ملے پھر پاؤں۔ وہ
دوڑتا چلا آیا۔ اسی طرح چاروں آئے۔ پھر بارتیعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیم چار جانور پکڑ مرغ
طاؤس۔ کوّا اور گدھ۔ بعض نے کہا کہ کبوتر پس ان دونوں میں مؤرخین کا بہت اختلاف ہے
سوال اس کا کیا سبب ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان چار ہی مرغ کو فرمایا۔ دوسرے جانور کا
ذکر نہ کیا جواب مرغ ان چاروں سے فضیلت رکھتا ہے۔ اور جانور نہیں رکھتے مرغ ذبح
کرنیکو اسواسطے کہا کہ شہوت میں اس سے زیادہ کوئی جانور نہیں۔ ایساہی تو بھی اپنی شہوت کو ترک کر

اور مور کو اس واسطے کہ اس کے برابر زیبا دنیا میں کوئی پرندہ نہیں۔ ایسا ہی تو بھی اپنی زینت
اور آرائش کو دنیا کی چھوڑے اور کوّے کو اس لئے کہ اس کے برابر حریص دنیا میں کوئی نہیں
تو بھی ایسا ہی حرص دنیا کو چھوڑ۔ اور گدھ کو اس واسطے کہ اسکی عمر پانسو برس سے زیادہ
نہیں تو بھی اس کو امید زندگی کی بڑی ہے۔ تم ایسی زندگی تھوڑی پر امید درازی
کی مت کیجیو۔ اور موت کو ہمیشہ یاد رکھیو۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ
کے حکم سے ان چاروں جانوروں کو ذبح کر کے گوشت اور پوست اور ہڈی اور رگ
ہاون دستے میں کوٹا اور چار گولیاں بنا کر چار طرف ڈالیں اور چاروں کا سر اپنے ہاتھ
میں لیکر بلایا اے جانورو اللہ کے حکم سے آؤ۔ تب وہ گولیاں جانوروں کی ریزہ ریزہ جدا ہو کر
دھڑ بن کر حضرت خلیل اللہ کے ہاتھ میں مرغ کے سر میں مرغ کا بدن اور مور کے سر مور کا بدن
اور کوّے کے سر میں کوّے کا جسم اور گدھ کا سر گدھ کے تن میں آلگا اور سب جی اٹھے اللہ کی
قدرت سے گوشت اور پوست اور رگ اور ہڈی اور پر و بال انکے نئے سر سے پیدا ہوئے
اور حضرت ابراہیم کے ہاتھ سے اڑ گئے۔ اور ان کے چاروں طرف سات رات دن طواف کیا
کرتے پس ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اے ابراہیم تو نے اسمٰعیل کو جیسا کہ خدا کی راہ میں دیا۔
ویسا ہی اپنا جمیع مال و متاع بھی دے تو تو میرا بندہ خالص و مخلص زیادہ ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا۔ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ترجمہ جب کہا اس کو
اس کے رب نے حکم بردار ہو۔ بولا میں ہی حکم ہوں جہان کے صاحب کے پس حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے اپنا مال و متاع فقیروں کو لٹوا دیا۔ اور حضرت اولاد کی طرف سے مایوس
تھے۔ اس وقت حضرت کی عمر شریف نوے برس کی تھی اس میں حضرت سارہ
خاتون سے کوئی فرزند نہ ہوا۔ اس لئے گتو سالے کو حضرت سارہ نے قلادہ زریں
پہنا کر بجائے فرزند کے پرورش کرنے لگیں۔ نقل ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے سات رات دن تک مسافر کے لئے کھانا نہیں کھایا تھا تب اللہ کے حکم سے
بارہ شخص جوان نیک رو بے مثال غلاموں کے مزین ہو کر حضرت کے پاس آکر
سلام کیا جواب سلام حضرت نے ادا کیا کیونکہ وہ آدمی ہیں حالانکہ وہ فرشتے تھے

ان کے ہاتھ پکڑ کر حضرت اپنے گھر کو لے گئے۔ قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ
بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ۔ ترجمہ
اور آچکے ہمارے بھیجے ابراہیمؑ پاس خوشخبری لیکر کہا سلام وہ بولا سلام ہے۔ پھر دیر نہ کی
کہ لے آیا ایک گائے کا بچہ تلا ہوا۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے سارہ سات دن کے بعد
آج مہمان عزیز و مکرم آئے ہیں۔ جو چیز کہ عزیز و پیاری رکھتی ہے۔ ان کے لئے لا حضرت
سارہ بولیں اے ہیں اس گئو سالے سے زیادہ عزیز کسی کو نہیں رکھتی ہوں اسے بمنزلہ
فرزند کے میں نے پالا ہے۔ کہو تو اسے قربانی کر کے لا دوں۔ تب حضرت نے اسے ذبح کیا اور
بریان کر کے مہمانوں کے سامنے لا رکھا۔ اور آپ بھی مہمانوں کے ساتھ سر نیچے کئے باادب جیسا
کہ چاہیئے کھانے لگے۔ حضرت سارہ خاتون پردے سے دیکھکر بولیں کہ اے حضرت
تم کھاتے ہو۔ مگر مہمان نہیں کھاتے۔ تب حضرت سر اٹھا کر دیکھا۔ کہ مہمان کھاتے نہیں
حضرت نے پوچھا کیوں نہیں کھاتے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم کو اسکی قیمت نہ دیکر کھانا
درست نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم نے کہا کہ اچھا وقت تجھے دو ۔ بولے۔ کیا چاہتے ہو تب
آپ نے فرمایا۔ قیمت اسکی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر کھانا۔ اور آخر اس کے
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھنا یہی قیمت ہے۔ حضرت جبرائیل نے یہ آواز دے کر کہا اے
ابراہیم اس بات سے خدائے تعالیٰ تم سے بہت خوش ہوئے۔ اور تمہیں
دوست فرمایا۔ اتنا کہہ کر بولے کہ آپ ترس نہ کیجئے۔ ہم جبرائیلؑ اور اسرافیلؑ اور
دردائیل اور عقوائیلؑ اور بھی کئی فرشتے ہمارے ساتھ ہیں۔ ہم پر رب العالمین کا
حکم ہوا ہے۔ کہ پہلے تمہارے پاس جاویں کہ مہمان کے لئے سات دن ہوئے۔ کچھ
نہیں کھایا اور روزہ دار ہو اب روزہ کھولو کچھ کھاؤ کہ تمہارے افطار کروانے کو آئے
تھے۔ بعد اس کے شہرستان میں لوط کے پاس جاوینگے وہ پیغمبر مرسل ہے ان کو وہاں
کی بلا سے نجات دیویں گے اور تم کو بشارت دیتا ہوں۔ کہ تمہارا فرزند مبارک تولد
ہوگا۔ نام اسکا اسحٰق اور اس کے بیٹے یعقوب ہوویں گے۔ اس وقت حضرت سارہ کھڑی
تھیں۔ اس بات کے سنتے ہی ہنس پڑیں قولہ تعالیٰ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا

بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ترجمہ۔ اور اسکی عورت کھڑی تھی وہ ہنس پڑی پھر ہم نے خوشخبری دی اس کو اسحٰق کی۔ اور اسحٰق کے پیچھے یعقوب کی تب حضرت سارہ رض بولیں قولہٗ تعالیٰ قَالَتْ یٰوَیْلَتٰٓی ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ ۝ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَکٰتُهٗ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ ترجمہ۔ بولی اے خرابی کیا میں جنونگی اور میں بڑھیا ہوں اور یہ خاوند میرا بوڑھا یہ تو عجیب بات ہے۔ وہ بولے کیا تعجب کرتی ہے۔ اللہ کے حکم سے اللہ کی دین ہے۔ اور برکتیں تم پر اے گھر والو وہ ہے سراہا بڑائیوں والا۔ بولے اے سارہ اللہ کے کارخانے میں تعجب نہ کر۔ اسحٰق کی پشت سے ستر ہزار پیغمبر پیدا ہونگے۔ حضرت سارہ نے کہا۔ اسکے کیا آثار ہیں بولے کہ دیکھو ہڈیاں گئو سالہ کی جو کہ طبق میں رکھی ہیں۔ بعد اس کے کہا کہ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ اسی وقت بچھڑا جی اٹھا اور دوڑتا ہوا اپنی ماں کے پاس جا دودھ پینے لگا۔ اور دوسری علامت یہ کہ ایک شاخ درخت کی سوکھی نیم سوختہ حضرت کے گھر میں تھی۔ جبرائیل نے اپنا پر اس پر ملا فی الفور ہری ہوئی پتیاں لگیں اور میوہ پھلا اور پختہ ہوا۔ تب حضرت سارہ کو دیا انہوں نے اسے کھالیا۔ بعد ازاں حضرت سارہ سے جبرائیل کہنے لگے کہ تم نے خدا کی قدرت دیکھی کچھ بعید نہیں کہ تمہیں ایک فرزند دیوے کہ نام اسکا اسحٰق اور اسکے بیٹے کا نام یعقوب ہو۔

ذکر حضرت لوط علیہ السلام

بعد اس کے فرشتوں نے شہرستان لوط کا قصد کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلونگا۔ وہ بولے کہ ہم اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اس شہر کے لوگوں کو ہلاک کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ تم ہمارے ساتھ نہ آؤ کہ عذاب کے دیکھنے کی طاقت تمہیں نہ ہوگی۔ آپ نے کہا کہ خدا حافظ ہے میں تمہارے ساتھ دیکھنے آؤنگا تب حضرت خلیل اللہ اونٹ پر سوار ہو کر ان کے ہمراہ ہوئے۔ جب ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر جا پہنچے۔ فرشتوں نے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو آگے جانے کا

حکم نہیں پس حضرت اونٹ پر سے اتر پڑے اور عبادت میں مشغول ہوئے اور وہ شہرستان
میں لوط کے اسجگہ جاکر پہنچے کہ جس جگہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ یہاں
کے لوگ بدکردار اور بدفعل ہیں کہ مردوں کے ساتھ مرد اور عورتوں کے ساتھ عورتیں مرتکب
ہوتی ہیں۔ اور رہزنی سے لوگوں کا مال چھین لیتے ہیں۔ اس وقت ابراہیم نے فرمایا
تھا کہ جو لوگ اس فعل میں گرفتار ہیں۔ ان پر غضب الٰہی ہوگا۔ اور ہلاک ہونگے
اور اس بات کو خداتعالٰے نے قبول کیا تاکہ ابراہیم کی بات رائگاں نہ جاوے۔ تب
فرشتوں نے اللہ کے حکم سے ان شہروں کو سوائے شہر سدوم کے الٹ دیا اور اہل سدوم
نے جب ان چھ شہروں کی بداطواریاں دیکھیں انکے ساتھ شادی بیاہ وغیرہ موقوف
کیا اسواسطے اللہ تعالٰے نے اہل سدوم کو ان پر فضیلت دی اور نجات بخشی اور
اس شہرستان میں لاکھ مرد جنگی تھے۔ سب ہلاک ہوئے۔ غرض وہ فرشتے لوط کے
گھر میں آئے۔ اور ان کی بیٹیوں کو سلام کیا اور انہوں جواب سلام دیا۔ بعدہٗ جبرائیلؑ
نے ان سے کہا کہ کوئی اس شہر میں ایسا ہے کہ ہم مسافروں کو آج کی شب مہمان رکھے۔ اور
کھانا کھلاوے۔ انہوں نے جواب دیا کہ سوائے ہمارے باپ کے اس شہر میں کوئی نہیں
ذرا صبر کرو وہ عبادت سے فراغت کریں تو البتہ تمہاری کچھ خدمت کریں گے۔ جب
حضرت لوط نے عبادت سے فراغت کی گھر کے دروازے پر دیکھا کہ بارہ شخص صاحب
جمال کم سن بال بنائے اور کپڑے معطر پہنے ہوئے آئے ہیں۔ آپ اندیشہ کرنے لگے
کہ مہمان میرے صاحب جمال ہیں۔ خدا نخواستہ کہ یہ قوم انکے ساتھ بدی نہ کرے
جیساکہ حق تعالٰے نے فرمایا وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ
قَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ۝ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُونَ اِلَيْهِ ۝ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّاٰتِ
ترجمہ اور جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے لوط پاس خفا ہوا انکے آنے سے اور رک گیا جی میں
اور بولا آج کا دن بڑا سخت ہے۔ اور آئی اسکے پاس قوم اسکی دوڑتی ہوئی بے اختیار
اور آگے سے کر رہے تھے برے کام قائل کا وہ فرشتے لڑکے بن کر گئے۔ حضرت
لوط علیہ السلام کے گھر میں چونکہ حضرت کو اس قوم کی بدکرداریاں معلوم تھیں اس سے

خفا ہوے کہ لڑائی کرنی پڑی۔ لاچار ان مہمانوں کو اپنے گھر کے اندر لے گئے۔ حضرت کی
بی بی کافرہ تھی۔ اس سبب سے اس قوم بدفعل کو جا کر خبر دی۔ وہ قوم لوطی تھی۔ پس حضرت
کی حویلی میں آکے بولی اے لوط وہ بارہ شخص غلام خوبرو جو آج تیرے گھر مہمان آئے ہیں
انہیں ہمارے پاس بھیج۔ حضرت نے اس بات کو سن کر مارے ڈر کے کہا جیسا کہ
حق تعالےٰ نے فرمایا۔ قَالَ یٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ
فِیْ ضَیْفِیْؕ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ۝ ترجمہ لوط علیہ السلام نے کہا
اے قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں یہ پاک ہیں۔ تم کو ان سے نکاح کر دونگا۔ پس ڈرو اللہ
سے اور مت رسوا کرو مجھ کو میرے مہمانوں میں کیا تم میں سے ایک مرد بھی نہیں راہ نیک پر
فائدہ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لوط کے گھر میں فرشتے مہمان بن کر اترے۔ اور قوم دیکھ کر دوڑی
تب لوط علیہ السلام نے انکے بچانے کے لئے اپنی بیٹیوں کا نکاح کر دینا اس قوم کے ساتھ
قبول کیا انہوں نے اس پر بھی نہ مانا اور اسوقت میں زن مومنہ کو کافر سے بیاہ دینا
منع نہ تھا پس کافروں نے حضرت لوط علیہ السلام کی بات نہ مانی۔ اور گھر کے دروازے
توڑ ڈالے اور کہا کہ قولہ تعالےٰ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّۚ
وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ۝ ترجمہ وہ بولے تو تو جان چکا ہے۔ ہم کو تیری
بیٹیوں سے دعوے نہیں اور تجھ کو تو معلوم ہے۔ جو ہم چاہتے ہیں تم اپنے مہمانوں کو
ہمارے پاس بھیج دو۔ حضرت نے فرمایا قولہ تعالےٰ قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ
اٰوِیْۤ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ۝ ترجمہ لوط کہنے لگے اگر مجھ کو تمہارے سامنے زور ہوتا
یا جا بیٹھتا کسی محکم آسرے میں یعنی اے قوم مجھے قوت ہوتی۔ تو تمہارے ساتھ لڑتا
لیکن میں نے صبر کیا۔ اور پناہ چاہی خدا کی تمہارے شر سے میرے مہمانوں کو خدا
محفوظ رکھے۔ اور فرشتوں کو خدا کی طرف سے یہی حکم تھا کہ جب تک لوطؑ تمہارے
پاس اس قوم کی شکایتیں تین دفعہ نہ لاویں۔ تب تک تم ہرگز اس قوم سے برائی نہ کرنا
اور نام اپنا مت بتانا۔ جب لوطؑ اپنے گھر میں گئے۔ اس قوم نے ان کو رنج دیا اور
زخمی کیا۔ تب حضرت لوط نے مہمانوں کے پاس آکر کہا کہ بیں قوت

برابری کی ان کے ساتھ نہیں رکھتا کہ ان ملعونوں کے شر سے بچوں اور تمہیں بچاؤں اور ان کو دفع کروں۔ آبدیدہ ہو کر یہ کہہ رہے تھے۔ پھر ان مردودوں نے آکر حضرت پر بے ادبی سے ہاتھ چلایا۔ لاچار ہو کر ان مہمانوں کے پاس بے طاقتی سے آئے اور تیسری نوبت میں مہمانوں نے کہا قولہ تعالےٰ قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ

ترجمہ مہمان بولے اے لوط ہم بھیجے ہوئے ہیں تیرے رب کے یہ ہرگز پہنچ نہ سکیں گے تجھ تک سو نکل اپنے گھر سے کچھ رات رہتے۔ اور منہ موڑ کر نہ دیکھے کوئی تم میں سے مگر تیری عورت یونہی ہے۔ کہ اس پر پڑنا ہے۔ جو ان پر پڑے گا۔ وعدے کا وقت ہے۔ صبح۔ بعدہٗ مہمانوں نے کیا کہ ہم رسول ہیں بھیجے ہوئے اللہ کے تم پاس اس لئے آئے ہیں کہ تم آج کی شب اس قوم سے بچ رہو کہ ان پر عذاب آوے گا حضرت پوچھنے لگے۔ کہ اول شب یا آخر شب اتنے میں وہ مردود سب آکر گھر کھودنے لگے اور بولے قولہ تعالےٰ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ ۝ ترجمہ۔ کیا صبح نہیں ہے نزدیک یعنی اے لوط صبح ہوئی تم نے ہم کو کچھ نہ کیا یہ کہہ کر چاہا کہ فرشتوں دست انداز ہوویں۔ جبرائیل نے کچھ دم فی الفور طمس ہو گئے۔ یعنی آنکھ منہ ان کے یکساں ہو گئے جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَیْفِهٖ فَطَمَسْنَاۤ اَعْیُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَنُذُرِ ترجمہ اور تحقیق ارادہ کیا اس کے مہمانوں پر پھر کھودیں ہم نے ان کی آنکھیں۔ اب چکھو عذاب میرے اور ڈرانے میرے کو پھر نازل ہوا ان پر عذاب صبح کو قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ۝ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَنُذُرِ ترجمہ۔ اور تحقیق نازل ہوا ان پر عذاب صبح کو سویرا عذاب ٹھہر رہا تھا اب چکھو میرے عذاب اور مصیبت کو پس اس قوم کی نہ آنکھ رہی نہ ناک نہ منہ واویلا کرنے لگے اور بولے کہ لوط نے جادوگروں کو اپنے گھر میں لا رکھا ہے بولے اے لوط کہہ دے اپنے مہمانوں کو کہ ہماری آنکھیں اچھی کر دیں تو ہم ان برے فعلوں سے توبہ کریں تب جبرائیل نے اپنا پر انکے چہرہ پر ملدیا اسوقت آنکھ منہ ناک انکا درست ہو گیا۔ پھر

فرشتوں پر قصد کیا۔ تمام بدن انکا خشک اور شل ہوگیا پھر توبہ کی پھر جبرائیل نے اپنا پر ان
کی آنکھوں پر اور بدن پر ملکر اچھا کیا۔ بعدہٗ لوط کے گھر سے نکل کر تمام دروازے شہر کے بند کر
دیئے بولے کل لوط کے مہمانوں سے ہم اس کا بدلہ لینگے۔ جبرائیل نے حضرت کو فرمایا۔ کہ
تم اپنے عیال واطفال کو لے کر اس شہر سے نکل جاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ ان مردودوں نے
شہر کے دروازے بند کر دیئے ہیں تب جبرائیل نے حضرت لوط کو شہر سے نکال کر حضرت خلیل
اللہ کے گھر تک پہنچا دیا۔ چونکہ لوط کی جورو کافرہ تھی آپ نے اسے چھوڑا اپنی بیٹیوں کو لیکر
حضرت خلیل اللہ کے گھر داخل ہوئے۔ حضرت نے انکو بڑی چاہ و چاؤ کے ساتھ رکھا بعد اس
کے جب آفتاب طلوع ہوا خدا کے حکم سے جبرائیل نے اپنا پر زمین کے نیچے دیکر شہرستان لوط
کو اس طریق سے الٹ دیا کہ ایک پتہ درخت کا اور حلقہ دروازے کا نہ ہلا۔ اور گہوارے بھی
بچوں کے لغزش نہ کئے۔ اسی طرح ہوا پر اڑا دیا اور آواز ان فرشتوں کی حضرت تک پہنچی اور اس
قوم کفار کی کچھ خبر نہ ملی حضرت ابراہیم اس کی ہیبت سے بیہوش ہو گئے۔ اسی وقت جبرائیل
نے آکے تسلی دی۔ گود میں لیا۔ تب ہوش میں آئے۔ **قولہ تعالیٰ** فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا
عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ۔ **ترجمہ** پھر جب
پہنچا حکم ہمارا کر ڈالی ہم نے وہ بستی اوپر او نیچے اور برسائی ہم نے اس پہ پتھریاں کنکر کی تہ بتہ لوط
یہ حال دیکھ کر تاسف و زاری کرنے لگے شہر کو دیکھا خراب ہوگیا اور ہر ایک کے گلے میں لعنت
کا طوق پڑا ہوا۔ اور اس پر نام اس کا لکھا ہوا قولہ تعالیٰ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ
بِبَعِيْدٍ ۔ ترجمہ نشان کئے ہوئے نزدیک پروردگار تیرے کے اور نہیں ہے وہ ظالموں سے دور
ابراہیم نے حضرت جبرائیل سے پوچھا کہ اس قوم کا کونسی جا ٹھکانا ہے۔ وہ بولے سات طبق
زمین کے نیچے دوزخ ہاویہ میں جارہے ہیں۔ حشر کو انصاف کر کے اس دوزخ میں ڈالے
جائینگے۔ اس بات کو سن کر حضرت خلیل اللہ عبادت میں مشغول ہوئے۔ پس حضرت
کے چار بیٹے تھے۔ حضرت اسمٰعیل بی بی ہاجرہ کے بطن سے اور حضرت اسحٰق اور مدین اور
مدائن بی بی سارہؓ کے بطن سے تھے۔ اور اسمٰعیل کے ایک بیٹے تھے۔ توریت میں لکھا ہے
کہ بارہ بیٹے تھے۔ نام ان کا قیدار چالیس گز لمبے سات گز موٹے اور چوڑے

عرب کے سلطان تھے۔ تمام عرب انکا مطیع تھا۔ اور حضرت اسحٰق کے دو بیٹے عیص اور یعقوب
اور مدین کے ایک بیٹے کا نام شعیب تھا۔ اور مدین کے بیٹے عجم کے بادشاہ تھے پس
جب ابراہیم کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی موت نزدیک آئی چونکہ حضرت کو موت کا
ہمیشہ خیال تھا۔ اسلئے حق تعالےٰ نے چاہا کہ ان کی موت ان کی مرضی کے موافق کی حالت
تب ایک بوڑھا مہمان ان کے پاس بھیجا حضرت نے اسے کھانا لا دیا وہ مارے ضعف کے
کھانا نہ کھا سکا۔ حضرت نے اس سے پوچھا کہ آپ کا سن شریف کس قدر ہے۔ اس نے کہا کہ
ایک سو تیس برس تب حضرت افسوس کرنے لگے کہ مجھ کو بھی شاید اسی سن وسال میں یہ حال
گذرے۔ ابھی تو میری عمر اس سے دس برس کم ہے۔ تب کہا یا الٰہی میں اپنی عمر اس سے زیادہ
نہیں مانگتا ہوں اسکے بعد چاروں بیٹوں کو بلا کر وصیت کی جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَ
وَصّٰی بِھَا اِبْرَاھِیْمُ بَنِیْہِ وَیَعْقُوْبُ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ
اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ ترجمہ اور یہی وصیت کر گیا ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور یعقوبؑ اے بیٹو
اللہ نے چن کر دیا ہے تم کو دین پھر نہ مرنا مگر مسلمانی پر کہ خدا تعالےٰ نے اس دین کو دین اسلام
فرمایا۔ اور میں نے تم کو سنا دیا۔ حضرت اسمٰعیل نے کہا یا خلیل اللہ خدا تعالیٰ نے آپ کو
کس کام کے سبب نبوت اور خلافت دی۔ فرمایا دنیا میں تین کام سے اول میں نے غم روزی
کا نہ کیا۔ کہ کل کیا کھاؤنگا۔ اور دوسرا بغیر مہمان کے کھانے کو نہ کھایا اور تیسرا یہ کہ جب کوئی کام دنیا
و آخرت کا آپڑتا تو پہلے آخرت کا کام کرتا پیچھے دنیا کا یہ تین کام کے سبب سے اللہ نے مجھ کو
خلافت دے کرامت بخشی۔ بمصداق اس آیت کے وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلًا۔ ترجمہ اور اللہ نے کر
لیا ابراہیم کو دوست اپنا یہ وصیت کر کے انتقال فرمایا اور وہاں مدفون ہوئے بعد اس کے
بیٹے سب اپنے اپنے مقام پر جا رہے۔ تب حضرت اسمٰعیل نے حضرت اسحٰق سے کہا کہ
مجھے کچھ باپ کی شے سے حصہ دو کہ نشان و تبرک باپ کا رہے۔ اسحٰق نے کہا کہ تم ہمارے برابر
نہیں ہو محروم المیراث ہو تمہیں باپ کا حصہ نہیں ملے گا اس بات کو سن کر حضرت
اسمٰعیل کچھ رنجیدہ ہوئے اتنے میں جبرائیل نے آکر حضرت اسحٰق کو کہا کہ تو اسمٰعیل پر فوقیت
مت کر کہ محمد مصطفٰے سید عالم خاتم الانبیا ان کی پشت سے ہوویں گے اور سب

مومن ان کی پشت سے اور تمہاری پشت سے تمام جہود اور گمراہ پیدا ہوں گے اور تمہاری اولاد کو ان کی اولاد ہمیشہ ذلیل و خوار رکھے گی اور بے نکاح لونڈیاں ان پر حلال ہووین گی اس بات کو سن کر حضرت اسحٰق اتنا روئے کہ ان کی آنکھوں میں حلقے پڑ گئے۔ اور نا بینا ہوئے اس کے دو برس کے بعد جبرائیل نے آکر کہا اے اسحٰق میں تجھ کو خدا کی طرف سے بشارت دیتا ہوں کہ تیری پشت سے چار ہزار پیغمبر پیدا ہوں گے۔ اور ایک ان میں سے موسیٰ پیغمبر ہوں گے وہ خدا کے ساتھ باتیں کریں گے۔ اور لقب ان کا کلیم اللہ ہوگا۔ اور چاہو تو خدا تمہیں بینا کرے یا ویسا ہی رکھے تو قیامت کے دن آنکھیں کھلیں گی۔ خدا کا دیدار ہمیشہ دیکھو حضرت اسحٰق نے کہا کہ میں آنکھیں اپنی نہیں مانگتا ہوں مگر قیامت کے دن خدا تعالیٰ مجھ کو دیدار دکھاوے۔ پس حضرت کے دو بیٹے تھے عیص اور یعقوب جب یہ دونوں بڑے ہوئے حضرت نے انتقال فرمایا اور اپنے والد کی قبر کے پاس دفن ہوئے ✤

بیان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

حضرت اسمٰعیل ہر سال مکے شریف سے اپنے والد بزرگ کی قبر کی زیارت کو شام میں جاتے حضرت اسحٰق اور دوسرے بھائیوں کو دیکھ کر پھر مکے شریف میں تشریف لاتے۔ اور حضرت کی بی بی مکے کے شریفوں میں سے تھیں ان سے بارہ بیٹے تولد ہوئے۔ ایک روز حق تعالےٰ سے ارشاد ہوا کہ اے اسمٰعیل مغرب کی جب جا وُوہاں کے بت پرستوں کو اللہ کی طرف بلا تب حضرت نے اللہ کے حکم سے وہاں جا کے پچاس برس تک خلق اللہ کو ہدایت کی یہاں تک کہ تمام بت پرست مومن ہو گئے۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ۝ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝ ترجمہ اور یاد کر کتاب میں اسمٰعیل کو کہ وہ تھا وعدے کا سچا اور تھا رسول نبی اور حکم کرتا اپنے گھر والوں کو صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا اور تھا اپنے رب کے پاس پسندیدہ یعنی حضرت اسمٰعیل نے ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک تو آدے میں

اسی جگہ پر رہوں گا۔ وہ شخص ایک برس تک نہ آیا حضرت ایک برس تک اسی جگہ پر اس کے منتظر رہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان کو صادق الوعد فرمایا۔ اور عمر حضرت کی ایک سو تیس برس کی ہوئی تھی۔ آخری عمر تک مکے میں رہے۔ بعضوں نے کہا کہ آخری عمر مکے سے شام کو تشریف لے گئے۔ اور دیکھا حضرت اسحٰق کو نابینا۔ دو بیٹے ان سے تولد ہوئے عیص اور یعقوب اور آپکی ایک بیٹی تھی نام اس کا تسیمہ اسے حضرت عیص کے ساتھ بیاہ کر دیا اور حضرت اسحٰق کو وصیت کر کے پھر مکے میں تشریف لے گئے بعد ایک برس کے انتقال فرمایا۔ حضرت ہاجرہ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ بعدہ بیٹے سب ان کے ہر ایک ملک میں متفرق ہو گئے۔ مگر ثابت اور قیدار دونوں بیٹے مکہ میں رہ گئے۔ بیشتر اہل عرب و حجاز ان کی نسل سے ہیں ؀

قصہ حضرت اسحٰق و یعقوب علیہ السّلام کا

خبر ہے کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام نے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے وفات پائی ان کی عمر ایک سو ساٹھ برس کی تھی۔ حق تعالےٰ نے ان کو پیغمبر کر کے بھیجا اہل کنعان پر اور بی بی آپ کی اہل کنعان کے سردار کی بیٹی تھیں ان سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ عیص اور یعقوب وجہ تسمیہ یعقوب کی یہ ہے۔ کہ عیص کے عقب یعنی پیچھے تولد ہوئے جب دونوں حضرات بڑے ہوئے۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام نے عیص کو اسمٰعیل علیہ السلام کی بیٹی سے بیاہ دیا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہا کہ تم کو کنعان کے سردار کی بیٹی سے بیاہ دونگا۔ اور ان کی ماں نے کہا کہ تمہارے ماموں کی بیٹی سے تمہاری شادی کردوں گی۔ کہ وہ بڑا مالدار ہے۔ ملک شام میں اس کے برابر کوئی نہیں۔ یعقوب علیہ السلام اس بات کو سن کر تعرض کرتے تھے کہ شادی نہیں کروں گا۔ اور حضرت عیص کو حضرت اسحٰق علیہ السلام بہت چاہتے تھے۔ وہ اکثر اوقات شکار کرتے تھے۔ یعقوب علیہ السلام نہیں کرتے تھے۔ ایک روز حالت ضعیفی میں اسحٰق علیہ السلام نے عیص سے کہا کہ بکری جنگلی یا ہرن شکار کر کے کباب اس کے مجھے کھلاؤ تو میں دعا کرونگا۔ کہ خدا اے تعالےٰ تجھ کو پیغمبری دیوے۔ تب

عیص تیر و کمان لے کر باپ کے لئے شکار کو نکلے۔ ان کی ماں یعقوب کو زیادہ پیار کرتی تھیں
بولیں کہ بکری موٹی تازی اپنی لاکر ذبح کر کے کباب بنا کے جلدی سے اپنے باپ کو کھلا
تو تیرے لئے دعا کریں۔ تب یعقوب نے اپنی والدہ کے فرمانے سے ایک بکری
ذبح کر کے جلدی جلدی کباب بنا کے لا دیئے۔ حضرت تو آنکھوں سے معذور تھے بوئے
کباب پا کے بولے کون لایا ہے۔ حضرت یعقوب کی ماں نے کہا کہ عیص لایا ہے فرمایا
کہ سامنے لاؤ۔ حضرت یعقوب نے سامنے لا دیا۔ جب حضرت اسے کھا کے خوش ہوئے
تب یعقوب کی ماں نے کہا کہ یا حضرت آپ گوشت کھلانیوالے کو دعا کیجئے۔ تب حضرت نے
یہ دعا فرمائی یا رب مجھے جس بیٹے نے یہ گوشت کھلایا ہے اس کو اور اس کی اولاد کو پیغمبر
کیجیو۔ بعد اس کے حضرت عیص شکار سے آئے کباب بنا کر حضرت کے سامنے رکھ دیا۔ تب
حضرت اسحٰق علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ میری بی بی نے حیلہ کر کے یعقوب کے ہاتھ سے کباب
کھلایا اور اس کے حق میں دعا کہلائی۔ کہ اسے بہت چاہتی تھیں۔ پس حضرت نے کہا
اے عیص تیری دعا یعقوب نے لی عیص نے اس بات کو سن کر طیش میں آکر کہا کہ میں
یعقوب کو مار ڈالونگا۔ تب حضرت اسحٰق علیہ السلام نے ان سے کہا کہ مت مار تیرے لئے
بھی دعا کرونگا کہ تیری نسل سے خلایق بہت پیدا ہو تب حضرت کی دعا سے عیص کی اولاد
مغرب اور اسکندریہ اور کنارے دریا کے ان کی اولاد پھیل گئی۔ ایک بیٹے کا نام روم
تھا۔ اب جس کا نام شہر روم ہے۔ اور اس کو استنبول کہتے ہیں انہوں نے وہ شہر بسایا
پس روم کی نسبت انہی کی طرف ہے۔ اور انہی کی اولاد بہت ہے۔ پس حضرت
اسحٰق علیہ السلام نے بعد ایک سو ساٹھ برس کے وفات پائی۔ اور اپنی والدہ حضرت سارہ
خاتون کی قبر کے پاس مدفون ہوئے۔ بعد اس کے یعقوب ڈر گئے کہ مبادا عیص مجھ
کو نہ مار ڈالے مارے خوف کے دن کو چھپے رہتے۔ شب کو نکلتے۔ اسی طرح ایک برس
گذرا بعد اس کے ایک روز ان کی ماں نے کہا کہ تم اپنے ماموں کے پاس شام میں
جا رہو۔ وہ وہاں کا رئیس اور بڑا مالدار ہے۔ اس کی بیٹی سے تجھے بیاہ دونگی
اور اپنے باپ کی وصیت بجا لا یہاں مت رہو تو تیری جان بچے تب حضرت یعقوب کنعان سے

رات ہی رات کو نکل کر شام کی طرف چلے گئے۔ چونکہ یعقوب علیہ السلام رات کو نکل گئے تھے۔ اس لئے نام ان کا اسرائیل رہا۔ وجہ تسمیہ اسرائیل کی شب کو نکلنے کے باعث ہوئی اور یعقوب کا نام بسبب عقب ہونے عیص کے ہوا۔ بہر حال توراۃ میں بھی مرقوم ہے پس دونوں نام کی وجہ تسمیہ معلوم ہوئی۔ جب اپنے ماموں صاحب کے پاس جا پہنچے۔ انہوں نے تسلی دے کر کہا کہ تم یہاں رہو۔ اور بہت پیار کرنے لگے دو بیٹیاں ان کی تھیں۔ بڑی کا نام لیا۔ اور چھوٹی کا نام راحیل تھا۔ لیکن راحیل خوبصورت تھی۔ یعقوب نے اپنے ماموں سے کہا کہ راحیل کو بیاہ دو میرے ساتھ کیونکہ میرے باپ کی وصیت ہے کہ تم اپنے ماموں کی بیٹی سے شادی کیجیو۔ تب اس نے کہا کہ تمہارے باپ کی کوئی شے تمہارے پاس نہیں ہے۔ اپنی بیٹی کو تمہیں کیونکر دوں مہر کہاں سے دوگے۔ اگرچہ مجھ کو دولت کی پرواہ نہیں حضرت نے فرمایا۔ میرے پاس کچھ نہیں۔ مگر چند سال تمہاری بکریاں چرا کر اس کی مزدوری سے دَین مہر دوں گا۔ تب ماموں نے ان سے کہا کہ تم کس کو مانگتے ہو حضرت نے فرمایا راحیل کو۔ پس دونوں میں شرط ہوئی کہ یعقوب سات برس میری بکریاں چرا کر راحیل سے شادی کریں گے۔ جب سات برس گذرے تب یعقوبؑ نے راحیل کی درخواست کی تب ان کے ماموں نے بڑی بیٹی کو کہ نام اس کا لیا تھا۔ شب کو خلوت میں یعقوب کے سپرد کیا۔ حالانکہ شرط شادی کی راحیل سے تھی۔ دوسرے دن ماموں کے پاس جا کے بولے کہ میں لیا کو نہیں چاہتا راحیل کی درخواست کی تھی اسے چاہتا ہوں اس نے کہا کہ وہ بدصورت ہے۔ لوگ کیا کہینگے کہ بڑی بیٹی کو گھر میں رکھ کے چھوٹی بیٹی کو دیا اور بڑی گھر میں رہی یہ بڑا عیب ہے۔ اگر راحیل کو چاہتے ہو۔ تو سات برس پھر بکریاں چراؤ اس زمانہ میں دو بہنوں کو ایک شخص کے ساتھ بیاہ دینا جائز تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کے ایام سے تا نزول توراۃ موسیٰ پر بعد اس کے توراۃ اور قرآن میں دو بہنوں کو جمع کرنا حرام ہوا۔ جیسا کہ حق تعالے نے فرمایا۔ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ ترجمہ۔ اور اکٹھے نہ کرو دو بہنوں کو مگر آگے جو ہو چکا۔ پس یعقوبؑ نے اور بھی سات برس ماموں کی بکریاں چرائیں۔ تب ان کی راحیل سے شادی کر دی اور

مال واسباب سب بہت سا دیکر دونوں بیٹیوں اور داماد کو اپنے پاس رکھا بی بی لیا کے بطن سے چھ بیٹے تولد ہوئے۔ روبین۔ شمعون۔ لیوی۔ یہودا۔ اسخار اور زبولون یہ نام توراۃ میں بھی ہیں۔ اور ایک مدت تک بی بی راحیل سے اولاد نہ ہوئی۔ ان کی ایک لونڈی تھی زلفی نام اسے حضرت یعقوب کی خدمت میں دیا۔ اس سے دو بیٹے ہوئے۔ دان اور نفتالی اور بی بی لیا نے بھی اسی پر رشک کر کے حضرت کو ایک لونڈی دی اس سے بھی بیٹے پیدا ہوئے کادا۔ اور شیرا نام تھا۔ بعد اس کے بی بی راحیل سے حضرت یوسف علیہ السلام تولد ہوئے جمال اور صورت ایسا تھا۔ کہ جس کا وصف اللہ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے۔ پس حضرت یوسف سمیت حضرت یعقوب کے گھر گیارہ بیٹے تولد ہوئے سب بیٹوں سے یوسف کو زیادہ پیار کرتے ایک گھڑی آنکھوں سے جدا نہ کرتے اور یعقوبؑ کنعان سے شام میں جب ماموں کے پاس گئے اس کے اکیس برس کے بعد یوسف پیدا ہوئے مال واولاد حضرت کو اللہ نے بہت عنایت کیا تھا۔ تب کنعان کا قصد کیا کہ اپنی والدہ کو جا کے دیکھیں۔ اور ان کی خدمت شریف سے مشرف ہو دیں پس اپنے ماموں سے اجازت مانگی اس نے موجب کہنے کے مال و اسباب بہت سا دیکر دونوں بیٹیوں کو ہمراہ کر دیا یعقوب دونوں قبیلے اور دو حرم اور گیارہ بیٹے اور مال واسباب اور بہت چارپائے لے کر کنعان کو چلے راہ میں یہ اندیشہ کرتے تھے کہ ہنوز عداوت وغصہ عیصؑ کے دل سے نہ گیا ہو شاید مجھ کو مار ڈالے تب جانتے جاتے کنعان کے پاس جب پہنچے۔ اتفاقاً حضرت میدان کی طرف شکار کو نکلے تھے۔ راہ میں ملاقات ہوئی ان کو حضرت یعقوب نے دور سے پہچانا تب اپنے نوکر چاکر غلام خدمتگاروں کو کہہ دیا۔ کہ اگر یہ شخص تم لوگوں سے پوچھے کہ یہ مال واسباب کس کا ہے۔ تو تم کہیو کہ عیصؑ کا ایک غلام تھا اسکا نام یعقوبؑ ملک شام میں گیا تھا۔ اس کا اسباب ہے۔ اور یعقوب ڈر کے مارے اپنے قافلے کے اندر چھپے ہوئے آتے تھے۔ جب بکریوں کے سائبان میں آ پہنچے۔ تو عیصؑ نے پوچھا کہ یہ بکریوں خانہ کس کا ہے۔ سبھوں نے کہا کہ عیصؑ کا غلام یعقوبؑ جو شام میں گیا تھا۔ اسی کا ہے۔ جب عیصؑ نے یعقوب علیہ السلام کا نام سنا۔ آبدیدہ ہو کر کہنے لگے کہ عیصؑ کا یعقوب غلام نہیں۔ اس کا

بھائی ہے۔ اس کی جان سے زیادہ عزیز ہے سبھوں نے کہا کہ یعقوبؑ فنام میں بھی کہتے تھے کہ عیص کا غلام ہوں۔ جب یعقوب علیہ السلام نے دور سے دیکھا کہ عیص آبدیدہ ہوئے تب آکر بغل گیر ہوئے۔ گودی میں لیا اور دونوں زار زار روئے اسدن وہاں منزل کر کے دوسرے دن گھر میں تشریف لائے۔ بعد ایک برس کے بی بی راحیل سے ایک اور بیٹا تولد ہوا۔ اسکا نام بنیامین رکھا بعد تولد ہونے کے ان کی ماں نے انتقال فرمایا تب بی بی لیا نے بنیامین کو پرورش کیا اپنے بیٹوں اور حضرت یوسفؑ سے زیادہ پیار کرتیں حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے پیدا ہونے کے بعد حق تعالےٰ نے ان کو پیغمبری دی تب کنعان میں بہت خلق اللہ ان پر ایمان لائی۔ اور ہدایت پائی۔ جب عیص کو ان کی پیغمبری کی دلیل پہنچی یقین ہوا۔ تب ان کے ساتھ ایک جگہ میں رہنے کا اتفاق ہوا عیص نے کہا اے بھائی۔ مجھے یہاں ایک مدت گذری ہنوز غریب رہا۔ اور تم بھی رہے۔ اب تم یہاں بود و باش کرو تم اس سرزمین کے پیغمبر ہو میں کہیں جا رہونگا جب حضرت عیصؑ کی اولاد بہت ہوئی تمام ملکوں میں نکل گئی ایک بیٹے کا نام روم تھا ان کو لے کر حضرت عیصؑ رخصت ہو کر اس جگہ میں جا پہنچے۔ اب جس کو روم کہتے ہیں وہاں جا کر انتقال فرمایا اور بیٹے ان کے وہاں رہے اولاد ان کی بہت ہوئی مروی ہے بعض سے کہ عیص کی نسل سے بجز ایوب کے کوئی پیغمبر نہ ہوا اور تمام پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل سے تھے۔

بیان حضرت یوسف علیہ السلام

حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت یوسف کے قصہ کو قرآن شریف میں احسن القصص کر کے بیان فرمایا ہے۔ اور ہمارے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قصے سے خوب آگاہ فرمایا جیسا کہ قولہ تعالےٰ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ ترجمہ ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس بہتر بیان اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف قرآن اور تو تھا پہلے اس سے البتہ

بے خبروں میں سے علمانے اِس میں اختلاف کیا ہے کہ حق تعالٰے نے اِس قصّے کو سب قصّوں سے قرآن شریف کے بہتر قصّہ کیوں فرمایا ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ یہ قصّہ سب پیغمبروں کے قصّے سے احسن ہے اور بعض نے کہا کہ صبرِ جمیل یعقوب کا قرآن مجید میں مذکور ہے کہ صبر سب سے بہتر ہے اس لئے حق تعالٰے نے اِس قصہ کو احسن کہا اور اَور بعضوں نے کہا۔ کہ پہلی باتیں خواب کی تھیں۔ لیکن تمام حقیقتیں اِس میں بیان ہوئیں اَور سورۂ یوسف کے نازل ہونے کا سبب یہ تھا۔ کہ ایک روز سات یہودیوں نے آکے حضرت بن خطاب سے مباحثہ کیا۔ یعنی یہودیوں نے حضرت عمر سے کہا کہ ہماری توراۃ بہتر ہے تمہارے قرآن سے اَور حضرت عمر نے فرمایا کہ ہمارا قرآن مجید بہتر ہے تمہاری توراۃ سے یہودیوں نے کہا۔ کہ حضرت یوسف کا قصہ توراۃ میں مذکور ہے قران میں نہیں اَور حالانکہ وہ بہتر قصّوں میں سے ہے۔ اَور حضرت عمر اِس بات کو سن کر دلگیر ہوئے اَور رسول خدا کے پاس حال مناظرہ کا بیان کیا رسول خدا اس کے جواب سے متفکر ہوئے اِتنے میں جبرائیل امین بحکم خدا رب العٰلمین حضرت سید المرسلین کے پاس آپہنچے اَور قصّہ حضرت یوسفؑ کا بیان فرمایا قصّے کا شروع یہ تھا۔ کہ جب یعقوب علیہ السّلام بعد مدت کے کنعان میں تشریف لائے اَور یہاں مقیم ہوئے۔ بی بی راحیل یعنی حضرت یوسف علیہ السّلام کی والدہ نے بعد تولد ہونے بنیامین کے انتقال فرمایا اس وقت حضرت یوسف علیہ السّلام کی عمر پانچ برس کی تھی۔ گیارہ بھائیوں سے وہ بہت خوبصورت تھے۔ یعقوب اِن کو سب بیٹوں سے زیادہ پیار کرتے تھے بنیامین شیر خوار تھے۔ ان کی خالہ لیا نے ان کو پرورش کیا اَور یعقوب کی ایک بہن تھی ایک دن انہوں نے یعقوب کے گھر جاکر سب بیٹوں کو ان کے دیکھا پر ان کو کسی پر پیار نہ آیا مگر حضرت یوسف پر فریفتہ ہوئیں۔ تب یعقوب سے کہا تم کثیر الاولاد ہو اَور تمہاری ایک بی بی ہے خدمت سب بیٹوں کی ایک سے نہیں ہو سکتی یوسف کو مجھے دو ہم اس کی خدمت اَور پرورش کریں گے۔ یعقوب نے بہن کے فرمانے سے حضرت یوسف کو ان کے سپرد کیا تب وہ یوسف کو اپنے گھر لے گئیں اَور ناز و نعمت سے پرورش کرنے لگیں ان کے لئے ہر گھڑی یعقوب کا

دل تڑپتا رہتا اور بہن کے گھر جا جا کے دیکھ آتے تھے اسی طرح روز بروز حضرت یعقوب کی محبت یوسفؑ سے زیادہ بڑھنے لگی۔ تب بہن سے کہا کہ میں بغیر یوسف کے ایک ساعت نہیں رہ سکتا۔ میرے پاس اسے بھیج دو تب ان کی ہمشیرہ نے جواب دیا کہ میں بغیر اُس کے رہ نہیں سکتی ہوں۔ اس میں حضرت نے فرمایا کہ یوسف ایک ہفتہ تمہارے پاس رہے اور ایک ہفتہ میرے پاس اونہوں نے کہا کہ اچھا پہلا ہفتہ میرے پاس رہے تب حضرت نے قبول کیا۔ اور ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ ابراہیم خلیل اللہ کا ایک کمربند تھا۔ حضرت یعقوب کی بڑی بہن کو وہ کمربند دادا کی میراث سے ان کے حصے میں پہنچا تھا۔ اور اسی کمربند سے حضرت ابراہیمؑ نے وقت قربانی اسمٰعیلؑ کے ہاتھ پاؤں باندھے تھے۔ جب یوسف علیہ السلام پھوپھی کے گھر میں سات دن رہے اس کے بعد حضرت یعقوب نے ان کو طلب کیا تب ان کی بہن نے ایک حیلہ سازی کی تاکہ یوسف کو ان کا باپ نہ لے جاسکے وہ کمربند حضرت یوسف کی کمر میں چھپا کے کپڑے کے تلے باندھ دیا تھا کہ حضرت یوسف کو کسی بہانہ سے چور بنا کے پھر اپنے گھر لے آوں ان ایام میں ابراہیم کے ملت و دین میں ایسا حکم تھا۔ کہ جو کوئی کسی کی چیز چراتا اور وہ پکڑا جاتا تو وہ شخص صاحب مال کا غلام ہوتا۔ پس بعد سات دن کے حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو منگوایا۔ پھر ان کی پھوپھی نے حیلہ کر کے یعقوب کے پاس آکر کہا۔ کہ کمربند میرے باپ کا گم ہوا۔ یقین ہے کہ یوسف کے ہمراہ جو لوگ تھے انہوں نے چرایا ہے۔ سب کو تم حاضر کردو۔ جھوٹ موٹھ پوچھ پانچھ کر حضرت یوسف کے پاس جا کے ان کی کمر سے کمربند جھٹ کھول ڈالا۔ اور کہا کہ یوسف میرے پاس مجرم ہوا اب دس برس قید رہے۔ اور میری خدمت کرے۔ تب یعقوب نے خجل ہو کے اپنی بہن کو یوسف کے لے جانے کی رضا دی بعد دو برس کے ان کی خواہر نے وفات کی بعد اس کے حضرت یعقوب یوسف کو گھر لائے۔ اور سب فرزندوں سے زیادہ حضرت یوسف کو عزیز رکھتے تھے۔ ایک دن حضرت یوسف نے اپنے والد سے یہ بیان کیا کہ میں نے شب گذشتہ کو خواب میں دیکھا ہے۔ کہ آفتاب اور ماہتاب اور گیارہ ستاروں نے آسمان سے اتر کر مجھے سجدہ کیا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ

كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ٭ ترجمہ۔ جس وقت کہا یوسف نے اپنے
باپ کو اے باپ میں نے دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند نے مجھے سجدہ کیا
یعقوب علیہ السلام نے جب معلوم کیا کہ بھائی سب ان کو ذلیل کریں گے تب کہا ان
سے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا
لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ٭ ترجمہ کہا یعقوب نے اے بیٹے مت
بیان کر خواب اپنا بھائیوں کے پاس پھر وہ بناویں گے۔ البتہ تیرے لئے کچھ فریب البتہ
شیطان ہے انسان کا صریح دشمن یعنی اس کی تعبیر ظاہر سنتے ہی سمجھ لیں گے بارہ بھائی تھے
ایک باپ اور چار ماؤں سے اور ان کی طرف محتاج ہوئے۔ پھر شیطان نے اُن کے دل میں
حسد ڈالا حضرت یعقوب نے تعبیر خواب یوسف سے کہی قولہ تعالیٰ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ
رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى
اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ٭ ترجمہ اور اسی طرح
نوازے گا تجھ کو تیرا رب اور سکھا دے گا تجھ کو کل بھٹائی باتوں کی یعنی تعبیر خوابوں کی اور پورا کرے
گا اپنا انعام تجھ پر اور یعقوب علیہ السلام کے گھر پر جیسا پورا کیا ہے۔ تیرے دو باپوں پہلے
سے یعنی دو دادے ابراہیم اور اسحاق علیہما السلام پر البتہ تیرا رب خبر دار ہے۔ اور حکمت والا
یعنی نوازش اللہ کی سجدے سے سمجھو اور کل بھٹائی باتوں کی اس میں داخل ہے۔ تعبیر خواب
کی ان کی ذہن کی رسائی ہے اور لیاقت سے کہ ایسا خواب دیکھا چھوٹی عمر میں ابراہیم اور
اسحاق کا نام لیا اور نام اپنا نہیں لیا۔ عاجزی سے پس یہ تعبیر خواب بھائیوں نے سنی
تب حسد کرنے لگے اور بولے۔ قولہ تعالیٰ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ
اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٭ اور جب کہنے لگے ان کے بھائی
البتہ یوسف اور اس کا بھائی زیادہ پیارا ہے باپ کو ہم سے اور ہم قوت کے لوگ ہیں البتہ
ہمارا باپ خطا میں ہے صریح اور ہم وقت پر کام آنے والے ہیں اور یہ لڑکا اور ایک بھائی
اس کا حقیقی ہے۔ اور سب سوتیلے یہ باتیں حالت نابالغی میں کہی تھیں کسی وجہ سے ان پر
طعنہ درست نہیں سب بھائی ان کے نبی ہوئے اور یہ مرتبہ پایا لیکن ابتدا میں سب نے رنج اٹھائے

اپنے باپ اور بھائی کے اور کہنے لگے **قولہ تعالیٰ** . اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا یَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِیْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ ۝ **ترجمہ** . بھائیوں نے آپس میں صلاح کی کہ مار ڈالو یوسف کو یا پھینکدو کسی ملک میں اکیلا رہے تاکہ تم پر توجہ ہو تمہارے باپ کی اور ہو رہیو اس کے پیچھے نیک لوگ یعنی ان کے بھائیوں نے کہا کہ مار ڈالو یا کسی کنوئیں میں پھینکدو کہ اس کو باپ نہ دیکھے اور توبہ کرو اور مطیع باپ سے رہیو تاکہ خدا تعالیٰ ہم کو عفو کرے ان میں ایک بھائی کا نام یہودا تھا. سب اس کے فرمانبردار تھے اس نے کہا کہ مت مارو چنانچہ **قولہ تعالیٰ** قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ یَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّیَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ **ترجمہ** بولا ایک بولنے والا مت مارو یوسف کو اور پھینکدو اس کو گمنام کنوئیں میں کہ اٹھائے جاوے اس کو کوئی مسافر اگر تم کو کرنا ہے ان کے بڑے نے کہا کہ مار ڈالنا بڑا گناہ ہے. لیکن راہ کے کنارے میدان کے کسی کنوئیں میں ڈال دینا صلاح ہے تاکہ کوئی سوداگر پانی کے لئے کنوئیں پر آئے گا اسے اٹھا کر کسی ملک میں اس ملک سے باپ کی نظروں سے دور لے جا پھینکے گا. تو ہم بدنامی اور خون ناحق سے رہائی پائیں گے تب سبھوں نے ایک جمع ہو کر صلاح و مشورہ کیا کہ یوسف کو کیونکر باپ کے سامنے سے دور میدان میں لے جاویں جو دل کا مقصد بر آوے ہر چند کہ اپنے باپ کو سمجھاتے کہ یوسف عزیز کو ہمارے ہمراہ کر دو کہ میدان میں جا کر کھیل دکھا دیں. حضرت قبول نہیں کرتے تھے سبھوں نے اتفاق کیا کہ یوسف علیہ السلام کو فریب دیا چاہیئے تو خود باپ سے بولے گا تب سبھوں نے یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اے بھائی سیر اور تماشہ میدان کا ہمارے ساتھ دیکھنے چلو تو خوب تماشہ اور کھیل میدان میں تمہیں دکھا دیں اور بکری کا دودھ بہت پلا دیں یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں تو جانا چاہتا ہوں. لیکن باپ کا حکم نہیں کیونکر جاؤں انہوں نے کہا تم باپ کے پاس جاکے کہو تو البتہ حکم دیں گے. تب ان کے بھائیوں نے ان کے سر کے بالوں میں کنگھی کرکے باپ کے پاس بھیج دیا. حضرت نے دیکھ کر انہیں گود میں اٹھا لیا. اور ان کے سر و چشم پر بوسہ دیا. حضرت یوسف علیہ السلام بھی اپنے باپ کے ہاتھ پاؤں چوم کے کہنے لگے اے باباجان میں اپنے بھائیوں کے ساتھ

میدان میں جانا چاہتا ہوں کہ سیر میدان کی کروں۔ اور تماشہ دیکھوں اور بکری کا دودھ پیوں اگر اگر حضور کی اجازت ہو تو جاؤں دل خوش کر آؤں۔ حضرت نے کہا کہ نعم یہ بات ان کے بھائیوں نے سنی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے جواب میں والد نے نعم کہا اور اذن دیا۔ تب یہودا نے سبھوں سے کہا کہ باپ سے جاکر اجازت مانگو اس نے کہا کہ تم ہمارے ساتھ عہد کرو کہ یوسف کو نہ مارو گے تب ہم جاکے بولیں گے سب نے عہد کیا اس کے بعد سب متفق ہو کر باپ کے پاس گئے اور کہا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَىٰ يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ ۝ أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ ترجمہ۔ بولے اے باپ کیا ہے کہ اعتبار نہیں کرتے ہو ہمارا یوسف پر اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں بھیج اس کو ہمارے ساتھ کل کہ کچھ کھاوے اور کھیلے اور ہم تو اس کے نگہبان ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بیٹو میں ڈرتا ہوں کہ تم جاؤ گے۔ اور یوسف کو بھی لے جاؤ گے۔ اور میں اکیلا رہوں گھر میں جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرمایا ہے۔ قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ ۝ ترجمہ جب یعقوب نے کہا مجھ کو غم ہوتا ہے اس سے کہ تم لے جاؤ گے اس کو اور ڈرتا ہوں کہ کھائے اس کو بھیڑیا اور تم اس سے بے خبر رہو گے۔ یعنی ان کو بھیڑیئے کا بہانہ کرنا تھا۔ سو وہی ان کے دل میں خوف آیا۔ اور یہ اس واسطے کہا کہ خواب میں دیکھا کہ بھیڑیئے نے یوسف پہ حملہ کیا اس لئے ہمیشہ اس خواب سے ڈرتے تھے۔ اور بھائیوں نے ان کے حضرت یعقوب سے کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قَالُوا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّا إِذًا لَخَاسِرُونَ ۝ ترجمہ۔ وہ بولے کہ اگر کھا گیا اس کو بھیڑیا اور یہ جماعت ہیں صاحب قوت تب تو ہم نے سب کچھ گنوایا یعنی اگر بھیڑیا اس کو کھائیگا کیا اتنا نہ ہوگا کہ ہم دس بھائی روک سکینگے۔ تو اس وقت ہم گنہگار ہوں گے پس یعقوب نے انہوں سے فریب کھائیہ یوسف کو ایک روز کی اجازت دی اور رخصت کے وقت یوسف کو فرمایا اے میری جان آنکھوں سے آنکھیں ملا۔ اچھے گودی میں لوں پھر دیکھوں یا نہ دیکھوں بعد اسکے اپنے بیٹوں کہا کہ یوسف کو تمہیں سونپا آپ جاؤ پھر اسی پاؤں سے سلامت

آئے میرے پاس آؤ۔ یہ کہہ کر رخصت کیا سب چلے گئے۔ **قولہ تعالیٰ** فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْۤا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ **ترجمہ۔** پھر جب لیکر چلے اور متفق ہوئے کہ ڈالیں اس کو گمنام کنوئیں میں پس جاتے جاتے کنعان سے چھ کوس کے فاصلہ پر اپنی بکریوں کی چراگاہ میں جا پہنچے یوسف کھیل کود کے ساتھ خوشیاں کرتے ہوئے چلے بھائیوں نے ان کے اوپر ظلم اور دست درازی اور طمانچہ لگانا شروع کیا۔ یوسف نے فریاد وزاری کی اور کہنے لگے۔ کہ میں نے ایسا کیا گناہ کیا ہے۔ جو تم مجھ پر اتنا ظلم کرتے ہو۔ کیا میرے باپ نے مجھے تم کو نہیں سونپا ہے آیا تم میرے بھائی نہیں ہو۔ اپنے باپ کی وصیت اور نعمتیں مت بھولو اور میری بے مادری اور لپسری پر رحم کرو۔ ہرچند کہ یوسف نے یہ کہا انہوں نے نہ سُنا مارتے ہی رہے سبھوں نے کہا کہ تو نے یہ جھوٹ بات بنا کر باپ سے کہی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آفتاب اور ماہتاب اور گیارہ ستاروں نے آکے مجھے سجدہ کیا ہے۔ شاید تیری آرزو یہی ہے کہ ہم سب تیرے زیر حکم رہیں اب تیری موت آچکی ہے اور نہیں ہے کوئی ایسا کہ تیرا پشت پناہ ہو۔ جب یہ باتیں سنیں یہوداکے پاؤں پر جا پڑے۔ اس نے اِن کو منع کیا کہ اپنے عہد پر قائم رہو اسے مت مارو وہ بولے اس کو کسی کنوئیں میں ڈالنا چاہیئے۔ تب یوسف کو کنوئیں کے کنارے پر لے جاکر ننگا کرکے دست و پا باندھ کے ڈول میں بٹھا کر کنوئیں میں ڈال دیا یوسف فریاد زاری کرنے لگے۔ اور کہا آج کوئی نہیں کہ میرے باپ پیر ضعیف کو خبر پہنچا دے کہ آکے دیکھے کہ ظالموں نے کس چاہ مصیبت میں مجھ بے گناہ کو گرا دیا اور ترس نہ کھایا یوسف علیہ السلام اندھیرے کنوئیں میں جب آدھی راہ میں جا پہنچے رسی ڈول کی یہوداکے ہاتھ میں تھی اس کے بڑے بھائی شمعون نے آکے رسی کاٹ دی ارادہ اس کا یہ تھا کہ جلدی کنوئیں میں گرے اور مر جائے قضاءِ الٰہی سے ایک نیزہ پانی کنوئیں میں خالی تھا۔ خدا کے حکم سے جبرائیل نے آکر ان کو کوئیں کے اندر پانی کے اوپر ایک پتھر پر بٹھا دیا۔ پانی کے اندر جانے نہ دیا کہ ان کو ضرر ہو محققوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ یوسف کنوئیں میں کئی دن رہے۔ بعضوں نے کہا سات رات دن رہے۔ جب بھائیوں نے ان کو چاہ میں ڈالا ان کو یقین ہوا۔ کہ یوسف مر گئے اور ہم نے بلا سے نجات پائی اب بہتر یہ ہے

کہ ہم توبہ کریں اور خدا اس کو قبول کرے۔ اور روز شب باپ کی خدمت ہم کیا کریں اور
وہ ہم سے راضی رہیں۔ یوسف کنوئیں کے اندر روتے روتے قریب الہلاک ہوئے
تھے۔ قولہ تعالیٰ وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ترجمہ
اور ہم نے اشارت کی اس کو کہ جتاوے گا۔ ان کو ان کا یہ کام اور وہ نہ جانیں گے۔ فائدہ
پھر جب لے کر چلے فرمایا۔ اور آگے نہ فرمایا کہ کیا ہوا اس واسطے کہ لائق بیان نہیں جو کچھ
بھائیوں نے سلوک کیا راہ میں برا کہتے اور مارتے لے گئے نہ ان کے رونے پر رحم کھایا
نہ فریاد پر پھر کنوئیں میں ڈالا۔ وہ کنارے کو پکڑ کر رہ گئے، تب رسی میں باندھ کر لٹکا دیا آدھی
دور سے چھوڑ دیا۔ تب پانی میں گرے چوٹ سے بچے گوشے میں ایک پتھر پر بیٹھ رہے
اور بھائیوں نے کرتا اتار کر ننگا کر ڈالا۔ تب وہاں حق تعالیٰ کی بشارت پہنچی کہ ایک وقت
تو یاد دلادیگا۔ ان کو ان کا کام۔ پس جبرائیلؑ آ پہنچے۔ اور بولے اے یوسف علیہ السلام خدائے
تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ کچھ اندیشہ مت کر اپنے بھائیوں کے ظلم سے خدائے تعالےٰ نے تجھے برگزیدہ
کیا ہے۔ اور انہوں کو تیرا تابع اور مطیع کیا۔ بعد ازاں سب بھائی آپس میں کہنے لگے کہ باپ
کے پاس جا کے کیا جواب دیں گے۔ اگر یوسف کو طلب کرے تو اس کی کیا تدبیر ہے یہی
بولیں گے ہم کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا۔ پس ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے اس کے
خون سے پیراہن حضرت یوسف علیہ السلام کا آلودہ کر کے باپ کو لا کے دکھایا۔ جیسا کہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَجَآءُوْٓا اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْكُوْنَ ۝ قَالُوْا یٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ
وَتَرَكْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ ۝
ترجمہ اور آئے اپنے باپ کے پاس اندھیرا پڑے تے روتے ہوئے کہنے لگے اے باپ ہم
دوڑنے لگے آگے نکلنے کو اور چھوڑا یوسف کو اپنے اسباب کے پاس پھر اس کو کھا گیا بھیڑیا اور تو باور
نہ کرے گا ہمارا کہنا اگرچہ ہم سچے ہیں۔ جب رات ہوئی کرتہ خون آلودہ یوسف کا لیکر باپ کے پاس
حاضر ہوئے۔ بولے کہ ہم نزدیک بکریوں کے گلے کے پاس گئے تھے۔ اور یوسف کو اسباب
کے پاس چھوڑ گئے تھے۔ بھیڑیا اس کو آکر کھا گیا اے باپ ہم خود جانتے ہیں کہ آپ ہماری بات
کی تکذیب کریں گے اگر ہم ہزاروں بات سچ کہیں گے پھر بھی آپ کو باور نہ ہوگی تب کرتہ خون آلودہ

نکال کر دکھایا حضرت نے باور نہ کیا قولہ تعالےٰ وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِیْصِہٖ بِدَمٍ کَذِبٍ ط ترجمہ اور لائے اس کے کرتے پر لہو لگا کر جھوٹ جب یعقوب علیہ السلام نے کرتہ خون آلودہ دیکھا اور دریدہ نہ پایا۔ بیٹوں سے کہا اس پیراہن میں یوسف کی بو نہیں پائی جاتی ہے شاید بھیڑیا یوسف پر زیادہ مہربان ہوگا تم سے کیونکہ اس کو کھایا۔ اور پیراہن نہیں پھاڑا اگر تم سچ کہتے ہو۔ تو بھیڑیے کو لا حاضر کرو۔ تب بھائیوں نے ان کے ایک بھیڑیے پکڑ لائے اس کے منہ میں لہو لگا کے باپ کے سامنے لا پیش کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیے سے پوچھا کہ تم نے میرے فرزند جگر بند یوسف کو کھایا اور اس نازک تن پر تو نے کچھ رحم نہ کیا۔ اور میری ضعیفی پر کچھ افسوس نہ کیا بھیڑیا اللہ کے حکم سے بولا یا رسول اللہ قسم ہے خدا کی کہ میں نے تیرے یوسف کو نہیں کھایا۔ کیونکہ گوشت اور پوست انبیاء اور صلحاء اور سپاہیوں کا ہم پر حرام ہے۔ یا حضرت میں ایک رنج بلا میں گرفتار ہوں۔ ایک بھائی میرا تھا چند روز ہوئے ہیں مجھ سے جدا ہو کر کہیں نکل گیا۔ میں اس کی تلاش میں نکلا ہوں اپنے وطن سے مارے گردش کے آج تین دن گذرے ہیں اور میں نے اب تک تو کچھ نہیں کھایا۔ بھوکا پیاسا دوڑتا ہوا تین فرسنگ کی راہ سے شب گذشتہ کو اس صحرا میں آپہنچا۔ صبح کو صاحب زادوں نے مجھ کو پکڑ کر میرے منہ میں لہو بکری کا لگا کر بے گناہ حضور میں لا کر حاضر کیا۔ اگرچہ چغلی درست نہیں مگر بہ سبب بے گناہی اپنی کے اور آپ کی پیغمبری کے لحاظ سے جو باتیں سچ تھیں سو میں نے عرض کیں آپ مالک ہیں۔ حضرت نے معلوم کیا کہ یہ سچ کہتا ہے۔ تب گرگ کو کھانا کھلا کے رخصت کیا۔ اور بیٹوں کو فرمایا کہ میں نے یوسف کو خدا پر سونپا اور میں اس سے صبر جمیل مانگتا ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًا ط فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ط وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ۔ کہا یعقوب نے کوئی نہیں بنا دی ہے تم کو تمہارے جیوں نے ایک بات اب صبر جمیل بن آوے اور اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو بناتے ہو تم یعنی کرتے پر لہو ان کا جھوٹ ہے۔ تب یعقوب ایک بیت الاحزان تیار کر کے عبادت میں جا بیٹھے اور شب و روز

روتے روتے آنکھیں اُن کی جاتی رہیں نابینا ہوئے۔ ایک روز حضرت جبرائیل تشریف
لائے یعقوب نے اِن سے پوچھا اے اخی یوسف کہاں ملے گا کدھر جاؤں میرے یوسف کو اللہ
رکھے تو بہتر ہے اتنے میں جناب باری سے الہام ہوا اے یعقوب تیرے بیٹے اُس پر
حافظ ہیں کہ تو نے ان کو سونپا تھا اُن سے پوچھ کہا الٰہی میں نے خطا کی تو رحم کر حضرت جبرائیل نے
کہ ملک الموت جانتے ہونگے وہ ہر شخص کی جان قبض کرتے ہیں تب جبرائیل نے جاکر اُن
سے پوچھا کہ یوسف سلامت ہے یا نہیں تب انہوں نے فرمایا سلامت ہے اس بات کو سن
کر حضرت کو تسلی اور بھروسہ ہوا۔ مگر درد سے فراق کے آہ وزاری کرتے تھے نقل میں یوں آیا ہے
کہ یوسف کے گم ہونے کا یہ سبب تھا کہ دن یعقوبؑ نے کسی کی ضیافت کی تھی ایک فقیر
بھوکا محتاج ان کے در پر آموجود ہوا سوال کھانے کا کیا حضرت نے فرمایا شاہ جی بیٹھو کھانا
حاضر ہے۔ اتنا بول کر حضرت کسی کام میں مشغول ہوئے کھلا نہ سکے۔ فقیر محروم بھوکا یہ دعا کر کے
چلا گیا۔ الٰہی اس کی آرزو کو دور رکھیو۔ یہ دعا خدا نے قبول کی۔ پس اگر فقیر کو کھانا کھلاتے تو
قوت اُس کی چالیس دن تک رہتی۔ وہ عبادت کرتے۔ اب بعوض چالیس دن
کے چالیس برس تک یوسف کے غم میں تو رہے گا۔ یہ الہام ہوا تب یعقوب
نے خدا کی درگاہ میں التجا کی تو رحیم و کریم عالم الغیب ہے۔ جو خطا مجھ سے ہوئی تو
فراموشی سے ہوئی۔ قصداً نہیں۔ فوراً جبرائیل نے آکر فرمایا اے یعقوب تم پر جو رنج
گذرتا ہے۔ اس بات کو سوچنا چاہیئے۔ تاکہ بندوں کو علم ہو۔ کہ خدا جو چاہتا ہے سو
کرتا ہے۔ اس میں کسی چیز کا دخل نہیں۔ مروی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام
کے بھائیوں نے اُنکے بدن سے کپڑے اتار کر ننگا کر کے کنوئیں میں ڈالا اسی وقت
امر الٰہی جبرائیل نے پیراہن حریر کا بہشت سے لاکر انہیں پہنا دیا۔ وہ پیراہن خلیل اللہ
کا تھا۔ کہ جس کی برکت سے آتش نمرود کی اُن پر گلزار ہوئی تھی۔ اور نجات پائی تھی وہ
پیراہن حضرت یعقوب نے باپ کی میراث سے پایا تھا۔ اور ایک تعویذ بہشت
کا یعقوبؑ نے حضرت یوسف کے گلے میں باندھ کر بھائیوں کے ہمراہ کر دیا پھر اسی
کپڑے اور تعویذ کو حضرت جبرائیل نے آکر یوسف علیہ السلام کو کوئیں کے اندر پہنا دیا۔ مور خلین

نے لکھا ہے۔ کہ حضرت یوسف کا سن اُس وقت میں اٹھارہ برس کا تھا۔ اور بعضوں نے لکھا
ہے کہ سترہ برس کا اور کسی نے کہا ہے۔ کہ بارہ برس کا تھا۔ قول ثانی صحیح ہے۔ اِس کنوئیں
کے اندر یوسف تین رات دن رہے۔ اتفاقاً مرضی الٰہی سے ایک قافلہ سوداگروں کا مدین
سے اسباب تجارت کا مصر کو لیکر جاتا تھا۔ ماندگی کے سبب سے راہ بھول کر اِس کنوئیں کے
پاس آپہنچا۔ آب وہوا وہاں کی خوش پاکر وہاں منزل کی۔ لیکن وہ کنواں سانپ بچھو سے پر
اور آبادی سے دور اور پانی بھی اِس کا تلخ اور شور تھا۔ مگر یوسف کے گرنے سے شیریں ہو
گیا تھا۔ اور ان سوداگروں کے سردار کا نام مالک بن زغر تھا۔ اور بشرا نام ایک غلام نے
پانی کے لئے کنوئیں میں ایک ڈول ڈالا۔ جبرائیل نے خدا کے حکم سے آکے کہا یوسف اِس
ڈول پر بیٹھ جا۔ جب اِس نے ڈول کھینچکر اٹھایا۔ دیکھا کہ ایک لڑکا بیٹھا ہے ماہ رو صاحب
جمال کبھی ایسا نہ دیکھا تھا دنیا میں نہ اس کا ثانی حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالےٰ نے
جملہ حسن کو دو حصے کر کے ایک حصہ حضرت یوسف کو بخشا اور دوسرا حصہ سارے جہان کو
دیا سوداگروں نے جب اس کی کمال صورت دیکھی تو پوچھنے لگے کہ تم کون ہو۔ بنی آدم ہو یا
فرشتے یا پریزادوں میں سے ہو وہ بولے نسل آدم میں سے ہوں۔ بھائی سب انکے کنوئیں
کے کنارے پر تھے۔ یہ شور و غل سنکر ان کے پاس آئے۔ یوسف کو دیکھا۔ تب بولے کہ
ہمارے گھر کا ہے مارے ڈر کے گھر سے بھاگ کر اِس کنوئیں میں آگر گرا ہے۔ حضرت یوسفؑ
نے یہ جھوٹھ کلام سن کر چاہا کہ کچھ بولیں۔ اِن کا بھائی شمعون زبان عربی میں بولا کہ تم اِن سے
کچھ کہو گے تو جان سے مار ڈالوں گا۔ تب یوسف نے مارے خوف کے کچھ نہ کہا مالک
بن زغر نے ان کو سوداگروں کے قافلے میں لے جا کر چھپا رکھا لوگوں نے اِن سے پوچھا کہ یہ
شخص کون ہے کہاں سے لائے ہو وہ بولا کہ یہ متاع ہے دوسرے دن بھائیوں نے
سوداگروں کے پاس جا کر کہا کہ اِس غلام کو ہم بیچینگے۔ مالک نے کہا کہ میں لوں گا۔ لیکن میرے
ساتھ اٹھارہ درم مصر کے ہیں خرید و فروخت میں کہیں چلتے نہیں تم چاہو تو لے لو۔ پس
حوالہ کیا اور ایک لطف یہ ہے کہ مصر کے دو درم کنعان کے درم کے برابر ہیں۔ بایں حساب
کنعان کے نو درم ہوتے ہیں حضرت یوسف کو اس قیمت سے بیچا یہ غرض تھی کہ باپ

کی نظروں سے دور ڈالیں ویسے وہ محتاج نہ تھے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ ۚ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ترجمہ اور بیچ آئے اسکو ناقص مول کو گنتی کی پاولیاں۔ پاولی کہتے ہیں چوانی کو اور ہو رہے تھے اس سے بیزار دوسرا قول ہے کہ اگلے دن بھائی سب ان کے کنوئیں پر گئے قافلے میں پایا۔ دعوےٰ کیا جب ثابت ہوا اٹھارہ درم کو بیچ آئے۔ درم قریب ہے پاولی کے تب بھائیوں نے انکے درم بانٹ لئے ایک نے حصہ نہ لیا پھر آکے قافلے والوں نے مصر میں جا کے بیچا۔ پس حق تعالےٰ نے صریحاً ایک بیچنا فرمایا۔ پردہ پوشی کے لئے لیکن اشارے سے معلوم ہوا کہ سستے مول تو اسی جگہ بیچا ہے روایت کی گئی ہے کہ مملوک ہونے کا یوسف کے یہ سبب تھا کہ ایک دن آئینے میں اپنے جمال کو دیکھ کر کہا اگر میں غلام ہوتا تو کوئی شخص میری قیمت نہ دے سکتا۔ اس لئے کہ لطافت اور نزاکت انکی اسقدر تھی کہ جو چیز کھاتے گلے میں سے نظر آتی۔ جب یہ حسن اپنا دیکھا فخر سے کہا اگر غلام ہوتا تو کوئی میری قیمت نہ دے سکتا۔ جب اپنے دلمیں یہ تصور کیا تو باریتعالےٰ کو ناپسند ہوا۔ ان پر عتاب آیا اے یوسف تو نے بڑی شیخی کی اپنی صورت دیکھ کر فخر سے اپنی قیمت ٹھہرائی اپنے مصور کی طرف نظر نہ کی دیکھ تجھے اب غلام کیسا بناؤں گا ادنےٰ قیمت پر تاکہ لوگ دیکھیں کہ ایسی صورت اتنی قیمت پر بکی دوسرا سبب یہ ہے کہ سلطنت مصر کی ان کے تقدیر میں تھی۔ اور جب تک کہ خدمت کسی کی نہ کرے تب تک خادموں کی قدر وہ نہ جانے اور خود مخدوم بھی نہیں کہلا سکتا ہے الغرض مالک بن زعر نے یوسف کو بشرط خدمت اپنی مول لیا تھا۔ اور ایک قبالہ اس مضمون کا ان کے بھائیوں سے لکھوایا تھا۔ وہ یہ ہے کہ مالک بن زعر نے یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کے بیٹوں سے ایک عبرانی اٹھارہ درم سے خرید کیا ہے۔ بگواہی گواہاں معتبون کے مالک کے ہاتھ میں اُسے سپرد کیا۔ بعدہٗ مالک نے حضرت کے پاؤں میں بیڑی ڈال کر اونٹ پر سوار کیا۔ اور ایک موٹا پشمینہ اوڑھا کر چلا۔ کتنی دور کے بعد جب راہ میں ان کی ماں کی قبر ملی اونٹ پر سے اتر کر ماں کی قبر کی زیارت کی۔ قبر کو بغل میں لے کر رونے لگے یا امی بھائیوں نے مجھ پر حسد سے بہت ظلم کیا اور اس کارواں میں مجھے بیچا اور

پاؤں میں زنجیر ڈالی اور باپ کی خدمت اور وطن اور تمہاری زیارت سے مجھے دور و محروم کیا اتنے عرصہ میں قافلہ سوداگروں کا تھوڑی دور وہاں سے نکل گیا تھا ایک شخص ان میں سے پیچھے دوڑا گیا تھا۔ وہ آکے بولا اے غلام تو اب تک یہاں ہے سچ تو تو بھگوڑا ہے یہ کہہ کر حضرت کو ایک ایسا طمانچہ مارا کہ اس وقت حضرت کی آنکھوں کے تلے جہاں اندھیرا ہو گیا تب اس وقت آسمان کی طرف منہ کر کے رو رو کے کہنے لگے خدایا ان ظالموں کے شر سے مجھے بچا اور میں برداشت نہیں کر سکتا جو مجھ پر گذرتی ہے سو تجھ کو خوب معلوم ہے یہ کہتے ہوئے قافلے میں داخل ہوئے اس وقت ایک ابر مہیب مع آہن پڑا صاعقہ و رعد و بجلی کڑکنے لگی سارا کاروان قریب ہلاکت کے تھا۔ تب آپس میں سب کہنے لگے کہ دیکھو تو کس کے گناہ سے ہم اس آفت میں مبتلا ہوئے۔ وہ جس نے حضرت کو مارا بولا میں نے گناہ کیا ہے کہ جس گھڑی اس غلام کو میں نے طمانچہ لگایا تب وہ آسمان کی طرف منہ کر کے کچھ بول رہا تھا۔ بعد اس کے یہ بلائے مہلکہ ناگہانی آپہنچی یہ سنتے ہی سبھوں نے یوسف علیہ السلام کے پاس جا کے معذرت کی اور تقصیر اپنی معاف کرانی چاہی حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی تب وہ ہوا فوراً بحکم خدا موقوف ہوئی۔ بعدہ وہاں سے جب چلے مصر میں خبر پہنچی کہ مالک بن زعر ایسا ایک غلام عبرانی خوبصورت لاثانی کہ روئے زمین پر ایسا نہ ہوا ہے نہ ہو گا لایا ہے۔ یہ سن کر تمام اہل مصر سوداگر کے استقبال کو آئے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا جو صفتیں کہ سنی تھیں اس سے زیادہ پائیں اور مالک نے اپنے گھر کو سنوار کر فرش و فروش دیبائے رومی کا بچھایا۔ اور یوسف علیہ السلام کو لباس فاخرہ پہنا کر تاج زرین کا سر پر رکھا بعدہٗ شہر میں منادی کروا دی۔ ایک غلام خوبصورت خوش خلق۔ عقلمند دانا۔ چالاک۔ فرمانبردار حیادار بیچنا چاہتا ہوں۔ جس کی خواہش خریدنے کی ہو وقت پر حاضر ہو جائے یہ منادی سن کر اہل مصر ادنے و اعلے مالک کے گھر کے پاس آکر جمع ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام نے لوگوں کو جو دیکھا کہ میری قیمت میں پس و پیش کرتے ہیں تب اپنے دل میں کہا کہ یہ مالک بیچتے ہیں میرے عجب خطا میں پڑا ہے۔ کہ اس دن میرے

تئیں بھائیوں کے ہاتھ سے جو اصل میری ان سب کو معلوم تھی نو درم کو مول لیا تھا آج مجھ کو کوئی نہیں پہچانتا۔ کیوں نہیں۔ پچاس درم کو بیچتا ہے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے قیمت اپنی اس قدر انکساری سے ٹھہرائی تب خدا تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا اے یوسف تو نے آئینہ میں اپنی شکل صورت دیکھ کر فخر سے اپنی قیمت کا آپ ہی مول زیادہ ٹھہرایا۔ آج عجز و انکساری سے قیمت اپنی کم کہی ہے اب تجھ پر فضل الٰہی ہوا اب دیکھ تیری قیمت کس قدر زیادہ ہوتی ہے کتنا فضل ہوتا ہے مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام کو لباس فاخرہ پہنا کر کرسی پر بٹھایا۔ اور لوگوں میں پکار کر بولا۔ مَنْ یَّشْتَرِیْ غُلَامًا حَسِیْنًا لَطِیْفًا ظَرِیْفًا لَیْسَ مِثْلُهٗ فِی الدُّنْیَا ۰ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا یوں نہیں ایسا کہو مَنْ یَّشْتَرِیْ غُلَامًا ضَعِیْفًا غَرِیْبًا مَظْلُوْمًا لَیْسَ مِثْلُهٗ فِی الدُّنْیَا دلال نے کہا۔ ایسا دستور نہیں کہنے کا۔ حضرت نے فرمایا ایسا دستور نہیں۔ تو یوں کہو مَنْ یَّشْتَرِیْ یُوْسُفَ صِدِّیْقَ اللّٰہِ ابْنَ یَعْقُوْبَ اِسْرَائِیْلَ اللّٰہِ ابْنِ اِسْحٰقَ صَفِیِّ اللّٰہِ اَخِیْ اِسْمٰعِیْلَ ذَبِیْحِ اللّٰہِ ابْنِ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ اللّٰہِ۔ یہ سن کر دلال نے کہا کہ چپ رہ ایسا مت کہو اگر سنیں گے تو مول نہیں لیں گے تب پکار دیا اس کی قیمت ہزار بدرے اشرفی کے ہزار بدرے روپیہ ہیں دبدرہ کہتے ہیں لغت میں تھیلی کو اور ہزار درم کو بھی اور دس ہزار درم کو بھی اور سات ہزار دینار کو بھی کہتے ہیں۔ اب گن لو کتنے ہوئے اور ہزار عقد مروارید کا چاہیئے۔ اور ہزار طبلہ عود کا اور ہزار جامہ اطلس رومی۔ اور ہزار قصب مصری یعنی جامہ مصری اور ہزار اونٹ بغدادی اور ہزار گھوڑے معہ زین و لگام زرین کے اور ہزار لونڈیاں رومی اور ہزار غلام خطائی اور ہزار قبضہ شمشیر دھر اچاہیئے۔ جب یہ قیمت ٹھہری جتنے خریدار تھے سب کے سب چپ رہے۔ عزیز مصر نے آکر جو مختار تھا۔ بادشاہ مصر کا اس نے دونی قیمت دے کر حضرت یوسف کو لے لیا اور گھر میں جا کر زلیخا کے حوالے کیا اور کہا کہ اس کو میں نے اتنی قیمت سے مول لیا ہے تم اچھی طرح سے رکھیو بطور فرزند کے پیار و خدمت کیجیو۔ غلام کے طور پر نہ رکھیو۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ الخ

اور کہا جس نے خرید کیا اس کو مصر سے اپنی کو آبرو سے رکھ اس کو شاید ہمارے کام آوے یا ہم کرلیں اس کو بیٹا جب یوسف کو زلیخا نے پایا ان پر فریفتہ ہوئی ایک دم آنکھوں سے جدا نہ کرتی۔ شب و روز خدمت میں رہتی ہر دم ان پر تصدق و نثار ہوتی اور دنیا کی نعمتیں پاکیزہ لاکر ان کو کھلاتی اور نئی نئی خلعتیں فاخرہ ہر روز پہناتی اور تاج مرصع ہر روز نیا ایک سر پر رکھواتی مسند پر بٹھا کے اپنی آرزو مٹاتی اور دلداری کرتی سات برس تک اسی طرح کٹے۔ یوسف کا شغل اکثر یہ تھا کہ عصا مرصع ہاتھ میں لے کر ہمیشہ بز غالہ کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ اتنی مدت میں زلیخا کے ہوش و صبر و طاقت جاتی رہی نوبت یہاں تک پہنچی بھید اپنا کسی پر ظاہر نہ کرتی۔ جتنی دلداری یوسف کی کیا کرتی حضرت اس کی طرف کچھ التفات نہ کرتے۔ جب زلیخا اپنی غرض کی باتیں اس سے کرتی۔ کوئی جواب ان کا نہ دیتے مگر ضرورت کو جواب دیتے۔ کہتے ہیں کہ سات برس یوسف زلیخا کے ساتھ رہے۔ ہرگز طرف اس کے خیال نہ کیا۔ فعل شنیع سے باز رہے۔ زلیخا بھی تنگ آئی۔ انتظاری انپٹ کھینچی ایک بوڑھی عورت ہمسایہ والی نے زلیخا کے پاس آکر کہا کہ اے زلیخا خیر تو ہے احوال تیرا کیسا ہے تجھے میں بیقرار دیکھتی ہوں یہ صورت تیری کیوں تبدیل ہو گئی اس میں کیا ماجرا ہے۔ بولی کہ غلام عبرانی کے عشق نے مجھ کو رنج میں ڈالا ہے اور پھنسا دیا۔ وہ ایسا سنگدل ہے کہ میری طرف ایک نظر نہیں دیکھتا ہے۔ اور نہ کچھ بولتا چالتا ہے اس کا کیا علاج چاہیئے تب وہ بڑھیا بولی کہ اے زلیخا میں تجھ کو ایک صورت بتاتی ہوں اگر عمل میں لاوے گی تو مقصد تمہارا پورا ہو گا تمنائے دلی پوری ہو گی۔ مگر اس میں خرچ مبلغ چاہیئے تب زلیخا نے کنجی گنجینے کی اور قفل خزانے کا اس کے حوالے کیا پس مبلغ خطیر لے کر ایک ہفت خانہ منقش طلاکار خوش نما دلچسپ بنایا ایسا کہ در و دیوار چھت پردے فرش فروش تک ساتھ طلاکاری کے صورت یوسف و زلیخا کی ایک جا باہم تصویر کھینچی ایسا کہ کوئی جگہ ان دونوں کی تصویر سے خالی نہ تھی اور زربفت مشجر کپڑے سے تمام گھر آراستہ کیا اور تخت زرین بھاری مکلل جواہر کا اس مکان میں رکھ دیا۔ اور فرش گوناگون بچھوائے اور انگیٹھیاں عود سوز سونے چاندی کی مرصع جس میں عود اور عنبر جلتا تھا ہر جگہ رکھوادیں الغرض اسباب

بادشاہی خانہ ہفتم میں سب موجود تھا۔ آخر زلیخا بہ ارادہ مباشرت حضرت یوسف علیہ السلام کو اس کے اندر لے گئی اور انکی معصیت پر کمر باندھی تمام دروازوں کو گھر کے قفل سے بند مضبوط کر دیئے اور ان کو سامھنے کے بیٹھی حضرت یوسف علیہ السلام نے نظر کرکے دیکھا کہ ہفتم خانہ کی دیوار و چھت و پردے و فرش فروش پر تمام تصویریں دونوں کی باہم کھینچی ہیں اور تمام مکان خوشبو سے معطر ہو رہا ہے جس طرف نظر کرتے تو دیکھتے صورت اپنی اور زلیخا کی کھینچی ہے۔ تب معلوم کیا کہ میرے لئے کچھ فریب کیا ہے اپنے دل میں کہا کہ اگر مجھ کو ٹکڑے ٹکڑے کریں تو بھی اس کے قبضہ میں نہ آؤں گا اپنی پاکیزگی پر رہوں گا کہتے ہیں اس وقت حضرت یوسف نے خدا کو یاد نہ کیا تھا۔ اس لئے شیطان لعین نے ان کے دل میں کچھ وسوسہ[1] اس ڈالا پھر اللہ تعالےٰ نے فضل و کرم سے ان کو معصیت سے باز رکھا تب زلیخا دست اندازان پر ہونے نہ پائی۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ○ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ ۖ وَهَمَّ بِهَا ۚ ترجمہ اور پھسلایا اس کو عورت نے وہ اس کے گھر میں تھا اپنے جی تھامنے سے اور بند کئے دروازے اور بولی شتاب کر یوسف نے کہا خدا کی پناہ وہ عزیز مالک ہے میرا البتہ بھلا نہیں پاتے۔ جو لوگ بے انصاف ہیں اور البتہ عورت نے خواہش کی اور اس نے خواہش کی[2] جب یوسف خانہ ہفتم میں گئے زلیخا کی طرف نظر نہ کی آسمان کی طرف دیکھا کہ چھت پر اپنی صورت ساتھ زلیخا کے مصور ہے۔ پھر دائیں بائیں نظر کی پھر وہی تصویر دونوں کی باہم جفت دیکھی۔ الغرض تمام گھروں میں فقط تصویریں نظر آئیں تب ناچار ہو کر زلیخا کی طرف نظر کی۔ بغور دیکھا۔ زلیخا کو یقین ہوا کہ افسون گری نے میرے

[1] مؤلف کا لکھنا غلط ہے اس واسطے کہ انبیاء علیہ السلام معصوم ہیں ایسے خطرات ان کے قلب مقدس میں نہیں آسکتے۔ نعوذ باللہ منہ ۱۲ عبدہٗ [2] یہ بھی ترجمہ غلط ہے اصل آیت یوں ہے وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَّأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ یعنی اور یوسف علیہ السلام بھی اس کے ساتھ قصد کرتا اگر نہ دیکھتا دلیل اپنے رب کی۔ یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قصد نہیں کیا ورنہ آیت پوری کے معنی نہیں ہوئے۔ اور پھر یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے اور مخلص بندوں پہ شیطان کا بس نہیں چل سکتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ ۱۲۰ منہ ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ولوالدیہ۔ آمین ثم آمین ۱۲-

یہ کام کیا ہے۔ تب بولی اے یوسف مجھ پر ایک نظر کر کہ میں مستغنی ہوں اور غم واندوہ سے خلاصی پاؤں۔ حضرت بولے کہ میں ڈرتا ہوں کہ قیامت کے دن مجھ کو زناہ کاروں میں داخل نہ کرے۔ حالانکہ میں پیغمبر زادہ ہوں۔ یہ فعل بد مجھ سے نہ ہو سکے گا خدا نہ کرے جو ایسے فعل میں گرفتار ہوں اور خدا کو تو منہ دکھانا ہے قیامت میں زلیخا بولی اے یوسف ذرا مجھ پر نظر کر ذرا آ تجھے گودی میں۔ چھاتی سے لگاؤں ماہرو کا کل زلف کو میرے ساتھ ہلا حضرت نے کہا کہ مصور کی طرف دیکھ۔ یہ بال خاک میں ملیں گے پھر بولی کیوں مجھے ستاتا ہے۔ آرام جان دے آپ نے کہا کہ مجھ کو دو باتوں کا غم ہے ایک تو یہ کہ خدا کا ڈر اور دوسرا حق عزیز کا کہ اس نے مجھے آرام سے رکھا ہے زلیخا بولی کہ تو عزیز سے مت ڈر میں اس کو زہر قاتل کھلا کر مار ڈالوں گی۔ اور سارے گھر کی سلطنت اس کی تم کو دونگی اور تو کہتا ہے کہ خدا تیرا کریم ہے۔ وہ تو ہمیشہ گنہگاروں پر رحیم ہے۔ اور جو کچھ کہ گنج خزانہ میرا ہے سارا تیرے خدا کے نام پر صدقہ وکفارہ دونگی۔ تب تیرا خدا خوش ہو کے گناہ بخشے گا۔ حضرت نے فرمایا اے زلیخا خدا میرا رشوت نہیں لیتا۔ جو کہتی ہے۔ یہ تمام کام خرافات زلیخا کہتی تھی اور روتی تھی بیتابی کے ساتھ اور یوسف علیہ السلام انکار کرتے تھے پس کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام آخر کار رجوع ہوئے کچھ نیم راضی ہوئے کچھ اندیشہ کرنے لگے یہاں کچھ اعتراض ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام پیغمبر تھے۔ کیونکہ اِس فعل قبیح پر قصد کیا۔ جواب اس کا بعض علماء نے یہ دیا ہے۔ حضرت یوسف اِس وقت پیغمبر نہ تھے اور حالت شباب میں قصد فعل قبیح کرنا بہ مقتضائے بشریت سے بعید نہیں ہے اور دوسرے یہ کہ جو فعل نہیں کیا ہوا۔ اِس میں اندیشہ کرنا مواخذہ نہیں ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ شاید یوسف اِس لئے اندیشہ کرتے تھے۔ کہ اگر شوہر اِس کا نہ ہوتا تو میں اِس سے نکاح کر لیتا اور مفسروں نے تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ یوسف نے جب زلیخا کو مضطرب حال دیکھا جان دینے پر مستعد ہوئی تب آپ نے ارادہ کیا کہ زلیخا سے رہائی پا دیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ دلیل سے یوں ثابت ہوتا ہے۔ کہ یوسف نے جب دیکھا کہ زلیخا نے ہفت خانے کے دروازے بند کئے اور اپنی جان دینے پر مستعد

ہوئی تب لاچار اس کے سوائی رہائی نہ دیکھی تب اس کی طرف مخاطب ہوئے اور رضا دی اور آزار بند میں اپنے سات سات گرہ دے رکھی تھیں کہ اس کے کھولنے میں تاخیر ہو وے اور اللہ کی طرف نظر کرتے تھے اتنے میں زلیخا نے خوش محظوظ ہو کر جلدی سے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور متقاضی مباشرت کی ہوئی پس یوسف کے ازار بند کے ایک گرہ کھولنے میں دوسری گرہ لگ جاتی اور دھیان یوسف علیہ السلام کا خدا پر تھا۔ تب ایک آواز غیب سے آئی اے یوسف مت مل جا اس کے ساتھ ورنہ ہٹا یا جاوے گا نام تیرا دفتر دل سے انبیاؤں کے چنانچہ حدیث قدسی میں ہے۔ یَا یُوْسُفُ لَوْ وَافَقْتَ الْخَطِیْئَۃَ یَمْحُوا اللّٰہُ اِسْمَکَ مِنْ دِیْوَانِ الْاَنْبِیَآءِ۔ ترجمہ اے یوسف اگر موافقت کی تو نے گناہ کی ہٹاوے گا اللہ نام تیرا دفتر انبیاؤں سے تب یوسف علیہ السلام یہ سنتے ہی دروازے کی طرف دوڑے نکل جانے کو اور زلیخا دوڑی اس کے پکڑنے کو خدا کے حکم سے تب آپ سے آپ دروازے کھل گئے اور بعضوں نے کہا کہ جبرائیل نے آکے یوسف علیہ السلام کی پشت پر ایک خط کھینچا خدا کے حکم سے اسی وقت ان کی شہوت جاتی رہی اور بعضوں نے کہا ہے کہ ایک لڑکا دودھ پیتا عزیز مصر کا تھا چھ مہینے کی عمر کا تھا گہوارے پر سے بولا یَا اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ اَتَزْنِیْ ترجمہ۔ لڑکا بولا اے یوسف صدیق تو زنا کرتا ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ زلیخا نے ایک سونے کا بت کہ جس کو پوجتی تھی اسی جا رکھا تھا۔ زری کے کپڑے سے ڈھا نکنے لگی، اتنے میں یوسف کی نظر اس پر جا پڑی۔ پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ کہ پردے کے اندر تو نے رکھی ہے۔ وہ بولی میرا خدا ہے جسے میں سجدہ کرتی ہوں اس لئے پردے کے اندر میں نے رکھا ہے کہ وہ مجھ کو دیکھنے نہ پائے کہ اس کے نزدیک میں گنہگار و شرمندہ نہ ہوں یوسف علیہ السلام نے کہا اے زلیخا اَنْتِ تَسْتَحِیْ مِنَ الصَّنَمِ وَاَنَا لَا اَسْتَحِیْ مِنَ الصَّمَدِ ترجمہ اے زلیخا تو شرم کرتی ہے بت سے کہ جس میں حس و حرکت نہیں ہے اور میں کیونکر شرم نہ کروں اپنے اللہ سے جو بے نیاز و خبیر و بصیر و رب العالمین ہے تب یوسف علیہ السلام گھبرا کے وہاں سے اٹھ بھاگے۔ اور دروازہ پر آئے اور زلیخا نے اپنے بال و منہ کو پریشان حال بنا کے ان کے پیچھے سے جا کر کپڑے کا دامن پکڑ کر چیر پھاڑ ڈالا اس وقت

اللہ کے حکم سے ہفتم خانہ کے ساتوں دروازوں کے قفل کھل گئے۔ اور یوسف کی ٹوپی سر سے گر پڑی تھی۔ اور موئے سر پریشان تھے اور زلیخا کے سر کے بال الجھ گئے تھے اور ننگے بدن تھیں وہیں عزیز نے دونوں کے دروازے پر پایا۔ تب زلیخا نے عزیز سے جھوٹ باتیں بنا کے کہیں کہ تم نے ایسا غلام اپنے گھر میں رکھا ہے۔ کہ میرے ساتھ بدفعلی کیا چاہتا ہے۔ اور دیکھو میرا حال کیسا ہے۔ قولہ تعالیٰ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ ۚ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔ ترجمہ اور دونوں دوڑے دروازے کو اور عورت نے چیر ڈالا اس کا کرتہ پیچھے سے اور دونوں مل گئے عورت کے خاوند سے دروازے پاس زلیخا بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر میں برائی مگر یہی کہ قید پڑے یا دکھ کی مار یہ سن کر عزیز نے یوسف کو کہا کہ تجھ کو میں نے بیٹا بنایا تھا اور گھر کا امین کیا تھا اب مکافات اس کی یہی ٹھہری کہ میری عورت پر تو نظر بد رکھتا ہے حضرت یوسف نے فرمایا اے عزیز زلیخا مجھ پر ناحق جھوٹی تہمت باندھتی ہے اور میری خیانت پر جھوٹ بہتان کرتی ہے اور مجھ کو گنہگار بناتی ہے اور میں اس سے مبرا ہوں جب زلیخا نے مجھ کو پکڑا میں بھاگا پھر پیچھے سے آکر میرے کرتے کا دامن پکڑ کر پھاڑ ڈالا۔ عزیز مصر نے جب یہ باتیں سنیں اپنے جی میں سوچا کہ یہ غلام جب سے میرے گھر میں ہے کبھی میں نے اس سے خیانت نہیں پائی اور نہ جھوٹ بات کبھی اس سے سنی ہے۔ تب یوسف کو کہا کہ تیرے قول کو جب سچا جانوں گا کہ تو بہت سچا برسرحق ہے اور زلیخا جھوٹ برسر باطل ہے کہ اس بات پر تو گواہ لا تب یوسف علیہ السلام نے جانب ایک گہوارے کے اشارہ کیا۔ کہ اس لڑکے سے پوچھ لو۔ عزیز مصر نے مسکرا کے کہا کہ تو نے جو کیا اب مجھ کو معلوم ہوا۔ گناہ تیری طرف سے ہے۔ تو مجھ کو مغالطہ دیتا ہے کیونکر چھ مہینے کے لڑکے سے پوچھوں۔ لڑکے نے بھی کہیں سوال جواب کیا ہے جو تو مجھ کو بتاتا ہے اتنے میں خدا کے حکم سے وہ لڑکا پالنے میں سے یوں بول اٹھا کہ اے عزیز صدیق اس بات پر سچا ہے۔ تم میری بات جھوٹھ۔ نہ جانو۔ جب عزیز مصر نے لڑکے کی زبانی یہ بات سنی متعجب ہوا۔ اور اس کے پالنے کے پاس

جاکر پوچھا۔ اے لڑکے تونے کیا دیکھا ہے۔ بول۔ تب بولا قولہ تعالےٰ
وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ
وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ
وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ ترجمہ اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے
لوگوں میں اگر ہے کرتہ اس کا پھٹا آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹا
ہے۔ اور اگر کرتہ پھٹا ہے۔ اس کا پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے۔ اور وہ سچا تب
عزیز مصر نے دیکھا کہ کرتہ یوسف علیہ السلام کا پیچھے سے پھٹا ہے قولہ تعالےٰ
فَلَمَّا رَأَى قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ۝
ترجمہ۔ پھر جب دیکھا عزیز مصر نے کرتا پھٹا پیچھے سے کہا بیشک یہ ایک فریب
ہے تم عورتوں کا۔ البتہ تمہارا فریب بڑا ہے۔ بعد اس کے عزیز نے زلیخا
کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ اور یوسف کو قید کرنا چاہا۔ اس لڑکے نے کہا اے
عزیز تونے جو خیال کیا ہے۔ یہ عقل مندوں سے بعید ہے۔ اگر ایسا کروگے
تو خلائق کے نزدیک آپ رسوا ہوگے۔ تب عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام کو کہا
کہ اس بات کو جانے دے۔ اور زلیخا کو کہا تجھ کو معاف کیا میں نے۔ تو توبہ کر۔ اور
معافی چاہ اپنے گناہ سے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا وَاسْتَغْفِرِي
اور زلیخا کو کہا فَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ إِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ ۝ ترجمہ اے یوسف
جانے دے اس بات کو اور عورت کو کہا یعنی زلیخا کو کہا۔ تو بخشوا اپنے گناہ۔ یقین
ہے کہ تو ہی گنہگار تھی۔ کہتے ہیں کہ اس وقت میں یہ باتیں ہوئی تھیں۔ جبرائیل
وہاں حاضر تھے جو کہتے تھے یوسف علیہ السلام عزیز مصر کو۔ قولہ تعالےٰ
قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي ۝ ترجمہ۔ یوسف بولا کہ اس نے خواہش
کی مجھ سے کہ تھاموں اپنا جی اس وقت جبرائیل بولے اے یوسف کیوں پردہ اس کا
فاش کرتا ہے۔ کہ اس نے تیری محبت کا دعوے کیا ہے۔ عقلمند اور بزرگوں کو
نہ چاہیئے کہ اپنے دوست کا عقدہ کھولیں۔ یوسف علیہ السلام بولے۔ یا الٰہی تونے

ناحق مجھے عزیز کے سپرد کیا ہے کہ یوسف کو بے گناہ عذاب کرتا ہے جبرائیل نے
کہا اے تو نہیں جانتا ہے کہ دوست کی دوستی میں مصیبت اٹھانا ہوتی ہے
اور محققوں نے یوں لکھا ہے کہ خدائے تعالےٰ نے جبرائیل کو منع فرمایا تھا کہ یوسف
زلیخا کا عیب ظاہر نہ کرے۔ اگرچہ زلیخا کافرہ ہے۔ لیکن خدا کو منظور نہیں کہ یوسف
زلیخا کی پردہ دری کرے۔ کیوں کہ نام اس کا ستار العیوب غفار الذنوب
ہے۔ اور کب خدا کو منظور ہے۔ کہ عیب بندہ مومن کا قیامت کے دن
انکشاف ہو۔ کسی نے اس پر یہ اشارہ کیا ہے۔ کہ جبرائیل نے کہا تھا۔ کہ
دوست کے لئے دوست کو تکلیف اٹھانی ہوتی ہے۔ بایں معنی اللہ تعالےٰ
نے ان کو دوست کہا قولہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ترجمہ
اور اللہ نے فرمایا جو لوگ ایماندار ہیں وہ اللہ کے بڑے دوست ہیں اور تم فرماتا
ہے۔ کہ مجھ کو پسند نہیں ہے تم کو رنج دینا۔ اگر جفا کرے۔ میں وفا کروں گا۔ اس سے محققوں
نے کہا ہے۔ کہ یوسف نے عزیز مصر کے ساتھ بات کرتے وقت اپنے جی میں
کہا ہے کہ میری بات عزیز مصر کو باور نہیں ہوتی۔ اور مجھ کو سچا نہیں جانتا ہے۔ حالانکہ
اس نے مجھ سے کبھی جھوٹ بات نہیں سنی ہے۔ اور خیانت نہیں پائی۔ جبرائیل
نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ قول بے وفا کا کوئی سچ نہیں جانتا یوسف نے متفکر ہو کر جی میں
کہا کہ کیا کروں جبرائیلؑ نے کہ جوانمردی اس چھ مہینے کے لڑکے سے سیکھو۔ اس
نے جو گواہی دی ہے ساتھ دلیل کے۔ تمہارا سا نہیں کہ بے تامل کہہ بیٹھے کہ گناہ زلیخا
نے کیا ہے۔ لیکن لڑکے نے پردہ ظاہر نہ کیا اور گواہی دے دی اور خدا کو کب منظور ہے
کہ بندہ مومن کا عیب ظاہر ہو اور خلائق کے نزدیک رسوا ہووے۔ ہرچند کہ اس سے
گناہ صادر ہوا ہوگا۔ تب بھی اپنے حکم سے پردہ پوشی کیا چاہیئے۔ اس میں بعضوں نے
اختلاف کیا ہے کہ کسی نے تین مہینے اور کسی نے سات مہینے بعد اس کے یہ ظاہر ہوا کہ
یہ بات خلق اللہ کے کان میں پہنچی کہتے ہیں کہ یوسف کی زبان سے پانچ عورتوں نے یہ
باتیں سنی تھیں جو کہ زلیخا کی ہمراز تھیں وہ سب زلیخا کو ملامت کرنے لگیں ایک انہیں ساقی

ملکہ تھی۔ اور دوسری باورچن اور تیسری عورت خوان بردار اور چوتھی بلانے والی تھی۔ اور پانچویں حجامنی تھی۔ یہ سب مل کر زلیخا کو ملامت کرنے لگیں ایک دن زلیخا نے دعوت کر کے ان سب کو بلایا۔ ایک جگہ مجلس کی ٹھہرائی۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ **ترجمہ** جب سنا ان کا فریب بلوا بھیجا ان کو اور تیار کی ان کے واسطے ایک مجلس اور دی ان کو ہر ایک ہاتھ میں ایک چھری اور ایک لیموں اور بولی یوسف نکل آ ان کے سامنے اور ہر ایک کے واسطے جدا جدا تخت رکھ دیا تھا سب عورتیں اس پر آ بیٹھیں اور ہر ایک کے آگے طبق زرین شیریں میووں سے بھر کر اور کھانے نمکین اور میٹھے لا کے رکھے اور ہر ایک عورت کے ہاتھ میں ایک ایک ترنج اور چھری کاٹنے کو لا دی بعدہٗ یوسف علیہ السلام زربفت کے کپڑے سے اور کمر بند مکلل زرد یاقوت سے سجا کر اس مجلس میں لا بٹھایا۔ جب عورتوں نے ایک بارگی ان کی طرف نظر کی سب کی سب بیہوش ہو کر گر پڑیں۔ اور بجائے لیموں تراشنے کے اپنی اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں۔ اور اور ان کی صورت پر سب عاشق ہوئیں۔ بعد برخاست یوسف کے سب ہوش میں آئیں اور ہاتھ سب نے اپنے کٹے ہوئے دیکھے ہوسے تر بتر اور کپڑے خون سے آلودہ سب کوئی کہنے لگیں کہ یوسف بشر نہیں مگر کوئی فرشتہ ہو گا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ **ترجمہ** پھر جب دیکھا اس کو دہشت میں آگئیں اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ اور کہنے لگیں حاشا اللہ نہیں یہ شخص آدمی یہ تو کوئی فرشتہ ہے بزرگ۔ زلیخا نے کہا یہ وہی شخص ہے کہ جس کے لئے طعن اور ملامت مجھ پر رکھتی ہو۔ وہ عورتیں کہنے لگیں کہ ہم پر ملامت ہے تجھ پر کچھ نہیں۔ بلکہ رحمت ہے تجھ پر کہ ایسا معشوق پایا تو نے پھر کہنے لگیں کہ تو نے ہمیشہ اپنے گھر میں رکھا اور فریب دے نہیں سکتی زلیخا نے کہا میں نے بہت کوشش کی اور ابھی کرتی ہوں۔ لیکن ہاتھ آتا نہیں اور کہنا میرا سنتا نہیں بمصداق اس آیت کے قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ

اور میں نے چاہا اس سے اس کا جی پھر اس نے مقام رکھا اپنے آپ کو کرے گا جو میں اسکو کہتی ہوں۔ البتہ قید میں پڑے گا اور ہو گا بے عزت عورتوں نے زلیخا کو صلاح دی کہ دوسری دفعہ یوسف کو بلا کہ ہم ملامت اور نصیحت کریں گی شاید تیرے کام آوے ان عورتوں کی غرض یہ تھی۔ کہ اس حیلے سے پھر یوسف علیہ السلام کو دیکھیں۔ بعدہٗ یوسف علیہ السلام کو بلا دیا اور سب کے سامنے بہ تعظیم بٹھا کے شوق سے کہنے لگیں اے صاحب آپ کس واسطے اس بیچاری ستیدہ پر بیرحم ہیں اس کے ساتھ کیوں نہیں شوق کرتے اور ہم ڈرتی ہیں کہ آپ اس کے عتاب میں پڑ کے قید میں نہ جاویں۔ یوسف نے کہا میں چاہتا ہوں۔ خدا کرے کہ میں قید میں جاؤں۔ وہ بہتر تمہاری اس صحبت سے جیساکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ۝ ترجمہ یوسف بولا اے رب مجھ کو قید پسند ہے۔ اس بات سے جس طرف یہ مجھ کو بلاتی اور اگر تو نہ دفعہ کرے گا مجھ سے ان کا فریب تو شاید ہو جاؤں ان کی طرف۔ اور ہو جاؤں بے عقل یہاں ایک اعتراض ہے۔ کہ مصر کی عورتوں نے جمال حضرت یوسف علیہ السلام کا دیکھ کر بے ہوش ہو کر لیموں تراشنے میں ہاتھ کاٹ دیئے اور زلیخا باوجود عاشق ہونے کے ہاتھ اس کا نہ کٹا اس کا کیا ماجرا ہے۔ جواب اس کا یہ ہے۔ کہ جس شخص کا کسی چیز میں دل لگا ہوا ہو اور ہمیشہ اُسے دیکھتا ہو۔ اُسے کچھ خوف وخطر نہیں رہتا۔ اور جس شخص نے کہ وہ چیز نہ دیکھی ہوگی تو اس پر دہشت ہوتی ہے۔ چونکہ یوسف پر زلیخا عاشق تھی۔ اور ان کے لئے بہت محنت اُٹھائی تھی۔ اور ان کے ساتھ مدتوں رہی تھی۔ اس لئے زلیخا اپنے حال پر برقرار تھی اور ان عورتوں نے پہلے یوسف علیہ السلام کو نہ دیکھا تھا۔ اس لئے صورت ان کی اچانک دیکھ کر بے ہوش ہو کر لیموں تراشنے میں ہاتھ کاٹ ڈالے کیونکہ ان سب نے ایسا دیکھا نہ تھا۔ اور بعضوں کے اشارے سے یہ مراد ہے۔ کہ خدائے تعالےٰ مومنوں کو عند الموت فرشتوں کے ہاتھ سے تکلیف دلوا دے گا اور ملک الموت سے ڈرا دے گا۔ اور گور کے اندر منکر نکیر سوال جواب کریں گے اور

قیامت کے دن دوزخ کو دکھلا دے گا۔ مومن ان سے نہیں ڈرے گا۔ جب ایک بار دیکھے گا۔ جانے گا جب کہ حضرت محمدؐ کو معراج میں تمام احوال عالم اور بہشت اور دوزخ کا دکھایا۔ تاکہ احوال قیامت کا دیکھ کر اس حشر کے دن دل ان کا مائل مشغول کسی طرف نہ ہو۔ اور اپنی امت کی شفاعت کرنے سے باز نہ رہیں۔ اور خبر ہے کہ مصر کی عورتوں نے دیکھتے ہی عاشق ہو کر لیموں تراشنے میں ہاتھ کاٹ ڈالے یہ دیکھ کر آتش غیرت نے گریبان عشق سے زلیخا کے سر مارا مانند مرغ نیم بسمل کے تڑپنے لگی رو رو کے کہنے لگی کہ میں نے ہے ہے کیا برا کام کیا صد افسوس ہے کہ بے وقوفی سے میں معشوق کے لئے بیچ دریائے رنج بلا کے غوطے کھاتی ہوں کہ ہنوز کشتی مراد کنارے میں مقصود کے نہ پہنچی کہ غیروں کو یہ متاع دکھانا محض بے عقلی ہے میری اب صلاح یہ ہے کہ یوسف کو ان سے چھپانا چاہیئے۔ اور جیل خانے میں بھیج دینا چاہیئے۔ یہ سب حقیقتیں جب عزیز مصر کو معلوم ہوئیں۔ کہ مصر کے لوگ اس وقوع ماجرے سے آگاہ ہوئے۔ تب نادم ہو کر باتفاق زلیخا کے یوسف کو بندی خانے میں بھیجا چنانچہ قولہ تعالےٰ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا رَأَوُا الْآيَاتِ لَيَسْجُنُنَّهُ حَتَّىٰ حِينٍ ۝ ترجمہ پھر یہ سوجھا۔ لوگوں کو ان نشانیوں کے دیکھنے پر کہ قید رکھیں اس کو ایک مدت تک فائدہ۔ اگرچہ نشان سب دیکھ چکے کہ گناہ سب عورت کا ہے۔ تو بھی ان کو قید کیا چاہیئے۔ تا بد نامی خلق میں عورت سے اُترے اس واسطے کہ اس کی نظر سے دور رہے تب یوسف کو تاج مکلل سر پر رکھ کر اور لباس فاخرہ پہنا کر کمر بند زری کا کمر میں باندھ کے سجا کے قید خانے میں بھیجا۔ یہاں کے موکلوں نے اُن کو اس حشمت کیساتھ دیکھ کر زلیخا کے پاس آدمی بھیجا کہ قیدی کو نہ چاہیے اس حشمت کے ساتھ بھیجا جائے حکم ہو تو سب پوشاک اس کے بدن سے اتار ڈالیں حکم ہوا یوسف قیدی نہیں وہ حصاری ہے میں نے اس لئے وہاں بھیجا ہے۔ کہ اس کو نہ دیکھے۔ لوگوں کی نظروں سے محفوظ رہے اس اشارے سے ایک اور فائدہ محققوں نے لکھا ہے کہ ہر مومن کو موت کے وقت عمامہ شہادت کا سر پر اور لباس معرفت کا بدن پر اور کمر بند خدمت کا کمر میں اور موزہ

اسلام کا پاؤں میں پہنایا جائے گا۔ جب فرشتے کہیں گے یا حق تعالےٰ اس کی لباس عمدہ
اور خصائل حمیدہ کے ساتھ کیونکر جان قبض کی جاوے گی۔ حکم ہو تو سب اتار لیویں تب حکم ہووے
گا کہ یہ حصاری ہے زندانی نہیں لباس اس کا ویسا ہی رہنے دو۔ تم جان لو وہ میرے نیک بندے ہیں
بد نہیں اور اسی قصے میں آیا ہے کہ زلیخا نے حکم کیا تھا کہ بندی خانے کو اچھی طرح سے پاک و
صاف و درست کر کے ایک عمارت عالیشان تکلف کی گنج و زر سے پر کر کے ایک سونے
کا تخت جڑاؤ مرصع کا وہاں رکھوا دو۔ اور دیبائے نفیس اس پر بچھوا دو اور عنبر و عود گوناگوں خوشبو
کے لئے اس میں جلا دو۔ تب یوسف کو اس تخت پر بٹھلا دو۔ اس زمانہ بادشاہ مصر کا ملک
ریان تھا۔ اس کے دو غلام عقلمند صاحب ہوش تھے۔ کسی خطا میں بادشاہ نے ان
کو قید خانے میں بھیجا تھا۔ ایک ساقی دوسرا طباخ تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے
وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۔ ترجمہ۔ اور داخل ہوئے اس کے ساتھ بندیخانے میں
دو جوان یوسف کا حال دیکھ کر ان کے جمال پر متحیر ہو گئے۔ اور سیرت اور عبادت ان کی
دیکھ کے نزدیک جا بیٹھے باتیں کرنے لگے۔ ہر ایک شخص اپنے اپنے قصوں کو بیان
کرنے لگے۔ جب تین دن گذرے ساقی نے خواب میں دیکھا خوشہ انگور کا نچوڑتے اور
طباخ نے دیکھا تھا۔ کہ روٹی سر پر اس کے رکھی ہے اور پرند سب ہوا پر سے آ کے بیجا کے
کھاتے ہیں دوسرے دن اس خواب کو آپس میں قیل و قال کر کے کہنے لگے۔ تعبیر اس خواب
کی یوسف سے پوچھا چاہیے۔ دیکھیں وہ کیا جواب دیتے ہیں بعدہٗ وہ حضرت یوسف
کے پاس جا کر بولے کہو تو میاں اس کی تعبیر کیا ہے حضرت نے جواب دیا۔ ذرا ٹھہر تب کہوں
گا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ
اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ
الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا
ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝
ترجمہ۔ کہنے لگا اس میں سے ایک میں دیکھتا ہوں کہ میں نچوڑتا ہوں شراب اور دوسرے
نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ اٹھا رہا ہوں اپنے سر پر روٹی۔ کہ جانور کھاتے ہیں اس میں

سے بتا ہم کو اس کی تعبیر ہم دیکھتے ہیں تجھ کو نیکی والا بولا نہ آنے پاوے گا تم کو کھانا جو روز تم کو ملتا ہے۔ مگر بتا چکوں گا۔ تم کو تعبیر اس کے آنے سے پہلے۔ یہ علم ہے۔ کہ سکھایا مجھ کو میرے رب نے میں نے چھوڑا دین اس قوم کا۔ کہ یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور آخرت کے وہ منکر ہیں۔ یعنی جس نے شراب دیکھی تھی وہ بادشاہ کا شراب ساز تھا۔ اور دوسرا نان پز تھا۔ لیکن خلاف عادت دیکھا کہ سر پر سے جانور نوچتے ہیں زہر کی تہمت میں دونوں قیدی تھے۔ آخر نان پز پر ثابت ہوا دوسری قید میں حق تعالے نے یہ حکمت رکھی تھی۔ کہ ان کا دل کافروں کی محبت سے ٹوٹا تو دل پر اللہ کا علم روشن ہوا چاہا کہ اول اِن کو دین کی بات سنادیں پیچھے تعبیر خواب کی کہیں۔ اِس واسطے تسلی کروں۔ تاکہ نہ گھبرادیں اور کہا کہ کھانے کے وقت وہ بھی بتادوں گا۔ قصے میں یوں آیا ہے۔ کہ یوسف نے جب ان دونوں جوانوں کو دیکھا کہ دانا عقلمند ہیں۔ چاہا کہ اول اِن کو اسلام کی دعوت کریں۔ اِس لئے ان کی تعبیر خواب میں ذرا تامل کیا پیچھے کہ دیا۔ بعدہٗ کہا ان سے کہ خدا ہی نے مجھ کو یہ سکھایا ہے۔ وہ بولے تمہارا خدا کون ہے بولے خدا میرا وہی ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے وہ بولے تمہارا کون سا دین ہے جو تم ہمارے بتوں سے بیزار ہو۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا میں موافق ہوں اپنے باپ دادا کی راہ کے وہ بولے تمہارا باپ دادا کون ہے۔ حضرت نے فرمایا باپ میرا یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام چنانچہ حق تعالے نے فرمایا ہے وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ۝ ترجمہ اور پکڑا دین میں نے اپنے باپ دادوں کا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کا۔ ہمارا کام نہیں کہ شریک کریں اللہ کا کسی چیز کو یہ فضل ہے اللہ کا ہم پر اور سب لوگوں پر لیکن بہت لوگ شکر نہیں کرتے ہمارا اس دین پر رہنا سب خلق میں افضل ہے کہ ہم سے راہ سیکھیں وہ بولے ہم کس چیز کو پوجتے ہیں۔ حضرت نے کہا تم اس کو پوجتے ہو جو خدائی کے

لائق نہیں انہوں نے کہا۔ تم پیغمبرزادے کہلاتے ہو غلام کس طرح ہوئے حضرت نے
فرمایا بھائیوں نے مجھے حسد کر کے بیچ ڈالا ہے اسی طرح تمام احوال شرح وار کہہ دیا تب
ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہم کو کیا فرماتے ہیں۔ اپنے دین پر ثابت رہیں یا پھر جاویں
حضرت نے فرمایا دل میں اپنے تصور کر کے دیکھو۔ کہ کس کا دین بہتر ہے۔ جیسا کہ خدائے
تعالےٰ نے فرمایا۔ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ؕ
ترجمہ اے رفیقو بندی خانے کے بھلا کئی معبود جدا جدا بہتر یا اللہ اکیلا زبردست پس
حضرت نے فرمایا اے یارو بندی خانے کے ہمیں آپس میں یہاں رہنے کا اتفاق ہوا بھلا
دیکھو تمہارے کتنے خدا ہیں۔ تم اپنے ہاتھوں سے بتوں کو بنا کے پوجتے ہو۔ خدا کہتے
ہو۔ ان سے نہ کچھ نفع ہو سکتا ہے۔ نہ ضرر ان کو پوجنا تمہارے باپ دادوں کا محض عبث
ہے۔ پوجنا سوائے خدا کے کسی کو روا نہیں۔ بمصداق اس آیت کے قولہ تعالیٰ
مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا
مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔ ترجمہ تم نہیں پوجتے ہو سوائے اس کے مگر نام ہی رکھ لئے ہیں
تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اتاری اللہ نے انکی کوئی سند حکومت نہیں سوائے
اللہ کے کسی کی اس نے فرمایا دیا۔ کہ نہ پوجو مگر اسی کو یہی ہے راہ سیدھی ولیکن بہت لوگ
نہیں جانتے تب وہ دونوں قیدی یوسف کے دین پر ایمان لائے۔ اور مسلمان
ہوئے۔ پھر کہا اب ہمارے خواب کی تعبیر بیان کیجئے۔ تب حضرت نے فرمایا اے رفیقو
بندی خانے کے تم دونوں میں جو ایک نے دیکھا ہے۔ شراب بھرتے خواب میں اس
کی تعبیر یہ ہے۔ کہ کل بادشاہ اس کو قید سے خلاص کرے گا۔ اور خوش کرے گا خلعت دیکر
وہ اپنے خاوند کو پلا دے گا۔ شراب اور اس نے جو سر پر اپنے روٹی کا خوان دیکھا ہے
خواب میں اور اڑتے جانور آ کے کھا جاتے ہیں۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ کل وہ سولی چڑھے
گا۔ اور جانور اس کے سر سے مغز کھاویں گے بمصداق اس آیت کے یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ
اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْ

رَاْسِہٖ ؕ قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْہِ تَسْتَفْتِیٰنِ ؕ ترجمہ اے رفیقو بند خانے کے ایک جو ہے۔ تم دونوں میں سے سو پلاوے گا۔ خاوند کو شراب اور دوسرا جو ہے سو سولی پر چڑھے گا۔ پھر کھاویں گے جانور اس کے سر سے مغز۔ فیصل ہوا کام جس کی تم تحقیق چاہتے ہو۔ اور حضرت یوسف نے کہہ دیا تھا۔ جس کو خواب کی تعبیر کہی تھی کہ کل قید سے خلاص پاؤ گے۔ اپنے خاوند کو شراب پلاؤ گے۔ اور ہماری بات بھی تم کہیو اپنے بادشاہ سے کہ ایک جوان بے گناہ قید میں پڑا ہے۔ پس اس بات کو اللہ نے ناپسند کیا۔ اور بیزار ہوا کہ ہم کو بھول کر یوسف نے غیر سے نجات مانگی تب ساقی کے ذہن سے اس بات کو بھلا دیا تھا کہ یوسف کی بات بادشاہ سے نہ کہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنْہُمَا اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ ۫ فَاَنْسٰہُ الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ رَبِّہٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ؕ ترجمہ اور کہہ دیا یوسف نے اس کو جو کہ بچے گا۔ ان دونوں میں سے میرا ذکر کریو۔ اپنے خاوند کے پاس سو بھلا دیا۔ اس کو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے پھر رہ گیا۔ یوسف قید میں کئی برس اکثر لوگ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف قید میں سات برس رہے۔ مروی ہے کہ جبرائیل نے کئی دفعہ قید خانے میں آکے دیکھا۔ حضرت یوسف کو عبادت کرتے اور دعا مانگتے تب کہا اے یوسف تم نے کیوں نہیں نجات مانگی تھی۔ اللہ سے اس سے پہلے اور تم نے مخلوق سے اپنی نجات چاہی کہ میرا ذکر کیجیو اپنے بادشاہ کے پاس یہ او پر گذر چکا ہے اب اس کے بدلے سات برس قید میں رہو گے۔ حضرت نے فرمایا خدا جس میں راضی ہے اس میں شاکر ہوں۔ اور بولے اے حضرت آپ سب مخلوقات سے پاک تر ہیں کیونکہ اس قید خانہ کثیف میں تشریف لائے۔ جبرائیل نے فرمایا کہ تمہارے آنے کے باعث اللہ نے اس گھر کو پاک صاف کیا پھر حضرت بولے اے جبرائیل کس گناہ سے مجھ کو اللہ نے اس قید میں ڈالا اور اپنی شفقت و رحمت سے اس ذلت و خرابی میں رکھا۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا کہ تم نے شوق سے اس ذلت کو اختیار کیا ہے۔ خدا کے توکل پر اپنے کام کو نہ چھوڑا اور وہ قاضی الحاجات ہے۔ جو اس سے مانگو گے۔ سو پاؤ گے۔ اور تم نے قید ہی مانگی تھی

سو پائی۔ قولہ تعالیٰ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ کَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَکُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ کَیْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ترجمہ بولا یوسفؑ اے رب مجھ کو قید پسند ہے۔ اس بات سے کہ مجھ کو بلاتی ہیں طرف اس کے اور اگر تو نہ دفعہ کرے گا مجھ سے ان کا فریب تو شاید مائل ہو جاؤں۔ ان کی طرف اور ہو جاؤں بے عقل تو قبول کرلی دعا اس کی رب نے پھر دفع کیا ان سے ان کا فریب وہی ہے سننے والا خبردار پس ظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اپنے مانگنے سے قید میں پڑے۔ لیکن اللہ نے اتنا ہی قبول فرمایا کہ اُن کا فریب دفع کیا اور قید رہنا قسمت میں تھا۔ سو ہوا آدمی کو چاہیئے کہ گھبرا کے اپنے حق میں بُرائی نہ مانگے لازم ہے۔ کہ بھلائی مانگے مگر جو مقدر میں ہے سو ہوگا۔ جبرائیل سے حضرت یوسف نے پوچھا اے جبرائیلؑ هَلْ عِنْدَكَ خَبَرُ وَالِدِیْ ۝ ترجمہ اے جبرائیل میرے والد کی خبر تم کو کچھ معلوم ہے۔ جبرائیل نے کہا۔ دَخَلَ بَیْتَ الْاَحْزَانِ وَهُوَ كَظِیْمٌ وَعَمِیَ کہا جبرائیل نے گھر میں بیٹھے ہوئے غم کرتے ہیں اور روتے روتے آنکھیں جاتی رہی ہیں۔ رات دن عبادت کرتے ہیں۔ اور یہی کام ہے پھر پوچھا کہ میرے باپ کو حق تعالےٰ نے اس میں کیوں مبتلا کیا ہے۔ کہا کہ تمہاری محبت نے ایسا کیا ہے خدا کو نہیں پسند کہ اپنے خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے یاری مدد مانگے یوسف نے کہا اتنا رنج اٹھاتے ہیں آخر ان کو کچھ فلاح ہوگی یا نہیں۔ کہا کہ ہر روز ایک شہید کا درجہ ملے گا۔ حضرت نے کہا تو کچھ مضائقہ نہیں روایت کی گئی ہے۔ یوسف نے جب تعبیر خواب کی ان دونوں جوانوں کو کہدی۔ اس کے ایک دن کے بعد ملک ریان نے ان دونوں نوجوانوں کو قید سے خلاص کیا۔ ساقی کو قید سے نوازش فرمائی۔ خلعت بخشا اور باورچی کو سولی پر چڑھا دیا اور جانور سر آ کے مغز گوشت آنکھیں اس کی کھا گئے۔ اور ساقی کے دل سے وہ بات جو یوسف نے کہی تھی۔ شیطان نے بھلا دی تھی۔ کہ وہ اپنے بادشاہ سے حضرت کی بات نہ کہہ سکا۔ اس لئے حضرت یوسف قید خانہ میں سات برس رہے بعضوں نے کہا ہے۔ نو برس شب و روز عبادت کرتے لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے

اُور دو برس بیتے تھے اُور زلیخا ان کے لئے غم اندوہ میں رات دن پیچ تاب کھاتی رہتی
اُور پانچ عورتیں جو حضرت یوسف پر عاشق تھیں وے حضرت کے لئے دونوں
وقت کھانا قید خانے میں لے جایا کرتیں حضرت کچھ کھا لیتے اُور باقی سب
قیدیوں کو دے ڈالتے قرآن میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ملک ریان نے ایک
شب خواب میں دیکھا تھا کہ سات گائیں فربہ موٹی ان کو سات گائیں دبلی آ کے کھا گئیں پھر
سات بالیں غلے کی ہری تازی دیکھیں کہ ان کو سات بالیں سوکھی آ کے کھا گئیں بادشاہ
نے متحیر ہو کر اپنے نجومیوں کو بلا کر یہ ماجرا خواب کا بیان کیا سب نجومی اس کی تعبیر
سے حیران رہے کہنے لگے یہ اڑتے اپنے کا خواب ہے اس کی تعبیر ہم نہیں جانتے
بادشاہ حیران رہا کہ اس کی تعبیر کون کہہ سکے گا کس سے پوچھیں وہ ساقی غلام جو دونوں
جوانوں میں سے بچا تھا۔ بادشاہ کے پاس اس وقت حاضر تھا۔ بعد مدت کے یوسف
کی بات اس کو یاد پڑی۔ تب اس نے اپنے بادشاہ سے کہا کہ اس بادشاہ کی تعبیر ایک
شخص کہہ سکتا ہے۔ ایک دن ہم دونوں نے خواب دیکھے کہ میں جام شراب کا بھرتا ہوں
خم سے پیالے میں اُور طباخ نے دیکھا تھا۔ سر پر اپنے روٹی کا خوان اُور اڑتے
جانور آ کے اسے کھاتے ہیں۔ چنانچہ بیان اس کا اوپر گذر چکا ہے۔ یوسف نام ایک
شخص ہے۔ اس کے آگے ہم نے یہ بیان کیا۔ اس نے خواب کی تعبیر جو کہی تھی۔ سو
ہاتھوں ہاتھ سچ پائی اگر حکم عالی ہو تو اُسے بلا دیں۔ وہ خواب کی تعبیر کہہ سکتا ہے تب
حکم ہوا ساقی نے یوسف کے پاس جا کے بہت عذر خواہی کی کہ میں تمہاری بات
بادشاہ کو کہنا بھول گیا تھا۔ تب حضرت نے اس سے کہا کہ چوک ہونا تمہارا یہ گردش
تھی میری تقدیر میں اُور بھی قید خانے میں رہنا تھا۔ اس نے کہا کہ مدت کے تمہاری
بات مجھ کو یاد آئی بزرگیاں تمہاری میں نے بادشاہ سے بیان کیں۔ بادشاہ
نے خوش ہو کر مجھ کو تمہارے پاس بھیجا۔ اُور کہا ہے۔ کہ اس خواب کی تعبیر کیجئے قولہ تعالےٰ
وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَّ
أُخَرَ يَابِسَاتٍ ۖ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِن كُنتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ ۝ قَالُوا أَضْغَاثُ

اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ٥ ترجمہ اور کہا بادشاہ نے میں نے
خواب دیکھا۔ سات گائیں موٹی ان کو کھاتی ہیں سات گائیں دبلی اور سات بالیں ہری
تازی اور دوسری سوکھی ہیں۔ دربار والی تعبیر کہو۔ مجھ سے میرے خواب کی اگر ہو تم خواب
کی تعبیر کرنے والے بولے یہ اڑتے خواب ہیں۔ ہم کو ان خوابوں کی تعبیر معلوم نہیں تب
یوسف نے ساقی سے اس خواب کی تعبیر کہہ دی۔ اور اس نے بادشاہ کو جاکر سنادی
کہا کہ سات برس جہان میں ارزانی رہے گی۔ اور کھیتی خوب ہوگی۔ بعدہٗ قحط عظیم ہوگا
زراعت کم ہوگی لوگ دکھ اور اذیت اٹھائیں گے۔ سارے لوگ اس خواب کی تعبیر
سنکر حیرت میں آگئے۔ پس ملک ریان نے کہا اس کی کیا تدبیر چاہیے۔ اے ساقی پھر
اچھی طرح سے جاکے پوچھ آ پھر ساقی نے حضرت یوسف کے پاس جاکر پوچھا۔ قولہٗ
تعالٰی يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ
سَبْعِ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ٥ ترجمہ
ساقی نے جاکر کہا اے یوسف سچی بات کہہ دے ہم کو اس خواب کی سات گائیں موٹی ان کو
کھاتی ہیں سات گائیں دُبلی اور سات بالیں ہری اور دوسری سات بالیں سوکھی کہو
تو لے جاؤں لوگوں کے پاس شاید ان کو معلوم ہو تمہاری قدر تب حضرت یوسف نے
کہا کہ سات برس کھیتی کروگے۔ بعد اس کے سات برس قحط ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالٰی نے
فرمایا۔ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا
مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ٥ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا
مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ٥ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ٥
ترجمہ۔ کہا یوسف نے تم کھیتی کروگے سات برس محنت سے پس جو کچھ کاٹو تم پس چھوڑ دو
اس کو بیچ بالیوں اس کی کے مگر تھوڑا اس میں سے جو کھاؤ تم پھر آویں گے اس کے پیچھے
سات برس سختی سے پھر کھاؤ گے جو رکھا تم نے ان کے واسطے مگر تھوڑا جو روک رکھو گے
پھر آئے گا۔ اس کے پیچھے ایک برس اس میں مینہ پاویں گے۔ لوگ اور اس میں نچوڑیں گے
یعنی رس نچوڑنا شراب سازوں کے واسطے کہا سات برس کا غلہ ذخیرہ کا بالیوں

کے خوشوں میں رکھوایا تاکہ زمین میں گل نہ جاوے۔ اور کیڑا نہ لگے۔ سات برس تک قحط ہو گا۔ جب تک پورا پڑے پس ساقی نے جو جو تعبیر حضرت یوسف سے سنی۔ ملک ریان کو سب حال کہ سنادی اور مصر کے لوگ سن کر حیرت میں آ گئے تصدیق کی بادشاہ نے اور اس کی اور پسند کی کہ شخص عقلمند دانا قابل وزارت کے ہے۔ بعدہٗ ساقی سے پوچھا کہ وہ شخص کیسا ہے۔ اور اطوار اس کے کیسے ہیں ساقی بولا وہ عقلمند صالح ہے۔ اور صفتیں اس کی بیان سے باہر ہیں عزیز نے اس کو مالک بن زعر سوداگر سے مول لے کر بطور غلام کے اپنے گھر رکھا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا اس کو قید میں کیوں رکھا ہے۔ بولا وہ شخص کہتا ہے کہ میں کسی کا غلام نہیں بھائیوں نے مجھے حسد اور دشمنی سے بے گناہ مالک بن زعر کے پاس لا کے بیچ ڈالا ہے۔ اور اسی طرح احوال یوسف کا بادشاہ کے پاس ساقی نے بیان کیا بادشاہ نے یہ سن کر بہت تاسف کیا اور قید خانہ کے آئین اور داروغہ کو بلا کر پوچھا کہ یوسف کیسا آدمی ہے اور خوخصلت اس کی کیسی ہے۔ تم جانتے ہو انہوں نے کہا ایسا جوان خوبصورت پیدا نہیں ہوا ہے۔ بلکہ دیکھنے میں نظر نہیں آیا وہ مثل شب چہار دہم کے شب و روز دعا و تسبیح و تہلیل و عبادت میں مشغول رہتا ہے۔ اور تمام بندیوں کو درس تدریس دیتا ہے۔ اور لوگوں کی غمخواری کرتا ہے جتنی چیزیں اس کے کھانے کے لئے آتی ہیں سب محتاج اور فقیروں کو دے ڈالتا ہے۔ وہ کچھ نہیں کھاتا اور کسی کو آزار نہیں دیتا ہے۔ وہ پیغمبر زادہ کہلاتا ہے تب بادشاہ نے پوچھا اس کا کھانا پینا کون دیتا ہے۔ کہاں سے آتا ہے۔ وہ بولا کبھی کبھی زلیخا اور مصر کی فلانی پانچ عورتیں محبت سے مخفی بھیجتی ہیں لیکن وہ جوان قبول نہیں کرتا کچھ نہیں کھاتا معلوم ہوتا ہے کہ عزیز نے اس کو بے گناہ عورت کی تہمت سے قید میں ڈالا ہے تب بادشاہ نے کہا کہ عزیز کو بلاؤ جب عزیز حاضر ہوا اس سے بادشاہ نے پوچھا کہ اس صالح نیک مرد کو تم نے کس لئے قید میں ڈالا ہے۔ ناحق مرد خدا کو اذیت دیتا ہے اس کو کہاں سے لایا وہ بولے حضور جانتے ہوں گے۔ میں نے مالک بن زعر سوداگر سے مول لیا ہے۔ بیٹا کر کے رکھا تھا اور سارے گھر کا مالک و مختار کیا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا۔ کہ وہ میری خیانت کرے گا

اور میرے گھر میں بدنظر رکھے گا۔ اس لئے میں نے اس بارے میں اُسے قید رکھا ہے
بادشاہ نے ساقی سے کہا۔ کہ عزت واکرام سے یوسفؑ کو گھوڑے پر سوار کرکے میرے پاس
لاؤ۔ تب ساقی نے بادشاہ کے فرمانے سے یوسفؑ کے پاس جاکے جو جو باتیں بادشاہ
اور عزیز مصر سے ہوئی تھیں۔ ساری ان سے بیان کیں حضرت یوسفؑ نے یہ سن ساقی
سے کہا کہ تم بادشاہ کے پاس جاکے بولو بے رضا عزیز کے میں نہیں آسکتا ہوں۔ اُس کی
رضا چاہیئے۔ اور ان عورتوں سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ جنھوں نے مجھے دیکھ کے بیہوش ہو کے
لیموں کے تراشنے میں اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ کہ میں گنہگار ہوں یا اور کوئی گنہگار ہے
اس کی تحقیقات کیا چاہیئے۔ بموجب فرمانے بادشاہ کے ساقی نے حضرت یوسفؑ
سے کہا اور یوسف نے جو کہا بادشاہ سے آکے بیان کیا۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے
وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ
النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ۔ ترجمہ۔ اور کہا
بادشاہ نے لے آؤ اس کو میرے پاس پھر پہنچا اس کے پاس آدمی کہا۔ پھر اپنے خاوند
کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے ان عورتوں کی جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹے
تحقیق میرا رب تو فریب ان سب کا جانتا ہے اور وہ عورتیں سب شاہد ہیں بادشاہ
پوچھے تو قصہ کھول دیں کہ تقصیر کس کی ہے۔ ساقی نے یوسف سے یہ ماجرا سن کر بادشاہ
سے جاکے کہا۔ بادشاہ نے زلیخا اور سب عورتوں کو بلا کر پوچھا۔ قولہ تعالےٰ قَالَ مَا
خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ ۚ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ ۚ
قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدْتُّهُ عَنْ نَفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ
ترجمہ پوچھا بادشاہ ان عورتوں سے کیا حقیقت ہے تمہاری جب تم نے پھسلایا یوسف
کو اس کے جی سے بولیں۔ حاشا للہ ہم کو نہیں معلوم اس پر کچھ برائی بولی عورت
عزیز کی اب کھل گئی ہے۔ سچی بات میں نے پھسلایا تھا۔ اس کو جی سے اور
وہ سچا ہے۔ حضرت یوسفؑ نے سب کا فریب دکھایا اس واسطے کہ ایک کا تھا اور
اس کی سب مددگار تھیں۔ اور فریب والی کا نام نہ لیا حق پرورش کا نگاہ رکھا۔ بادشاہ

نے ان عورتوں کو بلوا کے پوچھا کہ تم نے یوسف کی خواہش کی تھی یا اس نے تمہیں چاہا سچ کہو وہ بولیں کہ ہم نے کبھی ایسا حسن نہ دیکھا تھا۔ جب اس لڑکے کو دیکھا تو ایک بارگی بیہوش ہو کر ہاتھ کاٹ ڈالے اور سچ ہے کہ ہم نے اس کو طلب کیا تھا۔ وہ گناہ قید میں پڑا۔ زلیخا نے جب دیکھا کہ حال اپنا منکشف ہوتا ہے تب بادشاہ سے کہنے لگی اے بادشاہ تم ان سے کیا پوچھتے ہو۔ جو کچھ خطا بھی ہوئی ہے۔ سو مجھ سے ہوئی ہے۔ جو شخص منکر ہوتا ہے۔ تو حاکم اس کو گواہ سے ثابت کرتا ہے۔ میں تو آپ اقرار کرتی ہوں کہ یہ گناہ مجھ سے صادر ہوا ہے۔ اور یوسف کو بے گناہ قید میں ڈالا۔ میں اس کے عشق میں بے قرار ہوئی ہوں۔ اب مجھ کو جو چاہیئے سزا دیجئے۔ سزا وار ہوں۔ اس کی یہ آہ و زاری سن کے لوگ متعجب ہو رہے اور سب کے سب آنسو ڈب ڈبا کے رہ گئے اور عزیز نے یہ حال زلیخا کا دیکھ کر شرمندہ ہو کر اسے چھوڑ دیا۔ چند روز اسی غم میں رہا بعدہٗ انتقال فرمایا۔ بادشاہ یوسف کے لئے مضطرب ہوا۔ اور فرمایا کہ یوسف کو میرے پاس لاؤ۔ جب یوسف آئے بادشاہ نے بہت عزت سے بٹھایا۔ اور وہ سارا حال عزیز کا سنا دیا یوسف نے کہا کہ میں نے جو کچھ کہا۔ عزیز کے شرمندہ کرنے کے لئے نہیں کہا۔ میرا مطلب یہ تھا۔ کہ اس کو معلوم ہو کہ مجھ سے خیانت نہیں ہوئی ہے قولہ تعالیٰ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ۝ ترجمہ کہا یوسف نے یہ تحقیقات اس واسطے کی ہے تا کہ جان جائے خاوند اس کا عزیز یہ کہ میں نے خیانت نہیں کی اس کی غائبانہ اور تحقیق اللہ نہیں مطلب کو پہنچاتا خیانت کرنے والوں کو خبر ہے۔ کہ جس وقت یوسف نے کہا کہ میں بے گناہ ہوں خیانت نہیں کی اسوقت جبرائیل وہاں تھے۔ اور کہا کہ يَا يُوْسُفُ وَلَا هَمَمْتَ اے یوسف کیا تو نے قصد نہیں کیا تھا۔ حضرت اس بات سے بہت نادم ہوئے۔ اور آبدیدہ ہو کے کہنے لگے قولہ تعالیٰ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِىْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىْ ؕ اِنَّ رَبِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝ ترجمہ نہیں پاک کہتا میں اپنی جان کو تحقیق البتہ جی حکم کرنے والا ہے ساتھ برائی کے مگر جو رحم کرے پروردگار میرا تحقیق پروردگار میرا بخشنے والا مہربان ہے راویوں

نے روایت کی ہے کہ ملک ریان نے حضرت یوسف کے ساتھ چالیس زبانوں میں بات کی تھی۔ سب جواب اس کا حاضر دیا تھا۔ تب بادشاہ نے عزیز کو کہا کہ اس کو میں نے تم سے امین اور گویا صاحب مرتبہ زیادہ پایا۔ قولہ تعالیٰ فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ۝ ترجمہ پھر باتیں کی اس نے کہا تحقیق تو آج نزدیک ہمارے مرتبہ والا ہے۔ پس اب عزیز کا علاقہ سرکار سے موقوف ہوا اور یوسف کو اپنے پاس رکھا۔ بادشاہ نے حضرت یوسف کو کہا میں تم کو خدمت وزارت کی دونگا۔ آپ نے کہا میں وزارت نہیں مانگتا کیونکہ لوگوں کی خبر گیری مجھ سے نہ ہو سکے گی۔ پھر بادشاہ بولا کہ عزیز کا کام تم کو دوں گا۔ بولے نہیں کیونکہ حق عزیز کا مجھ پر بہت ہے۔ وہ اپنے کام پر قائم مقام رہے کیونکہ اس کا کام لینا مجھے نہایت بدنامی ہے پھر بادشاہ بولا تم کیا چاہتے ہو وہ بولے کہ مجھ کو سارے ملک کا اناج وغلہ کا مختار کر دو تو بخوبی کام سرانجام مجھ سے ہو سکے گا تب سرکار بھی کام آسان ہوگا اور رعایا کا بھی عدل وفلاح ہووے گا اس کام سے حضرت کی یہ غرض تھی کہ اس زمانہ میں جو بادشاہ رعیت پر ظلم کرتا تو آدھا حصہ غلے کا رعیت سے لیتا۔ اس لئے حضرت یوسف نے بادشاہ سے سارے غلے کی مختاری مانگی تاکہ رعایا پر نظر عدل کی کریں تب بادشاہ نے ان کو اس کام پر مقرر کیا اس سے تمام خلق خوش اور راضی ہوئی۔ اور غلہ بہت جمع کیا۔ جب سال تمام ہوا بادشاہ ان کے نیک اطوار دیکھ کے خوش ہوا اور رعیت پروری بھی معلوم کی تب بادشاہ نے اپنا تاج شاہی ان کے سر پر رکھ دیا۔ اور تلوار اپنی کمر سے کھول کر ان کی کمر میں باندھی اور تخت مرصع زرد یاقوت سے جڑا ہوا کہ طول اس کا تیس گز اور عرض اس کا دس گز تھا۔ لباس زرق برق بیش بہا قیمت کا ان کو پہنا کے اسی تخت پر بٹھایا اس وقت چہرہ مبارک ان کا ایسا ہوا کہ مانند شب چہار دہم کے چمکتا تھا جو شخص ان کی طرف نظر کرتا تو مانند آئینے کے چہرہ اپنا اس میں نظر آتا اور حضرت کے چہرے کی لطافت وصفائی اس قدر تھی کہ اسے دیکھ کر آفتاب شرمندہ ہوتا تھا۔ اور جملہ ارکان دولت اور اعیان سلطنت بادشاہ کے ان کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور تمام کاروبار مصر کا ان کو سپرد ہوا اور بعد فوت عزیز کے تمام

خزائن اس کے حضرت یوسف کی ملک میں آ گئے آخر بادشاہ نے سلطنت سے ہاتھ اٹھا کر خانہ نشینی اختیار کی اور ان کو والی ملک کر دیا پھر تو سارے ملک مصر میں حضرت یوسف کا سکہ جاری ہوا اور سارے مصر میں غلہ لا کے جمع کیا القصہ وہ سات برس گذرے بعدہٗ جبرائیل نے آ کے خبر دی فلانی شب و فلانی گھڑی میں قحط نازل ہو گا۔ حضرت یوسف یہ سن کے انتظار میں اسی شب کے رہے جب وہ وقت پہنچا تب سب کو فرمایا کہ اناج غلہ سب میرے پاس لا کر موجود کرو کیونکہ گرسنگی خلق پر آ پہنچی ہے جب قحط کی مصیبت نازل ہوئی تب خلائق شہروں کی بادشاہ مصر کے پاس آ کر حاضر ہوئی۔ فریاد کرنے لگی الجوع الجوع یہ خبر حضرت یوسف کو پہنچی خلائق بھوک سے تکلیف پاتے ہیں اور عاجز ہوئے ہیں تب وہ غلہ جو جمع کیا تھا سو سو سب بانٹنے لگے تب لوگوں کو کچھ خاطر تسلّی ہوئی اور جان آئی اور جب قحط ہوا زلیخا آہ و زاری کرنے لگی یوسف کا نام جو شخص زلیخا کے پاس لیتا انعام اکرام دے کر اس کو رخصت کرتی بہت روپے دیتی جتنی دولت تھی سب ان کے راہ میں لٹا دیتی یہاں تک کہ محتاج فقیرنی ہوئی۔ اور شب و روز یوسف کے لئے روتے روتے بڑھیا ضعیف ہو گئی اور دونوں آنکھوں کی روشنی جاتی رہی آخر چلنے سے معذور ہو گئی۔ ہر روز اس کو لونڈیاں محافے میں رکھ کے بر سر راہ یوسف کھڑی رہتیں۔ تاکہ خاک پائے یوسف علیہ السلام کے گھوڑے کی توتیائے چشم اس کی کا کریں چند روز آتش فراق میں اس طرح جلتے گذرے یوسف کی حشمت و دبدبہ بادشاہی کا اس قدر تھا۔ کہ جس وقت گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے تو چالیس ہزار جوان سلح پوش اور چار ہزار جوان با کمر بند زرین اور ایک ہزار صاحب ہوشمند ہمراہ چلتے۔ خبر ہے کہ ایک دن حضرت یوسف سوار ہو کر سیر کرتے ہوئے مرضی الٰہی سے اسی راہ میں جا نکلے کہ جس جگہ زلیخا تھی لونڈیاں نے ان کو دیکھ کر زلیخا کو جا کر خبر دی کہ اے زلیخا یوسف یہاں موجود ہوا ہے بمجرد سنتے ہی زلیخا بے تحاشا دوڑی آئی۔ یوسف کو پکارنے لگی اے کریم بن کریم ذرا ٹھہر جا۔ قصہ اندوہ اس ضعیفہ کا سن جا۔ حضرت نے یہ سنتے ہی وہیں گھوڑے کو کھڑا کیا۔ اور بولے اے یہ کیا ہے حال تیرا کہاں ہے وہ حسن و جمال خوبی تیری بولی کہ تیرے فراق سب برباد کیا۔ حضرت نے فرمایا

ہنوز وہی عشق تیرا موجود ہے۔ وہ بولی کہ ہاتھ کا چابک میرے منہ کے پاس لا کہ ذرا دیکھ لوں حضرت نے ہاتھ اپنا دراز کیا۔ تب زلیخا نے ایسی ایک آہ آتشیں دل سوزان سے چھوڑی کہ اس سے چابک حضرت کے ہاتھ کا گرم ہو گیا۔ مارے تپش کے حضرت نے چابک ہاتھ سے زمین پر چھوڑ دیا۔ زلیخا بولی اے یوسف آج چالیس برس ہوئے یہ شعلہ آتش میرے دل پر جلتا ہے۔ تیرے عشق میں جل گئی ہوں۔ دیکھ ذرا شعلہ آتش میرے دل کا تجھے برداشت نہ ہوا چابک زمین پر ڈال دیا میں کیونکر تیرے لئے شب و روز پیچ و تاب کھاتی رہی ہوں یوسف یہ حال تباہ زلیخا کا دیکھ کر گھوڑے سے اتر پڑے اور زمین پر بیٹھ کر بولے اے زلیخا تو میرے خدا پر ایمان لا بمجرد کہتے ہی زلیخا دین اسلام سے مشرف ہوئی۔ تب حضرت نے فرمایا اے زلیخا تو مجھ سے کیا مانگتی ہے وہ بولی کہ خدا کی درگاہ میں میرے لئے یہ دعا مانگو کہ وہی جمال و جوانی اور بینائی چشم کی پھر مجھ کو عنایت ہو تو باقی عمر اپنی تیری خدمت میں صرف کروں اور خدا کی عبادت میں مصروف رہوں۔ یہ سن کر حضرت یوسف نے اپنے سر کو نیچا کر لیا اور تامل میں رہے اسی وقت وحی نازل ہوئی اے یوسف کیا مانگتا ہے مانگ تیری دعا قبول ہے۔ تب یوسف نے دو رکعت نماز شکرانے کی ادا کر کے سجدے میں آ گئے اور دعا مانگی۔ ہنوز سر سجدے سے نہ اٹھایا تھا زلیخا نے آواز دی کہ یوسف سر اٹھا سجدے سے جو چاہا تو نے سو حاصل ہوا۔ تب حضرت نے سر سجدے سے اٹھا کر زلیخا کی طرف نگاہ کی۔ دیکھا صورت جوانی اور بینائی چشم اس سے دوبالا خدا نے عنایت کی ہے زلیخا نے جب اپنی صورت کو دیکھا شکر خدا بجا لائی۔ اور ترقی ایمان کی ہوئی بعدہٗ حضرت یوسف کی طرف کچھ خیال نہ کیا چلی گئی حضرت پیچھے سے فرمانے لگے اے زلیخا تم کہاں جاتی ہو مجھے چھوڑ کر وہ بولی کہ جس نے یہ شکل و صورت و بینائی چشم کی مجھ کو بخشی ہے۔ اس کو چھوڑ کر ناحق یوسف کے پیچھے کیوں اپنے کو برباد کروں۔ چاہیے کہ اسی پر خیال کروں کہتے ہیں کہ یوسف نے زلیخا پر بہت خواہش کی مگر وہ بھاگتی رہی غیب سے آواز آئی اے یوسف صبر کر جلدی مت کر بعدہٗ زلیخا غم خانے میں جا بیٹھی اور یوسف نے اس کی خواستگاری کے لئے لوگوں کو بھیجا۔ وہ قبول نہیں کرتی

تھی۔ چالیس دن یونہی گذرے کہتے ہیں کہ چالیس دن کے اندر یوسف نے اتنا درد زلیخا کے لئے کھینچا کہ زلیخا نے چالیس برس میں بھی ایسا نہ اٹھایا تھا۔ ملک ریان نے زلیخا کے پاس پیغام بھیجا تھا۔ اور لوگ اس کو جا کے وعظ و نصیحت کرتے۔ بعدہٗ اس نے نکاح قبول کیا۔ جیسا کہ شب زفاف کو سلاطین اور ملوک کا رسم شرعی ہوتا ہے۔ ویسا ہی زفاف کتخدائی ہوا اور زلیخا کو دوشیزہ پایا یعنی باکرہ پایا۔ اور بعد مدت کے حضرت نے زلیخا سے حال گذشتہ پوچھا۔ وہ بولی عزیز مرد ضعیف تھا۔ اور میں اس وقت جوان تھی جو کام زن و شوہر میں ہوتا ہے سو میرے اور عزیز کے بیچ میں نہ تھا۔ اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ خدا تعالےٰ نے یوسف کے لئے زلیخا کو رکھا تھا۔ اس لئے رات کو شیطان آ کر اللہ کے حکم سے عزیز اور زلیخا کے درمیان سو رہتا عزیز کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زلیخا ہے اور کچھ نہیں کر سکتا۔ پس یوسف اور زلیخا دونوں نے مل کر گھر کیا۔ ان سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ملک ریان جب بوڑھا ہوا۔ تمام کاروبار بادشاہی کا یوسف کو دے کر گوشۂ تنہائی اختیار کیا۔ یوسف خلق اللہ کی پرورش کرنے لگے بقدر حاجتوں کے غلہ رعیتوں کے ہاتھ بیچتے اور صدقہ فقرا اور محتاجوں کو دیتے۔ بعد مدت کے قحط سالی آئی۔ یہاں تک کہ ایک من غلہ کا نرخ دس دینار ہوا اور تمامی نواح اطراف سے مصر کی خلق اللہ آ کر جمع ہوئی۔ تب اہل مصر مجتمع ہو کر کہنے لگے کہ غلہ سب غیروں کے ہاتھ نہ بیچا چاہیے کہ ہم بھوکے مریں گے حضرت یوسف نے فرمایا کہ تمام خلق اللہ کا اس میں حق ہے نہ دیں گے تو لوگ محتاج رہیں گے۔ ان کو دینا لازم ہے۔ محروم رکھنا گناہ ہے ان کے پاس اگر نہ بیچوں گا تو تمام بھوکے مر جائیں گے۔ تب بقدر حاجت کے بیچتے یہاں تک کہ سارے ملک میں کسی کے ہاتھ پیسہ درم و دینار نہ رہا۔ اور یوسف کے خزانے میں تمام داخل ہوا۔ جب دوسرا سال آیا تمام مویشی لوگوں کے بعوض غلے کے حضرت کے پاس بک گئے۔ اور تیسرے سال میں تمام لونڈی باندی بعوض غلے کے یوسف کو لا کے سب نے حوالے کیں اور چوتھے سال میں کپڑے وغیرہ جو کچھ سامان تھا حضرت کے پاس بیچ کھایا۔ اور پانچویں سال میں جو عقار و ملکیتیں تھیں بیچ ڈالیں اور چھٹے سال میں لوگوں نے

اپنی اولاد کو بعوض غلے کے حضرت کو ہبہ کر دیا۔ اور ساتویں سال میں لوگوں نے اپنی ذات کو حضرت کے پاس اجرت میں دیا کوئی آدمی ایک ملک میں باقی نہ رہا کہ تمام نوکر چاکر خدمت گار لونڈی باندی حضرت کے ہی ہو گئے۔ خلائق تمام تعجب میں رہی۔ کہ کبھی ایسا بڑا بادشاہ ہم نے نہیں دیکھا اور نہ سنا یوسف نے جب خلق اللہ کو غریب ولاچار دیکھا تب ریان بن ولید سے کہا کہ شکر اس خدا کا ہے کہ اسنے مجھ کو کیا کیا نعمتیں بخشی ہیں اگر ہر بال کے منہ میں ہزار زبان ہوں تو بھی شکر نعمت کا اس کے ادا نہ ہو سکے گا۔ ریان بن ولید نے کہا۔ کہ حق ہے جو آپ فرماتے ہیں حضور کی جو مرضی مبارک میں آوے وہی کام خلق اللہ کے حق میں کریں۔ تب حضرت نے فرمایا۔ کہ میں نے اہل مصر کو خدا تعالےٰ کی راہ میں آزاد کیا اور تمام مال واسباب جس کا تھا۔ اس کو دے ڈالا خبر ہے کہ یوسف علیہ السلام زمانہ قحط میں ہرگز کھانا سیر ہو کر نہیں کھاتے تھے خلق اللہ کی موافقت کرتے لوگوں نے کہا کہ آپ کیوں نہیں آسودہ ہو کر کھاتے بھوکے کیوں رہتے ہیں۔ کہ آپ کے ملک مصر میں انبار و خزانہ اتنا ہے حضرت نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں اگر میں سیر ہو کر کھاؤں تو بھوکے پیاسے کو بھول جاؤں یہ کام سرداروں کا نہیں ہے۔ آئندہ خدا کو کیا جواب دوں گا۔ جب ساتواں سال تمام ہوا چالیس دن باقی رہے۔ اور کچھ اناج وغلہ مصر میں باقی نہ رہا۔ لوگ مارے بھوک کے یوسف کے پاس آکے ملتجی ہوئے۔ حضرت لوگوں کے حال کو دیکھ کے بہت پریشان ہوئے آدھی رات کو اٹھ کر خدا کی درگاہ میں تضرع وزاری کی اے رب العالمین تیرے بندے مارے بھوک کے مرے جاتے ہیں اگر تو رحم نہ کرے گا۔ تو ہر آئینہ ہلاک ہو جائیں گے۔ تب خدا کا رحم ہوا آواز آئی یوسف تو میرا پیارا ہے۔ غم مت کھا کہ تیری صورت کو لوگوں کی غذا کر دونگا تیری صورت جمال دیکھ کر لوگ آسودہ ہوں گے۔ پس بحکم الٰہی یوسف میدان میں جا کے لوگوں کو بلا کے اپنے چہرے مبارک سے نقاب اٹھا کے روئے مبارک دکھانے لگے۔ حضرت کے چہرہ مبارک کو دیکھتے ہی اللہ کے فضل وکرم سے لوگوں کی پیاس جاتی رہی اور کھانے کی حاجت نہ ہوئی۔ چالیس دن کا قحط اسی

طرح سے کٹ گیا۔ بعدہٗ آٹھویں سال میں اللہ کے فضل وکرم سے کھیتی بہت ہوئی اناج بیشمار پیدا ہوا خلائق نے قحط سے نجات پائی۔ اور روایت ہے کہ ایک لڑکا اندھا مادرزاد اس کو حضرت یوسف کے پاس لائے تاکہ دعا کریں کہ اس کی آنکھیں اچھی ہو جائیں تب حضرت نے اپنا برقعہ چہرہ مبارک سے اٹھا کے نور روشن اپنا دکھایا۔ تو خدا کے فضل و کرم سے آنکھیں اس کی اچھی ہو گئیں۔ راویوں نے یوں روایت کی ہے کہ ملک مصر اور شام میں جب قحط پھیل گیا۔ کسی ملک میں اناج وغلہ باقی نہ رہا تھا۔ سوائے یوسف کے انبار میں تب تمام مخلوق اطرافوں کی غلہ کے لئے مصر میں جاتی تھی۔ اور غلہ لے آتی حضرت یعقوب علیہ السلام بھی اسی قحط سالی میں گرفتار تھے۔ تب اپنے بیٹوں سے کہا کہ تم بھی مصر میں جا کے عزیز مصر سے اناج وغلہ جو پاؤ خرید کر کے لے آؤ۔ تب حضرت کے فرمانے سے دس بھائی گئے بنیامین کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے پاس خاطر جمع کے لئے رکھا ان کے پاس جو کچھ مال ومتاع پشمینہ تھا۔ شتر پر لاد کے مصر چلے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ **ترجمہ** اور آئے بھائی یوسفؑ علیہ السلام کے پھر داخل ہوئے اس کے پاس تو اس نے پہچانا ان کو حضرت یوسفؑ جب ملک مصر کے مختار ہوئے خواب کے موافق سات برس تک خوب آبادی کی۔ اور ملکوں کا اناج بھرتے اور جمع کرتے گئے۔ پھر سات برس کے قحط میں ایک بھاؤ میانہ باندھ کر بکوایا۔ اپنے ملک والوں اور پردیسیوں کو برابر مگر پردیسیوں کو ایک اونٹ کے بوجھ سے زیادہ نہ دیتے اس میں تمام خلائق قحط سے بچی۔ اور خزانہ بادشاہ کا بھر گیا ہر طرف خبر تھی۔ کہ مصر میں اناج سستا ہے یہ سن کر ان کے بھائی سبھی اناج خریدنے کے لئے آئے۔ حضرت نے فرمایا ان کو میرے پاس لاؤ۔ جب بھائی یوسف کے پاس آئے۔ حضرت نے اپنے بھائیوں کو پہچانا۔ بعضوں نے کہا ہے۔ کہ جب بھائی سب ان کے پاس گئے انہوں نے پردے سے پہچانا۔ اور بھائیوں نے نہ پہچانا اور بعضوں نے روایت کی ہے۔ کہ حضرت یوسف بادشاہی ٹوپی سر پر رکھ کے اور لباس

شہانہ پہن کر طوق زرین گردن میں ڈال کے تخت پر بیٹھے تھے۔ اس لئے ان کو بھائیوں نے نہیں پہچانا اور محققوں نے کہا ہے۔ کہ انہوں نے یوسف پر ظلم کیا تھا اور ظالموں کے دل سیاہ ہوتے ہیں۔ اس سے حضرت کو نہ پہچانا۔ جب یوسف نے ان کی طرف دیکھا۔ زبان عربی میں بات چیت کرنے لگے۔ جب حضرت نے پوچھا تم کون ہو۔ کہاں سے آئے ہو۔ کیا کام کرتے ہو۔ تمہاری شکل سے پیارہ معلوم ہوتا ہے، وہ بولے ہم کنعان سے آئے ہیں پیشہ ہماری شبانی ہے۔ چونکہ ہماری ولایت میں قحط ہوا۔ اس لئے اناج خریدنے کو ہم یہاں آئے ہیں۔ یوسف نے فرمایا کہ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ تم جاسوس ہو شہر میں جاسوسی کو آئے ہو۔ یہاں کا حال دریافت کر کے میرے دشمنوں کو خبر دو گے۔ وہ بولے ہم دس بھائی ایک باپ سے ہیں ہمارا یہ کام نہیں۔ باپ ہمارے پیغمبر ہیں۔ نام ان کا یعقوب ہے۔ پھر حضرت یوسف نے پوچھا کہ تم سب اتنے ہی بھائی ہو وہ بولے ہم بارہ بھائی تھے۔ ایک باپ سے اور ایک ہم سے چھوٹا تھا۔ ایک دن ہمارے ساتھ بکری چرانے کو میدان میں گیا تھا۔ ہم سے جدا ہو کر ایک کنارے پر صحرا کے بکری چرانے لگا۔ ہم سب اس سے غافل رہے بھیڑیا اسے کھا گیا۔ اور اس کا ایک سگا بھائی ہے۔ ایک بطن سے اس کو باپ نے اپنے پاس رکھا ہے۔ واسطے تشفی خاطر کے کیونکہ اکیلا ہے۔ حضرت یوسف نے فرمایا تمہاری اس بات کی کیا سند ہے۔ جو تم کہتے ہو گواہ کون ہے وہ بولے اے عزیز اس شہر میں ہم بعیدالوطن مسافر ہیں۔ کوئی ہم کو نہیں پہچانتا۔ اس کا ثبوت کیونکر دیں گے حضرت نے کہا اگر تمہارے گواہ نہیں ہیں تو جو بھائی تمہارے باپ کے پاس ہے اسے لے آؤ۔ تو ہم جانیں گے تم سب سچے ہو بولے اسے باپ نہیں چھوڑیں گے تو ہم آپ کے حکم سے باپ کو کہیں گے۔ اور کوشش کریں گے۔ ہو سکے گا تو لائیں گے حضرت نے کہا تم سب جاؤ ایک بھائی تمہارا یہاں قید رہے۔ تم اسے جا کے لاؤ۔ تب سبھوں نے آپس میں ردوبدل کی کہ یہاں کون رہے گا۔ تب سب کے نام سے قرعہ ڈالا شمعون۔ کا نام نکلا۔ وہ یہاں یوسفؑ کے پاس قید رہا۔ تب یوسف

نے فرمایا کہ ان کو اناج کا ایک ایک شتر کا بوجھ دے کر رخصت کرو اور قیمت اناج کی پھیر دو
تب ملازمانِ بادشاہ نے ایسا ہی کیا پس ان کو حضرت نے فرمایا اگر تم اپنے چھوٹے بھائی
کو اب کی بار لاؤ گے تو اور بھی اناج تم کو ایک ایک شتر کا بوجھ زیادہ دوں گا خبر ہے جو مال
کہ حضرت یوسف کے بھائی لائے تھے اناج خریدنے کو سو مال حضرت یوسف نے اپنے
بھائیوں کو پھیر دیا۔ اس واسطے کہ معلوم تھا ان کو کہ باپ کے پاس سوائے اتنے مال
کے اور کچھ نہیں تاکہ انہوں کو دوبارہ بھیجے۔ اور ایک روایت ہے کہ مال بھائیوں کو
اس لئے پھیر دیا۔ تاکہ باپ سمجھ لیں کہ مال میرا پھیر دینا یہ کام کسی کا نہیں مگر یوسف کا
کام ہے۔ پس شمعون کا مقید رہنا کچھ مضائقہ نہیں یہ سمجھ بوجھ کر پھر بیٹوں کو بھیجیں خبر
ہے۔ کہ جب یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو دیکھا دل میں چاہا کہ ان کو کچھ سزا دیں اسی
وقت جناب باری سے آواز آئی کہ اے یوسف اگر اپنے بھائیوں سے تو مکافات
لے گا تو ان میں اور تجھ میں کیا فرق رہے گا بلکہ عفو کرنا موجب حسنات کا ہے۔ تو اپنے
کو ان سے چھپا مت پہچان دے تاکہ تجھ سے شرمندہ ہو کر اپنی حاجات سے محروم نہ
جاویں۔ اور بزرگوں کو نہ چاہیئے۔ کہ محتاجوں کو اپنے در سے محروم رکھیں پس جانے
دے تیرے در پر محتاج آئے ہیں خوش ہو کر رخصت کر تب یوسفؑ نے بموجب
خطاب الٰہی کے اپنے بھائیوں سے کچھ مواخذہ نہ کیا اور اپنے پاس بلا کر ان سے پوچھا
کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں کے رہنے والے ہو بولے ہم کنعان سے آئے ہیں پیغمبر
یعقوبؑ کے بیٹے ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے پوچھا تمہارے باپ اب تک حیات ہیں
بولے ہیں پوچھا کس حال میں ہیں۔ بولے سوائے عبادت کے اور کچھ کام نہیں کرتے
ان کو اللہ نے پیغمبری دی ہے۔ کنعان میں وہ ضعیف اور آنکھوں سے معذور ہیں حضرت
یوسف نے پوچھا کہ کیوں ایسا ہوا ہے وہ بولے۔ ایک بیٹا ان کا تھا کہ اسے
خوب چاہتے تھے۔ نام اس کا یوسف تھا۔ نہایت حسین ایک لحظہ نظروں سے
جدا نہ کرتے تھے اللہ کی مرضی ہوئی اس کو بھیڑیا کھا گیا۔ اس لئے اتنا روئے۔
کہ آنکھیں جاتی رہیں یوسف علیہ السلام نے کہا کہ تم اتنے بیٹے رکھتے ہوئے۔

کیوں ایک کے لئے اُن کا ایسا حال ہُوا۔ وہ بولے ایک اور بھی سگا بھائی بنیامین اور چھ بہنیں موجود ہیں۔ لیکن یوسف سب سے خوبصورت تھے۔ ان کے لئے شب و روز روتے روتے آنکھیں اپنی کھو دیں ایک مکان شہر کے باہر بنا کر نام اس کا بیت الاحزان رکھا۔ اس میں عبادت کرتے۔ اور رات دن روتے ہیں۔ اُن کے بارے ہماری خوشی ناخوشی ہوئی۔ پھر حضرت یوسف نے پوچھا شاید وہ ہنر میں تم سے زیادہ تھا! وہ بولے نہیں۔ حسن میں زیادہ تھا۔ دانائی اور عقلمندی میں بھی سب سے تیز تھا غرض صفتیں اس کی بیان سے باہر ہیں۔ یہ سن کر یوسف نے اپنے دل میں سوچا کہ ان کو اس وقت معاف کیا چاہیے۔ اگرچہ انہوں نے مجھ کو ستایا اور ظلم کیا ہے۔ مگر یہ جو کہتے ہیں۔ سچ کہتے ہیں اپنے خدمت گار اور غلاموں کو کہہ دیا کہ یہ بیچارے مسافر بعید الوطن غریب اس ملک میں کبھی نہیں آئے۔ ان کو میرے پاس لاؤ جگہ دو اچھی طرح سے کھانا لطیف پاکیزہ کھلاؤ جب تک اس شہر میں رہیں اور پوشاک اچھی اچھی نفیس پہننے کو دو اور دوسرے دن حضرت نے اُن کو بلوا کے پوچھا کہ تم اس شہر میں کیوں آئے انہوں نے کہا کہ ہمارے شہر میں قحط ہوا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ مصر میں آپ کی سرکار میں اناج سستا بکتا ہے۔ خریدنے کو آئے ہیں حضرت نے فرمایا کہ تم کیا مال لائے ہو اناج لینے کو حاضر کرو۔ تب لائے قیمت قسم پشمینہ وغیرہ قیمت اس کی دو سو دینار ٹھہری۔ مگر وہ مال قابل لینے کے نہ تھا کہ اسے خرید کریں یوسف نے ان سے کہا کہ اگرچہ مال تمہارا لائق ہمارے لینے کے نہیں۔ پھر بھی ہم نے تم کو اس کے عوض اناج دیا۔ چنانچہ اس آیت سے ثابت ہُوا۔ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۝

ترجمہ۔ پھر جب داخل ہوئے اس کے پاس بولے اے عزیز پڑی ہے ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی اور لائے ہیں ہم پونجی ناقص سو پوری دے ہم کو بھرتی اپنی میان اور خیرات کر ہم پر اللہ تعالےٰ بدلہ دیتا ہے۔ خیرات کرنے والوں کو پس یوسف ؑ نے!

بھائیوں کو کئی دن کھلا پلا کے ایک ایک شتر کا بوجھ اناج دیکر رخصت کیا اور فرمایا اگرچہ مال تمہارا دوسو دینار کے قابل نہ تھا۔ توبھی میں نے تم کو غلہ دیا۔ اب کی دفعہ جو آؤ گے تو اپنے چھوٹے بھائی کو لے آئیو۔ تو اور بھی ہم ایک ایک شتر کا بوجھ دے کے تم کو خوش کرینگے۔ اور اہل مصر سے کسی کو ہم نے اس قدر غلہ نہیں دیا۔ سوائے تمہارے بمصداق اس آیت کے قولہ تعالےٰ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَكُمْ مِنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ۝ فَإِنْ لَمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِي وَلَا تَقْرَبُونِ ۝ ترجمہ اور جب تیار کردیا ان کو ان کا اسباب کہا لے آئیو۔ میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا ہے باپ کی طرف سے کیا نہیں دیکھتے ہو تم کہ میں پورا پیمانہ دیتا ہوں۔ اور میں بہتر اتار نے والا ہوں۔ سب سے حضرت یوسف کا چھوٹا سگا بھائی تھا۔ اس کو بلوایا۔ حضرت یوسف نے کہا اگر تم اس کو نہ لاؤ گے۔ میرے پاس تو پیمانہ نہیں تمہارے لئے اور میرے پاس نہ آئیو۔ یہی یوسف نے بول کر اپنے بھائیوں کو رخصت کیا۔ اور وہ بولے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ۝ ترجمہ کہا انہوں نے ہم خواہش کرینگے اس کی باپ سے اس کے اور البتہ ہم کو کرنا ہے پس یوسف نے اپنے ملازموں کو یہ کہدیا۔ کہ ان کی پونجی جو دوسو دینار کی قیمت ہے۔ ان کے بوجھوں میں لیجاکر رکھ دو۔ تب یہودا کے اونٹ کے بوجھ میں چھپا کر رکھدیا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ ترجمہ۔ اور رکھدیا خدمت واروں کو اپنے رکھدو انکی پونجی انکے بوجھوں میں شاید اس کو پہچانیں جب پھر کر جاویں اپنے شاید وہ پھر آویں یعنی جو قیمت وہ لائے تھے۔ سو چھپا کر اون کے اونٹوں کے بوجھوں میں ڈالدی احسان کر کے مروی ہے کہ یوسف نے جب بھائیوں پر بہت مہربانی کی دینے لینے سے تب یہودا کو کمال یقین ہوا کہ یوسف ہے۔ کیونکہ ہم کو کھلانا پلانا اور اتنی خاطر کرنا اور باپ کا احوال پوچھنا سوائے یوسف کے یہ اور کوئی نہیں ہے۔ اور بول چال آواز

بھی اسی طرح ہے۔ اگر یوسف نہ ہو تو اغلب کوئی ہمارے خاندان میں سے یا اہل بیت
سے ہوگا۔ ان کے بھائیوں نے کہا اگر یوسف ہے تو مملکت اس کو یہاں کس طرح ملی
ہے۔ اور یہ مرتبہ اور یہ دولت و لشکر کہاں سے پایا کیا یوسف اب تک جیتا ہے مر
گیا ہوگا۔ اگر یوسف ہوتا تو یہ سلوک ہمارے ساتھ کاہے کو کرتا۔ بلکہ وہ ہم سے
اپنی مکافات لیتا۔ یہودا بولا۔ اگر یوسف نہ ہوتا۔ بنیامین کو کیوں طلب کرتا البتہ میں جو کہتا
ہوں یہی سچ ہے۔ یوسف ہی ہے۔ اس کے بھائیوں نے یہ غور نہ کیا۔ یوسف ؑ سے
رخصت ہو کر مصر سے نکل گئے۔ اور کنعان میں جا پہنچے یعقوب اور کنعانی سب خوش
ہوئے۔ حضرت یعقوب نے فرمایا اے بیٹو احوال مصر کا اور حقیقت سفر کی جو تم پر بیتی ہے
سو بیان کرو تب انہوں نے احوال راہ کا اور مہربانی اور ضیافت کرنی عزیز کی یعنی یوسف
کی ساری بیان کی پھر پوچھا کہ کہو تو یوسف کی خبر کہیں ملی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تعجب
ہے اے باپ یوسف کو بھیڑیا کب کا کھا گیا۔ بہت دن گذرے ہیں اب کس سے
پوچھیں یہ کہاں کی بات ہے آپ جو فرماتے ہیں اور بولے اے باپ
عزیز مصر بنیامین کو دیکھنا چاہتا ہے۔ اس کو لیجائے سے وہاں ایک ایک شتر کا
بوجھ غلہ ہم کو زیادہ دینگے اور خوش کرینگے اگر اس کو نہ لیجاوینگے۔ تو کچھ نہیں ملیگا اس بات
کو سن کر یعقوب علیہ السلام نے اپنے دل میں سوچا کہ وہاں میرا یوسف ؑ ہے۔ اور اگر وہ نہ
ہوتا تو بنیامین کو کیوں دیکھنا چاہتا۔ بنیامین سے اس کو کیا مطلب ہے وہ بولے
ہماری شکلیں دیکھ کر خوش ہو کر بنیامین کو دیکھنے کا شوق ہوا۔ چونکہ وہ ہم سے چھوٹے
ہیں بمصداق اس آیت کے قولہ تعالیٰ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا
الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ٥ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ
عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ٥ ترجمہ
پس جب پھر آئے طرف باپ اپنے کے کہا انہوں نے اے باپ ہمارے منع
کیا گیا ہے۔ ہم سے میان بھیج ساتھ ہمارے بھائی کو ہمارے میان کر لاویں ہم اور
ہم واسطے اس کے البتہ نگہبان ہیں کہا یعقوب نے میں کیا اعتبار کروں تمہارا اس پر مگر

وہی جیسا اعتبار کیا تھا اس کے بھائی پر پہلے سو اللہ بہتر نگہبان ہے۔ اور سب مہربانوں سے مہربان ہے جب باپ کے پاس آئے اسباب اپنا کھولا۔ اپنا مال بعینہٖ پایا

قولہ تعالیٰ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ

ترجمہ اور جب کھولا انہوں نے اسباب اپنا پائی پونجی اپنی پھیری گئی طرف انہوں کے کہا انہوں نے اے باپ ہمارے کیا چاہیں ہم یہ ہے۔ پونجی ہماری پھیری گئی طرف ہمارے اور اناج لاوینگے واسطے لوگوں کے اپنے اور محافظت کرینگے ہم بھائی اپنے کی اور زیادہ لاوینگے ہم میان ایک اونٹ کا یہ میان ہے آسان یعقوب نے کہا کہ ہرگز نہ بھیجوں گا ساتھ تمہارے اس کو مگر کہ پھیرے جاؤ تم سارے یہاں تک کہ دو میرے تئیں قول اللہ کا البتہ لے آؤ گے تم اس کو میرے پاس پس جب دیا انہوں نے ان کو عہد اپنا کہا اللہ اوپر اس چیز کے کہ کہتے ہیں ہم وہ کارساز ہے جب عہد کیا سب نے اور قسم کھائی تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا حافظ ہے۔ تم پر اور شاہد ہے۔ تمہارے قول پر اور خبر ہے۔ کہ حضرت یعقوبؑ نے جب پونجی اپنی پھر پائی بوجھوں میں شتر کے جو مال بھیجا تھا۔ اناج کے لئے مصر میں پس حضرت کو کمال یقین ہوا۔ کہ یوسف ہے مصر میں اگر یہ معلوم نہ ہوتا تو بنیامین کو بیٹوں کے ساتھ مصر میں کیوں بھیجتے پس جو اناج مصر سے آیا تھا آدھا اسکا اپنے خویش و اقربا کو دیا۔ اور آدھا ملک شام میں بھیجا۔ بعدہٗ بنیامین کو بیٹوں کے ہمراہ کر دیا اور انہوں کو وصیت کی کہ تمام ایک بارگی ایک ہی دروازے مصر سے مت جائیو۔ سب متفرق ہو کر جائیو۔ مبادا کسی کی چشم بد تم پر پڑے اور جو پونجی وہاں سے شتر کے بوجھ میں پھر آئی ہے یہ تم لیجا کے دے دیجیو۔ شاید یہ متاع بھول کے بوجھ میں آئی ہو یہ صاحب اناج کی ہے۔ تمہیں رکھنا حلال نہیں یہ وصیت کی اور کہا کہ تم کو خدا پر سونپا توکلت علی اللہ کہکر رونے لگے۔ اور اہل کنعان بھی آپ کے رونے سے سب

گریہ میں آگئے اور یوسف ؑ بنیامین کے لئے منتظر رہے کہ کب آوے غرض یہ سب بعد چندروز کے مصر میں جا پہنچے۔ اور خبر یوسف کو پہنچی کہ گیارہ آدمی کنعان سے آئے ہیں یہ سن کر یوسف بہت ہی خوش ہوئے کہ گیارہ آدمی بنیامین کو لے کے آئے ہیں اور سب بھائی بموجب وصیت باپ کے جدا جدا متفرق ہو کے دروازوں سے مصر کے اندر داخل ہوئے جیسا کہ حضرت نے کہا تھا۔ قولہ تعالیٰ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ ترجمہ اور یعقوب نے کہا اے بیٹو نہ داخل ہوجیو ایک دروازے سے اور داخل ہوجیو کئی دروازوں سے جدا جدا اور میں نہیں بچا سکتا تم کو اللہ کی کسی چیز سے حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ کے اس پر مجھ کو بھروسا ہے۔ اور اس پر بھروسا چاہیئے۔ بھروسا کرنیوالوں کو فائدہ یہ ہے کہ نظر بد سے بچے رہیں پھر بھروسا کیا اللہ پر نظر بد لگنا غلط نہیں اور اسکا بچاؤ کرنا روا ہے قولہ تعالیٰ وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ترجمہ اور جب داخل ہوئے یوسف کے پاس اپنے پاس رکھا اپنے بھائی کو کہا میں ہوں بھائی تیرا سو تو غمگین نہ رہ ان کاموں سے جو کرتے رہے ہیں سب بھائی شہر میں جا کے ایک جگہ اترے۔ بعدہٗ جو بلا را انہوں کو اسی راہ کے لباس کے ساتھ یوسف کے پاس لے گئے۔ سب جھک کے آداب بجالائے۔ اور ایک دستار جو! یعقوب کو اپنے دادا ابراہیم خلیل اللہ کی میراث سے پہنچی تھی۔ سو انہوں نے باپ کے کہنے سے یوسف ؑ کو لیجا کے ہدیہ دیا۔ اور جو پونجی شتر کے بوجھ میں یوسف نے چھپا کے بھائیوں کے ساتھ پھیر دی تھی۔ سو بھی لا کے سامنے پیش کی حضرت یوسف ؑ اپنے باپ کی دستار دیکھ کے خوش ہوئے کہ جس کو یہ دستار پہنچی وہ پیغمبر ہوا۔ اور معلوم کیا جو پونجی اپنے بھائیوں کو پھیر دی تھی کہ تم لیجا کے اسے نفقہ کیجیو۔ بیچ کھائیو۔ پھر اوس کو باپ نے بھیج دیا ہے۔ بعدہٗ حضرت نے خانساماں خدمتگاروں کو کہہ دیا۔ خاصہ تیار کرو دسترخوان لگاؤ۔ تب کھانا نفیس لذیذ اقسام اقسام طرح طرح کی نعمتیں دسترخوان پر چن

دیں پس حضرت یوسفؑ نے فرمایا جو جو بھائی تم ایک بطن سے ہو سو ایک جگہ کھانے کو بیٹھ کے کھاؤ تب سب بھائی ایک جگہ میں بیٹھے اور بنیامین اکیلا بیٹھ کر رونے لگا یوسف نے فرمایا تم کیوں روتے ہو کیا سبب ہے۔ اس نے کہا کہ میرا ایک بھائی سگا تھا نام اسکا یوسف کہتے ہیں کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا وہ اگر رہتا تو میرے ساتھ اس وقت بیٹھتا تب یوسف نے اپنے بھائیوں کو کہا کہ بنیامین کو اجازت دو میرے ساتھ کھانا کھانے کو بیٹھے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ یوں نوازش فرماتے ہیں تو ہماری سرفرازی ہے تب یوسف نے لوگوں کے سامنے بہانہ کر کے کھانا نہ کھایا۔ بنیامین کو لے کے خلوت سرا میں گئے۔ اور نقاب اپنے چہرہ مبارک سے کھول کر دیکھا بنیامین حضرت کی شکل و صورت دیکھ کے بیہوش ہوگیا۔ تب حضرت نے گلاب اس کے چہرہ پر چھڑک کے ہوش میں لائے۔ حضرت نے فرمایا تم کو کیا ہوا۔ شاید مرگی کی بیماری ہے بہت غمخواری اور دلاسا دینے لگے۔ اس نے کہا میں پیغمبر زادہ ہوں ہم کو مرگی کی بیماری نہیں ہوتی ہے۔ میں آپ کو دیکھ کے بیہوش ہوگیا تھا آپ مثل میرے بھائی یوسف گم ہوئے کے ہیں۔ حضرت یوسف نے کہا سچ ہے کہ میں وہی تمہارا بھائی گم ہوا یوسف ہوں کچھ اندیشہ نہ کرو خاطر جمع رکھو۔ یہ بات سنتے ہی پھر بیہوش ہوگیا۔ بعدہٗ ایک ساعت کے اُٹھ بیٹھا۔ ہوش میں آیا تب یوسف باپ کا احوال پوچھنے لگے کہ باپ ہمارے کیا کرتے ہیں۔ اور کس حال میں رہتے ہیں۔ وہ بولے تمہارے فراق سے بیت الاحزان میں بیٹھے عبادت کرتے ہیں اور تمہارے لئے شب و روز روتے روتے دونوں آنکھیں جاتی رہی ہیں۔ ان کی زندگی تلخ ہے۔ یوسفؑ اسباب کو سن کر بہت رونے لگے۔ اور کہا کہ تم کھانا کھاؤ میں اپنی مصیبت کا قصہ جو جو ظلم بھائیوں نے مجھ پر کیا تھا سو بیان کرتا ہوں۔ سنو۔ باپ کے سامنے سے لیجا کے مجھے چاہ میں ڈالا۔ بعدہٗ بہت تکلیف پائی اور مصیبت اٹھائی ہیں نے پس اللہ تعالےٰ نے مجھ کو بعوض اس مصیبت کے یہاں تک پہنچایا۔ یہ سلطنت دی اب میری اس بات کو امانت رکھو اور کسی سے نہ کہو بھائی سب اس بات کو سننے نہ پاویں میں کسی حیلہ سے تم کو اپنے پاس رکھوں گا

اچھی طرح سے میرے پاس آرام سے رہو گے پس بنیامین وہاں سے کھانا کھا کے باہر نکل آیا۔ یوسف نے اپنے بھائیوں کو تین دن تک کھلا پلا کے نوازش کر کے ہر ایک کو ایک ایک شتر کا بوجھ اناج دیکے رخصت کیا۔ اور حیلہ سازی کر کے چپکے سے ایک پیالہ چاندی کا اپنے پانی پینے کا جواہر سے جڑا ہوا تھا۔ ایک کیانی غلام کو کہہ دیا کہ اس پیالے بے بہا کو بنیامین کے شتر کے بوجھ میں چھپا کے رکھ آؤ۔ اس نے ویسا ہی کیا اور وہ سب ایک منزل کی راہ تک نکل گئے تھے۔ بعدہٗ یوسفؑ نے چند اپنے سواروں کو ان کے پیچھے بھیجا کہ وہ پیالہ پانی پینے کا معہ انہوں کے لاویں۔ تب سواروں نے ان کے پیچھے سے جا کے پکارا اے قافلہ والو مقرر تم چور ہو۔ کہاں جاتے ہو کھڑے رہو جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ۝ قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ ۝ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ۝ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ۝ قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ ۝ قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ۝ ترجمہ پھر جب تیار کر دیا۔ ان کو اسباب ان کا اور رکھدیا پانی پینے کا پیالہ بوجھ میں اپنے بھائی کے پھر پکارا پکارنے والوں نے اے قافلہ والو مقرر تم چور ہو۔ کہنے لگے منہ کر کے ان کی طرف تم کیا نہیں پاتے بولے ہم نہیں پاتے ہیں بادشاہ کا ماپ یعنی پیالہ اور جو کوئی وہ پیالہ لاویگا۔ اس کو ملیگا ایک بوجھ اونٹ کا اور میں ہوں ضامن اسکا بولے قسم ہے۔ اللہ کی تم کو معلوم ہے۔ ہم شرارت کرنے کو نہیں آئے تھے۔ اس ملک میں اور نہ ہم کبھی چور تھے۔ ان لوگوں نے کہا پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم جھوٹے ہو کہنے لگے اس کی سزا یہ ہے۔ کہ جس کے بوجھ میں پاؤ وہی جاوے اس کے بدلے میں ہم یہی سزا دیتے ہیں گنہگاروں کو خلاصہ یہ کہ ایک پیالہ تھا۔ بادشاہ کے پانی پینے کا ان کی پیاس بھر میپا ہوا۔ یا اناج ماپنے کا اور گھوڑے اس میں پانی پیتے حضرت یوسفؑ نے

انہوں کو چور رکھوایا جھوٹ نہیں اس لئے۔ انہوں نے حضرت یوسف کو باپ کے سامنے سے لیجا کے چوری سے بیچ ڈالا تھا۔ اور یعقوبؑ کے دین میں یہ حکم تھا کہ جو کوئی چوری کرتا وہ مال والے کا غلام رہتا۔ ایک برس تک اور ان کے بھائیوں نے کہا تھا کہ تم جسے چوری میں پاؤ گے اسے غلام بنائیو۔ تب اس پہ پکڑے گئے نہیں تو اس بادشاہ کا یہ حکم نہ تھا تب ڈھونڈنے لگے۔ سب بوجھ کر آخر بنیامین کے شتر کے خرجی میں وہ پیالہ نکلا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِھِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْہِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَھَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْہِ۔ ترجمہ۔ پھر شروع کیں اس نے ان کی خرجیاں دیکھنی پہلے اپنے بھائی کی خرجی سے آخر کو وہ برتن نکلا خرجی سے اپنے بھائی کی تب سب کو یوسفؑ کے پاس حاضر کیا بھائیوں میں طاقت بہت تھی اگر وہ چاہتے تو بنیامین کے سبب سے نہ پکڑے جاتے۔ کیونکہ برتن ان کے بوجھ سے نکلا۔ اور ان سے کچھ نہ ہو سکا آپ سے بے شرمندہ ہو کر سب بھائی یوسفؑ کے پاس آحاضر ہوئے۔ اور آپس میں مشورت کرنے لگے کہ عزیز کو یہ بات کہا چاہیے۔ کہ بنیامین کے بدلے میں ہمارے ایک بھائی کو رکھے تو بنیامین کو باپ کے پاس لیجاویں۔ وگرنہ باپ ہم کو جواب دینگے وہ کہیں گے بنیامین کو بھی یوسف کی طرح گم کیا ہے ہر چند کہ ہم سچ بولیں گے تو بھی ہماری بات باور نہ کرینگے اپنے جی میں یہ ٹھہرا کر دربان اور چوبدار کو ہمراہ لے کے حضرت یوسفؑ کے حضور میں آحاضر ہوئے اور بولے اے عزیز آپ نے ہم پر بہت مہربانی اور شفقت فرمائی ہے۔ اور بھی آپ کی نوازشات سے ہم کو یہ امید ہے۔ کہ ہمارے بھائی بنیامین کو آپ چھوڑ دیں تو ان کے باپ کے پاس ہم لیجائیں اور آپ کے فضل و کرم سے یہ بعید نہیں ہے۔ تب حضرت نے کہا کہ حکم شرع کا تمہارے دین میں یہی ہے اور تم نے بھی اس بات کو قبول کیا تھا۔ کہ جو چور پکڑا جاوے بموجب شرع کے وہ ہماری قید میں رہیگا صاحب مال پاس ایک برس تک اور تم نے کہا تھا کہ ہم پیغمبرؑ زادے اور نیک مرد ہیں۔ بھلا یہ درست ہے۔ کہ تمہارا بھائی میری چوری کرے وہ بولے کہ آپ سچ فرماتے ہیں چوری کرنا اس کے حق میں عجب نہیں

کیونکہ اس کا بھائی بھی چور تھا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ قَالُوْٓا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ **ترجمہ** انہوں نے کہا اگر اس نے چرایا تو چوری کی اس کے بھائی نے بھی پہلے تب حضرت یوسف نے یہ سنکر دل میں کہا **قولہ تعالیٰ** فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ وَلَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ۞ **ترجمہ**۔ تب آہستہ کہا یوسفؑ نے اپنے جی میں اور ان کو نہ جتایا بولا کہ تم بدتر ہو درجے میں اور اللہ خوب جانتا ہے۔ جو تم بتاتے ہو۔ مروی ہے کہ اگر وہ چوری کا ذکر نہ کرتے تو بنیامین کو بچا سکتے تھے چونکہ چوری کا ذکر کیا۔ اس بات کو سن کے حضرت یوسف نے غصے ہوکے جی میں کہا کہ تم نے ایسی چوری کی کہ اس کے بھائی کو باپ سے چرا کر بیچ ڈالا اور میری چوری کا حال اللہ کو معلوم ہے۔ ان پر چوری کے طعن کا قصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو پھوپھی نے پالا۔ جب بڑے ہوئے باپ نے چاہا کہ اپنے پاس رکھیں۔ پھوپھی کو محبت تھی چھپا کر ایک پٹکا ان کی کمر میں باندھ دیا۔ پھر اس کو ڈھونڈھنے لگیں لوگوں میں چرچا ہوا۔ آخر یوسف کی کمر سے نکال لیا۔ بایں سبب موافق ان کے دین کے ایک برس تک ان کی پھوپھی نے اپنے پاس رکھا اور یوسفؑ نے دل میں کہا مجھ پر اتنا ظلم کیا۔ اور ستایا ہے۔ یہاں تک کہ مجھ کو بعید الوطن کیا پھر بھی مجھے چوری کی تہمت کرتے ہیں۔ یہ سب عجب آدمی ہیں۔ بھائیوں نے ان کے عرض کی لے عزیز باپ اس کا ضعیف و نابینا ہے۔ اس کی مفارقت میں اور بھی ہلاک ہونگے آپ ہمارے بھائیوں میں سے ایک بھائی کو رکھیے اس کے بدلے میں اور اس کو چھوڑ دیجئے۔ ہم سے خدمت آپ کی بخوبی ہوسکے گی اس کو رہائی دیجئے۔ **قال اللہ تعالیٰ** قَالُوْا یٰٓاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۞ **ترجمہ**۔ کہنے لگے اے عزیز اسکا ایک باپ ہے بوڑھا بڑی عمر سو لے رکھ ایک کو ہم سے اس جگہ ہم دیکھتے ہیں تو ہے احسان کرنے والا حضرت یوسف نے فرمایا۔ **قولہ تعالیٰ** قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ۞ **ترجمہ** بولے یوسف اللہ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑیں مگر اسکو کہ جس کے پاس پائی

اپنی چیز تو ہم بے انصاف ہوئے یعنی یوسف نے فرمایا کہ معاذ اللہ ہم بے گناہ کو نہیں پکڑینگے
مگر ہم اس کو گرفتار کرینگے کہ جس کے پاس نکلی ہے۔ ہماری چیز اگر تمہارے کہنے سے
بیگناہ کو پکڑیں تو ہم ہیں ظالم یہ گناہ ہمارا نہیں اور اسی پر ایک اشارہ ہے۔ آخرت کا
جیسا کہ حضرت یوسف نے فرمایا کہ ہم بیگناہ کو نہ پکڑیں گے۔ مگر جس نے چوری کی ایسا
ہی قیامت کے دن جو شخص چاہے کہ کسی کو بخشوا دے۔ اللہ سے حق سبحانہ تعالیٰ
اس وقت فرماوے گا کہ جس بندے نے میرے حکم کو مانا۔ اور مجھ کو واحد جانا اسی
کو بخشونگا۔ حاصل کلام ہر چند بھائیوں نے چاہا کہ حضرت یوسفؑ سے بنیامین
کو چھڑالیں ہرگز نہ چھڑا سکے مایوس ہو کے سب پھر گئے اور شہر کے دروازے پر جا
بیٹھے صلاح ومشورہ کرنے لگے بولے کہ ہم نہ ادھر جا سکتے ہیں نہ ادھر بنیامین کو یہاں
چھوڑ کے کہاں جاویں۔ عجب شامت ہم پر آئی ہے۔ آخر باپ کو جا کر کیا جواب
دینگے **قولہ تعالیٰ** فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ط قَالَ كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ
أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُمْ فِي يُوسُفَ فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ
حَتّٰى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِينَ ۝ ترجمہ پھر جب ناامید ہوئے
اس سے اکیلے بیٹھے مصلحت کو بولا۔ ان میں کا بڑا شمعون نے کہا تم نہیں جانتے ہو کہ تمہارے
باپ نے لیا ہے۔ تم سے عہد اللہ کا اور پہلے جو قصور کر چکے ہو یوسف کے حال میں سو
میں نہ سرکوں گا اس ملک سے یہاں تک کہ پروانگی دے باپ میرا اور حکم کرے اللہ
واسطے میرے اور وہ البتہ بہتر حکم کرنیوالا ہے۔ تب بھائیوں کو رخصت کیا۔ بڑا بھائی
رہگیا اس توقع پر کہ شاید مہربان ہو کر خلاص کر دیں اور ایک روایت ہے سب بھائیوں
نے کہا اے عزیز ہمارے کہنے سے بنیامین نہ چھوڑیگا تو زور سے ہم لے لیویں گے۔
اللہ نے ہمکو ایسی طاقت دی ہے۔ اتفاق کیا ان کے بھائیوں نے اور بولے کہ اگر ہم
چاہیں تو ایک ایک بھائی ایک ایک ملک کو لے سکتے ہیں پس کیوں اس میں ہم نامردی
کریں اور فخر سے یہودا نے کہا کہ میں اکیلا مصر کو لے سکتا ہوں تب لڑنے کو مستعد ہوئے
اور بولے کہ ہر ایک بھائی ہر ایک دروازے میں جا کے نعرہ جنگ کا مارو اور

یوسفؑ ان کی قوت سے خوب آگاہ تھے۔ ایک جاسوس پوشیدہ ان کی خبر کو بھیجا۔ تب جا کے خبر لایا کہ کنعانی سب حضور سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں اسباط کو سن کر یوسفؑ نے چالیس ہزار مرد جنگی سلاح پوش تیار کئے، اور تمام اہل مصر کو خبر دی کہ لڑائی کا سامان تیار کرو ہوشیار رہو۔ یہ خبر ملک ریان تک پہنچی اس نے کہا کیا خبر ہے۔ مصر کے لوگوں نے کہا کہ کنعانیوں نے ایک پیالہ سرکاری چوری کیا تھا۔ عند التحقیق وہ پیالہ ایک کی خرجی میں سے نکلا۔ اس کے جرم میں ان کا ایک بھائی بموجب آئین و قانون ان کے حضور میں مقید رہا اس لئے ہمارے ساتھ لڑنا چاہتے ہیں۔ ملک ریان نے کہا کہ میں بھی حاضر ہوتا ہوں تمہارے ساتھ اپنے لشکر کی مدد کو۔ حضرت نے فرمایا کہ میں کافی ہوں اُن پر حضور کو تکلیف کرنا کچھ درکار نہیں پس دوسرے دن کنعانیوں کے قافلے نے شہر کے اندر آکے حملہ کیا۔ یہودا نے دروازے پر جاکر ایک ایسا نعرہ مارا کہ چالیس ہزار مرد کارزار مصر کے ایک بارگی بیہوش ہو گئے اور شمعون نے بھی دوسری راہ سے آکے شجاعت اپنی دکھائی۔ مصر کے لشکریوں نے جب یہ حال دیکھا سب شکست پا کے پسپا ہوئے اور یوسف چالیس ہزار مرد سپاہ کے بیچ میں تھے دیکھا کہ ان کے بڑے بھائی نے ایک پتھر اٹھا کے قلعے کے کوشک پر ایسا پھینک مارا کہ تمام مکان ٹوٹ پڑا اور دیکھا کہ تمام لشکر ہیبت سے ان کے پسپا ہوا۔ تب وہ دستار جو بھائیوں نے باپ سے لاکے دی تھی اور وہ ابراہیم خلیل اللہ کی دستار تھی۔ بطور معجزے کے لاکر ان کو دکھائی تب سب بھائی ان کے سست اور کمزور ہو گئے۔ بعدہٗ یوسف نے ایک ہی حملہ میں ان سب کو پکڑ لیا تب اہل مصر کی تسلی ہوئی اور بادشاہ ریان نے یوسف کی جوانمردی دیکھی بہت سی تعریف کی یوسفؑ نے ان سے کہا کہ شاید تم نے دل میں یہی بات ٹھیرائی ہوگی کہ مصر میں کوئی تمہارے مقابل کا نہیں ہے انہوں نے کہا کہ البتہ مگر خدا کی یہی مرضی تھی کہ تمہارے ہاتھ میں گرفتار ہوویں۔ لیکن مصر میں تو ہمارے مقابل کا کوئی نہیں۔ پس یوسف نے ان کو اونٹوں کے بوجھ سمیت منگوالیا تاکہ لوگ جانیں کہ ان پر کچھ سزا ہوگی اور وہ کہنے لگے آپس میں کہ یہ کوئی ہمارے

خاندان سے ہوگا یا ہمارے آبا و اجداد سے کچھ بزرگی پائی ہوگی کہ ہم سے مقابل ہو کے لڑا اور ہم اس کے ساتھ نہ لڑ سکے۔ یہودا نے کہا کہ میری بات سچ ہے۔ جو میں نے کہا تھا کہ یوسف ہے۔ پھر ان کے بھائیوں نے کہا کہ اگر یوسفؑ ہوتا تو ہم پر اس طرح نہ کرتا اسی وقت مار ڈالتا۔ پس ان کو حضرت یوسف نے تین دن تک قید میں رکھا تھا۔ تاکہ لوگ شہر کے خاطر جمع رہیں۔ بعد تین دن کے ان کو بلوا کے کہا کہ تم پر بادشاہ کا حکم ہوا تھا مار ڈالنے کا مگر میں نے تمہاری رہائی کی کہ تم لوگ نیک آدمی ہو جوانمرد ہو ایسے لوگوں کو ہم پیار کرتے ہیں پس تم کو میں نے معاف اور چھوڑ دیا جہاں طبیعت چاہئے وہاں جاؤ۔ شمعون نے کہا کہ اے بھائیو میں یہاں رہوں تم سب جاؤ اپنے باپ کے پاس یہ حقیقت ماجرا جا کے بیان کرو۔ دیکھیں وہ کیا جواب دیویں قولہ تعالیٰ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ ترجمہ شمعون نے کہا پھر جاؤ اپنے باپ کے پاس اور کہو اے باپ تیرے بیٹے نے چوری کی۔ پس بموجب کہنے شمعون کے نو بھائی کنعان میں گئے۔ یہاں شمعون اور بنیامین رہے۔ اور یعقوب علیہ السلام بیٹوں کے لئے اندیشہ کر رہے تھے۔ اور راہ میں لوگ بٹھا رکھے تھے کہ بیٹوں کی خبر لاویں پس حضرت کو لوگوں نے آکے خبر دی کہ صاحب زادے سب مصر سے تشریف لائے مگر نو صاحبزادے ہیں شتر باران کے ساتھ کچھ نہیں۔ حضرت یعقوبؑ یہ سن کر بہت اندیشہ ناک ہوئے۔ اور رونے لگے پس بیٹوں نے آکے ساری حقیقت اپنی جو جو حال واقعہ ہوا تھا مصر میں بنیامین کو قید رکھنا اور صاع کا چوری ہونا اور یوسف سے لڑائی کرنا اور ضیافت کرنا حضرت یوسفؑ کا اپنے بھائیوں کی یہ سب بیان کیا اور بولے اے باپ ہمارے ساتھ کے قافلہ والوں سے پوچھئے اور وہاں کی بستی والوں سے کہ ہم سچ کہتے ہیں۔ اس میں ذرا فرق نہیں ہم بے گناہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ ترجمہ اور پوچھا کے اے باپ ان بستی والوں سے جس میں ہم تھے۔ اور اس قافلے سے جس میں ہم

آئے ہیں۔ اور ہم بے شک سچ کہتے ہیں۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے جو تم کہتے ہو تمہارے جی نے ایک بات بنائی ہے۔ اب مجھ کو سوائے صبر کے کچھ بن نہیں آتا اور کہا قولہ تعالیٰ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ عَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ٥ ترجمہ۔ بولا کوئی نہیں بنا ئی ہے تمہارے جی نے یہ بات اب صبر ہی بن آوے شاید لے آوے اللہ میرے پاس ان سب کو وہی ہے خبردار حکمتوں والا۔ غرض یعقوبؑ نے جب بیٹوں سے یہ باتیں دروغ آمیز سنیں تب کچھ معلوم کیا کہ یوسفؑ مصر میں ہے۔ تب ان سے منہ پھیرا اور کہا قولہ تعالیٰ وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ترجمہ۔ اور منہ پھیرا ان سے اور کہا اے افسوس اوپر یوسفؑ کے اور سفید ہو گئیں آنکھیں اس کی یعنی یعقوب کی غم سے پس وہ غم سے بھرا ہوا تھا۔ بیٹوں نے جب دیکھا باپ کو کہ یوسفؑ کے غم سے رونے رونے آنکھیں جاتی رہیں۔ اور ضعف وناتوانی پشت خم ہوئی۔ تب کہنے لگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَالُوا تَاللَّهِ تَفْتَأُ تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتَّىٰ تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ٥ ترجمہ۔ کہا انہوں نے قسم ہے خدا کی کہ ہمیشہ رہے گا۔ تو یاد کرتا یوسفؑ کو یہاں تک کہ ہو جاوے تو مضمحل یا ہو جاوے تو ہلاک ہونے والوں سے یعنی بنیامین کے جانے سے پھر یوسفؑ کا غم تازہ ہوا یعقوبؑ نے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ترجمہ کہا سوا اس کے نہیں کہ شکایت کرتا ہوں اپنی بیقراری کی اور اپنے غم کی طرف اللہ کے اور جانتا ہوں میں خدا کی طرف سے جو کچھ تم نہیں جانتے۔ حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ کیا تم مجھ کو صبر سکھاؤ گے۔ لیکن بے صبر وہ ہے جو خلق کے آگے شکایت کرے خالق کی میں اسی سے کہتا ہوں۔ جس نے درد دیا ہے اور یہ بھی جانتا ہوں مجھ پر آزمایش ہے۔ دیکھوں کس حد تک

پہنچ کر بس ہو جس وقت بنیامین کی سنی۔ آہ ماری اور آنکھیں الٹ دیں جبرائیل نے آ کے فرمایا اے یعقوبؑ اگر تم خدا کو یاد کرو گے اور نہ روؤ گے تو تم کو راحت ملے گی وگرنہ یہ تو عبث ہے۔ جبرائیل نے جب یہ ارشاد کیا حضرت کو معلوم ہوا کہ یوسفؑ مصر میں ملے گا تب اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں جو خدا سے جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے یٰبَنِیَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ یُّوسُفَ وَاَخِیْهِ وَلَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ترجمہ اے بیٹو جاؤ اور تلاش کرو یوسفؑ کی اور اس کے بھائی کی اور مت ناامید ہو اللہ کے فضل سے بے شک ناامید نہیں اللہ کے فضل سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں خبر ہے کہ یعقوب پانچ برس تک یوسف کے لئے روتے رہے سوائے عبادت اور ذکر یوسف کے اور کچھ نہیں کرتے بھوک پیاس کی حالت میں وہی ذکر اس کا ان کی غذا تھی۔ شب و روز یہی کام تھا۔ ایک روز جبرائیل نے ان سے کہا کہ خدا تعالےٰ نے تم کو سلام کہا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اگر تم اس سے زیادہ یوسف کے لئے گریہ وزاری کرو گے تو بھی مرضی الٰہی کے سوا تم سے کچھ نہ ہو سکے گا۔ اور نام تمہارا پیغمبروں کے دفتر سے مٹایا جاوے گا۔ یہ سن کر یعقوبؑ نے دھیان حکم الٰہی پر کیا تب یوسفؑ ان کو ملے۔ اگر کوئی کہے کہ یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو ناحق چور بنا کر کیوں پکڑا تھا۔ جواب یہ ہے کہ انہوں نے بھی یوسفؑ کو ناحق چور رکھوایا تھا۔ اس کی مکافات دنیا میں یوں ہوئی بمصداق اس آیت کے قَالُوْۤا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ

اگر اس نے چرایا تو چوری کی اس کے ایک بھائی نے بھی پہلے یہی یوسف کی شان پر یہ تہمت دی ان کے بھائیوں نے پھر اگر کوئی کہے کہ بنیامین تو یوسفؑ کا سگا بھائی تھا ایک بطن سے اس پر کیوں بدنامی چوری کی لگائی اس سے تو ان کو کچھ برائی نہ پہنچی تھی۔ یہ سچ ہے۔ مگر بدنامی اس کی اس کے بھائیوں کے سبب سے تھی ظاہرا لیکن حقیقۃً وہ صاف تھے۔ پیچھے معلوم ہوا

وہ سب بے گناہ تھے۔ پھر تو کسی کو کچھ ایذا نہ پہنچی۔ الغرض پھر یعقوب ؑ نے اپنے بیٹوں کو مصر میں بھیجا اور بولے اپنے بھائی بنیامین کو جا کے لے آؤ۔ اور خدا کی رحمت سے مایوس مت ہو کہ کوئی اس کی درگاہ سے محروم نہ رہا جو اس کا منکر ہو سو کافر۔ تب بیٹوں نے حضرت سے عرض کی۔ کہ ایک خط حضور بنام عزیز کے لکھ دیویں۔ وہ عزیز مرد معزز ہے۔ شاید حضور کے خط پانے سے مان لے اور اسے چھوڑ دے۔ تب یعقوب نے ایک خط اس مضمون کا لکھا۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ الحمد للہ انا یعقوب اسرائیل نبی اللہ ابن اسحٰق صفی اللہ اخ اسمٰعیل ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ اکتب الی عزیز الریان اما بعد فانتعلموا اهل بیت فی الارض مبتلاء بالبلاء اما جدی ابراہیم ابتلی اللہ تعالیٰ بالنار فانجاہ واما عمی اسمعیل فابتلی بالذبح واما انا فکان قرة عینی من جمیع الاولاد ابتلائی فی مغاد قته حتے عمیت فکان له اخٌ وهو المحبوس اشامته عندك بعلة السرقة فاعلموا ان لااکون سارقا ولا ابنی فان فعلت برد فلك الاجر والثواب عند یوم الحساب ؎ اتنا ہی لکھ کے بیٹوں کے حوالے کیا تب باپ سے رخصت ہو کر مصر میں جا پہنچے۔ اور نامہ لے جا کے حضرت یوسف کو دیا۔ تب یوسف نے اپنے باپ کا خط بڑی تعظیم و تکریم سے پڑھا۔ اور بزیر برقعہ زار و زار رونے لگے بعد اس کے خط کا جواب لکھ کے یہ خط باپ کے پاس بھیجا۔ اس کا مضمون یہ تھا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کِتَابُكَ وَصَلَ اِلَیَّ وَشَرَّفْنَا مِنَّا وَمَنَنْتَ مِنْ مَحْزَنِ اٰبَائِكَ وَتُبْتَلٰی بِفِرَاقِ اَوْلَادِكَ وَفَهِمْنَا عَلَيْهِ وَعَلَيْكَ بِالصَّبْرِ الْجَمِيْلِ فَاِنَّ مَنْ صَبَرَ ظَفِرَ كَمَا صَبَرَ اٰبَاؤُكَ فَظَفِرُوْا۔ فقط جب نامہ یعقوب کے پاس پہنچا حضرت نے لوگوں سے کہا کہ دیکھو اثر یوسف ؑ کا معلوم ہوتا ہے وہ بولے آپ کو کس طرح معلوم ہوا حضرت نے فرمایا کہ جواب اس خط کا لکھنا سوائے پیغمبروں کے اور کسی کو ممکن اور ادراک اور فہم نہیں پھر یعقوب ؑ نے اس کا جواب

لکھ کے قاصد کے حوالے کیا اور ایک خط بیٹوں کے پاس لکھا۔ اس مضمون کا
اے بیٹو تم عزیز کے پاس جا کے عجز و انکساری سے بنیامین کو طلب کیجیو۔ شاید
وہ مہربان ہو کر میرے بیٹے کو چھوڑ دے اور غلہ سے خبر لے مارے قحط کے
یہاں کے سب لوگ جان بلب ہیں۔ اس مضمون کا خط پا کے یہودا اپنے بھائی
کو لے کر یوسف کے پاس گریہ و زاری کرنے لگے اور بولے اے عزیز ہم بیچارے
غریب پردیسی اس ملک میں تمہارے پاس آئے ہیں۔ اور باپ ہمارے بوڑھے
گھر میں ہیں ہمارے لئے تڑپتے ہیں۔ اور ہم جو مال حضور میں لائے ہیں۔ آپ لے
لیویں۔ اور بمقدار اس کے کو گیہوں دیویں۔ اور ہمارے بھائی بنیامین کو اپنا تصدق
کر کے چھوڑ دیویں۔ کہ تمام اہل ملک تمہارے دست قبضہ میں ہو رہے ہیں
ایسے ایک آدمی کے لئے کچھ کمتی نہیں اور کہنے لگے۔ **قولہ تعالےٰ**۔ قَالُوْا
یٰٓاَیُّھَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَاَھْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَیْلَ
وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ ۝ ترجمہ کہنے لگے اے عزیز
ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو بڑی تکلیف پہنچ رہی ہے۔ اور ہم کچھ یہ نکمی چیز لائے
ہیں سو آپ پورا غلہ دے دیجئے اور ہمیں خیرات دیدیجئے۔ بلاشک اللہ تعالےٰ خیرات دینے
والوں کو جزا دیتا ہے کہتے ہیں یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو عمدہ لباس شاہانہ پہنا کر
رکھا تھا۔ اور نوکر چاکر خدمتگار بہت ان کی خدمت میں متعین کئے۔ اور ایک مکان
عالیشان ان کے رہنے کو دیا اور ہر روز اپنے ساتھ سیر و تماشے کو لے جایا کرتے اور ہر
وقت ہر لحظہ باپ کا ذکر ان سے کیا کرتے۔ اور بنیامین دل میں کہتے تھے کہ اس کی
خبر باپ کو دیا چاہئے کہ جلدی یہاں آویں کہ آرام کی جگہ ہے۔ بھائیوں نے جب
بنیامین کو دیکھا کہ لباس شاہانہ پہن کے تخت پر برابر یوسف کے ساتھ بیٹھا
کرتا ہے۔ وہ آپس میں کہنے لگے شاید یہ عزیز مصر نہیں بلکہ یوسف ہے ایسی
شفقت سے اسے اپنے برابر تخت پر بٹھلانا سوائے اپنے بھائی کے کون کسی کو
بٹھاتا ہے خدانخواستہ اگر ہم پر کچھ مصیبت پڑے تو بنیامین کو شفیع کر لیں گے یوسف نے جب ان

کا چہرہ متغیر دیکھا۔ فرمایا کہ تم یاد کرو ان کے بھائی یوسفؑ پر تم نے کیا کیا ظلم کیا تھا قولہ
تعالیٰ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ ۝ ترجمہ
کہا یوسف نے تم کیا کیا تھا یوسف سے اور اس کے بھائی سے جب تم کو سمجھ نہ تھی۔ وہ
بولے قولہ تعالیٰ قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ ط قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهٰذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللّٰهُ
عَلَيْنَا إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ ترجمہ۔ کہا انہوں نے کیا سچ
تو ہی یوسف ہے۔ کہا میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ تحقیق اللہ نے احسان
کیا اوپر ہمارے البتہ جو کوئی پرہیزگار ہوا اور صبر کرے پس تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں ضائع
کرتا ہے۔ ثواب احسان کرنے والوں یعنی تکلیف پڑی اور شرع سے باہر نہ ہوا۔ اور نہ
گھبرائے اور آخر الامر صبر کرنے سے البتہ زیادہ عطا ملے گی۔ یوسف سے جب ان
کے بھائیوں نے یہ بات سنی یکبارگی لاچار ہو کے رو پڑے اور کہنے لگے قولہ تعالیٰ قَالُوا
تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخٰطِئِينَ ۝ ترجمہ کہا انہوں نے قسم ہے خدا
کی کہ تحقیق پسند کیا تجھ کو اللہ نے اوپر ہمارے اور تحقیق تھے ہم البتہ خطاوار یعنی تمہارا خواب
سچ تھا۔ اور ہمارا حسد غلط اور اللہ نے تم پر فضل کیا اب ہم گنہگار ہیں توبہ کی ہم نے
گناہوں سے اب تم جو عقوبت کرو ہم پر سو سزاوار ہے۔ اگر عفو کرو تو لائق تمہاری
بزرگی کے ہے۔ اور اگر سزا دو تو لائق ہمارے ہے۔ یوسف نے کہا قولہ تعالیٰ
قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرّٰحِمِينَ ۝ ترجمہ کہا یوسف نے کچھ
الزام نہیں ہے تم پر آج بخشے اللہ تم کو اور وہ ہے سب مہربانوں سے مہربان قرآن
مجید میں آیا ہے کہ جو کوئی آدمی اپنے گناہ اور تقصیر سے توبہ کرے اور معافی چاہے سو معافی
پاوے اپنے گناہ سے ان اشارات پر یوسف نے اپنے بھائیوں کو بسبب توبہ اور عجز و
انکساری کے معاف کیا تھا۔ اگر ایسا یہاں نہ ہو۔ تو حشر میں انصاف کے دن خدا کے پاس
جو مومن گریہ وزاری کرے گا۔ اور اپنے گناہ و تقصیر سے معافی چاہے گا اور توبہ کرے گا اور
کہیگا قولہ تعالیٰ إِنَّا كُنَّا خٰطِئِينَ ۝ ترجمہ تحقیق ہم تھے دنیا میں خطاوار اور غلطی میں تھے
بہت تکلیف میں بعد سوال منکر نکیر کے آج ہم پر بڑا دغدغہ حشر کا پڑا ہے۔ ہم نے کچھ

عبادت تیری نہیں کی۔ امید قوی تیری درگاہ سے عفو کی ہے اور گناہ ہمارا بسیار ہے
بیت گناہ من از نا ملے در شمار ؛: ترا نام بودے کہ آمرزگار ؛: اے رب ہم تیرے
فضل و کرم کے امیدوار ہیں کہ ہماری خطائیں بخش اور عفو فرما اور آتش دوزخ سے نجات
دے اور بہشت عنبر سرشت میں جگہ دے ہم کو تب اسوقت خدا تعالیٰ فرمائیگا۔ اے بندہ
اپنے تئیں دیکھ تونے کیا کیا گناہ کیا ہے۔ اب چکھ عذاب اور بندہ مومن کہے گا یارب گناہ میرا
اگرچہ حد سے باہر ہے۔ اس سے فضل و کرم تیرا افزوں ہے۔ بیت گناہ من اگر از حد بروں است
ہزاراں بار زاں فضلت فزون است ؛ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تحقیق ہم نے تم پر قرآن بھیجا
تھا۔ اور ساتھ اس کے ایک رسول تمہاری ہدایت کے لئے پھر کیوں تم نے اس پر عمل نہ کیا
اب رنج و عذاب میں رہو۔ تب وہ کہیں گے یارب ہم اپنے گناہوں سے تیری درگاہ میں معافی
چاہتے ہیں۔ تو اپنے فضل و کرم سے ہماری خطا کو عطا سے بدل دے باری تعالیٰ بطور کنایہ کے
قصہ کے طور پر فرماویگا۔ کہ یوسف کے بھائیوں نے ان کے پاس اپنی تقصیریں معاف کرانی چاہی
تھیں تب ان پر رحمت ہوئی۔ اور معاف کیا کچھ غم نہ کرو کہ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ
تم پر رحم کرے۔ میں نے تمہاری تقصیریں معاف کیں۔ اور اللہ بھی تمہارا گناہ معاف کرے
اب ہم کو باپ سے ملاقات کراؤ تب تمہارا چھٹکارا ہے۔ بھلا کہو تو آنکھیں تمہارے باپ
کی کس طرح جاتی رہیں۔ انہوں نے کہا۔ تمہارا پیراہن آنکھوں پر رکھ کر شب روز رونے روتے
اندھے ہوگئے ہیں۔ تب حضرت یوسف نے انہوں سے کہا کہ پیراہن میرا لے جاؤ ان کے منہ پر
ڈال دو۔ علاج ان کا یہی ہے بینا ہو جائیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِذْهَبُوْا
بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ترجمہ یوسف بولا
لے جاؤ یہ کرتا میرا اور ڈالو منہ پر میرے باپ کے کہ چلا آوے آنکھوں سے دیکھتا اور لے
آؤ میرے پاس گھر اپنا سارا یہ کہہ کر بھائیوں کو اپنے ساتھ لیکر کھانا کھلایا اور اچھی اچھی پوشاکیں
بیش قیمت کی خلعتیں ان سب کو دے کے کہا کہ تم میں کوئی شخص ایسا ہے کہ میری خبر جلد
باپ کو پہنچاوے کہ میری طرف سے ان کی خاطر تسلی ہو ان میں سے ایک کہ نام اس کا زاثر
تھا ہر روز اس کو ڈیڑھ سو کوس چلنے کی عادت تھی اس کو حضرت یوسف علیہ السلام

نے کہا کہ تم جاؤ میرے باپ کو یہاں آنے کا مژدہ دو اور ایک پیراہن کہ جس کی برکت سے
حضرت خلیل اللہ نے نجات پائی تھی اور آگ گلزار ہوئی تھی۔ سو پیراہن حضرت یوسف ع
کے بازو میں تھا۔ جب ان کے بھائیوں نے ان کو کنوئیں میں ڈالا تھا اسی پیراہن کو کھول کے
آپ نے یہودا کے ہاتھ میں دیا۔ اور بولے باپ کے منہ لے جا کے ڈال دو اللہ کے فضل سے جب
آنکھیں بھلی ہوں تو دیکھتے ہی چلے آویں میرے پاس اور جب مصر کے دروازہ سے باہر ہو
جاؤ تو اس پیراہن کو کنعان کی طرف ہوا کے رخ پر رکھیو تاکہ بو پیراہن کی جلد باپ کو پہنچے تب
یہودا نے جا کے باہر مصر کے دروازہ پر اس کو ہوا کے رخ پر رکھا باد صبا نے بوئے پیراہن
یوسف ع کی فوراً حضرت یعقوب علیہ السلام کو پہنچائی۔ اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام
نے کہا اپنی اولاد کو جو حاضر تھے گھر میں یعنی حضرت یعقوب اپنے بیٹوں کے پاس بیٹھے تھے
ان سے کہنے لگے اے بیٹو تحقیق میں اب یوسف ع کے پیراہن کی بو پاتا ہوں۔ تم مجھ کو دیوانہ
مت کہیو۔ اور اللہ تعالی فرماتا ہے۔ فَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَاۤ
اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ترجمہ اور جب جدا ہوا قافلہ مصر سے کہا ان کے باپ نے کہ تحقیق میں پاتا ہوں بو
یوسف ع کی اگر تم نہ کہو۔ کہ بوڑھا بہک گیا ہے بیہ سن کے کہنے لگے قولہ تعالی قَالُوْا تَاللّٰهِ
اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ترجمہ لوگ کہنے لگے قسم ہے خدا تعالی کی تحقیق تو البتہ بیچ وہم
اپنے قدیم کے ہے۔ پس بعد ایک ساعت کے یہودا نے فوراً یعقوب علیہ السلام کو جا کے
یوسف کی طرف سے بشارت دی یہ سنتے ہی حضرت اس کو جلدی سے اٹھا کر اپنی گود ی میں
لے کر مشتاق ہو کر پوچھنے لگے کہو تو یوسف ع کہاں ہے وہ بولا یوسف کو ہم نے مصر میں پایا
ہے۔ وہ وہاں کے بادشاہ ہیں بنیامین اور سب بھائی اُن کے پاس اچھی طرح آرام سے
ہیں۔ اور یہودا ابھی میرے پیچھے سے آتے ہیں یوسف کا کرتہ لے کر تمہاری آنکھوں پر
رکھنے کو تاکہ آنکھیں تمہاری اچھی ہو جائیں اور یوسف نے فرمایا کہ سب اہل بیت
کو یہاں لے آؤ حضرت نے بہت اچھا۔ کیا مضائقہ ہے۔ لیکن کہو تو یوسف کس کے
دین پر ہے۔ اپنے باپ دادوں کے دین پر ہے۔ یا نہیں اس میں مجھ کو اندیشہ ہے۔ اس
نے کہا کہ ہنوز اپنے آبا و اجداد کے دین پر قائم ہے یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام

سجدہ میں گئے شکر خدا تعالےٰ کا بجالائے اور تمام کنعان کے لوگ خوش ہوئے۔ تب یہودا بھی
مصر سے آ پہنچا پیراہن حضرت یعقوبؑ کے منہ پر ڈال دیا فوراً حضرت آنکھوں سے
دیکھنے لگے۔ تب اپنے بیٹوں سے کہا کہ ہم نے نہیں کہا تھا۔ تم کو کہ یوسفؑ گم ہونے کے باوجود
پیراہن کی مجھے بو آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ
فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ترجمہ۔ پس جب آیا
خوشخبری لانے والا ڈال دیا۔ اس کرتہ کو اوپر منہ اس کے اور آنکھیں روشن ہو گئیں بولا میں نے نہ کہا
تھا تم کو میں جانتا ہوں۔ اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے۔ سوال اگر کوئی کہے کہ حضرت یوسفؑ
کے پیراہن کی بو مصر سے یعقوبؑ کو پہنچی تھی۔ اور کسی کو نہیں۔ اس میں کیا بھید تھا۔ جواب
جو عاشق معشوق کا ہو۔ تو ضرور ہے۔ کہ بو محبوب کی اسی کو آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے
مومنو تمام مخلوقات عالم میں میں نے کسی کو ایسا نہیں پیدا کیا کہ رنگ بو میری نہ دے اس میں
ایک اشارہ ہے۔ کہ یعقوب واقعی دوست تھے تو بو پیراہن کی اس کے پائی تھی۔ ایسے ہی
جو بندہ مومن خدا کا دوست ہے۔ موت کے وقت اس کو راحت اور بو دوست کی ملے
گی۔ مروی ہے کہ موت کے وقت جو مومن حالت نزع میں ہو گا تو خدا تعالیٰ فرما دے گا
وہ دوست میرا ہے۔ جب جان اس کی نکالی جائے گی خداوند کی طرف سے بشارت دی
جاوے گی۔ کہ خوشی سے نکلے تب فرشتے ان سے کہیں گے اے مومنو تم کو بسبب عصیان
اور غفلت کے راہ امر و نہی خدا کی نہیں سوجی تھی۔ اب جانے وقت تکلیف دیتے ہو اور ا
روتے ہو اس لئے پیراہن مغفرت کا اللہ تعالیٰ نے تم کو بھیجا تاکہ آنکھوں میں تمہاری روشنی
آجاوے۔ اور جگہ اپنی بہشت میں پاؤ۔ القصہ یوسفؑ بعد رخصت کرتے ڈاڑ بیک کے
اور بھی تین دن بھائیوں کی خاطر میں رہے۔ اچھے اچھے کپڑے اور ہزار اونٹ بوجھ گیہوں کے
اور اقسام اقسام کے کھانے کی چیزیں اور گھوڑے اچھے اچھے چن کے ہر بھائی کو جدا جدا
دے کر اور اہل کنعان کے لئے بھی ہدایا باپ کے پاس بھیجے تاکہ تمام کنعانیوں کو حصے پہنچیں
اور میرے باپ کے حق میں دعا کریں۔ کہتے ہیں کہ چالیس اونٹ بوجھ سونا اور چاندی اور کپڑے
نفیس عماریوں میں رکھ کر اور ایک عماری مکمل جواہر سے باپ کے لئے علیحدہ خاص برادر

کی معرفت بھیجی کئی دن کے بعد یہ سب کنعان میں جا پہنچے پس حضرت یعقوب علیہ السلام اہل بیت کو لے کر مصر کے قریب آئے۔ اس کی خبر ملک ریان سن کر بہت خوش ہوا اور حضرت یوسف کو کہا ادائے شکر تم پر واجب ہے۔ اپنے ماں باپ سے اور اہل بیت سے تمہاری ملاقات ہوئی۔ جتنا مال پہلے سب کے واسطے تم نے اپنے باپ کو بھیجا تھا۔ ہم بہت خوش ہوئے اور بھی اتنا ہی مال خزانے سے لے کر ادائے شکر میں اس کے فقیر محتاجوں کو خیرات کرو اور ملک ریان نے بھی ہدیہ خاص یعقوب علیہ السلام کے واسطے بھیجا بعد اس کے یوسف نے فرمایا۔ کہ تمام مصر کو دیبائے رومی سے آراستہ کریں اور مکانات نئے نئے جدا گانہ تعمیر کرائیں پس حضرت یوسف مع لشکر و صاحب دبدبا پوش بادشاہت مصر سے نکل کر دو منزل آگے باپ کے استقبال کو آئے۔ اور راہ میں جس سے ملاقات ہوتی اس سے یعقوب علیہ السلام پوچھتے کہ یوسف میرا کہاں ہے۔ آیا تم لوگوں میں ہے یا نہیں۔ وہ بولے نہیں ہم سب ان کے غلام ہیں۔ اسی طرح اسی سوار اونٹ کے حضرت یعقوبؑ کے سامنے گذرے بعد اس کے یوسفؑ باحشمت و دبدبہ لشکر کے ساتھ آپہنچے یعقوبؑ اس شتر عماری پر تشریف لائے جو حضرت یوسف نے خاص ان کے لئے بھیجا تھا پس راہ میں باپ بیٹے سے ملاقات ہوئی اور بعض تفسیروں میں یوں لکھا ہے۔ کہ ملک ریان نے حضرت یوسفؑ سے کہہ دیا تھا کہ جب اپنے والد بزرگوار سے ملاقات ہو تو گھوڑے پر سے نہ اترو اگرچہ اپنے باپ کی تعظیم واجب ہے۔ لیکن بادشاہوں کا پاپیادہ ہونا مناسب نہیں۔ تب حضرت یوسفؑ واسطے رعایت حکم بادشاہ ریان کے اور نگاہ رکھنے تعظیم اپنے والد کے ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جا اترے بعد اس کے مشاہدے میں گئے غیب سے ایک آواز آئی اے یوسفؑ جو جس کا محب جانی ہوتا ہے۔ اس کی ماں جیسی محبت ہوتی ہے تب یوسفؑ نے جانا کہ یہ ہدایت اللہ کی طرف سے ہے اور حضرت یعقوبؑ یوسفؑ کو دیکھتے ہی اپنی سواری سے اتر پڑے اور محبت و تعظیم سے یوسف علیہ السلام کو اپنی عماری پر اٹھا لیا اور دونوں مل کر بہت روئے اور تمام لشکر بھی رو یا ان کے رونے سے بھائی سب اور تمام لشکر پاپیادہ مصر میں آئے۔ بعد اس کے زر و گوہر نثار کئے خبر ہے کہ جب یعقوبؑ لشکر میں یوسفؑ

کے آئے علم اور نشان خنثے تھے۔ ان میں سب پست ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا
ہر سب میں بلند ہوا۔ یہ دیکھکر سب متعجب ہوئے۔ اور کہتے ہیں کبھی یعقوبؑ ہنستے تھے اور
یوسفؑ روتے تھے۔ اور کبھی یوسف علیہ السلام ہنستے تھے۔ اور یعقوبؑ روتے تھے
اس میں ایک اشارہ عاشقانہ ہے کہ گاہے عاشق ہنستے اور معشوق روتے ہیں اور گاہ معشوق
ہنستے اور عاشق روتے ہیں۔ تب حضرت یعقوب سب اپنا اہل بیت لیکر اس قصر
معلے میں جا اترے جو کہ خاص حضرت کے لئے بنا تھا۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ
کو ساتھ لیجا کر تخت پر بٹھایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا
ترجمہ۔ اور اونچا بٹھایا اپنے ماں باپ کو تخت پر اور سب گرے اس کے آگے سجدے میں یعنی
سب بھائی حضرت یوسف کے آگے سجدے میں گرے تب حضرت یوسفؑ نے اپنے
باپ سے کہا قولہ تعالیٰ وَقَالَ يَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا ط
وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ أَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ
بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِمَا يَشَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ۔ ترجمہ اور کہا
یوسف نے اے باپ یہ بیان ہے میری اس پہلی خواب کا اس کو میرے رب نے سچ
کیا۔ اور اس نے احسان کیا مجھ سے جب مجھ کو نکالا قید سے اور تم کو لے آیا گاؤں سے
بعد اس کے کہ جھگڑا اٹھایا مجھ میں اور میرے بھائیوں میں شیطان نے۔ تحقیق میرا رب
تدبیر سے کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ بے شک وہی ہے۔ خبردار حکمت والا۔ اگلے
زمانہ میں سجدہ کرنا تعظیم تھی۔ اور فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا تھا اس وقت
اللہ تعالیٰ نے وہ رواج موقوف کیا اور یہ فرمایا۔ وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ۔ ترجمہ تحقیق سجدہ کرنا
اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ سوا اس کے کسی کو روا نہیں اس وقت پہلے رواج پر چلنا ویسا ہی ہے
کہ کوئی بہن سے نکاح کرے کہ حضرت آدم کے وقت میں بہن سے نکاح ہوتا تھا۔ پس
حضرت یوسف نے کہا۔ اے باپ یہ وہی خواب ہے جو میں نے دیکھا تھا کہ آفتاب اور
ماہتاب اور گیارہ ستارے مجھ کو سجدہ کرتے ہیں اب اللہ تعالیٰ نے وہی خواب میرا
سچا کیا بعد اس کے دوسرے دن تمام اہل مصر لے آکے ہدیہ دیئے۔ اور نذریں گذاریں کہ حساب

سے باہر تھے۔ وہ سب مال حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو دے ڈالا اور ملک ریان۔
حضرت یعقوب کے دیکھنے کو آیا خدا کے فضل سے اور ان کی صحبت کی برکت سے وہ دین
اسلام سے مشرف ہوا اسی طرح کئی لوگ آکے مسلمان ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام
کو جو دیکھنے جاتا اچنبے کا ایک نور چمکتا ہوا حضرت کی پیشانی پر دیکھتا تب اسی وقت منتج ہو
کہ دین اسلام قبول کر لیتا بعد اس کے ملک ریان نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا کہ
اے حضرت، یوسفؑ آپ کے ہی صاحبزادے ہیں بولے ہاں تب بادشاہ ریان نے کہا
کہ میں ان سے بہت خوش ہوں۔ اور میں نے اپنی سلطنت کا کاروبار ان کو ہی دے دیا
ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ اسی کو کل اختیار ہے وہ جو
چاہے سو کرے راویوں نے روائت کی ہے۔ کہ بادشاہ کے گھر میں سات چکیاں رنگین!
طلائی تھیں۔ اور ہر ایک چکی وزن میں پانچ ہزار من کی تھی۔ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام
کے پاؤں سے ایک چکی کو ٹھوکر لگی تھی یوسف علیہ السلام نے آکر اسی چکی کو سر دست سے
اٹھا کر پھینک دیا۔ نبوت کے سبب سے ان کو ایسا زور تھا۔ قصہ کوتاہ یوسف کے بھائیوں
نے دریائے نیل کے کنارے پر عمارت بنا کے سکونت اختیار کی مروی ہے۔ کہ حضرت
یعقوب علیہ السلام نے ایک روز یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تم کو معلوم تھا کہ میں کنعان میں ہوں
کیوں تم نے مجھ کو اتنے دن اپنے حال سے خبر نہ دی یوسفؑ نے کہا بابا جان میں نے کتنے خط آپ کے
واسطے لکھ رکھے ہیں۔ ایک صندوق لا کے دکھایا اور کہا کہ جب میں خط لکھ کے حضور میں بھیجنا
چاہتا تھا۔ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام آکے مجھ کو منع کر دیتے اور کہتے کہ اے یوسفؑ خدا
تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہنوز تمہارا وقت باقی ہے۔ اس وقت مت بھیجو۔ تب آپ نے
فرمایا اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت
یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا تیرے بھائیوں نے تیرے ساتھ
کیا بدسلوکی کی تو سنوں یوسفؑ نے کچھ نہ کہا چپکے ہو رہے۔ اور سب بھائیوں نے حضرت
سے آکے کہا کہ اے باپ ہم ان کے بدخواہ تھے۔ ہم گنہگار ہیں لیکن اب ہم معافی چاہتے!
ہیں تم سے اور کہا قولہ تعالیٰ قَالُوْا یٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا کُنَّا خٰطِئِیْنَ ٥ قَالَ

سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ ترجمہ کہا انہوں نے اے باپ بخشوا و
ہمارے گناہوں کو بے شک ہم تھے خطا کرنے والے حضرت نے کہا قریب ہے کہ بخشواؤں گا
اپنے رب سے وہ ہے بخشنے والا مہربان سوال اس میں کیا بات تھی جب یعقوبؑ سے
بیٹوں نے خطا کی معافی مانگی جو خطا کی تھی یوسفؑ کے بارے میں حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں
کو وعدے میں رکھا۔ اور فرمایا قریب ہی بخشواؤں گا جواب تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ وعدہ صبح کا
کیا تھا۔ کیونکہ صبح کی دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں مستجاب ہے اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت یعقوب
علیہ السلام بیٹوں کے حق میں دعا کرنے میں اس واسطے تاخیر کی تھی کہ خبر میں یوں آیا ہے کہ حق تعالیٰ گناہ
کسی کا معاف نہیں کرتا ہے مگر جب تک کہ خصم اس کا راضی نہ ہووے اس سے پس یوسف علیہ السلام
سے حضرت یعقوبؑ نے پوچھا کہ تم اپنے بھائیوں سے خوش و راضی ہو یا نہیں حضرت یوسف علیہ السلام
نے کہا کہ میں راضی ہوں۔ تب حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں کے حق میں خدا تعالیٰ سے دعا مانگی بعد چند
روز کے انتقال کر گئے ان کے بعد شمعونؑ نبی ہوئے اور بعضوں نے کہا کہ یوسفؑ نبی ہوئے۔ بعد
اس کے حضرت یوسفؑ اور چوبیس برس جیئے۔ جب ستر برس کی عمر ہوئی۔ تو موت قریب آئی۔ تب
خدا تعالیٰ کی درگاہ میں دعا مانگی اور کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ
وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تف اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ
تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝ ترجمہ اے پروردگار میرے دی تو نے میرے تئیں کچھ
بادشاہی اور سکھائی تو نے میرے تئیں تعبیر خوابوں کی یعنی کل ہٹھانی باتوں کی اے پیدا کرنے والے
آسمان اور زمین کے تو ہی ہے دوست میرا یعنی کارساز میرا بیچ دنیا اور آخرت کے قبض کر میرے
تئیں یعنی موت دے نیک بختوں میں اور ملادے میرے تئیں ساتھ صالحوں کے۔ ایک دن کا ذکر
ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا تھا کہ یوسفؑ بادشاہ ہے وہ قیامت کے دن بادشاہ
کے زمرے میں اٹھے گا اور محسوب نہ ہوگا نبیوں میں اس بات کو حضرت یوسفؑ نے سنا تھا تب موت کے
وقت خدا تعالیٰ کی درگاہ میں دعا مانگی اے پروردگار تو نے میرے تئیں بادشاہی دی دنیا میں اور مار
مجھ کو ساتھ ایمان کے اور ملادے ساتھ انبیاؤں کے۔ جب ستر برس کی عمر ہوئی۔ تب رحلت فرمائی
اور ان کے بھائی سب ایک کے بعد ہر ایک نبی ہوئے اور انتقال فرمایا یہ سب حضرت موسےٰؑ

کے زمانہ تک بارہ قوم تھے۔ قرآن شریف میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسباط کہتے ہیں بنی اسرائیل کو یعنی یعقوبؑ کے فرزندوں کو اور دوسرے بنی اسرائیل کے قبائل کو کہتے ہیں۔ تاکہ تمیز ہووے دونوں فریق میں۔ یہاں تک تھا قصہ یوسف علیہ السلام کا۔ واللہ اعلم :-

بیان اصحاب کہف کا

روایت کی گئی ہے کہ روم کے ملک میں ایک بادشاہ تھا نام اس کا دقیانوس تھا۔ خداتعالیٰ نے اس کو بڑی سلطنت دی تھی، اور لشکر بے شمار۔ ایک دن کسی نے اس کو خبر دی کہ فلانہ بادشاہ تیرے ساتھ لڑنے کو مستعد ہے۔ فوج کثیر لے کر آیا ہے۔ پس دقیانوس یہ سُن کر اپنے تمام لشکریوں کو ہمراہ لے کر واسطے دفع دشمن کے مستعد بجنگ ہوا۔ آخر جو بادشاہ لڑنے کو آیا تھا دقیانوس کے ہاتھ سے مارا گیا اور اس کے بیٹے سب گرفتار ہوئے۔ بعضے کہتے ہیں کہ پانچ تھے سب کو اپنی خدمت خاص میں رکھا ان میں سے ایک کو عہدہ جائے ضرور کا دیا تھا۔ جب دقیانوس جائے ضرور جاتا اس سے آبدست کروا لیتا۔ سبب اس کا یہ تھا کہ وہ ایسا جوان فربہ موٹا تھا کہ ہاتھ اس کا مقعد پر نہیں پہنچتا تھا۔ بڑا عظیم البطن تھا۔ اور کہتے ہیں کہ وہ ملعون دعویٰ خدائی کا کرتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان شہزادوں کو خطاب اصحاب کہف کا دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ ترجمہ کیا تو خیال رکھتا ہے کہ غار اور کوہ والے ہماری قدرتوں پر حیران تھے۔ جب جا بیٹھے وہ جوان اس کوہ میں۔ پھر بولے اے رب دے ہم کو اپنے پاس سے مہر اور بنا ہمارے کام کا بناؤ۔ یہی شہزادے مذکور سب کچھ تدبیر اور حیلہ کرنے لگے کہ کیونکر اس ظالم بدبخت کے ہاتھ سے ہم خلاصی پاویں۔ اور خداتعالیٰ کی عبادت کریں۔ ایک روز دقیانوس جائے ضرور گیا تھا، اس غلام کو جو خادم جائے ضرور کا تھا نہ پایا کہ مقعد اس کی دھلاوے۔ تب اس ملعون نے خفا ہو کر حکم دیا کہ اس کو اور اس کے بھائیوں کو سَو سَو درے مارو۔ اور ساتھ ہی تاکید کر دی کہ خبردار آئندہ ایسا نہ ہونے پائے اپنے اپنے کام پر سب حاضر رہنا غافل نہ ہونا۔ آخر وہ بادشاہ زادہ کہ جس کا عہدہ جائے ضرور کا تھا جب رات ہوئی تو سب بھائی کو لے کر وہ سب اکٹھے ہو کر صلاح و مشورہ کرنے لگے کہ یہ ملعون ہم کو ستاتا ہے اور دعویٰ خدائی کرتا ہے اور سب سے سجدہ کرواتا ہے۔ اب ہم پر واجب ہے

کہ اس کی خدمت سے باز رہیں اور یہاں سے کہیں نکل جاویں۔ اپنے خالق ارض و سماء کی عبادت کریں۔ جو آخرت میں کچھ بھلا ہو۔ بھائی بولے یہ اچھی بات ہے جو تم کہتے ہو۔ کسی صورت سے یہاں سے نکلا چاہیئے۔ تب وہ بولے ایک تدبیر ہے کہ جب وہ ملعون میدان میں چوگان کھیلنے کو جائے گا البتہ ہم کو بھی ہمراہ لے جائے گا۔ جب ہم کو کھیلنے کو کہے گا۔ تب ایسی چستی و چالاکی سے چوگان کھیلنا چاہیئے کہ وہ خوش ہو جاوے اور ہماری تعریف کرے۔ جب شام عنقریب ہوگی۔ تب میں چوگان میدان سے باہر پھینکوں گا۔ تم سب ہمارے پیچھے بہ بہانۂ چوگان میدان سے باہر نکل جائیو۔ تب سب مل کے ایک جگہ میں جا کے گھوڑے پر سے اتر کر میلا کپڑا بدل کر پیادہ پاؤں چلے جائیں گے اور ہمیں کوئی نہ پہچانے گا۔ پس جب بھائیوں نے یہ صلاح ٹھہرائی اور دوسرے روز سب دقیانوس کے پاس آ کے حاضر ہوئے اور اپنے عہدے پر جا کھڑے ہوئے اور وہ ملعون تخت پر جا بیٹھا۔ دعوائے خدائی کا کرتا تھا۔ لعنۃ اللہ علیہ اتفاقاً اسی وقت ایک بلی اس کے بالا خانے پر سے اس کے پاس اچانک آ گری۔ اس سے وہ ملعون چونکا اور ڈرا تب وہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ اگر یہ ملعون خدا ہوتا تو بلی سے کاہے کو ڈرتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مردود جھوٹا ہے اور دعوے اس کا باطل ہے اس گھڑی ایک مہمان بصورت انسان اس کے آگے آ کے کہنے لگا۔ اے ملعون اگر تجھ کو دعوے خدائی کا ہے۔ تو ادنے ترین ایک ذی روح جانور مکھی ہے اس کو پیدا کر۔ تب ہم جانیں گے کہ تیرا دعوٰی حق ہے اس مردود نے ایک بہانہ کر کے کہا کہ ایسے بد جانور کو ہم نہیں پیدا کرتے تو آدمی بولا کہ خدا نے جو اس کو پیدا کیا ہے البتہ کچھ حکمت ہوگی۔ وہ ملعون بولا اس میں کیا حکمت ہے اس نے کہا کہ جب تو جائے ضرور میں جا بیٹھتا ہے تو وہ تیری کون میں جا بیٹھتی ہے تو ہاتھ پاؤں اپنے نجاست میں آلودہ کر کے تیری داڑھی پر جا بیٹھتی ہے یہ بھی ایک کار حکمت ہے یہ کہہ کر غائب ہوا۔ تب وہ ملعون شرمندہ ہوا پس دوسرے دن دقیانوس چوگان کھیلنے کو میدان میں گیا اور شاہزادوں کو بھی ساتھ لیا پس میدان میں جا کے ایسا کھیل کھیلنے لگے کہ دقیانوس بہت محظوظ ہوا۔ اور بولا کہ فجر کو تم سب کو خلعت دے کر خوش کروں گا۔ جب شام ہوئی دن آخر ہوا بجسب اس کے جو مشورہ کیا تھا اسی کے موافق آخر چوگان میدان سے پھینکنے لگے۔ اسی طرح آہستہ آہستہ کھیلتے ہوئے دور تک نکل گئے۔ دقیانوس ان کو کھیل میں چھوڑ کر شام کے وقت گھر کی طرف چلا گیا اور وہ شاہزادے سب فرصت کمال

پاکر خدا کو یاد کرکے وہاں سے نکل پڑے، میدان کی طرف گھوڑا اٹھا کے رات ہی رات چلے گئے، جب صبح ہوئی گھوڑوں کو چھوڑ کر کسی شہر کے کنارے جا پہنچے، وہاں چند آدمی پاسبان بکریوں کے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی وہ بولے اے عزیزو تم کہاں جاتے ہو، انھوں نے کہا کہ ہم خالق ارض وسماء کی طلب کو جاتے ہیں۔ انھوں نے کہا وہ کیسا خدا ہے جسے تم چاہتے ہو وہ بولے آسمان اور زمین اور جو کچھ ہمارے تمہارے بیچ میں ہے وہ سب کا پروردگار ہے۔ اور مالک عدم سے ملک وجود میں لانے والا وہی ہے پس ان باتوں سے وہ لوگ خوش ہوئے اور بولے کہ یہ سچ کہتے ہیں، تب وہ بھی پاسبانی چھوڑ کر شہزادوں کے ساتھ مل کر چل پڑے اور ان کی اختیار کی، اور ایک کتا بھی ان کے ساتھ تھا، وہ بھی ہمراہ ہو لیا، وہ بولے کتے کو ہنکا دو تو بہتر ہے وگرنہ ہمارے ساتھ رہے گا بھونکے گا اس کی آواز سُن کے لوگ آکے ہم کو پکڑیں گے۔ تب پاسبانوں نے کُتّے کو مارا پیٹا، یہاں تک کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور سارا بدن زخمی کیا، تو بھی اس نے پیچھا نہ چھوڑا، آخر ان کے ساتھ ہی رہا، اور اللہ تعالےٰ نے اس کو زبان دی، تب اس نے کہا اے یارو مجھے مت مارو تم جس کے بندے ہو میں بھی اس کا فرماں بردار ہوں، تم جس کی یاد کو جاتے ہو میں بھی اسی کو چاہتا ہوں مجھ کو بھی تم ہمراہ لے چلو۔ پس کتے سے یہ باتیں سُن کے اصحاب کہف کو ترس آیا اور پیار کر کے کتے کو اپنے ساتھ کاندھے پر لے چلے تمام رات چلتے چلتے جب روز روشن ہوا جا کے پہاڑ کے اندر ایک کھوہ میں جا گھسے اور بولے کہ یہاں ذرا دم لیا چاہیئے کہ ماندگی رات کی رفع ہو آخر وہاں دم لیا پس سو گئے جیسا اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِھِمْ فِی الْکَھْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰھُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝ ترجمہ پس پردہ مارا ہم نے اوپر کانوں اُن کے کے یعنی سلا دیا ہم نے ان کو بیچ غار کے کئی برس گنتی کے پھر اٹھایا ہم نے اُن کو کہ معلوم کریں ہم دو فرقوں میں سے کس نے یاد رکھی ہے جتنی مدت رہے تھے۔ القصہ دقیانوس نے اس کھیل کے میدان میں شاہزادوں کو نہ پاکر بہت تاسف کیا اور چند سواروں کو ان کے پیچھے دوڑایا کونہ کونہ تلاش کرتے ہوئے اسی کھوہ کے پاس جا پہنچے۔ خدا کے فضل سے اس غار کا منہ چیونٹی کے سوراخ سا بن لیا اور ان سب کا نام ونشان نہ پا کے پھر واپس آئے۔ اور بعض روایت میں یوں آیا ہے کہ اس کھوہ کے کنارے پر ان کو مردہ پایا تھا تو ان کو کسی کھوہ میں ڈال کے چلے آئے

تھے اور اسی دن سے ان کا لقب اصحاب کہف ہوا۔ اور بعضوں نے یوں روایت کی ہے کہ وہ
بادشاہ کے باورچی کے بیٹے تھے اور بعضے ان میں نانبائی کے بیٹے تھے۔ بادشاہ دقیانوس نے ایک
کو جادو سیکھنے کو ایک جادوگر کے پاس بھیجا تھا۔ ایک دن اس لڑکے کی اثنائے راہ میں ایک راہب
سے ملاقات ہوئی۔ راہب نے اس لڑکے سے پوچھا تم کہاں جاتے ہو۔ وہ بولا میں جادو سیکھنے کو
جاتا ہوں۔ تب راہب بولا۔ جادو تو کفر ہے اور تو مسلمان کیوں نہیں ہوتا۔ تب خدا تعالیٰ کے فضل
سے اس وقت وہ ایمان لایا۔ مسلمان ہوا۔ دقیانوس اس بات کو سن کے خفا ہوا اور اس لڑکے کو
دار پہ کھینچنے کا حکم دیا۔ کہتے ہیں کہ اس کو پانچ دفعہ سولی پر چڑھایا گیا تو بھی وہ نہ مرا اللہ تعالیٰ کے فضل سے
سلامت رہا۔ اور کہا کہ اٰمَنْتُ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ آخر اس کو دقیانوس نے قید شدید میں رکھا اس کے
ہم جنس اور پانچ چھ لڑکے دقیانوس کے ملازم تھے انھوں نے باہم صلاح و مشورت کر کے کسی حیلہ
سے قید سے اس کو چھڑا لیا اور اس سے وہ متفق ہو کر اس ظالم کے قبضہ سے اس شہر سے خدا کی
عبادت کو نکلے ایک پہاڑ کی طرف گئے ایک کھوہ میں جا رہے اور وہاں سو رہے اس میں تین سو
برس گذر گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَبِثُوْا فِیْ کَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا
ترجمہ اور مدت گذری ان پر کھوہ میں تین سو برس اور نو اوپر۔ اور اصحاب کہف کے نام اور ان
کے عدد میں اختلاف بہت ہے۔ یہ سب اہل روم تھے اور ان کا غار بھی ارض روم میں ہے۔ اور
بعض کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ کے دین میں تھے اور قاموس میں لکھا ہے کہ ابن قتیبہؒ نے روایت
کی ہے کہ اصحاب کہف کا دین مذہب اللہ کو معلوم ہے فقط توحید پہ قائم تھے اور کسی نبی کی شریعت
پکڑنے نہیں پائے مگر جس نے ان کی خبر پائی معتقد ہوئے۔ اور پاس ان کے مکان زیارت کا بنا دیا
وہ انصاری تھے۔ نام ان کے یہ ہیں۔ مکسلمینا۔ واملیخا۔ و یکسر۔ مرکوکش۔ نواس۔ سانیوس
بطینوس۔ کشفوطط۔ اور کسی نے کہا کہ نام ان کے یلیخا۔ مکسدینا۔ مرطوس۔ نواس۔ اریطانس۔ کید یلطیطوس
اور بعضوں نے کہا ہے کہ مکسلمینا۔ یملیخا۔ مرطونس۔ بتینولس۔ سا بولس۔ کفسططوس۔ ذو نواس
اور بعضوں نے کہا ہے۔ کہ مکسلمینا۔ ایلخا۔ مرطونس۔ بوالس۔ سارنیوس۔ بطنوس۔ کشفوطط۔ اور بعض
کے نزدیک یہ نام ہیں۔ مکسلمینا۔ تملیخا۔ مرطونس۔ بتیونس۔ ذواس۔ کشفیطط۔ یونس اور آٹھواں ان کا
کتا۔ کہ نام اس کا قطمیر تھا۔ قاموس میں یہی لکھا ہے۔ لیکن شمار ان کا سوائے خدا تعالیٰ کے کسی

کو معلوم نہیں ہے کہ وہ کتنے آدمی تھے اور ان کے عدد کا بہت ہی اختلاف ہے بمصداق اس آیت کے قولہ تعالیٰ سَيَقُولُونَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ترجمہ البتہ کہیں گے کہ وہ تین ہیں، چوتھا ان کا کتا ہے اور یہ بھی کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے، بن دیکھے نشانی کے پتھر چلانا، اور یہ بھی کہیں گے کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں اُن کا کتا ہے، تو کہہ کہ پروردگار میرا خوب جانتا ہے کتنے آدمی ان کے ہیں خبر ان کی نہیں رکھتے مگر تھوڑے لوگ جب تین سو نو برس کے بعد نیند سے جاگ اُٹھے اصحاب کہف آپس میں ایک دوسرے سے پوچھنے لگے، چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے، وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۭ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝ ترجمہ اور اسی طرح ان کو جگا دیا ہم نے کہ آپس میں لگے پوچھنے ایک بولا ان میں سے کہ کتنی مدت ٹھیرے تم۔ بولے ہم ٹھیرے ایک دن یا دن سے کم بولے تمہارا رب بہتر جاننے والا ہے جتنی دیر رہے ہو، اب بھیجو ایک شخص اپنے کو روپیہ لے کر اپنا اس شہر کو پس دیکھے کونسا ستھرا کھانا لا دیوے تم کو اس میں سے کھانا اور نرمی سے جاوے اور جتا نہ دیوے تمہاری خبر کسی کو، جب اصحاب کہف تین سو برس کے بعد یکبارگی جاگے تو بھوک ان پر غالب ہوئی، ان میں سے یملیخا کو شہر میں روٹی لانے کو نان بائی کی دکان میں بھیجا۔ اور دینار ضرب دقیانوس کا تھا روٹی والے کو دیا روٹی والے نے دیکھ کے پوچھا، اے یار تم نے گڑا مال کہیں پایا ہے، کیونکہ اس دینار پہ نام دقیانوس بادشاہ کا دیکھتا ہوں، اس کا زمانہ تو قرنوں گذرا ہے وہ مر گیا ہے، اب مجھے ابھی اس کا حصہ دو نہیں تو بادشاہ کے حضور میں تمہیں لے جاؤں گا، وہ دیکھتے ہی تم سب سے تمام روپیہ چھین لے گا، آخر یملیخا نے اس سے اپنا سارا قصہ بیان کیا، اتنے میں بہت آدمی دونوں کی قیل وقال سن کے آ جمع ہوئے اور اس بات کی خبر بادشاہ تک جا پہنچی، بادشاہ عادل تھا، یملیخا کو حضور میں بلا کے ساری حقیقت اس سے دریافت کی، تب یملیخا نے بادشاہ کے پیش عرض کی کہ ہم کئی آدمی ہیں بادشاہ دقیانوس کے ظلم سے بھاگ کر فلانے پہاڑ کے کھوہ میں جا رہے ہیں اور بعد مدت کے جب نیند سے جاگ اٹھے مارے بھوک کے برداشت نہ کر سکے، تب سب کو وہاں بٹھا کے میں روٹی کے لئے شہر میں آیا

ہوں، بادشاہ یہ سن کے بہت متعجب ہوا، اور علماء دین سے بلاکر پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ بادشاہ دقیانوس کون سے زمانہ میں گذرا ہے ان سب نے متفق الکلمہ عرض کی کہ اے جہاں پناہ جو باتیں یملیخا نے حضور میں عرض کی ہیں یہ سب سچ ہیں، ہم نے تواریخ کی کتابوں میں دیکھا ہے کہ بادشاہ دقیانوس بڑا ظالم تھا زمان سابق میں گذرا ہے، پس چونکہ یہ بادشاہ عادل اور بہت منصف مزاج تھا، یہ حقیقت یملیخا سے سن کے اُس کے ہمراہ کھوہ پہ جانے کا عزم کیا پس باشوکت شاہی سوار ہوکر اس غار کے پاس جب جا پہنچا، تب یملیخا نے بادشاہ کے پیش دست بستہ عرض کی کہ اگر آپ اس حشمت اور دبدبے کے ساتھ انہوں کے پاس جائیں گے تو اغلب ہے کہ وہ آپ کو دیکھ کے ڈریں گے اور چھپ جائیں گے اور آپ سے کچھ بات چیت نہ کریں گے، مناسب ہے کہ آپ ذرا یہاں ٹھیریں میں جا کے انھوں کو خبر کردوں اور خاطر جمع کروں کہ بادشاہ دقیانوس دنیا سے چل بسا اور مردود ہوگیا ہے، اب بادشاہ مسلمان ہے آؤ شہر میں چلیں، پس یملیخا بادشاہ سے یہ بات کہہ کر غار میں چلا گیا، اور سب احوال یہاں کا جو گذرا تھا ان سے بیان کیا وہ بولے ہم کو اب کھانے پینے کی کچھ حاجت نہیں اور ہم کو دنیا سے بھی کچھ غرض نہیں ہم کو اپنے خدا ہی سے کام ہے یہ کہہ کر سو گئے، خبر ہے کہ اب تک بھی سوتے ہیں، ایسا ہی حال قیامت تک رہے گا۔ کہتے ہیں کہ اس بادشاہ اور سب نے ان کی انتظاری دیکھ کر اس کھوہ کے اندر جانا چاہا، مگر کسی جانب کو اس کی راہ نہ ملی، ناامید وہاں سے پھر آیا، اور اس پہاڑ کے کنارے بستی میں آکے ایک عبادت گاہ بناکر وہاں سب رہنے لگے اور خبر ہے اصحاب کہف کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کئے ہیں تاکہ اُن کو پہلو بہ پہلو سلادیں اور کروٹ کراویں، اور بہشت کے پنکھے سے ہوا کریں اور گرمی سردی وہاں اُن پہ نہیں لگتی، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَّزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ○ ترجمہ اور تو دیکھے دھوپ جب نکلتی ہے بچ جاتی ہے ان کے کھوہ سے داہنے کو اور جب ڈوبتی ہے کترا جاتی ہے اُن سے بائیں بائیں کو تاایں کہ اثر گرمی اور سردی کا ان پہ نہ لگے، اور وہ میدان میں ہیں اس کے یہ ہے قدرتوں میں سے اللہ تعالیٰ کی جس کو اللہ تعالیٰ راہ دے وہی آوے راہ پہ اور جس کو وہ گمراہ کرے پھر تو نہ پاوے اس کا کوئی رفیق راہ پہ لانے والا۔ کہتے ہیں کہ وہ سوتے ہیں،

اور ان کی آنکھیں کھلی ہیں اس سے کوئی جانے کہ وہ سب جاگتے ہیں۔ اور حق تعالیٰ نے اس مکان پر وحشت رکھی ہے۔ تاکہ لوگ تماشہ نہ پکڑیں کہ وہ بے آرام نہ ہوں اور ان کے ساتھ ایک کتا لگ گیا تھا وہ بھی زندہ رہے گا۔ ... مروی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے قبل زمانے سے اصحاب کہف کھوہ میں گھسے ہیں۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کے ایام میں ہی گھسے تھے اور انجیل پر ایمان لائے تھے۔ لیکن اکثر کا قول ہے کہ دین اور مذہب اُن کا بجز خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔ یہاں تک تو ان کا قصہ تھا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ؛۔

قصہ حضرت شعیب پیغمبر علیہ السّلام کا

حضرت شعیبؑ حضرت صالح پیغمبر کی اولاد میں سے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو پیغمبروں کا خطیب فرمایا ہے۔ چونکہ وہ فَصِیْحُ اللِّسَان تھے اور اپنی قوم کو خداوند کی طرف دعوت کرتے تھے اور وہ حضرت شہر مَدْیَنْ کے نبی تھے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْٓ اَرٰىکُمْ بِخَیْرٍ وَّاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ۝ وَیٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ (الاٰیۃ) **ترجمہ** اور مدین کی طرف بھیجا ہم نے ان کے بھائی شعیب کو۔ وہ جا کے بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی۔ کوئی نہیں تمہارا خدا اس کے سوا اور نہ گھٹاؤ ناپ اور تول۔ میں دیکھتا ہوں تم کو آسودہ اور ڈرتا ہوں تم پر آفت سے ایک گھیرنے والے دن کی اور اے قوم پورا کرو ناپ اور تول کو انصاف سے اور نہ گھٹاؤ لوگوں کو ان کی چیزیں۔ اور نہ مچاؤ زمین پر خرابی کافروں نے حضرت کو جواب دیا اے شعیب مال ہمارا ہے خواہ زیادہ بیچیں خواہ گھٹا کے بیچیں وزن اور ناپ سے ہمارے تم کو کیا کام ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا اے قوم خدا کی بندگی اگر نہ کرو گے اور میزان اور ناپ کو اگر درست نہ رکھو گے۔ تو عذاب پہنچے گا۔ تم پر خدا تعالیٰ کی طرف سے جیسا کہ قوم نوح پر اور قوم ہود پر اور قوم صالح پر اور قوم لوط پر عذاب نازل ہوا تھا۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ وَیٰقَوْمِ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شِقَاقِیْٓ اَنْ یُّصِیْبَکُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ

هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ط وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ه وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ه **ترجمہ**۔ اور اے قوم نہ کماؤ میری ضد کر کر یہ کہ پڑے تم پر جیسا کہ کچھ پڑا قوم نوح پر یا قوم ہودؑ پر یا قوم صالحؑ پر۔ اور قوم لوطؑ پر تو تم سے دور نہیں۔ اور گناہ بخشواؤ اپنے رب سے اور اس کی طرف رجوع لاؤ۔ البتہ میرا رب مہربان ہے محبت والا تب قوم نے جواب دیا قوله تعالیٰ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ج وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ه **ترجمہ** اے شعیب ہم نہیں سمجھتے بہت باتیں جو تو کہتا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ تو ہم میں کمزور ہے اور اگر نہ ہوتے تیرے بھائی بند تو تجھ کو ہم سنگسار کر ڈالتے اور کچھ تو ہم پر سردار نہیں نہیں۔ پھر حضرت شعیب نے کہا انہوں سے اے قوم ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تو جو اللہ تعالیٰ کو اور مجھے سچا نبی جانو۔ اور کہا مانو ہر چند کہ شعیب کہتے رہے پھر بھی نہ مانا۔ تب حضرت نے ان سے مایوس ہو کر بہ ناچاری ان پر بددعا کی جبرائیلؑ تشریف لائے اور فرمایا اے شعیب قریب ہے۔ تمہاری قوم پر خدا تعالیٰ عذاب نازل کرے گا۔ تم ہوشیار ہو جاؤ۔ جو لوگ تم پر ایمان لائے ہیں اُن کو اپنے ساتھ لے کر شہر سے باہر نکل جاؤ۔ اس قوم سے دور رہو۔ تب حکم الٰہی سے شعیبؑ نے اپنے اہل و عیال اور وہ لوگ جو اُن پر ایمان لائے تھے سب ایک ہزار سات سو آدمی تھے۔ سب کو ہمراہ لے کر شہر سے باہر نکل گئے۔ کافر سب ہنسنے لگے۔ بولے اے شعیب کیا مصیبت پڑی ہے۔ تم کو کہاں جاتے ہو شہر سے حضرت نے فرمایا میں تم سے جدا ہوتا ہوں۔ خدا کے کہنے سے اب حق تعالیٰ تم پر عذاب نازل کرے گا۔ حضرت یہ بول کر شہر سے تین کوس باہر نکل گئے جبرائیلؑ نے آ کر خبر دی کہ کل صبح تمہاری قوم پر عذاب نازل ہوگا۔ جب صبح ہوئی۔ تو حضرت عبادت میں مشغول ہوے۔ اور جتنی قوم کفار کی تھی صبح کو اپنے گھروں میں سوئی ہوئی تھی اس وقت جبرائیل نے آ کے خدا تعالیٰ کے حکم سے ایک ایسی چیخ ماری کہ تمام کافر شہر کے ہلاک ہو گئے۔ یہاں تک کہ کوئی مواشی بھی نہ رہا۔ اور آگ آ کے ان سب مردوں کو جلا گئی بعد اس کے حضرت شعیب نے خدا تعالیٰ کی درگاہ میں عرض کی یا الٰہی میں اب کہاں جاؤں اور کہاں رہوں بارگاہ الٰہی سے ندا آئی تم اپنے گھر میں جا رہو

تب شعیبؑ اپنی قوم لے کر شہر میں آئے دیکھا کہ سارے مردود کفار جل بھن کر خاک ہو گئے پھر حضرت کے آنے سے شہر مدین آباد ہوا۔ اور اشجار وغیرہ سرنو سے پیدا ہوئے پھر سب ترو تازہ ہوئے پھول پھل کر پھلنے لگے پیشتر سے بیشتر ہوئے پس شعیب نے اپنی قوم کو بارہ برس تک شریعت سکھائی۔ اور ہلاک ہونے میں قوم کے اپنی بددعا سے بہت تاسف کرنے لگے اور اس کے غم سے روتے روتے آنکھیں جاتی رہیں مروی ہے۔ کہ جبرائیل نے نازل ہو کر حضرت شعیبؑ سے کہا۔ کہ اے شعیبؑ تم کیوں غم کھاتے ہو۔ اگر اپنی آنکھ کے لئے روتے ہو تو آنکھ دی جاوے اور اگر کسی کام کے لئے روتے ہو تو وہ بھی حاصل ہوگا۔ اور اگر دوزخ کا ڈر ہے۔ تو اندیشہ مت کرو اگر دنیا کے لئے روتے ہو دنیا بھی دی جاوے گی۔ خدائے اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ تب حضرت شعیب نے کہا اے جبرائیل میں کچھ نہیں چاہتا ہوں مگر خدا کے دیدار کی آرزو ہے۔ حضرت جبرائیلؑ نے یہ سن کر باری تعالیٰ سے عرض کی آلہی تو دانا بینا ہے۔ شعیبؑ جو کہتا ہے۔ تجھ کو خوب معلوم ہے۔ ندا آئی اے جبرائیل تم اس سے جا کر میری طرف سے کہو کہ ہمارا دیدار قیامت کو ملے گا۔ غرض شعیبؑ بارہ برس دنیا میں نابینے رہے۔ اور پیغمبری کی یہاں تک کہ موسےٰ کا زمانہ آپہنچا۔ شرح اس کی موسےٰ کے قصے میں بیان کروں گا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تعالےٰ اور خبر ہے کہ حضرت موسےٰ کے آنے کے بعد شعیب چار برس اور چار مہینے اور جئے اور بعضے کہتے ہیں کہ آٹھ برس جئے بعد اس کے انتقال فرمایا:۔

قصہ حضرت یونس علیہ السلام کا

روایت کی گئی ہے۔ کہ حضرت یونسؑ پیغمبر ہودؑ کی اولاد میں سے تھے۔ خداوند تعالےٰ نے شہر نینوا کی ان کو پیغمبری دی تھی اب جس کو دمشق کہتے ہیں وہاں قوم ثمود کی تھی۔ سب بت پرست تھے ایک روز حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جناب رسالت مآب سے پوچھا کہ یونس پیغمبر کی قوم کتنی تھی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ لاکھ سے زیادہ تھی۔ سب نافرمان تھے چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاَرْسَلْنٰہُ اِلٰی مِائَۃِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ ؕ ترجمہ اور بھیجا اس کو

ہم نے لاکھ آدمی پر یا زیادہ پر یعنی اگر عاقل بالغ شمار کیجئے تو لاکھ تھے۔ اور سب کو شامل
کیجئے تو لاکھ سے زیادہ تھے۔ یہ اللہ کو شک نہیں مروی ہے۔ کہ یونس ع نے اپنی قوم کو چالیس
برس تک خدا تعالیٰ کی طرف دعوت کی۔ اور کہتے رہے اے قوم کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یُوْنُسُ نَبِیُّ اللّٰہِ
وے مردود کبھی اس کلمہ کو زبان پر نہ لائے۔ اور کہتے تھے تم اگر ہم کو پارہ پارہ کرو گے پھر
بھی تم کو ہم نبی اللہ کا نہ کہیں گے۔ حضرت اس بات سے اور مایوس ہوئے قوم بت پرستی
کرنے لگی۔ پھر کہا اے قوم اپنے خالق ارض وسمار کو چھوڑ کر کیوں بت پرستی کرتے ہو جس
میں کوئی نفع نہیں۔ وہ جہنم کی راہ ہے۔ ان منکروں نے ہرگز نہ سنا۔ اور کہا کہ ہم تیرے
خدا کو نہیں مانتے ہیں۔ اور حضرت کو اذیت دینے لگے۔ پھر حضرت نے عاجز ہو کر کہا اے
قوم خدا تعالےٰ کی عبادت کرو اور راہ ضلالت کو چھوڑو۔ نہیں تو خداوند کریم تم پر عذاب نازل
کرے گا۔ وے بولے عذاب کیا چیز ہے۔ کیسا ہوتا ہے۔ حضرت بولے عذاب آتش دوزخ
ہے۔ یہ سن کر ان مردودوں نے کہا بھلا کچھ مضائقہ نہیں۔ تب یونس ع نے ان بدوں کے لئے
بد دعا مانگی ندا آئی۔ اے یونس ع جب وقت آئے گا۔ ان پر عذاب نازل کروں گا۔ پس
یونس ع خفا ہو کر اس شہر سے اپنی قوم کو چھوڑ کر بے رضا آلٰہی کے نکلے اسی سبب سے
اللہ تعالےٰ نے ان کو بلا میں بتلا کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ
مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ
كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُـنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
ترجمہ اور مچھلی والے کو جب گیا غصہ سے لڑ کر پس سمجھا وہ کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے پس پکارا
بیچ اندھیروں کے کہ کوئی حاکم نہیں سوائے تیرے تو بے عیب ہے بے شک میں تھا۔
گنہگاروں میں۔ پس قبول کی اس کی ہم نے پکار۔ اور نجات دی ہم نے اس کو غم سے
اور اندھیرے سے اور اسی طرح ہم نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو یونس ع بڑے شوقین
تھے عبادت کے اور دنیا سے الگ تھے حکم ہوا کہ ان کو شہر نینوا میں پہنچاؤ تو کہ مشرکوں کو
بت پوجنے سے منع کریں۔ یہ خفا ہو کر چلے راہ میں ایک ندی ملی ایک بیٹا کنارے پر چھوڑ کر۔
ایک کو کندھے پر لیا۔ عورت کا ہاتھ پکڑا۔ ندی میں پانی نے زور کیا۔ عورت کا ہاتھ چھوٹ گیا

اور لڑکا جو کندھے پر تھا پھسل پڑا گھبراہٹ میں کنارے پر آئے دوسرے لڑکے کے پاس اس کو بھیڑیا لے گیا۔ جب اس شہر میں پہنچے سرداروں سے ملے پیغام اللہ کا پہنچایا وے ٹھٹھا کرنے لگے ایک مدت تک وہاں رہے۔ آخر خفا ہو کر عذاب کی بد دعا کی اور آپ وہاں سے تین دن کا وعدہ کرکے نکل گئے۔ تیسرے دن عذاب آیا شہر کے سب لوگ جنگل میں نکلے اللہ تعالے کے آگے توبہ کی رُوئے سارے بُت توڑ ڈالے عذاب ٹل گیا۔ شیطان نے یونس ؑ کو خبر دی کہ وہ قوم اچھی بھلی ہے۔ اس پر عذاب نہ آیا۔ یہ سن کر حضرت دل میں خفا ہوئے کہ اللہ نے مجھ کو جھوٹا کیا ہے۔ یہ کہہ کر اللہ کے حکم کی راہ نہ دیکھی کسی طرف چل کھڑے ہوئے ایک کشتی پر جا کر سوار ہوئے۔ وہ کشتی بھنور میں چکر کھانے لگی۔ لوگوں نے کہا کشتی میں کسی کا غلام ہے اپنے مالک سے بھاگا ہوا۔ قرعہ ڈالا تو حضرت کے نام پر آیا۔ لوگوں نے حضرت کو پکڑ کر دریا میں ڈال دیا۔ ایک مچھلی ان کو نگل گئی اس اندھیرے میں رب کو پکارا توبہ قبول ہوئی مچھلی نے کنارے پر جا کے اگل دیا وہاں ایک کدو کی بیل نے چھا کر چھاؤں کی اور ہرنی نے دودھ پلایا۔ جب بدن میں قوت آئی حکم ہوا کہ اسی قوم میں پھر جاؤ۔ وہ قوم آپ کی آرزومند تھی راہ دیکھتی۔ ان کی عورت اور لڑکے پھر ملے بھیڑیئے سے لوگوں نے لڑکا چھڑا لیا ہوا تھا اب اسی شہر میں آپ کی قبر ہے سوال اگر پوچھئے کہ یونس ؑ پیغمبر کو مچھلی نگل گئی تھی وہ کیسا ماجرا تھا۔ جواب اس کا یہ ہے۔ کہ خدا کو منظور تھا کہ اپنے بندوں کو دکھلاوے کہ میں ناطہ اور رشتہ کسی سے نہیں رکھتا مگر جو میری اطاعت کرے گا وہ میرا بندہ ہے۔ اور وہ تو میرا نبی تھا اس نے میرا کہا نہ مانا خفا ہو کر بے حکم میرے چلا گیا اس لئے میں نے اسے مچھلی کو کھلایا تاکہ بندوں کو معلوم ہو کہ بندہ بے حکم کو اسی طرح سزا ملتی ہے۔ اور دوسری روایت ہے۔ کہ یونس ؑ خدا کی مرضی نہ دریافت کرکے جلدی غصہ ہوئے اس لئے خدائے تعالے نے ان کو عبرت کے لئے مچھلی کے پیٹ میں چند دن رکھا۔ حکمت یہ تھی۔ کہ مومن بندوں کو دکھلاوے کہ سب کو یہ ماجرا دیکھ کر عبرت حاصل ہو۔ اپنے پیغمبر کو ایسے مقاموں میں نہ چھوڑا۔ مچھلی کو کھلایا۔ پھر نجات دی۔ پس تمام مومن بندوں کو لازم ہے کہ مرضی آلہی میں ہرگز شتی نہ کریں ہر آن اُس کا شکر کریں۔ الغرض یونس ؑ جاتے جاتے کسی ندی کے کنارے

پھر جا پہنچے دیکھا کہ لوگ کشتی پر سوار ہو کر پار اترتے ہیں۔ آپ بھی جا کر سوار ہوئے۔ تین شبانہ روز کشتی پر تھے۔ بعد تین روز کے رات کے وقت تمام دریا میں یکبارگی اندھیرا ہو گیا اور بڑی بڑی مچھلیاں آ کے کشتی کو حرکت دینے لگیں۔ آدمیوں نے کہا کہ کوئی گنہگار بندہ کشتی پر ہوگا اس کو نکال کر دریا میں ڈال دو مچھلی نگل جائے۔ شاید ہم اس کھٹکے سے بچیں ایسا نہ ہو۔ کہ کشتی ہماری غرق ہو۔ اور ہم سب ڈوب جاویں۔ یونس ع اس بات کو سنتے ہی کشتی پر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ بولے تم میں میں ہی گنہگار ہوں مجھ ہی کو دریا میں ڈال دو مچھلی نگل جاوے سبھوں نے کہا آپ کو ہم درویش صفت دیکھتے ہیں۔ اور عقلمند آپ پر بدگمانی نہیں کر سکتے بلکہ بہ نسبت آپ کے ہم بہت گنہگار ہیں آپ کو ناحق دریا میں ڈال کے کیوں عاصی ہوویں تب ہر ایک نے مچھلی سے کہا اے مچھلی جو گنہگار بندہ ہے ہم میں تو اس کو نگل جا مچھلی نے کسی کو قبول نہ کیا۔ تب حضرت یونس ع نے ان سے کہا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں ہی بندہ گنہگار ہوں اپنے آقا سے بھاگ کر آیا ہوں۔ تب انہوں نے سب کے نام پر قرعہ ڈالا تین مرتبہ حضرت یونس ع کا نام ہی نکلا۔ تب انہوں نے ناچار ہو کر مچھلی کے آگے ڈال دیا اور مچھلی آپ کو نگل گئی۔ چنانچہ حق تعالٰے نے فرمایا ہے فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ترجمہ پس نگل لیا اس کو مچھلی نے اور وہ ملامت میں پڑا ہوا تھا۔ اور تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ مچھلی نے حضرت یونس ع سے یہ بات کہی کہ اے پیغمبر خدا مجھ کو اللہ نے فرمایا۔ کہ تم کو اچھی طرح سے اپنے پیٹ میں رکھوں کسی طرح اذیت نہ دو اب میرا پیٹ آپ کا زندان ہوا جب چاہے وہ خلاص کرے۔ اور میرا پیٹ غلاظت سے پاک ہے میں خدا تعالےٰ کو یاد کرتی ہوں تسبیح اور تقدیس میں اس کی مصروف ہوں۔ اب بھی میرا پیٹ تمہاری عبادت گاہ ہے۔ پس اے مومنو دیکھو تو مچھلی کس طرح خدا تعالیٰ کی عبادت کرتی تھی۔ حضرت یونس ع کو اپنے پیٹ میں رکھ کے تم اپنی نماز کے اوقات دنیا کے پیچھے برباد کر دیتے ہو۔ جو مومن خدا تعالیٰ کی بندگی نہیں کرتے الالکش دنیا میں اپنے آپ کو ڈباتے ہیں اور خراب کرتے ہیں اور جو مومن خدا کا پیارا ہوگا۔ وہ البتہ اس کی عبادت میں مصروف رہے گا۔ اور اپنے آپ کو معصیت سے باز رکھے گا۔ غرض حضرت یونس ع کو جو مچھلی نگل گئی تھی۔ اس مچھلی نے چالیس

دن تک منہ اپنا کھلا رکھا تھا حضرت کو کچھ اذیت نہ پہنچی تھی۔ کہ وہ خاص بندہ خدا تعالےٰ کا تھا
اور چالیس دن رات حضرت نے کچھ کھانا پینا نہیں کھایا تھا۔ تاب و طاقت جاتی رہی۔
اس میں بھی عبادت اور ذکر الٰہی میں مشغول تھے۔ اس لئے نجات پائی۔ جیسا کہ حق تعالےٰ
نے ارشاد فرمایا ہے۔ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝
ترجمہ پس اگر نہ ہوتی یہ بات کہ ہوا وہ تسبیح کرنے والوں سے البتہ رہتا مچھلی کے پیٹ میں اس دن
تک کہ اٹھائے جاویں مردے۔ یعنی یونسؑ پیغمبر اگر مچھلی کے پیٹ میں خدا کو یاد نہ کرتے
تو قیامت تک رہتے مچھلی کے پیٹ میں اے مومنو یونسؑ نے بسبب تسبیح پڑھنے کے
مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی تو کیا عجب ہے کہ تم بھی اگر خدا کی اطاعت و بندگی کرو گے
تو البتہ آتش دوزخ سے نجات پاؤ گے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ دریا کی تمام مچھلیاں
بیمار ہو گئی تھیں تسبیح اور تہلیل کے سبب ان کی سب بھلی ہو گئیں اور جناب باری میں
مچھلیوں نے عرض کی کہ یارب العالمین تیرے بندے جب بیمار ہو دیں تیری رحمت کے
علاج سے آرام پاویں۔ اور ہم کو بھی اپنے لطف کے شفا خانے سے دارو شفا کی بتلا دے
کہ ہم اس سے بھلی ہوں۔ تب جناب باری سے ارشاد ہوا۔ اے مچھلیو یونسؑ جس مچھلی کے
پیٹ میں تھا تم اسے جا کر سونگھا کیجیو۔ تب جمیع امراض سے تم شفا پاؤ گی اور کبھی بیمار نہ ہو گی
چونکہ اس مچھلی نے یونسؑ کی صحبت پائی تھی اور چالیس دن رات حضرت کو اپنے پیٹ میں
رکھا تھا اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس مچھلی کے تئیں جمیع امراض مچھلیوں کی دوا گر بنائی جو مچھلی۔
بیمار ہووے گی اُسے جا کے سونگھے گی آرام پاوے گی۔ سنو اے مومن بھائیو جو شخص خدا
اور رسول کی محبت اور رضا پر رہے گا۔ اور اس کا حکم بجا لائے گا۔ تو امید قوی ہے کہ عذاب
دوزخ سے وہ نجات پائے گا۔ ان کی آل و اصحاب کے طفیل و برکت سے اگر حسن اعتقاد
اور محبت ان سے رکھتا ہو۔ جیسا کہ یونسؑ کی برکت اور صحبت سے اس مچھلی کو نجات ہوئی
اور اس کے وسیلے سے تمام دریا کی مچھلیوں کو راحت پہنچی اور حضرت یونسؑ کو مچھلی۔
کے پیٹ میں جانے کی دوسری وجہ یہ تھی۔ کہ دریا کی مچھلیاں اپنی تسبیح اور تہلیل سے
فخر کرتی تھیں کہ ہم تسبیح پڑھتے ہیں۔ اور عبادت کرنے میں تیری فاضل تر ہیں بنی آدم سے

تب ان کو دکھلانے کے لئے حق سبحانہ وتعالیٰ نے یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ میں قید فرمایا اور کہا اے مچھلیو دیکھو تو یونسؑ کیسی جگہ تنگ وتاریک میں ہمارا نام لیتا ہے تم تو جائے آرام میں رہ کر ہمارا ذکر کرتی ہو۔ پس اس کی عبادت فضیلت رکھتی ہے۔ تمہاری عبادت پر جب یونسؑ کے حال سے دریا کی مچھلیاں آگاہ ہوئیں۔ تب خدا تعالیٰ کی درگاہ میں شرمندہ ہوئیں خبر ہے کہ چھ پیغمبروں کو حق تعالیٰ نے سخت بلاؤں میں مبتلا رکھا تھا۔ تو بھی انہوں نے اپنی حالت مصیبت میں خالق کی بندگی نہ چھوڑی اور تمام ارض وسما کے فرشتے اور بنی آدم کو حق تعالیٰ نے دکھلایا اور تنبیہ کی کہ دیکھو کیسی کیسی محنت میں بندہ ہمارا مبتلا رہا پر ہم کو نہ بھلایا۔ یاد کرتا رہا۔ پس ہم نے اس کو نجات دی چنانچہ پہلے نوحؑ پیغمبر کو رنج وبلا میں ان کی قوم کے سبب سے گرفتار کیا تھا۔ پھر ان کو نجات دی۔ اور دوسرے ابراہیمؑ خلیل اللہ کو آگ میں نمرود کی ڈالا۔ دوستی اور صدق اور اعتقاد ان کا تمام فرشتوں اور خلائق کو دکھلایا۔ پھر ان کو بھی نجات دی۔ تیسرے یونسؑ پیغمبر کو مچھلی کے پیٹ میں رکھا تھا۔ پھر ان کو نجات دی۔ چوتھے حضرت یوسفؑ کنوئیں میں اور زندان میں اور غلامی میں ان سب بلاؤں میں مبتلا کیا تھا۔ تو بھی ان مقاموں میں خدا کی عبادت میں مشغول رہا تب اس سے نجات پائی۔ اور پانچویں ایوبؑ کو بیماری میں مبتلا کیا تھا۔ ایسا کہ بدن میں ان کے آبلے پڑ کے کیڑے پڑ گئے تھے۔ باوجود اس کے ایوبؑ نے خدا کی عبادت نہ چھوڑی تب خدا تعالیٰ نے ان کو اس بیماری سے نجات بخشی اور چھٹے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوا۔ اور غار میں اور شب معراج ساتوں آسمان میں سے لامکان گئے صدق ومحبت ان کی اللہ کے ساتھ ہفت آسمان کے فرشتوں کو دکھلائی اس حالت میں بھی۔ حضرتؐ نے اطاعت نہ چھوڑی اور اللہ کی عبادت کرتے رہے اور اللہ نے ان کو مقرب تر مقربین سے اور مکرم تر مکرمین سے کیا تاکہ عالم بالا کو معلوم ہو کہ سب سے بزرگی اور شرافت جو کچھ کہ اللہ نے دی ہے۔ بنی آدم کو ہی دی ہے۔ اور کسی کو نہیں۔ قصہ کوتاہ اس مچھلی نے حضرت یونسؑ کو پیٹ میں لے کر سات سمندر پھرایا۔ اور تمام قدرت الٰہی دریا میں دیکھی بعد چالیس دن کے حضرت یونسؑ نے اللہ کو پکارا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فنادیٰ فی الظلمٰت اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ قف اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۵ ترجمہ
پس پکارا یونسؑ نے ان اندھیروں میں کہ کوئی حاکم نہیں ہے سوائے تیرے تو بے عیب ہے۔
تحقیق میں تھا گنہگاروں میں سے معلوم ہوا کہ یونسؑ چار تاریکی میں تھے ایک ذلت و خواری
اور دوسری رنج و عذاب اور تیسری قعر دریا اور چوتھی مچھلی کے پیٹ میں تھے۔ بمصداق
اس آیت کے فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ ط وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۰ ترجمہ پھر سن لی
ہم نے اس کی پکار اور نجات دی ہم نے اس کو غم سے اور اسی طرح نجات دیتے ہیں ہم ایمان
والوں کو پس اللہ کے حکم سے اس مچھلی نے یونسؑ کو چالیس دن کے بعد دریا کے کنارے
سوکھے پر آکے اگل دیا۔ تب حضرت نے اس سے نجات پاکر چار رکعت شکرانہ کی ادا کی ہر وہ
کہ وہ نماز عصر کی تھی اب اس کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کر دیا القصہ جب اپنے گناہ سے
حضرت مقر ہوئے اور توبہ کی تب خدا کی مہربانی ہوئی اللہ تعالیٰ نے بلا سے نجات دی
اور وہ جن قوموں سے خفا ہو کے شہر سے نکل گئے تھے پیچھے ان کے خدا تعالیٰ نے ان پر عذاب
نازل کیا اچانک ایک آگ غضبناک آسمان سے مثل ابر سرخ کے نازل ہوئی اور ان کے
سر پر آموجود ہوئی۔ وے مارے خوف کے سب کے سب ایک میدان میں جا کے دو
فرقے ہو گئے ایک فرقہ بوڑھے اور جوانوں کا اور دوسرا فرقہ عورت اور بچوں کا ہوا اور
ایک جگہ تمام مویشی جمع کئے بعد اس کے سب کے سب نے سر اپنا ننگا کر کے سجدہ میں گر کے
خدا تعالیٰ کی درگاہ میں تضرع کی اور دعا مانگی یا الٰہی ہم تیرے پیغمبر کی بات مانیں گے ہم
نے توبہ کی اس بلا سے ہم عاجزوں کو تو نجات دے اگرچہ ہم مستحق عذاب کے ہیں اور یہ
جو بے زبان و بے گناہ ہیں ان پر تو رحم کر جب اس طرح انہوں نے تضرع اور زاری کی
کی تب حق تعالیٰ نے توبہ ان کی قبول فرمائی۔ اور بلا سے نجات دی چنانچہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔ فَلَوْلَا کَانَتْ قَرْیَۃٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَھَآ اِیْمَانُھَآ اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ ط لَمَّآ
اٰمَنُوْا کَشَفْنَا عَنْھُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَمَتَّعْنٰھُمْ اِلٰی حِیْنٍ ۰
ترجمہ سو نہ ہوئی کوئی بستی کہ یقین لاتی۔ پس کام آتا ان کو یقین لانا مگر قوم یونسؑ
علیہ السلام کی جب وہ یقین لائی تو کھول دیا ہم نے ان سے عذاب بری خواری

کا عذاب دنیا کی زندگی میں اور کام چلایا ان کا ایک وقت تک۔ دنیا میں عذاب دیکھ کر یقین لانا کسی کو کام نہیں آیا۔ مگر قوم یونس ع کو واسطے اس کے کہ ان پر عذاب کا حکم نہ پہنچا تھا۔ حضرت یونس ع کی شتابی سے صورت عذاب نمودار ہوئی تھی وہ ایمان لائے تب بچ گئے بعد اس کے قوم نے یونس ع کو تلاش کیا نہ پایا۔ دعا مانگی الٰہی پھر اس پیغمبر کو ہماری قوم میں بھیج۔ تب مچھلی حضرت کو دریا کے کنارے سوکھے میں آکے اُگل گئی اور حضرت کے تمام اعضا رنازک وضعیف ہو رہے تھے کچھ کھا نہیں سکتے تھے۔ تب حق سبحانہ وتعالیٰ نے اسی وقت اپنے فضل وکرم سے ایک کدو کا گاچھا پیدا کیا اور اسی گھڑی گاچھے میں کدو لگا حضرت اسی کو کھاتے اور اسی کے سائے تلے دھوپ سے آرام پاتے اسی طرح چالیس دن تک بلب دریا کدو کی بیل کے تلے رہے۔ جب کچھ قوت آئی تو بعد اس کے فرمانے سے پھر اسی قوم کی طرف گئے بمصداق اس آیت کے فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَاۤءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۝ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ۝ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ ترجمہ پس ڈال دیا ہم نے اس کو زمین گھاس والی میں اور وہ بیمار تھا اور اگایا ہم نے اوپر اس کے ایک درخت بیل والا یعنی کدو کا درخت اور بھیجا ہم نے اس کو طرف لاکھ آدمی کے بلکہ زیادہ اس سے پس ایمان لائے پس فائدہ دیا ہم نے ان کو ایک مدت تک وہی قوم جن سے بھاگتے تھے ان پہ ایمان لائی ڈھونڈھتی تھی۔ اس میں حضرت جا پہنچے ان کو بڑی خوشی ہوئی۔ سب قوم آ کے حضرت کو استقبال کر کے تعظیم وتکریم سے لے گئی اور حضرت سے شریعت سیکھی۔ اکتیس برس حضرت یونس ع اس قوم میں رہے بعد اس کے انتقال کیا اور وہ حضرت پیغمبر مرسل تھے حق تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ ترجمہ تحقیق یونس ع البتہ پیغمبر مرسلوں میں سے تھا جناب باری نے رسول خدا صلعم کو فرمایا ہے فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ۝ ترجمہ اب ٹھہر راہ دیکھ اپنے رب کے حکم کی اور مت ہو جا مانند مچھلی والے کے جب پکارا اس نے اور وہ غم سے بھرا تھا پس اے مومنو موجب کہ حضرت یونس ع چالیس روز مچھلی کے پیٹ میں رہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو صاحب حوت فرمایا ہے یعنی مچھلی کا یار۔ پس حضرت

ابوبکر صدیق رضؓ چالیس دن تک رسول خداؐ کی صحبت میں رہے اور وہ یار غار حضرت کے تھے یعنی مکے کے کافروں نے حضرتؐ کا پیچھا کیا۔ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو اپنے ہمراہ لے کر مکے کے نزدیک پہاڑ پر ایک غار میں چھپ گئے ایک رات دن کے پیچھے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ ترجمہ جس وقت اس کو نکالا کافروں نے دو جان سے جب دونوں تھے غار میں جب کہنے لگے اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے پس رفیق غار حضرت رسول خداؐ کے حضرت ابوبکرؓ تھے جس دن ہجرت کی مکے سے مدینہ منورہ میں بعض اصحاب حضرتؐ کے آگے نکل گئے تھے مدینہ منورہ کی طرف۔ اور بعض حضرتؐ کے پیچھے نکل آئے پس اے یار و مومنو اگر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو رسول خداؐ کا یار غار اور پیشوا مومنو کا ہم جانیں تو موجب نجات اور کمال ایمان کا ہے۔ یہاں تک تھا قصہ حضرت یونسؑ کا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

قصہ حضرت ایوب علیہ السلام کا

حضرت ایوبؑ عیصؑ کی اولاد میں سے تھے۔ نیک مرد صالح اور وطن آپ کا شام میں تھا۔ افراہیم بن یوسف کی بیٹی سے شادی کی تھی۔ اور دس غریب مسکین محتاجوں کو جب تک کھانا نہ کھلاتے تب تک وہ نہ کھاتے اور دس ننگوں کو جب تک کپڑا نہ پہناتے تھے خود نہ پہنتے اور قبل مبتلا ہونے کیڑوں کی بلا میں نبی تھے۔ بعد میں اس کے نبی مرسل ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت مال و فرزند عنایت کیا تھا دنیا میں سب طرح سے خوش تھے شب و روز عبادت بندگی میں رہتے تھے۔ ایک دن یہ دیکھ کے شیطان مردود نے خدا تعالیٰ کی درگاہ میں عرض کی کہ اے رب تیرا بندہ ایوب جو اتنی عبادت کرتا ہے اور لوگوں سے سلوک کرتا ہے۔ صرف یہ دولت اور فرزند کے باعث ہے کیونکہ تو نے اس کو بہت دولت اور فرزند دیئے ہیں۔ نہیں تو کبھی ایسی عبادت نہ کرتا پس ہم کو اس کے پاس جانے کا حکم دے دیکھیں تیری بندگی کیونکر کرتا ہے اور ثابت قدم رہتا ہے اس راہ سے

ہم اس کو گمراہ کریں گے تب حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ان کے آزمانے کے لئے شیطان کو ایوبؑ
کے پاس بھیجا شیطان نے جا کے دیکھا کہ حضرت عبادت میں ہیں بہر صورت چاہا کہ
حضرت کو کچھ مغالطہ دے مگر نہ دے سکا آخر منہ موڑ کے ملعون مردود ہو کے چلا گیا اور
ایک روایت ہے کہ فرشتوں نے ان کی بندگی دیکھ کر تعجب کیا تھا اور جناب باری میں
عرض کی کہ ایوب علیہ السلام مال و دولت زن و فرزند پانے کے سبب سے تیری
بندگی کرتے ہیں اور تو نے ان کو ہر طرح سے آرام میں رکھا ہے۔ اس لئے ادائے شکر کرتے
ہیں تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے فرشتو طاعت و بندگی اس کی بعوض دولت کے نہیں بلکہ
خاص میرے لئے ہے جو جو نعمتیں میں نے اس کو دی ہیں میری بندگی کرے گا ہر حال میں
وہ میری رضا پر شاکر و صابر ہے۔ اس وقت جیسا میرا مطیع ہے حالت فقر میں اس سے
بھی زیادہ ہوگا مروی ہے کہ حضرت ایوبؑ نے بلا اور مصیبت اپنے اوپر اللہ سے مانگ
لی تھی تاکہ اس میں شکر زیادہ کریں اور صابروں میں داخل ہوویں اور ثواب ملے۔ وحی
نازل ہوئی اے ایوبؑ تو مجھ سے صحت اور تندرستی مانگتا ہے یا رنج و بلا۔ حضرت نے
عرض کی اے پروردگار میرے مصیبت تیری بہتر ہے صحت و عافیت سے پس بخواہش
اپنی کے مرض میں مبتلا ہوئے مرضی الٰہی سے تمام بدن میں ان کے پھوڑے پڑ کر کیڑے پڑ گئے اور
دوسری روایت ہے کہ ایک روز حضرت کو کسی نے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال و فرزند
نعمتیں دنیا میں عطا کی ہیں۔ حضرت نے فرمایا اس کے عوض ہم تو بہت عبادت اور شکر کرتے
ہیں یہ کلام حضرت کا خدا تعالیٰ کو ناگوار معلوم ہوا تب کیڑوں کی مرض میں حضرت کو گرفتار کیا
خبر ہے کہ اول نقصان مال و اسباب میں پڑا پیچھے بعد دیگرے سب چیزیں جاتی رہیں
اور سب اولاد ان کی چھت کے تلے دب کر مر گئی۔ اور چالیس ہزار بھیڑ بکری اونٹ گھوڑے
اور گائے بیل مویشی جتنے تھے سب مر گئے پاسبانوں نے آکر حضرت کو خبر دی۔
آپ عبادت میں تھے بعد فراغت پائی تو کہا کہ یا حضرت آپ کی بھیڑ اور بکریاں
میدان جتنی تھیں۔ غیب سے آگ آئی سب کو جلا گئی۔ حضرت نے کہا کیا کروں جس کی تھیں
سو لے گیا۔ پھر عبادت میں مشغول ہوئے پھر اس کے بعد جتنی گائے بیل تھے سب جل گئیں

چرواہے نے آکر خبر دی کہ اے نبی اللہ آپ کے گائے بیل جتنے تھے میدان میں آکر غیب سے آگ سب کو جلا گئی ہے۔ یہ سن کر حضرت عبادت میں مشغول ہو گئے اور پرواہ نہ کی بعد اس کے شتربانوں نے آکے خبر دی کہ اے حضرت آپ کے جتنے ہزار اونٹ تھے سب کے سب جل کر مر گئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا مرضی الٰہی میں کیا کروں۔ پھر سائیسوں نے آکے خبر دی کہ یا حضرت جتنے گھوڑے آپ کے تھے۔ آج سب کے سب مر گئے۔ تب حضرت نے فرمایا کہ حکم خدا سے مجھ کو کچھ چارہ نہیں بعد اس کے تمام اسباب و اثاث البیت گھر در دانے فرش و فروش چھت پہ وہ آگ سے سب جل گئے کوئی چیز باقی نہ رہی اس وقت بھی حضرت عبادت میں مشغول ہی رہے شعلے آگ کے ان پر آگرے لوگوں نے حضرت سے کہا اے حضرت آپ کیا دیکھتے ہیں اب تو باقی کچھ بھی نہ رہا آپ نے فرمایا شکر ہے کہ ابھی جان باقی ہے۔ جو ہے سو بہتر ہے پھر دوسرے دن چار بیٹے چار بیٹیاں معلم کے پاس پڑھتی تھیں۔ اتفاقاً معلم کسی کام کو مکتب سے نکل گیا تھا آکر دیکھتا کیا ہے۔ کہ لڑکے بالے چھت کے نیچے جتنے تھے سب دب کر مر گئے۔ معلم نے جا کے حضرت کو خبر دی اے حضرت آپ کی اولاد لڑکے بالے مکتب میں چھت کے گرنے سے دب کر مر گئے۔ حضرت نے فرمایا سب شہید ہوئے۔ غرض زن و فرزند مال و متاع گھر بار سب جاتا رہا کوئی چیز باقی نہ رہی بجز پانچ بیبیوں کے غم فرزنداں سے صبر کرتے اور بیبیوں کو سمجھاتے اور یہ کہتے تھے کہ اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ۔ یعنی صبر کنجی ہے کشادگی کی۔ پھر ایک ہفتہ کے بعد تمام تن میں پھپھولا ایک بدن پر پڑا اور زخم ہوا یہاں تک کہ تمام بدن کا گوشت سڑ کے کیڑے پڑ گئے باوجود اس کے پھر بھی خدا کی عبادت میں سستی نہ کرتے بلکہ بندگی آگے سے بھی زیادہ کرتے ایک ہی جگہ پر پڑے رہتے اٹھنے بیٹھنے ہلنے جلنے کی طاقت نہ تھی۔ اسی طرح چار برس تک ذی فرش رہے۔ یہاں تک کہ آنکھوں میں بھی کیڑے پڑ گئے تھے خویش و اقربا اپنے بیگانے محلے والے سب ان سے نفرت کرنے لگے سب سے رشتہ چھوٹ گیا چار بیبیاں جو تھیں مطلقہ ہوئیں۔ صرف ایک بی بی رحیمہ نام ہی نیک بخت تھیں خدمت میں حضرت کی رہ گئیں۔ اور بولیں اے حضرت جیسا کہ

آپ کی صحت اور تندرستی میں اور دولت ونعمت کھانے پینے میں شریک تھی اب اس مصیبت میں بھی شریک رہوں گی تمہاری خدمت کروں گی اور رنج ومصیبت اٹھاؤں گی یہی وسیلہ میری نجات کا دونوں جہان میں ہے اگر خدا چاہا ہے۔ پس اسی طرح سے سات برس گذرے اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ ایوبؑ اٹھارہ برس مرض میں گرفتار رہے تمام بدن میں کیڑے پڑگئے تھے ان کی بدبو سے محلے کے لوگ تنفر کرتے اور کہتے تھے کہ ہم ان کی بدبو سے محلہ میں نہیں رہ سکتے ہم ڈرتے ہیں کہ خدانخواستہ اگر ان کی بیماری ہم پر سرائیت کرے گی تو ہم مارے جائیں گے۔ اس لئے لوگوں نے اس گاؤں میں حضرت کو رہنے نہیں دیا۔ اور خویش واقربا کسی نے نہ پوچھا صرف حضرت کی خدمت میں ایک بی بی رحیمہ اور دو شاگرد رہے۔ ان کو ایک ٹاٹ میں لپیٹ کر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں لے جا رکھا۔ پس روتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ یا اللہ ہماری سرداری کہاں گئی اور زن وفرزند وعزیز میرے کہاں گئے۔ آج کوئی نہیں مگر تو ہی ہے میرا مالک اور رحم والا۔ یہ خرابی اور مصیبت مجھ پر ہے۔ کہ اپنے گاؤں سے دور کرتے ہیں۔ پھر وہاں سے تیسرے گاؤں میں لے جا کے رکھا۔ پس اس بستی والوں نے بھی نفرت کر کے نکال دیا تھا۔ آخر وہ دو شاگردوں نے ان کے ناچار ہو کر ایک میدان میں چھاؤں کے تلے جا رکھا۔ بعد چند روز کے وہ دونوں چلے آئے صرف بی بی رحیمہ ہی ان کی خدمت میں رہیں کہتے ہیں۔ کہ ہر روز رحیمہ حضرت کو اس میدان میں اکیلا رکھ کے محلے میں جا کر محنت ومشقت کر کے لا کے کھلاتیں اور دست بستہ خدمت میں حاضر رہتیں۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ اپنی عادت کے موافق گاؤں میں نکل گئیں۔ کہ دکھ محنت کر کے کچھ لا کر اپنے شوہر کو کھلاویں۔ اس دن کسی نے ان کو مزدوری میں نہ بلایا۔ آخر شام کے وقت حیران پریشان مایوس ہو کر اپنے دل میں کہنے لگی۔ آج خالی ہاتھ کس طرح شوہر کے پاس جاؤں اُن کو کیا منہ دکھاؤں گی۔ خدایا آج مجھ کو کہیں سے کچھ دے یہ بول کر ایک عورت کافرہ کے پاس گئیں سوال کیا اے بی بی مجھ کو آج کھانے پکانے کو کچھ نہیں ہے تو مجھے دے دے کہ جا کر خبر لوں میرا خصم بیمار ہے اس کو جا کے کھلاؤں۔ میری جو مزدوری ہوئی اس سے کل آ کر ادا کر دوں گی وہ عورت

کافرہ بولی کہ چل میرا کچھ کام نہیں مگر تیرے سر کے بال مجھ کو بہت خوش آتے ہیں تھوڑے سے کاٹ کر مجھ کو دے جا۔ تب تجھ کو کھانے کو دوں گی۔ بی بی رحیمہ یہ سن کے رو پڑیں اور عاجزی و انکساری سے کہنے لگیں۔ اے بی بی اس بات سے مجھے معاف رکھ شوہر میرا ہے۔ طاقت اصلاً نہیں بجائے عصا کے ان بالوں کو میرے پکڑ کر بیمار کے لئے اٹھا بیٹھا کرتا ہے۔ آخر بہتیرا سمجھایا اس کافرہ نے نہ مانا۔ تب ناچار ہو کر رحیمہ اپنے سر کے بال کاٹ کر اس کافرہ کو دے آئیں۔ اور اپنے شوہر کے لئے کچھ کھانے کو لائیں۔ اتنے میں شیطان مردود نے بہ صورت پیر مرد کے حضرت ایوبؑ سے جا کے کہا کہ تیری جورو کو فلانی عورت نے بدکاری کی چوری میں پکڑ کے سر کے بال کاٹ دیئے ہیں۔ حضرت یہ سن کر بہت غمگین و پریشان حال ہوئے اور روئے کہتے ہیں کہ ایوبؑ اس بارے میں جیسا روئے تھے اٹھارہ برس کی بیماری میں ایسا کبھی نہیں روئے تھے۔ مگر شیطان علیہ اللعنۃ کی تہمت دینے سے اپنی بی بی پر روئے اور قسم کھا کے عہد کیا۔ کہ اگر اس بیماری سے آرام پاؤں گا تو رحیمہ کو سو دُرّے ماروں گا۔ اور بعض علماء مورخین نے بال کاٹنے کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ یوں روائیت کی ہے۔ کہ بی بی رحیمہ گاؤں سے محنت و مشقت کر کے حضرت ایوب کے لئے کچھ کھانے کو لئے آتی تھیں۔ راہ میں شیطان مردود سے ملاقات ہوئی۔ شیطان بولا تم کون ہو کہاں سے آتی ہو۔ اور کہاں جاؤ گی۔ ایسی پریشان خاطر کیوں ہو۔ کہا کہ شوہر میرا سخت بیمار ہے جس و حرکت کی طاقت اس میں نہیں بلکہ ذی فرش ہے۔ اس لئے پریشان کمال ہوں کیا کروں پس شیطان لعین نے ان سے کہا کہ میں ایک دوا تم کو بتاتا ہوں۔ اگر تم اس کو عمل میں لاؤ تو بہت جلد اچھا ہو گا وہ یہ ہے۔ کہ اگر سور اور شراب استعمال میں لاؤ گی تو البتہ بہت جلدی اچھا بھلا ہو گا۔ اور آرام پاوے گا۔ مرض جاتا رہے گا۔ یہ بہت اچھی دوا ہے پس بی بی رحیمہ حضرت ایوبؑ سے جا کر بولیں کہ اے حضرت ایک شخص پیر مرد سے مجھ کو راہ میں ملاقات ہوئی۔ میں نے تمام حال آپ کا ان سے ظاہر کیا انہوں نے مجھ کو ایک دوائی بتائی ہے۔ حضرت نے کہا وہ کیا چیز ہے وہ بولیں اگر شراب اور سور کے گوشت کو استعمال میں لاویں گے۔ تو فوراً بھلے ہوں گے اس بات سے حضرت بی بی پر

بہت غصہ ہوئے اور کہا اے رحیمہ مجھ کو تو گنہگار کرنا چاہتی ہے۔ اس وقت حضرت ایوبؑ
قسم کھاکے بولے میں اگر بھلا ہوں گا تو تجھ کو لکڑی ماروں گا۔ کیوں تو نے ایسی بات
کہی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ کی درگاہ میں تضرع کی اور کہا یا اللہ میں نے اتنے دن بیماری
میں برداشت اور صبر کیا ہے۔ اب نہیں کرسکتا مجھ کو اس بلا سے نجات دے اور بہت
غم حضرت کو لاحق ہوا۔ سوال حضرت ایوبؑ نے اتنے برس صبر کیا آخری درجے میں کیوں
روئے جواب حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ اس میں کئی روایتیں کی گئی ہیں بعضوں
نے کہا کہ ایوبؑ کے رونے کا سبب یہ تھا کہ ان کے شاگرد دو شخص قرابتیوں میں سے
تھے ان کی عیادت کو تیمارداری میں آیا کرتے تھے ایک روز کہنے لگے کہ ایوبؑ اگر کچھ گناہ
خطا نہ کرتے تو خدا تعالیٰ ان کو مرض میں گرفتار کیوں کرتا۔ حق تعالیٰ عادل ہے۔ بے گناہ کو
نہیں پکڑتا ہے۔ تب حضرت ایوبؑ اس بات کو سن کے بہت غمگین ہوئے اور رو کے کہنے
لگے الٰہی میرے گناہوں کی خبر تجھ کو ہی معلوم ہے۔ اور دوسری روایت ہے کہ ایک دن
حضرت ایوبؑ کے زخم میں سے دو کیڑے گر پڑے پھر ان دونوں کو پکڑ کر اسی گھاؤ میں رکھ
دیا اور کہا کہ اپنی جگہ میں رہو۔ تب وہ ایسا کاٹنے لگے کہ ابتدائے بیماری سے
اٹھارہ برس تک ان کو کبھی ایسا درد نہ پہنچا تھا۔ جناب باری میں فریاد کی قولہ تعالیٰ
وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ ترجمہ
اور ایوب پکارا جس وقت اپنے رب کو الٰہی بے شک پہنچا ہے۔ مجھ کو درد اور تو ہی
ہے۔ مہربان رحم والوں سے رحم والا۔ تب جبرائیل نازل ہوئے اور کہا اے ایوبؑ تو
تو کیوں اتنا روتا ہے۔ بولے اس کیڑے کے کاٹنے سے بے تاب ہوا ہوں اور برداشت نہیں
کرسکتا میں نے آج اٹھارہ برس سے ایسی تکلیف نہیں اٹھائی۔ جبرائیل نے کہا کہ تم نے تو آپ سے
آپ اس مرض کو خدا سے مانگ لیا تھا اور کیڑے کو اپنے گھاؤ پر رکھ دیا۔ اب تکلیف
اٹھاتے ہو۔ خدا بے گناہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ اور نہ کسی امر میں اختیار دیتا ہے مگر جو
جیسا خدا سے مانگتا ہے سو ویسا ہی پاتا ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے۔ کہ ایک روز سوداگروں
کے قافلے حضرت ایوبؑ کے دروازے پر آئے پوچھا یہ مکان کس کا ہے۔ اس میں کون رہتا ہے

لوگوں نے کہا کہ اس میں ایوبؑ پیغمبر رہتے ہیں وہ بولے اگر نیک بندہ خدا کا ہے تو اس بلا میں کیوں گرفتار ہے. شاید خدا کے ہاں کچھ گناہ کیا ہوگا۔ ایوب یہ سن کے زار و زار رونے لگے اور کہا وہ سچ کہتے ہوں گے مجھ کو تو معلوم نہیں کیا گناہ میں نے کیا خدا کی درگاہ میں یہ بول تھا۔ اس وقت ایک آواز آسمان سے آئی اے ایوبؑ کچھ اندیشہ نہ کر گھبرامت بلائیں اللہ کی رحمت پس ایوبؑ نے یہ سن کر جانا کہ مجھ پر عتاب آیا تب پکارے یا روح الامین تم کہاں ہو آواز آئی کہ میں روح الامین نہیں ہوں ایک فرشتہ ہوں فرشتوں میں سے اللہ کے یہ خبر عتاب میں لے کر آیا تھا۔ تب ایوبؑ علیہ السلام نے درد سے اپنے اللہ تعالیٰ کو پکارا قولہ تعالیٰ وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ فَکَشَفْنَا مَا بِہٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰہُ اَھْلَہٗ وَمِثْلَھُمْ مَّعَھُمْ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِکْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ

ترجمہ اور پکارا ایوبؑ علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو تحقیق مجھ کو پہنچی ہے ایذا اور تو بہت مہربان ہے. سب مہربانی کرنے والوں سے. پھر ہم نے سن لیا اس کی پکار کو پس اٹھا دی ہم نے جو اس پر تھی تکلیف اور اس کو دیا ہم نے اس کی گھر والی کو اور ان کے برابر ساتھ ان کے اپنی پاس کی مہر سے اور نصیحت دی ہم نے بندگی والوں کو. مروی ہے کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام کی بلا اللہ تعالیٰ نے دور کی اور شفا کاملہ عطا کی. تو خدا تعالیٰ کے حکم سے جبرائیلؑ نے آکر فرمایا اے ایوبؑ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی رَحِمَکَ وَفَرَّجَکَ مِنَ الْغَمِّ یعنی اٹھ اللہ کے حکم سے خدا نے رحم کیا تجھ پر اور راحت دی تجھ کو غم سے حضرت بولے اے جبرائیلؑ کیوں کر اٹھوں اس حال میں کہ کچھ طاقت نہیں مجھ میں۔ بولے پاؤں مار اپنا زمین پر چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ ۚ ھٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝ ترجمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لات مار اپنے پاؤں سے یہ ہے چشمہ جگہ نہانے کی اور پینے کی ٹھنڈی۔ تب حضرت نے لات ماری اس سے چشمہ نکلا جبرائیلؑ بولا اس میں نہاؤ اور پیو خدا کے فضل وکرم سے آرام پاؤ گے۔ تب حضرت اس چشمہ سے نہائے اور پیا۔ فضل حق سے اچھے ہوئے جیسا کہ چاند شب چہاردہم کا اس سے نکل آیا اور ایک چادر بہشت سے لا کر ان کو اوڑھا دی۔ بعد اس کے ایوب ایک پل پر جا بیٹھے۔ اس کے ایک لحظہ بعد بی بی رحیمہ

رحیمہ گاؤں سے دکھ محنت کر کے حضرت کے لیے کچھ کھانے کو لائیں آ کے دیکھتی ہیں کہ حضرت کو جس جگہ میں رکھ گئی تھیں وہاں نہیں ہیں تب پکار پکار کے روتیں ہوئیں کہنے لگیں وائے افسوس صد افسوس اس ضعیف بیمار پر کاش کہ میں اگر جانتی تو یہاں سے نہ جاتی تم کہاں ہو کیا شیر کھا گیا یا بھیڑیا لے گیا میں رہتی تو تمہارے ساتھ جان دیتی اس بلا اور محنت کی جدائی سے تمہاری خلاصی پاتی اگر تیری ہڈی بھی ملتی تو اسکو تعویذ بنا کے اپنے گلے میں رکھتی تو اس سے یادگاری رہتی اب کہاں جاؤں کس سے پوچھوں کچھ بن نہیں آتی غرض اسی طرح میدان میں چاروں طرف تفحص کرتیں پھرتیں اور روتی اور حضرت ایوب نے فرمایا یعنی زاری ان کی سن کے اجنبی ہو کر پوچھا اے بی بی تم کیوں روتی ہو کیا چیز کھوئی گئی ہے۔ وہ بولیں یہاں ایک بیمار تھا میں ان کو ڈھونڈھتی ہوں تمہیں اگر معلوم ہو تو بتا دو حضرت نے کہا اس کا نام کیا اور شکل و صورت اس کی کیسی تھی وہ بولیں آپ کی سی شکل و صورت تھی جب تندرست تھے اور نام انکا ایوبؑ اور پیغمبر خدا تھے۔ اور حال انکا ایسا تھا کہ آفتاب کی دہوپ ان کے پہلو میں تپش کرتی کیونکہ تمام بدن انکا ہٹر کے گوشت پوست رگوں میں کیڑے پڑ گئے تھے۔ اور بہت ناتوان اور ضعیف تھے۔ کروٹ کی طاقت نہ تھی۔ تب حضرت نے کہا میرا نام ایوبؑ ہے۔ تم پہچانتی ہو پس رحیمہ نے ادنے تامل میں پہچان لیا صورت و شکل ان کی بدل گئی تھی پس رحیمہ نے جلدی سے آ کے گود میں اٹھا لیا اور خوش و محفوظ ہو کر پوچھنے لگیں اے حضرت آپ کس طرح بھلے ہوئے تب حضرت نے حال اپنا بیان کیا اور وہ چشمہ آب شفا کا دکھلایا بی بی رحیمہ دیکھ کے شکر خدا کا بجالائیں بعد اس کے دونوں اپنے مکان کی طرف تشریف لے گئے پھر اللہ تعالےٰ نے جو ان کے بیٹے بیٹی چھت کے نیچے دب کے مر گئے تھے سو جلا دیے اور جو چیزیں گئیں تھیں سب ملیں تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ایوبؑ کو دنیا میں سب طرح سے آسودہ رکھا تھا کھیت اور مویشی اور لونڈی غلام کماتے اور اولاد صالح اور عورت موافق مرضی کے اور بڑی شکر گذار تھی۔ پھر

آزمانے کے لئے ان پر شیطان کو مسلط کیا کھیت جل گئے مواشی مر گئے اولاد اکٹھی چھت
کے تلے دب کے مر گئی اور دوستدار الگ ہو گئے۔ بدن میں آپ کے کیڑے پڑ گئے صرف
ایک عورت رفیق رہی جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے ہی بلا میں صابر رہے ایک قرن کے
بعد توبہ کی دعا مانگی تب اللہ تعالےٰ نے مری ہوئی اولاد کو جلا دیا۔ اور بھی نیک اولاد
دی اور زمین سے چشمہ نکالا اسی سے پی کر اور نہا کر چنگے ہوئے اور سونے کی ٹڈیاں برسائیں
اور سب طرح درست کر دیا غرض جو جو نعمتیں اللہ نے لی تھیں پھر اس سے دونی
عنائت کیں اور جو بیبیاں گئیں تھیں پھر دیں۔ سنو اے مومنو جو بندہ صابر رہے اسے
اللہ تعالےٰ ایسی ایسی نعمتیں بخشتا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَوَهَبْنَا لَهٗ
اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ترجمہ
اور دیں ہم نے اس کو گھر والیاں اور ان کے برابر ان کے ساتھ اپنی طرف کی مہر سے
اور یادگاری ہے۔ واسطے عقلمندوں کے جب اللہ تعالےٰ نے چاہا کہ ان کو چنگا کرے۔
ایک چشمہ نکالا ان کے لات مارنے سے اسی سے نہایا کرتے اور پیتے رہیں ان کی شفا
ہوئی اور جو ان کے بیٹے بیٹیاں چھت کے نیچے دب کر مرے تھے ان کو جلایا اور اتنی ہی
اولاد اور دی اور رسول ہوئے اپنی قوم کو ہدایت کرتے اور شریعت سکھاتے اور
حالت بیماری میں جو قسم کھائی تھی کہ جب بھلا ہونگا رحیمہ کو سو لکڑی مارونگا چاہا
کہ اس کو ادا کریں جبرائیل نے آکر خدا کے حکم سے منع فرمایا اور کہا اے ایوبؑ
رحیمہ مستوجب سزا نہیں اس کو رنج مت دیں کہ سب عورتیں تمہاری بیماری
میں چھوٹ گئیں تھیں صرف وہ تیمارداری میں رہی اس کو رفیق جانی جان اور پیار
کر جیسے تیری تندرستی میں تھی ویسے ہی حالت بیماری میں تکلیف میں تیری محبت میں
شریک رہی حضرت نے ان سے کہا کہ میں نے قسم کھائی تھی کہ اس کو سو لکڑی
مارونگا حضرت جبرائیل نے کہا تو ایک مٹھا تنکوں کا سو خوشے گندم کے مارو ایک دفعہ
گویا تم نے اس کو سو لکڑی ماری تب اپنی قسم میں گنہگار نہ ہو گے چنانچہ حق تعالےٰ
فرماتا ہے۔ خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ترجمہ اور پکڑ اپنے ہاتھوں میں

تنکوں کا مٹھا پس مارا سے اور قسم میں جھوٹا نہ ہو سوال ایوب ع بڑے صابر تھے آخر صبر کی جزا میں صحت پائی کیونکہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے اِنَّا وَجَدْنٰہُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّہٗۤ اَوَّابٌ ترجمہ یعنی تحقیق پایا ہم نے اس کو صبر کرنے والا اچھا بندہ تحقیق وہ رجوع کرنے والا تھا سوال اس میں کیا حکمت تھی۔ جواب خدا کو معلوم ہے۔ کہ بندہ کو کسی امر میں صبر نہیں اس لئے ایوب ع کو بلا میں مبتلا کر کے خلائق کو عبرت دلوائی کہ گناہ سے باز رہے۔ اور وہ چشمہ پیدا کرنے کا یہ ماجرا تھا کہ جو شخص گناہ کے مرض میں مبتلا ہو تو اپنا بدن آب ندامت سے دھو کر توبہ کرے تب گناہ اس کا جاتا رہے جیسے کیڑے ایوب ع کے بدن سے جاتے رہے۔ اس چشمہ میں نہا دھو کر پی کر شفا پائی اور جبرائیل نے کہا اے ایوب ع تم اس سے نہاؤ اور پیو کہ خلق میں جانا ہوئے کہ عبادت بھی کرے اور شکر بھی کرے حق کا پس اے مومنو ہم سب کو لازم ہے کہ اس کا شکر کریں اور حکم بجا لاویں آخر ایوب اپنی رسالت اور نبوت میں اڑتالیس برس رہے۔ بعد اس کے انتقال فرمایا

قصہ اسکندر ذوالقرنین کا اور سوال کرنا کافروں کا رسول خدا علیہ السلام سے ذوالقرنین کے احوال سے

راویوں نے روایت کی ہے۔ کئی وجہ کی کہ اسکندر کو ذوالقرنین اس لئے کہتے ہیں کہ وہ قاف سے قاف تک گئے۔ یعنی مغرب سے مشرق تک اللہ تعالےٰ نے ان کو بادشاہی دی تھی اور سیر کی اور قرن کہتے ہیں تیس برس یا اسی برس یا ایک سو بیس برس یا سو برس کو کہتے ہیں یہ صحیح ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ایک لڑکے کو عش قرناً اور اس لڑکے کی عمر سو برس کی تھی اور قرن گوشہ جہان کو بھی کہتے ہیں ایک گوشہ جہان کا وہ ہے کہ جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ اور دوسرا گوشہ وہ ہے۔ جہاں غروب ہوتا ہے۔ پس اسکندر ذوالقرنین دونوں گوشوں تک پہنچے تھے اور ذوالقرنین

اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی دو شاخیں تھیں اور اسکندریہ کہتے ہیں اس واسطے کہ شہر اسکندریہ میں تولد انکا تھا ابن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ جب ابوجہل اور مکے کے کفار سب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہ لائے اور بدذاتی کر کے حضرت کی پیغمبری آزمانے کے لئے ایک شخص کو ملک یثرب میں علمائے یہود کے پاس بھیجا کہ یہاں میں ایک شخص نکلا ہے۔ کہ وہ دعوائے نبوت کا کرتا ہے ہم نہیں سمجھتے یہ سچ کہتا ہے۔ یا جھوٹ تم کو علم توراۃ خوب معلوم ہے۔ ہمارے لئے چند مسئلے قدیم زمانہ گذشتہ کے جیسا کہ جواب اسکا وہ نہ دے سکے اپنی کتابوں سے چن چن کے نکال کر ہمارے پاس بھیجدو یہاں آکے ہمیں کو سوالات اس کے بتادیں کہ ہم اس سے پوچھیں سوال کریں دیکھیں۔ اسکا جواب دے سکتا ہے یا نہیں۔ تب یہودیوں نے کئی سوالات مشکلات دیکھ دیکھ کر توریت اور زبور سے نکال کر مثلاً روح کیا چیز ہے اور اصحاب کہف کون ہیں حال ان کا کیا تھا۔ اور ذوالقرنین کون ہیں اور حال اس کا کیا تھا یہ مسائل ابوجہل کے پاس لکھ کر بھیجے۔ تب اس ملعون نے حضرت صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس جاکے سوالات مذکورہ شروع کئے اول یہ کہا اِنْ اَتَیْتَ الْکِتَابَ بِمِثْلِ مَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی مِنَ الْکِتَابِ لَا مَنَّا بِکَ ۝ ترجمہ۔ یعنی اگر آئے تم کتاب کے ساتھ مثل اس کتاب کے کہ دی گئی موسےٰ کو یعنی توریت تو البتہ ہم تم پر ایمان لاویں گے جیسا کہ توریت پر ایمان لائے حضرت صلے اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اس کا جواب میں کل دوں گا۔ اس بھروسے پر کہا کہ جبرائیل آوینگے ان سے پوچھیں گے اور اسکا جواب دینگے اس میں لفظ انشاء اللہ نہ کہا۔ اس لئے گیارہ دن تک حضرت صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس جبرائیل نازل نہ ہوئے اور جواب اس کا دے نہ سکے۔ پس کافروں نے آکے حضرت سے کہا اے محمدؐ تیرے خدا نے تجھ کو چھوڑ دیا حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم اس بات سے بہت غمناک ہوئے اور جناب باری میں عرض کی تب جبرائیلؑ جمعہ کے روز ظہر کے وقت نازل ہوئے اور درود وسلام اللہ کی طرف سے پہنچایا اور یہ آیت لائے قولہ تعالےٰ

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ ۃ ترجمہ۔ اور نہ کہو تو کسی کام کو کہ میں یہ کرونگا کل مگر یہ کہ اللہ چاہے اگر بھول جاؤ جب یاد ہو اگرچہ وقت گذر گیا ہے پھر بھی انشاء اللہ چاہیے۔ اور کافروں نے جو کہا۔ خدا نے تم کو چھوڑ دیا وہ تو دشمنی سے کہتے ہیں وہ خود منفعل ہیں اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قسم کھاکر وَالضُّحٰی ۃ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۃ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ۃ ترجمہ قسم ہے۔ دھوپ چڑھتے وقت کی اور رات کی جب چھاجاوے نہ رخصت کیا تیرے رب نے تجھ کو اور نہ بیزار ہوا یعنی حضرت کو کئی دن وحی نہ آئی دل مکدر رہا تہجد کو نہ اٹھے کافروں نے کہا اس کے رب نے اس کو چھوڑ دیا پس یہ سورۃ نازل ہوئی۔ پہلے قسم کھائی دہوپ کی اور رات اندھیری کی یعنی ظاہر میں بھی دو قدرتیں اللہ کی ہیں باطن میں بھی چاندنی ہے۔ کبھی اندھیرا وہ دونوں اللہ کی ہیں اللہ سے بندہ کبھی دور نہیں یہ فائدہ تفسیر سے لکھا ہے اور اگر سوال کرے تجھ سے۔ قولہ تعالیٰ وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ ۃ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ۃ ترجمہ اور تجھ سے پوچھیں روح کو تو کہہ روح ہے میرے رب کے حکم سے اور تم کو خبر دی ہے تھوڑی سی یعنی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آزمانے کو یہود نے پوچھا۔ سو اللہ نے نہ بتایا کہ ان کو سمجھنے کا حوصلہ نہ تھا آگے کبھی پیغمبروں نے خلق سے باریک باتیں نہ کہیں تھیں خیر اتنا ہی جاننا بس ہے۔ کہ اللہ کے حکم سے ایک چیز بدن میں آپڑی وہ جی اٹھا جب نکل گئی مرگیا یہ بھی تفسیر کا مضمون ہے پس اگر سوال کرے ذوالقرنین سے قولہ تعالیٰ وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ ط قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْکُمْ مِّنْہُ ذِکْرًا ۃ اِنَّا مَکَّنَّا لَہٗ فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنٰہُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا ۃ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۃ حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَھَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَۃٍ وَّوَجَدَ عِنْدَھَا قَوْمًا ۃ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْھِمْ حُسْنًا ۃ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُہٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰی رَبِّہٖ فَیُعَذِّبُہٗ عَذَابًا نُّکْرًا ۃ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَہٗ جَزَآءَ نِ الْحُسْنٰی ج وَسَنَقُوْلُ لَہٗ مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًا ۃ ترجمہ اور سوال کرتے ہیں تجھ کو ذوالقرنین سے تو کہہ شتاب۔ پڑھونگا میں اوپر تمہارے

اس میں سے کچھ مذکور تحقیق اللہ نے اسے طاقت دی تھی بیچ زمین کے اور دی تھی اس کو ہر چیز سے راہ پس پیچھے چلا ایک راہ کے یعنی سر انجام سفر کا کرنے لگا یہاں تک کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ پر پایا اس کو کہ وہ ڈوبتا ہے ایک دلدل کی ندی میں اور پایا اس کے پاس ایک قوم کو ہم نے کہا یعنی اللہ نے کہا اے ذوالقرنین یا یہ کہ عذاب کرے تو ان کو یا یہ کہ پکڑے تو بیچ ان کے بھلائی ذوالقرنین بولا جو شخص ظالم ہے پس البتہ عذاب کریں گے ہم ان کو پھر پھرا جاوے گا پروردگار اپنے کے پس عذاب کرے گا اس کو عذاب بڑا برا اور لیکن جو شخص کہ ایمان لایا اور عمل کئے اچھے پس اس کے واسطے بطریق جزا کے نیکی ہے۔ اور البتہ کہیں گے ہم اس کو کام اپنے سے آسانی فایدہ پس جو حاکم عادل ہو اس کی یہی راہ ہے۔ بروں کو سزا دے برائی کی اور بھلوں سے نرمی کرے پس سکندر نے یہ بات کہی یعنی یہ چال اختیار کی عبداللہ بن عباس نے روایت کی ہے۔ ذوالقرنین مغرب کی زمین میں مع لشکر کئی برس رہے لوگوں کو خدا کی طرف دعوت کرتے سب لوگ وہاں کے ان کے مطیع فرمان ہوئے ان کو نوازش فرمائی اور جو باغی تھا راہ جہنم کی دکھائی کہتے ہیں کہ اسکندر ذوالقرنین کی نبوت اور بادشاہت میں اختلاف ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ اول بادشاہ تھے پیچھے نبی ہوئے اور بعضوں نے کہا کہ اول نبی تھے پیچھے بادشاہ ہوئے اور بعضوں نے اسی پر دلیل قایم کی کہ اگر نبی نہ ہوتے خدا تعالیٰ قلنا یا ذوالقرنین کر کے خطاب کیوں فرماتا لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ یہ الہامی تھی جیسا کہ حضرت موسےٰ کی ماں کو حقتعالیٰ نے فرمایا فَاَوْحَیْنَآ اِلیٰٓ اُمِّ مُوْسیٰٓ اَنْ اَرْضِعِیْہِ ؕ الہام فرمایا تھا بواسطہ جبرائیل کے اور ان کو بادشاہی دی تھی مشرق سے مغرب تک اور تمامی راہ ملک کی سمجھائی تھی مشرق اور مغرب اور جزائر اور شہروں میں جا کے خلق کو خدا کی طرف دعوت کرتے یہاں تک کہ زمین مغرب میں جہاں آفتاب غروب ہوتا ہے جا پہنچے وہاں ایک شہر ایسا پایا کہ چار دیواری اس کی رویئں کی تھی اس کے اندر کسی طرف سے جانے کی راہ نہ تھی تمام لشکر گرد اس کے پڑے رہے اور بولے کس طرح اس کے اندر جاویں بہر تقدیر کسی حکمت سے

رسی اور کمند دیوار پر ڈال کے ایک آدمی کو اس پار کردیا وہ پھر نہ آیا اور دوسرے کو دیوار
پر چڑھا دیا اور کہا شاید اس طرف بہشت یا اور کچھ ہو گا تم نہ جائیو یہ دیکھ کر پھر آئیو جب
یہ بھی گیا اور پھر نہ آیا تب ذوالقرنین نے سمجھا کہ جس کو بھیجونگا وہ نہیں آوے گا پس ملک
کی حد بنا کے وہاں سے پھرے مشرق کی طرف مراجعت کی ایک جزیرے میں آپہنچے یہاں
ایک شہر ایسا پایا کہ بغیر کشتی کے وہاں جانا محال تھا اور اس میں دانا عقلمند حکیم بہت تھے جب
ان کو ذوالقرنین کے آنے کی خبر پہنچی تمام کشتیاں جزیرے سے لے کے چھپا دیں غرض
ذوالقرنین مع لشکر لب دریا چندے ٹھہر کر کسی حکمت سے دریا عبور کر کے اس جزیرے
میں جا اترے وہاں کے لوگوں کو سوکھا دبلا دیکھ کر ان سے پوچھا کہ تمہارے لاغر
ہو جانے کا کیا باعث ہے انہوں نے کہا یہ ہمارے شہر کی غذا کی تاثیر ہے ہم حکمت
سے غذا کھاتے ہیں خاصیت اس کی یہی ہے پس وہاں کے حکمار نے سب مل کے
ذوالقرنین کی ضیافت کی تب اپنی حکمت سے غذا تیار کر کے ایک خوان میں جواہرات
سجا کے ذوالقرنین کے سامنے لا رکھا اور الگ ہو گئے اور کہا کہ آپ تناول کیجئے انہوں
نے کہا کہ آپ بھی آویں ہمارے شامل تناول فرماویں یہ کہہ کر سرپوش خوان پر
سے اٹھا کر کیا دیکھتے ہیں کہ طاس طلی پر جواہرات سے ہے۔ تب کہا کہ ہم کس طرح
سے یہ کھا دیں گے یہ تو ہماری غذا نہیں ان سبھوں نے کہا کہ تم اسی لئے یہاں
تک آئے ہو اور یہی غرض اور مقصود ہے۔ مگر یہ چیزیں بھوکوں کو نفع دیتی ہیں تم کو نافع
نہیں اور ہم سے تم کیا چاہتے ہو پھر ذوالقرنین وہاں سے طرف ہندوستان کے آئے
اور ایک قاصد شاہ ہند کے پاس بھیجا کہ جاکے کہو کہ ہمارے ساتھ لشکر بہت ہے ہم
نہیں چاہتے کہ تمہارا ملک برباد ہووے اور ہم تم سے لڑائی کریں پس تمہیں لازم ہے کہ
ہماری اطاعت میں آؤ اور خراج قبول کرو تب اس قاصد نے جاکے شاہ ہند سے
یہ باتیں کہیں کہ آپ ہمارے شہنشاہ سکندر کی اطاعت قبول کریں اور ایک
ایلچی اپنی طرف سے ان کے پاس بھیجدیں جہاں پناہ کو جاکے استقبال کر کے لائے
تب شاہ ہند نے تعظیم و تکریم سے ایک ایلچی معہ تحفہ و ہدایا دے کر ذوالقرنین

کے پاس بھیجا جب ایلچی نے جا کے تحفہ اور ہدایا اور نذریں ان کے پاس گذاریں تب آپ
نے حکم کیا کہ اس کو لیجا کے اچھی طرح رہنے کو جگہ دو اور بعد تین دن کے میرے پاس
حاضر کرو تب بحسب حکم ملازموں نے اس کو لے جا کے اچھی طرح سے ایک جگہ میں رکھا
اور بعد تین دن کے حضرت کی ملازمت میں حاضر کیا اسکندر نے اس کو دیکھ کر سر
اپنا نیچے کیا اور ایلچی نے سکندر کو دیکھ کے انگلی اپنی ناک کے نتھنے میں ڈال کر پھر نکال
لی اور بغیر کہے بولے کسی سے اپنی جگہ پر چلا گیا خواصوں نے یہ حال دیکھ کر سکندر سے
عرض کی کہ اے خداوند حضور نے شاہ ہند کے ایلچی کو دیکھ کر سر اپنا نیچا کیا اور اس نے
حضور کو دیکھ کے انگلی اپنی ناک کے سوراخ میں ڈال کر پھر نکال لی اور بغیر کہے سنے یوں ہی چلا
گیا اس کا کیا بھید تھا فرمایا میں نے اس کو دراز قد دیکھ کر سر اپنا فرو کیا یہ بات سب کو معلوم
ہے کہ لمبے قد کا آدمی احمق اور بیوقوف ہوتا ہے۔ کُلُّ طَوِیْلٍ اَحْمَقُ اِلَّا عُمَرُ وَکُلُّ قَلِیْلٍ فِتْنَۃٌ
اِلَّا عَلِیٌّ رضہ یعنی جو آدمی دراز قد والے ہیں وہ احمق ہوتے ہیں مگر بغیر حضرت عمرؓ اور سب
چھوٹے آدمی فتنہ ہوتے ہیں۔ مگر بغیر حضرت علیؓ اور اس نے جو اپنی ناک کے سوراخ میں انگلی
رکھی تھی یہ میرا طالع اسکندری دیکھ کے پھر جاؤ اس کو میرے پاس لے آؤ اور کھانا کھلاؤ
وہ بزرگ آدمی ہے پھر اسکو لے آؤ اور کھانے کو صرف روٹی اور گھی بھیجدیا اس کی عقل
آزمانے کے لئے اور وہ کھا گیا اور ایک سوئی اس میں رکھ کر سکندر کے پاس بھیجی اور
سکندر نے اسی سوئی کو سیاہ رنگ کر کے اسی روٹی اور گھی پر رکھ کے پھر اس کے پاس
بھیج دی اور اس نے پھر ایک ٹکڑا آئینہ کا اس پر رکھ کر سکندر کے پاس بھیجی اور یہ ماجرا
خواصوں نے دیکھ کر ذوالقرنین سے عرض کی اے جہاں پناہ اس میں کیا حکمت تھی
بولے کہ روٹی اور گھی دینے کا مجھ کو یہ مطلب تھا کہ مرد علم اور حکمت میں خوب ہوتے
ہیں جیسے روٹی ساتھ گھی کے اور جو اس نے روٹی اور گھی پر سوئی رکھ کر بھیجی تھی یہ سمجھ کر
کہ وہ علم اور حکمت میں خوب ہے۔ پھر میں نے اس کی سوئی سیاہ رنگ کر کے جو بھیجا ہے
یہ مطلب تھا کہ اس کا علم اور حکمت میں مانند آئینہ کے صاف روشن ہے اور ہم نے
معلوم کیا کہ لمبے قد کے آدمی بیوقوف ہوتے ہیں پس ہم دونوں ہیں۔

یہی اشارت گفتگو تھی ہندسے ذوالقرنین مشرق کو جہاں کہ آفتاب طلوع ہوتا ہے وہاں جا پہنچے حق تعالے فرماتا ہے۔ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰی اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰی قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۙ ترجمہ پھر لگا اسباب ایک کے پیچھے یعنی سفر کا سرانجام کیا یہاں تک کہ پہنچا ذوالقرنین سورج نکلنے کی جگہ پایا اس کو کہ وہ نکلتا ہے۔ایک قوم پر کہ نہیں کیا ہم نے ان کے لئے سوا آفتاب کے پردہ فایدہ قوم مشرقی کا نہ گھر تھا نہ کسی قسم کی چھاؤں نہ کپڑا بیابان اور ریگستان میں رہتے تھے کیونکہ ریگستان میں گھر نہیں بن سکتے نہ روئی کی کھیتی ہو سکتی ہے کہ اس سے کپڑا بناویں اور وہاں جاڑا بہت ہوتا ہے۔اور کھانے کو دوسرے شہروں سے لاکے کھاتے ہیں اور زن و مرد ننگے رہتے ہیں مثل جانوروں کے جماع کیا کرتے اور جب دھوپ نکلتی تو بدن میں قوت آجاتی جب آفتاب غروب ہوتا تو سخت سردی پڑتی پھر اسکندر ذوالقرنین دوسری جگہ جا پہنچے چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے۔ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝ ترجمہ پھر پیچھے چلا ذوالقرنین اور راہ کے یہاں تک کہ پہنچا درمیان دیوار کے پایا سوا ان دیواروں کے ایک قوم کو کہ نزدیک نہ تھی جو سمجھیں بات کو فائدہ حد مشرق میں دو پہاڑ ہیں درمیان دونوں پہاڑوں کے زاہد اور حکیم بہت تھے کسی کی بولی کوئی نہ سمجھتا اس لئے کہ پہاڑ آڑیں تھے۔اس میں یاجوج اور ماجوج کے ملک ہیں وہی پہاڑ لکاؤ تھے مگر بیچ میں کھلا تھا اس راہ سے یاجوج اور ماجوج آتے اوران لوگوں کو لوٹ مار کر چلے جاتے پس ذوالقرنین نے وہاں جا کے زاہدوں اور حکیموں کو وعظ نصیحت کی اور خدا کی راہ بتائی بعد اس کے ان دونوں پہاڑوں کی طرف گئے دو عظیم الشان پہاڑ تھے راہ اس میں کسی طرف نہ تھی اس میں آدمی دو گروہ تھے بے عدد بے شمار عدد انکا سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ان کو قوم یاجوج اور ماجوج کہتے ہیں اور اولاد یاجوج کی ایک پہاڑ میں رہتی ہے۔اور اولاد ماجوج کی دوسرے پہاڑ میں یہ دونوں بھائی یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں بعد طوفان نوح وہاں رہ گئے۔نسل ان کی بےحد ہے اور صورت ان کی آدمی

کی لیکن قد و قامت میں کم و بیش ہیں بعضے دراز قد اور بعضے ایک گز اور بعضے ایک بالشت کے ہیں اور کان ان کے اتنے بڑے ہیں کہ زمین پر لٹکتے ہیں۔ جب وہ سوتے ہیں ایک کان زمین پر بچھاتے ہیں۔ اور دوسرا کان بطور چادر اوڑھتے ہیں اور مثال حیوانوں کے ایک سے ایک جماع کرتا ہے۔ کچھ شرم و حیا ان میں نہیں اور مثال بہائم کے غائط و بول کرتے ہیں اور وہاں کھیت میں سوائل کے اور دوسری چیز پیدا نہیں ہوتی۔ اسی کو کھاتے ہیں اور کوئی دین و مذہب کی خبر نہیں رکھتے۔ اور خدا کو نہیں جانتے اور مرتے بھی نہیں پس وہ ذوالقرنین کے آگے پہاڑ سے نکل کر ان زاہدوں اور حکیموں پر آ کے ظلم کیا کرتے جس کو پاتے مار ڈالتے کھیت اور مواشی ان کے لوٹ مار کے کھا جاتے اور وہ سب اس قوم وحشی سے مقابلہ نہیں کر سکتے جب ذوالقرنین وہاں تشریف لے گئے زاہدوں اور حکیموں پر نوازش فرمائی ان سب نے مل کر ذوالقرنین سے عرض کی کہ یاجوج اور ماجوج کے ظلم سے ہم یہاں رہ نہیں سکتے جو جوان پر گذرے تھے سب بیان کئے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا ترجمہ کہا انہوں نے اے ذوالقرنین تحقیق یاجوج اور ماجوج فساد کرنے والے ہیں بیچ زمین کے پس کر دیویں ہم واسطے تیرے کچھ مال اوپر اس بات کے کہ کر دیوے تو درمیان ہمارے اور درمیان ان کے دیوار کہ ہماری طرف وہ نہ آ سکیں پس خراج گذار ہمیشہ ہم تمہارے ہونگے یہ کہا۔ تب ذوالقرنین نے فرمایا قولہ تعالیٰ قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا **ترجمہ** کہا ذوالقرنین نے جو مقدور دیا مجھ کو میرے رب نے وہ بہتر ہے بیچ اس کے پس مدد کرو میری ساتھ قوت کے کہ کروں میں درمیان تمہارے اور درمیان یاجوج و ماجوج کے دیوار موٹی

کہا لے آؤ میرے پاس تختے لوہے کے یہاں تک کہ جب برابر کر دیا دو پھانگوں تک پہاڑ کی کھوہوں کو یہاں تک کہ جب کر دیا اس کو آگ کہا ذوالقرنین نے کہ لے آؤ میرے پاس کہ ڈالوں اس پر تانبا پگھلا ہوا پس نہ سکیں کہ چڑھ آویں اوپر اس اور نہ سوراخ کر سکیں اس میں کہ یہ مہربانی ہے میرے پروردگار کی پس جب آوے گا وعدہ میرے پروردگار کا کر دیوے گا اس دیوار کو ریزہ ریزہ اور یہی وعدہ میرے پروردگار کا سچ ہے۔

اوّل لوہے کے بڑے بڑے تختے بنائے ایک پر ایک دھرتے گئے کہ دو پہاڑوں کے برابر بلا دیا۔ پھر تانبا پگھلا کے اس اوپر ڈالا۔ وہ درزوں میں بیٹھ کر جم گیا۔ سب مل کر ایک پہاڑ ہو گیا ہمارے پیغمبر خدا کے پاس آ کے ایک شخص نے کہا کہ میں سد تک گیا ہوں اور اس کو دیکھا ہے حضرت نے کہا اس کی طرح بیان کر اسنے کہا جیسا چار خانہ لنگی فرمایا۔ تو سچا ہے۔ وہ لوہے کے تختے سیاہ لگتے ہیں اور درزوں میں لکیر تانبے کی سرخ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ یہاں تک کہ کھولے جاویں یاجوج وماجوج اور ہر اونچان سے ڈھلتے ہوں گے۔ یعنی جب روز قیامت نزدیک آوے گا یاجوج وماجوج سد سے نکلینگے تمام روئے زمین پر منتشر ہوں گے۔ جہاں جہاں جو پاوینگے سو کھا جاوینگے اور خدا کے حکم سے جب نرسنگا اسرافیل پھونکیں گے اس کی آواز سے ساری مخلوقات مر جاوے گی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک روایت ہے کہ ہر روز یاجوج وماجوج کوشش کرتے ہیں کہ سد سکندری کو توڑ کر باہر آویں لیکن بحکم خدا توڑ نہیں سکتے صبح سے شام تک دیوار کو آ کے سب چاٹتے ہیں اور کچھ ہتھیار نہیں رکھتے ہیں کہ اس سے توڑیں مگر تمام دن زبان سے چاٹتے چاٹتے مثل پوست بیضہ کے کر ڈالتے ہیں۔ تھوڑی سی باقی رہ جاتی ہے۔ تب کہتے ہیں کہ سب توڑ دینگے اور نکل جائینگے مگر انشاء اللہ تعالیٰ زبان سے نہیں بولتے اس لئے نہیں توڑ سکتے صبح سے شام تک ان کا یہی معمول ہے اور جب خروج ہوگا قیامت کے نزدیک اس قوم میں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جب وہ بڑا ہوگا۔ اُن کے ساتھ بسم اللہ کر کے دیوار کو چاٹنا شروع کریگا اور کہیگا انشاء اللہ کل اس کو توڑ ڈالیں گے تب خدا کے

حکم سے وہ سد سکندری ٹوٹے گی بعد اس کے سب قوم نکل آوے گی مروی ہے کہ طول
اس دیوار کا چھبیس کوس کی راہ ہے۔ اور عرض تین کوس کی راہ اور بعض نے کہا دیوار کا طول
تین سو کوس کی راہ ہے۔ اور عرض میں ڈیڑھ سو کوس، اور اونچائی ستر گز ہے اور خبر ہے
کہ وہ جب دیوار توڑ کے نکلیں گے پہلے ملک شام میں آویں گے بعد اس کے بلخ میں پس
ذوالقرنین نے یہاں سے مشرق کی طرف جانے کا قصد کیا علماء حکماء سے پوچھا کہ تم نے کبھی
کتاب میں دیکھا ہے۔ کہ درازی عمر کی کس چیز سے ہوتی ہے ان میں سے ایک حکیم نے
عرض کی کہ اے جہاں پناہ میں نے آدم کے وصیت نامہ میں دیکھا ہے کہ حق تعالےٰ
نے ایک چشمہ آبحیات ظلمات میں کوہ قاف کے اندر پیدا کیا ہے کہ پانی اس کا دودھ
سے سفید زیادہ ہے۔ اور برف سے خنک تر اور شہد سے زیادہ میٹھا اور مکھن سے نرم
اور مشک سے خوشبو زیادہ ہے جو کوئی اسے پئے گا اس کی موت نہ ہوگی قیامت تک وہ
رہیگا اور اس پانی کا نام آب حیات ہے تب ذوالقرنین کو شوق ہوا آب حیات پینے کا
علماؤں سے کہا تم بھی ہمارے ساتھ ظلمات میں چلو انہوں نے کہا کہ آپ جائیے یہاں کے
ہم قطب ہیں دنیا کی آفت سے ہم نہیں جا سکتے ذوالقرنین نے کہا تم لوگوں کو میرے ساتھ
ہونا ضرور ہے اور کہو تو سواری میں کونسا جانور جست و چالاک ہوتا ہے اسپ تازی مادیان
کہ جو بچہ نہ جنی ہو تب ہزار سوار مادیان اسپ تازی چن چن کے لئے اور حضرت خضر کو سب
لشکر کے آگے پیشوا کیا اور کہا کہ ظلمات میں جب جا پہنچیں گے تو یقین ہے کہ کوئی کسی
کو نہیں پاوینگے اسوقت کیا ہوگا حکماء نے کہا کہ اگر لعل و گوہر شب تاب حضور کی سرکار
میں ہو تو لے لیجئے جب ایسی نوبت آوے گی تو اسی کی روشنی سے راہ چلیں گے۔ تب ایک
گوہر شب چراغ خزانہ عامرہ سے نکال کر حضرت خضر کے حوالے کیا اور تخت و تاج اور سلطنت
ملازموں سے اپنے ایک دانا عقلمند کو سپرد کیا اور بارہ برس کے وعدہ پر اس سے
رخصت ہو کر اور کھانے پینے کا توشہ سرانجام سب لے کر ظلمات کی طرف
آب حیات کی تلاش کو گئے راہ بھول کر ایک برس تک اس میں گھومتے رہے
اور خضر لشکروں سے جدا ہو کر ایک اندھیرے میں جا پڑے۔ تب اس کو ہر شب

چراغ کو جیب سے نکال کر زمین پر رکھ دیا اس کی روشنی سے تاریکی جاتی رہی اللہ کے مہر سے
چشمہ آب حیات کا ان کو ملا تب حضرت خضر نے منہ ہاتھ دھو کر آب حیات پی لیا اور
خدا کا شکر بجالائے پس خضر کی عمر دراز ہوئی پھر وہاں سے مراجعت کر کے دوسری ایک
تاریکی میں آپڑے اور اس گوہر شب چراغ کو نکال کر زمین پر رکھ دیا سب میں اجالا ہو گیا
اور جتنے لشکر اندھیرے میں پڑے ہوئے تھے سب خضر کے پاس آکر جمع ہوئے اور
اسکندر ذوالقرنین اپنے لشکروں سے کہہ گئے تھے کہ تم یہاں ٹھیرو میں آگے چل کے کچھ تماشا
عجیب و غریب دیکھ آؤں یہ کہہ کر جب آگے بڑھے ایک بالاخانہ نظر آیا ایسا کہ چار دیواری
اس کی ہوا پر معلق ہے۔ اس میں مرغ پرندے بہت دیکھے مرغوں نے حضرت سے کہا
کہ تو اس ظلمت میں بستی چھوڑ کے کیوں آیا بولے میں آب حیات پینے کو آیا ہوں پھر شاہ
مرغ ان میں سے کہا اے ذوالقرنین اب وہ وقت آپہنچا ہے۔ کہ مرد سب لباس حریر
پہنیں گے اور اچھے اچھے مکان بنا کے دنیا کے پیچھے لعو و لعب عیش و نشاط میں
مصروف رہیں گے یہ کہہ کر پر اپنا جھاڑ اپھر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بالاخانہ تمام جواہرات
کا بن گیا کہا اے ذوالقرنین چنگ باجہ اور بربط اور طنبور بجنے کا وقت آیا ہے۔ یہ
کہہ پھر اپنا پر جھاڑا سو کیا دیکھتے ہیں کہ تمام بالاخانہ لعل و یاقوت کا بن گیا یہ دیکھ کے
حیران رہ گئے اس مرغ نے پھر حضرت سے کہا تو مت ڈر یہ کارخانہ ابلیس کا ہے
پھر اس مرغ نے کہا اب فساد ظاہر ہوگا لا الٰہ الا اللہ باقی ہے یا نہیں حضرت نے کہا۔
باقی ہے پھر پوچھا خلق اللہ میں ہنوز دیانت بچا ہے یا نہ حضرت نے کہا بچا ہے۔ تب
وہ مرغ وہاں سے دوسرے کوشک پر چلا گیا مروی ہے کہ اس مرغ نے کہا کہ تو اس بالا
خانہ پر جا کے دیکھ کیا چیز ہے۔ تب ذوالقرنین وہاں جا کے کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص
ایک پاؤں پر کھڑا ہوا نرسنگا منہ میں لگا کے آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے کہتے ہیں کہ وہ
اسرافیل تھے ذوالقرنین سے کہا کہ اے ذوالقرنین تو اپنی سلطنت اور روشنی ملک کی
چھوڑ کر اس ظلمات میں کیوں آپڑا کیا وہ تجھ کو بس نہ تھا آپ نے کہا کہ میں آب
حیات کو پینے آیا ہوں تا کہ آب حیات سے زندگی کی زیادتی ہو خدا کی عبادت

کروں تب اسرافیل علیہ السلام نے ذوالقرنین کے ہاتھ میں ایک پتھر مثال بلی کے سر کے
دیا اور کہا کہ میں نے تجھ کو غفلت سے ہوشیار کیا اب چلا جا بہت حریص مت ہو ذوالقرنین
وہاں آب حیات نہ پا کر اپنے لشکروں میں پھر آئے سب اکٹھے ہو کر چلے آتے تھے اندھیری
رات میں ٹکڑے ٹکڑے سنگریزوں کے گھوڑوں کے پیر کے تلے مثال لعل شب چراغ کے چمکتے
دیکھ کر پوچھا یہ سب کیا چیز ہے لقمان حکیم نے کہا یہ پتھر ہیں جو شخص اٹھا لے گا آخر وہ پچھتائیگا۔
اور جو شخص نہیں اٹھائے گا وہ بھی پچھتائے گا۔ آخر کسی نے تو چن لئے اور کسی نے نہ لئے جب
ظلمات سے باہر آئے کیا دیکھتے ہیں کہ تمام جواہرات لعل اور زبرجد اور یاقوت اور فیروزہ
اور زمرد ہیں۔ تب جن لوگوں نے نہ لئے تھے پچھتانے لگے۔ اور جنھوں نے کچھ لئے وہ بھی
پچھتائے کہ کیوں زیادہ نہ لئے۔ ذوالقرنین نے لقمان حکیم سے پوچھا جو پتھر اسرافیل نے
مجھے دیا اس میں کیا ماجرا ہے۔ لقمان نے کہا کہ تم اپنا پتھر ایک ترازو میں ایک طرف
رکھو اور سب کا پتھر ایک طرف رکھو۔ دیکھو کس کا پتھر وزن میں بھاری ہوتا ہے
دیکھا کہ ذوالقرنین کا پتھر وزن میں بھاری ہوا۔ پھر لقمان سے پوچھا کہ اس میں کیا اسرار
ہے۔ وہ بولے اب سب کے پتھر اتار کر اس پلے میں ایک مشت خاک پر رکھ دو
جب رکھا پلے ترازو کے برابر آئے دونوں طرف پھر پوچھا لقمان سے اس میں کیا
بھید ہے۔ لقمان نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے مشرق سے مغرب تک بادشاہت
دی ہے۔ تو بھی تم کو سیری نہیں مگر پیٹ تمہارا ایک مٹھی خاک گور سے بھرے گا۔ جب
ذوالقرنین نے یہ بات سنی تب تمام لشکروں کو اپنے پاس سے رخصت کیا وہ
اپنے شہر بہ شہر چلے گئے اور ذوالقرنین یہاں رہ گئے۔ اور عبادت میں مشغول ہوئے
بعد چند روز کے انتقال کیا اور سونے کے تابوت میں وہاں مدفون ہوئے نقل ہے
کہ ذوالقرنین نے مرنے کے وقت اپنی ماں کو وصیت کی تھی۔ کہ بعد موت کے میری روح
کو ثواب بخشیو۔ اور یتیم اسیر مسکین بیوہ بیکس محتاجوں کو کھلائیو۔ جب ان کی ماں کو یہ خبر پہنچی
زار و زار رونے لگیں اور وصیت ان کی بجا لائیں۔ جب رسول خدا نے احوال اسکندر ذوا
لقرنین اور سوالات مذکور سے ابوجہل اور مکے کے کافروں کو اور یہودیوں کو جواب دیا کافر سب

متعجب ہوئے اور بولے یہ سچ کہتے ہیں مطابق توریت اور انجیل کے کہتے ہیں اس میں ذرا فرق نہیں پس سوائے ابوجہل کے اور سب کے سب رسول خدا پر ایمان لائے اور ابوجہل سے حضرت نے کہا اب تم کو معلوم ہوا یا شک میں ہو کہ میں رسول خدا سچا ہوں یا نہیں اگر تم کو شک ہو تو پھر پوچھو تب لعین نے کہا کہ تم ایک ساحر ہو اور دوسرا موسیٰ تھا ہرگز تمہارے دین میں نہیں آونگا چنانچہ حقتعالےٰ فرماتا ہے ان کافروں کی شان میں فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى **ترجمہ**۔ پس جب پہنچی ان کو ٹھیک بات ہمارے پاس سے کہا انہوں نے کیوں نہ ملی اس کو پیغمبری جیسی ملی تھی موسےٰ کو یہ بات کہی اور راہ ضلالت اختیار کی پس بھائیو مومنو ہم سب کو لازم ہے کہ خدا اور رسول کی رضامندی پر رہیں اور ان کے احکام شرع بجالاویں اس سے غافل نہ ہو دیں آمین یارب العٰلمین۔ یہانتک تھا قصہ سکندر ذوالقرنین کا واللہ اعلم بالصواب

قصہ فرعون علیہ اللعنۃ کا اور تولّد ہونا موسیٰ علیہ السّلام کا

کہتے ہیں کہ فرعون کے باپ کا نام مصعب اور دادا کا نام ملک ریان تھا۔ اور بعض نے کہا کہ فرعون کا نام مصعب بن ولید بن ریان تھا اور چار سو برس کی عمر اس کی تھی۔ اتنی مدت میں کبھی بیمار نہ ہوا تھا اور سر میں درد نہ ہوا اور نہ کوئی دشمن اس پر غالب ہوا اور فرعون اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ سورہ نازعات میں فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ٥ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ٥ **ترجمہ** کہا فرعون نے لوگوں سے میں ہوں تمہارا رب سب سے اوپر پس پکڑا اس کو اللہ نے سزا میں پچھلی کی اور پہلی کی آخرت میں بھی عذاب ہوگا اور دنیا میں عذاب پایا۔ اول اچھا تھا اس ملعون نے جب دعوائے خدائی کا کیا تب اللہ نے اس کو پھر بلا میں گرفتار کیا خبر ہے کہ پیدائش اس کی بلخ میں تھی وہاں سے سیاحت کو نکلا ہو شحنہ ایک شہر کا نام ہے یہاں آیا۔ ہامان بے ایمان سے ملاقات ہوئی اور وہ یہاں کا باشندہ تھا فرعون سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو کہاں جاؤ گے۔ وہ بولا میں بلخ سے آیا ہوں سیاحت کو نکلا۔

ہوں ہامان بولا میں بھی تمہارے ساتھ چلونگا سیر کروں گا تب دونوں ملعون مصر میں آگئے
ایّام خربزے کے تھے جاکے کھیت والے سے کھانے کا سوال کیا اس نے کہا کہ تم میرے
خربزے شہر میں جاکے کچھ بیچ آؤ تب تمہیں کھانے کو دونگا تب فرعون ہامان بے ایمان
کو یہاں رکھ کے خربزے بیچنے کو شہر میں گیا دکانداروں نے اس سے کہا کہ ہم زر باقی میں بھی
پھل پھلاری ترترکاری سب مول لیتے ہیں نقد میں نہیں لیتے پیچھے بیچ کے جس کی جو قیمت
پاتا ہوتی ہے سودے ڈلتے ہیں ہمارے شہر کا یہی دستور ہے۔ تب فرعون ملعون
خربزے دعدے پر بیچ کے وہاں سے خالی ہاتھ پھر آیا اور مالک خربزے سے
جاکے کہا کہ یہ کام اچھا نہیں اتنا بول کے وہاں سے خالی پھر شاہ مصر کو جاکے ایک عرضی
دی کہ میں بعید الوطن غریب ہوں کھانے بغیر عاجز ہوں فدوی کو کوئی کام اسی شہر میں
جہاں پناہ کی سرکار عالی میں کہ موافق گذران کے ہو تو غلام کو دے کے سرفراز کریں
پس اس بدبخت کا بخت بیدار تھا بادشاہ کا حکم ہوا تو کونسا کام چاہتا ہے وہ بولا۔
داروغگی مقبرہ اسی شہر کی چاہتا ہوں کہ بے اجازت میرے کوئی وہاں مردہ گاڑنے نہ پاوے
تب بادشاہ مصر نے اس کو گورستان کی داروغگی دی تب وہ دروازے پر گورستان کے جابیٹھا
قضائے الٰہی سے ایسا ہوا کہ اسی سال مصر میں وبا پھیل گئی بہت آدمی مرنے لگے تب
فرعون ہر دو ایک ایک لاش کے پیچھے ایک ایک درم سونے کا لیا کرتا تھوڑے دنوں میں
اس کا بہت روپیہ جمع ہوگیا بعد اس کے مقربان بادشاہ کو کتنا روپیہ دے کے تمام شہر کی
داروغائی لے لی اور شاہ مصر اپنے جہل سے اس کو پیار کرتا اور خلعت بھی دیتا اتفاقاً قضائے
الٰہی سے وزیر مصر مرگیا بعد اس کے فرعون کو وزیر مصر کیا تب ہامان سے فرعون نے میں
ہوں کہ خدائی کا دعوائے کروں کہ ساری خلق مجھ کو آکے پوجے اور معبود جانے لعنۃ اللہ علیہ
ہامان نے اس سے کہا کہ اگر تو خدائی چاہتا ہے تو آہستہ آہستہ کر پہلے خلق کو ہاتھ میں لا۔
فرعون بولا اس کی کیا تدبیر ہے سب لوگ تو یوسف بن یعقوب کے دین پر مستحکم ہیں
کیسے ان کو لاؤں بعد اس کے یہ تدبیر ٹھہرائی بادشاہ کے پاس عرض کی کہ میں چاہتا
ہوں کہ ایک برس کا خزانہ مصر کی رعیت کو دوں بادشاہ نے کہا تمہاری خاطر سے ہم نے

معاف کیا فرعون نے کہا میں نہیں چاہتا ہوں کہ سرکار عالی کا خزانہ کم ہو۔ پس بادشاہ نادان کم فہم تھا۔ فرعون کی خاطر رعایا سے ایک سال کا خزانہ لیا۔ اور کہا کہ اپنے دل کی مراد پوری کر تب فرعون نے دیوان اور خزانچیوں کو بلا کے پوچھا۔ کہ مصر کا خزانہ رعایا سے کتنا وصول ہوتا ہے۔ کہا کہ اتنا ہوتا ہے۔ پس فرعون نے اسی قدر روپیہ اپنی طرف سے ہامان کے ہاتھ بادشاہ کی سرکار میں داخل کیا بعد اس کے شہر میں منادی کردی کہ اس سال خزانہ رعایا پر معاف کیا ہم نے اپنی طرف سے خزانہ بادشاہ کی سرکار میں داخل کیا اور دو برس کی معافی کے واسطے بھی ہم نے سرکار عالی میں عرض کی وہ بھی قبول ہوئی تب تمام رعایا مصر کی سنکر خوش ہوئی۔ غریب غربا جتنے تھے سبھوں نے فرعون کی ترقی کی دعا مانگی اور شکر خدا بجالائے پس تین سال کا خزانہ موقوف ہونے سے مصر کی رعایا کو فراغت ہوئی پھر بعد چند روز کے مصر کا بادشاہ مر گیا اور کوئی والی وارث اس کا نہ تھا کہ اس کے تخت پر بیٹھے پس بادشاہ کو دفن کے تین روز تک تعزیت کی اور چوتھے روز تمام شہر کے لوگ قاضی مفتی عالم فاضل غریب غربا چھوٹے بڑے سب بادشاہی دربار میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے تخت پر کسی کو بٹھایا چاہیے۔ کیونکہ ملک بے سر نباشد۔ چونکہ مصر کے لوگوں نے فرعون سے نیکی دیکھی تھی کہ تین برس کا خزانہ مصر کا معاف کیا تھا۔ اپنے پاس سے روپیہ تین برس کا بادشاہ کو دیا تھا۔ اس لیئے سب اس سے خوش تھے۔ یہ خیر خواہی دیکھ کے سبھوں نے اس مردود کو تخت پر لیجا کے بٹھایا۔ جب یہ ملعون مصر کا بادشاہ ہوا اور اس ہامان بے ایمان کو اپنا وزیر بنایا۔ تب کہنے لگا اب ملک مصر مسلم ہمارے ہاتھ میں آیا۔ ہم بادشاہ ہوئے۔ اب ایسی ایک تدبیر کیا چاہیے کہ خلایق مجھ کو خدا کہے۔ اور معبود جانے میری پرستش کرے لعنۃ اللہ علیہ۔ ہامان بے ایمان نے اس کو یہ صلاح دی کہ پہلے مصر میں یہ حکم دیا چاہیئے۔ کہ علما فضلا جتنے ہیں ہمارے قلمرو میں درس تدریس نہ دینے پاویں موقوف کردیں۔ تب آہستہ آہستہ لوگ اپنے دین سے بے خبر رہیں گے۔ اور آئندہ جو پیدا ہونگے لڑکے بالے بغیر علم سب جاہل ہونگے۔ اسی طرح آہستہ آہستہ اپنے اپنے دین سے برگشتہ ہو جاینگے۔ پس ہامان بے ایمان کے کہنے سے فرعون ملعون نے اپنے

ملک میں تعلیم و تعلم کا باب موقوف کرا دیا۔ کہ میرے ملک میں کوئی علم سیکھنے نہ پاوے درس تدریس موقوف کریں نہیں تو ہم ان سب کو قتل کر ڈالیں گے تب فرعون کے خوف سے لوگوں نے لکھنا پڑھنا سب چھوڑ دیا۔ پس چند روز میں سب جاہل بن گئے اور اپنے خدا کو بھول گئے۔ مثل چار پائے وحوش کے ہو گئے۔ بعد اس کے فرعون نے لوگوں پر حکم کیا کہ بتوں کو سجدہ کریں اور پوجیں۔ پس قوم قبطی نے بت پرستی شروع کی اسی طرح بیس برس تک رہا پھر پیچھے اس کے فرعون نے کہا کہ میں نے ان کو خدائی دی تھی یہ سب چھوٹے خدا ہیں اور میں بڑا خدا ہوں فرعون نے کہا جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَحَشَرَ فَنَادٰی ۝ فَقَالَ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی ۝ ترجمہ پس لوگوں کو جمع کیا پھر پکارا تو کہا میں ہوں رب تمہارا سب سے اوپر اور اس حالت پر چالیس برس گذرے بعد اس کے بتوں کو توڑ ڈالا۔ پھر قبطیوں نے فرعون کو پوجنا شروع کر دیا ان پر فرعون نوازش کرتا اور بنی اسرائیل کو تکلیف دیتا وہ یوسف کے دین پر قائم تھے۔ اور بعوض جزیہ کے فرعون ان سے قبطیوں کی خدمت کرواتا اور تحقیر کرتا اور جن کاموں کو ناچیز سمجھتا مثل محنت اور بار اٹھانا لکڑی چیرنا اور چنا وگنا اور گھاس کاٹنا اور جھاڑو کشی کرنا اور گوہ گوبر پھینکنا علیٰ ہذا القیاس ان سب کاموں پر مقرر کیا تھا۔ اور بنی اسرائیل کو شہر اور دیہات میں اپنے تابعین کی خدمت میں بھیج دیتا۔ اور ان کی عورتوں سے اپنی عورتوں کی خدمت لیتا۔ غرض بنی اسرائیل کی عزت و وقار نہیں کرتا مگر ایک عورت کہ نام اس کا آسیہ تھا وہ بنی اسرائیل کی قوم سے تھیں وہ اپنے آباؤ اجداد کے دین پر قائم تھیں وہ طاہر و حمیدہ خصال شہرۂ آفاق تھیں۔ فرعون ان کو نکاح میں لایا تھا۔ اور بعضوں نے کہا کہ فرعون نے ان کو پرستندہ اپنا جان کے عزت سے گھر میں رکھا تھا۔ مگر وہ اپنے دین میں مضبوط تھیں خلاف شرح نہیں چلتی تھی۔ جناب رسول خدا نے پانچ عورتوں کی پاکی اور بزرگی بیان کی ہے ایک حضرت موسیٰ کی ماں اور مریم بنت عمران کی اور خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد حضرت کی زوجہ اور فاطمہ زہرا بنت رسول خدا اور بی بی آسیہ رضی اللہ عنہا کی کہ یہ سب صالح تھیں۔ الغرض قوم بنی اسرائیل تیرہ برس تک فرعون کے عذاب میں اور اس کی قوم کی

خدمت گذاری میں گرفتار رہے۔ زن و مرد اس قوم کی خدمت کرتے اور باربرداری میں رہتے اور صبر کرتے پھر بھی اپنے دین اسلام کے خلاف نہ چلتے۔ شب و روز استغفار اور خدا کی عبادت کرتے۔ خبر ہے۔ کہ ایک دن فرعون علیہ اللعنۃ نے دریائے نیل کے کنارے مجلس جشن کی تھی۔ تمام لوگ لشکر کے اپنے ساتھ لے کے خوشیاں مناتا رہا۔ اور قوم سے کہا قولہ تعالیٰ وَنَادٰی فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ قَالَ یٰقَوْمِ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ ۙ۬ وَّلَا یَكَادُ یُبِیْنُ ۝ ترجمہ اور پکارا فرعون نے اپنی قوم میں بولا اے قوم میری بھلا مجھ کو نہیں ہے حکومت مصر کی اور یہ نہریں چلتی ہیں نیچے میرے کیا تم نہیں دیکھتے بلکہ میں بہتر ہوں اس شخص سے جسکو عزت نہیں اور وہ صاف نہیں بول سکتا ہے اتنی بات فرعون نے حضرت موسیٰؑ کی شان میں تکبر سے کہی تھی کہ وہ کیا جانتا ہے۔ اسبات کو لوگوں نے مانا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝ ترجمہ پھر عقل کھو دی اپنی قوم کی۔ پھر اسی کا کہا مانا تحقیق وہ لوگ تھے فاسقوں میں پس چاہا اللہ تعالےٰ نے کہ اس کو دوزخ میں ڈالے اور اس کی قوم کو جہنم میں ملاوے تب اس کو چار سو برس کی عمر دی اسواسطے کہ وہ ہر روز باغی ہوئے اور نافرمانی کرے تب ایک روز اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے دریائے نیل کو خشک کر دیا۔ کچھ پانی باقی نہ رہا تب فرعون کی قوم نے اکٹھے ہو کر اپنے جہل سے اس کو کہا اگر تو ہمارا خدا ہے تو دریائے نیل کا پانی جاری کر دے جب جانینگے کہ تو ہمارا رب ہے۔ پس فرعون یہ بات سن کے سات لاکھ سوار ہمراہ لے کر میدان سعد الاعلیٰ کی طرف نکل گیا اور ایک ایک کوس پر جا کے ایک ایک لاکھ اسوار چھوڑتا گیا۔ اسی طرح سب کو رخصت کر کے تنہا ایک میدان میں جا کے ایک غار کے اندر جا گھسا اور گھوڑے باگ گلے میں لٹکا کے قبلہ رخ ہو کر سجدے میں جا گرا اور یہ مناجات کی الٰہی تو ہی حق ہے میں باطل پر ہوں تو میرا رب بے نیاز بے پرواہ ہے۔ میں نے دنیا کو بعوض آخرت کے اختیار کیا جو کچھ مجھ کو دینا ہے تو دنیا میں دے میں آخرت کو نہیں چاہتا ہوں سوا دوزخ کے یہ مجھ کو خوب معلوم ہے فرعون نے جب خدا کی

درگاہ میں یہ مناجات کی اچانک ایک شخص غائب سے آ کے اس غار کے منہ پر کھڑا ہوا۔ فرعون سے کہنے لگا کہ میں ایک شخص کی شکایت تمہارے پاس لایا ہوں تم اس کا انصاف کر دو۔ فرعون بولا تو یہاں کہاں سے آیا۔ یہ جگہ انصاف کی نہیں۔ کل دربار میں آئیو۔ انصاف کر دوں گا۔ آج چلا جا۔ وہ بولا ہمارا یہاں انصاف کر دو ورنہ میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا یہ خصوصیت عالم میں واقع ہوئی ہے۔ پس اس گفتگو میں یہ دونوں تھے کہ دریائے نیل میں پانی جاری ہوا۔ دریا بھر گیا تب فرعون نے پانی دیکھ کے خوش ہوا۔ اس جوان سے کہا کہ تو چاہتا ہے بول اس نے کہا جو بندہ خداوند کی نافرمانی اور حکم اسکا نہ مانے اور وہ خداوند اس پر مہر کرے اس بندہ کی کیا سزا ہے۔ فرعون نے کہا اس بندہ کو دریائے نیل میں ڈبو کر اسے مارا جائے وہ بولا بہت اچھا آپ اب مجھ کو ذرا لکھ دیویں تا کہ یادداشت رہے۔ کل بندہ آپ کے دربار میں حاضر ہوگا حضور میں اظہار کریگا۔ فرعون بولا یہاں قلم دوات کاغذ نہیں ہیں کسطرح لکھوں اس جوان نے کہا میں دیتا ہوں۔ تم لکھو تب فرعون نے اس غار کے اندر بیٹھ کے خوشی سے لکھا۔ کہ بندہ اپنے خداوند کی نافرمانی کرے حکم اس کا نہ مانے اور خداوند اس کو سب طرح سے آرام میں رکھے۔ کھانے کو دیوے تب اس کی سزا یہ ہے کہ دریائے نیل میں ڈبو کر اسے مارا جائے۔ اس طرح کی دستاویز لکھ کے اس جوان کے حوالے کی اور یہ نہ جانا کہ وہ جوان کون تھا۔ بعد اس کے نظروں سے غائب ہو گیا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ بعد اس کے ایک آواز آئی کہ اے فرعون دریائے نیل کو میں نے تیرے حکم کے تابع کیا ہے تو جب حکم کرے گا کہ اے پانی کھڑا رہ تو کھڑا رہیگا اور کہے گا تو جاری ہو تو جاری ہو جائیگا۔ تیرے فرمان کے باہر نہ ہوگا۔ تب فرعون یہ سن کر خوش ہو کر اس میدان میں سعد الاعلیٰ سے گھر پر چلا آیا۔ اور دریائے نیل کو جس طرف کہتا اسی طرف ہوتا اگر کہتا اے پانی اونچا ہو کے چل تو پہاڑ سے زیادہ اونچا ہو کے چلتا اور کہتا کہ نیچے ہو کے چل تو نیچا ہو کے چلتا چند روز فرعون کو اللہ نے ایسی کرامت دی تھی۔ بایں سبب وہ ملعون دعوای خدائی کا کرتا تھا۔ اور کہتا تھا اے لوگو میں مصر کا مالک ہوں اور دریائے نیل میرے تابع ہے۔ دیکھو تو پانی دریائے نیل کا خشک ہو گیا تھا میں نے جاری کیا تمہارے پیچھے

لئے اہل مصر نے جب یہ کرامت فرعون سے دیکھی تعریف کرتے ہوئے سجدے میں گرے
اور اس کی ربوبیت کے قائل ہوئے بولے بیشک تو ہمارا پروردگار ہے لعنۃ اللہ علیہم اجمعین
اور ایک مکان عالیشان لب دریا بنایا تھا۔ نام اس کا عین الشمس رکھا تھا اس پہ ایک
حوض بناکر دریا کے پانی کی نہر اس پہ جاری کی تھی۔ اور اس پہ چار ستون سونے کے
بنائے اس طرح پر کہ حوض کا پانی ستونوں پر سے کوشک پہ جاکے دوسری راہ نکل پڑتا
تھا اور حق تعالےٰ نے دو درخت اس حوض کے کنارے پہ پیدا کئے تھے۔ ایک درخت
سے روغن زرد نکلتا۔ اور دوسرے سے روغن سرخ وہ روغن جس بیمار آزاری کو دیتا خدا
کے فضل سے وہ شفا پاتا۔ تب فرعون ان دونوں درختوں کے سبب خدائی کا دعوےٰ کرتا
تھا اور ربوبیت کی دلیل ان دونوں درخت سے کہ میری ربوبیت کی یہ دلیل ہے پس۔
خلق اور بھی اس درخت کی کرامت سے فرعون کی ربوبیت کے قائل ہو کے گمراہ ہو گئے

بیان تولد ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا

ایک رات فرعون نے خواب میں دیکھا کہ دو درخت عالم بالا پہ چھا گئے۔ اور سارا عالم اس
کے زیر تھا صبح اٹھ کر تمام حکیموں اور منجموں اور جادوگروں کو بلا کر پوچھا کہو تو اس کی کیا
تعبیر ہے۔ وہ بولے ہم اپنی اپنی کتاب میں دیکھتے ہیں پھر بیان کیا کہ بنی اسرائیل کی
قوم سے ایک شخص ایسا پیدا ہوگا۔ کہ مملکت تمہاری وہی خراب کرے گا۔ اور سب
لوگ زیر حکم اس کے ہونگے ملک و میراث و نعمت کل اس کے ہاتھ آوے گا یہ سن کر فرعون
ہراساں ہو کر بولا وہ لڑکا کب پیدا ہوگا۔ وہ بولے اس تین رات دن میں باپ کی
پشت سے ماں کے رحم میں آوے گا۔ فرعون نے حکم کیا کہ جتنے بنی اسرائیل ہیں آج سے کوئی
اپنی جورو کے ساتھ ہم بستر ہونے نہ پاوے منادی کردو۔ جو عدول حکمی کرے گا اس کو مار ڈالوں گا
پس ایک ایک آدمی بنی اسرائیل کے گھروں میں متعین کیا۔ تب فرعون کے ڈر کے مارے کوئی آدمی اپنی
بیوی سے مباشرت نہ کرتا۔ مگر تقدیر الٰہی سے چارہ نہ تھا۔ باوجود اس تنبیہ اور تہدید کے اس تین
دن کے اندر جو نجومیوں نے کہا تھا۔ روز معہود میں وہ لڑکا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام ماں کے

شکم میں آئے۔ شرح اس کی یہ ہے کہ خاتون نام عمران کی بی بی تھی۔ وہ بنی اسرائیل کی قوم
سے تھی آگے اس سے ایک بیٹا اس سے تولد ہوا نام اس کا ہارون اور ایک بیٹی نام اس کا
مریم تھا اور عمران فرعون کے ندیموں میں سے تھا۔ اس دن فرعون کے پاس تھا بی بی
خاتون کو شوق مباشرت کا ہوا ایسا کہ صبر و افسار جاتا رہا۔ آخر ٹھیر نہ سکی رات کو آٹھ گھڑی
کے وقت گھر سے نکل کر فرعون کے دروازہ پر جا پہنچی مرضی الہٰی سے سب دروازے کھلے
ہوئے پائے دربان اور نگہبانوں کو سوتے ہوئے دیکھا۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے ان پر
خواب کو غالب کیا تھا۔ وہ خاتون بے کھٹکے فرعون کی خواب گاہ میں جا پہنچی اپنے شوہر کو
دیکھا کہ فرعون کی نگہبانی میں کھڑے ہیں فرعون سوتا ہے تب عمران کو اپنی بی بی کو دیکھ
کے شوق مباشرت زیادہ ہوا وہاں سے سرک کر زن و شوہر دونوں نے مجامعت سے
فراغت کر لی اسی گھڑی موسیٰؑ اپنے باپ کی صلب سے ماں کے رحم میں آئے بعد اس
کے بی بی خاتون وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر کی طرف چلی آئیں پس بھید کسی کو معلوم نہ تھا سوائے
رب العٰلمین کے کہ وہ ستر باطن کی خبر رکھتا ہے۔ جب صبح ہوئی فرعون نے نجومیوں کو بلا کر پوچھا
کہو تو وہ لڑکا پیدا ہوا یا نہیں تب انہوں نے کچھ گن کے کہا کہ وہ لڑکا شب گذشتہ کو باپ
کے صلب سے ماں کے رحم میں آچکا ہے۔ تب فرعون نے چوکیداروں کو حکم کیا کہ اگر کوئی
بھی لڑکا بنی اسرائیل کی قوم میں پیدا ہو تو مار ڈالیو لڑکی کو نہیں اور ستر درم بعوض خون کے اس کی
ماں کو دے دیجیو۔ پھر اتفاق ایسا ہوا۔ کہ روپیوں کی لالچ سے ماں باپ اپنے بیٹے کو لاکے فرعون
کے پاس دیتے۔ فرعون کے حکم سے وہ بیٹے کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالتے۔ فرعون نے ہر ہر گھر میں
بنی اسرائیل کے ایک ایک قبطی کو تعینات کیا۔ اگر لڑکا پیدا ہوتا تو مار ڈالتا اگر بیٹی پیدا ہوتی تو نہ
مارتا چنانچہ حقتعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ
الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ
بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۔ ترجمہ اور جب چھڑا دیا ہم نے تم کو فرعون کے
لوگوں سے کہ دیتے تھے تم کو بڑی تکلیف ذبح کرتے تمہارے بیٹے اور جیتی رکھتے تمہاری۔
عورتیں اور اس میں آزمائش ہوئی تمہارے رب کی بڑی پس چند سال بنی اسرائیل کو فرعون

ملعون نے دکھ میں رکھا تھا۔ اور ان کے بیٹوں کو قتل کرتا اور اس کی طرف سے عورتیں آ کے
ان کی عورتوں کے پیٹ پر ہاتھ پھیرتیں غیر محرم آ کے حمل دیکھتے پیٹ سے ہیں یا نہیں۔
اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں حمل سے تھیں ایک دن بالاتفاق ایسا ہوا کہ وہ روٹی پکاتی
تھیں۔ اس وقت درد زہ ہوا موسیٰ علیہ السلام تولد ہوئے مانند شب ماہ چہاردہم کے
ان کے نور سے سارا گھر روشن ہو گیا جو ان کی طرف دیکھتا آنکھیں خیرہ ہو جاتیں بعد اس
کے فرعون کے لوگ آ پہنچے اور حضرت کی والدہ اندیشہ کر رہی تھیں یا اللہ میں اس بچے کو
کہاں لیجا کے چھپاؤں۔ فرعون کے لوگ دیکھ کے میرے بچے کو مار ڈالیں گے تو پناہ دے
یہ کہتی تھیں آخر تنور کی آگ میں لڑکے کو ایک کپڑے میں لپیٹ کے ڈالدیا اور ایک دیگ
خالی اس کے اوپر چڑھادی۔ بعد اس کے فرعون کے لوگوں نے آ کے اس خاتون کو بھی
جب دیکھا تو کچھ اثر حمل کا نہ پا کے چلے گئے اور خاتون درد فرزندی سے اپنے رونے لگیں
اور طمانچے اپنے گالوں پر مارتی رہیں کہ میں نے کیوں بچے کو چولھے میں ڈالدیا اپنے پاؤں۔
پر آپ تیشہ مارا اب تو لڑکا جل گیا ہو گا اگر اس کی ہڈی بھی رہتی تو اس سے دل مجروح کی
دوا کرتی۔ بعد اس کے جب اس کو چولھے کے اندر دیکھا تو آگ میں ایک سیب ہاتھ میں
لئے کھیل رہا ہے یہ حال دیکھ کے متعجب ہوئیں۔ اور شکر خدا بجالائیں۔ پس ان کو تنور میں
اٹھا لیا۔ پھر متفکر ہوئیں کہ لڑکے کو کہاں چھپا رکھوں۔ ایسا نہ ہو کہ فرعون کے لوگ لیجا کے مار
ڈالیں یہ کہہ کر روتی تھیں۔ تب خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ فرمان ہوا۔ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی
اَنْ اَرْضِعِیْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ
وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ ترجمہ اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کی ماں کو کہ اس کو
دودھ پلا پھر جب تم کو ڈر ہو اسکا تو ڈالدے اس کو دریائے نیل کے پانی میں اور نہ خطرہ کر
اور نہ غم کھا ہم پھر پہنچا دیں گے اس کو تیری طرف اور کرینگے اس کو رسولوں سے تب حضرت کی
والدہ یہ بشارت پا کے خوش ہوئیں۔ اور ایک صندوقچہ بنانے لئے بڑھئی کی تلاش میں نکلیں
فوراً جبرائیل علیہ السلام بصورت بڑھئی کے ان کے سامنے آ کھڑے ہوئے بولیں تم صندوقچہ بنانا
جانتے ہو۔ وے بولے جانتا ہوں۔ تب جبرائیلؑ ان کے گھر میں جا کے ایک صندوقچہ بنا کے

چلے گئے پس حضرت کی ماں نے ان کو خوب دودھ پلا کے حریر کے کپڑے میں لپیٹ کے اس صندوقچہ میں رکھ کے مقفل کر کے دریائے نیل میں ڈالدیا۔ اور دوسری روایت یہ ہے جب موسیٰ کی ماں چپکے سے بڑھئی کو گھر میں لائیں اس سے کوئی آگاہ نہ تھا۔ مگر ایک شخص ہمسایہ وہاں کا اس بات سے مطلع تھا۔ حضرت موسیٰؑ کی والدہ نے مارے خوف کے ستر دینار بطور رشوت کے دے کر رخصت کیا اور اس سے کہا کہ قسم ہے تم کو اپنے رب کی یہ راز کسی سے مت کہیو۔ اور بڑھئی کو بھی ستر دینار اجرت اس کی دے کر رخصت کیا اور اس ہمسایہ نے جو بی بی خاتون سے روپیہ لے کر کھایا تھا۔ چاہتا تھا کہ فرعون سے لڑکے کی بات کہہ دے اور اس سے کچھ لیوے کہ خدمت اور نعمت سے اُس کی سرفرازی ہووے۔ آخر فرعون کے پاس گیا اور چاہتا تھا کہ بولے اسی وقت زبان اس کی گونگی ہوگئی جب فرعون کے پاس سے نکل آیا۔ پھر زبان کھل گئی پھر قصد کیا کہ جا کے بول دے پھر گونگا ہوگیا۔ زبان بند ہوئی۔ پھر باہر آیا زبان کھل گئی نقل ہے کہ اس طرح سات دفعہ قصد کیا۔ ساتوں دفعہ زبان بند ہوگئی تھی۔ پھر بھلی ہوئی تب اس سے باز آیا اور توبہ کی خدا پر ایمان لایا۔ اور یہ بات بھی کسی سے نہ کہی آخر موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے موسیٰؑ کو صندوق میں رکھ کے نیل کے دریا میں ڈالدیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم کو کہہ دیا اے بیٹی تو اس صندوقچے کو دیکھتی ہوئی پیچھے دریا کے کنارے سے چلی جا ایسا نہ ہو کہ تجھ کو کوئی دیکھے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَقَالَتْ لِاُخْتِہٖ قُصِّیْہِ فَبَصُرَتْ بِہٖ عَنْ جُنُبٍ وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ ترجمہ۔ اور کہہ دیا اس کی بہن کو اس کے پیچھے چلی جا پھر وہ دیکھتی رہی۔ اس کو اجنبی ہو کر اور ان کو خبر نہ ہوئی۔ پس خدا کے حکم سے وہ صندوقچہ پانی پر بہتا ہوا نیل کے دریا سے اس نہر کے اندر سے جو فرعون اپنی کوٹھی کے پاس محل کے اندر ایک حوض بنایا تھا۔ وہاں جا ٹھیرا اور اس وقت فرعون اپنی بی بی آسیہ خاتون کو ساتھ لے کر تخت پر بیٹھا تھا نظر اس پر جا گری فرعون بولا اے بی بی کیا چیز پانی پر بہتی ہے۔ دونوں نزدیک جا کر دیکھتے ہیں کہ ایک صندوقچہ ہے فرعون نے چاہا کہ صندوقچہ کو اٹھا لے اس کے ہاتھ میں نہ آیا۔ کیونکہ فرعون مردود کافر تھا پلید کے ہاتھ سے نہ

اٹھایا پیچھے آسیہ خاتون نے آ کے صندوقچہ حوض سے اٹھالیا اور فرعون کے سامنے لا رکھا فرعون نے بہتیرا چاہا کہ کھولے مگر اس سے صندوقچہ نہ کھلا۔ آخر آسیہ خاتون مومنہ تھیں دل سے بسم اللہ پڑھ کے فرعون کے سامنے جھٹ کھول دیا اس میں دیکھا کہ ایک لڑکا نہایت خوب صورت ہے۔ اس کے نور سے سارا گھر فرعون کا روشن ہوگیا۔ یہ دیکھ کے فرعون کے دل میں اس کی محبت آگئی۔ خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ایسی نیک صورت دی تھی کہ جو کوئی ان کی طرف دیکھتا فریفتہ ہو جاتا۔ پس آسیہ خاتون نے فرعون سے کہا کہ مجھے فرزند نہیں ہے اسے پالوں گی خبر ہے کہ وہ آسیہ خاتون بنی اسرائیل سے تھیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کی پھپھیری بہن تھی۔ اور وہ پہچانتی تھیں اپنے خویش و برادر کو تب فرعون سے بولیں کہ یہ لڑکا تمہارا اور میرا نور چشم ہے۔ اس کو نہ مارنا۔ ہم پالیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ترجمہ اور بولی فرعون کی عورت آنکھوں کی ٹھنڈک ہے یہ لڑکا مجھ کو اور تجھ کو اس کو نہ مارو شاید ہمارے کام آوے یا ہم کر لیویں اس کو بیٹا اور وہ نہ سمجھتے تھے یعنی خبر نہ تھی کہ وہ لڑکا بڑا ہو کر کیا کرے گا لیکن یہ جانتا تھا کہ یہ لڑکا بنی اسرائیل میں سے کسی نے خوف سے ڈالا ہے پر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا۔ یہ سمجھ کے نہ مارا پس فرعون کی ایک بیٹی تھی کہ اس کو بیماری برص کی تھی اس نے آ کر دیکھا کہ لڑکا رو رہا ہے۔ اور منہ سے رال گر رہی ہے۔ جلدی سے آ کے اس کو گود میں اٹھالیا خدا کے فضل سے اور موسیٰ کی برکت سے جب ان کا لعاب لگا تو اس کا بدن بھلا ہو گیا برص کی بیماری جاتی رہی۔ پس آسیہ خاتون فرعون سے بولیں۔ دیکھو یہ لڑکا مبارک ہے اس کے منہ کی رال لگنے سے تمہاری بیٹی کے بدن کا برص جاتا رہا۔ تب فرعون نے اس کو پیار کر کے گود میں لیا۔ اور دائی دودھ پلانے کو مقرر کی بہت سی دائیاں آئیں مگر اس نے کسی کا دودھ نہ پیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِن قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ترجمہ اور حرام کر دیا ہم نے اوپر اس کے دودھ دائیوں کا پہلے سے پس خواہر موسیٰ

وہاں موجود تھیں وہ بولیں میں بتاؤں تمہیں ایک گھروالی کو کہ پالے اس کو واسطے تمہارے
اور وہ واسطے اس کے بہت خیرخواہ ہے فرعون نے کہا لے آؤ تب وہ دوڑیں اپنی
ماں کے پاس جاکے بولیں۔ اے ماں میری خدا نے ہم پر مہربانی کی ہے چلو بھائی کو دودھ پلانے
فرعون بلاتا ہے اسے معلوم نہیں کہ وہ تمہارا بیٹا ہے۔ اور بہت دائیوں کو بلایا تھا مگر وہ
کسی کا دودھ نہیں پیتا ہے تم چلو میں نے اجنبی ہوکے تمہاری بات فرعون سے کہی ہے
کہ میں دودھ پلانیوالی دائی ایک لادونگی۔ تب موسیٰ علیہ السلام کی ماں خوش ہوکے۔
فرعون کے گھر پر آئیں۔ دیکھا کہ بہت سی دائیاں جمع ہیں کسی کا دودھ موسیٰ علیہ
السلام نہیں پیتے ہیں۔ جب ان کی والدہ نے جاکے گود میں لیا تب دودھ پینے لگے
اور موسیٰ کی ماں خوش ہوکر فرعون اور گھروالوں سے کہنا چاہتی تھیں کہ یہ میرا بیٹا ہے تب فوراً
اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان کے دل میں القا ہوا کہ اے خاتون یہ راز کسی پر مت کھولیو اپنا
بیٹا کرکے کسی سے مت بولیو۔ ہامان پلید نے جو وزیر فرعون کا تھا اس نے اسکی اطاعت
کا قرینہ وقیاس سے دریافت کی تھی وہاں کھڑا ہوکے دیکھتا تھا تب حضرت کی ماں
سے پوچھا اے دائی یہ لڑکا شاید تمہارے ہی بطن سے معلوم ہوتا ہے وہ بولیں نہیں مگر
یہ لڑکا میرے دودھ سے بہت خوش ہے پس فرعون نے اس سے کہا کہ تم اپنے دودھ
پلانے کی اجرت ہر روز ایک دینار ہم سے لیا کرو تب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ فرعون
سے اجرت دودھ پلانے کی مہینہ میں تیس دینار لیا کرتی اور اپنے بیٹے کو دودھ پلاتی
اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ترجمہ پھر پہنچا دیا ہم نے موسیٰ کو اس کی ماں کی طرف
کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور نہ غم کھاوے اور جانے کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے
و لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے اسی طرح چند روز گذرے ایک دن موسیٰ کو فرعون دیکھ
کے خوش ہوا گود ی میں لے کر منہ پر بوسہ دینے لگا حضرت نے ایک ہاتھ سے ڈاڑھی پکڑی
اور دوسرے ہاتھ سے منہ پر ایک طمانچہ لگایا۔ فرعون اسی وقت غصہ میں آگیا مارڈالنے
کا حکم کیا اور بولا کہ شاید یہ وہی لڑکا ہے کہ جس کے ہاتھ سے میرا ملک برباد

ہو گا۔ آسیہ خاتون نے کہا اے فرعون تم نہیں جانتے شیر خوار بچوں کا یہی فعل ہے ان کو سمجھ بوجھ نہیں ہوتی۔ یہ لڑکا بنی اسرائیل میں سے نہیں ہے جو تم خیال کرتے ہو اور تم نے تو تمام بنی اسرائیل کے لڑکوں کو مار ڈالا ہے پس اس کے آزمانے کے لیے ہامان نے دو طشت زر کے ایک میں انگارے آگ کے اور دوسرا یاقوت سرخ سے بھر کے حضرت موسےٰؑ کے سامنے لاکر رکھے اور بولا اگر لڑکا آگ کی انگیٹھی میں ہاتھ ڈالیگا تو یہ لڑکا بنی اسرائیل میں سے نہیں ہے اور اگر یاقوت کے طشت میں ہاتھ رکھیگا تو وہی لڑکا ہے جو ہمارا دشمن ہے۔ پس موسیٰ نے چاہا کہ یاقوت کے طشت میں ہاتھ ڈالیں اسی وقت اللہ کے حکم سے جبرائیل نے آکر انکا ہاتھ پکڑا اور آگ کی انگیٹھی میں ڈال دیا۔ پس حضرت نے ذرا سی آگ پکڑ کے منہ میں رکھی کچھ زبان مبارک جل گئی تھی تب آسیہ خاتون نے فرعون سے کہا کہ تم نے دیکھا بچے نے آگ پکڑ کے اپنے منہ میں ڈال لی۔ یہی خصائل لڑکوں کے ہیں۔ تب فرعون ان کو گود میں لے کر پیار کرنے لگا اور ان کی ماں کے حوالے کیا مروی ہے کہ حضرت موسیٰ کی زبان طفولیت میں فرعون کے گھر میں جل گئی تھی صاف گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔ جب حضرت بڑے ہوئے تو کہ جا کر فرعون کے اپنے ساتھ لے کر شہر میں پھرایا کرتے۔ اور لقب آپ کا پسر فرعون تھا۔ اور کبھی کبھی فرعون ملعون ان کا ہاتھ پکڑ کے سامنے بٹھا کے اکثر باتیں علم اور حکمت کی لب شیریں سے ان کے سنتا اور بہت پیار کرتا۔ جب حضرت کی عمر بیس برس کی ہوئی تب فرعون نے ان کو بڑی شوکت سے بیاہ دیا اس کے دو لڑکے پیدا ہوئے اور نام ان دونوں کا حمرثون اور بلقا تھا اور حضرت موسیٰؑ فرعون کے تیس برس رہے۔ بعد اس کے شہر مدین کی طرف ہجرت کی اور حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس چلے گئے

بیان ہجرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے اور مدین کی طرف جانے کا حضرت شعیبؑ کے پاس

ایک دن حضرت موسیٰؑ مصر میں شہر کے اندر قیلولے کیوقت جاکر پھرتے تھے دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں ایک قوم قبطی سے تھا یہ فرعون کے باورچی خانے کے سرداروں میں سے تھا اور دوسرا نام اس کا سامری یہ قوم بنی اسرائیل سے تھا۔ دونوں میں جھگڑا ہو رہا تھا سامری نے حضرت موسیٰ کو دیکھ کر فریاد کی کہ دیکھو قبطی مجھ پر ظلم کرتا ہے میری لکڑیاں ظلم سے چھینے لیتا ہے۔ حضرت موسیٰ نے قبطی سے کہا کہ تو لکڑیاں چھوڑ دے قبطی نے حضرت موسےٰ سے کہا کہ لکڑیاں تمہارے باپ فرعون کے باورچی خانے کے لیے ہیں۔ پھر حضرت نے اس سے کہا کہ اسے چھوڑ دے مگر دوسری دفعہ بھی اس نے نہ مانا۔ تب حضرت نے قبطی کے سینہ پر ایک گھونسا مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا اور فوراً جان اس کی نکل گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ

ترجمہ اور موسیٰ علیہ السلام آئے شہر کے اندر جس وقت بے خبر ہو رہے تھے۔ وہاں کے لوگ پس پائے اس میں دو مرد لڑتے یہ اس کے رفیقوں میں اور وہ اس کے دشمنوں میں سے تھا پس فریاد کی موسیٰ علیہ السلام کے پاس اس نے جو تھا اسکے رفیقوں میں اس شخص سے جو تھا اس کے دشمنوں میں سے پس مکا مارا اس کو موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو وہاں سے بھگا دیا کہ تو یہاں سے نکل جا نہیں تو تیرا دشمن قبطی تجھ کو پکڑ لے جائیگا بعد اس کے موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں تضرع وزاری کی اپنے گناہ سے قبطی کو مار ڈالنے کے سبب **قولہ تعالیٰ** قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ **ترجمہ** کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے رب برا کیا میں نے اپنی جان کا سو بخش مجھ کو پس اسکو بخش دیا بیشک وہی ہے بخشنے والا مہربان۔ بعد اس کے قبطی سب آئے اس سردار قبطی کو مردہ پایا۔ فرعون کے پاس اس کی

خبر پہنچائی فرعون بولا قاتل کو پکڑ لاؤ۔ سبھوں نے تلاش کی نہ ملا قبطی کو لیجا کے دفن کیا اگرچہ
فرعون کافر تھا۔ مگر عدل و انصاف ظالم و مظلوم کا کیا کرتا۔ پس قاتل اس کا نہپا کے
خاموش رہا پھر دوسرے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبح اٹھ کر شہر میں جا کے دیکھا
پھر دوسرا قبطی اس سامری کو جو ادبر گذرا مار رہا ہے بمصداق اس آیت کے فَاَصْبَحَ
فِي الْمَدِيْنَةِ خَائِفًا يَّتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ط قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ
لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ○ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا لا قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ
تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًام بِالْأَمْسِ ق اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ
اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ○ ترجمہ۔ پھر صبح کو اٹھا موسیٰ شہر میں ڈرتا
ہوا خبر لیتا۔ پھر بھی جس نے کل مدد مانگی تھی۔ موسیٰؑ سے فریاد کرتا ہے اس کو کہا موسےٰؑ
مقرر تو گمراہ ہے۔ صریح یعنی تو ہر روز دشمنوں سے الجھتا ہے اور مجھ کو لڑواتا ہے۔
پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اس پر جو دشمن تھا ان دونوں کا بول اٹھا اے موسیٰ کیا چاہتا
ہے تو کہ خون کرے میرا جیسا کہ خون کر چکا ہے تو کل ایک جی کا تو یہی چاہتا ہے کہ زبردستی
کرتا پھرے ملک میں اور نہیں چاہتا ہے تو کہ ہووے تو ملاپ کرنے والا پس جب
موسےٰ نے اس ظالم قبطی کو مارنا چاہا۔ سامری مظلوم تھا۔ اس نے جانا کہ زبان سے مجھ
پر غصہ کیا ہاتھ بھی چلاوینگے۔ وہ کل کا خون چھپا ہوا تھا کہ کس نے کیا آج اس کی زبان سے
مشہور ہو گیا۔ کہا اے موسیٰ آج مجھے بھی تم مارا چاہتے ہو جیسا کہ کل ایک قبطی کو مار ڈالا
تھا تم جبار ہوا اس ملک میں پس دوسرا قبطی سامری سے یا بات سن کے دوڑا۔ فرعون
کے پاس کہ کل کی بات کہہ دیوے کہ موسیٰ ہی نے خون کیا ہے کل قبطی کا۔ پس پیچھے موسےٰؑ
ڈرتے ہوئے مکان کی طرف گئے کہ نہ جانے مجھ کو فرعون کیا کہیگا۔ وہ ظالم بھی ہے اور
عادل بھی ہے۔ اپنے بیٹے کی رعایت نہیں کرتا۔ قصاص لیتا ہے۔ اپنی ماں سے یہ باتیں
مخفی کہہ رہے تھے اسی وقت ایک شخص نے آکے خبر دی کہ اے موسیٰ تم کو فرعون مار
ڈالنے کی فکر میں ہے۔ اس قبطی کا قصاص تم سے لے گا۔ اس شہر سے نکل جاؤ تب بچو گے
میں تمہارا خیر خواہ ہوں تم کو سنا دیا اور خبر دینے والا فرعون کا چچیرا بھائی مومن مسلمان

ایمان والا تھا۔ قولہ تعالیٰ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَۃِ یَسْعٰی قَالَ یٰمُوْسٰٓی اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِکَ لِیَقْتُلُوْکَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَکَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ٥ فَخَرَجَ مِنْھَا خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ٥ ترجمہ اور ایک مرد شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا ہوا آیا کہا اے موسیٰ دربار والے مشورہ کرتے ہیں تجھ پر کہ تجھ کو مار ڈالیں تو نکل جا یہاں سے میں تیرا بھلا چاہنے والا ہوں پھر نکلا موسیٰ وہاں سے اپنی والدہ کو چھوڑ کر ڈرتا خبر لیتا ہوا کہا اے پروردگار نجات دے مجھ کو قوم ظالموں سے پس حضرت موسیٰ مصر سے نکل کر طرف شہر مدین کے گئے۔ کہتے ہیں کہ مصر سے دس کوس کی راہ ہے شہر مدین اور بعضوں نے سات دن کی راہ موسیٰ اس شہر کو گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَمَّا تَوَجَّہَ تِلْقَآءَ مَدْیَنَ قَالَ عَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یَّھْدِیَنِیْ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ٥ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْیَنَ وَجَدَ عَلَیْہِ اُمَّۃً مِّنَ النَّاسِ یَسْقُوْنَ ٥ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِھِمُ امْرَاَتَیْنِ تَذُوْدٰنِ قَالَ مَا خَطْبُکُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِیْ حَتّٰی یُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا شَیْخٌ کَبِیْرٌ ٥ ترجمہ اور جب متوجہ ہوا موسیٰ طرف مدین کے کہا نزدیک ہے پروردگار میرا یہ کہ دکھاوے مجھ کو راہ سیدھی یعنی حضرت موسیٰ مدین کی راہ سے آگاہ نہ تھے اللہ سیدھی راہ میں لے گیا۔ اور جب پہنچا مدین کے پانی پر تھی اوپر اس کے ایک جماعت لوگوں کی کہ پلاتے تھے پانی مویشیوں کو اور پائیں ان کے سوا دو عورتیں رکی کھڑیں بولا تم کو کیا کام ہے بولیں ہم نہیں پلا سکتی پانی جب تک پھیر لے جاویں چرواہے اور ہمارا باپ بوڑھا ہے۔ بڑی عمر کا یعنی وہ شرم و حیا سے کنارے کھڑی تھیں۔ بکریاں ایک طرف لے کر اور قوت ان کو نہ تھی کہ بھاری ڈول سے پانی اٹھا کے بکریوں کو پلاویں۔ حضرت موسیٰ اس میدان میں جا پہنچے دیکھا کہ دو عورتیں چند بکریاں دبلی لے کر چاہ کے کنارے کھڑی ہیں حضرت نے پوچھا تم کون ہو یہاں کیوں کھڑی ہو بولیں ہم بکریوں کو پانی پلانے کو آئی ہیں ہم کو زور نہیں کہ ہم اس پتھر کو سر چاہ سے اٹھا کے بکریوں کو پانی پلاویں۔ کیونکہ اس پتھر کے اٹھانے کو چالیس آدمی چاہئیں۔ اور ہمارا باپ بوڑھا ضعیف ہے قوت نہیں کہ یہاں آکے پانی پلاوے اس لئے ہم گڈریوں کے انتظار میں کھڑی ہیں کہ وہ آکر پتھر اٹھا دیویں۔ جب حضرت نے یہ بات سنی مہربانی سے اس پتھر کو سر چشمہ سے اٹھا کے

پانی ان کی بکریوں کو پلادیا۔ بعد اس کے چونکہ راہ کے تھکے ماندے بھوکے پیاسے تھے ایک درخت سایہ دار کے تلے جا بیٹھے۔ اور خدا سے مناجات مانگی الہٰی مجھ کو کچھ کھانے کو دے میں بھوکا ہوں حقتعالیٰ فرماتا ہے فَسَقٰی لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓی اِلَی الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ترجمہ پس اس نے پلادیا ان جانوروں کو پھر ہٹ کر آیا چھاؤں کی طرف بولا اے رب تو نے جو اتاری ہے میری طرف اچھی چیزیں میں اسکا محتاج ہوں۔ پس دونوں بیٹیاں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جا کے بولیں آج ہی ایک جوان اجنبی نے آکے کنوئیں کے منہ پر سے اس پتھر کو اٹھا کے پھینکا اور پانی بھر کے ہماری بکریوں کو پلادیا اور درخت سایہ دار کے تلے جا بیٹھا۔ جب تعریف قوت کی اپنے باپ سے بیان کی حضرت شعیب علیہ السلام یہ سن کے بولے اے جلدی جا کے اسے لاؤ پانی بھرنے کی اس کو اجرت دیویں حق ادا کریں تب حضرت شعیب کی بڑی بیٹی صفورا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لانے گئیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا ترجمہ پس آئی ان کے پاس ایک ان دونوں میں چلتی شرم سے کہا تحقیق میرا باپ بلاتا ہے تجھ کو کہ دیوے تجھ کو مزدوری کہ پانی پلایا تو نے واسطے ہمارے پس حضرت موسیٰ چونکہ سات دن رات کے بھوکے پیاسے تھے۔ وہاں سے اٹھ کے صفورا کے ساتھ چلے۔ صفورا آگے اور حضرت ان کے پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے۔ صفورا سے کہا اے صاحبزادی میں آگے چلوں تو پیچھے میرے چل۔ کیونکہ پیچھے سے غیر محرم کو عورت کا پاؤں دیکھنا گناہ ہے صفورا بولیں تم ہمارے گھر کی راہ نہیں جانتے اس لئے میں آگے چلتی ہوں حضرت نے کہا اگر میں راہ بھولوں گا تو تم پیچھے سے بتادیجیو۔ اس بات سے صفورا نے معلوم کیا کہ یہ شخص بڑا نیک مرد پارسا ہے پس موسیٰ آگے آگے چلے وہ پیچھے چلیں راہ بتاتی ہوئی۔ تب حضرت شعیب ع کے پاس جا کے السلام علیک کیا جواب سلام کا کہہ کے حضرت شعیب ع نے ان کو اپنے سامنے بٹھایا اور احوال پوچھا۔ تب موسیٰ نے جو کچھ احوال مصر کا اپنا تھا۔ فرعون اور قبطی کا سب بیان کیا حضرت شعیب نے کہا کچھ اندیشہ مت کرو۔ قولہ تعالیٰ فَلَمَّا جَآءَهٗ

وَقَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ ترجمہ پس آیا موسیٰ شعیبؑ کے پاس اور بیان کیا پاس اس کے قصہ کہا مت ڈر نجات پائی تونے قوم ظالموں سے اس کے بعد شعیب کی بیٹی جو موسیٰ کو ہمراہ کرکے لائی تھی وہ اپنے باپ سے بولی چنانچہ۔ قولہ تعالیٰ قَالَتْ اِحْدٰهُمَا یٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ۝ ترجمہ۔ بولی ان دونوں میں سے ایک اے باپ اس کو نوکر رکھ لے البتہ بہتر نوکر ہے جو نوکر رکھا چاہیے وہ جو زور آور ہوا امانت دار حضرت شعیبؑ نے کہا اے بیٹی تم نے بھلا انکا زور دیکھا کنوئیں سے پانی بھرنے میں امانت دار کیونکر جانا تم نے وہ بولیں راہ میں ہم نے ان کی چال اور گفتگو سے معلوم کیا تب شعیبؑ نے اس بات کو تسلیم کیا اور حضرت موسیٰ سے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰٓی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ ترجمہ کہا شعیبؑ نے موسیٰ سے میں چاہتا ہوں کہ بیاہ دوں تجھ کو ایک بیٹی ان دونوں میں سے اپنی اس پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس پھر اگر تو پورا کرے دس برس تو تیری طرف سے ہے اور میں نہیں چاہتا کہ تجھ پر تکلیف ڈالوں تو مجھ کو آگے پاویگا نیک بختوں میں سے اگر اللہ نے چاہا اور موسیٰ نے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّ وَاللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ ۝ کہا موسیٰ نے شعیب سے یہ ہو چکا ہے میرے تیرے بیچ میں جونسی مدت ان دونوں میں سے پوری کر دوں سو زیادتی نہ ہو مجھ پر اور اللہ پر بھروسہ ہے اسکا جو آپ کہتے ہو یعنی حضرت موسیٰ نے شعیب سے کہا کہ آٹھ برس کے بیچ میں مجھ کو اختیار رہے چاہوں آٹھ برس نوکری کروں یا دس برس لیکن ایسا نہ ہو کہ اپنے قول سے آپ پھر جاؤ شعیب بولے یہ مومن کا کام نہیں کہ اپنے قول سے پھر جائے غرض شعیب نے آٹھ برس کے اقرار سے اپنی بیٹی کے مہر کے عوض انکی بکریاں چرانیکو حضرت موسیٰ سے لکھوا کے اپنی بیٹی کو انسے بیاہ دیا کہ دونو پر نکاح درست ہو مصداق اس حدیث کے اَعْطُوا الْاَجِیْرَ اَجْرَهٗ قَبْلَ اَنْ یَّجِفَّ عَرَقُهٗ یعنی ادا کرو اجرت مزدور کی آگے اس سے کہ نہ خشک ہووے عرق پیشانی میں اسکی اب اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ اجرت نوکر کی جلدی ادا کرنا واجب ہے اب اگر ایک ہزار قطرے مزدور کی پیشانی سے نکل آویں اور خشک ہوں تو بھی کوئی اسکا غور نہیں کرتا ہے غرض شعیب نے اپنی لڑکی کو حضرت موسیٰ کے سپرد کیا اور ایک عصا حضرت جبرائیل نے بہشت سے لاکر حضرت آدم کو دیا تھا وہ عصا حضرت شعیب کو

ورثے میں پہنچا تھا۔ اپنی بیٹی سے کہا کہ یہ عصا لائق پیغمبر مرسل کے ہے موسیٰ کو دیا چاہیئے تب وہ عصا لا کے حضرت موسیٰ کے سامنے رکھ دیا۔ اور کہا اے موسیٰ تم اگر اس عصا کو زمین سے اٹھا سکوگے تو تم کو دونگا حضرت نے یہ سن کے جلدی سے عصا ہاتھ میں اٹھا لیا یہ کرامت دیکھ کے حضرت شعیبؑ نے کہا اے موسیٰ شاید تم کو اللہ تعالیٰ پیغمبر مرسل کریگا اور ایک بات میں تم سے کہتا ہوں سنو زنہار فلانے میدان میں بکری چرانے مت جائیو وہاں اژدہے بہت ہیں بکریوں کو کھا جائینگے آخر اس میدان میں بکریاں لیگئے جس میدان میں اژدہے تھے اور حضرت شعیبؑ نے منع فرمایا تھا پس موسیٰ نے بہتیرا چاہا کہ بکریوں کو سانپوں کی جگہ سے روکیں آخر روک نہ سکے بکریاں وہاں جا کے چرنے لگیں ناچار ہو کے وہاں سے ایک سر پشتہ پر جا بیٹھے اور عصا پہلو میں رکھ کے بولے اے عصا خبردار اگر اژدہا یہاں آوے تو مار ڈالیو تاکہ بکریوں کو کھانے نہ پاوے نگہبان رہیو یہ کہہ کر سوئے اور نیند آگئی بعد ایک لحظہ کے ایک اژدہا اپنی جگہ سے نکل کر بکریوں کو کھانے آیا پس وہ عصا حضرت کا مثال اژدہے کے بن کر اژدہا کو مار ڈالا حضرت موسیٰ جب نیند سے اٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اژدہا مردہ پڑا ہے خوش ہو کر بکریاں لے کر گھر کی طرف چلے آئے یہ بات اپنے سسر حضرت شعیب سے جا کے کہی اے حضرت وہ اژدہا جو حضور نے فرمایا تھا خدا کے فضل سے مارا گیا۔ پس شعیب کو اور یقین ہوا کہ موسیٰ مرسل پیغمبر ہونگے کہتے ہیں کہ جب موسیٰ نے چار برس شعیب کی بکریاں چرائیں پانچویں سال میں شعیب نے کہا اے موسیٰ تمہارے اقبال سے اگر اس سال ہماری بکریاں بچہ نر جنیں گی تو تم کو دے ڈالیں گے پس خدا کی مرضی سے وہی ہوا کہ سب بکریاں نر جنیں۔ انہیں کو دے ڈالیں چھٹے سال میں پھر فرمایا اگر اس سال مادہ جنیں گی تو تم کو دے ڈالیں گے۔ فضل الٰہی سے سب مادہ جنیں اور حضرت کو ملیں پھر ساتویں سال میں فرمایا اگر اس سال بچہ سیاہ جنیں گی تو وہ بھی تم کو ہبہ کریں گے آخر وہی ہوا پھر آٹھویں سال میں فرمایا اگر اس برس بچہ ابلق جنیں گی تو وہ بھی تمہارے ہیں مرضی الٰہی سے وہی جنیں سب ان کو ملیں ایسا کہ موسیٰ کی بکریاں شعیب علیہ السلام کی بکریوں سے دونی ہو گئیں۔ پس دس برس حضرت موسیٰ نے عوض مہر کے شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرائیں بعد اس کے شعیب علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ یہ سب بکریاں اور لونڈی باندی مال و متاع اور صفورا کو میں نے تمہاری ملک کر دیا۔ اب جہاں تمہارا جی چاہے وہاں ان کو لے جاؤ میں اس میں مانع نہیں ہوں ٭

بیان مراجعت موسیٰ کا شہر مدین سے طرف مصر کے اور درجہ رسالت کو پہنچنا اور فرعون کو دعوت کرنا خدا کی طرف بارشاد جناب باری تعالیٰ کے

ایک روز موسیٰ کو تمنا ہوئی کہ مصر میں جاکے اپنی والدہ کی خدمت میں مشرف ہوویں اور اپنے بھائی ہارون سے بھی ملاقات کریں تب اپنے سسر سے رخصت ہوکر صفورا اور لونڈی باندی اور بھیڑ بکری مال اسباب سب لیکر مصر کو چلے جب مدین سے ایک راہ منزل نکل گئے۔ یہاں رات ہوئی مقام کیا۔ اور بکریوں کو ایک جگہ باندھ رکھا۔ اور بی بی صفورا پیٹ سے تھیں درد جننے کا ہوا۔ اتفاقاً مرضی الٰہی سے اس وقت ایک ایسی ہوا اور آندھی کا طوفان آیا۔ کہ تمام عالم ان پر اندھیرا ہوگیا۔ اور آسمان گرجنے لگا۔ ایک عالم نے اسدم آرام نہ کیا پانی برسنے لگا۔ اور سخت سردی پڑنے لگی تب حضرت موسیٰ آگ نکالنے کو چقماق جھاڑنے لگے آگ نہ نکلی لاچار ہوکر غصے سے چقماق زمین پر پھینک مارا۔ پس خدا کے حکم سے اس چقماق نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ مجھ کو خدا کا حکم نہیں کہ تم کو آگ دوں۔ تب یہ سن کے اس سے باز آئے اور آگ کے لئے متفکر ہوئے اور چاروں طرف دیکھنے لگے مرضی الٰہی سے طور کی جانب ایک شعلہ آگ کا نظر آیا۔ وہ آگ نہ تھی۔ بلکہ خدا کا نور تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَمَّا قَضٰی مُوْسَی الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ ترجمہ پس جب پوری کرچکا موسیٰ وہ مدت اور لے کر چلا اپنے گھر والوں کو دیکھی کوہ طور کی طرف ایک آگ کہا اپنے گھر والوں کو ٹھیرو یہاں میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس وہاں سے کچھ خبر یا انگارا آگ کا شاید تم تاپو جب پہنچا اس کے پاس تو آواز آئی قولہ تعالیٰ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ ترجمہ پس جب موسیٰ پہنچا اس آگ کے پاس آواز آئی میدان کے داہنے کنارے سے برکت والی زمین میں اس درخت سے کہ اے موسیٰ میں ہوں اللہ جہان کا رب اور کہا اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ؕ وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی ۝ اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ؕ ترجمہ پھر کہا تحقیق میں ہوں پروردگار تیرا پس اتار ڈال دونو جوتیاں اپنی تحقیق تو بیچ میدان پاک کے ہے کہ نام اس کا طویٰ ہے اور میں نے پسند کیا تجھے پس

سن لو جو کچھ کہ وحی کی جاتی ہے تحقیق میں ہوں اللہ نہیں کوئی معبود مگر میں ہوں پس عبادت کر میری اور
قائم رکھ نماز کو واسطے یاد میری کے منقول ہے۔ کہ جب حضرت موسٰی مدین سے مصر کو آنے لگے
عورت اور بکریاں ساتھ لے کر جنگل میں رات کی سردی میں راہ بھولے اور عورت کو جلنے کا درد ہوا دور
سے آگ نظر آئی طور پر وہ آگ نہ تھی وہ اللہ کا نور تھا اپنی عورت سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں تمہارے لئے
آگ لاؤں تب موسٰی اپنے عیال کو یہاں رکھ کے صرف عصا ہاتھ میں لیکر طور کی طرف گئے جب نزدیک پہنچے
ایک درخت سبز دیکھا کہتے ہیں کہ وہ درخت عناب کا تھا یعنی بیر کے درخت کے مثل اور اوپر سے نیچے تک اُسپر نور تھا،
موسٰی نے جانا کہ یہ آگ ہے پس جھاڑ کاٹ کے سرے پر باندھ کے عصا سے اس درخت کے سر پر رکھ دیا تا کہ آگ سلگے
اُسپر پس وہ نور درخت کا ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اور دوسری تیسری پر چلا جاتا تھا بھاگتا ہوا غرض جہاں عصا
رکھ دیتے اسپر آگ نہیں سلگتی تب حضرت موسٰی علیہ السلام اس سے مایوس ہوئے اور اللہ کے حکم سے جب نعلین آپنے
پاؤں سے نکالے اسوقت دونوں نعلین دو بچھو ہو گئے کہتے ہیں کہ موسٰی سے کوہ طور کی طرف جاتے وقت صفورا نے
ان سے کہا تھا کہ خبردار اس میدان میں سانپ بچھو بہت ہیں اچھی طرح سمجھ بوجھ کے جانا حضرت موسٰی بولے
کہ میرے پاؤں میں نعلین ہیں اور ہاتھ میں عصا مجھ کو کیا ہے جب ان پر اعتماد کیا خدا کے حکم سے دو نعلین دو بچھو ہو گئے
یہ دیکھ کر حضرت موسٰی ڈر گئے وہیں آواز آئی اور حقتعالٰی نے فرمایا وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ
اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ۝ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ۝ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ
تَسْعٰى ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ترجمہ اور کہا اللہ نے اے موسٰی یہ کیا چیز ہے تیرے داہنے
ہاتھ میں بولا یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیکتا ہوں اور اس سے پتے جھاڑتا ہوں اپنی بکریوں پر اور اس میں میرے
کتنے کام ہیں کہا ڈال دے اے موسٰی پس ڈال دیا اس کو ناگہاں وہ سانپ تھا دوڑتا پھرتا۔ کہا اس کو
پکڑ لے اے موسٰی اور مت ڈر پھر کر دیں گے اس کو پہلے حال پر یعنی پھر لاٹھی ہو جائیگی پھر جب موسے
نے پکڑا اس کو پس اللہ کے حکم سے عصا ہو کر ہاتھ میں آیا۔ اللہ نے اس عصا کو قرآن شریف میں ایک جگہ
حَيَّةٌ تَسْعٰى اور ایک جگہ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ اور ایک جگہ کَاَنَّهَا جَآنٌّ فرمایا اِسلئے کہ پہلے دیکھتے ہی سانپ
سا معلوم ہوتا دوڑتا پھرتا اور بزرگی میں ثعبان کے مانند جان کے یعنی سانپ کی سک یہ تینوں
صفتیں اس میں تھیں۔ خبر ہے کہ جب عصا ثعبان کی مانند ہوتا بڑا اژدہا بنتا۔ تو بہتر پاؤں موٹے مثل
ہاتھی کے اور سات سو دانت نکل آتے اور پشم بدن کی مثل نیزے کے ہوتیں اگر پتھر پر لگاتے تو پتھر ٹکڑے

ٹکڑے ہو جاتے پھر کہا اللہ تعالےٰ نے اے موسٰی اسلك يدك في جيبك تخرج بيضاء من غير سوء وضمم اليك جناحك من الرهب فذانك برهانان من ربك الى فرعون وملائه انهم كانوا قوما فاسقين ۝ ترجمہ اے موسٰی پیٹھا اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں کہ نکل آوے سفیدی بغیر برائی کے اور ملا اپنی طرف اپنا بازو ڈر سے تا کہ سانپ کا ڈر جاتا رہے پس وہ دو دلیلیں ہیں تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں پر تحقیق وہ ہیں قوم فاسق پس حضرت موسٰی نے خدا کے فرمانے سے گریبان میں ہاتھ ڈالا اس میں ایک سفیدی ہتھیلی پر نظر آئی اور مثل آفتاب روشن کے ظاہر ہوا اسی کا نام ید بیضا ہے اسکی روشنی سے جہان روشن ہو جاتا اور نور اس کا آفتاب پر غالب ہو جاتا حق تعالےٰ نے دو معجزے حضرت موسٰی کو دیئے تھے ایک عصا اس سے ہزار طرح کے معجزے ہوتے تھے اور دوسرا ید بیضا تھا اس سے ایک عالم روشن ہوتا ان دو معجزوں سے خلائق ان پر ایمان لاتی حکم ہوا اے موسٰی مصر میں جا فرعون کے پاس قوله تعالیٰ اذ ناداه ربه بالواد المقدس طوى ۝ اذهب الى فرعون انه طغى ۝ فقل هل لك الى ان تزكى ۝ واهديك الى ربك فتخشى ۝ ترجمہ جب پکارا اس کو رب نے پاک میدان میں جس کا نام طویٰ ہے اے موسٰی جا فرعون کے پاس اس نے سر اٹھایا ہے پس اس کو کہہ تیرا جی چاہتا ہے کہ تو سنورے اور راہ بتاؤں تجھ کو تیرے رب کی طرف پس تجھ کو ڈر ہو کہا موسٰی نے اے رب عیال اور بکریاں میری بیابان میں پڑی ہیں وہاں وہاں کوئی نہیں یہ سب چھوڑ کر مصر میں کیونکر جاؤں ندا آئی اے موسٰی میں نے بہشت سے حوریں بھیجیں تیری عورت کے پاس کہ خدمت کریں بچے کی اور دودھ پلاویں اور بھیڑیے نگہبان ہیں تیری بکریوں کے تو خاطر جمع رکھ اندیشہ مت کر میں نگہبان ہوں تیری عورت کا اور بکریوں کا اور تو مصر میں جا فرعون کے پاس موسٰی علیہ السلام نے کہا قوله تعالیٰ قال رب اني قتلت منهم نفسا فاخاف ان يقتلون ۝ واخي هرون هو افصح مني لسانا فارسله معي ردا يصدقني اني اخاف ان يكذبون ۝ قال سنشد عضدك باخيك ونجعل لكما سلطنا فلا يصلون اليكما ۚ باياتنا انتما ومن اتبعكما الغلبون ۝ ترجمہ موسٰی نے کہا اے رب میں نے خون کیا ہے انکیں سے ایک جی کا سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں اور میرا بھائی ہارون کہ اس کی زبان چلتی ہے مجھ سے زیادہ سو اس کو ساتھ میرے مدد کو کہ مجھ کو سچا کرے میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھوٹا کریں فرمایا اے موسٰی زور دیں گے ہم تجھ کو تیرے بھائی سے اور اور دیں گے تم کو ان پر غلبہ پھر وہ پہنچ نہ سکیں گے۔ تم تک ہماری نشانیوں سے تم اور جو تمہارے

ساتھ ہو اور پر رہو گے تب موسیٰ علیہ السلام نے پانچ حاجتیں اللہ سے مانگیں **قولہ تعالیٰ** قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۝ هَارُونَ أَخِي ۝ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝ إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ۝ **ترجمہ** کہا موسیٰ نے اے رب کشادہ کر سینہ میرا کہ جلدی خفا نہ ہوں۔ اور آسان کر کام میرا سخت اور گرہ کھول میری زبان سے کہ لوگ سمجھیں میری بات زبان حضرت موسیٰ کی لڑکپن میں جل گئی تھی صاف نہ بول سکتے تھے۔ اس لئے اللہ سے دعا مانگی۔ الہی زبان میری کھول دے اور میرے واسطے وزیر کر میرے بھائی ہارون کو میرے اہل سے مضبوط کر اس کے ساتھ میری قوت کو اور شریک کر اس کو میرے کام کا یعنی پیغمبری میں۔ کہ تیری ذات پاک کا بیان کریں ہم بہت اور تیری یاد کریں بہت تحقیق تو ہی ہے ہم کو دیکھنے والا۔ اللہ نے فرمایا۔ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ۝ **ترجمہ**۔ کہا اللہ نے ملا تجھ کو تیرا سوال اے موسیٰ دل تیرا روشن کیا اور کام تیرا آسان ہوا اور زبان تیری فصیح کی اور تیرے بھائی کو تیرا وزیر کیا۔ اب جا فرعون کے پاس اس نے سر اٹھایا ہے۔ پس موسیٰ نے جب سوال کیا۔ اللہ سے تب پایا اور ہمارے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے مانگے ہوئے اللہ نے سب کچھ عنایت کیا۔ علم لدنی ان کو حاصل تھا۔ اور ان کی شان میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ **ترجمہ**۔ کیا ہم نے نہیں کھولا اے محمد تیرا سینہ اگرچہ تو نے مجھ سے نہیں چاہا تھا۔ کہ علم اور حکمت سے پُر رہے اور اتار رکھا ہم نے تجھ سے تیرا بوجھ جس نے توڑی تھی پیٹھ تیری اور بلند کیا ہم نے تیرے واسطے ذکر تیرا پیغمبروں میں اور فرشتوں میں نام تیرا بلند کیا اور ابراہیم خلیل اللہ نے بھی اللہ سے حاجت مانگی تھی۔ جب مکہ کی بنا شروع کی تھی۔ **قولہ تعالیٰ** وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ ۝ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۝ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ ترجمہ اور جب اٹھانے لگے ابراہیمؑ اور اسمٰعیل بنیادیں اس گھر کی یعنی مکے کی تب کہا اے رب قبول کر ہم سے تحقیق تو ہی ہے سننے والا جاننے والا اور کہا رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ ۝ **ترجمہ** یارب مجھ کو اور میرے ماں باپ کو معاف کر گناہ سے جب ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ سے مانگا۔ تب سب کچھ ملا

اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مانگے اللہ نے سب کچھ عنایت کیا تھا۔ اور ان کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ ۔ ترجمہ تو کہ بخشے اے محمد واسطے تیرے جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں سے تیرے اور جو کچھ پیچھے ہوا پس آدم علیہ السلام کو بخشا ان کی ذات سے تجھ کو شفیع لانے سے اور امت کو بخشا تیری شفاعت سے۔ خلاصہ یہ ہے کہ موسیٰ کے چاہنے سے ان کی بھائی ہارون کو ان کا وزیر کیا اور ہمارے سردار جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بے خواستہ چار یار کو ان کا وزیر کیا اور اسی طرح ہر پیغمبر نے اپنے مقصد کو خدا سے مانگ لیا تھا۔ اور ہمارے پیغمبر خدا کو اللہ نے بے مانگے سب کچھ عنایت کیا۔ غرض موسےٰ اور ان کے بھائی ہارون ع کو اللہ نے فرمایا ہے، اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ۚ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۚ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۔ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ۔ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ۔ فَاْتِيٰهُ الاٰیۃ ۔ ترجمہ جا تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لے کر اور سستی نہ کرو۔ میری یاد میں جاؤ۔ طرف فرعون کے اس نے سر اٹھایا ہے۔ اور کہو اس سے بات نرم۔ شاید کہ وہ نصیحت پکڑے یا ڈرے کہا دونوں نے اے پروردگار ہمارے تحقیق ہم ڈرتے ہیں یہ کہ زیادتی کرے اوپر ہمارے یا جوش میں آوے کہا مت ڈرو تحقیق میں تمہارے ساتھ ہوں۔ سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں پس جاؤ اس کے پاس اور کہو ہم دونوں رسول ہیں تیرے رب کے سو بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو اور مت عذاب کر ان کو ہم آئے ہیں تیرے پاس نشانی لے کر تیرے رب کی اور سلامتی اوپر اس شخص کے ہے جو پیروی کرے ہدایت کی تحقیق وحی کی گئی ہے طرف ہمارے یہ کہ عذاب اوپر اس شخص کے ہے جو جھٹلاوے اور منہ پھیرے۔ بہتر یہ ہے کہ تو ایمان اور دعوے باطل چھوڑ دے تو تجھ کو تین چیزیں ملیں گی۔ ایک جوانی اور بادشاہی مشرق سے مغرب تک اور تیری عمر دراز ہو گی تاکہ تو بادشاہی کرے دنیا میں اللہ نے رسول کر کے موسیٰ کو تمام علم اور حکمت کی باتیں اس میدان مقدس میں کوہ طور پر سکھلا کے مصر میں فرعون کے پاس جانے کا حکم کیا تب موسیٰ یہاں سے اپنی قبیلہ بی بی صفورا کے پاس جن کو اس میدان مذکور میں چھوڑ

گئے تھے۔ آکے دیکھتے ہیں کہ ایک لڑکا ان سے تولد ہوا اور ان کی خدمت اللہ نے حوران بہشت مقرر کیں اور بھیڑیئے اور شیر ان کی بکریوں کی پاسبانی کر رہے ہیں تب حضرت نے احوال نبوت کا اور جو گفتگو اللہ تعالےٰ سے کوہ طور پر ہوئی تھی اور فرعون علیہ اللعنۃ کی طرف جانے اور اس کو ہدایت کرنے کا جو حکم ہوا تھا سب صفورا سے بیان کیا اور بولیں وہ تم جاؤ اور خدا کے امر میں دیر نہ کرو جلدی جا کے اُسے خدا کا پیغام پہنچاؤ۔ تب حضرت جو اسباب دلوا دمہ اپنا تھا صفورا کے پاس رکھ کے صرف عصا ہاتھ میں لے کر خدا کو یاد کر کے مصر کو روانہ ہوئے عشاء کے وقت جا کے شہر میں داخل ہوئے اور گھر پر جا کر دستک دی بہن ان کی مریم نے گھر سے نکل کر پوچھا تم کون ہو کہاں سے آئے ہو۔ حضرت نے کہا میں مسافر ہوں۔ تب مریم اپنی ماں سے بولیں۔ اے اماں جان ایک مہمان دروازہ پر آیا ہے۔ وہ بولیں جلدی جا کے دروازہ کھول دے اور اسے لا کے کھانا کھلا۔ موسیٰ یہ سن کر صورت اپنی اجنبی کی سی بنا کر بچھونے کے کنارے پر جا بیٹھے بعد اس کے ہارون اور ان کے والد عمران ان دونوں نے حضرت کو آکر دیکھا۔ لیکن قول صحیح یہ ہے۔ کہ اس وقت ان کی بہن اور والد ان کے انتقال کر گئے تھے والدہ نے آکر دروازہ کھول دیا۔ بچھونا اور چراغ اور کھانے کو نمک اور روٹی لا دی موسیٰ کھانا کو کھا رہے تھے تب ہارون نے آکے اپنی ماں سے پوچھا۔ یہ کون ہیں۔ وہ بولیں۔ مسافر مہمان ہے ہارون نے آکے دیکھا کہ حضرت موسیٰ ہیں۔ تب اپنی ماں سے بولے۔ واہ یہ تو میرا بھائی موسیٰ ہے یہ کہہ کے گلے مل کے رونے لگے۔ اور حضرت موسیٰ کی ماں بھی رونے لگیں تب موسےٰ اپنی ماں کے قدم بوس ہو کے تسلّی دینے لگے۔ اور ہارون نے حضرت سے پوچھا کہ بھائی میں نے سنا ہے۔ کہ تم نے شہر مدین میں حضرت شعیب کی بیٹی سے بیاہ کیا ہے اور وہاں بہت دن رہے ہو۔ حضرت نے کہا ہاں میں نے شادی کی اور خوش خبری میں تم کو دیتا ہوں کہ خدا نے مجھ کو پیغمبر کر کے فرعون کی طرف بھیجا ہے۔ اور بے واسطہ کوہ طور پر مجھ سے کلام کیا۔ ہارون اس بات کو سن کر بہت خوش ہوئے۔ جلدی سے اٹھ کے تعظیم کی اور دست بوس ہوئے۔ اور خدمت میں حاضر رہے حضرت نے ان سے کہا اے بھائی تم کو بھی اللہ نے میری پیغمبری میں شریک کیا ہے چلو فرعون کے پاس چلیں اور اس مردود

کو خدا کی طرف دعوت کریں۔ راہ بتاویں خدا نے دو معجزے مجھ کو عنایت کئے ہیں ایک تو یہ عصا اگر میں اس کو زمین پر ڈالوں تو یہ اژدہا بن کر سارے مصر کے کفاروں کو کھا جائے گا۔ اور جو میں کہوں گا۔ سوا اللہ کے فضل سے ہزار طرح کے معجزے اس عصا سے ظاہر ہوں گے۔ اور دوسرا ید بیضا۔ جب جیب میں ہاتھ ڈالوں گا یہ ید بیضا یعنی سفیدی نکل آدے گی۔ اور ہر انگلی سے نور نکلے گا تاریکی جاتی رہے گی۔ جہان روشن ہوگا۔ اللہ کے فضل سے سب کفاروں پر غالب ہوں گے۔ ہارون یہ سن کر بہت خوش ہوئے کہا اب بنی اسرائیل فرعون کے ظلم سے خلاصی پاویں گے۔ تب موسےٰ و ہارون دونوں فجر کی نماز سے فراغت پا کر فرعون لعین کے مکان پر گئے۔ اور اس مردود نے اپنے خانہ کے سامنے دونوں طرف راہ کے درخت خرما بوئے ہوئے تھے جن کے تلے بڑے بڑے شیر باندھ رکھے تھے۔ تاکہ کوئی دشمن اپنے مکان پر نہ جا سکے بے حکم اس کے گرد نہ پھر سکے۔ فی الواقع وہاں کوئی ڈر سے اس کے نہ جا سکتا تھا۔ اللہ تعالےٰ جل شانہ کے فضل سے جب موسیٰ و ہارون علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے تب تمام شیروں نے حضرت کو دیکھ کے سلام کیا اور سرنگون ہو گئے۔ پس حضرت موسیٰ نے جا کے فرعون کے بالا خانہ کا حلقہ در پکڑ کے ہلا دیا مکان پر اس کے لرزہ پڑ گیا اور یہ آواز دی۔ وَاَنَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یہ آواز فرعون کے مکان پر جا پہنچی۔ پردہ زربفت اٹھا کے دیکھا کہ موسیٰ ہیں چپکا ہو رہا اور ایک روایت ہے۔ کہ دو برس فرعون کے در پر موسیٰ رہے دربان وغیرہ سے کہتے رہے۔ کہ ہم رسول خدا کے ہیں۔ فرعون کے پاس جا کے خبر دو۔ وہ مردود کہنے لگے تم دیوانے ہو۔ فرعون ہمارا خدا ہے۔ تم کیا کہتے ہو۔ دوسرے دن پھر انہوں نے کہا کہ ہم کو فرعون کے پاس جانے دو۔ یا ہماری خبر اس کے پاس پہنچاؤ۔ ہم خدا کی طرف سے آئے ہیں۔ اس کو راہ بتانے کو ان کافروں نے نہ مانا۔ اور ایک دن ایک مسخرہ کہ وہ فرعون کے دربار میں ہمیشہ ہزلیات کہا کرتا تھا۔ جا کے بولا یہ عجیب بات ہے کہ دو شخص دیوانے سے آپ کے در پر قریب دو برس کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارا خدا وہ ہے کہ صاحب تمہارے اگلے پچھلوں کا فرعون مردود یہ بات سن کے خفا ہوا۔ اور حضرت کو سامنے بلایا۔ قولہ تعالےٰ

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ۝ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ترجمہ کہا فرعون نے کیا میں تجھ کو نہیں پالا تھا۔ بجائے فرزند کے اور برسوں تو ہمارے پاس رہا اور کر گیا تو وہ کام اپنا جو کر گیا۔ اور تو ناشکروں سے ہے پس تھوڑے دن ہوئے تو ہمارے پاس سے نکلا ایک قبطی کا خون کر کے اب آئے ہو۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا سچ ہے میں وہی ہوں۔ **قولہ تعالیٰ** قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ **ترجمہ** کہا موسیٰ نے کیا تھا میں نے وہ کام اس وقت اور میں تھا چوک جانے والا پس میں بھاگا تم سے جب ڈر دیکھا پھر بخشی میرے رب نے حکومت اور کیا مجھ کو پیغمبروں سے کہا فرعون نے **قولہ تعالیٰ** قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ **ترجمہ**۔ کہا فرعون نے کون ہے۔ پروردگار تیرا جس نے تجھ کو بھیجا ہے حضرت نے کہا۔ **قولہ تعالیٰ** قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ **ترجمہ** کہا موسیٰ نے پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ کہ درمیان ان دونوں کے ہے اگر ہو تم یقین لانے والے یہ سن کر فرعون نے اپنی قوم سے کہا قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ **ترجمہ** کہا فرعون نے واسطے ان لوگوں کے کہ گرد اس کے تھے کیا نہیں سنتے ہو تم ... موسیٰ نے کہا پروردگار تمہارا اور پروردگار تمہارے اگلے باپ دادوں کا ہے حضرت کو کہا فرعون نے۔ **قولہ تعالیٰ** قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝ **ترجمہ** کہا فرعون نے لوگوں کو تمہارا پیغام لانیوالا جو تمہاری طرف بھیجا ہے۔ سو باؤلا ہے۔ حضرت موسیٰ نے کہا **قولہ تعالیٰ** قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ **ترجمہ** کہا موسیٰ نے یہ پیغام ہے پروردگار مشرق اور مغرب کا اور جو کچھ درمیان ان کے ہے۔ اگر تم سمجھ رکھتے ہو پس حضرت موسیٰ ایک ایک بات کہے جاتے تھے۔ اللہ کی قدرت کی نشانیاں بتاتے جاتے فرعون بیچ میں اپنے سرداروں کو ابھارتا تھا۔ کہ ان کو یقین نہ آجائے اور فرعون بولا **قولہ تعالیٰ** قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ۝ **ترجمہ** کہا فرعون نے اگر پکڑے گا تو معبود میرے سوا البتہ کر دوں گا میں تجھ کو قیدیوں میں سے حضرت موسیٰ نے کہا خدا نے مجھ کو تم پر پیغمبر کر کے بھیجا ہے تو کہہ لَآ اِلٰہَ

الا اللہ موسیٰ رسول اللہ ہ فرعون بولا میں یہ کلمہ پڑھونگا تو تیرا خدا مجھ کو کیا دے گا۔ حضرت موسیٰ نے کہا۔ اگر تو ایمان لاوے گا تو میرا خدا تجھ کو تین چیز دے گا۔ اوّل جوانی دوسری بادشاہی مشرق سے مغرب تک تیسری سو برس کی عمر اور ملے گی تاکہ تیری زندگی دنیا کے عیش و نشاط میں بخوبی کٹے قیامت میں اس کا حساب نہ ہوگا موسیٰ کو خدا کی طرف سے حکم ہوا تھا۔ کہ فرعون کے ساتھ نرم نرم بات کیجو اس لئے فرعون ملعون سے حضرت موسیٰ نرم نرم بات کہتے تھے فرعون بولا اے موسیٰ آج مجھ کو مہلت دے میں اپنے وزیروں سے صلاح کر کے جو مصلحت ہوگی۔ اس کا جواب کل دوں گا۔ پس موسیٰ دہاردن اپنے گھر کو چلے آئے۔ بعد اس کے فرعون نے ہامان بلا کے جو جو باتیں حضرت موسیٰ سے ہوئی تھیں سو سب بیان کیں اور بولا کہ مجھ کو اور کسی بات کی آرزو نہیں ہے۔ مگر میں جوانی چاہتا ہوں۔ کہ پھر از سر نو جوان ہو جاؤں تب وزیر ہامان بے ایمان نے اس سے کہا کہ چند روز ہوئے ہیں تو نے دعوائے معبودیت کا کیا۔ اب اقرار عبودیت کا کرتا ہے۔ خلائق ہنسے گی۔ اگر تجھ کو جوان ہونے کی آرزو ہے تو آج ہی کی شب تجھ کو جوان کر دونگا۔ جب رات ہوئی جواہر جو فرعون کی ریش میں تھے اس ملعون نے انہیں لے کر ایک ترکیب سے خضاب بنا کر سوتے میں اسکی ڈاڑھی میں لگا دیا فرعون نے فجر کو نیند سے اٹھ کر جو دیکھا۔ تو ڈاڑھی اپنی سیاہ پائی۔ تب اس کو یقین ہوا۔ کہ میں جوان ہوا۔ جب فجر کو حضرت موسیٰ آئے۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ تیرے پاس تیرے رب کی کیا دلیل ہے۔ اور تیری پیغمبری کا معجزہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ ہ ترجمہ کہا موسیٰ نے اگرچہ لاؤں میں تیرے پاس ایک چیز ظاہر تب تو یقین لائے گا۔ میری پیغمبری پر کہا فرعون نے قولہ تعالیٰ فَأْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ترجمہ کہا فرعون نے پس لے آ اگر ہے تو سچوں میں سے پس موسےٰ نے اپنا عصا ڈالا قولہ تعالیٰ فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ترجمہ پس موسیٰ نے ڈال دیا عصا اپنا پس ناگاہ وہ اژدہا اسّی گز کا ظاہر ہوا اور منہ اس کا کھلا رہا۔ اور بہتر پاؤں اسکے بڑے مثال ہاتھی کے۔ اور سات سو دانت ظاہر ہوئے۔ اور سات ہزار پشم گردن پر مانند تیر اور نیزے کے پیدا ہوئے۔ اور کف منہ کا اس کے جس جگہ گرتا اس زمین کو جلا دیتا۔ گھاس

اس میں نہیں پیدا ہوتی۔ اور اگر آدمی پر گرتا تو وہ مرجاتا یا علت برس اس کو ہوتی۔ اس ہیبت شکل سے وہ سانپ فرعون کے بالاخانہ کی طرف گیا۔ اس میں سات ہزار آدمی اور چوپائے اس کے پیروں کے تلے ہلاک ہو گئے۔ اور ایک لب اس نے فرعون کے تخت کے نیچے رکھا۔ اور دوسرا لب اس کے کوشک کے کنگرے پر رکھ کے چاہتا تھا۔ کہ اس کے مکان سمیت اس کو نگل جاوے یہ دیکھ کر جلدی سے فرعون اپنے تخت پر سے اتر پڑا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کے معذرت کرنے لگا۔ اے موسیٰ تو مجھ کو دعوت کرنے آیا ہے یا ہلاک کرنے۔ آپ نے کہا کہ میں تجھ کو خدا کی طرف بلانے آیا ہوں۔ فرعون بولا مجھ کو طاقت نہیں۔ کہ تجھ سے لڑوں۔ اس وقت اپنا اژدہا تھام لے۔ تب موسیٰ نے اژدہے کی گردن پر ہاتھ رکھا۔ اسی وقت عصا موسیٰ کے ہاتھ میں آگیا۔ پھر فرعون تخت پر جا بیٹھا۔ بعد اس کے موسیٰ نے اپنا ہاتھ جیب میں ڈال کے ید بیضا نکال کے اس کو دکھایا۔ **قولہ تعالیٰ** وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ۝ **ترجمہ**۔ اور بغل میں سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا موسیٰ نے پس ناگہاں وہ سفید تھا۔ واسطے دیکھنے والوں کے۔ پس یہ دیکھ کے فرعون نے اپنی قوم سے کہا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ۝ يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ۝ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ۝ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ ۝ **ترجمہ** بولا فرعون اپنے آس پاس کے سرداروں سے یہ کوئی جادوگر ہے پڑھا لکھا۔ چاہتا ہے کہ نکالدے تم کو تمہارے دیس سے اپنے جادو کے زور سے سو اب کیا۔ حکم دیتے ہو تو وہ بولے ڈھیل دے اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیج شہروں میں نقیب کہ لے آویں تیرے پاس جو بڑا جادوگر ہو۔ فرعون کو وزیروں نے کہا۔ کہ تمہاری بادشاہت میں بہت جادوگر ہیں۔ سب کو بلا کے جمع کرو۔ دیکھیں کہ موسیٰ کیونکر جادوگری میں اُن سے بڑھ جائے گا۔ بلکہ وہ موسیٰ پر غالب ہوں گے۔ پس اس کے کہنے سے فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چند روز کے واسطے مہلت لی۔ موسیٰ اپنے گھر میں آ کے اللہ کی عبادت میں مشغول ہوئے۔ اس میں چھ مہینے گذر گئے۔ فرعون نے چار ہزار جادوگروں کو جمع کیا ہر شخص جادوگروں میں ایسا تھا کہ ثانی اس کا نہ تھا۔ ان میں سے ایک بڑا جادوگر اندھا تھا

فرعون نے کہا تم کو آج تک ہم تین سو برس سے پرورش کرتے ہیں۔ کھانا کپڑا دیتے ہیں
اب ہم پر کچھ مصیبت پڑی ہے۔ تم کو یہ کرنا چاہیئے۔ کہ اپنے اپنے علم اور جادو سے موسیٰ
کو روک دو۔ ہمارے ملک سے نکال دو۔ تب تم سے ہم خوش ہونگے۔ اور دولت بہت
دیں گے۔ جادوگروں نے کہا۔ ہم سب نمک خوار ہیں۔ حضور کے کام میں قصور نہ کریں گے
مگر آلات جادوگری بہت چاہئیں۔ آپ ہم کو منگوا دیجئے۔ ہم سب طلسم تیار کریں فرعون
نے حکم دیا اور سب خزانہ اس کے خرچ کے واسطے کھول دیا۔ ریسمان اور سیماب وغیرہ جو
جو ضروریات سے تھا۔ سب مہیا کر دیا چھ مہینوں تک جادوگروں نے طلسم تیار کیا۔ موسیٰ
عبادت میں مصروف تھے۔ اور فرعون ملعون جادو میں مشغول تھا۔ اور بارہ ہزار لشکر سوار
و پیادے ہر ملک سے لاکر جمع کئے۔ دائیں بائیں اس مکان کے کھڑے کر دیئے اور اطراف
میں اس مکان کے بارہ بارہ کوس تک میدان وسیع تھا۔ اس میدان میں دوپہر کے
کے وقت جب آفتاب گرم ہوا۔ جادوگروں آلات طلسم ڈالے۔ چار ہزار طلسم ایک
بار جنبش میں آئے۔ حشرات الارض سانپ اژدہا بچھو بن گئے تمام پتھر و کلوخ میدان کے
قوام ہو گئے جادوگروں نے کہا قولہ تعالیٰ قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ
مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝
فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ
تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ترجمہ کہا ان جادوگروں نے اے موسیٰ یا
تو ڈال یا ہم ہوں ڈالنے والے۔ موسیٰ نے کہا۔ نہیں تم ڈالو تب انہوں نے ڈالا سب رسیاں
ان کی اور لاٹھیاں ان کی خیال میں آئیں۔ ان کے جادو سے کہ دوڑتی ہیں پھر ڈرنے لگے اپنے جی
میں موسیٰ سے ہم نے کہا۔ اے موسیٰ تو نہ ڈر مقرر تو ہی رہے گا سب سے اوپر اور ڈال اے موسیٰ
جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے نگل جاوے جو انہوں نے بنایا ہے انکا بنایا تو فریب ہے جادوگری کا
پس ڈالا اپنا عصا موسیٰ نے قولہ تعالیٰ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝
ترجمہ تب ڈالا موسیٰ نے عصا اپنا پس تب ہی وہ نگلنے لگا۔ جو سوانگ کافروں نے بنائے
پس وہ عصا اژدہا ہو کے میدان کے کنارے سے چل کر آیا۔ ستر ہزار سر اس کے تھے اور ہر سر

میں ستر ہزار منہ تھے۔ اور چار ہزار طلسم جادو کے جو میدان میں تھے اس کو دم سے کھینچ کے ایک ہی لقمہ میں نگل گیا۔ اور جو جو آلات اور اوزار ان کے تھے سب کے سب نگل گیا۔ اس میدان میں کوئی چیز باقی نہ رہی اس کا پیٹ بھی نہ بھرا تب فرعون کے مکان کی طرف چلا فرعون اس کو دیکھ کے اپنا تخت چھوڑ کے بھاگا جب لوگوں نے فرعون کو بھاگتے دیکھا۔ معلوم کیا وہ جھوٹا بر سر باطل تھا۔ اس اژدہے نے ایک لب فرعون کے بالاخانے پر رکھا۔ اور دوسرا لب اُس کے نیچے لگا کے زمین سمیت اس مکان کو کھود کر ہوا پر ڈال دیا۔ مکان کا کچھ نام نشان نہ رہا حق اور باطل ظاہر ہوا۔ **قولہ تعالیٰ** فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ۝ **ترجمہ** پس ثابت ہوا حق اور باطل ہوا جو کچھ وہ کرتے تھے تب ہارے اس جگہ اور پھرے ذلیل ہو کر اور خدا آئی موسیٰ عصا اپنا پکڑ نہیں تو ملک مصر تباہ کر دے گا اور اگر ذرا ٹھیرے گا تو سارے مصر کو کھا جائے گا۔ تب خدا کے حکم سے موسیٰ نے اپنا عصا پکڑا اسی وقت لاٹھی بن کے ہاتھ میں آیا۔ جادوگر یہ دیکھ کے لوگوں سے کہنے لگے کہ عصا موسےٰ اژدہا بن کے ہمارے سوانگ جادو سب کو کھا گیا۔ جب موسیٰ نے اس کی گردن پر ہاتھ رکھا پھر عصا بن کے ان کے ہاتھ میں آیا۔ پس سردار جادوگروں نے آپس میں کہا کہ دیکھو موسیٰ برحق ہیں اب صلاح یہ ہے۔ کہ ہم ان پر اور ان کے خدا پر ایمان لادیں۔ ان کا خدا برحق ہے۔ پس اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ **ترجمہ** پس ڈالے گئے جادوگر سجدے میں۔ کہا انھوں نے ایمان لائے ہم ساتھ پروردگار عالموں کے ساتھ پروردگار موسےٰ اور ہارون کے بعد اس کے خدا نے ان کی آنکھوں کا پردہ اٹھا کے تحت الثرا ے دکھایا۔ جب سجدے سے سر اٹھا لیا پھر عرش اور کون مکان سب دیکھا۔ پھر انھوں نے کہا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ یعنی ایمان لائے ہم اوپر پروردگار ہژدہ ہزار عالم کے تب فرعون نے ان سے کہا کہ تمہارا رب میں ہوں۔ جادوگروں نے کہا۔ کہ نہیں ہمارا پروردگار ہے جو پروردگار ہے موسیٰ اور ہارون کا۔ پھر فرعون نے ان سے کہا۔ کہ اس کا خدا تم کو کیا دے گا۔ انھوں نے کہا **قولہ تعالیٰ** اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ

السِّحْرِ ؕ ترجمہ۔ وہ بولے تحقیق ہم ایمان لائے ساتھ پروردگار اپنے کے تو کہ بخشے واسطے ہمارے خطائیں ہماری اور وہ چیز کہ زبردستی کی ہے تو نے ہم کو اوپر اس کے جادو پر تو کفر ہے۔ اور وہ خدا برحق ہے۔ تو باطل ہے فرعون لعین نے کہا قولہ تعالیٰ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّکُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ اَیُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰی ۝ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَکَ عَلٰی مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ؕ ترجمہ پس کہا فرعون نے جادوگروں کو البتہ کاٹوں گا میں ہاتھ تمہارے اور پاؤں تمہارے مخالف طرف سے اور البتہ سولی پر کھینچوں گا میں تم کو اوپر ٹھنڈ کھجور کے اور البتہ جانو گے تم کون سا ہم میں سے اشد ہے عذاب میں اور باقی رہنے والا کہا انہوں نے ہرگز نہ اختیار کریں گے ہم تجھ کو اوپر اس چیز کے کہ آئی ہے ہمارے دلیلوں سے اور اوپر اس کے کہ پیدا کیا اس نے ہم کو پس حکم کر جو کچھ حکم کرنے والا ہے سوا اس کے نہیں کہ حکم کرے گا تو بیچ زندگانی دنیا کے تب فرعون نے جلادوں کو بلا کر کہا انہوں نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور دار پر کھینچا پھر سر سے ان کے آواز نکلی قولہ تعالیٰ قَالُوْا لَا ضَیْرَ ؗ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰیٰنَآ اَنْ کُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ ترجمہ بولے کچھ ڈر نہیں ہم کو اپنے پروردگار کے طرف پھر جانا ہے۔ ہم غرض رکھتے ہیں کہ بخشے ہم کو رب ہمارا تقصیریں ہماری اس واسطے کہ ہم ہوئے پہلے قبول کرنے والے۔ پس موسیٰ و ہارون اپنے مکان پر آئے شکر خدا بجالائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَقَالَ مُوْسٰی رَبَّنَآ اِنَّکَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِیْنَةً وَّاَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِکَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ۝ قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا فَاسْتَقِیْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ ترجمہ اور کہا موسیٰ نے اے پروردگار ہمارے تحقیق تو نے دیا ہے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو آرائش اور مال بیچ زندگانی دنیا کے اے پروردگار ہمارے تو کہ گمراہ کریں تیری راہ سے اے پروردگار ہمارے مٹا دے ان کا مال اور سخت کر ان کے دلوں کو کہ نہ ایمان لاویں جب تک کہ دیکھیں دکھ کی مار

فرمایا اللہ نے قبول ہو چکی دعا تمہاری سو تم دونوں ثابت رہو اور مت چلو راہ اُن کی جو انجان ہے
یعنی جلدی مت کرو حکم کی راہ دیکھو اور چند روز کا وعدہ باقی ہے اس کا چالیس برس تک
حضرت موسےٰ اور ہارون نے فرعون کی دعوت کی اے فرعون تو وحدانیت کا اقرار کر۔ خدا
پر ایمان لا جو صاحب ہے آسمان اور زمین کا۔ مگر اس لعین نے ہرگز نہ مانا اور جھوٹا دعوے
کرتا رہا ہامان وزیر اپنے سے کہا **قولہ تعالیٰ** وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا
لَّعَلِّيْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا **ترجمہ**
کہا فرعون نے اے ہامان بنا واسطے میرے ایک محل یعنی ایک منارہ بلند تاکہ جا پہنچوں
میں راستوں کو راستوں آسمانوں پر پس جھانکوں میں طرف معبود موسےٰ کے اور تحقیق میں البتہ
گمان کرتا ہوں اس کو جھوٹا۔ پس ہامان نے حکم کیا اینٹ ترکیب دے کے پختہ کریں کہتے ہیں
کہ ایجاد اینٹ کی پہلے ہامان سے ہے تب ایک منارہ ایسا بلند بنایا راج مزدور کو طاقت نہ ہوئی
کہ اوپر اس کے اٹھ کے اینٹ جماوے۔ جب اٹھتا ہوا اڑا کے لے جاتی۔ غرض بہت مال و زر
خرچ کر کے سات برس میں ایک منارہ تیار کیا۔ خدا کے حکم سے جبرائیل نے آ کے اس منارہ
پر ایک پر مارا تمام ستیاناس کر ڈالا۔ اور اس کے بنانے والے کو اور سب کو ہلاک کیا
اور اس کے اینٹ جلانے والے کو جلا دیا۔ اور اس کے خمیر کرنے والے کو ریزہ ریزہ کر کے خاک
میں ملا دیا۔ کسی بانی کار کو اس کے زندہ نہ رکھا۔ جب بیس برس گذرے ایک دن آسیہ
خاتون سر میں کنگھی کرتی تھیں۔ کنگھی ہاتھ سے گر پڑی تو آسیہ نے بسم اللہ کہہ کر اٹھائی
فرعون نے اس بات کو سن کے ان سے کہا۔ اے آسیہ شاید تو موسےٰ و ہارون
پر ایمان لائی۔ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ بولیں بے شک آج چالیس برس ہوئے
ہیں۔ میں خدا پر ایمان لائی ہوں اتنے دن چھپا رکھا تھا۔ اب ظاہر کیا فرعون نے ان سے
کہا۔ کہ موسےٰ کے دین کو چھوڑ دے تجھ کو میں سونے کا گھر بنا دوں گا۔ وہ بولیں خدا نے میرے
واسطے بہشت میں لعل و یاقوت کے اور جواہر کے مکان بنا رکھے ہیں۔ میں دنیا میں تمہارے
سونے کا گھر نہیں چاہتی ہوں۔ وہ ملعون بولا میں تجھ کو سخت عذاب میں ڈالوں گا۔ آسیہ
بولیں جو تیرے جی میں آوے سو کر ڈال میں ہرگز موسیٰ کے دین کو نہ چھوڑوں گی۔ تب ملعون

نے حکم دیا کہ اس کے بدن سے کپڑے اتار کر زمین میں لٹا کے چاروں ہاتھ پاؤں میں اس کے لوہے کی میخیں ٹھوکیں حکم کے مطابق ایسا ہی کیا۔ جب ان کے جگر میں درد پہنچا تب مارے درد کے روبسوئے آسمان کر کے کہا الٰہی فرعون مجھ کو ستاتا اور تنگ کرتا ہے تاکہ موسیٰ علیہ السلام کے دین سے پھر جاؤں اور وہ کہتا ہے۔ کہ سونے کا گھر بنا دوں گا۔ اور میں نہیں چاہتی ہوں۔ تو اس کے عذاب سے مجھ کو نجات دے۔ پھر فرعون نے ان سے کہا کہ اے آسیہ تو موسیٰ کے دین کو چھوڑ دے تب تجھ پر عذاب نہ کروں گا۔ وہ بولیں اے فرعون تجھ کو میرے بدن سے کام ہے۔ میرے دل سے کیا علاقہ جو چاہیئے سو کر بعد اس کے فرعون شقی وہاں سے الگ ہو گیا۔ ایک شخص بصورت مرد سے آ کر کہنے لگا۔ اے آسیہ اس وقت اللہ نے تیرے واسطے ہفت آسمان کے دروازے کھولے ہیں فرشتے آسمان کے تجھ کو دیکھتے ہیں۔ اس وقت کچھ حاجت اللہ سے مانگ تب وہ بولیں **قولہ تعالےٰ** اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ **ترجمہ** جب بولی فرعون کی عورت اے رب بنا واسطے میرے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں اور بچا نکال مجھ کو ظالم لوگوں سے۔ منقول ہے۔ کہ آسیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا پہلے فرعون کے گھر آتے ہی یہ بولیں تھیں۔ ؎

الٰہی تو ئی مقصود و توئی معبود جانم

جب اس کے گھر میں داخل ہوئیں تب اس عذاب میں پڑیں۔ بہت تکلیف اٹھائی فرعون نے کہا کہ موسیٰ کے دین کو چھوڑ دے۔ اور مجھے مان نہیں تو تجھ کو عذاب میں ڈالوں گا۔ یہ سن کے آسیہ بولیں اے فرعون تیرے عذاب سے میں نہیں ڈرتی خدا حافظ و ناصر ہے میرا پھر فرعون نے حکم کیا۔ اور ان کو شکنجہ آہنی میں ڈالا۔ تب اللہ نے ان کی آنکھوں سے حجاب اٹھا دیا اور گھر بہشت میں دکھلا دیا۔ ان کا خیال بہشت کی طرف رہا فرعون کا عذاب ان کو کچھ نہ معلوم ہوا۔ مروی ہے کہ فرشتہ نے ایک سیب لا کے بہشت سے ان کو دیا اس میں جان اس کی قبض ہو گئی۔ تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ کو آسیہ خاتون نے پالا تھا۔ فرعون کے گھر میں اور ان کی مددگار وہی تھیں ایمان کی بات کہنے میں آخر ان کو فرعون نے مار ڈالا اسی باست

سے وہ شہید ہو گئیں۔ موسیٰ اور ہارون نے چالیس برس فرعون کی دعوت کی۔ خدا کی طرف آخر وہ مردود ایمان نہ لایا۔ ایک دن حضرت موسیٰ کے مارنے کا خیال کیا اور کہا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْۤ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ترجمہ اور بولا فرعون اپنے ارکان دولت سے کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ مار ڈالوں موسیٰ کو اور پکارے اپنے رب کو میں ڈرتا ہوں کہ بگاڑے تمہارا دین یا نکالے ملک میں خرابی اور فرعون کو موسیٰ نے یہ جواب دیا کہ میں پناہ لے چکا ہوں اپنے اور تمہارے رب کی ہر غرور والے سے جو یقین نہیں لاتا ہے حساب کے دن کا اور جس وقت فرعون نے اپنے لوگوں کو یہ بات کہی۔ کہ چھوڑ دو موسیٰ کو مار ڈالوں۔ اس وقت کوئی مومن وہاں نہ تھا مگر ایک بڑھئی جو حضرت موسیٰ کی ماں کو ایک صندوقچہ بنا کے دے گیا تھا۔ جس میں رکھ کے حضرت موسیٰ کو پانی میں ڈالا تھا۔ وہاں وہ حاضر تھا۔ نام اس کا خرقیل تھا۔ اس نے کہا اے فرعون موسیٰ رسول خدا برحق ہیں تم ان کو نہیں مار سکو گے۔ بہتر یہ ہے کہ تو اس پر ایمان لا اور دین اسلام قبول کر یہ کہہ کر چلا گیا فرعون اس کا کچھ نہ کر سکا۔ بعد اس کے فرعون کے لوگوں میں سے ایک شخص ایماندار تھا۔ اس نے کہا۔ قولہ تعالیٰ وَقَالَ الَّذِیْۤ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ ۙ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۚ وَیٰقَوْمِ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ یَوْمَ التَّنَادِ ۙ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ترجمہ اور کہا اس شخص کہ ایمان لایا تھا اے قوم میری تحقیق میں ڈرتا ہوں کہ لائے تم پر دن اُن فرقوں کی مانند جیسی رسم پڑی قوم نوح اور عاد اور ثمود کی اور ان کے پیچھے جو ہوئے اور نہیں ارادہ کرتا ہے اللہ ظلم کا واسطے بندوں کے اور اے قوم میری تحقیق میں ڈرتا ہوں اوپر تمہارے دن پکارنے کے اُس دن کہ پھر جاؤ گے تم پیٹھ پھیر کر نہیں واسطے تمہارے اللہ سے کوئی بچانے والا۔ موسیٰ نے ارادہ کیا۔ کہ فرعون کے مکان سے نکل جائیں اور قبطیوں نے قصد کیا کہ حضرت موسیٰ کو ماریں اس وقت اللہ کے حکم سے جو شیر فرعون کے دروازے پر بندھے ہوئے تھے وہ سب چھوٹ کر قبطیوں کو چیر پھاڑ کر۔

کھا گئے۔ اور باقی جو لوگ بچے۔ فرعون کے پاس انہوں نے خبر پہنچائی اور جو لوگ فرعون
کے نزدیک تھے انہوں نے کہا۔ قولہ تعالیٰ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ
اَتَذَرُ مُوسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ط قَالَ
سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيِ نِسَآءَهُمْ ج وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُوْنَ ہ ترجمہ اور
کہا سرداروں نے قوم فرعون کے کہ کیا چھوڑ دیتا ہے تو موسیٰ کو اور اس کی قوم کو کہ دھوم
اٹھادیں ملک میں اور موقوف کرے تجھ کو اور تیرے بتوں کو کہا فرعون نے اب ماریں
گے ان کے بیٹے اور جیتی رکھیں گے ان کی عورتیں اور ان پر ہم زور آور ہیں۔ تب
فرعون نے حکم کیا کہ بنی اسرائیل کے جتنے بیٹے ہیں سب کو مار ڈالو اور ان کی بیٹیاں
جیتی رکھو اور مرد اپنی عورت کے پاس سونے نہ پاوے سب کو منع کر دو ہم قاہر ہیں وہ مقہور
ہم جبار ہیں وہ مجبور۔ ہم پیسے والے ہیں۔ وہ مفلس ہم سے مقابلہ کوئی کیونکر کرے گا۔
ان باتوں کو بنی اسرائیل سنکر حضرت موسیٰ سے کہنے لگے اے حضرت اگر آپ نہ آتے تو
اتنا عذاب ہم پر فرعون نہ کرتا۔ اب پہلے سے عذاب زیادہ کرنے لگے۔ ہم پر بڑی سختی پڑی
ہے۔ حضرت موسیٰ نے ان سے کہا۔ قولہ تعالیٰ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ
وَاصْبِرُوْا ج اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ قف يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ط وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ہ قَالُوْٓا
اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ط قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ
يَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ہ ترجمہ موسیٰ نے کہا اپنی قوم کو مدد مانگو اللہ سے اور ثابت
رہو تحقیق زمین ہے اللہ کی وارث کرے اس کا جس کو چاہے اپنے بندوں سے آخر بھلا ہے
ڈر والوں کا۔ وہ بولے ہم پر تکلیف رہی تیرے آنے سے پہلے اور جب تو ہم میں آچکا۔ کہا
موسیٰ نے نزدیک ہے کہ رب تمہارا ہلاک کرے گا۔ تمہارے دشمن کو اور نائب کرے گا تم کو ملک
میں پھر دیکھے کیونکر کام کرتے ہو تم پس موسیٰ ہر سال فرعون کو اور اس کی قوم کو ایک ایک
نشانی دکھاتے گئے خدا کے عذاب سے ڈراتے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا
مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ہ ترجمہ اور دیں ہم نے موسیٰؑ کو نو نشانیاں صاف جب عذاب سے
ان کافروں کو ڈراتے تب وہ کہتے کہ اے موسیٰ اگر اس عذاب سے تو ہم کو بچاوے گا۔ تو تجھ پر ایمان

لاویں گے۔ جب موسیٰ دعا کرتے تو عذاب اس وقت ٹل جاتا۔ پھر کافر اس سے منکر ہوتے ایمان نہ لاتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَى أَجَلٍ هُمْ بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ۝ **ترجمہ** اور جس بار پڑتا کافروں پر عذاب تو بولتے اے موسیٰ پکار ہمارے واسطے ہمارے رب کو جیسا کہ سکھا رکھا ہے۔ تجھ کو تیرے رب نے اگر تو اٹھاوے ہم سے یہ عذاب بیشک ہم تم کو مانیں گے۔ اور رخصت کریں گے تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو پھر جب اٹھا لیا ہم نے ان سے عذاب ایک وعدے تک کہ ان کو پہنچنا تھا۔ تب ہی منکر ہو جاتے ہرگز ایمان نہ لاتے عہد شکنی کرتے اور نشانیاں بڑی بڑی دکھاتے ایک سے ایک چنانچہ حق سبحانہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَمَا نُرِيهِمْ مِنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا وَأَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَقَالُوا يَا أَيُّهَ السَّاحِرُ إِلَى آخِرِهٖ ۝ **ترجمہ** اور جو دکھاتے گئے ہم ان کو نشانی سو وہ ہے سے بڑی اور پکڑا ہم نے ان کو عذاب میں شاید وہ باز آویں شرک سے اور کہنے لگے موسیٰ کو اے جادوگر پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا سکھا رکھا ہے۔ تجھ کو تیرے رب نے ہم مقرر راہ پر آویں گے۔ پھر جب اٹھائی ہم نے ان پر سے تکلیف تب ہی وہ وعدے توڑ ڈالتے اسی طرح نو دفعہ نشانیاں حضرت موسیٰ ان پر لائے اور ان کو ڈراتے گئے پہلی نشانی قحط نازل کیا چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝ **ترجمہ** اور پکڑا ہم نے فرعون والوں کو قحطوں میں اور میووں کو نقصان میں شائد نصیحت پکڑیں۔ پس غضب الٰہی سے تین برس مصر میں قحط رہا اس کے اندر کچھ زراعت اور میوے پیدا نہیں ہوئے مارے بھوک پیاس کے لوگوں نے فرعون کے آگے گریہ وزاری کی تب اس ملعون نے ستر ہزار مہمان سرائے بنا کے لوگوں کو کھانا کھلایا۔ آخر ناچار ہو کر طعام داری موقوف کی پھر اس سے لوگ بے اعتبار ہو کر کہنے لگے اے فرعون یہ جو پھر قحط ہے یہ موسیٰ کی بددعا سے ہے فرعون نے ان سے کہا کہ تم موسےٰ سے یہ بات جا کے کہو اے موسیٰ یہ قحط کا زاب خدا ہم پر سے اٹھائے

تب ایمان لاویں گے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَاِذَا جَآءَتۡهُمُ الۡحَسَنَةُ قَالُوۡا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوۡا بِمُوۡسٰى وَمَنۡ مَّعَهٗ ؕ **ترجمہ** پس جب پہنچی ان کو بھلائی لگے کہنے یہ ہے ہمارے واسطے اور اگر پہنچی ان کو برائی تو شومی بتاتے موسیٰ کی اور اس کے ساتھ والوں کی آخر قوم فرعون موسیٰ کے پاس جا کے مکروفریب سے رو رو کے کہنے لگی اے موسیٰ اپنے خدا سے کہو یہ قہر ہم پر سے دور کرے تب ہم ایمان لاویں گے پھر حضرت نے دعا کی قحط جاتا رہا اور پانی برسا ایسا کہ تین سو کوس تک زمین مصر میں پانی برسا سب چیزوں میں تازگی آگئی زراعت بہت ہوئی۔ قحط جاتا رہا تو بھی وے مردود ایمان نہ لائے اور کہنے لگے اے موسیٰ جو کچھ تو لاوے گا۔ ہمارے پاس نشانی کہ اس سے تو ہم کو تائل کرے سو ہم تجھ کو نہیں مانیں گے پھر حضرت موسیٰ نے یہ دعائیں کیں کہ ان پر بلائیں نازل ہوئیں۔ فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمُ الطُّوۡفَانَ وَالۡجَـرَادَ وَالۡقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَكَانُوۡا قَوۡمًا مُّجۡرِمِيۡنَ ۝ **ترجمہ** پھر ہم نے بھیجا ان پر طوفان مینہ کا اور ٹڈی اور چچڑی یعنی جوئیں اور مینڈک اور لہو کتنی نشانیاں جدا جدا پھر تکبر کرتے رہے اور تھے وہ لوگ گنہگار تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کو چالیس برس فرعون سے مقابلہ رہا اس بات پر کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن جانے دے اس لئے نہ مانا موسیٰ نے بددعا کی یہ بلائیں اس پر پڑیں دریائے نیل چڑھ گیا کھیت اور باغ اور گھر بہت تلف ہوئے اور ٹڈیاں سبزی کھا گئیں اور آدمیوں کے بدن اور کپڑوں میں چچڑیاں پڑ گئیں اسی طرح ہر چیز میں مینڈک پھیل گئے اور پانی لہو بن گیا آخر ہر گز ان کافروں نے موسیٰ کو نہ مانا پہلے عذاب طوفان ان پہ نازل ہوا لوگوں نے کہا اے موسیٰ اس بلا سے ہم کو نجات دے تب تجھ پر ایمان لاویں گے پھر حضرت نے دعا کی طوفان جاتا رہا۔ سبزی اور زراعت بہت پیدا ہوئی۔ بعد اس کے حضرت نے کہا۔ اب ایمان لاؤ آپنا وہ پورا کرو۔ انہوں نے کہا کہ ہم تم کو نہیں مانتے۔ کیونکہ یہ زراعت ہر سال ہمارا بت ہم کو دیتا ہے۔ یہ تمہاری دعا سے نہیں۔ پھر حضرت موسےٰ علیہ السلام نے دعا کی ٹڈیاں بہت آئیں تمام زراعت کھا گئیں۔ پھر کافروں نے کہا اے موسےٰ یہ عذاب یہ بلائیں ٹڈی کا موقوف کرو ہم تیرے خدا پر ایمان لاویں گے۔ پھر حضرت نے دعا

کی خدا کے حکم سے ہوا نے تمام ٹڈیوں کو دریا میں لیجاکر ڈال دیا پھر کافروں نے کہا اے موسیٰ یہ بلا تمہاری شومی سے تھی ہم تم پر یقین نہیں لاتے بعد اس کے پھر حضرت نے دعا کی چچڑیاں لوگوں کے بدن میں پیدا ہوئیں یہاں تک کہ کاٹ کاٹ کر کھانے لگیں۔ پھر ناچار ہو کر حضرت موسےٰ کے پاس آئے کہنے لگے۔ اے موسےٰ پھر ہمارے حال پر تم دعا کرو کہ اس بلا سے نجات پاویں تو تم پر ایمان لاویں گے۔ تب حضرت نے پھر دعا کی یہ بلائیں جاتی رہیں پھر ان کافروں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اے موسیٰ یہ سارا کھیل تیرے جادو کا ہے ہم تجھ کو ہرگز نہ مانیں گے تو بڑا جادوگر ہے **قولہ تعالیٰ** وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ **ترجمہ** اور کہنے لگے کافر اے موسیٰ جو تو لاوے گا۔ ہمارے پاس نشانی کہ اس سے تو ہم کو جادو کرے سو ہم تجھ کو نہ مانیں گے پھر حضرت موسیٰ نے دعا کی مینڈک بیشمار پیدا ہوئے کہ جگہ ان کافروں کے چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے کی خالی نہ رہی تمام مینڈکوں سے بھر گئی۔ سب پلید اس عذاب سے عاجز رہے۔ اور اگر ایک مینڈک مارتے تو بجائے اس کے ہزار پیدا ہوتے فرعون کے پاس لوگوں نے جاکے کہا ہم اس کے عذاب سے نہیں ٹھہر سکتے ہم موسیٰ سے عاجز ہو گئے کہ ہر ہفتہ میں ایک ایک بلا میں ہم کو ڈالتا ہے۔ فرعون بولا تم مت ڈرو یہ اس کے جادو کا کھیل ہے تم اس کے پاس جاکے کہو اے موسیٰ جب ہم تم کو مانیں گے کہ اب کی دفعہ اس بلا سے ہم کو نجات دے تب انہوں نے حضرت موسیٰ کو جاکے التجا کی پھر حضرت نے دعا کی خدا کے حکم سے مینڈک موقوف ہوئے۔ بعد اس کے حضرت نے ان سے کہا کہ تم ایمان لاؤ خدا پر آخر منکروں نے نہ مانا جہنم کی راہ لی پھر حضرت موسیٰ نے خدا کی درگاہ مناجات کی تب تمام پانی ان مردودوں کے پینے کا دریا ندی نالے میں لہو بن گیا جب بنی اسرائیل اسے پیتے تو پانی ہوتا اور اگر فرعون کی قوم پیتی تو خون بن جاتا پھر وہ عاجز ہو کے فرعون سے کہنے لگے اے خداوند جان و مال ہمارے پینے کا پانی دریا ندی نالے کا سب لہو بن گیا اب ہم پانی بغیر پیاسے مرتے ہیں فرعون نے کہا یہ سب سحر سازی موسیٰ کی ہے۔ پھر تم اس سے جاکے کہو اے موسیٰ اب کی دفعہ اس بلا سے ہم کو نجات دے تب تیرا دین قبول کریں گے پھر موسیٰ نے دعا کی خدا کے حکم سے وہ ندی نالے کا خون پانی ہو گیا اور اسی طرح

حضرت موسیٰ کی بددعا سے ہر ہر بلا جب ان کافروں پر نازل ہوتی تھی تب وہ حضرت موسیٰ کے پاس جا کے تضرع وزاری اور عذر وحیلہ کر کے ایمان لانے کا وعدہ کرتے اپنے سر سے بلا دور کروا لیتے پھر منکر ہو جاتے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا الخ ترجمہ اور جس بار پڑتا ان کافروں پر عذاب تو بولتے اے موسیٰ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا سکھا رکھا ہے تجھ کو تیرے رب نے اگر تو نے اٹھا لئے ہم سے یہ عذاب تو بیشک تجھ کو مانینگے اور رخصت کریں گے تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو خدا فرماتا ہے پھر جب اٹھالیا ہمنے ان سے عذاب ایک وعدے تک کہ ان کو پہنچنا تھا۔ تب ہی منکر ہو جاتے ہرگز ایمان نہ لاتے موسیٰ اور ہارون نے ان کو بددعا کی اے رب تو نے دی ہے فرعون اور اس کے سرداروں کو زینت مال دنیا کی اور رونق زندگی میں اے رب بہکاتے ہیں تیری راہ سے لوگوں کو سب مال و دولت ان کا تو مٹادے وہ یہ ہے قولہ تعالیٰ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ ترجمہ موسےٰ نے کہا اے رب مٹادے ان کے مال اور سخت کر ان کے دلوں کو کہ نہ ایمان لاویں جب تک کہ دیکھیں دکھ کی مار پس اللہ تعالےٰ نے فرمایا قَالَ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ ترجمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قبول ہو چکی دعا تمہاری اے موسیٰ اور ہارون تم دونوں ثابت رہو اور مت چلو۔ راہ ان کے جو انجان ہیں پس خدا کے حکم سے فرعون اور اس کی قوم کا مال متاع درم و دینار اور میوے سب پتھر ہو گئے۔ یہاں تک کہ مرغیاں انڈے دیتیں زمین پر گرتے ہی سنگ ہو جاتے۔ پھر حضرت موسیٰ کے پاس جا کے التجا کی اے موسیٰ یہ جو ہماری چیزیں پتھر ہوئی ہیں۔ اگر تیری دعا سے اچھی ہو جائیں تو ہم تیرا دین قبول کریں گے۔ تب حضرت نے دعا کی سب چیزیں جیسی پہلے تھیں ویسی ہو گئیں پھر سب لوگ موسیٰ کی نبوت کے منکر ہوئے اور جادوگر ٹھیرایا باوجود ان علامات کے اول عصا دوسرا ید بیضا تیسرا طوفان چوتھا قحط اور پانچواں ٹڈی اور چھٹی جوئیں اور ساتواں مینڈک اور آٹھواں لہو نواں طمس پھر بھی کفار حضرت موسیٰ پر ایمان نہ لائے آخر وحی نازل ہوئی اے موسیٰ بنی اسرائیل کو لیکر رات کو مصر سے نکلکر دریا کے پار ہو چلو ایسے کہ اہل مصر کو تمہارے جانیکی خبر نہ ہو تم کو دریا کے پار کر دونگا فرعون

گو اور اس کی قوم کو دریا میں ڈبا ماروں گا تب تم اور تمہاری قوم اس کے شر سے رہائی پاؤ گے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْٓ اِنَّکُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ ترجمہ۔ اور حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو کہ رات کو لے نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارے پیچھے لگے گا فرعون معہ لشکر کے اور ہم ان کو غرق کریں گے اور تم پار اتر جاؤ گے

بیان موسیٰ علیہ السلام کا بارشاد جناب باری قوم بنی اسرائیل کو راتوں رات لیکر مصر سے نکل جانے کا اور فرعون کا اپنی قوم سمیت دریا میں غرق ہونے کا

بحسب حکم الٰہی دوسرے دن قوم بنی اسرائیل نے فرعون کے پاس جا کے جو جو لوازمات سونے اور چاندی کپڑے اور زیور سامان چاہیے تھا۔ عاریتاً مانگا فرعون نے خوش ہو کر ان کو حکم دیا کہ جو کچھ تم کو درکار ہو سو ہماری سرکار سے بے تکلف جواہرات کا گنج کھول کے لے لو۔ تب بنی اسرائیل نے فرعون کے حکم پانے سے خزانہ شاہی میں جا کے سونے چاندی لعل و جواہر و زیور جو کچھ ان کو مطلوب مقصود تھا لے لیا۔ ہامان اور قبطیوں کے گھر سے بھی کچھ لیا اور قبطیوں نے ان کو دینے میں تردد نہ کیا۔ کیونکہ ہر سال بنی اسرائیل ان سب سے زیورات عاریتاً مانگ کے نماز پڑھنے کے لئے عید کے دن میدان کی طرف نکل جاتے تھے۔ اس لئے آج بھی چاندی سونے کے اسباب دینے میں، ان پر کچھ گمان فرار نہ کیا بے تکلف دے دیا کہتے ہیں کہ شمار میں بنی اسرائیل چھ لاکھ مرد عاقل اور بالغ سوائے عورت اور لڑکے کے تھے۔ سب کمر باندھ کے شب کو نکل جانے کو تیار ہوئے خدا کی مرضی سے ایسا ہوا۔ کہ اسی دن شہر میں وبا پڑی کہ ہر ایک قبطی کے گھر میں ایک ایک بڑا بیٹا مر گیا۔ وہ اپنے غم میں رونے لگے جب رات ہوئی موسیٰ علیہ السلام

مع لشکر مصر سے نکل گئے اور ہارون کو مقدم لشکر کر کے قوم بنی اسرائیل کو فوج فوج سبط سبط
پیچھے سے روانہ کیا اور آپ بھی چلے دریائے نیل کے کنارے ایک میدان میں جا
رہے تاریخ نویں روز یکشنبہ محرم الحرام کی تھی جب سحر ہوئی فرعون کو خبر ہوئی کہ موسیٰ
اور تمام قوم بنی اسرائیل مل کر تمہارا مال ومتاع اور سونا چاندی وغیرہ لے کر شب گذشتہ
کو مصر سے نکل کر بھاگ گئے۔ فرعون بولا تم جاؤ اور ان کا پیچھا کر و پکڑ کے سب کو مار ڈالو
اتنا مال واسباب تمارا اور ہمارا دغا سے لے بھاگے۔ اور شہر اور بندروں کے سپہ سالاروں
کو خبر بھیجی اور نقارہ کوس رحلت کا مارا ایسا کہ اس کی آواز بارہ کوس تک جاتی تھی یہ سن کر
تمام سپاہ ولشکر چاروں طرف سے شام کے وقت دوشنبہ کے روز فرعون کے در
پر آحاضر ہوئے سو امیر سردار لشکر فوج کے تھے اور ایک سردار کے ساتھ سو مرد جنگی رہتے اور
فرعون نے اپنے ہمراہ سات لاکھ غلام سیاہ پوش لے کے آپ بھی سیاہ لباس پہن گھوڑے پر سوار ہو کر
ہامان وزیر کو مقدم لشکر کر کے حضرت موسیٰ کا پیچھا کیا۔ آخر بنی اسرائیل سے دریا کے کنارے جا ملے
وہ سب تین شبانہ روز دریا کے کنارے رہے فرعون کی فوج کی حشمت اور دبدبہ دیکھ کے
خوف سے کہنے لگے شاید فرعون ہم کو پکڑ لے گا۔ اتنے لشکر سے ہم مقابلہ نہیں کر سکیں گے فوج اس کی
بہت ہے حضرت موسیٰ نے کہا قولہ تعالیٰ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓی اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ
الخ ترجمہ پس جب مقابل ہوئیں دونوں فوجیں کہنے لگے موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے کہا موسیٰ
نے کوئی نہیں میرے ساتھ ہے رب میرا اب مجھ کو راہ بتا دے گا بچا لے گا۔ فرعون سے ہم کو کچھ ڈر نہیں
اس وقت جبرائیل نازل ہوئے کہ اے موسیٰ اپنا عصا مار دریا پر قولہ تعالیٰ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى
مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ ترجمہ پس جب حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو کہ مار اپنے
عصا سے دریا کو جب مارا پس پھٹ گیا۔ تو ہو گئی ہر پھانک جیسا بڑا پہاڑ اور نزدیک کر دیا ہم
نے اس جگہ دوسروں کو اور بچا دیا ہم نے موسیٰ کو اور ان لوگوں کو جو ساتھ اس کے تھے سب
کو اور ڈبا دیا ہم نے دوسروں کو یعنی فرعون اور اس کے لشکر کو تفسیر میں لکھا ہے۔ جب
موسیٰ نے دریا میں عصا مارا پانی پھٹ کر بارہ گلیاں ہوئیں اور بیچ میں پانی کے پہاڑ کھڑے
رہ گئے تب بارہ قبیلے بنی اسرائیل کے اسمیں اتر کر پار ہو گئے اور قوم فرعونیہ ڈوب کر مر گئی اور دوسری روایت ہے

کہ جب حضرت موسےٰ نے عصا مارا دریا خشک ہوگیا۔ اور بارہ رستے بن گئے۔ بنی اسرائیل بارہ قوم تھے۔ بارہ راہ سے نکل گئے۔ اور فرعون ملعون نے دریا کے کنارے جا کے دیکھا کہ بارہ رستے دریا میں ہوگئے۔ تب دل میں سوچا شاید یہ موسےٰ کے جادو سے ہے یا معجزہ پیغمبری سے مگر میرا لشکر دیکھے گا۔ تو شاید ان پر ایمان لا دے گا۔ تو بڑی ندامت ہوگی۔ تب حیلہ سازی سے اپنے لشکر کو کہا کہ ہم کو خوب یقین ہوا۔ کہ موسےٰ بڑا جادوگر ہے۔ دیکھو تو جادو سے دریا کا پانی سکھا لیا اور بارہ رستے بنا لئے تاکہ لوگ دیکھ کر اس کے خدا پر ایمان لاویں۔ اور اس کی نبوت کے قایل ہوویں۔ اور دل میں یوں بھی کہتا تھا کہ میری فوج کو دریا میں ان کے پیچھے جانے سے پانی ڈبو دے گا۔ کیونکہ پانی دو طرفہ مثال پہاڑ کے معلق سا کھڑا ہے۔ یہی دل میں پس و پیش کرتا تھا۔ کہ دریا میں گھوڑا ڈالوں یا نہیں۔ اتنے میں فوراً جبرائیل ایک اسپ مادہ پر سوار ہو کر فرعون کے گھوڑے کے سامنے آکھڑے ہوئے اور وہ مردود اسپ نر پر سوار تھا۔ جبرائیل نے جلدی سے اپنی گھوڑی کو اس کے سامنے دریا میں ڈالا فوراً فرعون کا گھوڑا بھی وہ اسپ مادہ جبرائیلؑ کو دیکھ کر اس کے پیچھے کود پڑا۔ ہر چند فرعون نے چاہا کہ اپنے گھوڑے کی باگ تھامے مگر رُک نہ سکا اور فرشتہ سواروں نے آکر لشکر کے گھوڑوں کو چابک مار کر دریا کے بیچ ڈال دیا۔ جب لشکر فرعون دریا کے بیچ آچکا اُسی وقت موسےٰ نے چاہا کہ دریا میں عصا مار کر ان کی راہ بند کر دیں۔ ندا آئی۔ اے موسیٰ قولہٗ تعالیٰ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُندٌ مُّغْرَقُونَ ۝ ترجمہ۔ اے موسیٰ چھوڑ دو دریا کو خشک تحقیق وہ لشکر ڈوبنے والے ہیں۔ تب وہ پانی جو دیوار سا ہوا پر معلق تھا۔ سو دونوں طرف سے آکے لہرے مارنے لگا مروی ہے کہ فرعون ڈوبتے وقت کہتا تھا۔ میں ایمان لایا بنی اسرائیل کے خدا پر اور اس کے رسول پر۔ چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ الآیۃ ترجمہ۔ اور پار کیا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پھر پیچھے پڑا ان کے فرعون اور اس کا لشکر شرارت سے اور زیادتی سے جب تک کہ پہنچا اس پر ڈباؤ۔ کہا فرعون نے ایمان لایا میں کہ کوئی معبود نہیں۔ مگر اللہ کہ جس پر ایمان لائے بنی اسرائیل اور میں بھی فرمانبرداروں سے ہوں۔ خدا کے فرمانے سے جبرائیل نے اس کو کہا

قولہ تعالیٰ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ہ ترجمہ کیا اب ایمان لاتا ہے اور تحقیق تو نافرمانی کرچکا ہے پہلے اس سے اور تھا تو مفسدوں سے فائدہ ہ جبرائیل نے کہا اس کو اے فرعون تو ساری عمر اللہ کا مخالف رہا۔ اب عذاب دیکھ کر یقین لایا۔ اس وقت کا یقین لانا کیا معتبر۔ ایک مشت خاک اس کے منہ میں ڈال دی۔ پس وہ بدبخت اپنے لشکر سمیت دریائے نیل میں ڈوب کر مرا فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ الْاٰیَۃِ ہ ترجمہ سو آج بچادیں گے تجھ کو ہم تیرے بدن سے تو ہووے پچھلوں کو تیری نشانی اور البتہ بہت لوگ ہماری قدرتوں پر دھیان نہیں کرتے وہ بیوقوف جیسا بے فائدہ ایمان لایا۔ ویسا ہی اللہ نے مرے پیچھے ان کا بدن دریا سے نکال کر ٹیلے پر ڈال دیا کہ بنی اسرائیل دیکھ کر شکر کریں۔ اور عبرت پکڑیں بدن بچنے سے اس کو کیا فائدہ پس موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ فرعون اپنے لشکر سمیت خدا کے حکم سے دریا میں غرق ہوا یہ سن کے بنی اسرائیل نے کہا اے حضرت جب تک ہم اس کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں گے تب تک اس کے ڈوبنے پر ہم کو یقین نہ ہوگا۔ تب موسیٰ نے خدا کے درگاہ میں دعا مانگی تب موج دریا نے ان سب کی لاش کو جہاں بنی اسرائیل تھے پہاڑوں پر پھینک دیا۔ ہڈیاں ان کی درہم برہم شکست ہوگئی تھیں اس عذاب میں قالب کے اندر رمق جان تھی بنی اسرائیل دیکھتے تھے۔ چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ترجمہ۔ اور ڈبو دیا ہم نے فرعون کے لوگوں کو اور تم دیکھتے تھے۔ ایک شخص نے بنی اسرائیل کی قوم سے آرزو کی کہ اللہ مجھ کو فرعون سے ملا دیوے تو اس کی ڈاڑھی سے اپنے گھوڑے کی باگ بناؤں گا۔ مرضی الٰہی سے اس نے اسی دن فرعون کو بارلیش سرخ دریا کے کنارے مردہ پایا۔ اور اس کی ڈاڑھی سے گھوڑے کی باگ بنائی اور کے وزیر ہامان بے ایمان کو بہت ڈھونڈھا پر نہ ملا تب وحی نازل ہوئی اے موسیٰ مصر میں جاؤ ہامان کو مصر میں پاؤگے۔ اس کو دوسرے عذاب میں گرفتار کرونگا تب موسیٰ وہارون اپنی قوم کو لیکر مصر میں آئے اور فرعون کے گھروں میں جا رہے۔ مال و اسباب ان کو بہت ہاتھ لگا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَاَخْرَجْنٰھُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ وَّکُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ کَرِیْمٍ کَذٰلِکَ ط وَاَوْرَثْنٰھَا بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ ہ ترجمہ پس نکالا ہم نے اور اس کی قوم کو باغوں سے اور چشموں سے

اور گنجوں سے اور مکانوں پاکیزہ سے اسی طرح سے کیا اور وارث کر دیا ہم نے بنی اسرائیل کو
مفسروں نے لکھا ہے کہ فرعون کے کو اللہ نے مقام کریم فرمایا اس واسطے کہ ستر مہمان سرائے اس نے
تکلف سے بنائے تھے بنی اسرائیل کو اللہ نے انہی مکانوں کا وارث کیا اور ہامان جو وزیر فرعون کا تھا
اندھا ہو کر ٹکڑا نان کا گدائی سے کھاتا پھرتا تھا۔ موسےؑ نے اسے دیکھ کر جناب باری میں مناجات
کی الٰہی تو نے فرمایا تھا کہ ہامان کو فرعون کے ساتھ ڈبو کر ماروں گا اب تک وہ زندہ ہے ندا آئی
اے موسیٰ اس کو میں نے خلق میں محتاج کیا اور در بدر مانگتے پھرنا یہ ہر روز گویا اس کی نئی موت
ہے بلکہ ہزار دفعہ اس سے مرنا بہتر ہے۔ یہ سن کر موسےؑ شکر خدا کا بجا لائے جب ملک مصر تمام ان
کے ہاتھ آیا۔ اور کافر سب نیست نابود ہوئے۔ تب خاطر جمع ہو کر اپنی عورت صفورا رضہ کے پاس
گئے۔ کہ جس میدان میں اس کو رکھ گئے تھے۔ جا کے دیکھتے ہیں کہ دو لڑکے ان کے بطن سے
تو امان پیدا ہوئے۔ اور بھیڑ بکری مال و اسباب سب سلامت پائے بلکہ بکریاں دوگنی
ہو گئیں۔ وہاں سے سب کو لے کر اپنی والدہ کے پاس مصر میں تشریف لائے اور یہاں مقیم اور
منتظر ایفائے وعدہ حقتعالےٰ کے تھے۔ کہ طور پہ جا کہ مناجات کریں۔ پس اللہ نے اس کو بلا
لیا۔ طور پر مناجات کے واسطے کہ وعدہ اللہ کا پورا ہوا۔ فرعون کے باب میں؛

بیان موسیٰ علیہ السّلام کے کوہ طور پر جانے کا اور بعد اسکے ان کی قوم سے گئوسالہ پوجنے کی کیفیت

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام طور پر جا کے مناجات کرنے لگے۔ خدا کے حکم سے فرشتوں نے
بہشت سے کرسی لا کر موسےؑ کے بیٹھنے کو دی اور کہا اے موسےؑ نعلین اپنے پاؤں سے اتار
کے کرسی پر بیٹھ کے مناجات کر۔ کیونکہ یہ جگہ برکت کی اور مقدس ہے قدم تیرا اس پر گرے گا تب موسیٰ
نے بادشاہ جناب باری نعلین اپنے پاؤں سے اتار کر کرسی پہ بیٹھ کے مناجات کی بعد اس کے
حکم الٰہی ہوا۔ اے موسیٰ تیس رات دن روزہ رکھ کہ میں تجھ پہ کتاب توراۃ نازل کروں گا۔ کہ
جس میں خلائق راہ پاویں میری طرف اور شریعت سیکھیں چنانچہ حقتعالےٰ فرماتا ہے وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی

ثَلٰثِیْنَ لَیْلَۃً ترجمہ ۔ اور وعدہ دیا ہم نے موسیٰ کو تیس رات کا تب حضرت موسیٰ نے
تیس رات دن کا روزہ رکھا متواتر۔ تب اپنی قوم سے کہا کہ خدا تعالےٰ مجھ پر توریت نازل کرے گا
تاکہ تم کو شریعت سکھاؤں اور تم ہدایت پاؤ گے وہ بولے اے موسیٰ ہم جب تک اپنی
آنکھوں سے نہ دیکھیں گے تب تک ہم کو یقین نہ ہوگا۔ تب حضرت موسیٰ نے کہا کہ چلو تم چند آدمی
پیر و عالم قوم سردار میرے ساتھ کوہ طور پر کہ کتاب دکھاؤں گا۔ تب انہتر آدمی عالم صالح ساتھ
لئے اور ایک آدمی یوشع بن نون دیرینہ جو ریش سفید تھے ان کو لے کر ستر آدمی پورے کئے
اور کہا کہ تم سب باطہارت لباس پاکیزہ پہن کر میرے ساتھ چلو چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے
وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَہٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا ترجمہ اور چن لئے حضرت موسیٰ علیہ
السلام نے اپنی قوم سے مرد واسطے وعدے کے ہمارے پاس پس سب کو لیکر کوہ طور پر آئے اور ایک
ایک پتہ درخت سے توڑ توڑ کر کھانے لگے اور منتظر حکم الٰہی کے رہے۔ فوراً جناب باری سے حکم ہوا اے
موسیٰ میں نے تجھ کو روزہ رکھنے کو کہا تھا۔ کس واسطے تو نے روزہ توڑا حضرت موسیٰ نے کہا خداوندا
تجھ کو معلوم ہے کہ میں نے تیس روزے رکھے مگر بوئے دہن سے ڈرا مبادا میرے منہ سے
بو نکلے اس واسطے پتہ چبایا مسواک کا حکم ہوا اے موسیٰ میری خدائی کی قسم ہے روزہ دار کے منہ
کی بو مجھ کو خوش آتی ہے۔ زیادہ مشک عنبر سے۔ کیوں بغیر اجازت میری تو نے افطار کیا اسلئے
اس کے بدل اور دس رات روزہ رکھ محرم کی دسویں تاریخ تک چالیس روزے پورے کئے
جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا وَاَتْمَمْنٰھَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّہٖٓ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً ترجمہ۔ اور
پورا کیا اس کو موسیٰ علیہ السلام نے اور دس روزے سے تب پوری ہوئی مدت اس کے رب کی
چالیس رات کیونکہ حق تعالےٰ نے حضرت موسیٰ کو ان ستر آدمی کے سامنے جو طور پر گئے تھے فرمایا
اے موسیٰ اور دس روزے رکھ تب توریت دوں گا۔ اسبات کو سن کر وہ سب یقین نہ لائے اور حضرت
موسیٰ علیہ السلام سے کہا قولہ تعالیٰ وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ
جَھْرَۃً ترجمہ اور جب کہا تم نے اے موسیٰ نہ ایمان لاویں گے ہم تم پر یہاں تک
کہ دیکھیں ہم اللہ کو ظاہر سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا تم سخن خالق اور
مخلوق کی تمیز نہ کر سکو گے۔ میرے ساتھ۔ کیونکہ مخلوقات کی بات بغیر کان کے

دوسرے اعضاء سے نہیں سُنی جاتی ہے۔ اور خالق کی بات تو صرف دل کے کان پر موقوف ہے بلکہ ایسا ہے ع "معانی در معانی راز با راز" ہر چند حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے کہا۔ انہوں نے مانا۔ ناگاہ اللہ کی طرف سے ایک آتش ان پر آگری۔ وہ ہفتاد تن جل کے مر گئے۔ چنانچہ حق سبحانہ تعالےٰ نے فرمایا۔ فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ **ترجمہ** پھر لیا تم کو بجلی نے اور تم دیکھتے تھے بعد اس کے حضرت موسیٰ علیہ السّلام تاسف کرنے لگے۔ الٰہی بنی اسرائیل کو میں کیا جواب دوں گا۔ وہ سب کیا کہیں گے مجھ کو تب حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی دعا سے اللہ تعالےٰ نے ان کو زندہ کیا چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ **ترجمہ** پھر جلایا ہم نے پیچھے مرنے تمہارے کے تاکہ تم شکر کرو۔ بعد اس کے موسیٰ علیہ السّلام ان سب کو لے کر مصر میں آئے اور دس روزے رکھ کے پھر ان کو طور کی طرف لے کر گئے۔ اور کہا ان کو میں آگے کو جاتا ہوں۔ طور پر تم میرے پیچھے آئیو۔ یہ کہہ کر جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام طور پر گئے خطاب آیا **قولہ تعالیٰ** وَمَآ اَعْجَلَکَ عَنْ قَوْمِکَ یٰمُوْسٰی ۝ قَالَ ھُمْ اُولَآءِ عَلٰٓی اَثَرِیْ وَعَجِلْتُ اِلَیْکَ رَبِّ لِتَرْضٰی ۝ **ترجمہ**۔ کیوں جلدی کی تو نے اپنی قوم سے اے موسےٰ بولا وہ میرے پیچھے ہیں اور میں جلدی آیا تیری طرف اے رب میرے کہ تو راضی ہو۔ مفسّرین نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اس وقت طور پر بلا واسطہ ستر کلمے جناب باری سے سن کر نہایت عشق کے شوق و ذوق میں بے اختیار کہا۔ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ ط کہا موسیٰ نے اے رب تو مجھ کو دکھا کہ میں تجھ کو دیکھوں۔ یہ سن کے فرشتے آسمان کے کہنے لگے اے پسر عمران کلام الٰہی تو نے سنا اور طمع رویت بیچوں و بیچگوں کی رکھتا ہے پھر آواز آئی موسیٰ زمین کی طرف دیکھ جب دیکھا نظر آیا۔ پھر عرض کی خداوندا ساکنانِ آسمان تیرے آفریدہ ہیں مجھ کو دیدار اپنا دکھلا اتنے میں ستر ہزار فرشتے مہیب شکل آسمان سے نازل ہو کر گرد حضرت موسیٰ کے پھر کر کہنے لگے۔ یَا ابْنَ النِّسَآءِ الْحَیْضِ اَتَطْمَعُ فِیْ رُؤْیَۃِ رَبِّ الْعِزَّۃِ ۝ **ترجمہ** اے بیٹے عورت حیض والی

کے کیا جلیل و جبار کو دیکھنا چاہتا ہے۔ تب یہ آواز سن کر موسیٰ علیہ السلام مارے ڈر کے بیٹھ گئے پھر بعد ایک لحظہ کے امواج عشق نے جوش مارا ذوق و شوق سے پکارا قَالَ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ ط بولا موسیٰ کہ رب تو مجھ کو دکھلا۔ کہ میں تجھ کو دیکھوں پھر ستر ہزار فرشتے بصورت گرگ اور شیر کے نازل ہو کر ایک آواز مہیب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکارا جس طرح اول فرشتے پکارتے تھے۔ یَا ابْنَ النِّسَآءِ الْحُیَّضِ اَتَطْمَعُ فِیْ رُؤْیَۃِ رَبِّ الْعِزَّۃِ۔ کہتے ہیں کہ سات دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پکارا یَا رَبِّ اَرِنِیْ اور فرشتے آسمان کے ان کو یہی کہتے تھے، یَا ابْنَ النِّسَآءِ الْحُیَّضِ اَتَطْمَعُ تا آخر پھر ستر ہزار شخص پشمینہ پوش اپنی صورت میں دیکھے عصا ہاتھ میں اور پکارتے ہوئے یَا رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ یہ سن کر حضرت موسیٰ متعجب ہوئے کہ ہر شخص خواہندہ دیدار حق تعالےٰ کا ہوا تب موسیٰ نے عرض کی کہ ان کے سوا میری مانند اور بھی کوئی دوسرا ہے خطاب آیا اے موسیٰ میری قربت کے سبب تو نے بزرگی پائی اپنے تئیں جانتا ہے کہ تیرا سا کوئی نہیں۔ بلکہ یوں جان کہ ایک پل میں تجھ سا صدہا پیدا کر سکتا ہوں۔ اس بات کو سنکر پھر ذوق شوق سے جناب باری میں عرض کی قَالَ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ ط ترجمہ۔ بولا اے رب تو مجھ کو دکھا۔ کہ میں تجھ کو دیکھوں۔ تب جناب باری نے فرمایا قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ ترجمہ کہا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔ دنیا میں لیکن نظر کر طرف پہاڑ کے پس اگر قائم رہے وہ اپنی جگہ پر پس البتہ دیکھ سکے گا۔ تو مجھ کو دنیا میں پس جب اللہ نے ذرا سی تجلی دکھائی پہاڑ پر موسیٰ گر پڑے بیہوش ہو کر جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَکَ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

پس تجلی کی اس کے پروردگار نے پہاڑ کی طرف کیا اس کو ریزہ ریزہ اور گر پڑا موسیٰ بیہوش ہو کر جب ہوش میں آیا۔ کہا موسیٰ نے تیری پاک ذات ہے میں نے توبہ کی تیرے پاس میں سب سے پہلے یقین لایا تفسیر میں لکھا ہے کہ موسیٰ کو اللہ نے بزرگی دی تھی بے فرشتے خدا سے کوہ طور پر کلام کیا اور ان کو شوق ہوا کہ دیدار بھی دیکھیں تب اللہ نے ذرا تجلی کی پہاڑ کیطرف ریزہ ریزہ ہو گیا

اس کو برداشت نہ ہوئی پھر خدا نے موسیٰ کو فرمایا قَالَ یٰمُوْسٰۤی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَبِکَلَامِیْ فَخُذْ مَاۤ اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ ترجمہ کہا اے موسیٰ برگزیدہ کیا میں نے تجھ کو لوگوں پر اپنے پیغام بھیجنے سے اور اپنے کلام کرنے سے پس پکڑ جو کچھ دیا ہم نے تجھ کو اور ہو شکر کرنیوالوں سے اس وقت جناب باری سے جبرائیل پر حکم ہوا وہ بہشت سے لوحیں زمرد کی لائے اور قدرت کے قلم کو حکم ہوا اس پر توریت لکھے چار ہزار فرشتوں نے ان تختیوں کو لے موسیٰ کے سامنے لا رکھا حضرت نے ان تختیوں پر دیکھا کہ ہزار سورہ اور ہر سورۃ میں ہر آیت کی درازی اس کی مثال سورہ بقر کے اور ہر آیت میں ہزار وعدہ ہزار وعید ہزار امر ہزار نہی لکھی ہوئی ہے۔ اور توریت کے پہلے شروع میں عبادت کا ذکر آگے پیچھے صفت علما اور حکما کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَکَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِیْلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ترجمہ اور لکھا ہم نے واسطے اس کے تختیوں پر ہر چیز سے نصیحت اور تفصیل ہر چیز کی پس پکڑ اس کو ساتھ قوت کے اور حکم کر اپنی قوم کو کہ عمل کریں اس کی بہتر باتوں پر شتاب دکھاؤں گا میں تجھ کو گھر فاسقوں کا موسیٰ نے خوش ہو کر جناب باری میں عرض کی الٰہی وہ علماء حکما میری امت میں سے ہیں۔ فرمایا اے موسیٰ یہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے تمہاری امت سے بہتر حضرت نے عرض کی یَا رَبِّ الْوَقْتُ وَقْتِیْ وَالْعَطَاءُ لِغَیْرِیْ ترجمہ اے رب ہمارے وقت میں عطا کرنا غیر کو کیا مرضی حکم آیا اے موسیٰ تو میرا کلیم ہے اور وہ میرا حبیب ہے کلیم کو حبیب سے کیا نسبت موسیٰ نے عرض کی الٰہی ان کو میری امتوں میں داخل کر۔ فرمایا اے موسیٰ پیغمبری تمہاری اس وقت معتبر ہوگی جب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر الزمان پر ایمان لاؤ گے حضرت موسیٰ اس بات کو سن کے خاتم النبیین پر ایمان لائے اور کوہ طور سے اتر اور فرشتے الواح توریت لیکر ان ستر آدمی کے بیچ آئے جو کہ نور تجلی سے جل مرے تھے۔ موسیٰ نے تنگ دل ہو کر ان کے واسطے جناب باری میں مناجات کی یارب قوم میری ضعیف ہے وہ میرے ساتھ خصومت کرے گی اور بولے گی کہ ہمارے سردار اور بزرگوں کو تم نے لیجا کے ہلاک کیا اس کا کیا جواب دونگا۔ اغلب کہ وہ میرے دین سے پھر جاویں تب موسیٰ کی دعا سے اللہ نے ان کو زندہ کیا اور وہ اٹھ کے موسیٰ علیہ السلام کے چہرے کی طرف نظر نہیں کر سکتے

چشم خیرہ ہو جاتی تب اپنے چہرے پر نقاب پیرہن کا رکھا وہ نقاب نور سے جل گیا پھر لوگ ان کے چہرے کی طرف نہیں کر سکتے۔ تب لکڑی کا نقاب بنا کے چہرے پر ڈالا سو وہ بھی نور سے جل گیا۔ پھر لوہے کا نقاب بنا کے ڈالا وہ بھی جل گیا۔ بعد اس کے جناب باری میں عرض کی الٰہی میں کس چیز کا نقاب بناؤں۔ ندا آئی اے موسیٰ فقیروں کے خرقے سے نقاب اپنی بنا تب حضرت نے اس سے نقاب بنا کے اپنے منہ پر ڈالی تب لوگ آ کے حضرت سے بات چیت کرنے لگے بعد اس کے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ ستر آدمی اور توریت لے کر چالیس دن کے بعد مصر میں تشریف لائے۔

ذکر سامری اور گئوسالہ پرستی قوم بنی اسرائیل کا

مروی ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک زرگر تھا۔ نام اس کا سامری کہتے ہیں کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھانجا تھا۔ جب بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ فرعون کے قبضہ سے نکال کر مصر سے چلے سامری اس وقت طفل تھا۔ جب دریا کے کنارے سب اکٹھے ہوئے اس کو بہت ڈھونڈھا گنتی میں نہ پایا مصر سے آتے وقت راہ میں دور پڑا تھا اکیلا بیٹھ کے روتا تھا جبرائیل نے اپنے بازو پر اس کو بہت دن رکھا تھا یہاں تک کہ جب ماں باپ اس کے اپنے گھر میں آئے تب جبرائیل اس کو لیجا کے اس کے ماں باپ کے گھر کے دروازہ پر بیٹھا کے چپکے چلے گئے کیوں کہ سامری کو حضرت جبرائیل سے بہت محبت تھی انکے جانے سے چلا چلا کے رونے لگا۔ باپ اس کے رونے سے آواز سن کے نکل آیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اپنا ہی بیٹا رو رہا ہے۔ تب گود میں اٹھا کے اسے گھر میں لے گیا اور اس کی ماں بھی اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی بعد اس کے چند روز سامری نے زرگری سیکھی جب موسیٰ ہارون کو اپنا نائب بنا کر بنی اسرائیل میں چھوڑ گئے تھے اور ستر آدمی کو لیکر طور پر گئے بعد اس کے سامری نے فرصت پا کر سب قوم کو جمع کر کے کہا۔ آج بیس دن ہوئے موسیٰ ستر آدمی پیر مرد کو لے کر کوہ طور پر گئے اس کے خدا نے خبر دی ہے۔ کہ وہ سب کوہ طور پر مر گئے تم اس کی صداقت چاہتے ہو۔ تو اس کے خدا کو تمہیں دکھاؤں تم اس سے پوچھو تب حال معلوم

ہو گا۔ انہوں نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے تب سامری مردود نے مٹی سے ایک قالب صورت گائے کی بنا کر بطور سانچے کے اس کو آگ میں رکھ دیا اور اس مردود نے سونا ردیا بہت سا لا کر اس آگ میں سانچے پر ڈال دیا وہ پگل کر پانی ہو کر اس قالب کے اندر بیٹھ گیا بچھڑے کی صورت بن گئی سامری نے اس قالب کو آگ سے نکال کر ایک بچھڑا سونے کا خوبصورت اس کے اندر سے نکال کر پاک صاف کر کے رکھ دیا اسی کا نام سامری کا بچھڑا رکھا اور اسی کو سارے پوجتے تھے۔ اور محققوں نے یوں لکھا ہے۔ کہ فرعون کے دریا میں غرق ہونے کے وقت سامری اس وقت بچہ نہ تھا۔ بلکہ جوان تھا اس وقت ایک شخص کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر فرعون کے لشکر میں آیا۔ جب اس کا گھوڑا قدم اٹھاتا ہے۔ زیر سم اس کے مرتبے اور بزرگی سے تازی گھانس پیدا ہوتی تھی سامری نے معلوم کیا شاید کہ جبریل ہوں گے۔ جو موسےٰ کی مدد کو آئے ہیں اس وقت مشت خاک ان کے گھوڑے کے سم کے نیچے سے اٹھا کے رکھ لی تھی۔ جب گئو سالہ بنایا بنی اسرائیل کو کہا کہ آؤ تم اس خدا کو سجدہ کرو۔ معاذ اللہ منہا تب وہ گمراہ سب سامری کے کہنے سے گئو سالہ کے پاس چلے آئے جب سامری نے اس مشت خاک بچھڑے کے منہ میں ڈال دیا۔ خدا کی قدرت سے اس کے منہ سے بے دھڑک گائے کی آواز نکلی چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ ۝ ترجمہ پس بنا نکالا ان کے واسطے ایک دھڑ جس میں چلانا گائے کا تھا۔ پس کہا انہوں نے ان سے یہ خدا ہے تمہارا اور خدا موسٰی کا سو وہ بھول گیا یعنی موسٰی بھول گئے اور جگہ میں گئے اور بنی اسرائیل اس کی آواز سن کے یقین لائے اور سجدہ کیا اور پوجنے لگے اور بعض آدمی بارہ قوم میں سے کہ ایمان ان کا کامل تھا ان سب سے جدا ہو کر کوہ قاف کی طرف نکل گئے۔ اور وہاں مسجد بنا کر خدا کی عبادت میں مشغول ہوئے اور گوناگوں نعمت کے سزاوار ہوئے۔ معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ شب معراج میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک شعلہ نور کا ساق عرش تک چمکتا ہے۔ جبرائیل سے پوچھا یہ کس کا نور ہے وہ بولے کہ قوم بنی اسرائیل جو گئو سالہ پوجتے تھے ان میں ایک جماعت نکل کر کوہ قاف میں اللہ کی عبادت

کر رہی ہے یہ ان ہی کا نور ہے۔ حضرت نے فرمایا مجھ کو ان کے پاس لے چلو۔ تب جبرائیل
ان کے پاس رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو لے گئے اور کہا هٰذَا نَبِیُّکُمُ الْاُمِّیُّ الْعَرَبِیُّ
الْهَاشِمِیُّ الْمَکِّیُّ الْمَدَنِیُّ ۵ **ترجمہ**۔ یہ سنتے ہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لائے
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو تعلیم قرآن کی اور صورتیں سب سکھا پڑھا دیں اور ہدایت
کی تاکہ دین محمدی پر قائم رہیں۔ القصہ حضرت موسیٰ وہ ستر آدمی اور توریت لے کر جب طور سے
آئے اپنی قوم میں جا کے دیکھتے ہیں کہ ایک گئو سالہ بنا کر پوجتے ہیں تب خفا ہوئے اور کہا
چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْ بَعْدِیْ ج الخ **ترجمہ** کہا موسیٰ نے
کیا بری بات کی تم نے میرے پیچھے کیوں جلدی کی اپنے رب کے حکم سے اور ڈال دیں
موسیٰ نے تختیاں اور سر اپنے بھائی ہارون کا لگا کھینچنے اپنی طرف وہ بولا اے میری
ماں کے جائے میں بے گناہ ہوں۔ قوم کو میں نے کہا نہ مانا مجھ کو ناتواں سمجھا اور نزدیک تھا کہ مار
ڈالیں مجھ کو پس مت ہنسا دشمنوں کو مجھ پر اور نہ ملا گنہگار لوگوں میں حضرت موسیٰ و ہارون دونوں
سگے بھائی تھے ہارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ماں کے جائے اس واسطے کہ رحم کر
کے موسیٰ ان کو چھوڑ دیں۔ آخر موسیٰ نے ہارون کے سر کے بال چھوڑ دیئے۔ اور کہا گئو سالہ
کس نے بنایا وہ بولے سامری نے تب حضرت موسیٰ نے سامری کو بلا کے زجر و تہدید کیا
اور کہا کس طرح بنایا تو نے اس کو اور کیوں خدا کو بھول گیا اور قوم میں فتنہ ڈالا۔ یہ گئو سالہ
بنا کے گمراہ کیا سامری نے کہا میرے جی نے یہی مجھ کو کہا۔ **قولہ تعالیٰ** قَالَ بَصُرْتُ
بِمَا لَمْ یَبْصُرُوْا بِهٖ الخ ترجمہ۔ کہا سامری نے موسیٰ کو دیکھا میں نے اس چیز کو کہ نہ دیکھا
لوگوں نے اس کو پس بھر لی میں نے ایک مٹھی خاک پاؤں کے نیچے اس بھیجے ہوئے گھوڑے
کے سم کے نیچے سے اور وہی خاک ڈال دی میں نے گئو سالہ کے منہ میں تب سے یہ بات نکلی
اور یہی مصلحت دی مجھ کو میرے جی نے حضرت نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا الٰہی اگرچہ سامری
نے گئو سالہ بنایا اس کو زبان کس نے دی۔ ندا آئی اے موسیٰ اس کو گویائی میں نے دی پھر
جناب باری میں عرض کی سب تیرا آزمانا ہے **قولہ تعالیٰ** اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُکَ تُضِلُّ
بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ الخ **ترجمہ** کہا موسیٰ نے الٰہی یہ سب تیرا آزمانا ہے گمراہ کرتا ہے

جس کو تو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے جس کو تو چاہتا ہے۔ تو ہے ہمارا دوست۔ پس بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے جناب باری سے وحی آئی اے موسیٰ تم نے اپنی قوم ہارون کو سپرد کی تھی کہ وہ نگہبان رہے گا۔ کیوں تم نے مجھ کو نہ سونپا کہ ان کو ہمراہ رکھتے۔ جب حضرت سرور انبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت پہنچی اپنی امت کو خدا پر سونپا خبر ہے کہ حشر کے دن اولاد آدم ایک سو بیس صف مشرق سے مغرب تک کھڑی ہوں گی۔ اس میں صرف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت اسی صف ہونگی اس وقت خدا تعالیٰ فرما دے گا۔ اے محمد تمہاری امت چھوٹے بڑے جتنے ہیں سب کو دیکھ لو موجود ہیں اس وقت جو مجھ سے مانگو گے سو پاؤ گے تب سید الکونین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں گے اس وقت امت عرصات میں کہاں رہے گی میں کہاں سے جاؤں گا تو ان کا گناہ بخش اور عفو فرما اور بہشت دے اور درجات اعلےٰ میں پہنچا اپنے دیدار سے شاد کر کہ کرم اور فضل تیرا ظاہر ہو حضرت موسیٰ نے کہا الٰہی میں نے توبہ کی تو قبول کر تب حکم ہوا اے موسیٰ تمہاری توبہ قبول ہوئی مگر تم اپنی امت گئو سالہ پرست کو ایک دوسرے سے قتل کرواؤ یا وطن سے خالی ہاتھ ان کو نکال دو ان دونوں میں سے جس کو اختیار کرو گے تب ان کی توبہ اور تمہاری توبہ میری درگاہ میں قبول ہو گی۔ موسیٰ نے بنی اسرائیل کو جو بت پرست تھے بلوا کے اللہ کی طرف سے یہ بات کہی کہ سزائے اعمال بت پرستی میں ان دونوں میں سے جس کو اختیار کرو گے نجات پاؤ گے انہوں نے کہا اے موسیٰ ہم کو غربت سفر کی برداشت نہیں۔ آپس میں لڑ کے مر جانا بہتر ہے۔ تب حضرت جل وعلا سے خطاب آیا موسے ان کو کہہ دو کہ اپنے بدن سے کپڑے اتار کر اپنے گھر کے دروازے پر تلوار سے ایک دوسرے کو قتل کریں تب توبہ ان کی قبول ہو گی۔ اگر کوئی اُف آہ کرے گا تو پھر قبول نہ ہو گی۔ پس بجز جان دینے کے اور کچھ چارہ نہ دیکھا۔ تب صبح کے وقت ستر ہزار مرد گئو سالہ پرست برہنہ ننگی تلوار کھینچکر باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو بھائی بھائی کو اپنے آپ کو مار کے قتل ہو گئے۔ . . . . . .

موسیٰ نے سر برہنہ روتے ہوئے مناجات بدرگاہ کبریا کی جیسا کہ حق تعالیٰ نے کہا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ٥ ترجمہ موسیٰ نے کہا اے رب معاف کر مجھ کو اور میرے بھائی کو اور داخل کر اپنی رحمت میں اور تو ہے سب سے زیادہ

رحم کرنے والا ندا آئی اے موسیٰ دعا تمہاری اور توبہ ان کی قبول ہوئی بعد اس کے موسیٰ نے تختیاں ہاتھ میں لیں قولہ تعالیٰ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ الخ ترجمہ اور جب فرو ہوا موسیٰ سے غصہ اٹھائیں تختیاں اور جو ان میں لکھا ہوا تھا راہ کی سوجھ ہے اور مہر ان کے لئے جو رب اپنے سے ڈرتے ہیں۔ تب موسیٰ نے توریت کی تختیاں ہاتھ میں لے کے بنی اسرائیل کو کہا اے لوگو تمہارے واسطے ہم نے کتاب توریت لا دی کہ احکام الٰہی اپنے گھروں میں لکھو پڑھو خدا کا حکم بجا لاؤ وہ کہنے لگے اے موسیٰ اگر ہم پڑھیں گے تو کچھ عمل نہ کریں گے اور عمل کریں گے تو نہیں پڑھیں گے اس میں ایک عمل اختیار کریں گے حضرت نے کہا عمل بھی کرو اور پڑھو بھی وہ بولے یہ ہم سے نہیں ہو سکے گا کہتے ہیں کہ جبرائیل نے اللہ کے حکم سے ایک پہاڑ مثل ابر کے ان کے سر پہ لا رکھا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اے قوم تمہارے سر پر خدا نے ایک عذاب کا پہاڑ نمودار کیا ہے اوپر کی طرف دیکھو تب وہ دیکھ کر ڈرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ الخ ترجمہ اور جب اٹھایا ہم نے پہاڑ اوپر ان کے گویا کہ وہ سائبان ہے اور جانا انہوں نے یہ کہ وہ گر پڑے گا۔ ان پہ کہا ہم نے پکڑو جو کچھ دیا تم کو ساتھ قوت کے اور یاد کرو جو کچھ بیچ اس کتاب کے ہے تاکہ تم بچو پس موسیٰ نے ان سے کہا کہ تم خدا پہ ایمان لاؤ اور کتاب توریت کو پڑھو اس پر عمل کرو گئوسالہ پرستی چھوڑو تب بعضوں نے کہا۔ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا یعنی سنا ہم نے اور نہ مانا جب منکروں نے یہ کہا پہاڑ قریب ان کے سر کے آیا تب وہ مارے ڈر کے بیٹھ گئے۔ پہاڑ بھی ان کے ساتھ ساتھ نیچے اترا۔ جب وہ کھڑے ہوتے۔ پہاڑ بھی ان کے سر پر رہتا۔ تب مارے خوف کے سب کے سب سجدے میں آ گئے۔ آدھا منہ اپنا مٹی میں لگا کے کن آنکھوں سے چڑھا کر پہاڑ کی طرف دیکھتے تھے۔ کہ مبادا پہاڑ ہمارے سر پہ آ گرے اور مر جائیں پس بعضے ایمان لائے اور بعضے کہنے لگے ایمان لائے ہم مگر دل سے نہیں آخر اللہ تعالیٰ نے ان کے سر پر سے پہاڑ اٹھا لیا۔ اور جو لوگ کہ منکر تھے۔ گئوسالہ پرستی میں رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قسم کھا کر فرمایا۔ کہ اس گئوسالہ کو پارہ پارہ کر کے جلاؤں گا۔ اور دریا میں ڈالوں گا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے

فرماتا ہے۔ وَانْظُرْ اِلٰٓی اِلٰهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاكِفًا الخ ترجمہ کہا موسٰی نے سامری سے دیکھ طرف اپنے معبود کے جو ہو گیا تھا تو اوپر اس کے معتکف ابھی جلادیویں گے ہم اس کو پھر اڑا دیویں گے ہم اس کو بیچ دریا کے اڑا دینا عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہے اس وقت جبرائیل نے حضرت موسٰی سے کہا کہ فلانی گھانس سے اس بچھڑے کو جلا ڈالو تب جل جاوے گا۔ اور دوسرا قول ہے کہ پتھر سے چور کرکے ذرہ ذرہ کرکے دریا میں ڈال دو تب حضرت موسٰی نے اس بچھڑے کو پتھر سے چور کرکے دریا میں ڈال دیا یہانتک کہ ان گئو سالہ پرستوں نے دریا میں جاکے اس کا پانی پی لیا مارے کفر کے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ترجمہ اور پلا گیا دلوں میں ان کے بچھڑا یعنی محبت بچھڑے کی بسبب کفران کے مروی ہے کہ جو کوئی اس کا شستہ پانی دریا میں جاکر پی آیا، تمام بدن اس کا سیاہ ہوکر کافر مرگیا۔ یہاں تک تھا قصہ سامری اور گئو سالہ پرستی کا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

حکایت وکیفیت قارون کی اور بیان اسکے ہلاک ہونے کا

موسٰی نے اپنی قوم سے کہا کہ ان تختیوں سے توریت نقل کرکے پڑھو اور عمل کرو۔ تب انہوں نے کتابیں اس کی نقل کیں حکم ہوا اے موسٰی ان سے کہو اس کتاب کو بہت زینت سے رکھیں۔ حضرت نے کہا یارب ہم زر نہیں رکھتے۔ کس طرح سے توریت کو زینت کریں گے پس جبرائیل نے کہا جو گھانس ہیں نے تم کو بتلا دی تھی کہ بچھڑے کو اس سے جلا ڈالیو وہ گھانس اور یہ دو قسم کی گھانس ملا کے جس پر گھسو گے ہماری قدرت سے اگر تانبے پر رکھو گے تو سونا ہوگا۔ اور پیتل پر گھسو گے تو چاندی ہوگی تب موسٰی نے ایک رقعہ لکھا یوشع کو ایک قارون کو لکھا کہ فلانی گھانس مجھے لا دو اور ایک رقعہ کالوت کو لکھا کہ فلانی گھانس مجھ کو درکار ہے بھیجدو تب تینوں نے گھانس منگوائی قارون نے یوشع سے کہا دیکھوں تو تمہارے رقعہ میں موسٰی نے کیا لکھا ہے قارون چالاک تھا اس نے ان کا رقعہ پڑھ کے کالوت کے رقعہ کا مضمون بھی دریافت کرکے ان تینوں گھانس سے کیمیا گری سیکھ لی۔ اور وہ

تینوں گھانس حضرت موسیٰ کو دے جا کے دیں۔ قارون حافظ توراۃ تھا وہ سب دریافت کر کے چپکے جا کے گھر میں کیمیا بناتا رہا اس نے بہت دولت مال جمع کیا۔ بجز خدا کے کوئی اس کے حال سے خبر دار نہ تھا خبر ہے کہ عمل قارون کا توراۃ پر تھا۔ جب دولت ہوئی مال کی محبت اور بخل سے زکواۃ مال اور صدقہ نہیں دیتا خدا کا حکم نہیں مانتا۔ کافر مردود ہوا۔ مروی ہے کہ قارون حضرت موسیٰ کا چچیرا بھائی تھا۔ بیٹا صافن کا صافن بیٹا فاحش کا فاحش بیٹا یعقوب علیہ السلام کا تھا جب دولت دنیا بہت جمع کی مارے غرور اور تکبر کے حضرت موسیٰ کی نافرمانی کی۔ اور خدا کے نزدیک کافر ہوا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ الخ ترجمہ قارون جو تھا موسےٰ کی قوم سے شرارت کرنے لگا۔ ان پر اور ہم نے دیئے اس کو خزانے اتنے کہ اس کی کنجیوں سے تھک گئے کئی مرد زور آور عبد اللہ بن عباس نے روایت کی ہے کہ ساٹھ مرد زور آور مقرر تھے اس کی کنجیاں اٹھانے اور رکھنے پر۔ اور دوسری روایت ہے کہ اونٹ کا بوجھ تھا اور رحیمہ نے روایت کی ہے کہ میں نے توراۃ میں دیکھا ہے کہ ستر اونٹ کا بوجھ تھا۔ اور مترجم نے روایت میں دیکھا اور ہر ایک کنجی کا وزن نیم درم سنگ تھا چنانچہ ایک ایک کنجی سے ستر ستر گنج کے در کھلتے تھے۔ اب گن لو کتنے گنج ہوئے قارون کے اور اس کی قوم نے اس سے کہا قولہ تعالیٰ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ الخ ترجمہ جب کہا قارون کو اس کی قوم نے مت خوش ہو تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا ہے بہت خوش ہونے والوں کو اور جو اللہ نے تجھ کو دیا ہے اس سے پچھلا گھر پیدا کر اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے یعنی حصے کے موافق کھا پہن اور زیادہ مال سے آخرت کما اور احسان کر خلق پر جیسا احسان کیا اللہ نے تجھ پر اور نہ چاہ فساد رکھنا بیچ زمین کے اور تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا ہے فساد کرنے والوں کو اور صدقات اور زکواۃ اور خیرات دیا کر محتاجوں کو تا آخرت کا بھلا ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ۔ ترجمہ بھلائی کر جیسی اللہ نے بھلائی کی تجھ سے قارون بولا۔ قولہ تعالیٰ قَالَ اِنَّمَا اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ط ترجمہ قارون بولا اے موسیٰ یہ مجھ کو ملی ہے دولت ایک ہنر سے جو میرے پاس ہے

اور میرے مال پر کیا حق رکھتا ہے۔ پیر اخدا۔ اور جل شانہ نے اس کی شان میں فرمایا ہے
اَوَلَمْ یَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَھْلَکَ الخ ترجمہ کیا نہ جانا اس نے یہ کہ تحقیق اللہ نے ہلاک
کی ہیں اس سے پہلے سنگتیں ساتھ والی جو اس سے زیادہ رکھتے تھے۔ قوت اور جماعت اور
پوچھے نہ جائیں گے گنہگاروں سے ان کے گناہ بے پوچھے دوزخ میں جاویں گے قارون نے
حضرت موسیٰ کی بات نہ مانی اور باغی ہوا ایک مکان عالی شان ایسا بنایا کہ اونچائی اس کی اسّی
گز تھی اور پر کنگرے بڑے بڑے بنائے تھے۔ تمام طلا کاری سے مزین کیا تھا سونے کے کواڑ
اور تخت مرصع تھا۔ جامع التواریخ میں لکھا ہے۔ قصص الانبیاء میں نہیں بعد اس کے بنی
اسرائیل کی قارون نے دعوت کی وہ دو گروہ ہوئے۔ ایک حضرت موسیٰ کی اطاعت
میں رہا۔ اور ایک گروہ قارون کے ساتھ فسق و فجور شیطانی میں رہا ایک دن قارون اپنی عورت کو
خوشی سے لباس فاخرہ پہنا کے اور ہزار غلام و لونڈی کو بھی کمر مرصع جواہرات سے آراستہ
کر کے ہمراہ لے کر پھرنے لگا چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِہٖ فِیْ زِیْنَتِہٖ ترجمہ
پس نکلا قارون اپنی قوم کے سامنے ساتھ آرائش اور تیاری کے اپنا تاج مرصع جواہرات کا
سر پر رکھ کے نکلتا تاکہ گرمی آفتاب سے رنج نہ پہنچے۔ اور غلام سب چپ و راست پس و پیش
اس کے چلتے اور دنیا کے مال اور زندگانی کے طالب جو تھے۔ سو قارون کو دیکھ کے حرص
کرنے لگے۔ قولہ تعالیٰ قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا۔ الخ ترجمہ
کہنے لگے جو طالب تھے دنیا کی زندگی کے اے افسوس کس طرح ہم کو ملے جیسے کہ ملی ہے
قارون کو دولت بے شک کی بڑی قسمت ہے۔ اور وہ بولے جن کو ملی تھی سمجھ بوجھ اے
خرابی اللہ کا دیا ہوا ثواب بہتر ہے ان کو یقین لائے۔ اور کیا بھلا کام آئد نہیں سکھلا کی جاتی
یہ بات مگر صبر کرنے والوں کو وحی نازل ہوئی کہ قارون کو کہہ دے کہ زکوٰۃ مال کی ہزار
دینار میں سے ایک دینار فقرا اور مساکین کو دیوے اگر نہ دے گا تو مغضوب ہو گا تب موسیٰ
نے قارون سے کہا اس نے حساب کر کے دیکھا بہت روپے نکلتے ہیں اس کے دل میں
یاری نہ دی شل ہے۔ مال ممسک فرج سگ ہمچوں مثال یک بداں۔ وقت مدخل
ذوق یابد وقت بیروں نزع جان۔ قارون بولا اے موسیٰ میں زکوٰۃ دوں یا نہ دوں

تم کو اس سے کیا کام حضرت نے کہا اے قارون کیمیاگری سے سونے چاندی کے
ظروف بنانے میں جتنے ریزے گرتے ہیں اتنا فقیر محتاجوں کو دے ڈال تب بھی زکوٰۃ مال
ادا ہوگی۔ قارون بولا اگر میں زکوٰۃ مال کی دوں تو تیرا خدا مجھ کو کیا دے گا۔ حضرت نے کہا اس نیکی
سے تجھ کو بہشت ملے گی وہ مردود بولا بہشت سے مجھ کو کیا کام ہے۔ آخر ایک دن موسیٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک افترا باندھا تہمت لگائی تاکہ ان کو لوگوں میں شرمندہ کرے اور
زکوٰۃ کی بات نہ بولے ایک دن ایک عورت فاجرہ خوبصورت جو کہ بنی اسرائیل کی قوم میں سے
تھی۔ قارون کے پاس گئی۔ قارون نے ان سے کہا کہ میں تجھ کو ہزار اشرفی اور زیورات اور اچھی
اچھی پوشاک بیش قیمت دونگا۔ تو میرے واسطے ایک کام کر جب بنی اسرائیل کی جماعت
جمع ہوگی تو سب کے سامنے مجمع میں جا کے پکار پکار کے یہ کہو کہ موسیٰ ہمارا یار ہے۔ ہم سے زنا
کرتا ہے۔ پس اس فاجرہ نے روپے کے لالچ سے کہا بہت اچھا میں کہوں گی۔ پس قارون نے
اس سے جو کہا تھا۔ روپے دے کے رخصت کیا۔ ایک دن موسیٰ منبر پر بیٹھے وعظ فرماتے تھے
بنی اسرائیل سب [illegible] بیٹھے تھے۔ قارون نے اس عورت کو وہاں بھیجدیا اور خود بھی گیا موسیٰ
لوگوں کو حلال حرام کی باتیں بتاتے تھے کہ جو زکوٰۃ مال نہ دے گا۔ اس پر عذاب ہووے گا
اور اللہ کے یہاں ہو اخلدہ دے گا [illegible] اور جو زناہ کرے گا۔ اس کو سنگسار کردینا ہوگا۔ دنیا میں کیسا
ہوگا۔ اور آخرت میں کیسا ہوگا۔ ایسی ایسی باتیں سب کو سناتے تھے۔ پس قارون مردود نے
[illegible] مجلس میں بنی اسرائیل سے کہا اے موسیٰ اگر تم نے زناہ کیا ہوگا۔ تو تمہاری کیا سزا ہے
حضرت نے کہا میرا قتل واجب ہے۔ قارون البتہ تم نے زناہ کیا گواہ موجود ہے اور اللہ
تعالیٰ نے اس کا جھوٹ ثابت کیا۔ اور لعنت پڑی اس پر۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ الخ ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت ہو مانند
ان لوگوں کے کہ ایذا دی انہوں نے موسیٰ کو پس پاک کیا اللہ نے موسیٰ کو اس چیز سے کہ
کہتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک تھا آبرو والا۔ اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے
اور کہو بات سیدھی۔ پس قارون نے اس عورت کو بلا کے حاضران مجلس کے روبرو
کہا کہ کہو کہ موسیٰ نے تم سے کیا بدفعلی کی تھی وہ چاہتی تھی بولے کہ موسیٰ علیہ السلام

میرا یار ہے۔ قوم قارون خوش ہوئی اتنے میں اللہ کی مرضی سے دل اس کا جھوٹ بات سے پھر گیا۔ پس
لوگوں سے کہا۔ موسےٰ نیک مرد اور پاک ہے اور جو قارون کہتا ہے۔ جھوٹ اور بہتان ہے۔ میں
اللہ سے ڈرتی ہوں۔ جھوٹ بات سے موسےٰ اس بات کو سن کے متعجب ہوئے غش میں آگئے
منبر سے گر پڑے۔ فوراً جبرائیل نے آکر گودی میں اٹھا لیا۔ تسلی دینے لگے۔ اے موسیٰ حقتعالیٰ
فرماتا ہے کہ زمین کو تمہارے حکم کے تابع کیا۔ جو چاہو۔ قارون کو سزا دو۔ تب موسیٰ نے قارون کو کہا
اے قارون تو جھوٹ مت بول۔ افترا است کر۔ تہمت مت دے۔ خدا سے ڈر اس مردود نے
حضرت کو جواب نامعقول دیا۔ تب حضرت نے خدا کے حکم سے زمین پر عصا مارا اور کہا اے
زمین قارون کو دبالے۔ تب زمین نے تخت سمیت اس کو اور اس فرمانبردار جو بیٹھے تھے سب
کو ٹخنوں تک دبا لیا۔ بعد اس کو موسےٰ سے فریاد کرنے لگا۔ اے موسیٰ مجھ کو اس سے خلاصی دے
میں کبھی ایسا نہ کہوں گا۔ پھر موسیٰ نے زمین کو غصہ سے کہا۔ اے زمین ان کو زانوں تک دبالے
مروی ہے کہ ستر مرتبہ ان مردوں نے موسےٰ سے معافی مانگی۔ اور توبہ کی اور غصے
سے کہتے تھے اسے زمین دبالے۔ یہاں تک کہ زمین نے ان کو کاندھے تک
دبا لیا۔ جب ہارون نے ان کو عذاب میں دیکھا۔ موسےٰ سے کہنے لگے۔ اے بھائی وہ
اور قارون ہماری برادری میں ہیں۔ تقصیر ان کی معاف کیجئے۔ پھر حضرت نے غصہ سے
کہا آئُو مُنْ حَنْذِ يُرٍ۔ پھر زمین نے گلے تک دبا لیا۔ قارون نے کہا اے موسیٰ
تو ہماری دولت پر طمع رکھتا ہے۔ فقرائے بنی اسرائیل کو دینے کو جب یہ کہا تب
جتنا مال و متاع اور گنج اس کا تھا خدا کے حکم سے جبرائیل نے اس کے سامنے
لا رکھا موسےٰ نے کہا اے قارون لے اپنے مال اور زمین کو کہا اے زمین اس کو
اس کے مال و متاع و درم و مکانات سب کو فرو کر اس نے دبا لیا۔ کچھ اثر اس کا
باقی نہ رکھا جیسا کہ حقتعالےٰ فرماتا ہے۔ **فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ
لَهٗ مِنْ فِئَةٍ الخ** **ترجمہ**۔ پس دھنسا دیا ہم نے قارون کو اور اس کے
گھر کو زمین میں پس نہ ہوئی واسطے اس کے کوئی جماعت مددگار سوائے خدا کے اور نہ کوئی اور مددگار
ان کا قارون کا یہ حال دیکھ کے شکر ثنا حق کی لوگ بجالائے اور بولے **قوله تعالیٰ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ**

بالامس الخ ترجمہ اور فجر کو لگے کہنے جو شام کو آرزو کرتے تھے اس کے سارے مرتبے کی خرابی تعجب ہے کہ اللہ تعالےٰ کھول دیتا ہے رزق جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں اور تنگ کر لیتا ہے بولے نیک کام والے اگر احسان نہ کرتا ہم پر اللہ تو ہم کو بھی دھنسا دیتا۔ ارے خرابی یہ تو بھلا نہیں پاتے کافر منکر یعنی اگر فضل خدا ہم پر نہ ہوتا تو قارون کا سا ہمارا بھی حال ہوتا۔ تعجب ہے کافر اس بات کو غور نہیں کرتے۔ نہیں سنتے جو برائی کرے سو برائی پاوے۔ اور جو بھلائی کرے۔ سو بھلائی پائے

قصہ عامیل مقتول بن سلیمان علیہ السلام کا

روایت کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نام اس کا عامیل تھا۔ ملک و دولت اور حشمت اس کی بہت تھی۔ اس کے گھر میں فرزند نہ تھا۔ ایک بھتیجا تھا غریب مگر بہت زور آور اپنے چچا کے مال پر طمع رکھتا تھا۔ کہ کوئی وقت فرصت اس کو ملے چچا کو مار کر ملک اور میراث اس کا ہووے غرض دنیا کی طمع سے شب کو چپکے اپنے چچا کو مار کر شہر سے باہر لے جا کر دو گاؤں کی سرحد میں رکھ آیا۔ اور ملک میراث سلطنت چچا کا مالک ہوا۔ اور بعد اس کے مکر و فریب سے قاتل کا پتہ ڈھونڈھنے لگا۔ آخر گاؤں والوں پر تہمت ڈالی کہ انہوں نے میرے چچا کو مار ڈالا سب کو میرے حضور میں حاضر کرو۔ اور گاؤں کے لوگ ایک دوسرے پر تہمت دینے لگے۔ کہ اس نے مارا ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ اس معاملہ کو فرماتا ہے وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ الخ ترجمہ اور جب تم نے مار ڈالا ایک شخص کو اور پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے اور اللہ کو نکالنا ہے جو تم چھپاتے ہو موسیٰ کے پاس لوگ آکے کہنے لگے یا رسول اللہ آپ دعا کیجئے کہ مقتول کے قاتل سے اللہ خبر دے کہ اس کو کس نے مارا تب موسےٰ نے دعا کی جبرائیل نے موسیٰ سے کہا۔ کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ غماز کو ہم دشمن جانتے ہیں۔ غمازی کیوں کر کریں۔ ان کو کہدے۔ کہ ایک گائے ذبح کریں اور اس کی زبان لے کر مقتول پر ماریں۔ تب وہ جی اُٹھے گا۔ اور وہ خود بول دے گا۔ جس نے مارا عبداللہ بن عباس نے روایت کی ہے۔ کہ حق تعالےٰ نے ان کو فرمایا۔ گائے ذبح کرنے کو کیوں کہ وہ قوم گائے پوجتی تھی۔ اس سے اللہ نے فرمایا کہ وہ اپنے معبود کو ذبح کریں،

تاکہ معلوم ہو کہ معبود ذبح ہوتا ہے غرض موسےٰ نے خدا کے فرمانے سے اس قوم کو خبر دی،
قولہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖٓ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً **ترجمہ**
جب کہا موسےٰ نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کو کہ ذبح کرو ایک گائے تو البتہ قاتل معلوم
کرو گے انہوں نے کہا **قولہ تعالیٰ** قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا ھُزُوًا **ترجمہ** بولے وہ قوم کیا ہم کو پکڑتا ہے
ٹھٹھے میں موسےٰ نے کہا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ **ترجمہ** بولے پکار ہمارے
واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہم کو کہ وہ کیسی ہے۔ موسیٰؑ نے کہا قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ لَّا
فَارِضٌ وَّلَا بِکْرٌ **ترجمہ** کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ گائے ہے نہ بوڑھی نہ بچہ جوان بیچ میں اُن
کے ہے اب تم کرو جو تم کو حکم ہے پھر انہوں نے کہا قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُھَا **ترجمہ**
کہنے لگے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہمارے لیے کیسا ہے رنگ اس گائے کا موسیٰؑ
نے کہا۔ قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ صَفْرَآءُ **ترجمہ** کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ایک گائے
ہے خوب زرد رنگ اس کا بھلی لگتی ہے دیکھنے والوں کو پھر انہوں نے کہا قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ
یُبَیِّنْ لَّنَا مَا ھِیَ **ترجمہ** بولے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہم کو کہ کس قسم کی ہے
وہ گائیوں میں شبہ پڑا ہے ہم کو اللہ نے چاہا تو ہم راہ پاویں گے۔ موسیٰؑ نے کہا قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ
اِنَّھَا بَقَرَۃٌ لَّا ذَلُوْلٌ الخ **ترجمہ** کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایک گائے نہ محنت کرنے والی
نہ ہل جوتی ہو۔ کہ پھاڑے زمین کو اور نہ پانی دیتی ہو کھیت کو بدن سے پوری تندرست ہو۔ داغ اس
میں کچھ نہ ہو۔ تب کہا انہوں نے اب لایا ہے تو ہمارے پاس ٹھیک بات اب ہم ذبح کریں
گے تب اس صفت کی گائے تلاش کرنے لگے۔ جبرائیل نے بصورت اجنبی ان کو آکر فرمایا کہ
بنی اسرائیل میں فلانے کے پاس اس صفت کی گائے ہے۔ قیمت اس کی اس کے چمڑے بھر
کے روپوں کی ہے جو چاہے خرید کرے۔ قصہ گائے کا یوں ہے۔ کہ ایک شخص بنی اسرائیل میں
مرد صالح نیک بخت تھا۔ ایک بیٹا اس کا تھا۔ طفل اور ایک گائے تھی اپنے
بیٹے کے لیے اس گائے کو جنگل میں خدا پر سونپا۔ کہ الٰہی جب میرا بیٹا بڑا
ہو گا۔ اس گائے کو اس کو دیجیو۔ اور وہ گائے جب بڑی ہوئی۔ جنگل میں اُسے کوئی
پکڑ نہیں سکتا تھا۔ جب وہ لڑکا جوان ہوا۔ نیک بخت صالح اپنی ماں کی خدمت

کرتا مطیع فرمان رہتا۔ اور شب کو تین حصے کرتا۔ پہلے حصے میں سو رہتا۔ اور دوسرے میں عبادت کرتا۔ اور باقی اپنے باپ کی قبر کی زیارت کرتا تھا۔ جب فجر ہوتی جنگل و میدان میں جاکے لکڑیاں چُن لاتا۔ اور اسے بیچ کر اس کی قیمت کے بھی تین حصے کرتا۔ ایک حصہ فقرا اور مساکین کو صدقہ کرتا۔ اور ایک حصہ اپنی ماں کو دیتا۔ اور تیسرے حصے میں آپ کچھ کھالیتا۔ ایک دن اس کی ماں نے اس سے کہا اے بیٹا تیرا باپ فلانے میدان میں تیرے لئے ایک گائے خدا پر سونپ کے گذر گیا ہے۔ تو جا ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ و اسحٰق کے خدا سے مانگ تب وہ گائے تیرے ہاتھ آئے گی۔ اور اس گائے کی شناخت یہ ہے کہ وہ مثل شعاع آفتاب کے نظر آوے گی تب اس نے اس میدان میں جاکے کہا الٰہی وہ گائے جو میرے باپ نے میرے واسطے اس میدان میں چھوڑی ہے سو مجھ کو دے پس وہ گائے خدا کے حکم سے سامنے آموجود ہوئی۔ اور بولی اے لڑکے فرمانبردار اپنے ماں باپ کے تو میری پیٹھ پر بیٹھ میں تیری فرمانبردار ہوں اس نے کہا کہ میری ماں نے مجھ کو نہیں کہا تیری پیٹھ پر بیٹھنے کو۔ مگر یہ کہا ہے۔ کہ تجھ کو پکڑ کر لے جاؤں۔ پس وہ جوان اس گائے کو پکڑ کے اپنے گھر کی طرف لے چلا۔ اس وقت شیطان بصورت رکھوالے کے اس کے پاس آکے بولا اے جوان مرد میں اس کا پاسبان ہوں اس پر اپنا اسباب لاد کے اپنے گھر کو جایا چاہتا تھا۔ جب راہ میں کچھ مجھ کو حاجت پڑی میں، اس میں مشغول ہوا۔ یہ گائے مجھ سے چھوٹ گئی تھی۔ مجھ کو طاقت نہیں کہ میں اس کو پکڑوں آخر بھاگ گئی۔ اب میں نے اِسے یہاں پایا اب تم ہم کو اس پر سوار کرکے اپنے گاؤں تک پہنچادو۔ جو اس کی مزدوری ہوگی مجھ سے لے لو۔ تو اس جوان نے کہا۔ جا خدا پر بھروسا کر جب تیرا ایمان درست ہوگا۔ تب تجھ کو حق تعالےٰ بے توشہ بے راحلہ منزل مقصود پر پہنچادے گا۔ ابلیس نے کہا اگر چاہو تو گائے میرے پاس بیچ ڈالو اس نے کہا کہ میری ماں نے مجھ کو نہیں کہا۔ گائے بیچنے کو یہ کہہ کر قدم آگے بڑھایا اچانک ایک پرندجانور گائے کے پیٹ کے نیچے سے اڑ گیا اور گائے بھی اس کے ساتھ بھاگ گئی۔ تب اس نے پکارا اے گائے برائے خدا میرے پاس آ پس گائے نے آکے اس سے کہا اے جوان جو مجھ کو لے بھاگا تھا۔ وہ مرغ نہ تھا۔ بلکہ شیطان

تھا کہ مجھ پر سوار ہو کے بھاگا۔ جب تو نے خدا کا نام لیا۔ فرشتہ آیا۔ مجھ کو چھڑا لیا۔ غرض وہ جوان گائے لے کے اپنی ماں کے پاس آیا اس کی ماں نے کہا اے بیٹا ہم غریب ہیں کچھ پیسے روپے خرچ کھانے کا نہیں گائے بیچ ڈال کہا کتنے کو بیچوں وہ بولی تین دینار کو تب بازار میں لے گیا خدا نے فرشتہ بھیجا کہ گائے کی قیمت بتا دے فرشتے نے اس سے پوچھا تم کتنے میں بیچو گے وہ بولا تین دینار کو فرشتے نے اس کو بتا دیا کہ اس گائے کو چھ دینار میں بیچ۔ وہ بولا ماں میری نے چھ دینار پر بیچنے کو نہیں کہا۔ اگر تم گائے کے وزن دینار دو گے تو بھی بے حکم ماں کے نہیں بیچوں گا۔ پھر جوان نے اپنی ماں سے جا کے کہا۔ گائے کی قیمت چھ دینار بازار میں ہوتے ہیں تب رضا دی۔ جب بازار میں آیا۔ پھر اس فرشتے نے باراں دینار قیمت اس کی کہی۔ پھر اس نے اپنی ماں سے جا کے کہا۔ کہ باراں دینار قیمت اس کی ہوتی ہے۔ پس اس کی ماں نے دریافت کیا شاید وہ شخص جو قیمت لگاتا ہے فرشتہ ہو گا۔ ہم کو فائدہ بتانے آیا ہے۔ پھر وہ جوان جا کے دیکھتا ہے۔ بازار میں وہ مرد وہیں کھڑا ہے۔ تب اس نے اس کو دیکھ کے کہا۔ اسے مت بیچو گائے کہ تم اپنی ماں سے جا کے کہو کہ موسےؑ بن عمران کے آنے تک رکھیو۔ کیوں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا ہے۔ اور قاتل اس کا نا معلوم ہے اس کو خرید کرے گا۔ اور اس کے چمڑے بھر کے روپے وزن کر کے تم کو دے گا۔ جب موسیٰؑ نے اس سے وہ گائے اس صفت کی پائی جو اللہ نے نشان بتایا تھا۔ اس گائے کو اس پیرزن سے لے کے ذبح کیا۔ اور اس کے چمڑے بھر کے روپے۔ وزن کر کے اس کو دیئے اور زبان اس گائے کی کاٹ کے اس عامیل مقتول پر بیان جس کا اوپر گذرا ہے رکھ دی دوبارہ خدا کے حکم سے وہ جی اٹھا اس کی رگوں میں سے اور گلے سے خون جاری ہوا۔ تب اس نے بآواز بلند اور فصیح زبان سے کہا۔ اے لوگو گواہ رہو۔ مجھ کو گاؤں والوں نے نہیں مارا میرے بھتیجے نے مجھے دولت کے لالچ سے مارا ہے۔ اتنا بول کر مر گیا۔ پس موسیٰؑ نے اس عامیل مقتول کے بھتیجے قاتل کو مار ڈالا۔ اس کا قصاص لیا۔ اور تمام مال و اسباب اس کا محتاجوں اور فقیروں کو بانٹ دیا۔ تب وہاں کے لوگوں نے اس قاتل کے سر سے امان پائی۔ اور وہ موسےؑ پر ایمان لائے

بیان عوج بن عنق

راویوں نے روایت کی ہے کہ حق تعالےٰ نے قوم موسیٰ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ زمین شام مقدس کی تم کو دوں گا۔ جباروں کو مار کے وہاں سے نکال دو۔ اور مقام اجداد بنی اسرائیل کنعان میں تھا۔ اب مصر میں ہوا۔ بعد اس کے اللہ نے حکم کیا تمام شام میں خدا کے دشمنوں سے جہاد کرو اور موسیٰ نے ان کے ساتھ وعدہ فتح کا کیا تھا۔ اور وحی نازل ہوئی۔ اے موسیٰ بارہ آدمی سردار بارہ قوم سے بنی اسرائیل کے نقیب کر تاکہ ہر ہر سبط اپنے اپنے سردار کے تابع رہیں اور ہماری رضا پر رہیں تو ان سے اسباط کو کہہ دے کہ ان کا سردار نقیب جو حکم ان پر کرے سو عمل میں لادیں حق تعالےٰ فرماتا ہے وَ بَعَثۡنَا مِنۡهُمُ اثۡنَیۡ عَشَرَ نَقِیۡبًا ترجمہ اور اٹھائے ہم نے ان میں بارہ سردار پس موسیٰ سب کو ہمراہ لے کر جب کنعان میں گئے نقیبوں کو شام اطراف میں بھیجا کہ احوال جباروں کا دریافت کر کے آدیں۔ جب عوج بن عنق کے پاس گئے۔ قد و قامت اس کا تیس ہزار تینتیس گز کا لمبا ہے۔ یہ قصص الانبیاء میں لکھا ہے۔ اور معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ تیس ہزار تین سو تیس گز لمبا تھا۔ اس ایام کے گز سے مروی ہے کہ نوح کے طوفان میں پانی سے یہی بچا تھا۔ ایسا دراز قد تھا کہتے ہیں کہ سمندر میں اس کے ٹخنوں تک پانی ہوتا تھا۔ اس میں اتر اتر کر مچھلی پکڑ لا کے ہاتھ دراز کر کے چشمۂ آفتاب سے بھون کھاتا تھا۔ اتنا بڑا لمبا جوان تھا۔ اور تین ہزار پانچ سو برس کی اس کی عمر تھی۔ اور معارج النبوۃ میں لکھا ہے۔ تین ہزار چھ سو سال کی اس کی عمر تھی۔ حضرت آدم کے ایام سے حضرت موسیٰ کے زمانہ تک زندہ رہا۔ اور اس کی ماں کا نام صفورا اور وہ بیٹی آدم علیہ السلام کی تھی۔ اور باپ کا نام عنق تھا۔ اور معارج النبوۃ میں لکھا ہے اس کے باپ کا نام سحبان تھا۔ اور ماں کا نام عنق تھا۔ اور وہ بنت آدم تھی۔ پس عوج بن عنق نے موسےؑ کے بارہ سرداروں کو دیکھ کے پوچھا۔ تم کہاں سے آئے ہو۔ کہاں جاؤ گے۔ انہوں نے اپنا حال بیان کیا۔ بعد اس کے عوج بن عنق ان سب کو پکڑ کے اپنی معیت میں لے کر کے اپنی جورو کو دکھانے لے گیا

اور کہا کہ یہ سب میرے ساتھ لڑنے کو آئے ہیں۔ یہ کہہ کر زمین پر رکھ کے چاہا کہ مثال چیونٹی
کے پیر سے مل دے۔ اس کی جورو نے کہا۔ چھوڑ دے۔ یہ ضعیف و ناتواں ہیں چلے
جائیں گے۔ ان کے مارنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ تیرا حال لوگوں میں جا کے بیان
کریں گے۔ پس ان کو چھوڑ دیا۔ وہ اس شہر کے جباروں کی کثرت اور حقیقت
دریافت کر کے ڈر گئے۔ اپنی ولایت کی طرف چلے آئے۔ اور آپس میں کہا۔ ان جباروں
کے حال جو ہم دیکھ آئے ہیں۔ اپنی قوم سے نہ کہا چاہیئے۔ وے بزدل ہیں۔ لڑائی جہاد
کے نام سے بھاگ جائیں گے۔ لیکن انہوں کا احوال موسیٰؑ اور ہارون کو کہا چاہیئے
تب موسیٰؑ سے وہاں کا حال بیان کیا۔ انگور اور انار اور قد و قامت ان کافر جباروں کے
اور ایک ایک انگور انار کئی آدمی کا بوجھ تھا۔ اور اگر ایک انار کا دانہ نکال لیں تو دس آدمی
کی خوراک ہو۔ اور اس کے خول کے اندر دس آدمی رہ سکتے۔ اور ایک دانہ انگور
کئی من کا تھا۔ وہاں سے لا کر حضرت موسےؑ کو دکھایا۔ حضرت موسیٰؑ دیکھ کے متعجب
ہوئے۔ پس دس آدمی سردار نقیب نے عہد شکنی کر کے احوال وہاں کا جو دیکھا تھا اور
عوج کے ہاتھ گرفتار ہونے کا اپنی قوم سے کہہ دیا اور جباروں کے ملک میں جانے
کو منع کیا۔ مگر دو شخص یوشع اور کالوتؑ نے عہد شکنی نہ کی بنی اسرائیل نے سن کے چاہا
کہ جہاد میں نہ جائیں۔ تب موسےؑ نے فرمایا۔ اے قوم بھاگیو مت میرے ساتھ اللہ نے
وعدہ کیا ہے۔ تم کو ان کافروں پر فتح دے گا۔ اور قوم نے کہا قولہ تعالیٰ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّ
فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ترجمہ بولی قوم اے موسیٰؑ وہاں کے لوگ ہیں زبردست اور ہم ہرگز
وہاں نہ جائیں گے۔ جب تک وے نہ نکل جاویں۔ وہاں سے اللہ کی نوازش تھی ان دونوں پر
وہ یوشع بن نون اور کالوت بن قتادہ تھے۔ اور وہ دونوں بزرگ نیک تھے بارہ سرداروں
میں بنی اسرائیل کے اور وے دونوں حضرت موسیٰؑ اور ہارون کے پیچھے پیغمبر ہوئے دونوں بولے اے
قوم بیٹھ جاؤ۔ ان پر حملہ کر کے دروازے میں اگرچہ قوم جبار قوی ہے۔ خدا تم کو فتح دے گا۔ موسیٰؑ نے وعدہ
کیا ہے۔ ان کو ہلاک کرے گا جیسا کہ قوم فرعون کو ہلاک کیا پھر جب تم ان میں بیٹھے تو غالب ہو گے اور اللہ
پر بھروسا کرو اگر یقین رکھتے ہو۔ وہ بولے ہرگز نہ جاویں گے ساری عمر جب تک وہ رہیں گے اس میں

سو تو جا اور تیرا رب دونوں لڑو ہم یہاں ہی بیٹھے ہیں پس حضرت موسیٰؑ نے ان سے غصہ ہو کر بد دعا کی۔ **قولہ تعالیٰ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ الخ ترجمہ** بولے موسیٰؑ اے رب میرے اختیار میں نہیں مگر میری جان اور میرا بھائی سو تو جدائی کر یو ہم میں اور بے حکم لوگوں میں فرمایا اللہ نے وہ تو حرام ہوئی ان پر چالیس برس سر مارتے پھریں گے سو تو افسوس نہ کر بے حکم لوگوں پر قصہ یہ ہے کہ اللہ نے بنی اسرائیل سے یہ فرمایا کہ جہاد کرو عمالقہ جبار سے ملک شام چھین لو۔ پھر ہمیشہ وہ ملک تمہارا ہے حضرت موسیٰؑ نے بارہ شخص کہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے پر سردار کیا تھا۔ ان کو شام میں بھیجا کہ اس ملک کی خبر لاویں۔ وہ خبر لائے۔ تو ملک شام کی خوبیاں بہت بیان کیں اور وہاں مسلط تھے عمالقہ ان کی قوت و زور بھی بیان کیا۔ پس حضرت موسےٰؑ نے ان سے کہا کہ تم قوم کے پاس خوبی ملک کی بیان کیجیو اور قوت دشمن مت بیان کیجیو۔ ان میں دو شخص اس حکم پر رہے۔ اور دس نہ رہے۔ جب قوم نے اُن سے عمالقہ کا زور سُنا تو نامردی کرنے لگے۔ اور چاہا کہ پھر الٹے مصر میں جاویں۔ اس تقصیر سے چالیس برس فتح شام کو دیر لگی۔ اور اس مدت تک بنی اسرائیل جنگلوں میں پھرتے رہے۔ اس قرن کے لوگ سب مر گئے تھے۔ مگر دو شخص جو موسےٰؑ کے بعد خلیفہ ہوئے۔ یوشعؑ اور کالوت ان کے ہاتھ سے شام فتح ہوا۔ القصہ موسےٰؑ و ہارونؑ عصا ہاتھ میں لے کر ملک شام کو برائے جہاد روانہ ہوئے۔ جب رات ہوئی بنی اسرائیل نے مصر میں جانے کا قصد کیا تمام رات چلے۔ فجر کے وقت دیکھا کہ جس جگہ سے کوچ کیا تھا۔ اسی جگہ پر آ رہے۔ پھر دوسری شب کو تمام رات چلے۔ فجر کو دیکھتے ہیں۔ کہ جہاں سے کوچ کیا تھا۔ اب تک وہیں ہیں۔ وہ سمجھے کہ موسیٰؑ کی بد دعا سے یہ حال ہوا۔ تب یوشعؑ بن نون نے انہوں سے کہا۔ کہ اس میدان میں پھر جاؤ صبر کرو۔ توبہ استغفار پڑھو۔ جب تک موسےٰؑ ملک شام فتح کر کے آویں۔ تب تک یہاں رہو۔ تب بنی اسرائیل خدا پر توکل کر کے اس تیہ میں رہ گئے۔ اور تیہ اس میدان کا نام ہے۔ کہ جس میں بارہ اسباط بنی اسرائیل اور چھ لاکھ آدمی حضرت موسیٰؑ کی بد دعا سے چالیس برس محبوس رہے۔ وہاں سے نکل نہ سکے۔ اور وہ تیہ درمیان فلسطین اور تلہ اور اردن اور مصر کے ہے۔ طول اس کا چھتیس کوس۔ اور عرض اٹھارہ ان

کوس کا ہے۔ غرض موسیٰؑ جب نزدیک شہر عوج کے گئے۔ لوگوں کو مہیب شکل دیکھ کر ڈرے پس حافظ حقیقی کو یاد کر کے آگے بڑھے۔ جب عوج بن عنق نے ان کو دیکھا چاہا کہ پکڑ کے چیونٹی کی طرح پیروں سے مسلدے اور کہا کہ تو ہے سردار قوم بنی اسرائیل کا تو نے قبطیوں کو دریائے نیل میں فرعون کے ساتھ ڈبو دیا تھا۔ یہ کہہ کر موسیٰؑ پر حملہ کیا۔ پس حضرت موسیٰؑ کا قد دس گز لمبا تھا۔ اندر اوپر دس گز اچھل کر اس کے ٹخنوں پر عصا مارا وہیں مر دود مر گیا چالیس برس سے بنی اسرائیل تیہ مذکورہ میں تھے۔ اور لاش عوج کے میدان میں پڑھی تھی اور گوشت پوست گل گیا۔ اور پشت کی ہڈی مثل پہاڑ کے اونچی ہو رہی تھی۔ بعد چالیس برس کے یوشع بن نون جباروں کا ملک فتح کر کے مصر میں ... جب آئے تب اس کی پشت کی ہڈی سے مصر کے نیل دریا پر پل باندھ دیا۔ ایک مدت تک خلق اللہ نے اس پر سے آمد و رفت کی۔ غرض موسےؑ عوج بن عنق کو مار کر کے شاد ہو کر بنی اسرائیل میں تب تشریف لائے۔ ان کو جہاں چھوڑ گئے تھے۔ اس بنہ مذکور میں آ کے پایا۔ ان سے کہا اے قوم اللہ نے مجھ کو عمالقہ پر فتح دی۔ اور عوج بن عنق کو میں نے مار ڈالا۔ اب تم چلو شہر میں اُن کے دخل کریں امر الٰہی بجا لائیں۔ تب بنی اسرائیل نے اپنا حال بیان کیا۔ کہ ہم اس میدان سے نکل نہیں سکتے۔ حضرت نے فرمایا چلو اسباب ولوازمہ لو شام کی طرف روانہ ہو تب وہ تمام رات چلے پھر فجر کو دیکھتے ہیں۔ کہ سابق جگہ جہاں سے کوچ کیا تھا۔ وہیں ہیں تب موسیٰؑ نے اپنی بد دعا سے جو ان پر کی تھی۔ نادم ہو کر ان کے حال پر دعائے نیک کی کہ یا غفور الرحیم تجھ کو خوب معلوم ہے۔ اب وہ شام کے جانے کو راضی ہیں ان کو اس تیہ سے رہا کر اور اللہ نے فرمایا قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ ترجمہ پس تحقیق وہ زمین حرام ہوئی ہے۔ ان پر چالیس برس سرگردان پھریں گے ملک میں پس تو افسوس نہ کر قوم فاسقوں پر۔ اس تیہ کے عذاب میں رہیں گے۔ کیوں تیرے ساتھ جہاد کو نہ گئے اور بولے کہ ہم نہیں جائیں گے تم اور تمہارا خدا جہاد کو جاؤ۔ حاصل کلام موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کے حال پر اور داخل نہ ہوئے ملک شام میں بموجب وعدہ اللہ کے جباروں کو مار کر غم کھاتے رہے۔ وحی نازل ہوئی۔ اے موسیٰؑ افسوس مت کر واسطے قوم فاسقوں کے پس ان کو اس میدان پر رہنے دے

وہاں کچھ کھانے کو نہ پینے کو بہت تکلیف کی جگہ ہے۔ پس وہ بیابان معروف ہے۔ اللہ نے اس بیابان کا نام ان کے واسطے تیہ رکھا وہ درمیان فلسطین اور مصر اور اردن کے ہے اکثر چاروں طرف اس کے شہر ہیں۔ درازی اس میدان کی چھتیس کوس چوڑائی اس کی اٹھارہ کوس کی ہے۔ اللہ تعالے نے اس بیابان کو ان پر تیہ گردانا ہر چند کہ اس تیہ سے نکلنا چاہتے تھے۔ نہیں نکل سکتے۔ یہ ماجرا اوپر معلوم ہو چکا ہے اور موسیٰ سے وہ کھانے کو لے گئے تھے۔ کیوں کہ اس میدان میں سوا جھاڑ کانٹے کے اور کچھ پیدا نہ ہوتا تھا نہ حیوانات تب ان کے واسطے کھانے کو اللہ نے من سلوی بھیجا من ایک چیز کا نام ہے مثل دھنیے کے رات کو آسمان سے گرتا صبح کو سب چن لیتے اور کھاتے وہ میٹھا اور شیریں تھا۔ اور سلوی ایک مرغ کا نام ہے۔ مثل کبک جانور کے سرخ اور گوشت بھی مثل اس کے عصر کے وقت ہزاروں جانور انہوں کے نزدیک اڑکے آبیٹھتے۔ جب اندھیری رات ہوتی۔ بنی اسرائیل بقدر حاجت کے ان کو پکڑ کے کباب بنا کے کھا لیتے۔ مدتوں یہی کھایا کئے اور دھوپ کی طپش سے سایہ مانگتے رہے۔ تب حضرت نے جناب باری میں دعا کی اللہ نے ان پر سایہ نازل کیا چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى الخ

ترجمہ اور سایہ کیا ہم نے تم پر ابر کا اور اتارا ہم نے تم پر من وسلوی کھاؤ ستھری چیزیں جو دیں ہم نے تم کو اور ہمارا کچھ نقصان نہ کیا۔ پر اپنا ہی نقصان کرتے رہے اور موسیٰ سے پانی مانگا حکم ہوا۔ اے موسے اس میدان میں جو پتھر ہے اس پر اپنا عصا مار تب پانی نکلے گا۔ اور بعضوں نے کہا کہ جو پتھر طور سینین سے لائے تھے تکلم کے وقت جناب باری سے ملا تھا۔ اس پتھر کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے۔ اس پر کھڑے ہو کر مناجات کرتے تھے۔ حکم ہوا اے موسے اس پتھر پر اپنا عصا مار پانی نکلے گا چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے۔ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ إِذِ اسْتَسْقَاهُ قَوْمُهُ الخ **ترجمہ**۔ اور حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو جب پانی مانگا اس سے اس کی قوم نے ہم نے کہا کہ مار اپنا عصا اس پتھر پر تو پھوٹ نکلا اس سے پانی بارہ چشمے اس واسطے کہ بنی اسرائیل بارہ سبط تھے۔ سب ایک جگہ میں نہیں رہتے تھے۔ جدا جدا رہتے اور ایک چشمہ سے پانی نہیں پیتے ہمیشہ ایکدوسرے سے آپسمیں عداوت

اور بعض رکھتے تب بارہ چشمے بارہ سبط کے واسطے نکلے اور اپنے اپنے چشمے سے پانی لیتے چنانچہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ترجمہ پہچان لیا ہر ایک قوم نے اپنا
اپنا گھاٹ موسیٰ نے انہوں سے کہا من سلوای ایک روز کھانے کے سوا زیادہ مت رکھیو پس
ان کی باتوں کو عمل میں نہ لائے سب نے ایک مہینے کی خوراک جمع کی اس واسطے کہ ان کو یقین تھا
کہ شاید من وسلوای اور نہ اترے گا۔ بایں سبب جمع کر لیا۔ اور گنہگار ہوئے اور من وسلوای اترنا
موقوف ہوا۔ پھر حسب درخواست انہوں کے موسیٰ نے اللہ سے دعا مانگی تب بقدر حاجت
کے اترتا دے کھاتے اسی طرح ایک مدت گذری بعد اس کے سبھوں نے حضرت موسیٰ سے
سوال کیا کہ کب تک یہ کھاتے رہیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَإِذْ قُلْتُمْ
يَا مُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ الخ ترجمہ اور جب کہا تم نے اے موسےٰ ہم نہ ٹھیریں
گے ایک کھانے پر سو پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ نکال دے ہم کو جو اگتا ہے زمین
کا ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز تب موسیٰ علیہ السلام نے بارشاد جناب
باری کے ان سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو ایک چیز جو ادنےٰ ہے بدلے میں ایک چیز کے
جو بہتر ہے۔ اترو کسی شہر میں تو تم کو ملے جو مانگتے ہو۔ موسےٰ نے بطریق عتاب کے ان سے
کہا مصر میں جاؤ۔ مگر بے حکم خدا کے مصر میں نہیں جا سکتے کیوں کہ عمل ناشائستہ کرتے تھے
خدا ان سے بیزار تھا۔ چنانچہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ الخ ترجمہ
اور ڈالی ان پر ذلت اور محتاجی اور کما لائے غصہ اللہ کا جب تیس برس اس میدان میں
بنی اسرائیل کو گذرے۔ تب موسےٰ و ہارون نے انتقال فرمایا۔ بعد اس کے چالیس برس
میں سب بنی اسرائیل مر گئے مگر یوشعؑ اور کالوتؑ اور اولاد بنی اسرائیل کی مصر سے
نکلنے کے بعد تولد ہوئی تھی۔ یہ سب زندہ رہی۔ بعد موسےٰؑ کے یوشعؑ پیغمبر ہوئے
اور فرزندان بنی اسرائیل چالیس برس سے زیادہ اس تیہ میں نہ رہے خدا نے مہر کی
اس میدان محبوس سے رہائی دی تب مصر اور شہروں میں جا بسے کہتے ہیں کہ یوشعؑ
حضرت بنیامین بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ اور بعد یوشع کے کالوت نبی
ہوئے۔ اور یہودا ابن یعقوبؑ کی اولاد میں سے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب

قصہ حضرت خضر اور موسیٰ کی ملاقات ہونے کے بیان میں

نقل ہے کہ ایک دن موسیٰ محفل میں بیٹھے بنی اسرائیل کو وعظ کر رہے تھے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ جب اس میدان تیہ میں بنی اسرائیل کو نصیحت کرنے لگے خدا کے حکم سے ایک ابر سفید نے ان پر سایہ ڈالا۔ اس وقت ان کے دل میں گزرا تو یہ کہہ بیٹھے کہ آج ہمارے برابر کوئی نہیں علم اور فضیلت میں موسے نے اس واسطے یہ بات کہی کہ چالیس شتر کا بوجھ توریت تھی اور آپ نے اس کو حفظ کیا تھا۔ اور بلا واسطہ خدا سے تکلم کیا تھا۔ یہ سن کے اس محفل میں ایک شخص نے حضرت سے کہا۔ آپ بجا فرماتے ہیں۔ آپ کے برابر کوئی نہیں سارے درجہ علم میں حضرت نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ نہیں دیکھتا ہوں۔ کسی کو اس وقت جناب باری سے عتاب آیا اے موسیٰ تو ایسا مت خیال کر تجھ سا کوئی نہیں۔ میرے بندوں میں تجھ سے بھی زیادہ علم ہے۔ اور تجھ کو کیا معلوم ہے۔ میں نے کس کو زیادہ علم دیا خلق میں بھلا میرا ایک بندہ ہے۔ مجمع البحرین میں تو اس سے جا کر ملاقات کر دیکھ زیادہ اس کو علم ہے یا تجھ کو تب عرض کی خداوندا وہ کون ہے۔ اس کو مجھے دکھا۔ فرمایا اے موسیٰ مجمع البحرین کے پاس ایک میدان ہے۔ اس میں وہ رہتا ہے۔ گمراہوں کو راہ بتاتا ہے اور زندہ کو مردہ اور مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اور بہت سا کام رکھتا ہے نام اس کا خضر ہے تو اُسے جا کر دیکھ اس میں کیا کرامت ہے۔ تب موسےٰ یوشع کو ہمراہ لے کر مجمع البحرین کی طرف گئے۔ اور یوشع سے کہا۔ **قولہ تعالیٰ** وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ط **ترجمہ** اور جب کہا موسے نے اپنے جوان کو یعنی یوشع کو میں نہ ہٹوں گا۔ جب تک کہ نہ پہنچوں دو دریا کے ملاپ تک یا چلا جاؤں برسوں تک پس دونوں حضرات مجمع البحرین کے پاس گئے اور مجمع البحرین دو دریا کا نام ہے۔ جو فارس اور روم کے مابین جانب مشرق کے واقعہ ہے۔ اور ان کے ساتھ زنبیل کے اندر بھنی ہوئی نمک دار مچھلی تھی۔ یہ معالم التنزیل اور قصص الانبیا میں ہے اور

ترجمہ کلام اللہ اور حدیث شریف میں تلی ہو مچھلی ہی ہے کھانے کو لے لی تھی۔ جب یوشع نے دریا کے کنارے ایک پتھر کے قریب زنبیل رکھ کے اس دریا کے پانی سے وضو کیا تو ایک قطرہ پانی کا ان کی انگلی سے اس مچھلی پر ٹپکا۔ فوراً وہ مچھلی جی اٹھی۔ زنبیل میں سے سرنگ بنا کے دریا میں نکل پڑی۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ **فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا** **ترجمہ** پس جب پہنچے دونوں دریا کے ملاپ تک بھول گئے اپنی مچھلی پس اس نے اپنی راہ لی۔ دریا میں سرنگ بنا کر یوشع چاہتے تھے۔ کہ موسیٰؑ سے یہ ماجرا کہیں۔ موسےٰؑ سوتے تھے۔ بعد ایک لحظہ کے خواب سے اٹھ کر اس جگہ زنبیل بھول گئے۔ دونوں چلے راہ میں پھر دوسرے دن فجر کی نماز پڑھ کے جلد روانہ ہوئے۔ راہ میں حضرت موسےٰؑ کو بھوک لگی۔ اس وقت یوشع سے وہ مچھلی کھانے کو مانگی۔ چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے **فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا الخ** **ترجمہ** پس جب آگے چلے دونوں کہا موسیٰؑ نے اپنے جوان کو دے ہم کو کھانا۔ ہمارے صبح کا۔ تحقیق ہم نے پائی اپنے سفر میں تکلیف یوشع نے کہا۔ کیا نہ دیکھا تم نے جب ہم نے وہ جگہ پکڑی تھی اس پتھر کے پاس سو میں بھول گیا میں وہ مچھلی اور یہ مجھ کو بھلایا شیطان ہی نے کہ ذکر کروں اس کا آپ کے پاس اور وہ اپنی راہ کر گئی دریا میں عجب طرح۔ کہا موسیٰؑ نے یہی ہے جو ہم چاہتے تھے۔ پھر الٹے پھرے دونوں اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے پس پایا ایک بندہ ہمارے بندوں میں سے جس کو دی تھی ہم نے مہر اپنے پاس سے اور سکھایا تھا علم اپنے پاس سے غرض موسیٰؑ اور یوشع دونوں پھر اس جگہ پر آئے جہاں زندہ ہو کر دریا میں گئی۔ کبھی پانی پر دکھائی دیتی تھی اور کبھی ڈوبتی تھی۔ اس کو دیکھ کے موسیٰؑ دریا میں جا گرے اور غوطہ لگایا۔ اس مچھلی کے پکڑنے کو پس ایک گنبد دیکھا۔ پانی پر معلق استادہ ہے خضر نماز پڑھ رہے تھے۔ اس دو دریا میں الگ کسی سے وہ ملے ہوئے نہیں جب خضر نماز سے فارغ ہوئے حضرت موسیٰ سلام علیک کہہ کر سامنے بیٹھے۔ انہوں نے احوال پوچھا۔ موسےٰؑ نے بیان کیا اس وقت ایک پرندہ آ کے انہوں کے سامنے دریا میں سے ایک قطرہ پانی چونچ مار کے لے چلا۔ پس خضر نے ان سے کہا کہ اپنے تئیں سمجھے ہو کہ علم میں سب سے زیادہ ہوں۔ حالاں کہ علم اول و آخر و ظاہر

باطن بنی آدم کا اللہ کے نزدیک اس سے بھی کمتر ہے جیسا کہ یہ مرغ ایک قطرہ پانی سمندر کے نزدیک کیا چیز ہے۔ ایسا ہی اللہ کے نزدیک تمہارا ہمارا علم کیا چیز ہے پس اللہ نے تم کو بہت فرمائی پر بات یوں ہے کہ اللہ کا ایک علم مجھ کو ہے تم کو نہیں اور ایک تم کو ہے۔ مجھ کو نہیں پس موسیٰ نے کہا۔ **قولہ تعالیٰ** قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ٥ **ترجمہ**۔ موسیٰ نے خضر سے کہا کیا پیروی کروں میں تیری اس پر کہ سکھاوے تو مجھ کو اس چیز سے کہ سکھایا گیا ہے۔ تو کچھ بھلائی۔ یعنی خدا نے تجھ کو جو علم سکھایا ہے۔ سو مجھ کو سکھا۔ خضر نے ان سے کہا۔ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا۔ اور کیوں کر صبر کرے گا۔ تو اس چیز کا کہ جس چیز کا تجھ کو علم نہیں۔ کیوں کہ کام میرا باطنی ہے۔ تو اس کو دریافت نہ کر سکے گا۔ کیوں کہ باطن کا حال معلوم کرنا بڑا محال ہے۔ موسےٰ نے کہا۔ البتہ پاوے گا۔ تو مجھ کو اگر اللہ نے چاہا۔ صبر کرنے والا اور نافرمانی نہ کروں گا۔ میں تیری کسی حکم میں۔ پھر خضر نے کہا اگر پیروی کرے گا تو میری پس مت سوال کیجیو مجھ سے کسی چیز سے۔ یہاں تک کہ شروع کروں میں تجھ سے دکھانے کو کوئی چیز یہ عہد کر کے دونوں چلے۔ یہاں تک کہ جب سوار ہوئے ایک کشتی پر پھاڑ ڈالا۔ اس کو خضر نے تب موسےٰ بولے تو نے کشتی کو پھاڑ ڈالا۔ کہ ڈبا دے اس کے لوگوں کو تو نے ایک چیز نئی کی تب خضرؑ نے ان کو کہا کہ میں نے تجھ کو نہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر کر کے نہ ٹھیر سکے گا۔ موسےٰؑ نے کہا مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر اور نہ ڈال مجھ پر میرا کام مشکل۔ پھر دونوں چلے وہاں سے یہاں تک کہ ملاقات ہوئی ایک لڑکے سے پھر اس کو خضرؑ نے مار ڈالا۔ پھر موسےٰؑ نے کہا۔ کہ تو نے مار ڈالا ایک جان ستھری کو بن بدلے کسی جان کے اے خضرؑ تو نے یہ فعل نامعقول کیا پھر خضرؑ نے موسےٰؑ سے یہ کہا۔ میں نے نہ کہا تھا تجھ کو اے موسےٰؑ تو میرے ساتھ صبر کر کے نہ ٹھیر سکے گا۔ موسےٰؑ نے کہا اگر میں تجھ سے پوچھوں کوئی چیز اس کے پیچھے پھر مجھ کو ساتھ نہ رکھیو۔ تو اتار چکا میری طرف سے الزام پھر دونوں چلے گاؤں کی طرف یہاں تک کہ پہنچے ایک گاؤں کے لوگوں کے پاس کھانا مانگا وہاں کے لوگوں سے پس انکار کیا انہوں نے یہ کہ ضیافت کریں۔ پس پائی دونوں نے اس گاؤں میں ایک

دیوار کہ گرا چاہتی تھی۔ پس خضرؑ نے اس کو سیدھا کھڑا کر دیا۔ پھر موسےؑ نے ان سے کہا اے خضرؑ اگر تو چاہتا تو البتہ لیتا اس دیوار کی مزدوری ہم بھوکے ہیں کیوں تو نے بے مزدوری درست کر دی ان سے مزدوری لیتے خضرؑ نے کہا جو کام خدا کے حکم سے کرنا ضرور ہے اس پر مزدوری ہم نہیں لیتے پس موسیٰؑ نے خضرؑ سے پہلے دفعہ بھول کے پوچھا تھا۔ اور دوسری دفعہ اقرار کرنے کو آپس میں اور تیسری دفعہ رخصت ہونے کو جان بوجھ کر پوچھا۔ کیوں کہ موسیٰؑ نے سمجھ لیا۔ کہ یہ علم میرے ڈھب کا نہیں میرا علم وہ ہے جس میں خلق پیروی کرے تو بھلا ہو۔ اور خضر کا علم وہ ہے کہ دوسرے کو اس کی پیروی بن نہ آوے۔ تب خضرؑ نے کہا اے موسےؑ تو نے عہد اپنا شکست کیا میں نے تجھ سے پہلے ہی کہا تھا۔ کہ میں جو کام کروں گا۔ تو مجھ سے مت پوچھیو اب تم اور ہم میں جدائی ہے۔ **قولہ تعالیٰ** قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ الخ **ترجمہ** کہا خضرؑ نے موسیٰؑ سے اب جدائی ہے میرے تیرے درمیان اب جتاتا ہوں تجھ کو پھیر ان باتوں کا جس پر تو نہ ٹھیر سکا۔ پہلا وہ جو کشتی تھی کتنے فقیر اور محتاجوں کے لئے کماتے اور محنت کرتے دریا میں سو میں نے چاہا اس میں نقصان ڈالوں۔ کیوں کہ ایک بادشاہ ظالم لوگوں سے کشتی چھین لیتا ہے۔ اس لئے میں نے اس کشتی کو پھاڑ ڈالا۔ اور تختہ الگ کر دیا۔ تاکہ ظالم عیب دار جان کے نہ لے جائے۔ محتاجوں کے لئے کمائی رہے اور دوسرا وہ جو لڑکا تھا۔ سو اس کے ماں باپ تھے ایمان والے میں ڈرا کہ وہ اپنے ماں باپ کو گرفتار کرے۔ سرکشی اور کفر میں پس اگر وہ بڑا ہوتا تو موذی اور بدراہ ہوتا۔ اس کے ماں باپ اس کے ہاتھ سے خراب ہوتے۔ پس میں نے چاہا کہ خدائے تعالےٰ اس کو جزا اور مہر کرے۔ اس واسطے میں نے اس کو مار ڈالا۔ تاکہ ماں باپ اس کے اور خلائق اس کے ہاتھ سے ایمن میں رہے۔ اور اس کے ماں باپ کو خدا تعالےٰ اس کے بدلے میں ایک لڑکی دیوے کہ اس کی نسل سے ستر پیغمبر پیدا ہوں۔ اور تیسرا یہ کہ وہ جو دیوار تھی۔ سو دو یتیم لڑکوں کی تھی۔ اس شہر میں اور اس کے نیچے مال گڑا تھا۔ ان کا اور ماں باپ ان کے نیک صالح تھے لوگوں کو قرضہ حسنہ دیتے تقاضا نہیں کرتے زمی سے لیتے سود نہیں کھاتے خیانت کسی کی نہیں کرتے۔ اور خلق کو آزار نہیں دیتے تھے اس سبب سے خدا نے انکے مال کو بچایا

پس چاہا تیرے رب نے یہ کہ دونوں لڑکے جوانی کو پہنچیں اور نکالیں اپنا مال گڑا ہوا اس دیوار کے نیچے سے تیرے رب کی مہر سے اور یہ میں نے نہیں کیا اپنے حکم سے یہ حقیقت ہے ان چیزوں کی جن پر تو نہ ٹھیر سکا۔ اور وہ دیوار قریب گرنے کے تھی۔ اگر گرتی تو مال اس کے نیچے سے ظاہر ہو جاتا تو لوگ لے جاتے وہ دونوں یتیم محروم رہتے اس لئے میں نے اس کی مرمت کی بے مزدوری کے اور کہا خضرؑ نے اے موسیٰؑ تم نے سمجھا تھا کہ تمہارے برابر علم کسی کو نہیں اور خدا کے بندے ایک سے ایک ایسے ہیں۔ کہ تمہارا علم ان کے برابر رائی اور سرسوں کے برابر ہے۔ پس اب جاؤ تم سے ہم کو جدائی ہے اور دو تین باتیں پند کی مجھ سے یاد رکھو اول خوش خلق لوگوں میں رہیو۔ تب عزت قدر ہوگا۔ اور ترش روئی اور عزوری کسی بات پر مت کیجیو۔ کہ اللہ اس کو دوست نہیں رکھتا۔ اور دوسرے سوائے اللہ کے اور کسی سے حاجت مت مانگیو خواہ اپنے واسطے یا غیر کے تب مقبول ہو گے۔ پس خضر یہ کہہ کر غائب ہو گئے۔

بیان وفات حضرت موسیٰ اور حضرت ہارونؑ علیہ السلام کا

حضرت موسیٰ خضرؑ سے رخصت ہو کر اپنی قوم میں آئے لوگوں نے ان سے کہا اے حضرت آپ خضرؑ سے کون سا علم سیکھ کے آئے سو بیان کیجئے حضرت نے کہا۔ جو میں دیکھ سن کے آیا ہوں۔ سو تم کے بیان کرنے کے قابل نہیں سوا بنی کے جب تیس برس موسےٰ و ہارونؑ کو اس میدان تیہ میں گذرے۔ موسیٰؑ کو وحی نازل ہوئی۔ اے موسےٰ فلانے روز فلانے وقت فلانی جگہ ہارون کو اپنے پاس بلالوں گا۔ جب ارشاد ہوا موسےٰ روز موعود کے منتظر رہے۔ جب روز وعدہ آیا۔ ہارون کو فرمایا۔ اے بھائی چلو اس میدان سے فلانے میں۔ پس دونوں حضرات اپنی قوم سے نکل کر ایک باغ میں گئے۔ اس کے نیچے ایک نہر جاری دیکھی۔ اور اس کے کنارے ایک تخت تکلف کا دھرا پایا حضرت ہارون اس پر جا بیٹھے۔ اور کہا اے بھائی یہ کیا خوب جگہ ہے یہاں رہا چاہیے۔ تب خدا کے حکم سے ملک الموت نے آ کے جان

ان کی قبض کو موسےٰ نے بیر دیکھ کر تاسف کیا اور اکثر کا قول یہ ہے۔ کہ ہارون کو اس تخت سمیت اللہ نے آسمان پر لے لیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ زمین کے نیچے لے گئے بعد اس کے موسےٰ نے اپنی قوم سے جا کے کہا۔ کہ ہارون نے انتقال کیا۔ یہ سن کر بنی اسرائیل نے موسےٰ سے کہا۔ کہ مرے نہیں شاید تم نے مارا ہوگا۔ حضرت نے فرمایا میں نے نہیں مارا خدا جانتا ہے وہ بولے کہ اگر تم نے نہیں مارا تو ان کی لاش ہم کو دکھاؤ۔ تب موسیٰ نے خدا سے دعا مانگی۔ لاش ہارون علیہ السلام کی اللہ تعالےٰ نے آسمان سے نیچے اتاری یا نیچے سے زمین کے نکالی۔ تب انہوں نے از سر تا پا لاش ان کی دیکھی کچھ اثر اس پر نہ پایا۔ پھر بھی ان کے مرنے پر یقین نہ کیا۔ اور کہا اے موسیٰ ہارون کو تم ہی نے مارا اس بات کو قوم نے موسیٰ سے اس واسطے کہا کہ ہارون کو زیادہ دوست رکھتے تھے ان سے پھر موسےٰ نے خدا سے دعا مانگی۔ ہارون کو زندہ کیا۔ ہارون نے کہا اے قوم مجھ کو میرے بھائی نے نہیں مارا میں خدا کے حکم سے مرا ہوں۔ یہ کہہ کر پھر جان بحق تسلیم کی اور غائب ہو گئے۔ تب ان کو یقین ہوا۔ ان کے مرنے کا پس اس تیہ میں موسیٰ اپنی قوم کے پاس پھر آئے اور یوشع ان کے بھانجے تھے۔ ان کو اپنا خلیفہ بنا دیا جب تین برس گذرے ملک الموت موسےٰ کے پاس آئے حضرت نے پوچھا اے ملک الموت تو میری زیارت کو آیا ہے یا روح قبض کرنے کو وہ بولے میں روح قبض کرنے کو آیا ہوں حضرت نے کہا کہ کس راہ سے میری روح قبض کرے گا۔ وہ بولے منہ سے حضرت نے کہا منہ سے میں نے خدا سے تکلم کیا انہوں نے کہا آنکھ سے نکالوں گا۔ کہا کہ آنکھ سے میں نے خدا کا نور دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ پیر کی راہ سے حضرت نے فرمایا پیر سے چل کر طور پر گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں خدا کے حکم سے تیری روح قبض کروں گا۔ پس موسیٰ غصہ میں آئے۔ کہا عزرائیل کتنے ہزار کلام میں نے خدا سے بلا واسطہ کئے کوئی بیچ میں واسطہ نہ تھا۔ پس اس کی عزت کی قسم ہے میں بھی جلدی جان اپنی تسلیم نہیں کروں گا۔ خدا سے میرا اور بھی سوال ہے۔ ملک الموت یہ سُن کے چلے گئے۔ جناب باری میں عرض کی خدایا تجھ کو خوب معلوم ہے۔ جو موسےٰ نے مجھ کو کہا۔ کہ اس وقت میں جان بحق تسلیم نہ کروں گا۔ تب خطاب آیا موسےٰ تو

میری طرف آئے کو راضی تو نہیں وہ بولے الٰہی میں ہوں۔ مگر ایک بار تیرے دیدار کی تمنا رکھتا ہوں۔ کہ طور پر جاکر مناجات اور شکر کروں۔ اور کلام تیرا سنوں ہزار جان میری خدا ہو جیو تیرے کلام پر موسیٰ نے خدا کے حکم سے طور پر جاکر عرض کی خدایا میں نے اپنی آل اور اولاد اور امت تجھ کو سونپی تو اپنی رضا پر قائم رکھیو۔ اور راہ حرام سے باز رکھیو اور حلال روزی دیجیو۔ میری امت ناتواں ہے۔ پس ندا آئی اے موسےٰ زمین پر عصا مار جب مارا پھوٹ کے دریا نکلا پھر حکم ہوا۔ اس ایک سنگ پر عصا مار جب مارا ایک سنگ سیاہ اس کے اندر سے ظاہر ہوا۔ اس ایک سنگ پر عصا مار جب مارا وہ پتھر دو ٹکڑے ہوا اس میں سے ایک کیڑا نکلا۔ منہ میں گھاس لے کر اللہ کا ذکر کرتا ہوا تسبیح پڑھ رہا تھا رَبِّ سُبْحَانِیْ تَرَانِیْ وَتَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَعْرِفُ مَکَانِیْ وَتَرْزُقُنِیْ فِیْ قَلْبِ حَجَرٍ **ترجمہ** اے پروردگار میرے تو مجھ کو دیکھتا ہے۔ اور کلام سنتا ہے۔ اور جگہ میری تو جانتا ہے اور روزی پتھر کے اندر پہنچاتا ہے۔ کسی کو محروم بھوکا تو نے نہیں رکھا۔ اپنے فضل وکرم سے پس جناب باری سے ارشاد ہوا۔ اے موسیٰ قعر دریا کے تحت الثرٰی میں پتھر کے اندر کیڑے کو میں روزی پہنچاتا ہوں اسے نہیں بھولتا ہوں تیری امت کو کیونکر بھولوں گا۔ تب موسیٰ کوہ طور سے خوش ہو کر آئے۔ اور راہ میں کیا دیکھتے ہیں کہ سات آدمی ایک قبر کھود رہے ہیں۔ انہوں سے پوچھا تم کس کے واسطے یہ قبر کھودتے ہو۔ انہوں نے کہا یہ گور خدا کے دوست کے لئے ہم کھودتے ہیں۔ تم بھی آؤ۔ اس میں شریک ہو کر ثواب پاؤ۔ جب گور تیار ہوئی۔ انہوں نے موسےٰ سے کہا کہ صاحب گور ہے وہ تمہارے قد کے برابر ہے۔ ایک بار تم اتر کے دیکھو تمہارے قد برابر ہوئی یا نہیں تب موسیٰ نے گور میں اتر کے لیٹ کے دیکھا۔ اور کہا کہ یہ کیا خوب جگہ ہے کاش کہ یہ گور میرے ہی لئے ہوتی تو کیا خوب تھا۔ اسی وقت جبرائیل نے ایک سیب بہشت سے لاکر حضرت کے سامنے رکھدیا انہوں نے اس کو سونگھا۔ اور جان بحق تسلیم ہوئے اور فرشتوں نے ان کو نہلا دھلا کر بہشت کا کفن پہنایا اور نماز جنازہ پڑھ کر اسی قبر میں دفن کر کے قبر میں چھپا دیا۔ اس لئے کوئی نہیں جانتا کہ موسیٰ کی قبر کہاں ہے۔ کیونکہ جب عزرائیل موسیٰ کی جان قبض کرنے آئے موسیٰ نے غصہ ہو کر ایک طمانچہ

ان کے چہرہ پر ایسا مارا کہ آنکھ ان کی نکل پڑی۔ انہوں نے جناب باری میں جا کے فریاد کی الٰہی تجھ کو معلوم ہے۔ موسیٰؑ نے مجھ کو ایک طمانچہ ایسا لگایا کہ آنکھ میری جاتی رہی اندھی ہو گئی۔ اور اگر وہ تیرا کلیم نہ ہوتا تو ہم ہر دو آنکھیں اس کی نکال ڈالتے۔ پس ندا آئی اے عزرائیل تو جا کے موسیٰؑ کو کہو کہ تم کو حیات دنیا اور منظور ہے۔ تو بھیڑ کی پشت پر ہاتھ رکھ کے دیکھو کہ کتنی پشم اس میں آئی ہے۔ اتنی ہی عمر ہم تم کو دیں گے۔ اگر تم چاہتے ہو موسیٰؑ نے جب بات ان سے سنی۔ اپنے دل میں سوچا۔ آخر ایک دن مجھ کو مرنا ہے۔ تب عزرائیل سے کہا۔ خدا کے حکم سے اب جان میری قبض کر۔ عمر موسیٰ علیہ السلام کی ڈیڑھ سو برس کی ہوئی تھی۔ پس ان کے حکم سے ان کی جان قبض ہوئی۔ اور بعض روایت میں یوں لکھا ہے۔ کہ ملک شام جباروں سے فتح کرنے کے بعد انتقال فرمایا۔

قصہ یوشع بن نون اور بنی اسرائیل کا اس تیہ سے نکل کر جبّاروں کے ملک فتح کرنے کا اور قصہ عابد بلعم ابن باعور کا

خبر ہے کہ بعد وفات موسیٰؑ کے بنی اسرائیل اس تیہ مذکور میں اور سات برس رہے جب چالیس برس بموجب میعاد اللہ کے اس تیہ میں پورے ہوئے۔ کہتے ہیں کہ یوشع بن نون موسیٰؑ کے جو بھانجے تھے۔ مریم کے بیٹے اللہ نے ان کو پیغمبری دی۔ اور فرمایا کہ بنی اسرائیل کو اس تیہ سے نکال کر ملک شام جباروں کے قبضے سے نکال کر تم سب مصر میں جا رہو۔ تب یوشع بمطابق ارشاد الٰہی کے قوم بنی اسرائیل کو لے کر شام میں گئے بعض مردوں کو تہ شمشیر کیا۔ اور بعضوں کو رونق اسلام سے دی۔ پس وہاں سے فتحیاب ہو کر شہر ایلیا میں جا کر اکثر مردودوں کو قتل کیا۔ اور اس شہر پر قابض ہو کر پھر شہر بلقا میں آئے۔ یہ بڑا شہر پایۂ تخت بادشاہ کا تھا۔ اس کا نام بالق

تھا سپاہ اور رعیت اس کی بہت تھی۔ حضرت یوشع کو دیکھ کر خود بادشاہ بالشکر جرار مقابلہ کو آیا
ہر چند کہ شجاعت دکھائی کارگر نہ ہوئی۔ اور یوشع نے ان سب مردودوں کا محاصرہ کیا آخر
کافروں نے ہزیمت پائی بلعم بن باعور کے نزدیک جا کے استمداد چاہی اور کہا آپ
مقبول خدا ہیں ہمارے لئے دعا کریں کہ ہم دشمنوں پر فتح پاویں۔ اس نے کہا۔ یوشع پیغمبر
خدا ہیں۔ اور سپاہ و لشکر خدا کا فرستادہ ہم کو کیا طاقت کہ ہم ان پر بد دعا کریں۔ تم سب
دین موسےؑ قبول کرو۔ ایمان لاؤ۔ وہ نبی مرسل تھے۔ پس ان مردودوں نے کہا۔ ہرگز
ہم موسےؑ کا دین اختیار نہ کریں گے۔ اگر تم ہمارے حال پر دعا نہ کروگے۔ تو تم کو دار پر
کھینچیں گے۔ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ بلعم بن باعور اس بات کو سن
کے دل میں کچھ خوف لایا۔ مگر دعا نہ کی۔ پس اس کی عورت بہت خوبصورت تھی
وہ اس پر فریفتہ تھا۔ اس بادشاہ نے اس کو بہت روپے دے
کر راضی کیا۔ وہ تو راہزن ایمان اور گمراہ تھی۔ روپے کے لالچ سے اپنے شوہر
سے سفارش کی کہ تم دعا کرو ہماری خاطر بادشاہ کے لئے پس بلعم بن باعور نے اپنی
عورت کی خاطر اور اس بادشاہ کے خوف سے اور خدا سے نہ ڈر کر آخر حیلہ کیا۔ ان کو ایک
فعل ناشایستہ بتا دیا کہ تم اچھی اچھی عورتیں جوان خوبصورت نار پستان چودہ چودہ برس کی
لاکے ان کو یوشع کے لشکرگاہ میں بھیج دو اغلب ہے کہ وہ سب ان کو دیکھ کر فریفتہ ہو کر مرتکب
زنا ہو دیں گے۔ تب اس کی شومی سے وہ ہزیمت پاویں گے اور تم فتح پاؤ گے
تب اس بادشاہ بالک فاسق گمراہ نے ویسی ہی فاجرہ عورتیں منگوا کے یوشع کے لشکروں
میں بھیج دیں پھر بھی خدا کے فضل سے وہ نیک کردار سب اس فعل بد سے بچ رہے
پھر بلعم کی عورت آ کے اس سے کہنے لگی۔ تم اگر بد دعا نہ کروگے تو مجھے طلاق دو۔ تب ناچار
ہو کر بلعم نے چاہا کہ حجرے میں جا کے بد دعا کرے اس وقت دو شیر حجرے میں سے نکل آئے
اور اس پر حملہ کیا۔ تب اپنی جورو سے کہا۔ اے بی بی اس بات کو جانے دے مجھے شرم آتی
ہے خدا کو کیا جواب دوں گا۔ پیغمبر کا عمل ہونا اس شہر میں بہتر ہے۔ پھر اس کی عورت اس سے
بولی جب تک کہ تم ان کے لئے بد دعا نہ کروگے تب تک میں تم سے نہ بولوں گی پھر چاہا کہ خلوت میں جا کے

دعا مانگے ناگاہ سانپ اس کے کاٹنے کو آئے۔ پھر اپنی جورو کو کہا تو خدا سے ڈر میں نبی پر کیوں کر بددعا کروں پھر عورت اس کی بولی کہ پھر تم ایک مکر لائے ہو۔ اگر تم میری بات نہیں سنتے ہو تو مجھ کو طلاق دو۔ تب بلعم ناچار ہو کر گھر سے نکل کر ایک گدھے پر سوار ہو کر جنگل کی طرف گیا۔ اور اس میں دوسرا چلہ اس کا تھا۔ جب بہت دور گیا۔ گدھا راہ میں چلتے چلتے رک گیا۔ ہر چند کہ مارا تو بھی قدم آگے نہ بڑھایا۔ تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ خدا کے حکم سے گدھے نے اس سے یہ بات کہی کہ اے بلعم یہاں سے واپس گھر کی طرف چلو۔ بددعا مت کرو۔ اس سے باز آؤ گنہگار ہو گے۔ آگ میں جاؤ گے۔ پس گدھے سے یہ بات سن کے وہ ڈرا راہ سے پھرا اتنے میں ابلیس آدمی کی صورت بن کر راہ میں اس سے بولا۔ اے بلعم تو کیوں نیک راہ سے پھرتا ہے۔ وہ بولا یہ گدھا مجھ کو منع کرتا ہے۔ کہ اس امر سے باز آؤ اور میں بھی جانتا ہوں۔ یہ برا کام ہے۔ شیطان نے اس سے کہا۔ تم کو جس نے راہ سے پھرایا وہ شیطان تھا۔ کیوں کہ گدھے نے بھی کسی سے بات کہی ہے۔ صواب یہ کہ تو دعا کر بالق کے حق میں تاکہ وہ سب دور ہوں۔ تم ہی اس شہر میں بالق پر سرداری کرو گے خدا کی طرف ان کو بلاؤ۔ تم کو مانیں گے۔ اور فرمانبردار ہوں گے۔ تم ان کے پیغمبر ہو گے۔ اور نیک عورت تمہارے ہاتھ لگے گی۔ بلعم بن باعور نے ان باتوں کو سن کے پہاڑ کی طرف عزم کیا۔ جہاں کہ اس کا چلہ تھا۔ پا پیادہ وہاں گیا۔ اور دعا کی اور گدھا یہاں رہا۔ اس دن کی دعا سے بنی اسرائیل نے شکست پائی۔ یوشع نے متحیر ہو کر گھوڑے سے اتر کر سر زمین پر رکھ کر درگاہ الٰہی میں مناجات کی یارب ہم شہر کے در پر آج چھ مہینے سے پڑے ہیں اس امید میں کہ ان جباروں کا ملک فتح کر کے تیرا حکم بجالائیں۔ اور لشکر کو ہیں اور جو کچھ مال و متاع انہوں کا ہم پاویں۔ سب آگ میں جلا دیویں۔ اور آج کی لڑائی میں جو جلتا رہے گا۔ وہ بغیر تیری مدد کے نہیں۔ اور ہم نے جو ہزیمت پائی ہے بے حکم تیرے نہیں ندا آئی۔ اے یوشع اس قوم میں ہمارا ایک بندہ مقبول ہے وہ اسم اعظم میرا پڑھتا ہے اس کو میں نے بزرگی دی ہے۔ اس نے وہ پڑھ کر دعا کی میں نے قبول کی تب تم نے شکست پائی یوشع نے سر زمین پر رکھ کر عرض کی الٰہی تو اس کا مرتبہ اور بزرگی چھین لے تب ان کی دعا سے اللہ نے

اسم اعظم مع لباس تقوی بلعم سے چھین لیا۔ تب آپ نے سر سجدے سے اٹھایا۔ اور بنی اسرائیل
کو اس سے خبر دی۔ تب یوشع نے ایک ہی حملے بنی اسرائیل کے ساتھ ہو کر ان کافروں
کا محاصرہ کیا۔ بعد اس کے بلعم بن باعور نے دعا کی اجابت نہ ہوئی۔ پس دوسرے دن کو روز جمعہ
تھا۔ یوشع اور بنی اسرائیل نے مل کر ان جباروں نے ساتھ لڑائی شروع کی۔ خدا کے حکم
سے زمین لرزے میں آئی حصار ٹوٹ پڑا چاروں طرف غازیوں کی تلوار چلی لڑتے لڑتے جب
شام قریب ہوئی۔ یوشع کے دل میں خوف آیا۔ اندیشہ کرنے لگے۔ کہ توراۃ میں ہفتہ کے دن
سوائے عبادت کے لڑائی کرنا اور دنیا کا کام کرنا وغیرہ ممنوع ہے۔ دل میں سوچا اگر آج کے
دن فتح نہ ہوگی۔ تو کل قوم جباروں کی آکے ایک ہی حملے میں لے لے گی۔ اور ہم کو نکال دے
گی۔ تب رو بسوئے آسمان کر کے دعا مانگی۔ کہ اے پروردگار اس وقت تو آفتاب کو اپنی قدرت
سے حرکت دے کر اور دو گھڑی دن زیادہ کر اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور دو گھڑی دن
بڑھا دیا۔ آفتاب ٹھیر گیا۔ اس دو گھڑی کے عرصہ میں شب ہفتہ کی شام ہوتے ہوئے بنی
اسرائیل فتح یاب ہو کر سجدہ شکر بجا لائے۔ اور وہ مردود سب زیر شمشیر ہوئے۔ اور توریت میں مال
غنیمت حلال نہ تھا۔ انہوں کا مال جو پایا سب آگ میں ڈال دیا کچھ نہ جلا۔ کیونکہ حکم ایسا تھا جو
غنیمت میں پاتے آگ لگا دیتے۔ اگر اس میں سے مال کچھ باقی رہ جاتا یا کوئی اس میں سے
کچھ چرا لیتا۔ تو آگ اس مال کو نہیں جلاتی علامت مقبولیت اور نامقبولیت کی یہی تھی۔ سب کے
نام سے قرعہ ڈالا۔ نام چور کا جب نکلا اس مال کو منگوا کے پھر آگ میں ڈالا تب سب جلا۔ پس بلعم
بن باعور نے آ کے یوشع کو تعظیم اور تکریم سے سلام کیا۔ آپ نے فرمایا اے بلعم باعور تمہارے
واسطے میں نے بد دعا کی تھی۔ تب مرتبہ اور بزرگی تمہاری اللہ نے تم سے چھین لی تم کو میں بشارت
دیتا ہوں کہ تین حاجتیں تمہاری اللہ کے پاس بحال ہیں یہ سن کے بلعم پر غم ہوا۔ اور اپنی جورو
سے کہا اے بد ذات بدبخت میں نے نہ کہا تھا۔ کہ پیغمبروں پہ بد دعا چلتی نہیں۔ میں نے
گناہ کیا میری بزرگی اور کرامت اللہ نے لے لی وہ بولی کہ تم نے تین سو برس فقیری کمائی اور
کمالیت حاصل کی تمہاری مقبولیت باقی کچھ نہ رہی بلعم بولا تین دفعہ تین حاجت کی دعا باقی
رہی وہ بولی اس وقت میرے لئے ایک دعا کرو باقی دو دعائیں تمہارے واسطے رہیں وہ بولا تینوں دعائیں

روز جزا کے لئے رہنے دے خدا سے مجھ کو نجات مانگتا ہے۔ آتش دوزخ سے پھر بولی اے صاحب
میرے لئے ایک دعا صرف کرو کہ اللہ مجھ کو جمال بخشے ہر چند کہ بلعم نے کہا۔ کہ جمال صورت تیری سب
عورتوں سے زیادہ ہے وہ نہ مانی آخر بلعم نے ناچار ہو کر اس کے لئے دعا کی اس وقت
اس کی صورت سے تمام گھر میں اوجالا ہو گیا۔ اور خدا کے غضب سے بلعم کی صورت تبدیل
ہو گئی۔ چہرہ پر سیاہی آئی دیکھا کہ وہ بیگانے مرد سے عیش کرتی ہے تب طیش میں آ کر جورو کو بددعا
کی تب اس عورت کی شکل سیاہ کتیا کی ہو گئی۔ اور فرزند سب اپنی ماں کی محبت سے رونے لگے
بنی اسرائیل اور شہر کے لوگوں نے ان سے کہا۔ یہ تمہاری ماں نہیں ہے۔ کتیا ہے۔ اور بلعم بن باعور
سے کہا اے بلعم اپنی جورو کے لئے دعا کرو کہ اس کی ہیئت اصلی پھرے تب لوگوں کے کہنے سے بلعم
نے اپنی جورو کے حق میں دعا کی خدایا تو اس کو اصلی صورت اس کی بخش دے پھر خدا کی قدرت سے
جو صورت اس کی اول تھی پھر ہو گئی۔ اے مومنو ذرا غور کرو دیکھو بلعم بن باعور بڑا درویش تھا
باوجود اس کے کہ اللہ کی ایک نافرمانی نفس امارہ کی پیروی سے کی تھی اپنی جورو کی بات
سے مردود ہوا۔ پس جو شخص نفس امارہ کا تابع ہو گا۔ بے شک جگہ اس کی دوزخ ہے اور جو
کوئی نفس امارہ کی پیروی نہیں کرے گا۔ سو جنت میں جائے گا۔ چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے
فَاَمَّا مَنْ طَغٰیۙ وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَاۙ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی ؕ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ
رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی ؕ **ترجمہ** پس جس نے سرکشی
کی اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا سو دوزخ ہی ہے اس کا ٹھکانا اور جو کوئی ڈرا اپنے پروردگار کے
پاس کھڑے ہونے سے اور بچایا خواہش نفس کو بدی سے پس تحقیق بہشت ہی ہے۔ اس کا
ٹھکانا کہتے ہیں کہ یوشعؑ نے بمطابق الہام الہٰی کے بنی اسرائیل کو فرمایا کہ چلو شہر بلقار میں جا
کے جہاد کریں۔ اور خدا کی درگاہ میں سجدہ کرتے ہوئے دعا مانگو۔ تب بنی اسرائیل نے
یوشع کے فرمانے سے زبان عبرانی میں حطۃ حطۃ کہا یعنی حطہ عنا خطایانا۔ اے رب گناہ
ہمارے بخش دے اور بعضے ٹھٹھے سے حطۃ کو خطۃ کہنے لگے یعنی یارب ہم کو گیہوں دے
ہم کو چالیس برس کے میدان تیہ سے آئے ہیں۔ اور بعضے سجدہ کی جگہ چوتڑ کے بل ہٹنے
لگے۔ اور ہنسی کرتے۔ پھر شہر میں آئے اُن پر وبا آئی دو پہر میں قریب ستر

ہزار آدمیوں کے مر گئے اور تعالےٰ فرماتا ہے اس بات کو۔ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ الخ ترجمہ۔ اور جب کہا۔ ہم نے داخل ہو۔ اس گاؤں میں پس کھاؤ اس سے جو چاہو تم بافراغت اور داخل ہو۔ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو بخشش مانگتے ہیں۔ ہم تب بخشیں گے۔ ہم تمہارے واسطے خطائیں تمہاری اور البتہ زیادہ دیں گے ہم نیکی کرنے والوں کو پس بدل ڈالا انہوں نے بات کو جنہوں نے ظلم کیا تھا۔ سوا اس کے جو کہا گیا واسطے ان کے پس اتارا ہم نے اوپر ان کے جو ظلم کرتے تھے عذاب وبا آسمان سے بسبب اس کے کہ تھے۔ فسق کرتے اور بعضے کہتے ہیں کہ اللہ نے آگ آسمان سے نازل کی تھی۔ ان کے جلانے کو غرض سبھوں نے پھر توبہ استغفار پڑھا۔ تب خدا نے اپنے فضل و کرم سے عفو فرمایا۔ قول اکثر کا یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل میدان تیہ میں تھے۔ اس وقت لڑائی میں موسےٰؑ کے ساتھ اللہ نے جانے کو فرمایا کہ سجدہ کرتے ہوئے حطۃ کہتے ہوئے ملک شام میں داخل ہو جیو پس شائد کہ نافرمانی حین حیات میں موسیٰؑ کی بنی اسرائیل سے صادر ہوئی تھی۔ اب یوشعؑ نے انہوں کو لے کر اس شہر میں جا کر بت پرستوں کو قتل کر کے بادشاہ کو ان کے دار پر کھینچا۔ اور شہر کو اپنے قبضہ میں لیا۔ پھر کوہستان کی طرف اطراف شام کے دو شہر تھے۔ عماد اور صیصون وہاں جب گئے۔ سب نے یوشعؑ کے پاس آ کے دین موسیٰ قبول کیا۔ پھر وہاں سے کوہ اروی اور سلم کی طرف متوجہ ہوئے وہاں کے حاکم کا نام بارق تھا۔ یوشع کے وہاں جاتے ہی وہ اور اس کے تابع جتنے تھے۔ دین اسلام سے مشرف ہوئے۔ اور وہاں سے پھر مغرب کی طرف گئے وہاں پانچ شہر تھے۔ پانچوں شہروں کے بادشاہ مل کر حضرت یوشع سے لڑنے کو مستعد ہوئے آخر خدا کے فضل سے یوشع نے ان پر نصرت پائی اور کافر سب ہزیمت پا کے غاروں میں جا گھسے لشکر یوشعؑ نے وہاں جا کے ان کو واصل جہنم کیا۔ اور بادشاہوں کو نکال کر دار پر کھینچا۔ منقول ہے خدائے تعالےٰ نے ان کے واسطے ایک شکنجہ بھیجا تھا۔ اس شکنجے نے سب کو مار ڈالا۔ تب یوشعؑ نے نصرت پائی پس حضرت یوشع نے سات برس کے اندر اکتیس بادشاہوں کو مار کر تمام ملک فتح کر کے بنی اسرائیل پر تقسیم کر دیا

اور لوگوں پر احکام توریت جاری کر دیئے اس کے بعد کالوت کو اپنا خلیفہ اور ولی عہد کے
۳۸۹۰ سنہ تین ہزار آٹھ سو نوے یا دو سو بیس میں انتقال فرمایا۔ منتظم میں لکھا ہے کہ عمر ان
کی ایک سو انہتر برس کی تھی۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

بیان نبوت کالوت علیہ السلام

جامع التواریخ میں منتظم سے لکھا ہے کہ کالوت بن یوقنا اولاد شمعون بن یعقوب
سے تھے۔ اور وہ مریم کے شوہر تھے۔ وہ مریم جو موسیٰ کی بہن تھی۔ اور کالوت پیغمبر مرسل
تھے۔ بموجب وصیت حضرت یوشع، کے آپ نے جمیع مہمات بنی اسرائیل کے اپنے
ذمے لئے تھے۔ پیچھے فراغ امور شرعی وغیرہ کے بھرب بادشاہ بارق ملک شام میں گئے
کہ وہ دین سے برگشتہ تھے۔ اس کو اور اس کے عیال کو حبس کیا اور دس ہزار کافروں کو
قتل کیا۔ باقی سب پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ بارق کے ساتھ ستر ہزار
آدمی صاحب ملک محبوس تھے اور سب کے ہاتھ کی انگلیاں کاٹ کے پھینک دی
تھیں اور روٹی توڑ توڑ کے اون کے سامنے ڈال دیتے تھے۔ وہ مثال کتوں
کے اوندھے ہو کے منہ سے اٹھا کے کھا لیتے تھے۔ اسی طرح ان کو ذلیل و خوار
کر کے مصر میں لائے۔ بعد چند روز کے یوساوش نام اپنے بیٹے کو قائم مقام کر کے
انتقال فرمایا۔ قصص الانبیاء میں لکھا ہے ساٹھ برس کے بعد بنی اسرائیل مصر میں آئے
چالیس برس اس تیہ مذکور میں رہے اور بیس برس جہاد میں گذارے۔ بعد اس کے
مصر و شام اور ملکوں میں جا کے سکونت اختیار کی۔ اب تک اولاد ان کی انہی ملکوں
میں ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

قصہ حزقیل بن ثوری علیہ السلام کا

تفسیر میں لکھا ہے کہ حزقیل مردے کو زندہ کرتے تھے اور نام ان کا اللہ تعالیٰ نے
قرآن شریف میں ذالکفل رکھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ط

وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ترجمہ اور یاد کر اسمٰعیل کو۔ اور الیسع کو۔ اور ذالکفل کو اور ہر ایک بہتروں سے تھے اور حزقیل کو اللہ تعالیٰ نے نبی کر کے بھیجا۔ آپ نے ایک دن بنی اسرائیل کو خدا کے فرمانے سے جہاد میں جانے کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے مرنے کے خیال سے جہاد کو قبول نہ کیا۔ اللہ کے غضب سے ان پر علت طاعون یعنی وباء نازل ہوئی۔ آخر اس وباء میں مر گئے۔ اور کتنے آدمی مارے ڈر کے نکل بھاگے۔ جب ایک سو کوس پر گئے وہیں ایک واؤ مہلک ایسی آئی کہ سب مر گئے اور بسبب کثرت مردوں کے ان کو شہر میں لا کے مدفون نہ کر سکے۔ تب چاروں طرف ایک دیوار کھینچ کے سب مردوں کو وہاں رکھ دیا آفتاب کی گرمی سے سب مردے سڑ گئے تھے۔ جامع التواریخ میں لکھا ہے اور ابن عباس نے اس کو روایت کیا ہے کہ چار ہزار اس میں مرے تھے اور حسن بصریؒ نے کہا ہے کہ آٹھ ہزار آدمی اور وہب بن منبہ نے کہا اسی ہزار آدمی مرے تھے۔ حزقیل بعد سات روز کے اعتکاف سے نکل کر شہر سے باہر جا کر دیکھتے ہیں کہ صرف ہڈیاں ان سب کی رہ گئیں اور گوشت پوست سب گل گیا تھا۔ دل میں رحم آیا جناب کبریا میں عرض کی الٰہی تو نے قوم میری کو ہلاک کیا۔ پھر ان کو زندہ کر۔ ندا آئی اے حزقیل یہ سب وبار کے ڈر سے شہر سے نکل بھاگے تھے اور میرے قبضہ قدرت کا خیال نہ کیا۔ اس لئے میں نے ان کو مار ڈالا پھر تمہاری دعا سے ان کو زندہ کیا۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ الخ ترجمہ کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کے کہ نکلے اپنے گھروں سے موت کے ڈر سے اور وہ تھے ہزاروں۔ پس ان لوگوں کے واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ مر جاؤ۔ پھر جلا دیا ان کو تحقیق اللہ تعالیٰ البتہ صاحب فضل کا ہے اوپر لوگوں کے ولیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ پھر وہ لوگ جبکہ شہر میں آئے کہتے ہیں کہ ان کے بدن سے اور ان کی نسل کے بدن سے جب عرق نکلتا تو مردے کی بو آتی اور پھر وہ سب اپنی اپنی میراث پر جا بیٹھے اور کبھی متابعت اور کبھی مخالفت حزقیل کی کرتے اور دین موسیٰؑ چھوڑ کے رفتہ رفتہ بت پرستی شروع کی اور حزقیل یہاں سے ہجرت کر کے دیار شام میں یعنی بابل میں جا رہے اور وہیں انتقال فرمایا۔ اور درمیان دجلہ اور کوفے کے مدفون ہوئے :-

ذکر حضرت الیاس بن یاسین بن محاص بن ابام عزر بن ہارون علیہم السلام کا اور وہ سب نبی مرسل تھے

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ ترجمہ اور تحقیق الیاس ہے رسولوں سے مروی ہے کہ بعد حزقیل کے ایک مدت تک بنی اسرائیل میں کوئی مبعوث نہ ہوا کہ وعظ نصیحت امر و نہی ان کو سناوے اور ہدایت کرے ہر ایک قوم متفرق ہو کر شام اور مصر اور ملکوں میں جا رہی اگرچہ بعض علماء حضرت موسیٰؑ کے دین پر ان کو تحریص اور ترغیب دیتے تھے اور راہ نیک بتاتے تھے مگر ان کو پذیرانہ ہوتی۔ رفتہ رفتہ بت پرستی اور زناکاری اور فعل شنیع اختیار کیے اور تھوڑی قوم موسیٰ کے دین پر رہ گئی۔ بعد اس کے حقتعالےٰ نے حضرت الیاس کو ان پر مبعوث کیا۔ ان کے زمانے میں ایک بادشاہ تھا شام میں اس نے ایک بت تراش کر نام اس کا بعل رکھا اس کو پوجتے تھے اور لوگوں کو بھی پوجنے کو کہتے تھے اور الیاس ؑ اس کے پوجنے سے خلق کو منع فرماتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ○ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ ؕ ترجمہ جب کہا الیاس ؑ نے اپنی قوم کو کیا تم کو ڈر نہیں کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانے والے کو جو اللہ ہے رب تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا اے لوگو ایسے جبار خالق و مالک کو چھوڑ کر بت پرستی کرنا یہ بنی آدم کا کام نہیں پھر بت پرستوں نے حضرت الیاس کی بات نہ مانی اور تکذیب کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ؕ ترجمہ پس جھٹلایا انھوں نے اس کو پس تحقیق وہ البتہ حاضر کئے جاویں گے قیامت کے دن۔ مروی ہے کہ حضرت الیاس ؑ حضرت ہارون ؑ کی اولاد میں تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو شہر بعلبک میں بھیجا کہ وہاں کے لوگوں کو بعل کے پوجنے سے منع کریں اور بعضوں نے کہا کہ قوم بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی نام اس کا بعل تھا۔ اس کی ایسی صورت تھی کہ بتان آذر نزدیک اس کے رخسارہ ماہ فریب کے محض سنگ تھے اسی کو لوگ پوجتے تھے اور حضرت الیاس ؑ وہاں کے لوگوں کو منع فرماتے تھے اور اللہ کی طرف ہدایت کرتے تھے پس وہ بادشاہ ایمان لایا اور حضرت الیاس کو وزیر اپنا بنایا اور قدر و منزلت انکی

کرتا تھا۔ پھر چند روز کی راہ ضلالت پکڑی قوم کے ساتھ مل کر بت پرستی شروع کی تب حضرت الیاسؑ نے اس سے خفا ہو کر ان کیلئے قحط کی دعا کی۔ تب ان کی دعا سے تین برس تک پانی نہ برسا ملک میں قحط نازل ہوا کھانے بغیر بیل بکری دنبے گھوڑے اونٹ ہاتھی سب مرنے لگے۔ لوگوں نے کہا یہ قحط نازل ہوا ہے الیاسؑ کی بد دعا سے، اس کو جہاں پاؤ مار ڈالو۔ اور الیاسؑ ایک بڑھیا کے مکان پر گئے اس لئے کہ وہ حضرت کی معتقدہ تھی اس کا ایک بیٹا تھا نام اس کا الیسع تھا اس کو حضرت کی خدمت میں دیا۔ اور حضرت اس کو اپنے ہمراہ لے کر وہ بدہ شہر بشہر پھرتے رہے۔ بعد تین برس کے اس بادشاہ طیفور سے آ کر کہا کہ آج تین برس سے تم پر قحط اور تکلیف گذرتی ہے لازم ہے کہ تم جسے پوجتے ہو اسی سے مانگو کہ پانی دے اور بلائے قحط سے نجات دیوے۔ پس الیاسؑ کے کہنے سے انہوں نے اسی وقت اپنے بت معبود سے جاکر نجات مانگی اس سے کچھ جواب نہ ملا۔ پس انہوں نے الیاسؑ کے آگے عرض کی کہ آپ ہمارے واسطے دعا کریں کہ ہم بلا سے خلاصی پاویں۔ تب آپ پر ایمان لاویں گے۔ تب الیاسؑ نے خدا کی درگاہ میں ان کے لئے دعا مانگی۔ اسی شب کو ان پر پانی برسا ترکاری گھاس غلہ زمین سے اگنے لگا قحط جاتا رہا۔ پھر بھی انہوں نے جھٹلایا۔ ایمان نہ لائے گمراہی میں بعل کو پوجتے رہے حضرت الیاسؑ نے جب ان کے لئے دعا کی تب خدا کی طرف سے وحی نازل ہوئی اے الیاسؑ تیری دعا سے میرے بندے اس قحط میں بہت مارے گئے تو انہوں نے جناب باری میں عرض کی۔ الٰہی تو نے میری دعا سے ان پر قحط نازل کیا اب میری ہی دعا سے ان سب کی بھلائی کر۔ غرض الیاسؑ نے جب دیکھا کہ کافروں نے آخر بت پرستی نہیں چھوڑی تب الیسع کو اپنا قائم مقام اور خلیفہ کر کے اس قوم میں سے نکل گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے زندگی دم صور تک دی۔ اور بحر و بر میں ان کو رہنے کا حکم دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر الیسع کو نبی کیا آپ نے سب کو دعوت کی اور خدا کی راہ بتائی پھر ان کو بھی نہ مانا اور جھٹلایا آخر سب مردود رہے۔ پھر چند روز کے بعد الیسع علیہ السلام نے انتقال فرمایا۔ مروی ہے کہ بعد الیسعؑ کے سات سو برس تک کوئی نبی ان پر مبعوث نہ ہوا۔ صرف علماء و فضلاء تھے۔ وہ خدا کی راہ ان کو بتاتے۔ مگر کوئی نہیں سنتا تھا۔ بعد اس کے حنظلہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان پر بھیجا۔

قصہ حنظلہ علیہ السلام کا

حقتعالیٰ نے حنظلہ علیہ السلام کو حکم کیا کہ بنی اسرائیل کو کہدے کہ اپنے خالق ارض وسما کو پوجیں۔ اور بت پرستی چھوڑ دیں۔ تب حنظلہ خدا تعالیٰ کے فرمانے سے ہر روز شہر کے چاروں دروازوں پر جاکر بنی اسرائیل کو پکار کر کہتے ہیں کہ اے لوگو خدا تعالیٰ کو واحد جانو اور اسی کو پوجو۔ اور بت پرستی چھوڑ دو۔ یہ شیطان ہی نے تم کو گمراہ کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے ڈرو۔ جو تمہارا رب ہے۔ ان گمراہوں نے کہا اے حنظلہ ہمارا یہی رب ہے جو ہم پوجتے ہیں حضرت نے ان سے کہا اے قوم تمہارے باپ دادا بتوں کو نہیں پوجتے تھے تم کیوں پوجتے ہو کیا تم کو شرم نہیں آتی خدا سے نہیں ڈرتے ہو تم پر عذاب نازل ہوگا۔ جیسا کہ تمہارے آگے نافرمان لوگوں پر بلائیں نازل ہوتی تھیں اور تم سب عذاب خدا برداشت نہیں کر سکوگے ہر چند کہ حضرت نے ان کو خوف دلایا۔ مگر ہرگز ایمان نہ لائے اور تکذیب کی اور ان کے مار ڈالنے کو مستعد ہوئے اور اس شہر کا بادشاہ کہ نام اس کا طیفور بن طغیانوس تھا اس کا بارہ ہزار غلام اور گنج بے حد اور لشکر بے شمار تھا۔ اس مردود نے حکم کیا کہ حنظلہ کو پکڑ کے مار ڈالو اور حضرت رات دن بام قصر پر چڑھ کے پکارتے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کرتے اور راہ بتاتے اور بنی اسرائیل ان کے رات دن پکارنے سے آرام نہیں کر سکتے تھے نہ سوتے ایک شب آپ نے کہا اے قوم بت پرستی چھوڑ دو۔ نہیں تو فردا خدا تعالیٰ تم پر بلا نازل کرے گا۔ مرگ مفاجات آوے گی پس چونکہ وہ موت سے بے خبر تھے موت کیسی ہے نہیں جانتے تھے کیونکہ بیات سو برس تک کوئی ان میں سے نہ مرا تھا۔ اس لئے حنظلہ کی بات کو باور نہیں کرتے تھے۔ جب غضب الٰہی ہوا تو ان پر عذاب نازل ہوا۔ دوپہر کے بیچ میں ہزاروں آدمی واصل جہنم ہوئے باقی لوگ اس بادشاہ طیفور کے پاس جاکے سوختہ دل ہوکے کہنے لگے۔ اے جہاں پناہ آج مرگ مفاجات سے بہت سے آدمی ہماری قوم میں مر گئے طیفور عقل کے معبود نے ان سے کہا کہ یہ مرگ مفاجات نہیں یہ حنظلہ کے شور وغل سے رات دن تم سونے نہیں پاتے ہو کثرت بیداری سے گرمی نے غلبہ کیا۔ یہ موت بے ہوشی کا عالم ہے وہ سب مرے نہیں۔ اگر تم آزمانا چاہتے ہو تو ایک سیخ

چھو کے ان کو دیکھو آپ سے اُٹھ بیٹھیں گے۔ پس طیفور مردود کے کہنے سے اُن گمراہوں
نے ویسا ہی کیا پھر کچھ حس و حرکت ان میں نہ ملی۔ پھر طیفور سے جا کے کہا آپ نے جو
فرمایا تھا سو ہم نے کر دیکھا کچھ حس و حرکت نہ کی۔ طیفور بے شعور نے ان سے کہا کہ سچ
ہے وہ مردے ہی ہوں گے۔ پس اس بادشاہ طیفور مردود نے ایسا ایک بلند خانہ
بنایا۔ کہ بارہ ہزار برج اس میں تھے حکم کیا کہ ہر برج پہ ایک غلام زرہ پوشش ننگی تلوار
ہاتھ میں لے کر متعین رہے کیونکہ موت اس قصر پہ نہ آنے پائے۔ اگر آوے تو مارے
تلواروں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو اور دروازے گنبدوں کے بند کر دو۔ اور درمیان اُن
گنبدوں کے ایک کوٹھڑی لوہے کی بنوائی۔ اس میں سنگ مرمر لگایا۔ اور تخت اور نعمتیں
طرح طرح کی اس میں رکھ دیں۔ اور شمعیں روشن کیں۔ تب وہ مردود اس تخت پہ جا
بیٹھا اور کہنے لگا کہ اب موت میرا کیا کر سکتی ہے۔ اس لوہے کی کوٹھڑی کے اندر کس طرح
آوے گی۔ اب تو راہ بند ہے۔ اس گھمنڈ میں تھا کہ اچانک ایک مرد بڑی ہیبت والا
درمیان اس گنبد کے جہاں وہ مردود تخت پہ بیٹھا ہوا تھا کھڑا ہوا دیکھا۔ مارے ڈر کے
چونک اٹھا ایسا کہ جان نکلنے ہی والی تھی۔ اس سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ اور یہاں کس طرح آئے ہو
اس نے کہا میں عزرائیل ہوں طیفور نے پوچھا تم یہاں کیوں آئے ہو وہ بولے کہ میں تیری
جان قبض کرنے کو آیا ہوں۔ طیفور بولا۔ آج مجھے ذرا مہلت دو۔ کل جو چاہو مجھ سے کیجیو
تب ملک الموت چلے گئے چونکہ زندگی طیفور کی ایک دن اور بھی باقی تھی پس ملک الموت کے
جانے کے بعد وہ مردود وہاں سے نکل کر ان غلاموں کو جو گرداگرد اس کے برجوں کے چوکیدار
تھے مارنے لگا کہ کیوں تم نے عزرائیل کو یہاں آنے دیا۔ کیوں نہ تم نے اس کو مار ڈالا
انہوں نے کہا اے جہاں پناہ ہم نے اس کو نہیں دیکھا کہ وہ کس طرح یہاں آگیا۔ بعد اس
کے طیفور اس گنبد میں جا کے کیا دیکھتا ہے کہ ایک سوراخ ہے۔ سمجھا کہ اس سوراخ سے
عزرائیل اندر آیا ہے۔ پھر اس سوراخ کو بند کر کے بے پرواہ ہوا۔ پھر اس تخت پہ جا
بیٹھا کوئی نہیں معلوم کر سکتا کہ اس کا دروازہ کدھر ہے پھر جب نظر کی عزرائیل کو اسی جگہ
گنبد کے اندر دیکھا۔ جہاں کل دیکھا تھا۔ پوچھا کہ تم یہاں کس راہ سے آئے ہو۔ انہوں

نے کچھ جواب نہ دیا۔ فوراً جگہ میں ہاتھ ڈال کے جان اس مردود کی اور اُن بارہ ہزار غلاموں
کی جو اس کی حفاظت میں گرد بگرد چوکیدار تھے ایک پل میں قبض کر لی۔ پھر نہ وہ قصر رہا، اور
نہ وہ گنبد نہ ملک نہ حشم نہ صغیر نہ کبیر رہا، سب کے سب جہنم رسید ہو گئے۔ اور پانی
دریا، اور چشموں کا خشک ہو گیا۔ بنی اسرائیل یہ حالت دیکھ کر متعجب ہوئے اور حیرت میں
آ گئے۔ نہ ملک رہا نہ حشم نہ پانی سب ویران ہوا۔ پس حنظلہ نے انہوں سے کہا کہ اگر تم خدا
پر ایمان لاؤ گے اور میری رسالت کا اقرار کرو گے، تب تم اس عذاب سے نجات پاؤ گے
انہوں نے کہا یہ سب بلا اور مصیبتیں تمہاری بدخواری و شومی سے ہم پر نازل ہوئیں۔ اگر
تم ہم میں نہ ہوتے تو یہ مصیبتیں ہم پر نہ آتیں۔ یہ کہہ کر دست درازی کرنا چاہتے تھے، کہ
حنظلہ ان کے بیچ میں سے نکل گئے، بعد اس کے خدا تعالےٰ نے ایک سانپ ایسا ان کے
واسطے بھیجا کہ اس شہر کا طول و عرض چھتیس کوس تھا۔ اس سانپ نے یکبارگی چاروں
طرف اس کا احاطہ کر لیا اور شہر کو دبانا شروع کیا، تاکہ مقامات ان پر تنگ ہو جائیں اور چشموں
سے دھواں نکلا جس نے اکثر لوگوں کو ہلاک کر ڈالا۔ چند روز کے بعد حنظلہ نے جہان فانی سے
رحلت فرمائی اور جو نعمتیں بنی اسرائیل نے شام کے عمالقہ سے پائیں تھیں وہ سب
اپنے صرف میں لائے اور عمالقہ یہاں سے ہزیمت پا کر زمین مغرب میں جا رہے پھر ایک
مدت کے بعد قصد کیا اور بولے کہ بنی اسرائیل سے جا کر اپنی مملکت اور نعمتیں چھین لیں، کب
تک اس ملک میں رہیں گے اور دکھ اٹھاویں گے، چلو شام میں اپنے باپ دادا کی میراث
پر وہیں دخل کریں اور انہی سے لڑ بھڑ کر مر جائیں، یہ بہتر ہے۔ پس قوم عمالقہ اسی
تدبیر میں تھے اور بنی اسرائیل اس سے غافل تھے تمام دن فسق و فجور میں مستغرق
رہتے تھے، اس بدبختی کے مارے اللہ تعالےٰ نے ان میں سے پیغمبری اور بادشاہت
چھین لی، تب ذلیل و خوار ہو گئے۔ عمالقہ آ کر ان سے لڑائی کر کے اسی تابوت سکینہ
اور مال و دولت کو ان سے چھین کے زمین مغرب میں لے گئے۔ اور وہی تابوت سکینہ
سبب تھا ان کے اقبال کا۔ اب ان میں نہ بادشاہی رہی کہ آرام سے کھاویں، اور
نہ کوئی پیغمبر رہا کہ اس کی دعا سے دشمن مقہور ہوویں سب غریب و عاجز ہو گئے

اوران کے بیچ میں کوئی عالم و فاضل بھی نہ رہا کہ ان کو ہدایت کرے اور شریعت سکھا دے سب گمراہ ہو گئے اور تابوت سکینہ جو عمالقہ نے ان کو چھین لیا تھا۔ وہ آہنی تھا۔ اس میں قفل مضبوط لگے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس تابوت کا سر مثل بلی کے سر کے تھا جس کسی کے تئیں حاجت ہوتی تو اس تابوت سکینہ کے چاروں طرف پھر کے دعائیں مانگتا تو خدا وند کریم حاجت اس کی پوری کرتا۔ اور جب دشمنوں سے لڑائی ہوتی تو اس تابوت کو سامنے رکھتے۔ اس سے ایک آواز نکلتی مثل آواز بلی کے اور اسی آواز سے دشمنوں کے دل میں ہیبت آجاتی۔ تب بھاگ جاتے اور مومن سب اس کی برکت سے فتح پاتے آسائش و آرام ملتا۔ مگر اس تابوت کے اندر کیا چیز تھی، یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ الخ ترجمہ اور کہا ان کو اُن کے نبی نے تحقیق نشان اس کی سلطنت کا یہ ہے کہ آوے تم کو ایک صندوق جس میں دلجمعی ہے تمہارے رب کی طرف سے اور باقی اس چیز کے کہ چھوڑ گئی ہے موسیٰؑ اور ہارونؑ کی اولاد اٹھا لاویں گے اس کو فرشتے اس میں نشانی پوری ہے تم کو اگر یقین رکھتے ہو۔ خبر ہے کہ اس تابوت کے اندر موسیٰؑ کا عصا اور ہارونؑ کا ایک عمامہ تھا۔ اور ترنجبین جو آسمان سے اُن کی قوم کے لئے میدان تیہ میں اترتی تھی اس کا ذکر اوپر ہو چکا۔ اور وہ تختیاں توریت کی شکستہ جو موسیٰؑ نے زمین پر مار کر توڑ دی تھیں اس تابوت کے اندر تھیں، یہ ذکر قصص الانبیاء اور توریت میں لکھا ہے۔ اور تفسیر میں بھی اسی طرح مذکور ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا۔ اس میں تبرکات تھے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو جب جنگ پیش آتی اس کو سردار کے آگے لے چلتے اور دشمن پر حملہ کرتے تو اس وقت اس کو آگے دھر لیتے پھر اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے فتح دیتا۔ جب بنی اسرائیل بد نیت ہو گئے وہ صندوق ان سے چھین لیا گیا غنیم کے ہاتھ لگا۔ اب جو طالوت بادشاہ ہوا اور وہ صندوق خود بخود رات کے وقت اس کے گھر کے سامنے آموجود ہوا سبب اس کا یہ تھا کہ غنیم کے شہر میں جہاں اس کو رکھا تھا اُن پر بلائیں نازل ہوئیں شہر ویران ہوا۔ مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص غریب مسکین تھا۔ اس کی دو جورو تھیں تھیں ایک نے لڑکا جنا اور دوسری نے نہیں جنا لڑکے والی نے اس سے کہا کہ تم نے ایک لڑکا

بھی نہ جنا۔ اس نے کہا اے بی بی اللہ تعالےٰ کسی کو بے مانگے فرزند دیتا ہے۔ اور کسی کو مانگنے سے بھی نہیں دیتا۔ اور میں تو اس کی درگاہ سے امیدوار ہوں۔ کہ تم کو بے مانگے اس نے لڑکا دیا مجھ کو بھی دے گا۔ پس دلگیر ہو کر اس نے تمام شب خدا کی عبادت کی۔ اور سر سجدے میں رکھ کر دعا مانگی حق تعالےٰ نے اُسکی دعا قبول کی۔ ایک فرزند اس سے بھی پیدا ہوا۔ نام اس کا شموئیل رکھا۔ جب بڑے ہوئے چالیس برس کی عمر میں نبی ہوئے:۔

قصہ شموئیل نبی علیہ السلام کا

شموئیل نبی نے جب خدا کی طرف سے لوگوں کو دعوت کی بنی اسرائیل ان پر ایمان لائے اور کہا کہ جو تابوت سکینہ ہم سے عمالقہ چھین لے گئے سو ان سے جا کے لڑ کے لے آویں۔ سبھو نے یہ عہد کیا۔ اور کافروں نے تابوت کو لیجا کے آگ پر دھر دیا۔ خدا کے فضل سے نہ جلا۔ اور توڑنا چاہا۔ نہ ٹوٹا تب کہنے لگے یہ تابوت بنی اسرائیل کے خدا کا ہے۔ اس واسطے نہیں ٹوٹتا۔ نہ آگ میں جلتا ہے۔ تب ناپاک جگہ میں لے جا کر ڈال رکھا۔ کہ لوگ اس پر غایط بول کریں پس جو مردود اس پر غایط بول کرتا ناسور و بواسیر کے مرض میں مبتلا ہو کر مرجاتا پھر بتخانے میں لیجا کر بتوں کے نیچے ڈال رکھا۔ بتوں نے اس کو دیکھ کے تعظیم و تکریم سے سر زمین پر جھکا دیا۔ ہر صورت وہ سب مردود جب اس سے ناچار ہوئے۔ تب اس تابوت کو دو بیلوں پر لاد کر ہانک دیا اور فرشتوں نے اس کو بیلوں سمیت ہانک کر طالوت کے گھر پہنچا دیا۔

قصہ طالوت کے بادشاہ ہونے کا

ایک دن قوم بنی اسرائیل نے شموئیل نبی سے کہا کہ اے حضرت ہمارے لئے آپ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ پھر ہم کو سلطنت دیوے۔ تاکہ خدا کے دشمنوں کو مار کر زیر کریں۔ اور ایک سردار ہم پر مقرر کر دیوے کہ ہم جہاد کریں۔ اس بات کو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اَلَمۡ تَرَ اِلَی الۡمَلَاِ مِنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰی الخ ترجمہ تو نے نہ دیکھی ایک جماعت بنی اسرائیل میں موسیٰ کے بعد جب کہا انہوں نے اپنے نبی کو مقرر کر دیوے تو ہمارے واسطے ایک بادشاہ

کہ ہم لڑائی کریں اللہ تعالےٰ کی راہ میں وہ بولا یہی، توقع ہے. تم سے کہ اگر حکم ہو تم کو لڑائی کا تب تم نہ لڑو۔ وہ بولے ہم کو کیا ہوا کہ ہم نہ لڑیں اللہ تعالےٰ کی راہ میں۔ اور ہم کو نکال دیا ہے ہمارے گھروں سے اور بیٹوں سے۔ پھر جب ان کو حکم ہوا۔ لڑائی کا پھر گئے مگر تھوڑے اُن میں سے اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو ظالم ہیں۔ تفسیر میں لکھا ہے کہ بعد حضرت موسیٰؑ کے ایک مدت تک بنی اسرائیل کا کام بنا رہا پھر جب ان کی نیت بری ہو گئی۔ تو ان پر غنیم مسلط ہوا جالوت بادشاہ کافر نے ان کی اطراف کے شہر چھین لئے۔ اور لوٹا اور بندی کرکے ان کو لے گیا۔ باقی لوگ وہاں سے بھاگ کے شہر بیت المقدس میں جمع ہوئے۔ اور حضرت شموئیل پیغمبر سے یہ کہا کہ کوئی بادشاہ با اقبال مقرر کردو کہ بغیر سردار با اقبال کے ہم لڑ نہیں سکتے۔ طالوت ایک شخص تھا۔ بنی اسرائیل میں کسی کے چوپائے چراتا تھا۔ ایک چوپایا اس سے گم ہوا۔ مالک چوپایا نے اس سے اس کی قیمت مانگی۔ اور اس کو یہ مقدور نہ تھا۔ کہ قیمت اس کی دیوے آخر ناچار ہو کر شموئیل نبی کے پاس گیا۔ کہ مالک چوپائے سے اس کے لئے سفارش کریں کہ قیمت اس گم ہوئے چوپایہ کی معاف کردے۔ شموئیل نبی نے اس سے پوچھا۔ تمہارا کیا نام ہے۔ اس نے کہا میرا طالوت نام ہے۔ تب شموئیل نے اس کو بغور دیکھا۔ کہتے ہیں۔ کہ جبرائیلؑ نے ایک شاخ درخت بہشت سے لاکر شموئیل کو دی اور کہا جس کا قد اس عصا کے برابر ہوگا۔ وہ بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا۔ اور اس کا نام طالوت ہے۔ جب شموئیل نے طالوت کا قد اس عصا سے ناپا موافق اس کے ہوا تب آپ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خدا تعالےٰ طالوت کو تم پر بادشاہ کرے گا۔ قولہ تعالیٰ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ط الآیۃ ترجمہ اور کہا ان لوگوں کو اُن کے نبی نے کہ تحقیق اللہ تعالےٰ نے کھڑا کر دیا تمہارے لئے طالوت بادشاہ کو۔ اور انہوں نے شموئیل نبی سے کہا کہ کیونکر ہوگی اُس کو سلطنت ہمارے اوپر اور اس سے ہمارا حق زیادہ ہے۔ سلطنت میں اور اس کو ملی نہیں کشائش مال کی۔ اور ایک چوپایا اس سے گم ہوا تھا۔ اس کی قیمت دے نہ سکا۔ وہ کیونکر ہمارا بادشاہ ہوگا حضرت شموئیل نے فرمایا۔ قولہ تعالےٰ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ الآیۃ ترجمہ تحقیق اللہ تعالےٰ نے اس کو پسند کیا تم سے اور زیادہ کشائش دی علم میں اور بدن میں اور اللہ تعالےٰ دیتا ہے۔ ملک اپنا جس کو چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ

کشائش والا ہے۔ اور سب جانتا ہے اور بنی اسرائیل نے طالوت کو حقیر جان کے اس پر التفات نہ کیا۔ اور کہنے لگے۔ اے نبی اللہ نشانی اس کی بادشاہی کی کیا چیز ہے۔ تب ہم مانیں گے۔ اور اس کے مطیع فرمان ہوں گے۔ حضرت شموئیل نے کہا۔ کہ نشانی اُس کی بادشاہی کی یہ ہے۔ کہ وہ تنہا جا کے تابوت سکینہ دیار عمالقہ سے تم کو لا دے قولہ تعالیٰ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ الآیۃ ترجمہ اور کہا ان کے نبی نے کہ نشانی اس کی سلطنت کی یہ ہے۔ کہ آوے تمہارے پاس ایک صندوق جس میں دل جمعی ہے۔ تمہارے رب کی طرف سے اور باقی وہ چیزیں کہ چھوڑ گئی موسیٰ اور ہارون کی اولاد اُٹھا لاویں گے اس کو فرشتے اس میں نشانی ہے پوری تم کو اگر تم یقین رکھتے ہو۔ پس شموئیل نے طالوت کو اقبال مند دیکھ کے کہا۔ کہ تم بنی اسرائیل میں بادشاہ ہو گے۔ میدان کی طرف جاؤ تابوت سکینہ وہاں پاؤ گے۔ وہ بنی اسرائیل کو لا دو۔ پس ان کے کہنے پر وہ میدان کی طرف جا کے کیا دیکھتے ہیں۔ کہ تابوت سکینہ کو ایک رتھ پر دو بیلوں کی گردن پر ہانکے فرشتے لئے آتے ہیں طالوت جا کے اس پر بیٹھے اور ہانکتے ہانکتے بنی اسرائیل کے گروہ میں لے آئے۔ بعضے کہتے ہیں کہ سب فرشتے خدا کے حکم سے اس تابوت کو طالوت کے گھر پہنچا گئے۔ بہر حال تابوت سکینہ بنی اسرائیل کو طالوت نے جب پہنچا دیا وہ دیکھ کے متعجب ہوئے۔ اور ان کو بادشاہ اپنا بنایا اور مطیع فرمان ہوئے۔ بعد اس کے طالوت نے شکر خدا کا بجا لا کر بنی اسرائیل سے کہا کہ چلو ہمارے اس کے ساتھ جہاد کو۔ تب انھوں نے قبول کیا۔ اور شموئیل نے ایک زرہ آہنی طالوت بادشاہ کو عنایت فرمائی۔ اور کہا کہ یہ زرہ آپ کے بدن پر راست آوے گی۔ اس کے ہاتھ سے جالوت بادشاہ مارا جائے گا۔

بیان لڑائی طالوت بادشاہ کی جالوت کے ساتھ اور مارا جانا جالوت کا داؤد پیغمبر علیہ السلام کے ہاتھ سے

جب طالوت حضرت شموئیل سے رخصت لے کر مع غازیوں کے روانہ ہوئے روایت میں آیا ہے۔ کہ اسی ہزار آدمی تھے۔ جو جالوت کے ساتھ لڑنے کو گئے۔ مخبروں نے جا کے اُس کو

خبر پہنچائی یہ سنتے ہی وہ ہنجارہ کمر ہمت باندھ کر اور لشکر جرار نابکار جو اس کا تھا لے کر مستعد بہ جنگ ہوا۔ اور بنی اسرائیل ہمراہ طالوت کے کوچ کرتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ طالوت نے اُن سے راہ میں کہا۔ چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُوْدِ الخ ترجمہ پس جب جدا ہوا طالوت فوجیں لے کر کہا اللہ تعالےٰ تم کو آزمانے والا ہے۔ ایک نہر سے پس جس نے پانی پیا اس کا وہ میرا نہیں ہے۔ اور جس نے اس کو نہ چکھا وہ ہے میرا مگر جو کوئی بھر لے ایک چلو پانی اپنے ہاتھ سے پھر پی گئے اس کا پانی مگر تھوڑے ان میں سے یہ کہ کر چلے بعد قطع منازل بیابان کے درمیان فلسطین کے وہ نہر ملی پانی اُس کا نہایت صفا مثل آبحیات کے تھا لشکریوں نے مارے پیاس کے باوجود ممانعت طالوت بادشاہ کے اس نہر سے پانی پی لیا۔ مگر تھوڑے لوگوں نے نہیں پیا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ الخ ترجمہ پس پی گئی قوم پانی اس کا مگر تھوڑے لوگ جنہوں نے ان کی ممانعت نہ سُنی۔ انہوں نے زیادہ پانی پی لیا۔ اور پیاس بڑھائی جتنا پیتے اتنی ہی اور پیاس غالب آتی تب طالوت نے ان کو ناچار رخصت کر دیا۔

اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ پانی پیتے پیتے زبان ان کی نکل پڑی تھی۔ پیٹ پھول کر مر گئے۔ اور جنہوں نے موافق حکم طالوت کے ایک قطرہ پانی نہ پیا، وہ آرام سے رہے۔ ترجمہ کلام اللہ میں لکھا ہے کہ کل آدمی طالوت کے ساتھ اسی ہزار تھے۔ ان میں سے تین سو تیرہ آدمی جالوت کی لڑائی میں رہے۔ اور اس میں داؤد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ السَّلَامُ اور ان کے باپ اور چھ بھائی تھے۔ راہ میں لشکر کے ساتھ آتے وقت تین پتھر ملے وہ پتھر بولے کہ ہم کو اُٹھا لے جا۔ جالوت کو ہم ماریں گے۔ تب داؤد علیہ السلام نے ان پتھروں کو اپنے ساتھ رکھا۔ لشکریوں نے طالوت سے کہا کہ ہم تھوڑے ہیں، جالوت کا لشکر بہت ہے۔ ہم ان سے مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ اور ان میں بعضوں نے کہا اگرچہ ہم تھوڑے ہیں، مگر ہمارا خداوند مددگار ہے۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ ترجمہ بہت جگہ جماعت تھوڑی ہی غالب ہوئی جماعت کثیر پر اللہ تعالےٰ کے حکم سے اور اللہ تعالےٰ

صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ جب سب جالوت کے مقابلہ میں آئے کہنے لگے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ الآیۃ ترجمہ اور جب سامنے ہوئے جالوت کے۔ اور اس کی فوج کے بولے یعنے طالوت کے لشکری۔ اے رب ڈالدے ہم میں جتنی مضبوطی ہے۔ اور ٹھہرا ہمارے پاؤں اور مدد کر ہماری اس کافر قوم پر جالوت کے جب جالوت کے لشکر کی طرف دیکھا۔ ان کی دلیری پر متعجب ہوا۔ اور اس کو شرم آئی اس بات سے کہ ہم لاکھ آدمی بہادر ہیں۔ ان تین سو تیرہ (۳۱۳) آدمی ضعیف کے ساتھ لڑنا کچھ مردمی نہیں۔ تب طالوت کے پاس پیغام بھیجا کہ جو سپاہ تو لڑنے کو لایا ہے۔ قابل میرے لڑنے کے نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ خیال باطل چھوڑ دے۔ اور میری اطاعت قبول کرلے نہیں تو میرا سامنا کر میدان میں آ۔ تب طالوت نے حکم دیا اپنے لشکر کو کہ تم میں کوئی ایسا ہے۔ کہ جالوت مردود کا سر کاٹ کے جلدی لے آوے۔ اور جالوت مردود کو کہلا بھیجا کہ ہم اللہ کی راہ میں لڑنے آئے ہیں۔ تو مت گمان کر کہ سپاہ میری قلیل ہے۔ اور لشکر تیرا بہت ہے۔ خدا میرا بزرگ ہے۔ وہ مجھ کو غالب کر دے گا۔ کیونکہ بہت جگہ ایسا ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے جاعت تھوڑی غالب ہوئی جماعت کثیر پر تحقیق اللہ تعالےٰ صابروں کے ساتھ ہے۔ پس ناگاہ ایک لحظہ کے بعد ایک جوان مہیب شکل با حشمت تمام سلاح پوش گھوڑے پر سوار چوب نیزہ تلوار ہاتھ میں لیکر مخالف کے لشکرگاہ سے بر صف کارزار آ کھڑا ہوا۔ ایک نعرہ مثال خر کے مارا اور کہا میں ہوں جالوت تم سب کیلئے کافی ہوں میرے سامنے آتے جاؤ۔ اس بات کو طالوت نے فرمایا اپنے لشکر کو کہ تم سب میں کوئی ہے۔ کہ اس مردود کا سر کاٹ کے لے آوے۔ تو اس کو آدھی سلطنت اور اپنی بیٹی بیاہ دوں گا آخر کسی نے جواب نہ دیا۔ تب طالوت سست ہوا۔ اور کہا کہ جالوت لعین اب ہم پر حملہ کرے گا بنی اسرائیل کوئی اس کے مقابلہ میں بڑھتے نہیں۔ یہ کہکر خود چاہا کہ اس مردود سے جا کے لڑے۔ اس وقت ایک جوان قوی نے سر پر خود رکھ کے لباس حریر پہن کے ایک چوب ہاتھ میں لے کر طالوت کو آکے سلام کیا۔ اور کہا تم کچھ اندلیشہ مت کرو۔ اور خاطر جمع رکھو اللہ تعالےٰ کے حکم سے میں جالوت سے لڑوں گا۔ اور اس کو مار ڈالوں گا۔ طالوت بولا

تم کس قوم سے ہو۔ اور تمہارا کیا نام ہے۔ وہ بولا میں اسرائیلی ہوں۔ اور نام میرا داؤد ہے۔ اور میرے چھ بھائی ہیں۔ آپ کے لشکر میں اس نے کہا۔ کہ تم نے کبھی اول بھی لڑائی کی ہے۔ وہ بولے اکثر سباع اور درندوں سے لڑا ہوں۔ اور دو برادران طالوت کے پاس حاضر تھے۔ انہوں نے طالوت سے کہا۔ کہ حضرت داؤد کبھی کسی سے نہیں لڑا۔ وہ جو کہتا ہے حضور میں محض غلط ہے اس نے کبھی لڑائی نہیں دیکھی۔ اور وہ جالوت پلید بڑا لڑنے والا ہے۔ جنگ آزمودہ ہے اس سے یہ کیونکر لڑ سکے گا۔ پس طالوت نے داؤد کو ایک زرہ پہننے کے لئے دی۔ جو زرہ کہ حضرت شموئیل نے ان کو دی تھی۔ کہ یہ زرہ جس کے بدن میں پوری آوے گی۔ وہ لڑائی فتح کرے گا۔ اور بادشاہ ہوگا۔ اور ایک روایت ہے کہ طالوت نے خواب دیکھا تھا۔ کہ جس کے بدن میں یہ زرہ موافق آوے گی۔ اس کے ہاتھ سے جالوت مارا جائے گا۔ بہر صورت وہ زرہ ہر ایک کو پہنا کر دیکھی۔ کسی کے بدن میں موافق نہ آئی۔ جب داؤد نے پہنی ان کے بدن پر ٹھیک آئی۔ تب طالوت نے ان کو کہا کہ تم جاؤ جنگ گاہ میں جالوت پلید تمہارے ہاتھ سے مارا جائیگا پس اُن سے عہد مؤکد کر کے وہ زرہ پہن کر اور وہ تین پتھر لشکر کے ساتھ آتے وقت جو راستہ میں ملے تھے۔ اور جنہوں نے کہا تھا کہ ہم کو اُٹھا کے لے جاؤ۔ ہم تمہارے کام آویں گے۔ ہم ان پتھروں سے ہیں۔ کہ جن پتھروں کے برسانے سے اللہ تعالےٰ نے قوم لوط کو ہلاک کیا تھا۔ ان پتھروں کو لے کر داؤد معرکہ جنگ میں جالوت کے سامنے گئے۔ جالوت نے ان سے کہا کہ تو میرے ساتھ کس ہتھیار سے لڑے گا۔ وہ بولے میں ان پتھروں سے تیرا سر توڑ کے مار ڈالونگا جالوت نے کہا کہ بادشاہوں کے ساتھ پتھروں سے لڑنا نہیں چاہیئے۔ داؤد نے فرمایا۔ کہ تو کتا ہے اور کتے کو پتھر سے ہی مارنا چاہیئے۔ تب جالوت نے کہا تو چلا جا ناحق مارا جائے گا۔ میں تجھے دیکھتا ہوں۔ تو نہایت غریب اور ضعیف ہے۔ اور ایک پتھر ہاتھ میں لے کر مجھ سے لڑنے کو آیا ہے۔ داؤد نے کہا میں خدا تعالےٰ کے حکم سے لڑنے کو آیا ہوں۔ اسی نے مجھ کو قوت دی ہے تجھ کو اس پتھر سے مار ڈالوں گا۔ یہ کہکر پتھر اٹھا کر اس مردود پر پھینک مارا۔ فوراً وہ جہنم واصل ہوا۔ اور دوسری روایت میں یہ تفسیر سے لکھا ہے کہ اس پتھر کو فلاخن میں رکھ کر مارا جالوت کے سینہ پہ جا پڑا۔ وہاں اس کو جہنم رسید کر کے وہیں پتھر کے دو ٹکڑے ہو کر

ایک ٹکڑا لشکر کے داہنی طرف جا گرا۔ اور سب کو ہلاک کیا۔ اور ایک ٹکڑا لشکر کے بیچ گرا وہ سب درہم برہم ہو کر کوئی بھاگا۔ اور کوئی جہنم رسید ہوا۔ قولہٗ تعالیٰ فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللّٰهِ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ الخ الآیۃ ترجمہ پس شکست دی بنی اسرائیل نے قوم جالوت کو اللہ کے حکم سے اور مار ڈالا داؤدؑ نے جالوت کو۔ اور طالوت نے داؤد کو کہا کہ مَاشَاءَ اللّٰهُ تمہاری بڑی قوت ہے۔ تم نے اکیلے جالوت کو اس کے لشکر سمیت مار ڈالا۔ مجھ کو کیا طاقت تھی کہ میں اس کو مار ڈالتا تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ شموئیل نبی نے داؤد کے باپ کو بلا کر کہا کہ اپنے بیٹے کو مجھ کو دکھا اس نے چھ بیٹوں کو دکھلایا جو قدآور تھے۔ اور داؤد کو نہ دکھایا وہ قدآور نہ تھے۔ اور بکریاں چراتے تھے۔ پھر شموئیل نے اُن کو بلایا۔ اور پوچھا کہ تو جالوت کو مارے گا۔ انہوں نے کہا ماروں گا۔ تب جالوت کے سامنے وہ گئے۔ اور تین پتھر فلاخن میں رکھ کر مارے۔ جالوت کا سر کھلا تھا۔ اور تمام بدن لوہے کی زرہ میں غرق تھا۔ تو پتھر سر میں لگے اور پیچھے سے نکل گئے اور بعد فتح لڑائی کے طالوت نے اپنی بیٹی کو داؤد علیہ السلام سے بیاہ دیا اور داؤدؑ بادشاہ ہوئے

بیان عداوت طالوت کی داؤد علیہ السلام کے ساتھ

روایت ہے کہ جب طالوت نے جالوت کی لڑائی پر فتح پائی۔ بنی اسرائیل نے ان سے کہا کہ تم نے جو وعدہ کیا تھا۔ کہ جالوت کو جو مارے گا۔ اس کو آدھی سلطنت اور اپنی بیٹی بیاہ دوں گا۔ اب وعدہ پورا کر۔ داؤد کو آدھی سلطنت اور بیٹی سے بیاہ دے۔ طالوت نے کہا بیٹی میری خوبصورت ہے۔ اور داؤد زرد رنگ اور کبود چشم ہے۔ اسے نہیں دوں گا۔ اور حضرت داؤد نے بھی انکار کیا۔ کہ اگر وہ ایسا کہتا ہے۔ تو میں بیاہ نہیں کروں گا مروی ہے کہ آخر طالوت نے اپنی بیٹی کو ان سے بیاہ دیا اور نصف[1] سلطنت داؤدؑ کو دے دی۔ بعد اس کے جب طالوت نے دیکھا کہ لشکری داؤدؑ سے بہت موافقت رکھتے ہیں۔ دل میں خوف کیا کہ ایسا

[1] مترجم کے بیان سے آگے معلوم ہوتا ہے۔ کہ طالوت نے اپنی بیٹی سے نکاح نہ کر دیا اور نہ اُن کو آدھی سلطنت اپنی دی لیکن بعد مار جانے طالوت کے حضرت داؤد نے اُس کی بیٹی سے نکاح اپنا کیا۔ اور تمام سلطنت پر قابض ہوئے اور ہمیشہ عدل و انصاف سے بادشاہی کرتے رہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

نہ ہو کہ وہ سلطنت میری سب چھین لیں۔ تب داؤد کے مار ڈالنے کا قصد کیا۔ اور داؤدؑ پہاڑ کے کنارے جا کے ایک مسجد بنا کر عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے۔ اور عابد اور عالم ستر آدمی ان کے ساتھ عبادت میں تھے۔ بنی اسرائیل نے طالوت سے کہا کہ داؤد کے ساتھ بہت عابد جمع ہوئے ہیں، اگر وے دعا کریں گے تو ہم سب برباد ہو جاویں گے۔ اور سلطنت چھینی جاوے گی طالوت نے جب یہ سنا بہت لشکر ساتھ لے کر داؤدؑ کے مارنے کو اس پہاڑ کے نزدیک جہاں اُن کی عبادت گاہ تھی رات کے وقت ان کو جا گھیرا۔ اور ننگی تلوار ہاتھ لے کر چاہا کہ مسجد کے اندر گھس کر معہ عابدوں کے داؤدؑ کو مار ڈالے خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ خواب نے ان پر غلبہ کیا آخر طالوت معہ لشکر کے سب سو گئے۔ حضرت داؤد مسجد سے نکل کر کیا دیکھتے ہیں۔ کہ طالوت معہ لشکر کے سو گیا ہے۔ تب ننگی تلوار اس کے ہاتھ سے لیکر پتھر پر ماری پتھر کو دو ٹکڑے کر کے اس کے پیٹ پر تلوار اور پتھر اور ایک پرزہ کاغذ کا لکھ کے رکھ دیا۔ اور چراغ بجھا دیا۔ اس پرزہ پر یہ لکھا ہوا تھا۔ اے طالوت یہ تیری تلوار میں نے پتھر پر مار کر دو ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ اگر تیرے پیٹ پر مارتا تو دو ٹکڑے کر ڈالتا۔ اور تجھ کو خبر نہ ہوتی۔ کون تیری فریاد کو پہنچتا۔ بہتر یہ ہے کہ تو یہاں سے اٹھکر چلا جا۔ عابدوں کے مارنے کا قصد مت کر دینا۔ اور آخرت میں گنہگار ہوگا۔ جب روز روشن ہوا۔ طالوت نیند سے جاگ کے دیکھتا ہے۔ کہ اپنی تلوار اور ایک ٹکڑہ کاغذ کا۔ اور دو ٹکڑے پتھر کے پیٹ پر ہیں۔ ڈر کے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور پشیمان ہو کر بیت المقدس میں چلا گیا۔ اور داؤد اپنی عبادت میں مشغول ہوئے۔ پھر طالوت نے پیچھے چند آدمی سپاہی بھیجے۔ کہ تم جا کے داؤد کو معہ جماعت اس کی کے شبخون کر کے مار آؤ۔ تب وے مرد حضرت داؤدؑ اور عابدوں کو مارنے کے لئے گئے۔ اتفاقاً اس شب کو حضرت داؤد علیہ السلام اپنی عبادت گاہ سے باہر نکلے تھے۔ عابدوں کو مسجد کے اندر جا کے مار ڈالا۔ طالوت کو خبر ہوئی کہ سب عابد مارے گئے۔ اور داؤد نہیں مارے گئے۔ مطلب اس کا داؤد سے تھا۔ عابدوں کے مارے جانے سے پشیمان ہوا۔ اور داؤد کو بلا بھیجا تھا۔ تاکہ ان سے اپنی بیٹی بیاہ دے اور عذر خواہی اپنی تقصیر کی کرے۔ تب قاصدوں نے داؤدؑ سے جا کے کہا۔ کہ آپ کو طالوت بادشاہ بلاتا ہے۔ آپ چلئے وہ آپ سے اپنی تقصیر کی

معافی چاہتا ہے۔ داؤد نے اس بات کو سن کر ان سے کہا کہ طالوت نے گناہ کبیرہ کیا ہے
کہ بے گناہ مسلمان عابدوں کو مار ڈالا ہے۔ اور مجھے بھی مار ڈالنے کا قصد کیا تھا جب تک
کہ وہ کسی لڑائی میں نہ جائے گا اور بعوض خون ہر عابد کے ایک ایک کافر کو جب تک نہ
ماریگا۔ تب تک میں وہاں نہ جاؤں گا۔ پس قاصدوں نے یہ باتیں طالوت سے جا کر کہہ دیں
طالوت یہ سنکر اپنے کام زشت سے پشیمان ہوا۔ اور داؤد کا فرمان بجا لایا۔ لڑائی میں جب
جا کے کھڑا ہوا۔ اچانک ایک تیر دشمن کی طرف سے آکے اس کے سینہ پر لگا۔ ایسا کہ پشت
سے نکل گیا۔ وہیں اس کی جان نکل گئی۔ اور لشکر اس کا ہزیمت پا کے پھر آیا۔ اور داؤد علیہ
السلام نے یہ خبر پا کر طالوت کے گھر پر آکے اس کی بیٹی سے بیاہ کیا۔ اور سلطنت کے مالک
ہوئے۔ تخت پر بیٹھے۔ اور بہ سبب۔ صبر کے بادشاہی اور پیغمبری ان کو ملی۔ اللہ تعالیٰ قرآن
شریف میں فرماتا ہے۔ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ ترجمہ اور دی اللہ تعالیٰ نے
داؤد علیہ السلام کو سلطنت اور حکمت یعنی پیغمبری۔

بیان داؤد علیہ السّلام کی نبوّت کا

خبر ہے کہ داؤد ع یہودا ابن یعقوب کی اولاد میں سے تھے جب تخت سلطنت پر بیٹھے
اس کے چالیس برس کے بعد ان کو پیغمبری ملی۔ اور قوت ان کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر دی تھی
کہ کوئی بادشاہ ان کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔
وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ترجمہ اور یاد کر ہمارے بندے
داؤد ع صاحب قوت کو تحقیق وہ رجوع کرنے والا تھا۔ بخدا یعنی ذکر کرنے والا تھا۔ اور دوسری
جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ ترجمہ اور زور دیا ہم نے
اس کی سلطنت کو اور دی ہم نے اس کو حکمت اور فیصلہ کرنے والی بات۔ اور اللہ تعالیٰ نے انکو
خلیفہ بنایا۔ قولہٗ تعالیٰ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ ترجمہ اے
داؤد تحقیق ہم نے کیا ہے تجھ کو خلیفہ زمین میں پس حکم کرو۔ درمیان لوگوں کے ساتھ حق کے اور
مت پیروی کر خواہش نفس کی پس گمراہ کر دیوے گی تجھ کو خدا کی راہ سے اور اللہ تعالیٰ نے انکو

ایسی خوش آوازی دی تھی۔ کہ جب وہ زبور پڑھتے تھے ان کی خوش الحانی سے بہتا پانی تھم جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ بہتر طرح کے الحان سے پڑھتے تھے۔ وحوش وطیور وچرندوپرند جمیع جانور ہوا پر اور زمین پر کھڑے ہو کر سنتے اور بے ہوش ہو جاتے اور پتیاں درختوں کی زرد ہو جاتیں۔ اور پتھر موم ہو جاتے اور پہاڑ جنبش میں آجاتے۔ ان کے ساتھ سب تسبیح پڑھا کرتے۔ چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَہٗ وَالطَّیْرَ ترجمہ:۔ اے پہاڑو اور اے جانورو رجوع سے پڑھو اور تسبیح کرو۔ اس کے ساتھ کتاب زبور کو۔ اللہ تعالےٰ نے ان پر الحان سے نازل فرمایا تھا ویسا الحان نہ جبرائیل پر تھا۔ نہ میکائیل پر قصص الانبیا میں لکھا ہے۔ اور مترجم نے بھی دیکھا۔ کہ توریت اور زبور میں امر و نہی وعدہ و وعید سوا طریق عبادت کے نہیں اور زبور پڑھتے وقت داؤدؑ کی آواز چالیس فرسنگ تک جا پہنچتی۔ اس آواز سے کافر لوگ بے ہوش و مردہ ہو جاتے تھے۔ یہ ایک معجزہ ان کی نبوت کا تھا۔ اور دوسرا معجزہ یہ تھا۔ کہ خدا تعالےٰ نے ان کی انگلیوں میں ایسی تاب وگرمی دی تھی۔ کہ ان کے چھوتے ہی لوہا پگھل کے نرم ہو جاتا تھا۔ جیسا حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَاَلَنَّا لَہُ الْحَدِیْدَ ترجمہ اور نرم کیا ہم نے داؤدؑ کے واسطے لوہا یعنی ان کے ہاتھ میں آتے ہی مثل موم کے نرم ہو جاتا۔ اور بے آلہ اور بے آتش کے ہاتھ سے کڑیاں موڑ کر زرہ بناتے اور لوگ بناتے ہیں آگ سے کہتے ہیں۔ کہ لوہے کی زرہ پہلے انہیں سے ایجاد ہے۔ جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَعَلَّمْنٰہُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّکُمْ ترجمہ اور سکھائی ہم نے کاریگری اس کو بنانا ایک پہناؤ تمہارا تو کہ بچاوے تم کو تمہاری لڑائی سے اور زرہ بنا کے چار سو درم کو بیچتے دو سو درم درویش محتاجوں کو دیتے۔ اور ایک سو درم اقارب کو اور ایک سو اپنی عبادت کے لئے غذا پر صرف کرتے۔ اور اپنے اوقات کو تین طرح پر تقسیم کیا تھا۔ چند روز عبادت میں رہتے اور چند روز لوگوں کا انصاف کرتے۔ اور چند روز اپنے کام ہی مصروف رہتے۔

بیان مبتلا ہونا حضرت داؤدؑ کا

مروی ہے کہ ان کے مبتلا ہونے کا یہ سبب تھا۔ کہ ایک روز کتاب صحیفہ بلیثین پڑھتے تھے اس میں حضرت ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب علیہم السّلام کی بزرگی کا بیان لکھا پایا۔ دل

پس کہا کہ انہوں نے خدا کے کیا کام کئے تھے۔ کہ یہ مرتبے اور بزرگیاں پائیں اس وقت درگاہ
باری سے خطاب آیا کہ اے داؤد ان پر میں نے بلا نازل کی تھی۔ انہوں نے صبر کیا تب مرتبہ
اور بزرگی ان کو ملی پس داؤد ؑ نے عرض کی الٰہی تو مجھ کو بھی بلاء میں مبتلا کر میں بھی صبر کروں گا
تاکہ مجھ کو بھی یہ بزرگی ملے۔ بعض کہتے ہیں کہ طالوت کی سلطنت جب ان کو ملی اور بنی اسرائیل
پر بادشاہ ہوئے۔ مارے خوشی کے کہا اللہ کی قسم ہے۔ کہ میں اچھی طرح سے ان کی عدالت
کروں گا۔ اور لفظ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ نہ کہا اور بعض کہتے ہیں کہ طالوت کے اعتماد پر دعا کی ہے
اے پروردگار تو گنہگاروں پر رحم کر۔ اور اپنے آپ کو گناہ سے پاک جانا۔ اور اس میں اختلاف
ہے بہت۔ حاصل کلام جبرائیل ؑ نے ایک روز کہا کہ اے داؤد خدا نے تم کو صحت اور
عافیت میں رکھا۔ تم اپنی خواہش سے دکھ مانگتے ہو۔ خیر باشد فلاں روز تم پر بلا نازل ہوگی منقول
ہے۔ کہ ایک دن داؤد علیہ السلام اپنے گھر میں بیٹھے تھے۔ روز موعود کو دو شنبے کے دن تیرہویں
ماہ رجب کی اچانک ایک پرندہ خوبصورت کبوتر کے مانند بدن اس کا سونے کے رنگ کا۔ اور
ہر پر اس کا رنگ برنگ مثل جواہر کے تھا۔ اور ناخن اور چونچ مانند یاقوت کے سرخ اور آنکھیں
زمرد کی۔ اور پاؤں فیروزے کے تھے۔ عبادت گاہ میں حضرت کے سامنے گھر کے کنارے طاق پر آبیٹھا
حضرت نے اس کا حسن و لطافت دیکھ کر بخواہش اپنے لڑکوں کے چاہا کہ پکڑیں۔ وہ مرغ وہاں سے
اڑ کر ایک بالاخانے پر جا بیٹھا حضرت نے اس کا تعاقب کیا۔ پھر وہاں سے ایک باغ میں جا بیٹھا وہاں
بھی گئے۔ اور لوگوں سے دریافت کیا۔ کہ یہ کس کا باغ ہے۔ وہ بولے کہ یہ باغ بطشا نام ایک
عورت کا ہے۔ ..... تب حضرت ایک بالاخانے پر چڑھ کر چاروں طرف دیکھتے تھے
اور اسی باغ میں بطشا عفیفہ ننگی حوض میں اپنے نہا رہی تھی ناگاہ نظر اس پر جا پڑی کہتے ہیں کہ
داؤد ؑ نے اس کو دیکھ کر بہت خواہش کی وَاللّٰہُ اعلم اور بطشا نے اس کو دریافت کیا کہ یہ شخص مجھ
پر خواہش رکھتا ہے۔ پس بالوں سے اپنا تمام بدن ڈھانپ لیا۔ اور دل میں ان کے نہال
محبت بویا۔ اور داؤد ؑ نے اس بالاخانے پر سے اتر کے باغ کے پاس جا کے پوچھا یہ مرغ
کس کا ہے۔ بولے بطشا کا۔ حضرت نے پوچھا اس کا شوہر ہے بولے چند روز ہوئے ہیں
کہ اوریا نام ایک شخص ہے۔ اس سے اس کا بیاہ ہوا ہے۔ اور اب تک ہمبستری نہیں ہوئی

یہ سُنکر داؤدؑ نے اوریا کو بلایا۔ اور بہت پیار کر کے محبت سے کہا۔ کہ تم جہاد میں جاؤ۔ اور بہت روپیہ پیسہ دیکر اس کو خوش کیا۔ روم کی طرف بھیجا۔ جہاں کہ جانے دشوار تھی۔ وہاں جو جاتا تو واپس نہ آتا۔ پس اوریا نے وہاں جا کے بہت لڑائی ماری اور فتح کی۔ پھر وہاں سے دوسری جگہ کہ نام اس کا ناطقہ تھا۔ وہاں جا کے بہت لڑائی کی اور درجہ شہادت پایا۔ اور پیچھے اسکے لشکر نے اس ملک کو فتح کر کے بہت سا مال غنیمت لا کے حضرت داؤدؑ کو دیا۔ اور حضرت نے اوریا کی شہادت کی خبر سن کر ایک برس تک تعزیت کی۔ بعد اس کے بطشابی بی کو اپنے نکاح میں لائے۔ اس سے پہلے ننانوے بیبیاں حضرت داؤدؑ کی تھیں۔ بطشا کو لے کے سو بیبیاں ہوگئیں کہتے ہیں کہ سلیمانؑ بطشا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ ایک دن داؤدؑ محراب میں بیٹھے مناجات کر رہے تھے۔ کہ محراب کی دیوار توڑ کے دو شخص اجنبی اس کے اندر سے نکل آئے۔ حضرت دیکھ کے چونک اٹھے۔ انہوں نے کہا مت ڈر۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۙ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ الاٰیۃ ترجمہ کیا پہنچی ہے خبر تجھ کو دعویٰ والوں کی جب دیوار توڑ کے آئے عبادت خانہ میں۔ جب داخل ہوگئے داؤدؑ کے پاس تو وہ گھبرایا اُن سے۔ وہ بولے مت گھبرا ہم دو جھگڑنے والے ہیں۔ زیادتی کی ہے۔ ایک نے دوسرے پر سو فیصلہ کر دے ہم میں انصاف کا۔ اور دور نہ ڈال بات کو۔ اور بتادے ہم کو سیدھی راہ تب داؤد علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اپنا احوال کہو۔ پس کہا فریادی نے قولہٗ تعالےٰ اِنَّ هٰذَآ اَخِیْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ الاٰیۃ یہ جو ہے۔ میرا بھائی اس کے پاس ہیں۔ ننانویں دنبیاں اور میرے پاس ایک دنبی ہے۔ پھر کہتا ہے۔ مجھ سے حوالے کر مجھ کو دنبی اپنی اور زبردستی کرتا ہے۔ مجھ سے بات میں تب داؤدؑ نے اس کے مخالف سے کہا کیوں؟ بھئی یہ جو بولتا ہے۔ سچ ہے یا نہیں وہ بولا سچ ہے۔ قولہ تعالیٰ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۔ ترجمہ بولا داؤد وہ بے انصافی کرتا ہے۔ تجھ پہ کہ مانگتا ہے۔ تیری دنبی ملانے اپنی دنبیوں میں۔ پس داؤدؑ سے وہ دونو فرشتے متخاصمین یہ سن کر ہنس کر کہنے لگے اے داؤد باوجود تیری ننانویں عورتیں ہونے کے اوریا کی جورو کو حرص سے تم نے بیاہ لیا

ایک سو عورت کو تم نکاح میں لائے۔ یہ وہ مقدمہ ہے جو ہم آئے ہیں تمہارے پاس دُنبی کا
کا معاملہ لے کر۔ یہ تم نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے یہ کہکر دونوں فرشتے غائب ہو گئے یہ جامع
التواریخ میں ہے اور قصص الانبیاء میں لکھا ہے اور داؤدؑ کے وقت میں اوریا نام ایک
شخص تھا ایک عورت سے اس کے نکاح کا پیغام تھا۔ قریب تھا کہ اس کا نکاح ہو جائے۔ اس
عورت کے وارثوں کو اوریا سے کچھ خلش ہوئی اس واسطے اس عورت کو اس سے نکاح میں نہ دیا
تب حضرت داؤد نے اس عورت کے نکاح کا پیغام دیا۔ اور ان کی ننانوے بیبیاں موجود تھیں
اگرچہ اس میں کچھ خلاف شرع اس وقت نہ ہوا۔ از روئے توریت اور زبور کے مگر
اتنا بھی پیغمبروں کے شان سے خلاف ہے۔ کہ شائد کوئی شبہ کرے کہ درست نہیں۔ یہ
جا بیچ ہوئی۔ ان دو فرشتوں اور داؤد علیہ السلام کے بیچ میں پس داؤدؑ اس بات سے
بہت نادم ہوئے معلوم کیا کہ وہ دونوں فرشتے اپنی دنبی کا معاملہ لے کر ہم کو نصیحت کرنے آئے
تھے۔ تب اپنی خطا سے معترف ہو کر بہت روئے۔ اور توبہ کی۔ اور سجدے میں چالیس رات
دن پڑے رہے نہ کھاتے نہ پیتے۔ شب و روز رویا کرتے یہاں تک روئے کہ آپ چشم سے اُن کے
چاروں طرف گھاس پیدا ہوئی سر سے اونچی۔ تب جناب باری سے ندا آئی۔ اے داؤدؑ سر
اپنا سجدے سے اٹھا تیری خطا میں نے معاف کی تب آپ نے سر سجدے سے اٹھایا۔ اور ایک
آہ ایسی ماری کہ اس آہ سے سب گھاس جوان کی چاروں طرف تھی جل گئی۔ اللہ تعالٰی
فرماتا ہے۔ وَظَنَّ دَاوُدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ الآیہ ترجمہ اور خیال کیا داؤد
نے کہ ہم نے اس کو جانچا پھر گناہ بخشوانے لگا اپنے رب سے اور گرا جھک کر سجدے میں
اور رجوع ہوا طرف اللہ کے پس ہم نے معاف کیا۔ اس کو وہ کام جبرائیل نے آکر فرمایا۔ اے
داؤدؑ اوریا کی قبر پر جا کے اس سے اپنی تقصیر معاف کروا۔ تاکہ فردا قیامت میں تم سے مواخذہ
نہ کرے۔ داؤدؑ نے جبرئیل سے یہ بات سن کر اس کی قبر پر جا کر پکارتے لگا۔ اے اوریا
تیسری دفعہ اس نے جواب لبیک دیا۔ اور بولا تم کون ہو جو مجھ کو پکارتے ہو۔ اور نیند سے
مجھے کس لئے جگا دیا حضرتؑ نے کہا میں داؤد ہوں بولا یا خلیفہ خدا آپ یہاں کس لئے آئے
حضرت نے فرمایا کہ میں تم سے معافی چاہتا ہوں۔ اس نے کہا اے حضر آپ نے مجھ کو جہاد

ہیں بھیجا تھا۔ میں شہید ہوا۔ اس کے بدلے اللہ نے مجھے تو بہشت میں جگہ دی اب میں آرام سے ہوں۔ اور جو کچھ کیا ہو گا۔ آپ نے میرے ساتھ وہ میں نے معاف کیا۔ پس حضرت داؤد اس سے خوش ہو کر اپنے گھر چلے گئے۔ پھر جبرائیل نے ان سے کہا۔ اے داؤد خدا نے تم کو سلام کہا ہے۔ اور فرمایا پھر تم اوریا کے پاس جا کے یہ بات کہو کہ تجھ کو میں نے جہاد میں بھیجا تھا اپنے نفس کی خواہش سے تو وہاں شہید ہوا میں نے بطشا سے نکاح کیا۔ یہ تقصیر مجھ سے ہوئی۔ تو مجھے یہ تقصیر معاف کر۔ پس بموجب ارشاد باری کے داؤد نے اوریا کی قبر پر جا کے پکارا اس نے جواب دیا اے حضرت پھر کیوں آپ مجھ کو پکارتے ہیں۔ تب احوال اپنا کھول دیا اسکی عورت کی حقیقت سب بیان کی اپنی خطا کی معافی چاہی اوریا نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ داؤد بہت گردیدہ ہوئے۔ اور رو رو کے کہا اے اوریا میری تقصیر معاف کر میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ تب اس نے کہا اے داؤد مت رو اس بارے میں تم کو معاف نہ کروں گا۔ جو تم نے کیا ہے۔ پھر حضرت نے روبرو کے معافی مانگی۔ پھر بھی اس نے معاف نہ کیا۔ تب درگاہ الٰہی سے یہ ندا آئی۔ اے داؤد مت رو میں نے تجھ کو معاف کیا حضرت نے عرض کی یا الٰہی اوریا مجھ کو معاف نہیں کرتا۔ تب حکم ہوا۔ اے داؤد حشر کے دن اس کے لئے ایک قصر یاقوت سرخ سے بناؤں گا۔ اس میں حوریں بہشت کی رہیں گی۔ اوریا کو ان پر عاشق و فریفتہ کروں گا۔ تب اس کے بدلے وہ تم کو معاف کر دے گا۔ منقول ہے کہ حق تعالےٰ نے اسی وقت بہشت میں ایک مکان پر تکلف جواہرات سے بنا کے اوریا کو دکھایا۔ اور اس سے فرمایا کہ داؤد کو معاف کر۔ تو یہ قصر بہشت تجھ کو دوں گا۔ پس اس وقت وہ یہ قصر اور حوروں کو دیکھ کے عاشق ہوا اور خوش ہو کر داؤد کو پکارا۔ اے داؤد علیہ السلام میں نے تمہاری خطا معاف کی بعد اس کے داؤد خوش ہو کر اپنے گھر پر آئے۔ ایک دن بنی اسرائیل جمع ہو کر کہنے لگے اے نبی اللہ تم۔ آپ کو کیا ہوا۔ ہم آپ کو چالیس برس سے دیکھتے ہیں کہ کھانا پینا چھوڑ کر غم دیدہ ہو کر پھرتے ہو حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا۔ اے صاحبو خدا نے جب مجھ کو خلیفہ کیا۔ اور تم پر نبی کر کے بھیجا مجھکو منع فرمایا تھا۔ کہ نفس امارہ کے پیچھے مت پڑو۔ کہ خراب ہو گے۔ پس اس بات کو میں نے بھول کر نفس امارہ کی پیروی کی تھی۔ ایک شخص اوریا نام تھا۔ میں نے اس کو مغالطہ

دے کے جہاد میں بھیجا تھا۔ کہ اس کی عورت سے نکاح کروں۔ وہاں وہ شہید ہو گیا۔ اور اس کی جورو سے میں نے نکاح کیا۔ اس لئے چندروز خدا نے مجھ کو بلا میں مبتلا کیا تھا۔ اب اللہ تعالےٰ نے مجھ کو اس سے نجات بخشی ہے۔ اور واہب بن منبہ سے روایت ہے۔ کہ داؤدؑ اپنی خطا سے تیس برس تک رویا۔ کہ ان کی آنکھوں کے آنسو سے سات نہ کپڑے گزی کے ان کے سجدے کے نیچے تر ہو جاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ چار ہزار عابد ان کے ساتھ رویا کرتے تھے۔ حضرت سلیمان اپنے باپ کے آنسو پونچھ لیتے۔ اور حسن بصری رحؒ سے روایت ہے کہ داؤدؑ بعد عفو گناہ اپنے کے خشک روٹی پر بجائے نمک کے خاک چھڑک کر کھاتے۔ اور آنسو بہاتے اور کہتے تھے۔ کہ یہی خوراک ہے۔ صاحب تقصیر کی۔ کہتے ہیں کہ ستر برس تک ان کا یہ حال رہا ایک دن بیت المقدس میں جا کے سر زمین پر رکھ کر روتے رہے۔ تب جبرائیلؑ جناب باری سے یہ مژدہ لائے قولہٗ تعالیٰ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ

ترجمہ پس معاف کر دیا ہم نے اس کا یہ خطاء اور اس کا ہمارے پاس مرتبہ ہے۔ اور اچھا ٹھکانا۔ داؤد علیہ السلام نے ایک دن بیت المقدس کے منبر پر چڑھ کر شکر بجا لا کر اور زبور پڑھ کر جناب الٰہی میں عرض کی۔ یارب میری توبہ تو نے قبول کی۔ آواز آئی قبول ہوئی پھر عرض کی یارب میں ڈرتا ہوں کہ خطا اپنی بھول جاؤں۔ تو میرے بدن پہ ایک نشان خطا کا رکھ دے۔ تاکہ اس گناہ سے اپنے تئیں نہ بھولوں۔ نشان دیکھنے سے یاد رہے۔ تب بہ حسب عرض اللہ تعالےٰ نے ان کی داہنی ہتھیلی پر ایک نشان اس گناہ کا جو مذکورہ بالا ہے رکھ دیا۔ تب داؤد اس پر ہمیشہ نگاہ کرتے تھے۔ اپنی خطائے ماضی کو نہ بھولتے۔ اور توبہ استغفار کرتے۔ اور منبر پر خطبہ پڑھتے وقت وہ دست مبارک کہ جس پر نشان گناہ کا تھا سب کو دکھلاتے۔ اسے دیکھ کر سب افسوس کرتے اور روتے۔ جب توبہ داؤدؑ کی خدا تعالےٰ کے ہاں قبول ہوئی تب عدل و انصاف کے تخت پر بیٹھے کہتے ہیں کہ ایک دن دو دہقانی متخاصمین دادخواہ ان کے پاس آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اس کی بکریوں نے میرا کھیت کھایا ہے۔ آپ اس کا انصاف کر دیجئے۔ حضرت نے منصفوں کو فرمایا۔ کہ قیمت بکریوں کی اور کھیت کی ٹھیراؤ۔ جب قیمت بکریوں سے زراعت کی زیادہ ٹھہری

تو حضرت نے بکریوں کو زراعت والے کے حوالے کیا۔ اور صاحب بکری داؤد علیہ السلام کے پاس سے روتا ہوا نکل آیا۔ تب حضرت سلیمان ؑ کی عمر اس وقت سات برس کی تھی وہ دروازے پر بیٹھے تھے۔ اس کو روتے ہوئے دیکھا۔ حضرت نے اس کو پوچھا۔ تم کیوں روتے ہو۔ اس نے کہا کہ داؤد ؑ نے انصاف کر کے میری بکریاں کھیت والے کو دے دیں۔ حضرت سلیمان ؑ نے اس سے کہا کہ تم خلیفہ خدا سے جا کے کہو اے خلیفہ خدا اگر آپ ہمارے اس مقدمہ کو غور کر کے انصاف فرماویں تو اس غریب کے حق میں بہتر ہو گا۔ اس نے بموجب ارشاد سلیمان ؑ کے حضرت داؤد ؑ سے جا کے کہا۔ داؤد ؑ نے کہا تم کو بات کس نے بتائی۔ وہ بولا سلیمان ؑ نے تب حضرت داؤد ؑ نے حضرت سلیمان ؑ کو بلایا اور ان سے پوچھا۔ کہ تم نے اس کو میرے پاس پھر کیوں بھیجا۔ حضرت سلیمان ؑ نے کہا۔ اے بابا جان اگر حضور اس مقدمے کو اچھی طرح غور کر کے انصاف فرماویں۔ تو اس غریب کے حق میں بہتری ہوتی ہے۔ تب داؤد ؑ نے سلیمان سے پوچھا۔ کہ کہو اس کا فیصلہ کس طرح ہو گا۔ تب دونوں حضرات نے اس مقدمے کو چکا دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ الآیہ ترجمہ اور داؤد اور سلیمان کو دی ہدایت ہم نے جس وقت کہ حکم کرتے تھے۔ دونوں بیچ کھیتی والوں کے۔ جس وقت چگ گئیں بیچ اس کے بکریاں ایک قوم کی۔ اور روبرو تھا ہمارے ان کا فیصلہ پس سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان ؑ کو۔ اور دونوں کو حکم و علم دیا تھا۔ تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت داؤد ؑ نے بکریاں دلوادیں کھیتی والوں کو بدلہ ان کے نقصان کا ان کے دین میں یوں تھا۔ کہ چور کو غلام کر لیتے تھے۔ اس کے موافق یہ حکم کیا۔ اور سلیمان اس وقت لڑکے تھے۔ انھوں نے بھی یہ جھگڑا اپنے پاس منگوایا۔ اور کہا کھیتی والوں کو کہ بکریاں رکھو ان کا دودھ پیو۔ اور کھیتی کو پانی دیا کریں۔ بکری والے جب کھیتی جیسی تھی۔ ویسی ہو جاوے۔ تب بکریاں پھیر دیجیو۔ اور کھیتی لے لیجیو۔ جس میں دونوں کا نقصان نہ ہو۔ حضرت سلیمان ؑ نے یہ انصاف کیا۔ اور پھر داؤد ؑ بغیر مشورہ سلیمان ؑ کے کے کوئی بھی حکم لوگوں پر عائد نہیں کرتے تھے۔

ایک دن یوں ہوا کہ ایک بڑھیا سلیمان ؑ کے غائبانہ حضرت داؤد ؑ کے پاس دادخواہ آئی۔ اور بولی اے خلیفہ خدا میں بڑھیا ضعیفہ عیال دار ہوں۔ میں اپنے عیال و اطفال کے لئے دکھ محنت کر کے سر پہ آٹا لائی تھی۔ ہوا میرے سر پہ سے سب اڑا لے گئی ہے

میرے بال بچے بھوکے مرتے ہیں۔ آپ اس کا انصاف کیجئے۔ ہوا سے میرا آٹا دلوا دیجئے
حضرت داؤد نے فرمایا اے بڑھیا ہوا پر میرا حکم چلتا نہیں ہے کیونکر تجھ کو آٹا دلوا دوں۔ اپنی
طرف سے اس کے بدلے آٹا دیتا ہوں۔ تو لے جا۔ تب بڑھیا آٹا لے کر دعا کرتی ہوئی
چلی۔ دروازہ پر سلیمان کھڑے تھے بڑھیا کو دیکھ کر پوچھا اے بڑھیا تو کیوں آئی تھی۔ فریاد کو یا آٹا
مانگنے کو۔ وہ بولی میں فریاد کو آئی تھی۔ داؤد نے انصاف کیا۔ کہ اپنی طرف سے مجھے آٹا دلوایا حضرت
سلیمانؑ نے کہا وہ کیا معاملہ ہے۔ تب اس نے مذکورہ بالا بیان کیا سلیمانؑ نے اس سے کہا
کہ تم جاؤ خلیفہ خدا سے کہو۔ اے نبی اللہ میں ہوا سے قصاص چاہتی ہوں۔ آٹا میں نہیں مانگتی
ہوں۔ تب بڑھیا نے جا کے حضرت داؤدؑ سے قصاص مانگا۔ حضرت داؤدؑ نے فرمایا اے
بڑھیا تو دس من آٹا مجھ سے اور لے جا۔ پر ہوا سے انتقام مت لے میری حکومت اس پر
نہیں چلتی کہ اس کو پکڑ منگاؤں۔ اور سیاست کروں۔ پھر بڑھیا ناچار ہو کر دس من آٹا لے کر
خوش ہو کر حضرت داؤدؑ کے سامنے سے دروازے پر جب نکلی پھر سلیمانؑ نے اس سے
کہا اے بڑھیا تو کیوں فیصلہ کے بغیر جاتی ہے۔ پھر جا کے خلیفہ خدا سے کہو کہ میں آٹا نہیں
چاہتی ہوں۔ آپ آٹا پھیر لیجئے۔ میری تجویز کر دیجئے۔ پھر بڑھیا نے جا کے یہ بات کہی تب
حضرت داؤد نے اس سے پوچھا تجھے کس نے یہ بات بتائی ہے۔ وہ بولی سلیمانؑ نے
تب داؤدؑ نے سلیمانؑ کو بلایا اور کہا اے بیٹے ہوا کی تجویز میں کس طرح کروں گا۔ وہ تو پکڑی
نہیں جاتی۔ ہاں اگر وہ صورت مجسم ہوتی تو البتہ اس کو پکڑ منگواتا۔ پھر حضرت سلیمانؑ علیہ السلام
نے کہا اے باباجان اس کو پکڑ کر حاضر کرنا سہل بات ہے۔ آپ کی دعا کافی ہے آپ دعا کریں
کہ خدا تعالےٰ کے حکم سے ہوا بصورت شخص بن کر خود حضور میں حاضر ہو جاوے گی۔ میں ڈرتا ہوں کہ
آپ کو قیامت کے دن خدا تعالےٰ کے پاس مواخذہ نہ ہو وہ بڑھیا اگر آپ کا شکوہ کرے اور
انصاف چاہے تو آپ اس وقت کیا جواب دیں گے۔ یہ سن کے داؤد علیہ السّلام نے خدا تعالیٰ
کی جناب میں دعا مانگی اور سلیمانؑ نے ان کے ساتھ آمین کہا۔ اس وقت خدا کے حکم سے
ہوا بصورت شخص ہو کر حضرت، داؤدؑ کے پاس حاضر ہوئی۔ تب بڑھیا نے ہوا سے اپنے
آٹے کا دعویٰ کیا۔ ہوا نے اس کا یہ جواب دیا کہ یا نبی اللہ میں نے جو کیا تھا خدا تعالیٰ کے حکم سے

کیا تھا۔ حضرت داؤدؑ نے فرمایا وہ کیا ہے بیان کر۔ ہو لنے اس کا یہ جواب دیا کہ یا نبی اللہ دریا میں میں قوم کی کشتی تھی۔ اس میں ایک سوراخ ہو گیا تھا۔ قریب ڈوبنے کے تھی۔ آپ کے گرداب میں پڑی تھی۔ اس قوم نے اللہ کی نذر کی کہ اگر کشتی کو اس گرداب ہائل سے بچاوے تو اس کشتی کا سب مال خدا کی راہ پر فقیروں اور محتاجوں کو دیں گے۔ تب خدا نے مجھ کو بھیجا اس بڑھیا کا آٹا لے کر اس کشتی کے سوراخ کو بند کر دیا۔ وہ کشتی غرق ہونے سے بچی حاصل کلام چند روز کے بعد وہ کشتی کنارے پر لگی۔ حضرت داؤد کو خبر ہوئی کہ کشتی نذر کی دریا کے کنارے پہنچی ہے۔ حضرت نے سب مال نذر کا کشتی سے منگوا کے فقیروں اور محتاجوں کو دیا اور آدھا مال اس بڑھیا عورت کے حوالے کر دیا۔ کہ جس کے آٹے سے اس کشتی کا سوراخ ہوا نے بند کیا تھا۔ ایک روز داؤدؑ نے اس بڑھیا عورت سے پوچھا کہ تم نے خدا کی کیا اطاعت و بندگی کی تھی۔ جو تم کو اتنا مال ملا وہ بولی میں نے خدا کی کچھ بندگی نہیں کی۔ مگر ایک دن ایک فقیر بھوکا محتاج پیاسا میرے پاس آیا۔ کھانے کا سوال کیا۔ اس وقت میرے پاس ایک روٹی موجود تھی۔ میں نے وہ روٹی اس کے حوالے کی تب اس کو کھا کے پھر مجھ سے اس نے کہا کہ میں بہت بھوکا ہوں۔ دور سے آیا ہوں اس روٹی سے مجھے سیری نہیں ہوئی۔ اور جب میں نے اس کو کہا۔ کہ تم ذرا ٹھیر و میں گیہوں پیس کر روٹی پکائے دیتی ہوں۔ یہ کہہ کر میں آٹا پیس کر سر پر رکھ کر لا رہی تھی۔ کہ راہ میں ہوا سے سب آٹا اڑ گیا میں یہ جانتی ہوں تجھ پر تکلیف گذری اس بھوکے فقیر کے سبب سے متفکر و غمناک ہو کر تمہارے پاس داد خواہ آئی تھی اتنے مال خدا کی مہر سے تمہارے ہاتھ سے مجھ کو ملا کہتے ہیں کہ اس وقت خدا کے حکم سے جبرائیلؑ نے داؤدؑ سے آ کے یہ بات کہی کہ اس بڑھیا کو کہہ دو کہ اتنا مال جو تو نے پایا بدلہ اس آٹے کا ہے۔ جو ہوا سے اڑ گیا تھا۔ اور اس روٹی کے بدلے جو تو نے فقیر کو دی تھی۔ آخرت میں ستر روٹیاں ملیں گی۔ منقول ہے کہ بنی اسرائیل نے داؤدؑ علیہ السلام سے کہا کہ ہم احوال قیامت داد و ستد کا دنیا میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ تا کہ ہم کو یقین ہو کہ قیامت کے دن اسی طرح ماجرا گذرے گا۔ تب حضرت نے ان سے کہا کہ کل عید کے دن تم کو دکھاؤں گا۔ مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص سردار رئیس القوم

مال دار تھا۔ اس کی ایک گائے تھی۔ زرد رنگ خوشنما پاؤں اس کے یاقوت سے اور سینگ اس کے جواہرات سے اور زری کپڑے سے سجا کے میدان میں وہ چھوڑ دیا کرتا تھا۔ اور بنی اسرائیل میں ایک عورت عابدہ تھی۔ اس کا ایک بیٹا صالح تھا۔ دونوں صحرا میں جا کے ایک عبادت گاہ بنا کے خدا کی عبادت میں مصروف تھے ان کے ساتھ کھانے پینے کا کچھ اسباب نہ تھا مگر ایک چشمہ اس کے کنارے جاری تھا۔ اور ایک انار کا درخت تھا خدا کی مہر سے ہر روز اس میں دو انار لگتے اور اس کو ماں اور بیٹا کھاتے اور اسی پر قناعت کرتے ستر برس تک یہی حال رہا۔ ایک روز اس کے بیٹے نے کہا اے اماں جان شہر کے اندر بازار میں بہت چیزیں بکتی ہیں جی چاہتا ہے کچھ لا کے کھاؤں۔ اس کی ماں نے کہا۔ اے بیٹا دو انار اللہ تعالیٰ ہم کو بے رنج و محنت ہر روز عنایت کرتا ہے۔ یہ کھا کر شکر کرو دوسری چیز کی لالچ مت کرو۔ لالچ بری چیز ہے۔ یہ کہہ کر جب درخت کی طرف نظر کی وہ دو انار جو روز دینے لگتے تھے غائب ہو گئے۔ اس کی ماں نے کہا اے بیٹا دو انار جو اللہ نے ہم کو روزی دی تھی بسبب بے صبری اور ناشکری کے غائب ہوئے۔ پس ایک رات دن دونوں ماں بیٹے بھوکے رہے اتنے میں ایک اجلی گائے جو اوپر مذکور ہے دونوں ماں بیٹے کے پاس آ کے بولی کہ مجھ کو ذبح کر کے کھا جاؤ۔ تمہاری حلال روزی سے ہوں۔ اس کی ماں نے کہا اے بیٹا یہ گائے چاہتی ہے کہ ہم کو گناہ میں گرفتار کرے۔ تب اس کو ہانک دیا پھر آ کے موجود ہوئی ہاتھ پاؤں چھوڑ کر زمین پر سو گئی۔ اور حلق سامنے لا کر بولی اے میاں مجھ کو ذبح کر کے کھاؤ۔ میں تمہارا رزق حلال ہوں۔ تس پر بھی انہوں نے نہ مانا اور ہانک دیا پھر آ کے موجود ہوئی۔ تب ناچار تیسرے دن ماں بیٹے نے اس کو ذبح کیا۔ اور کباب بنا کے کھا گئے۔ جب تیسرے دن وہ گائے اپنے آقا کے گھر نہ گئی۔ آقا نے اس کی بہت تلاش کی لوگوں کو جنگل و میدان میں بھیجا نہ ملی۔ آخر ایک عورت دلالہ قوم بنی اسرائیل سے تھی۔ ہر گھر میں خرید و فروخت کے واسطے جاتی تھی۔ اتفاقاً ان دونوں ماں بیٹے کے گھر گئی دیکھتی کیا ہے کہ ایک گائے ذبح کر کے وہ دونوں ماں بیٹے کباب بنا کے کھا رہے ہیں اس کو دیکھ کے دونوں ماں بیٹا گھبرا گئے ماں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ آج کتنے برس سے ہم یہاں اپنے خالق کی

عبادت میں مشغول ہیں۔ اور رزق حلال ہے کھاتے ہیں آخر میری بات تو نے مانی بیگانی گائے
ذبح کر کے کھا گئے کیا جانے خدائے تعالیٰ ہم کو کس عذاب میں ڈالے۔ اور رسوا کرے ملک میں
پس عورت دلالہ نے جا کے صاحب بقر کو خبر دی اور نشان اس کا بتا دیا۔ تب صاحب
گائے نے جا کے حضرت داؤدؑ کے پاس نالش کی کہ فلاں شخص نے میری گائے ذبح کر کے
کھائی ہے اسی وقت داؤدؑ نے حکم کیا کہ اس کو میرے دربار میں حاضر کرو۔ تب پیادے
سب دوڑے۔ اور ان ماں بیٹے کو حضور میں لا کر حاضر کیا۔ حضرت نے ان سے پوچھا تم کیوں
بیگانی گائے ذبح کر کے کھا گئے۔ انہوں نے کہا اے خلیفہ خدا وہ گائے تین دن تک
ہمارے دروازے پر آتی رہی ہانکنے سے بھی نہ جاتی تھی اور بولتی تھی کہ تمہاری حلال روزی
ہوں۔ مجھ کو ذبح کر کے کھا جاؤ۔ اور ہم تو تین دن کے بھوکے تھے۔ ذبح کر کے ہم ان کو کھا
گئے یہ سن کر اس رئیس صاحب بقر نے ان سے کہا تم جھوٹ کیوں بولتے ہو۔ کبھی گائے
بیل نے بھی کسی سے بات کی ہے۔ حضرت نے اس کا جواب دیا اللہ خدا کے حکم سے کر سکتی
ہے۔ القصہ صاحب گائے نے دونوں ماں بیٹے سے قصاص طلب کیا حضرت نے فرمایا کہ
تم ان کو معاف کرو۔ ہزار اشرفی ہم سے لے لو۔ وہ بولا میں ہرگز ان کو معاف نہ کروں گا
میں اپنی گائے کا قصاص لوں گا۔ پھر حضرت نے اس سے کہا کہ اس گائے کا چمڑا اشرفیوں کا
بھر کر مجھ سے لے لو۔ ان کو اس خطا سے معاف کر۔ اس جاہل نے حضرت کا کہنا نہ مانا اتنے میں
حضرت جبرائیلؑ نازل ہوئے اور کہا اے داؤدؑ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو سلام کہا اور فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل
احوال قیامت تجھ سے دنیا میں دیکھنا چاہتے ہیں تم ان سے کہدو کل کے دن میدان میں جا کے
سب حاضر ہوویں۔ احوال قیامت کا وہاں دیکھیں گے۔ تب حضرت نے ان سے کہدیا تب
سب چھوٹے بڑے زن مرد قوم کے اس میدان میں عید کے روز جا کے حاضر ہوئے۔ اور
داؤدؑ منبر پر چڑھ کر زبور پڑھنے لگے تمام لوگ خوش الحانی سے ان کی غش میں آ گئے۔ اس وقت
جبرائیلؑ نے حضرت داؤدؑ سے کہا کہ اس رئیس قوم صاحب گائے سے پوچھو کہ اس دن کو وہ
یاد کرے کہ جس دن شام کی راہ سے فلانے سوداگر کے ساتھ نوکر ہو کے جاتا تھا۔ اس کے
پانسو اونٹ بکری اور مال اسباب تھا۔ تو نے اس کو مار کر سب چھین لیا۔ اور مصر میں

جا کر بہت نفع اٹھایا تھا۔ اور پھر ملک شام میں چلا آیا تھا۔ اتنا مال و متاع تو نے جو جمع کیا یہاں تک کہ تو بنی اسرائیل کا سرغنہ ہوا۔ سو وہ سوداگر جس کو تو نے مارا تھا اس کی یہ جورو اور لڑکا ہے۔ جو تیری گائے کو ذبح کر کھا گئے اور جتنا مال تیرے پاس ہے۔ سب اُس کا ہے داؤدؑ نے یہ حقیقت جبرائیل سے سن کر صاحب گائے۔ سے پوچھا اس نے انکار کیا۔ اور کہا میں نے ہرگز کسی کو نہیں مارا اور مال کسی کا چھینا لوٹا نہیں۔ یہ بات کس نے کہی جھوٹ ہے جو آپ نے سنی ہے۔ اس وقت خدا کے حکم سے زبان اس کی گنگ ہوئی۔ اور ہاتھ پاؤں نے اس کی گواہی دی اس کے ہاتھ نے کہا۔ میں نے چھری سے اس سوداگر کو ذبح کیا تھا اور اس کا شتر مال سب لے لیا تھا۔ اور اسی طرح تمام اعضا نے اس کی گواہی دی بنی اسرائیل یہ حقیقت سن کر متعجب ہوئے داؤد علیہ السلام نے فرمایا اے بھائیو مومنوں یہی حقیقت ہوگی حشر کے دن جس نے جو نیک و بد دنیا میں کیا ہوگا۔ قیامت کے دن اللہ تعالے کے سامنے ظاہر ہوگا۔ ہاتھ پاؤں ان کے گواہی دیں گے۔ جیسا کہ صاحب گائے کے ہاتھ پاؤں نے گواہی دی ہے۔ اور منہ سے اس دن نہ بول سکے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ الاٰیۃ ترجمہ آج ہم مہر کر دیں گے ان کے منہ پر اور بولاویں گے ان کے ہاتھوں کو ہم اور گواہی دیں گے۔ پاؤں ان کے جو کچھ وے کمائے تھے دنیا میں آخر داؤدؑ نے ان دونوں ماں بیٹے کو کہا یہ رئیس قوم جو صاحب گائے ہے تمہارے باپ کو مار کے تمام مال و دولت لوٹ لے گیا تھا۔ اب خدا کے حکم سے اسے مار کے تم اپنے باپ کا قصاص لو اور مال و اسباب اس کا سب لوٹ لو۔ اس لڑکے نے اس بات کو سن کے اسی وقت صاحب گائے کا سر کاٹ لیا۔ اور جو مال و اسباب اپنے باپ کا تھا۔ سب لے لیا اور شکر نعمت منعم حقیقی کا بجا لایا خبر ہے کہ جب داؤدؑ کی عمر آخر ہوئی موت قریب آئی جبرائیل نے ایک صندوق ان کو لا دیا اور کہا اے داؤدؑ اپنے بیٹوں سے کہہ دے کہ اس کے اندر کیا چیز ہے جو بتائے گا۔ خلافت اور سلطنت اس کو ملے گی تب انہوں نے تمام بنی اسرائیل اور پندرہ بیٹوں کو آپ نے بلا کے ایک جگہ جمع کر کے اپنے بیٹوں سے پوچھا۔ کہو تو اس صندوق کے اندر کیا چیز ہے۔ جو کہہ سکے گا۔ اس کا اپنا ولی عہد کروں گا۔ وہ نبی ہوگا۔ بنی اسرائیل اور سارے جہان

کا بادشاہ ہوگا۔ کسی سے اس کا جواب نہ آیا۔ سلیمان جو سب بھائیوں سے چھوٹے تھے وہ خدمت
باپ کی بجالائے۔ اور کہا۔ اے باباجان اگر حکم ہو۔ تو فدوی عرض کرے۔ کہ اس کے اندر
کیا ہے انہوں نے کہا اے بیٹا کہو تب سلیمانؑ نے کہا کہ اس کے اندر ایک انگشتری
اور ایک چابک اور ایک خط یہ تینوں چیزیں ہیں۔ اور کچھ نہیں جب صندوق کھول کے
دیکھا تو وہی تینوں چیزیں پائیں جبرائیلؑ نے کہا۔ یہ تینوں چیزیں معجزے ہیں یہ خاتم جو ہے
بہشت کی ہے اللہ تعالیٰ نے بھیجی ہے جو شخص اس کو ہاتھ میں رکھے گا۔ جو چاہے گا اسے حاصل ہوگا
اور جب اس پر نگاہ کرے گا۔ جو کچھ دنیا کے بیچ میں ہے مشرق سے مغرب تک بھلا برا مخلوق کا
سب ہویدا ہوگا اور وحوش وطیور پرند و مور و مار و ہوا چلتے ہیں سب اس کے تابع فرمان ہونگے
اور یہ جو چابک ہے دوزخ کا ہے جو شخص صاحب چابک سے باغی ہوگا۔ اطاعت نہ کرے گا
جب صاحب چابک اس پر ارشاد کرے گا۔ وہ چابک خود بخود جاکے اس کو معذب کرے گا
خبر ہے کہ وہ چابک نہ تھا دربان تھا جو باغی ہوتا اللہ تعالیٰ سے۔ چابک اس کو معذب کر
کے لاتا کہتے ہیں کہ کوئی اس چابک کو ڈر کے مارے نہ چھوتا سوائے مالک کے کیونکہ بغیر استعانت
غیر کے لوگوں پر عذاب کرتا۔ اور کہا جبرائیلؑ نے پوچھو اس خط کے اندر کیا لکھا ہے تب حضرت
داؤدؑ نے اپنے بیٹے سے پوچھا کوئی اس کا حال دریافت نہ کرسکا حضرت سلیمانؑ نے کہا
اس کے اندر پانچ مسئلے ہیں۔ وہ یہ ہیں ایمان اور محبت اور عقل اور شرم اور طاقت پھر
پوچھا ہر ہر چیز مذکورہ کا مقام وقرار بدن میں کس کس جگہ ہے۔ وہ بولے مقام ایمان اور محبت
کا دل ہے اور مقام عقل کا سر اور مقام شرم کا آنکھ اور مقام قوت ہڈی۔ جب سلیمان نے
یہ باتیں بتادیں تب داؤدؑ نے ان کو اپنا خلیفہ کیا اور وہ خاتم سلطنت کی ان کی انگلی میں
پہنائی اور وہ چابک ان کے ہاتھ میں دیا اور تخت پر بٹھایا اور خود گوشہ اختیار کرکے عبادت
خانے میں جابیٹھے اس وقت عمر ان کی سو برس کی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک سو بیس برس
کی تھی۔ یہ جامع التواریخ سے لکھا ہے ایک دن ملک الموت آئے حضرت داؤدؑ نے ان سے
پوچھا تم کون ہو وہ بولے میں ملک الموت ہوں۔ کہا آپ کیوں یہاں آئے عزرائیلؑ نے کہا
کہ تمہاری روح قبض کرنے کو آیا ہوں۔ تب حضرت داؤدؑ نے کہا مجھ کو دو رکعت نماز پڑھنے

کی فرصت وہ ملک الموت نے کہا کہ حکم خدا نہیں ابھی تم کو جانا ہے یہ کہہ کر ان کی روح قبض
کی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ترجمہ
پس جب آتا ہے وقت ان کا نہیں پیچھے رہ جاتے ہیں ایک ساعت اور نہ آگے نکل
جاتے ہیں۔ بعد وفات ان کے سلیمان علیہ السلام نے تعزیت کی اور دفن کیا۔

بیان مسخ ہونا بعضے بنی اسرائیل کا داؤدؑ کے عہد میں

خبر ہے کہ ایک قبیلے نے بنی اسرائیل میں سے نکل کر لب دریا پر مکان بنائے جب داؤدؑ
بلا میں مبتلا ہوئے ان سبھوں نے اکثر احکام توراۃ کے چھوڑ کر خلاف شرع کام اختیار
کیا چنانچہ ہفتہ کے دن شکار کرنا اور خرید و فروخت کا کاروبار دنیا کا کرنا یہ توراۃ میں حرام ہے
وہ سب اختیار کئے جب اس قوم نے نافرمانی شروع کی حق تعالیٰ نے ان کی آزمائش کے
لئے دریا کی مچھلیوں کو حکم کیا کہ ہفتے کے دریا سے نکل کر کنارے پر تیر کر کھیلا کودا کریں اور
دوسرے دنوں میں دریا کے اندر چلی جایا کریں پس خدا کے حکم سے مچھلیاں ہفتے کے دن
دریا سے نکل کر کنارے پر آکر پھرتی تھیں اور دنوں کو دریا میں جا رہتیں آخر یہودیوں نے
ان مچھلیوں کو دیکھ کر لالچ کے مارے ایک حیلہ کیا کہ دریا کے کنارے پر نہر کھود کے جال
اس نہر میں ڈال دیئے کیونکہ ہفتے کے دن مچھلیاں دریا سے آکر کھیل کود کے شام کے وقت
دریا میں چلی جاتی تھیں آخر وہ سب ہفتے کے دن نہر میں جال ڈال رکھتے تھے فجر کو اٹھ کر یک
شنبہ کو حسب آرزو مچھلیاں پکڑ کھاتے تھے۔ **قولہ تعالیٰ** وَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الاية
ترجمہ اور پوچھ اُن سے احوال اِن بستی کا کہ تھے کنارے دریا کے جب ہاتھ سے بڑھنے
لگے ہفتے کے دن کے حکم میں جب آنے لگیں ان پر مچھلیاں ہفتے کے دن پانی کے
اوپر اور جس دن ہفتہ نہ ہوا نہ آدیں یوں ہم آزمانے لگے۔ اس واسطے کہ بے حکم تھے اور
جب بولا ایک فرقہ اُن میں سے کیوں نصیحت کرتے ہو ایسے لوگوں کو کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے
ان کو ہلاک کرے یا عذاب کرے ان کو سخت بولے الزام اتارنے کو تمہارے رب کے اور شاید
کہ وے بچیں پھر جب بھول گئے جو ان کو سمجھایا گیا تھا۔ بچا لیا ہم نے اُن کو جو منع کرتے ،

تھے برے کام سے۔ اور پکڑا ہم نے گنہگاروں کو بڑے عذاب میں بدلہ ان کی حکمی کا۔ پھر جب جب بڑھنے لگے جس کام سے منع کئے گئے تھے۔ ہم نے حکم کیا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل سورۂ اعراف کے ترجمہ کے فائدے میں لکھا ہے۔ کہ حضرت داؤد کے عہد میں یہود کو ہفتے کے دن شکار کرنا منع تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان شہر والوں کو بے حکم دیکھا۔ لگے آزمانے ہفتے کے دن مچھلیاں دریا سے اوپر پھریں اور دوسرے دنوں میں غائب رہیں انہوں کا جی نہ رہ سکا۔ آخر ہفتے کے دن شکار کیا اپنی دانست میں حیلہ کیا کہ کنارے دریا کے پانی کاٹ لائے اس لئے کہ مچھلیاں وہاں بند ہو رہیں تو بھی مچھلیاں ہاتھ نہ آئیں ہفتے کی شام کو نکل جاتیں آخر ہفتے کے دن راہ بھاگنے کی بند کی اتوار کو پکڑ لیا پھر دسے لوگ بندر ہو گئے ان میں تین فرقے ہو گئے۔ ایک شکار کرتے تھے۔ اور ایک شکار کرنے والوں کو منع کرتے تھے اور ایک تھک کر منع کرنا چھوڑ بیٹھے تھے۔ لیکن وہی بہتر تھے جو منع کرتے تھے اور منع کرنے والوں نے شکار کرنے والوں سے ملنا چھوڑ دیا۔ اور بیچ میں دیوار اُٹھائی۔ ایک دن صبح کو اُٹھے تو دوسروں کی آواز نہ سنی دیوار پر سے کیا دیکھتے ہیں کہ ہر گھر میں بندر ہی نظر آتے ہیں وہ اپنے قرابت والوں کو پہچان کر ان کے پاؤں پر سر رکھنے اور رونے لگے آخر برے حال سے تین دن میں مر گئے۔ توراۃ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جب حکم توراۃ کا چھوڑ دوگے تو تم پر اور لوگ مسلط ہوں گے پھر قیامت تک ذلیل رہو گے اب دیکھو یہود کو کہیں حکومت نہیں غیر کی رعیت ہیں۔ پس اے مومنو بسبب نافرمانی کے بنی اسرائیل مسخ ہو کر بندر کی صورت بن گئے اور خاتم النبیین کی امامت میں ہیں اس لئے اس زمانے میں گناہ کرنے سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل مسخ نہیں ہوتے مگر قیامت کے دن جزا اس کی ذلت مسخ سے کم نہ ہوگی یا اللہ توفیق دے ہم کو اوپر خیر کے اور ثابت رکھ اوپر ایمان کے آمین

قصہ لقمان بن باعور کا اور وصیّت کرنا ان کا اپنے بیٹے کو

منقول ہے کہ داؤد کی نبوت کے تیس برس کے بعد اللہ تعالیٰ نے لقمان حکیم کو علم حکمت سے بہرہ مند کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ

ہر آئینہ دی ہم نے لقمان کو حکمت کہتے ہیں۔ کہ ان کی حکمت سے داؤدؑ کو بھی فائدے پہنچے تھے۔ ایک دن دونوں بہم متفق بیٹھے تھے حضرت داؤدؑ اپنے ہاتھ سے لوہے کی کڑیاں موڑ کے زرہ بناتے تھے۔ بغیر آگ کے لقمان نے یہ دیکھ کر نہ پوچھا کہ کس طرح بناتے ہیں۔ جامع التواریخ میں لکھا ہے کہ لقمان حکیم سیاہ فام قوم حبشی سے عرب کے یا بنی اسرائیل کے غلام تھے۔ اور ان کے آقا کا دوسرا ایک غلام بھی تھا وہ کوئی چیز منیب کی چرا کر کھا گیا تھا۔ منیب نے دونوں پر شبہ کیا لقمان نے کہا اے میرے خواجہ ہم کو گرم پانی سے قی کرا کر دیکھو اگر ہم نے آپ کی چیز کھائی ہوگی۔ تو سب نکل آوے گی۔ تب خواجہ نے دونوں کو گرم پانی سے قی دلوائی دوسرا غلام جو تھا۔ اس کے منہ سے جو چیز کھائی تھی نکل پڑی خواجہ نے لقمان کی حکمت پر آفرین کہی اور ان کو آزاد کیا کہتے ہیں کہ پہلی لقمان کی یہی تھی۔ جامع التواریخ میں لکھا ہے۔ کہ بعد آزاد ہونے کے ان کو علم حکمت اور تہذیب اخلاق حاصل ہوا ان کے قیلولہ کے وقت ایک دن فرشتے نے آ کے کہا۔ اے لقمان حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اہل زمین پر تم کو خلیفہ کروں گا۔ لقمان نے کہا کہ مجھ سے خلافت نہ ہو سکے گی۔ کیوں کہ اگر حق بہ مستحق نہ پہنچے تو موجب ندامت و خجالت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس اور اگر پہنچے تو مطعون ہے۔ عندالناس ملائکہ یہ حسن تقریر اس کی سن کر چلے گئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے علم حکمت اور نبوت ان دونوں میں ان کو اختیار دیا انہوں نے حکمت قبول کی جس میں مواخذہ نہ ہو۔ پس ایک رات عنایت ایزدی سے ابواب حکمت بے مشقت ان کے دل پر مفتوح ہوئے۔ روایت کی گئی ہے۔ کہ لقمان کا ایک بیٹا جو سب سے چھوٹا تھا۔ اس نے اپنے باپ سے کہا اے بابا جان میں تجارت کرنے کے لئے میں سفر کو جانا چاہتا ہوں آپ کیا فرماتے ہیں انہوں نے کہا میں تجھے ایک نصیحت کرتا ہوں۔ اس کو یاد رکھنا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ۔ الآیۃ ترجمہ اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو جب اس کو سمجھانے لگا۔ اے چھوٹے بیٹے میرے شریک نہ ٹھہراؤ۔ اللہ تعالیٰ کا بے شک شریک بنانا بڑی بے انصافی ہے

پھر لقمان نے کہا۔ **قولہ تعالیٰ** یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ۔ الآیۃ **ترجمہ**
اے چھوٹے بیٹے میرے قائم کر نماز کو اور امر کر ساتھ بھلائی کے اور منع کر برائی سے
اور صبر کر اوپر اس چیز کے کہ پہنچے تجھ کو۔ تحقیق یہ کاموں میں سے ہے۔ اور مت موڑ گال
اپنے لوگوں کی طرف یعنی غور سے نہ دیکھ اور مت چل زمین کے اوپر تکبری سے تحقیق
اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا ہے ہر تکبر کرنے والے شیخی کرنے والے کو اور راہ متوسط
لے اور نرم کر اپنی آواز کو تحقیق ناپسندیدہ آواز گدھے کی ہے۔ پس بیٹے کو یہ وصیت کر
کے کہا کہ جب اسباب سفر تیار ہو۔ میرے پاس سے ہوتے جائیو تب وُہ بموجب
ارشاد کے باپ کے پاس آیا لقمان نے کہا اے بیٹا۔ جب جاؤ گے راہ میں ایک
میدان پاؤ گے۔ اس میدان میں ایک چشمہ ہے۔ اس کے کنارے ایک درخت ہے
خبردار تم اس کے سائے کے تلے مت بیٹھو تم کو اللہ تعالےٰ اس مہلکہ سے محفوظ رکھے
اور ایک بوڑھا ضعیف ملے گا۔ عمر میں زیادہ اس درخت کے نیچے جو وہ تم کو کہے اس کی
بات کو مانیو۔ اور دوسری یہ بات ہے کہ جب فلاں گاؤں میں جاؤ گے وہ لوگ
میرے دوست ہیں تم کو تعظیم و تکریم سے اپنے گھر میں لے جائیں گے اور اس قوم میں
ایک عورت خوبصورت مالدار ہے۔ تم کو اس سے بیاہ دینا چاہیں گے۔ تم ہرگز قبول نہ
کیجیو۔ خدا تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے۔ اور تیسری یہ ہے کہ ایک شخص فلاں موضع میں
رہتا ہے نام اس کا فلاں ہے۔ مدت ہوئی ہے وہ مجھ سے اتنا زر و پیہ قرضے لے گیا ہے تم اس
سے جاکے وصول کیجیے۔ اور شب کو وہاں نہ رہیو۔ یہ نصیحتیں یاد رکھو اب جاؤ میں تم کو خدا پر
سونپتا ہوں۔ وہ اپنے باپ کی باتوں کو تسلیم کر کے سفر کو روانہ ہوا جب بیابان مذکور میں جا پہنچا
جو اس کے باپ نے کہا تھا۔ اس کے کنارے ایک چشمہ پانی کا نہایت شیریں و شفاف
اور چشمہ کے کنارے ایک درخت پایا سایہ دار اس کے نیچے ایک شخص بزرگ کامل بیٹھا
ہوا دیکھا مارے تشنگی کے چاہتا تھا۔ کہ چشمہ سے پانی پیئے۔ اور اس درخت کے تلے
ذرا دم لے کر آرام کرے اس وقت باپ کی نصیحت جب یاد آئی وہاں سے قدم آگے
بڑھانے لگا۔ تب اس بزرگ نے جو درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ پکارا اے لڑکے

کہاں جاؤ گے ایسی دھوپ میں سخت گرمی پڑتی ہے ذرا دم لو چھاؤں کے تلے میرے
پاس بیٹھو وہ بولا میرے باپ کی منا ہی ہے میں یہاں نہ بیٹھوں گا۔ وہ درویش بولا قسم
ہے تیرے رب کی ایسی دھوپ میں مت جا میرا کہنا مان یہ بات سنتے ہی باپ کی بات
یاد پڑی باپ نے کہا تھا کہ اگر وہ ضعیف تمہیں کچھ کہے اس کی بات مانیو۔ تب لڑکے نے اس
بزرگ کا کہنا مانا خلاف اس کا نہ کیا سلام کر کے بیٹھا۔ اور چشمے سے پانی پی کر اس درخت کے
نیچے سو گیا بعد اس کے ایک سانپ اس درخت کے نیچے اس کو کاٹنے آیا۔ وہ نیند میں تھا
اور وہ بزرگ جاگتے تھے۔ سانپ کو مار کے سر کاٹ لیا اس لڑکے نے نیند سے اٹھ کر دیکھا
کہ ایک سانپ مردہ پڑا ہے بغیر سر کے پس اس بزرگ سے یہ حقیقت پوچھ کر متعجب ہوا۔ اور
سلام و علیک کہہ کے اِن سے رخصت ہوا۔ بستر اٹھا کے چلا اس بزرگ نے کہا آپ کا عزم
سفر کہاں ہے وہ بولا میں فلاں گاؤں میں فلانے کے پاس جاؤں گا۔ اس درویش بزرگ
نے کہا۔ کہ اگر کہو تو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں وہ بولا بہت اچھا۔ آپ کی مہربانی ہے
تب دونوں آدمی اس گاؤں میں جہاں اس کے باپ کا دوست تھا۔ پہنچے۔ وہاں کے
لوگ پوچھنے لگے تم کہاں سے آئے ہو۔ اور کون ہو۔ وہ بولا میں لقمان حکیم کا بیٹا ہوں یہاں
تجارت کو آیا ہوں۔ تب وہ تعظیم و تکریم سے اس کو اپنے گھر لے گئے اور کھانا کھلایا
اور ہر روز مہمان داری کرنے لگے ایک دن اس سے کہنے لگے۔ اے لڑکے ہماری قوم
میں ایک عورت مالدار بہت خوبصورت نیکبخت حسب و نسب میں درست ہے ہم
چاہتے ہیں کہ تم سے اس کا نکاح کر دیویں یہ بات تمہارے واسطے اچھی ہوگی۔ دولت ہاتھ
لگے گی اس نے کہا میرے باپ نے منع کیا ہے سفر میں کسی امر کا پابند نہیں ہونا ورنہ تکلیف
اٹھاؤ گے پس اس بزرگ پیر نے جو ہمراہ اس کے تھا۔ اس سے کہا کہ یہاں کے سب رئیس
آرزومند ہیں چاہتے ہیں کہ تمہارا نکاح ہو جاوے اور ہم سنتے ہیں کہ وہ عورت حسین اور مالدار ہے
تم بے تکلف اس سے نکاح کرو کچھ اندیشہ نہیں تب اسے اپنے والد کی بات یاد آئی کہ جو بندہ
تمہارے ساتھ رہے گا اس کی بات مانیو۔ جو کہے تب اس نے اپنے مصاحب یار کے کہنے پر
اس عورت مالدار سے نکاح کر لیا۔ بعد نکاح کے اس قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے

دوست اس عورت سے تم نے کیوں نکاح کیا وہ تو بہت بری ہے اس نے تجھ سے پہلے
نوشوہروں کو پہلی ہی خلوت میں مار ڈالا ہے تم کو بھی مار ڈالے گی تب پسر لقمان اس بات
کو سن کے بہت پچھتانے لگا اور مغموم ہوا۔ اس مرد نے اس سے کہا۔ تم کیوں اندیشہ کرتے ہو
کیا سبب ہے وہ بولا میں نے سُنا ہے کہ جو میری بی بی ہے جس سے میں نے نکاح کیا ہے
اس نے میرے آگے نوشوہروں کو پہلی خلوت شب زفاف میں مار ڈالا ہے میں ڈرتا ہوں
شاید کہ مجھ کو بھی ڈالے تب اس پیر مرد نے اس سے کہا کہ تم اندیشہ نہ کرو خاطر جمع سے رہو
میں تم کو ایک حکمت بتلا دوں کا اس کو سمجھو وہ یہ ہے کہ تمہارے پاس جب بی بی شب کو
خلوت میں آوے گی اس وقت تم میرے پاس کسی بہانے سے اُسے وہاں چھوڑ کے آئیو۔ تب
ہم اس کی تدبیر اور علاج کریں گے غرض جب ان کی جورو ان کے پاس شب کو خلوت میں آئی
تب اس نے اپنی جورو نامبارک نوشوہر کشندہ کو کہا کہ تم ذرا بیٹھو۔ اس وقت مجھ کو باہر کچھ کام ہے
میں ہو آؤں۔ یہ کہہ کر اس کے پاس سے نکل کر اس بزرگ کے پاس آیا اس بزرگ نے کہا کہ تم
ایک آتشدان انگاروں کا بھر کر میرے پاس لاؤ۔ تب وہ لایا۔ اور اس بزرگ نے جو سر بار درخت
کے نیچے سے کاٹ لایا تھا۔ اس کو آتش دان میں رکھ دیا۔ اور کہا کہ لے جاؤ۔ تم اپنی جورو سے کہو کہ
ننگی ہو کر اس آتش دان میں اندام نہانی کو سینکے بعد اس کے یہ آتش دان میرے پاس لے
آئیو۔ تب پسر لقمان نے وہ آتش دان لے جا کے اپنی جورو کو دیا۔ اور اُس نے اپنا اندام سینک
لیا۔ بعد اس کے پھر پسر لقمان وہ انگیٹھی لے کر اس بزرگ کے پاس گیا۔ اس نے انگیٹھی
میں دیکھا کہ دو سانپ اس میں جل رہے ہیں۔ تب اس نے کہا کہ جاؤ اپنی بی بی سے فراغت
سے بے خطرہ جماع کرو جس کا ڈر تھا۔ سو دو سانپ اس کی فرج سے نکل پڑے ہیں اگلے شوہر
اسی کے سبب سے مارے جاتے تھے۔ پس پسر لقمان تمام شب اپنی جورو سے ہم بستر رہا
فجر کو باسلامت خلوت سرا سے باہر آیا۔ اور یہ ماجرا سب اہل شہر یہ سن کر بہت خوش ہوئے
پس پسر لقمان نے یہاں سے عزم کیا۔ کہ باپ مدیوں کے پاس جا کے باپ کا روپیہ وصول
کر لاوے۔ تب اس بزرگ سے کہا کہ میں دریا کے کنارے ایک بزرگ کے پاس
جانا چاہتا ہوں۔ کہ اُس کے پاس میرے باپ کا جو روپیہ ہے اُسے

جا کے وصول کر لاؤں اس پیر بزرگ نے کہا میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ تب دونوں آدمی اس مدیون کے پاس گئے وہاں کے لوگوں نے ان سے کہا کہ یہ مدیون مرد مفسد اور دغاباز ہے تم کیوں اس کے یہاں آئے ناحق مارے جاؤ گے تم یہاں سے چلے جاؤ یہ مفسد کسی کا روپیہ دے کر دیتا نہیں آخر ان کی بات نہ مانی اس مفسد مدیون کے پاس جا کے کہا کہ میں لقمان حکیم کا بیٹا ہوں اور اپنے باپ کے حکم سے اپنے باپ کا روپیہ قرض جو تم نے میرے باپ سے لیا ہوا ہے۔ اس کو وصول کرنے کے لئے آیا ہوں وہ مفسد یہ بات سن کر کہنے لگا۔ بہت اچھا تم ہمارے بزرگ زادے ہو۔ آج شب کو یہاں تشریف رکھیے۔ کل جو میرے پاس ہو گا۔ حساب کتاب کر کے دوں گا اس نے کہا کہ میرے باپ کا حکم نہیں یہاں شب کو رہنے کا اور اس بزرگ نے کہا جو اس کے ہمراہ تھے۔ اے لڑکے کچھ پرواہ نہیں چلو آج شب کو وہاں رہ جائیں۔ خدا نے جو قسمت میں لکھا ہے۔ سو ہو گا۔ پس اس بزرگ کے کہنے سے اور اس کی کرامت سے بھی آگاہ تھے۔ اور اس کے باپ نے بھی کہا تھا۔ کہ اپنے ساتھ والے کی بات ماننیو تب شب کو دونو آدمی اس دغاباز مدیوں کے مکان پر رہ گئے جب کھانا کھا چکے اس دغاباز نے ایک مکان لب دریا اس حکمت سے بنایا تھا کہ جو اس مکان میں شب کو سو جاتا تو دریا کا پانی آ کے اس کو ڈبو دیتا۔ ان دونوں کو اسی مکان پر لے گیا سونے کو جگہ دی لقمان کا بیٹا سو گیا اور وہ بزرگ جاگتے تھے رات کو دوپہر کے بعد جو لہر آئی اس مکان پر چڑھ گیا۔ قریب ڈوبنے کے تھے اس بزرگ نے اس کو نیند سے جگا دیا دونوں نیچے کے طبق سے اوپر بالاخانے کے جا کے جس جگہ پر اس دغاباز کے بیٹے سب سو رہے تھے تخت سمیت اٹھا کے نیچے کے طبق میں اپنی جگہ پر لب دریا سلا دیا اور دونوں آدمی اوپر جا کے اس کے بیٹوں کی جگہ پر سو رہے فجر کو وہ دغاباز آ کے کیا دیکھتا ہے کہ اپنے بیٹوں کی جگہ پر بالاخانے میں وہ دونوں مسافر سو رہے ہیں اور اپنے بیٹے سب نیچے کے مکان میں ان دونوں کی جگہ پر پانی میں مردہ پڑے ہیں تب پکار کے کہنے لگا اے افسوس صد افسوس میں نے تمہارے واسطے یہ فریب کیا تھا کہ تم کو مار ڈالوں مگر میں اپنے فریب میں آپ ہی ہلاک ہوا میرے بیٹے سب مارے گئے تب ان دونوں مسافروں نے کہا کہ جو شخص کسی کیلئے بدی کرتا ہے سو اپنے لئے ہی کرتا ہے چنانچہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہے

وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّیءُ اِلَّا بِاَھْلِہٖ ط یعنی نہیں گھیرتا ہے مکر مگر مکر کرنے والوں کو غرض لقمان کے بیٹے نے اپنے باپ کا روپیہ اس دغاباز سے وصول کر کے اور اپنی جورو کو جس سے وہاں نکاح کیا تھا۔ اپنے ہمراہ لے کر معہ اسباب اور اس درویش کے اپنے وطن کی طرف عزم کیا جب پسر لقمان اپنے مکان کے قریب آیا تب اس بزرگ نے یہ بات کہی اے بھائی پسر لقمان تمہارے ساتھ میں اتنے روز رہا تم نے مجھ کو کیا دیکھا میں نیک ہوں یا بد وہ بولا آپ نیک مرد ہیں آپ کی طفیل سے میں نے ایسی ایسی مصیبت سے رہائی پائی خدا آپ کو سلامت رکھے اور اتنا مال داسباب اور عورت نیکبخت میں نے جو پائی ہے صرف آپ کی طفیل اور برکت سے پائی ہے اس درویش نے کہا کہ اگر میرے سبب سے تو نے یہ مال واسباب پایا ہے تو اس سے مجھ کو بھی کچھ حصہ دو اس نے کہا بہت اچھا آدھا لے جایئے میں بہت خوش ہوں درویش بولا تم حصہ کر کے دو وہ بولا نہیں آپ اپنا حصہ تقسیم کر کے لے جائے مجھ کو قبول ہے تب اس پیر مرد نے تھوڑا سا مال اس کی بی بی کے پاس ایک طرف رکھ دیا۔ اور باقی مال ایک طرف رکھ کے اس سے کہا ان دونوں میں سے جو تمہاری طبیعت چاہے لے لو اس نے اپنی بی بی کے پاس جو حصہ تھا اٹھا لیا۔ اور باقی مال بزرگ کو دے کر اپنے گھر کی طرف چلا جب تھوڑی دور گیا پیچھے پھر کے دیکھا تو وہ درویش چلا آتا ہے اور سوال کیا اے لڑکے مجھ کو جو آدھا حصہ مال کا دیئے جاتا ہے اس کا کیا سبب ہے شاید ڈر کے مجھ سے تم دیئے جاتے ہو وہ بولا آپ میرے رفیق شفیق خیر خواہ تھے جناب کی برکت صحبت سے میں نے جورو اور اتنا مال و اسباب حاصل کیا آپ میرے ناصح اور رہنما تھے کتنی مصیبتوں سے آپ نے مجھ کو بچایا اتنا مال میں نے اپنی خوشی سے آپ کو دیا۔ وہ بولا میں تم سے بہت خوش ہوں جو تم نے مجھ کو دیا تم سب پھر لے لو میں نے تم کو دیا اللہ تعالیٰ تم کو مبارک کرے تمہارا مال مجھ کو نہ چاہیے مجھ کو دنیا کے مال وزر سے کچھ حاجت نہیں میں بنی آدم نہیں ہوں تب پسر لقمان نے اس سے پوچھا برائے خدا بتاؤ مجھے تم کون ہو۔ اس نے کہا۔ میں اللہ تعالیٰ کا امین ہوں میں تمہارا نگہبان ہوں اور سب کے واسطے ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دنیا میں یہی کام دیا ہے کہ سب کی بہتری کروں اور تمہارے ساتھ رہا اللہ تعالیٰ

کے حکم سے کہ تمہارے باپ کا مال تم کو دلادیا۔ اور تم کو راہ بتلائی اور تمہارے باپ کے پاس تم کو پہنچایا۔ پس اب اپنے باپ کے گھر سلامت سے جایئے ہیں اب تم سے رخصت ہوتا ہوں سلام علیک پس لقمان اپنی جورو اور مال واسباب سب لے کر بسلامت گھر پہنچا اور اپنے باپ کے قدم بوس ہو کر جو جو حال سفر میں گذرا تھا سب بیان کیا اور بعض تاریخوں میں لقمان کی حکمت کا حال بہت سا لکھا ہے یہاں میں نے مختصر بیان کیا طول نہ دیا

قصہ سلیمان نبی علیہ السلام کا

سلیمان نبی داؤدؑ کے بیٹے اور بطشا بنت حنا کے بطن سے تھے جو بطشا اوریا کی بی بی تھی بعد شہید ہونے اوریا کے اس کو داؤدؑ اپنے نکاح میں لائے تھے کہتے ہیں کہ اُسی کے بطن سے سلیمانؑ ہیں یہ جامع التواریخ میں اور قصص الانبیا سے لکھا ہے سلیمانؑ جب تخت سلطنت پر اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھے۔ انگشتری سلطنت کی انگلی میں رکھی لوگوں کہا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا الخ الاٰية **ترجمہ** اور وارث ہوا سلیمانؑ داؤدؑ کا یعنی نبی اور بادشاہ ہوا باپ کی جگہ اور کہا سلیمانؑ نے اے لوگو سکھلائے گئے ہیں ہم بولی ہر جانور کی اور دیئے گئے ہم ہر چیز سے جو چیز دنیا میں درکار ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عنایت فرمائی تحقیق یہ البتہ دی ہے بزرگی ظاہر جب سلیمانؑ کا تخت نکلتا تھا ہوا پر چلتا تھا۔ تمام پرندہوا کے جھنڈ کے جھنڈ ان کے تخت پر آ کے پروں کا سایہ کرتے تھے اور فوج آدمی کی داہنی طرف اور فوج پریوں کی بائیں طرف اور سب دیو پیچھے کھڑے ہوتے تھے۔ اور وحوش وطیور تمام چپ وراست پیش وپس۔ گرد بگرد حلقہ باندھ کے ان کے ساتھ چلتے تھے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ۔ **ترجمہ** اور اکٹھے کئے گئے واسطے سلیمانؑ کے لشکر جنوں اور انسانوں اور جانوروں سے پس وہ بمثل بمثل کھڑے کئے جاتے ہیں۔ تفسیر میں لکھا ہے کہ سلیمانؑ کا تخت تھا جس پر سب لشکر یا ہوا اس کو لے چلتی شام سے یمن اور یمن سے شام ایک مہینے کی راہ ادھے دن میں پہنچا لائی اور لے آتی چنانچہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا

شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۔ ترجمہ اور مسخر کیا واسطے سلیمان کے باد کو صبح کی سیر اس کی ایک مہینہ تھا اور شام کی سیر اس کی ایک مہینہ اور بہایا ہم نے اس کے لیے ایک چشمہ پگھلے ہوئے تانبے کا اور جنوں میں سے ایک لوگ تھے۔ کہ خدمت کرتے تھے آگے اس کے پروردگار کے حکم سے ترجمہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ اللہ تعالیٰ نے نکال دیا یمن کی طرف سے اس کو سانچوں میں ڈال کر باسن برتن دیگیں بڑی بڑی بناتے تھے لشکر کے موافق کھانا پکتا اور بٹتا تھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۝ پھر ہم نے تابع کی اس کے باد چلتی اس کے حکم سے نرم نرم جہاں پہنچا چاہتا کہتے ہیں کہ جس جگہ مال دفینہ رہتا زمین وہاں کی آواز دیتی اے سلیمانؑ جو کچھ مال مجھ میں ہے اٹھائے جا۔ اپنے کام میں لگا۔ سلیمانؑ نے دیووں کو حکم کیا گنج زمین سے باہر نکالیں اور موتی وجواہرات دریا اور خشکی سے لا کے جمع کئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ترجمہ۔ اور تابع کئے سلیمانؑ کے شیطان ہر ایک عمارت بنانے والے اور غوطہ لگانے والے کہتے ہیں کہ ساری دنیا میں جہاں معلوم کرتے کہ جن ستاتا ہے آدمیوں کو تو سلیمانؑ اس کو قید کر لیتے یا بند کر کے دریا میں ڈال دیتے یا زمین میں دفن کر دیتے بلکہ بعضے دیو اب تک قید میں ہیں خبر میں آیا ہے کہ سلیمانؑ نے ایک مکان عالیشان پر تکلف ایسا بنوایا تھا کہ طول اور عرض اس کا چھتیس کوس تھا۔ اینٹیں اس کی سونے چاندی کی تھیں اور یاقوت زمرد جڑے تھے۔ اس میں سات سو کوشک سات سو حرموں کے واسطے اور تین سو کوشک تین سو بیبیوں کے واسطے بنوائے تھے مفسروں نے لکھا ہے۔ کہ سلیمان ہر شب کو اپنی بیبیوں اور حرموں کے پاس جا کے سب سے جماع کرتے تھے اور ایک جانب ایک مکان عالی شان کے ایک کوشک بنوایا تھا۔ ایسا کہ درازی اس کی بارہ کوس تک تھی ایک کوشک پر آپ کے تخت کا جلوس تھا طول اس کا تین کوس سب ہاتھی کے دانت لعل اور فیروزہ اور زمرد اور مروارید سے مرصع کیا تھا اور گرداگرد اس کے سونے کی اینٹیں لگائی ہوئی تھیں اور چار کونے پر اس کے درخت چاندی اور ڈالیاں اس کی سونے کی اور پتے اس کے زمرد سبز کے لگائے تھے اور ہر ڈالی پر طوطی اور طاؤس بنا کے اس کے پیٹ کے اندر مشک اور عنبر بھرا ہوا تھا

اور خوشے انگور کے و لعل و یاقوت کے لگے تھے اور پیچھے تخت کے اور داہنے بائیں ہزار کرسی سونے چاندی کی لگی تھیں اس پر بڑے بڑے آدمی اور پری سب بیٹھے تھے۔ اور پشت پر ان کے دیو پری غلام سب کھڑے رہتے اور ہر دو جانب تخت کے دو شیر زمرد کے بنائے ہوئے تھے اور دو ستوں یاقوت کے اس پر دو کبوتر سونے کے رکھے تھے۔ کہتے ہیں تخت اور جانوروں کو دیوؤں نے طلسم سے بنایا تھا سلیمانؑ تاج شاہی سر پر رکھ کے جب تخت پر پاؤں رکھتے ان کی ہیبت سے تخت اس وقت حرکت میں آجاتا تھا۔ طاؤس اور طوطی اپنے پر پھیلا دیتے اور اس سے بوئے مشک اور عنبر کی نکلتی اور وہ دو شیر سلیمانؑ کے سامنے سر سے نگون رہتے تھے اور کبوتر اس ستون سے اس ستون پر اڑتے اور بیٹھتے تھے۔ اور حضرت سلیمانؑ اس تخت پر بیٹھ کر تورات پڑھتے تھے تمام پرند ہوا کے تخت کے اوپر معلق ہوا پر ان کے سر پر چھاؤں کرتے تھے۔ اور دیوؤں کو فرماتے تھے۔ کہ بساط فرش زربفت کا بچھادیں اور اس کے کنارے نہریں جاری تھیں۔ اور اس تخت گاہ کے مکان میں کئی محرابیں تھیں۔ عابد سب اس میں عبادت کرتے تھے۔ اور ابر کو حکم کرتے کہ دیگیں بھر بھر کے پانی دیتے جاؤ۔ اور ان کے باورچی خانے میں ہر روز ستر ڈھیر سیاں نمک خرچ ہوتا تھا۔ اور سات سو بوجھ پر مرغ باورچی خانے سے نکال کر پھینک دیتے باوجود اس کے حضرت سلیمانؑ اپنے نعمت خانے سے کچھ نہیں کھاتے تھے خدا تعالیٰ کے حکم سے زنبیل سیتے اس کو بیچ کر اپنے ہاتھ سے آٹا جو کا پیس کے روٹی پکا کے ہر شام کو بیت المقدس میں جا کر کسی مسلمان روزہ دار درویش غریب کو ساتھ لے کر کھاتے تھے اور شکر نعمت خدا تعالیٰ کا بجالاتے اور مناجات کرتے اور کہتے تھے کہ الٰہی میں درویشوں کے شامل درویش ہوں۔ اور بادشاہوں کے ساتھ بادشاہ ہوں۔ اور پیغمبروں میں ایک پیغمبر ہوں یہ تیری نعمت کا شکر کہاں تک بیان کروں:- **بیت**

اگر ہر موئے من باشد زبانم کجا تا شکر ایں نعمت گذارم

الٰہی میں گنہگار ہوں تو اپنا رحم فرما

حضرت سلیمان علیہ السلام کا تمام مخلوقات کی ضیافت کرنا

وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ سلیمانؑ کو مشرق اور مغرب سارے جہان کی سلطنت ملی جناب باری میں عرض کی آلہٰی مجھ کو آرزو ہے۔ کہ ایک دن سارے عالم کی، مخلوقات کے جو کہ تیری آفریدہ ہے۔ جل کفل بن دریا اور خشکی پہاڑ میں انس دیو پری وحش و طیور مور و ملخ چیونٹی مکھی ہوائی کیڑے مکوڑے جتنے ذی روح ہیں سب کی ضیافت کروں بارگاہ ایزدی سے ندا آئی اے سلیمانؑ میں سب کی روزی پہنچاتا ہوں میری موجودات مخلوقات بے انتہا ہیں سب کو تم نہیں کھلا سکو گے حضرت سلیمانؑ بولے خداوندا تو نے مجھ کو بہت نعمت دی ہے تیری عنایت سے سب کچھ ہے اگر تیرا حکم ہو۔ تو میں سب کا طعام تیار کروں جناب باری کا حکم ہوا دریا کے کنارے ایک مقام بڑا وسیع تھا۔ دیوؤں کو حضرت سلیمانؑ نے حکم کیا۔ انہوں نے اس میدان میں جھاڑو دے کر صاف کر کے بچھونا کیا۔ اس میں آٹھ مہینے لگے تھے۔ مشرق اور مغرب سارے جہان سے اس میدان میں کھانے پینے کا سامان و اسباب مہیا کیا گیا۔ اور سات لاکھ دیگ ہر ایک سترگز لمبی چوڑی اور ایک ایک لگن مثل تالاب کے دیوؤں نے تیار کی تھی یہ قصص الانبیاء سے لکھا ہے اور جامع التواریخ بھی لکھا ہے کہ دو ہزار سات سو دیگ مسافت میان دو کنارہ ہر ایک کی ہزار گز اور ہر ایک لگن مثل تالاب کے دیوؤں نے بنائی تھی۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اس آیت کریمہ سے ارشاد فرمایا ہے يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِن مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ ط ترجمہ بناتے تھے سلیمانؑ کے واسطے جو کچھ چاہتا۔ قلعوں سے اور ہتھیاروں سے اور تصویریں اور لگن مانند تالابوں کے اور دیگیں ایک جگہ پڑی رہنے والی کہتے ہیں کہ اس دعوت میں بائیس ہزار گائیں ذبح ہوئی تھیں۔ اور باقی اشیائے ضیافت اسی پر قیاس کیا چاہیئے یہ جامع التواریخ سے لکھا ہے جب کھانا تیار ہوا جن وانس و حیوانات سب کو اس میدان وسیع میں بٹھایا گیا اور ہوا کو حکم کیا کہ بساط تخت سلیمان کا دریا کے اوپر ہوا پر معلق رکھ تاکہ لوگ اس پر نظر کریں اور دیکھیں فی الجملہ اس وقت ایک مچھلی نے پانی سے نکل کر حضرت

سلیمانؑ سے آ کے عرض کی کہ اے حضرت خدا نے مجھ کو بھیجا ہے کہ آج تم نے تمام مخلوقات کا کھانا تیار کیا میں بہت بھوکی ہوں اول مجھ کو کھلا دیجیے حضرت نے کہا ذرا صبر کر سب کو آنے دے ان کے ساتھ جتنا کھا سکے گی کھائیو۔ آسودہ ہو کر جائیو وہ بولی اتنی دیر میں نہیں ٹھہر سکوں گی کہ سب کی انتظاری کروں۔ تب حضرت نے ان سے کہا کہ اگر تو نہیں ٹھہر سکے گی۔ تو کھالے اس میں سے جو چاہے پس جو کچھ کھانا اس میدان میں موجود اس مچھلی نے ایک ہی لقمے میں سب کھا کے اور مانگا اے سلیمانؑ مجھ کو کھانا چاہیئے۔ سلیمان اس کے حال سے متعجب ہوئے اور اس سے کہا اے مچھلی میں نے تمام مخلوقات کے واسطے یہ کھانا تیار کیا تھا تو سب کھا گئی اس سے کچھ نہ ہوا۔ اب اور مانگتی ہے۔ مچھلی نے کہا اے حضرت ہر روز مجھ کو تین لقمے کھانا ملتا ہے یہ جو تم نے تیار کیا تھا۔ یہ تو میرا ایک لقمہ ہوا اور دو لقمے مجھ کو اور چاہیئے۔ تب میرا پیٹ بھرے گا۔ میں آج تمہاری میزبانی میں بھوکی رہی اگر تم کھانا دے نہیں سکو گے تو لوگوں کو ناحق بلوایا تکلیف دی حضرت سلیمانؑ مچھلی کی یہ بات سن کے حیرت میں آ گئے۔ اور بے ہوش ہو گئے بعد ایک ساعت کے ہوش میں آئے اور سر سجدے میں رکھ کے درگاہ الٰہی میں مناجات کر کے روئے اور کہنے لگے الٰہی میں نے قصور کیا نادانی کی اب تیری درگاہ میں توبہ کرتا ہوں میں اس بات سے پس روزی دینے والا مجھ کو اور سارے جہاں کا تو ہی ہے میں نادان مسکین دانا اور توانا تو ہی ہے کہتے ہیں کہ سب خلائق اس دن جوان کی مدعو تھی۔ بھوکی رہی منقول ہے کہ وہ مچھلی یہ تھی کہ ہفت طبق زمین جس کی پشت پر اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ اور اس دن حق تعالیٰ نے زمین کو ہوا پر معلق رکھا تھا۔ اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ دریا کی کل مچھلیاں آ کے اس دن سب کھانا کھا گئیں تھیں اور اکثر علماء کا قول ہے کہ حق تعالیٰ نے ایک دریا کا جانور بھیجا تھا اس نے ایک لقمہ میں وہ سب کھانا کھا لیا تھا۔ تاکہ قدرت اور عجز و ناتوانی سلیمانؑ کی خلائق کو اللہ دکھا دے۔

ملاقات ہونا سلیمانؑ کا چیونٹیوں کے بادشاہ کے ساتھ

ایک دن سلیمانؑ نبی تخت پر بیٹھے ہوئے ہوا پر جاتے تھے جو تخت دیوؤں نے ان کے واسطے

بنایا تھا۔ اور ہزار وزیر ان کی ملازمت میں کرسیوں پر سامنے بیٹھے تھے ان میں ایک وزیر اعظم نام اس کا آصف دیو وہ بھی سامنے تھا۔ اور سب دیو پری شیطان گرد بگرد تخت کے مؤدب کھڑے تھے اور پرند ہوا کے ان کے سر کے اوپر اپنے پروں سے سایہ ڈالے ہوئے تھے۔ اس میں فرشتوں کی تسبیح کی آواز حضرت سلیمانؑ کے کانوں میں آئی سن کر یہ کہتے تھے اے رب تو نے سلیمانؑ کو جیسا ملک وحشم دیا ایسا کسی جن بشر کو نہیں دیا جناب باری نے فرمایا اے فرشتو میں نے سلیمانؑ کو ہفت اقلیم کی بادشاہی دی ہے اور نبوت اور ان کو کبر نہیں اگر ان کو کبر ہوتا تو میں اس کو ہوا پر سے زمین پر پھینک دیتا اور نیست و نابود کر ڈالتا۔ پس سلیمانؑ یہ کلام الٰہی سن کر خدا کی درگاہ میں سجدہ شکر بجا لائے اور ہوا نے تخت کو اس زمین پر لے جا کے رکھا جہاں چیونٹیوں کی بستی تھی جیسا کہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ حَتّٰی اِذَا اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَۃٌ ۔ الآیۃ

ترجمہ یہاں تک کہ جب پہنچے سلیمانؑ چیونٹیوں کے میدان پر۔ کہا ایک چیونٹی نے اپنی سب چیونٹیوں کو بلا کر اے چیونٹیو گھس جاؤ اپنے گھروں میں نہ پیس ڈالے تم کو سلیمانؑ اور اس کا لشکر اور ان کو خبر نہ ہو۔ پس چیونٹیوں کے بادشاہ سے یہ بات سلیمان نے سن کر مسکرا کر کہا۔ کہ یہ بھی اپنی رعیت پر شفقت اور مہربانی کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنْ قَوْلِھَا۔ **ترجمہ** پس مسکرائے سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی بات سے تب اس چیونٹیوں کی بادشاہ کو پکڑ کے اپنی ہتھیلی پر رکھ کے پوچھا اے شاہ مور تم نے اپنے لشکر کو کیوں کہا کہ سلیمان آتا ہے اپنے غاروں میں گھس جاؤ تم نے مجھ سے کیا ظلم دیکھا۔ تب چیونٹی نے کہا۔ اے نبی اللہ ہم نے آپ سے اور آپ کے لشکروں سے کچھ ظلم نہیں دیکھا۔ مگر اس واسطے کہ سہواً آپ کے لشکروں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کے تلے شاید گر کر نہ مر جائیں اور آپ کا لشکر شاید بے خبر ہو احتیاطاً میں نے یہ بات کہی تھی کہ اپنے گھروں میں گھس جاؤ۔ حضرت نے فرمایا کیا تم ایسی شفقتیں ان پر ہمیشہ کیا کرتے ہو۔ وہ بولا اے حضرت ان کی خوشی سے میری خوشی ہے اور ان کی غمی سے مجھ کو غم اور ان کی غمخواری مجھ پر واجب ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان پر اسی واسطے

بادشاہ کیا ہے کہ اگر کہیں ایک چیونٹی زمین پر مر جاوے اس کو وہاں سے اٹھا کر اس کے مسکن پر پہنچاتا ہوں۔ حضرت نے پوچھا۔ کہو تو ہر وقت میرے ساتھ کتنی چیونٹیاں رہتی ہیں۔ کہا چالیس ہزار نقیب ہر نقیب کے ساتھ چالیس ہزار چوبدار ہیں پھر حضرت نے اس سے پوچھا سلطنت تیری بہتر ہے۔ یا میری چیونٹی نے کہا میری بادشاہی بہتر ہے تمہاری بادشاہی سے کیونکہ تمہارے تخت اور بساط کو ہوا اٹھاتی ہے۔ کیونکہ تم اس پر بیٹھتے ہو یہ اتنا تکلف ہے تمہاری بادشاہی میں اس بات کو سن کر سلیمانؑ ہنس کے چیونٹی سے کہنے لگے کہ تم کس طرح جانتے ہو تمہیں کس نے یہ بات کہی شاہ مور نے کہا۔ اے سلیمانؑ اللہ تعالیٰ نے صرف عقل تم کو ہی نہیں دی ہوئی ہے ہم ناتوان کو بھی کچھ عنایت فرمائی ہے اگر حکم ہو تو چند مسئلے آپ سے پوچھوں۔ حضرت نے فرمایا پوچھو کیا پوچھو گے تب شاہ مور نے کہا کہ تم نے خدا تعالیٰ سے یہ سوال کیا تھا۔ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّن بَعْدِي إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ۔ **ترجمہ** کہا اے پروردگار مغفرت کر میری اور بخش مجھ کو ایسا ملک کہ نہ لائق ہو کسی کو میرے پیچھے بے شک تو ہی ہے سب سے زیادہ بخشنے والا تمہارے اس سوال سے بو حسد کی آتی ہے۔ پیغمبروں کو یہ حسد نہ چاہئے کیونکہ خدا مالک ہے سارے جہان کا وہ جسے چاہے بادشاہی دے اور جسے چاہے نہ دے اور یہ نہ کہنا چاہئے۔ کہ اے پروردگار میرے سوا کسی کو بادشاہی نہ دیجیو۔ یہ کہنا پیغمبروں کی شان سے بعید ہے سلیمانؑ چیونٹی کی بات سے کچھ خفا ہوئے۔ چیونٹی بولی اے حضرت راست بات پہ بیزار نہ ہونا چاہئے۔ اور ایک بات آپ سے اور پوچھتی ہوں۔ آپ اس کا بھی جواب دیجئے وہ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو انگشتری آپ کو دی ہے اس کا کیا بھید ہے حضرت نے کہا میں نہیں جانتا ہوں۔ تم کہو کیا بھید ہے۔ اس نے کہا خدا نے تم کو سلطنت دی ہے قاف سے قاف تک وہ سب ایک نگینہ کی قیمت ہے۔ تاکہ تم کو معلوم ہو۔ کہ دنیا کچھ حقیقت نہیں رکھتی اور ہوا کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری تابع کیا ہے اس میں کیا بھید ہے آپ کو معلوم ہے۔ حضرت نے کہا نہیں اس نے کہا کہ تم کو آگاہ کر لیا ہے اس بات سے کہ بعد مرگ کے تمہیں یہ دنیا ہوا جیسی معلوم ہو گی۔ پس سلیمان اس بات کو شاہ مور سے سن کر بہت روئے اور فرمایا کہ تم نے سچ کہا ہے

کہ دنیا ہوا سی ہے پھر چیونٹی نے کہا۔ کہ سلیمانؑ کے کیا معنے ہیں جانتے ہو۔ حضرت نے کہا نہیں وہ بولی سلیمانؑ کے معنے ہیں۔ کہ دنیا کی زندگی میں دل مت لگا۔ ہر وساعت کہ موت قریب ہے حضرت سلیمانؑ نے چیونٹی سے کہا کہ تو بڑی دانا اور عقلمند ہے مجھ کو کچھ نصیحت کر کار نیک بتا چیونٹی نے کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے نبوت اور جہان کی بادشاہت دی لازم ہے کہ تم رعیتوں کی نگہبانی کرو اور عدل انصاف سے رعیت کو شاد رکھو اور ظالم سے مظلوم کی داد لو ہیں بیچاری ضعیفہ ہوں اپنی رعایا کی ہر روز خبر لیتی ہوں بار اٹھاتی ہوں تاکہ کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکے پس سلیمانؑ نے بادشاہ مور سے یہ بات سن کے وہاں سے مراجعت کرنا چاہا شاہ مور نے کہا اے حضرت بغیر کچھ کھائے ہوئے آپ کو یہاں سے تشریف لے جانا مناسب نہیں ہے۔ جو کچھ روزی اللہ تعالیٰ نے ہم کو دی ہے آپ کچھ تناول فرما کے جایئے حضرت نے کہا بہت اچھا۔ تب شاہ مور نے جا کے ایک ران ٹڈی کی حضرت سلیمانؑ کے سامنے لا رکھی۔ تب حضرت سلیمانؑ دیکھ کر ہنسے اور کہا اے شاہ مور مجھ کو میرے لشکر سمیت ایک ران ٹڈی کی کیا ہوگی۔ اس نے کہا حضرت اس ٹڈی کی ران کو آپ کم نہ جانیئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دیکھئے اس میں بہت برکت ہے خبر میں آیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ مع لشکر کے اس ران کو کھا کر آسودہ ہوئے۔ پھر بھی کچھ باقی رہی سلیمان یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئے اور سجدے میں گر کے کہا اے پروردگار قدرت تیری بے انتہا ہے اور عظمت اور بزرگی کے لائق تو ہی ہے۔ اندک را بسیار گردانی و بسیار را اندک:۔

خبر لانا ہُدہُد کا بلقیس شاہزادی کی شہر سبا سے حضرت سلیمانؑ کے پاس

مروی ہے کہ ایک دن حضرت سلیمانؑ تخت پر بیٹھے ہوئے ہوا پر جاتے تھے سب دیو پری آدمی ان کی بساط پر حاضر تھے۔ اور پرند سب اپنے پروں سے ان کے سر پر سایہ ڈالے ہوئے ہوا پر جاتے تھے اس میں حضرت سلیمانؑ کو گرمی آفتاب کی معلوم ہوئی۔ جب اوپر کی طرف دیکھا اور نظر کی کہ سب پرندے حاضر ہیں۔ مگر ہُدہُد کو نہ دیکھا۔ تب فرمایا۔ قولہ تعالےٰ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ۔ ترجمہ۔ اور خبر لی

سلیمانؑ نے اڑتے جانوروں کی بیس کہا کیا ہے مجھ کو کہ نہیں دیکھتا ہوں میں ہُدہُد کو یا ہو رہا وہ غائب البتہ عذاب کروں گا میں اس کو عذاب سخت یا ذبح کروں گا میں اس کو یا لاوے میرے پاس کوئی دلیل ظاہر پس عقاب کو بھیجا ہُدہُد کی تلاش کو عقاب نے جا کے ہُدہُد کو حاضر کیا حضرت نے ہُدہُد سے پوچھا تو کہاں گیا تھا ہُدہُد نے کہا میں ایک خوشخبری لایا ہوں آپ کے واسطے شہر سبا سے۔ **قولہ تعالیٰ** فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ الآیۃ **ترجمہ** بولا ہُدہُد میں لے آیا ہوں خبر ایک چیز کی کہ تم کو اس کی خبر نہ تھی۔ اور آیا ہوں میں تمہارے پاس سبا سے ایک خبر لے کے تحقیق۔ تفسیر میں لکھا ہے سبا ایک قوم کا نام ہے۔ ان کا وطن عرب میں تھا۔ یمن کی طرف اور بعضی روایت میں آیا ہے۔ کہ سبا ایک شہر کا نام ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہُدہُد سے کہا۔ کہ تو وہاں سے کیا خبر لایا ہے اور کس طرح گیا۔ وہاں بیان کر مجھ سے تب ہُدہُد نے کہا۔ یا نبی اللہ فلانے وقت حضور جب تخت سے نیچے اترے تھے اس وقت میں نے ہوا پر اڑ کر دیکھا ایک ہُدہُد کو ہم جنس اپنا ایک دیوار پر باغ کے اوپر بیٹھا تھا میں اس کے پاس گیا تھا اس نے مجھے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو میں نے کہا ملک شام سے اپنے خاوند حضرت سلیمانؑ کے پاس سے آیا ہوں وہ بولا سلیمانؑ کون ہے۔ میں نے کہا وہ بادشاہ ہے جن وانس وحوش وطیور و مور وملخ وجمیع مخلوقات کا اور میں نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو وہ بولا اسی شہر کا ہوں میں نے کہا اس شہر کا نام کیا ہے وہ بولا اس شہر کا نام سبا ہے اور میں نے کہا اس شہر کا بادشاہ کون ہے وہ بولا بلقیس نام ایک عورت ہے وہ اس ملک کی ملکہ ہے اس کے تابع بارہ ہزار سردار قوم ہر ہر سردار کے تابع ایک ایک لاکھ سوار و پیادہ ہر وقت رہتے ہیں چل میرے ساتھ دکھلا دوں تب اس سے میں نے کہا کہ بہت دیر ہوئی ہے حضرت سلیمان کے پاس سے آیا ہوں مبادا اگر بادشاہ اور لشکر کو پانی کی ضرورت ہو تو مجھ کو تلاش کریں گے۔ اس وقت میں حاضر نہ ہوں گا تو مجھ کو سیاست کریں گے کیونکہ میں پانی کے واسطے مقرر رہوں۔ منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے ہُدہُد کو اللہ تعالیٰ نے ایسی بصارت دی ہوئی تھی۔ کہ زمین میں پانی ہوتا یا نہ ہوتا تھا وہ دور سے ہی کہہ دیتا تھا جہاں سلیمان علیہ السلام کا تخت جاتا تھا۔ ہُدہُد کو ساتھ

لے جاتے تھے اور پانی کے واسطے بھیجتے جہاں وہ نشان بتا دیتا تھا۔ سلیمانؑ دیوؤں کو بھیج
کے چاہ و تالاب کھدوا کے وہاں سے پانی منگوا لیتے تھے غرض اس ہُد ہُد نے مجھ کو کہا کہ چلو میرے
ساتھ ملکہ بلقیس دختر شراحیل دیو کو دیکھو۔ شان شوکت اس کی کیسی ہے اور اس کے حسن و
اخلاق دیکھنے سے خوش ہو وگے۔ تب اس کے کہنے سے میں شہر سبا میں گیا وہاں
جا کے بلقیس کو دیکھا اس کا ایک تخت عظیم ہے کہ طول عرض اس کا تیس گز ہے تمام جواہرات
مرصع اور چاروں پائے اس کے یاقوت سرخ اور زبرجد اور زمرد اور لعل کے ہیں اس
پر وہ بیٹھی ہے اور بے دین ہے۔ یعنی آفتاب پرست ہے۔ اور کنواری ہے شوہر
ندارد۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا مجھ کو معلوم ہوا۔ لیکن تو نے کیونکر جانا کہ وہ بے دین ہے
یعنی آفتاب پرست ہے اُس نے کہا **قولہ تعالیٰ** اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ الآیۃ ترجمہ سلیمانؑ سے ہُد ہُد بولا میں نے پائی ہے ایک عورت کہ بادشاہی کرتی
ہے۔ اپنی قوم کی اور دی گئی ہے ہر چیز سے یعنی مال و اسباب حسن و جمال اور اس کا ایک
تخت ہے بڑا دیکھا میں نے کہ وہ اور اس کی قوم سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ تعالیٰ کے سوائے اے نبی
اللہ مجھ کو خلعت دیجئے کچھ نشان آپ کا رہے میرے فرزندوں میں سلیمانؑ نے ہُد ہُد سے
کہا۔ **قولہ تعالیٰ** قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ۔ ترجمہ کہا ہم دیکھیں گے کہ تو
نے سچ کہا ہے۔ یا تو جھوٹا ہے۔ ہُد ہُد نے کہا اے نبی اللہ میں آپ سے جھوٹ نہیں کہتا ہوں
کہتے ہیں کہ ہُد ہُد کے سر پر جو تاج ہے یہ حضرت سلیمانؑ کی دی ہوئی عنایت ہے
اور پھر ہُد ہُد نے حضرت سلیمانؑ سے کہا۔ اس سے بہتر میں خلعت آپ سے چاہتا ہوں
کہ جس میں میری اولاد کی بھ[illegible] حضرت نے فرمایا کہ قصاص کا کام تجھ کو اور تیری اولاد کو میں
نے دیا جا یہ میرا خط بلقیس شہزادی کے پاس لے جا اور اس کو دیدے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے۔ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ الخ الآیۃ **ترجمہ** کہا سلیمانؑ نے لے جا خط میرا یہ اور ڈال دے
ان کی طرف پھر ان کے پاس سے ہٹ آ پھر دیکھ وہ جواب دیتے ہیں تب حضرت نے ایک خط
لکھ کے سر بہ مہر سلیمانی ہُد ہُد کے حوالے کیا۔ وہ خط اپنی چونچ میں لے کر شہر سبا میں بلقیس کے در
پر جا پہنچا کہتے ہیں کہ سلیمانؑ کے مکان سے بلقیس کے مکان تک دس ہزار کوس کا فاصلہ تھا۔ [illegible]

قصر معلے بلقیس کے مسدود پائے اور کھڑکیاں اس کی کھلی تھیں اس کے اندر جاکے خلوت گاہ میں بلقیس کو خفتہ پایا اور اس خط کو اس کی چھاتی پہ رکھ کے چھپ کر وہاں سے آیا بلقیس نے نیند سے اٹھ کر وہ خط مکتوب مختوم بہ مہر سلیمانی اپنی چھاتی پہ پڑا ہوا پایا اور اس کے لانے والے کو معلوم نہ کیا۔ وہاں سے اٹھ کر عجب کچہری لگائی۔ تو اپنے کار پردازوں کو بلا کے اُن سے پوچھا چنانچہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ الخ ترجمہ کہنے لگی بلقیس اے دربار والو میرے پاس ڈال دیا گیا ہے ایک خط عزت والا وہ خط ہے سلیمانؑ کی طرف سے اور وہ ہے شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے رحم کرنے والا کہ زور نہ کرو میرے مقابل اور چلے آؤ میرے پاس مسلمان ہو کر۔ بلقیس نے حضرت سلیمانؑ کا خط پاکر تعظیم و تکریم سے پڑھا۔ خدا کی مہر سے وہ دولت اسلام سے مشرف باسلام ہوئی۔ اور تقدیر آلہی سے سلیمانؑ کی زوجیت میں داخل ہوئی۔ اور خط کا مضمون دریافت کر کے کہنے لگی اپنے ملازموں سے چنانچہ **قولہ تعالیٰ** قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي الخ **ترجمہ** کہا بلقیس نے اے دربار والو۔ جواب دو مجھ کو میرے کام میں۔ میں مقرر نہیں کرتی ہوں کوئی کام جب تک تم حاضر نہ ہو۔ انہوں نے جواب دیا **قولہ تعالیٰ** قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ الخ کہا انہوں نے ہم صاحب قوت اور صاحب جنگ سخت ہیں۔ اور کام تیرے اختیار ہے سو تو دیکھ لے جو حکم کرے بلقیس نے اُن سے کہا کہ مجھ کو سلیمانؑ اسلام کی دعوت کرتے ہیں۔ خط میں لکھا ہے کہ آفتاب پرستی چھوڑ دو اور اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ اگر میں حکم ان کا نہ مانوں۔ تو ساری ولایت میری برباد کر دیں گے۔ چنانچہ **قولہ تعالیٰ** قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً الخ کہا بلقیس نے کہ تحقیق بادشاہ جس وقت داخل ہوتے ہیں کسی [illegible] پر خراب کرتے ہیں اس کو اور کر ڈالتے ہیں وہاں کے سرداروں کو بے عزت اور اسی طرح سے کریں گے اس ملک کو خراب اور کہنے لگی بلقیس **قولہ تعالیٰ** وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ الخ **ترجمہ** تحقیق میں بھیجنے والی ہوں طرف ان کے ہدیہ پس دیکھتی ہوں ساتھ کس چیز کے پھر آتے ہیں بھیجے ہوئے یعنی اگر سلیمانؑ پیغمبر ہے تو اس کے ساتھ لڑنا مناسب نہیں۔ دیکھوں ہدیہ بھیج کر آزمائش کر دوں۔ اگر پیغمبر ہوگا۔ ہدیہ نہ لے گا۔ اور بغیر اسلام کے راضی نہیں ہوگا۔ وزیر نے کہا اے بلقیس

تمہاری جو مرضی میں آوے سو کرو۔ پس بلقیس نے قسم قسم کے ہدیئے اور تحایف حضرت سلیمانؑ کے پاس ایلچی کے ہاتھ بھیجے سلیمان تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہزار وزیر سونے چاندی کی کرسیوں پر ان کی ملازمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور دیو پری ان کے گرداگرد مؤدب کھڑے ہوئے تھے۔ اور ہزاروں پرندہوا کے ان کے سر کے اوپر سایہ دے رہے تھے۔ ہوا نے جلدی سے حضرت کو خبر پہنچائی کہ بلقیس نے بہت سے ہدیئے اور تحائف اور سات اینٹیں سونے کی اور سات اینٹیں چاندی کی اور زربفت کے سات پردے حضور کے پاس نذر بھیجے ہیں۔ جب بلقیس کی طرف سے سلیمانؑ کی طرف رسول آئے۔ سلیمانؑ نے یہ بات سن کے اپنے ملازموں کو حکم کیا۔ کہ بادشاہی دروازے کے سامنے میدان کی دیوار سے سونے چاندی کی اینٹوں سے جو بنی ہے۔ سات اینٹوں سونے کی اور سات اینٹیں چاندی کی اور سات پردے زربفت کے وہاں سے اٹھا کے لے آؤ۔ تب لائے پس بلقیس کے رسول شاہی دروازے کے میدان کی دیوار کے پاس جب آئے دیوار سب سونے چاندی اور حشمت وعظمت دیکھ کے بھوچک رہ گئے۔ اور بولے کہ یہ ہم چند خشت سونے کی سلیمانؑ کی نذر کیوں کر گذاریں گے ہم دیکھتے ہیں کہ سب در و دیوار ان کی بارگاہ کے میدانوں میں سونے چاندی کے ہیں اور ہماری یہ چودہ اینٹیں سلیمانؑ کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہیں۔ اور جس دیوار سے چودہ اینٹیں سونے چاندی کی اور سات پردے زربفت کے کھلوا کے حضرت سلیمانؑ علیہ السلام نے منگوائے تھے۔ جب بلقیس کے رسول وہاں پہونچے وہ دیکھ کے کہا کہ شاید ہم کو چور پکڑنے کے لئے یہاں سے اینٹیں نکال کے فریب کیا ہے غرض بلقیس کے رسولوں نے سلیمانؑ کے پاس آ کے نذر گذاری اور شرطیں خدمت کی بجالائے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَمَّا جَآءَ سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ الخ پس جب آیا سلیمانؑ علیہ السلام کے پاس رسول بلقیس کا بولے سلیمانؑ علیہ السلام کیا تم مدد دیتے ہو میرے تئیں ساتھ مال کے پس جو کچھ مجھ کو دیا ہے اللہ تعالیٰ نے بہتر ہے اس چیز سے کہ دیا ہے تم کو اور جاؤ تم اپنے تحفے سے خوش ہو۔ پھر جاؤ ان کے پاس اب ہم بھیجتے ہیں ان لشکروں کو جن کا سامنا نہ ہو سکے ان سے اور نکال دیں گے ہم ان کو بے عزت کر کے اس شہر سے اور ذلیل ہوں گے پس رسولوں نے

سلیمان سے یہ باتیں سن کے بلقیس کو جا کے کہیں اور حشمت و عظمت نبوت کی ان کو بیان کی وہ بولی سلیمانؑ نبی ہوں گے تو معجزہ دکھاویں کیونکہ دلیل پیغمبری کی معجزہ ہے سو ہمکو دکھاویں تب ہم ایمان لاویں گے ان پر تب بلقیس نے سو لونڈی اور سو غلام سب کو ایک ہی صورت کے لباس پہنا کر اور ٹکڑا یاقوت ناسفتہ کا ڈبیہ میں رکھ کے اور چند مادیاں اسپ ساتھ کرہ کے ملا کے اور ایک شیشہ خالی واسطے امتحان اور امتیاز کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس رسولوں کے ہاتھ بھیجا۔ اور کہا کہ تم جاؤ یہ سب سلیمان کے پاس پہنچا دو۔ اور ان سے کہو کہ آپ ان سب غلام اور لونڈیوں میں امتیاز کر دیں۔ اور یہ شیشہ پانی سے بھر دیں اور نہ وہ پانی آسمان سے برسا ہو۔ اور نہ زمین سے نکلا ہو۔ پھر جلدی چلے آئیو میرے پاس اس کی خبر کر۔ پس رسولوں نے وہ سب لے کر سلیمانؑ کے پاس پہنچایا۔ اور وہ شرطیں جو بلقیس نے کہی تھیں سلیمانؑ سے بیان کیں۔ حضرت سلیمان نے فرمایا سیلابچی آفتابہ لا کر پہلے لونڈی اور غلام کے ہاتھ دھلائے لونڈیوں نے اپنا کف دست دھویا وہ لونڈیاں تھیں اور جنہوں نے سر انگشت دھویا وہ سب غلام تھے اور عورت مرد میں یہی عادت ہے اور دوسرا اعجاز یہ ہے کہ یاقوت چھیدنے کو کیڑے کو حکم کیا۔ کیڑے نے چھید دیا۔ اور تیسرا اعجاز یہ کہ اسپ مادیاں اور کرہ کو پس و پیش بندھوا کے سامنے دانہ گھاس دیا ان میں سے بعضوں میں دانے پر جلدی سر بڑھایا۔ اور بعضوں نے پیچھے پس اسی سے حضرت نے دریافت کیا۔ اور فرمایا کہ جن گھوڑوں نے جلدی سے سر بڑھایا۔ دانے پر سو مادیاں کرہ ہیں۔ اور جن گھوڑوں نے تاخیر کی کھانے میں وہ ناکرہ ہیں۔ بعد اس کے حکم کیا۔ گھوڑوں کو خوب دوڑاؤ۔ اور ان کے پسینہ سے شیشہ بھرا غرض سلیمانؑ نے بلقیس کے سوالات ناشائستہ کو بطریق شائستہ حل کر کے اور اس کے رسولوں کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ پس رسولوں نے بلقیس سے جا کر یہ معجزے اور کرامتیں شرح دار بیان کیں۔ بلقیس نے یہ سن کر اپنے ارکان دولت سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ میں سلیمانؑ کے پاس جاؤں۔ اور اطاعت ان کی قبول کروں۔ تب اسباب سفر کا اس نے تیار کیا سو لونڈی اور لشکر بہت ساتھ لیا۔ تخت اور دولت ہفتم خانے میں رکھ کر ہفت در بند کر کے کنجیاں اپنے ساتھ لیں۔ اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ معتمد الیہ کے سپرد کیں

اَور اِس سے کہا کہ تخت جڑاؤ اَور یہ مدار سلطنت ہے۔ اچھی طرح حفاظت سے رکھیو۔ یہ بات کہہ کر حضرت سلیمانؑ علیہ السلام کی خدمت میں جانے کا عزم کیا ہوا نے جلدی سے جا کے حضرت سلیمان کو خبر دی کہ ملکہ بلقیس شہر سبا سے از خود حضور کی خدمت میں حاضر ہوتی ہے اَور ہوا سے پہلے دیوؤں نے حضرت سلیمان سے قبح بلقیس کی بیان کی تھی کہ اس کی ساق پر بہت بال ہیں۔ اَور وہ کم عقل ہے کیوں کہ ماں اِس کی پری زاد سے ہے اَور پری کی عقل کم ہوتی ہے۔ پس دیو سلیمانؑ سے یہ بات کہہ کر پیچھے ڈرے کہ ہماری یہ بات جھوٹ ہو تو ہم کو عذاب کریں گے۔ اَور سلیمان نے اِن باتوں کو آزمانے کے لئے بلقیس کی آمد کی راہ پر اپنے تخت گاہ کے سامنے حوض بنوا کے اس پر ایک پل شیشے کا تیار کرایا۔ اور مچھلی اَور سرغابی حکمت سے بنا کے اس میں چھوڑیں۔ ایسا کہ پانی پل کے اوپر ظاہر معلوم ہو۔ جب بلقیس اِس پل پر سے آوے گی۔ تو یقین ہے کہ پانی ہی کے دھوکے سے پنڈلیوں کے کپڑے اُٹھائے گی۔ تو پیر کے بال ظاہر ہوں گے۔ یہی حکمت راہ میں کی چنانچہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے قَالَ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا الاٰیة **ترجمه** کہا حضرت سلیمانؑ نے اے درباروالو تم میں کوئی اَیسا ہے۔ کہ لے آوے میرے پاس تخت بلقیس کا پہلے اس سے کہ آوے وہ میرے پاس مسلمان ہو کر۔ کہا ایک دیو نے جنوں میں سے میں لے آؤں گا تمہارے پاس اِس کا تخت پہلے اِس سے کہ تم اٹھو اپنی جگہ سے اَور تحقیق میں البتہ اِس پر زور آور ہوں با امانت اور با امانت اس واسطے کہا کہ اس کے تخت میں جواہر لگے ہوئے تھے۔ بیش قیمت اِدر سلیمانؑ کے وزیر آصف بن برخیا نے کہا کہ اِس سے میں جلدی لاؤں گا۔ تخت بلقیس کا ایک پلک میں چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ۔ الاٰیة **ترجمه** کہا اس شخص نے کہ نزدیک اُس کے تھا علم کتاب کا یعنی اسم اعظم اللہ کا وہ جانتا تھا۔ بولا میں لے آؤں گا۔ تیرے پاس تخت بلقیس کا پہلے اس سے کہ پھر آوے طرف تیری نظر تیری۔ یعنی کسی طرف دیکھنے سے پھر اپنی طرف دیکھے اس کے قبل پھر آصف نے اِسم اعظم پڑھتے ہی ایک پل میں تخت بلقیس کا سلیمانؑ کے پاس لا کر موجود کر دیا۔ بعد اِس کے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ **قوله تعالیٰ** قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا

نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ ترجمہ کہا سلیمان نے روپ بدل دکھاؤ۔ اُس عورت کے آگے اس کے تخت کا ہم دیکھیں سوجھ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے جن کو سوجھ نہیں روپ بدلنا یعنی بلقیس کا تخت جڑاؤ کا تھا۔ وہ جڑاؤ اکھاڑ کر اور قرینہ سے جڑا کیونکہ بلقیس کی عقل آزمانی منظور تھی۔ اور اپنا معجزہ دکھانا۔ اور کار پردازوں نے ویسا ہی کیا۔ غرض بلقیس جب اس حوض مذکورہ کے کنارے پر آئی۔ وہ پل شیشے کا جو طلسم سے بنایا ہوا تھا اس پر نظر پڑی اس کو یقین ہوا شاید یہاں پانی ہے۔ تب پنڈلیاں اپنی کھول دیں اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے معلوم کیا۔ کہ اس کی ساق پر کچھ بال نہیں۔ جانا کہ دیو نے جھوٹ بات کہی تھی۔ کہ اس کی ساق پر بال ہیں۔ اور جب بلقیس سلیمانؑ کے پاس آئی اپنا تخت دیکھا پہچانا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ الخ ترجمہ پس جب بلقیس سلیمان کے پاس آئی۔ کسی نے اس کو کہا کیا ایسا ہے تخت تیرا تب اس نے تخت کے پاس جا کے دیکھا۔ بولی گویا یہ وہی ہے۔ تخت اور ہم کو معلوم ہو چکا آگے سے اور ہم ہو چکے مسلمان اور اس میں بھی معلوم ہوا کہ بلقیس عاقلہ ہے۔ اور کسی نے کہا اس عورت کو اندر چل محل میں۔ پھر جب گئی دیکھا وہاں محل میں پانی ہے کھولی پنڈلیاں اپنی تب سلیمان علیہ السلام نے یہ تو ایک محل ہے جڑے ہوئے ہیں۔ اس میں شیشے تب متحیر ہو کر بولی قولہ تعالیٰ قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ ترجمہ کہا بلقیس نے اے پروردگار میرے تحقیق میں نے ظلم کیا ہے جان اپنی کو اور مطیع ہوئی ساتھ سلیمانؑ کے واسطے خدا تعالیٰ کے جو پروردگار عالموں کا ہے۔ تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان اپنے دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس میں پتھروں کی جگہ شیشے کا فرش تھا۔ دور سے پانی دکھائی دیتا تھا۔ بلقیس نے پنڈلیاں اپنی کھول دیں پانی میں بیٹھنے کو تب حضرت سلیمانؑ نے پکارا کہ یہ شیشوں کا فرش ہے پانی نہیں پس اس کی عقل کا قصور اور عقل کا کمال سلیمان کو معلوم ہوا۔ اور حضرت سلیمان نے جو دیوؤں کی نہ مانی سُنا تھا کہ اُس کی پنڈلی پر بال ہیں بکریوں کی طرح۔ اب معلوم ہوا کہ سچ ہے تب اس کی دوا تجویز کی جس کو نورہ کہتے ہیں وہ پری کے پیٹ سے تھی۔

سلہ یہاں اختلاف روایت معلوم ہوا ہے کہ بلقیس کی ساق پر بال تھے یا نہیں مترجم نے دونوں روایتوں کو نقل کیا ہے ۱۲ مصحح۔

یہ اثر اُسی کا تھا آخر سلیمانؑ بلقیس کو اپنے نکاح میں لائے ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ سلیمانؑ کی تین سو بی بی اور سات سو حرم تھیں سب پر اس کو شرف تھا۔ اور مکان عالی شان پر تکلف بناکے اس میں رکھا ایک دن بلقیس نے کہا اے نبی اللہ آپ ہر روز تخت پہ بیٹھ کے ہوا پر سیر کرتے ہیں گرد عالم کے پھرتے ہیں مجھ کو بھی اپنے ساتھ ایک دن لے چلئے کہ فلانے جزیروں میں جا کے عجیب وغریب تماشا دیکھوں۔ تب سلیمانؑ نے ہوا کو حکم کیا کہ تخت کو اُس جزیرے میں جو سات دریا کے بیچ میں ہے پہنچاؤ تب ہوا نے وہاں پہنچایا۔ بلقیس وہاں کا سبزہ اور آب رواں دیکھ کے بہت خوش ہوئی۔ اور وہاں کے دریائی گھوڑوں کے بازوں میں پر دیکھے وہ سب سلیمانؑ کا تخت دیکھ کے مثال پرندوں کے اُڑ گئے۔ حضرت سلیمانؑ نے حکم کیا دیوؤں کو کہ ان گھوڑوں کو پکڑ لاؤ انہوں نے عرض کی اے نبی اللہ ہم ان گھوڑوں کو نہیں پکڑ سکیں گے مگر سمندون ایک دیو ہے وہ آپ سے باغی ہوکر قعر دریا میں چھپ رہا ہے اگر حضور کا حکم ہو تو اس کو پکڑ لاویں اور جاکے اس سے کہیں کہ سلیمان مر گئے ہیں۔ تم آؤ یہ سنتے ہی وہ ہمارے پاس چلا آوے گا۔ تب اس کو پکڑ کر حضور میں لاویں گے۔ یقین ہے کہ اس کے ہاتھ سے وہ گھوڑے پکڑے جاویں گے تب حضرت نے حکم کیا وہ دیو سب تمام دریاؤں میں جاکے گرد عالم کے سمندوں کو پکارتے اے سمندون سلیمانؑ مر گئے ہیں تم نکل آؤ۔ اور وہ وہ سن کر اس بات کو قعر دریا سے خوش ہوکر نکل آیا۔ پس انہوں نے اس سے کہا۔ کہ اب سلیمان کے عذاب سے ہم نے نجات پائی ہے۔ چاہیئے کہ ہم سب وہاں جاکے اس کی سلطنت میں دخل کریں۔ مزے سے رہیں۔ اور چین کریں یہ کہہ کر جب دونوں میں ملاپ ہوا تب انہوں نے کمند ڈال کر اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر سلیمان کے پاس لاکر حاضر کیا جب سلیمانؑ نے، نظر غضب سے اس کی طرف دیکھا تو سمندون مارے خوف کے کہا کہ یا نبی اللہ مجھ کو ایمان دو میری جان بخشی کرو میں آپ کا فرمانبردار ہوں۔ جو آپ فرماویں گے میں بسر و چشم بجالاؤں گا تب حضرت سلیمانؑ نے فرمایا تو اگر جان بخشی چاہتا ہے تو فلانے جزیرے میں دریائی پرند گھوڑے میرے واسطے پکڑ لا اس نے کہا یا نبی اللہ بغیر کچھ حیلہ وحکمت کے وہ گھوڑے میرے ہاتھ نہیں آویں گے۔ حضرت نے کہا تو کیا چاہتا ہے وہ بولا گھوڑے سب فلانے چشمے سے پانی پیتے ہیں

چند دیو میرے ساتھ کیجئے اس چشمے سے جا کے پانی نکال ڈالیں اور بجائے پانی کے اُس چشمے کو شراب سے بھر دیں تب وہ بمنزلہ پانی کے اس کو پئیں گے اور اس کے پینے سے ان کو نشہ ہوگا۔ اس وقت کمند ڈال کر پکڑ لیں گے۔ اور خدمت میں حاضر کریں گے پس حضرتؑ نے دیوؤں کو سمندوں کے ساتھ کر دیا چالیس گھوڑے وہاں سے جا کے پکڑ لائے اس وقت عصر کا وقت تھا۔ سلیمانؑ گھوڑوں کی لطافت اور خوبیاں دیکھنے لگے۔ یہاں تک کہ نماز عصر جاتی رہی تب اس وقت جبرائیلؑ جناب باری سے عتاب لائے اور کہا۔ اے سلیمانؑ تو دنیا کی مال محبت میں ایسا مشغول ہوا ہے کہ نماز عصر جاتی رہی ہے۔ سلیمانؑ یہ سن کر اسی وقت سجدے میں گئے۔ اور رونے لگے۔ اور استغفار پڑھنے لگے۔ چنانچہ قولہ تعالےٰ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ ۝ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ الایۃ ترجمہ جس وقت کہ روبرو لائے گئے سلیمانؑ کے شام کو خاصے گھوڑے پس سلیمان نے کہا تحقیق میں نے دوست رکھا مال کو اپنے رب کی یاد سے یہاں تک کہ سورج چھپ گیا پردے میں۔ پھر کہا لاؤ ان گھوڑوں کو میرے پاس پس شروع کیا ہاتھ پھیرنا پاؤں اور گردن ان گھوڑوں کی پر مروی ہے کہ حق تعالیٰ نے فرشتے بھیجے آفتاب ٹھہر گیا ڈوبنے نہ پایا یہاں تک کہ سلیمان نے وقت پر نماز عصر کی پڑھ لی۔ تب آفتاب غروب ہوا۔ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ علیہ السلام نے ان گھوڑوں کے پر کاٹ ڈالے پھر ثانیہ پیدا نہ ہوئے اور اسپ تازی انہیں کی نسل سے ہیں۔

جہاد کو جانا سلیمانؑ کا شہر صیدون میں اور مارا جانا بادشاہ صیدون کا

جب بلقیس کے قصہ سے سلیمانؑ نے فراغت پائی تو سمندون دیو سے پوچھا۔ کہ اے سمندون کوئی چیز عجیب و غریب تو نے کسی شہر میں دیکھی ہے وہ بولا اے حضرت میں نے ویسی دیکھی ہے کہ دریائے مغرب میں ایک جزیرہ ہے اس میں ایک شہر عظیم ہے کہ چاروں طرف اس کی دیوار سنگین ہے۔ بلندی اس کی سو گز اس کے اندر بارہ برج ہیں اور ہر برج کے اوپر طبل اور علم دھرا ہوا ہے اور اس حصار کے بیچ میں بڑا ایک میدان ہے۔ اس میں ایک مکان عالی شان ہے کہ سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے۔ اس پر ایک منارہ بلند ہے۔ اور اس منارے پر دو شیر سنگین

اور ایک عقاب بزرگ مثل آدمی کی صورت کے سونے سے بنا ہوا ہے۔ اور ایسی بہت سی صورتیں ہیں میں نے اس کو تک کو جا کے دیکھا تو چار ہزار حجروں میں لونڈیاں صاحب جمال بیٹھی ہیں اور اس کے بیچ میں ایک تخت ہے اور اس پر ایک پری مہ لقا ساتھ ایک چیز برج خستہ کے بیٹھی ہے بعد ایک ساعت کے دختر تخت پر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور وہ چار ہزار لونڈیاں اپنے حجرے میں داخل ہوئیں تب میں نے جا کے ایک لونڈی سے پوچھا۔ اس شہر کا کیا نام ہے اور یہ پری اور وہ دختر کون ہے اور وہ طبل اور علم برج کے اوپر اور وہ دو شیر اور عقاب منارے پر کس واسطے بنا رکھے ہیں یہ سن کے مجھ سے وہ لونڈی بولی کہ تم کس ملک کے ہو۔ اور کہاں سے اس جگہ آئے ہو۔ میں نے کہا کہ دوسرے عالم سے آیا ہوں۔ وہ بولی میں جانتی تھی۔ سوا اس ملک کے اور دوسرا کوئی ملک نہیں۔ اور بولی کہ اس شہر کا نام، صیدون ہے۔ اور وہ پری ہمارے بادشاہ کی بی بی اور وہ دختر بادشاہ زادی ہے اور یہ صورتیں طلسم کی اس واسطے بنائی ہوئی ہیں۔ کہ جب کوئی دشمن غنیم اس جگہ آنے لگے گا تو اس کو دیکھ کر ہم کو آواز دیں گی۔ تب ہمارے بادشاہ کو معلوم ہو گا کہ کوئی دشمن یا غنیم ہمارے شہر میں آیا ہے۔ تب اسی وقت جا کے ان کو مار ڈالیں گے۔ اور وہ جو عقاب ہے یہ ہمارا داعی ہے۔ جب ہمارا وقت عبادت کا ہوتا ہے۔ تو وہ بانگ دیتا ہے تب ہم جا کے بادشاہ کو پوجتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں عَیَاذاً بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ اور وہ دو شیر حاکم منصف ہیں جب اسامی اور فریادی دونوں میں خصومت واقع ہو تو ان دونوں شیروں کے پاس ان کو ہمارے بادشاہ بھیجتے ہیں جو ناحق پر ہے اس کو وہ دونوں شیر پھاڑ ڈالتے ہیں اور کوئی شخص بے راہ نہیں چلتا۔ اور جھوٹ نہیں بولتا ہے۔ اس کا یہ ماجرا ہے۔ پس سمندون دیو سے شہر صیدون کی حقیقت و ماجرا سن کے سلیمان علیہ السلام نے لشکروں کو فرمایا کہ شہر صیدون میں جہاد کو جاؤں گا۔ تب دیو پری لوگ بموجب حکم حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کے گرد آ جمع ہوئے اور ہوا کو حکم کیا۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت جلدی سے شہر صیدون کے پاس پہنچا تب ہوا نے ایسا ہی کیا۔ جب تخت سلیمان کا دور سے نمایاں ہوا۔ وہ طبل و علم سلیمان کا تخت بساط دیکھ کر اس منارے اور برجوں پر سے پکار کر آواز دینے

لگے تب اہل صیدون کو معلوم ہوا کہ کوئی غنیم آتا ہے، چنانچہ سب اہل شہر وسپاہ اور لشکر لیس بلاح آراستہ جنگ کے واسطے شہر سے نکلے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جماعت فوج کی تخت پر بیٹھی ہوئی ہوا پر چلی آتی ہے، یہ دیکھ کر اہل صیدون بولے کہ ہم نے آج تک کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا اور نہیں سنا کہ سوا زمین کے ہوا پر چلے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بادشاہ بہت بزرگ ہے پس سب جنگ گاہ میں اکھٹے ہوئے۔ تب سلیمانؑ نے دیوؤں کو فرمایا، اول تم جاؤ، کافروں سے لڑو۔ دیو سب ان سے لڑنے لگے۔ مردم جزیرہ دیوؤں پر غالب آئے، تب حضرت نے پریوں کو حکم کیا یہ بھی ان سے مغلوب ہوئیں، بعد اس کے آدمیوں کو فرمایا تب دیو و پری و آدمی سب مل کر مردم جزیرہ سے لڑے ان کو زیر کیا اس کے بعد ان کا بادشاہ نکل کے سلیمانؑ کے سامنے لڑنے کو آیا۔ اس پلید کا نام عنکبود تھا، حضرت سلیمانؑ نے ہوا کو حکم کیا ہوا نے مشت خاک اس پلید کی آنکھوں میں ڈال دی۔ وہ پلید اندھا ہو کر گر پڑا شیر نے آکر اس ناپاک کا سر کاٹ کے کھا لیا، اور بعضوں نے کہا ہے کہ ٹڈی آ کے اس پلید کی آنکھیں کھا گئی تھی۔ وہ واصل جہنم ہوا، اور باقی کافروں کو لشکر سلیمان نے مار کاٹ کر دریا میں بہا دیا، اور عنکبود کی بیٹی کہ وہ صاحب جمال تھی، اس کو اور اس کی چار ہزار لونڈیوں کو سلیمانؑ اپنے تخت پر اٹھا کر اور شہر کو ویران کر کے چلے آئے۔ واللہ اعلم بالصواب

مبتلا ہونا سلیمان علیہ السلام کا رنج و عذاب میں بہ سبب بعضی تقصیر کے کہ ان سے سہو ہو گئی تھی

جب سلیمان نے شہر صیدون سے مراجعت کی آنے کے وقت راہ میں اس عنکبود کی بیٹی سے کہنے لگے کہ اے نیک بخت تو ایمان لے آ مسلمان ہو جا وہ بولی میں مسلمان ہوں گی کہ مجھ کو میرے باپ سے ملاقات کراؤ۔ تب سلیمان نے فرمایا کہ تمہارے باپ کو تو میں نے مار ڈالا ہے تم کیونکر دیکھو گی، بہر کیف اس دختر کے کہنے سے سلیمان نے اس کے باپ کا سر لا کے اس کو دکھایا تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑی، بعد ایک ساعت کے ہوش میں آئی اور گریہ وزاری کرنے

لگی سلیمانؑ نے اس کو بہت پیار کیا اور دلداری کی لیکن اس کی خاطر جمع نہ ہوئی آخر الامر وہ دین واسلام سے مشرف ہوئی تب حضرت سلیمانؑ اس کو نکاح میں لائے اور بہت چاہتے تھے۔ ایک دن ابلیس لعین نے صورت آدمی کی بن کر اس دختر سے جاکر کہا کہ اے لڑکی پری زاد کیوں اپنے باپ کی صورت بناکر نہیں پوجتی ہے کہ تیرے باپ کی روح تجھ سے خوش رہے جیسا کہ حیات میں تجھ سے خوش تھا۔ اور خبردار یہ بات سلیمانؑ سے ہرگز نہ کہیو۔ چھپا رکھیو۔ تب وہ دختر شیطان کے سکھانے سے اپنے باپ کی صورت بناکر گھر میں مخفی پوجتی تھی اور دل اپنا شاد رکھتی تھی۔ اسی طرح چالیس دن گذرے اور دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ جب سلیمانؑ نے اس دختر سے کہا کہ تو ایمان لا مسلمان ہو جا تجھ سے میں نکاح کروں گا۔ وہ بولی میں مسلمان ہوں گی اور تمہاری زوجیت قبول کروں گی اس شرط پر کہ آپ حکم دیویں کہ میں اپنے باپ کی صورت بناکر اپنے سامنے رکھوں صورت پرستی سے اپنے باپ کے دل خوش کروں غم مہجوری بھول جاؤں پس چونکہ اس زمانہ میں صورت بنانا شرع میں ممنوع نہ تھا۔ اور سلیمانؑ اپنی بیبیوں سے اس کو زیادہ پیار کرتے تھے اس کو تصویر بنانے کی اجازت دے دی۔ تب وہ اپنے باپ کی صورت بناکے اس کو مخفی پوجتی تھی کہتے ہیں کہ اسی سبب سے سلیمانؑ چند روز بلا میں مبتلا ہوئے تخت اور حکومت سے معزول رہے اور بعضوں نے یوں بھی روایت کی ہے کہ دختر عنکبود نے کہا کہ اے حضرت عید قربان ہے کچھ قربانی کیا چاہیئے ایک ٹڈی مجھے لا دیجئے۔ میں قربانی کروں۔ ٹڈی قربانی کرنا ثواب ہے سلیمانؑ نے فرمایا کہ ٹڈی میں گوشت نہیں ہوتا اس کو ذبح کرنے سے کیا فائدہ ہے اونٹ قربانی کرو۔ اس میں ثواب ہے وہ بولی نہیں میں ٹڈی ہی ذبح کروں گی۔ غرض اس کی یہ تھی کہ جب سلیمانؑ صیدون میں جاکے اس کے باپ سے لڑے تھے ٹڈی آکے اس کے باپ کی آنکھیں کھا گئی تھی وہی بغض اس کے دل میں تھا کہ اس سے مکافات لے اور سلیمان علیہ السّلام کو یہ بات یاد نہ تھی سہواً فرمایا کہ اچھا منگوا کے ذبح کر دو تب اس نے ایک ٹڈی کو منگوا کے عداوۃً ذبح کیا پس سلیمانؑ کی عورت نے یہ دو گناہ کئے تھے۔ کہ اپنے باپ کی صورت بناکے گھر میں پوجتی تھی۔ یہ خبر سلیمانؑ کو معلوم نہ تھی اور دوسرے یہ کہ ٹڈی کو بے گناہ ذبح کیا تھا۔ ان دونوں

معصیت کے سبب سے سلیمان ع چند دن بلا میں مبتلا ہوئے پس اے مومنو یہ بات متحقق ہے
کہ جس نیک مرد کے گھر میں بدعورت ہو اور اپنے شوہر سے چھپا کے گناہ کا کام کرے خواہ علانیہ تو
لازم ہے اور واجب ہے کہ عورت کے گناہ کے باعث اس کے شوہر پر آفت نازل ہوگی اور جان
و مال اس کا ویران ہوگا۔ چنانچہ استاد سعدی علیہ الرحمتہ نے بھی فرمایا ہے :۔ بیت

زنِ بد در سرائے مرد نیکو۔ ہم دریں عالم است دوزخ او۔

اور اللہ تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا
ثُمَّ اَنَابَ ۝ ترجمہ تحقیق آزمایا ہم نے سلیمان ع کو اور ڈال دیا ہم نے اوپر کرسی ان کی کے ایک
دھڑ۔ پھر رجوع کیا۔ سلیمان ع نے لحق۔ پس معاملہ یوں تھا کہ سلیمان ع جب استنجے کو جانے تو
خاتم اپنے ہاتھ سے نکال کے ایک خادمہ حرم کے حوالے کر جاتے تھے کیونکہ اس خاتم پر اسم اعظم
اللہ کا تھا۔ اس لئے استنجے کے وقت ساتھ نہیں رکھتے تھے ایک دن مرضی الٰہی سے ایسا اتفاق
ہوا کہ دیووں میں سے ایک دیو جو نام اُس کا صخرہ تھا اس نے صورت و شکل سلیمان ع کی سی
بنا کے اس خادمہ یمینہ سے جا کے انگوٹھی لے کر اپنی انگلی میں پہن کر تخت پر سلیمان کے جا بیٹھا
اور دیو پری آدمی سب اپنے عہدے پر بدستور سابق جیسا کہ سلیمان ع کی ملازمت میں کھڑے
رہتے تھے ویسے ہی اس کے سامنے سلیمان جان کر سب آ کے حاضر ہوئے اور پرندوں
نے آ کے تخت پر سایہ کیا۔ اور صخرہ احکام حکم کرنے لگا۔ تب حضرت سلیمان ع نے بعد فراغت
استنجے کے اس خادمہ یمینہ سے اپنی انگشتری طلب کی وہ بولی خاتم تو سلیمان ع لے گئے ہیں۔
تم کون ہو۔ حضرت بولے میں سلیمان ع ہوں۔ تم نے خاتم کس کو دے دی ہر چند کہا وہ نہ مانی تب
سلیمان ع اپنے تخت کے پاس جا کے دیکھتے ہیں کہ وہ صخرہ دیو جو ہے تخت پر بیٹھا ہے۔ اور
انگوٹھی ہاتھ میں ہے اور سامنے سب دیو پری آدمی دربار عام میں کھڑے ہیں حضرت سلیمان ع نے
انہوں سے کہا کہ میں سلیمان بن داؤد علیہ السلام ہوں۔ لوگوں نے اُن کی تکذیب کی اور دیوانہ
جان کے چوبداروں نے وہاں سے باہر نکال دیا۔ اور بعضی روایتوں میں یوں آیا ہے کہ حضرت
سلیمان علیہ السلام پر گردش آنے کا یہ سبب تھا کہ ان کی ہزار بیبیاں تھیں ایک دن یوں ارادہ
کیا کہ آج کی شب سب بیبیوں سے جا کے جماع کروں گا۔ تا کہ ہر بی بی ایک ایک بیٹا جنے تو ہزار

بیٹے ہوں گے اور انہوں کو لے کر ہم جہاد کریں گے۔ یہ کہا۔ اور اِنْ شَآءَ اللّٰہُ نہ کہا۔ اپنی بیبیوں
سے جا کے جماع کیا۔ خدا کی مرضی ایسی ہوئی کسی کو حمل نہ رہا مگر ایک عورت کے پیٹ سے آدھا
دھڑ پیدا ہوا تب اِنْ شَآءَ اللّٰہُ نہ کہنے کے سبب نادم ہوئے۔ اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ
ایک آنکھ ایک کان ایک ہاتھ ایک پاؤں کا لڑکا پیدا ہوا۔ القصہ حضرت سلیمان کو جب دیو پری
آدمیوں نے نہ پہچانا۔ تعظیم نہ کی تخت گاہ سے نکال دیا پس وہاں سے نکل کر بیت المقدس میں جا
کے تین دن تک سجدے میں پڑے روتے رہے پھر بے طاقتی سے مارے بھوک کے مسجد سے نکل کر
کسی بنی اسرائیلی کے گھر جا کر کھانے کو مانگا کسی نے ان پر التفات نہ کیا۔ پھر وہاں سے مایوس
ہو کر شہر میں آئے بامید روٹی کمانے کے اتفاقاً یہاں بھی ان کو کسی شخص نے نوکر نہ رکھا۔ پھر
یہاں سے بھوکے پیاسے نکل کر دریا پر گئے۔ مچھلی والوں کو مچھلیاں شکار کرتے دیکھا ان سے
کہا کہ مجھ کو نوکر رکھو۔ ہم تمہارا کام کریں۔ تب ماہی گیر نے دو مچھلیاں دینی ہر روز مقرر کیں۔ اور
نوکر رکھا۔ آخر تمام دن گذرا رات کے وقت دو مچھلیاں پکڑی گئیں۔ یہی دو مچھلیاں مزدوری میں
ان کو ملیں۔ ان میں سے ایک مچھلی بازار میں بیچ کر روٹی مول لی۔ اور ایک مچھلی تل کے
روٹی کے ساتھ کھائی۔ اور شکر خدا کا بجا لائے۔ اسی طرح چالیس دن تک روزی اپنی پیدا
کر کے کچھ آپ کھاتے اور باقی محتاجوں کو دیتے اور تمام رات عبادت میں رہتے اور توبہ
واستغفار کرتے رہتے۔ اور چالیس دن تک صخرہ دیو نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت
پر بیٹھ کے بادشاہی کی۔ مگر آدمی اور پری کو اس کے طور طریق سے کچھ معلوم ہوا تھا کہ یہ دیو ہے
تخت پر بیٹھ کے سلطنت کر رہا ہے یہ سلیمان نہیں مگر یہ راز وہ کسی سے ظاہر نہیں کرتے تھے
اور آصف دیو سلیمان علیہ السلام کا وزیر اعظم بڑا عقلمند وہشیار تھا۔ جس دن سے وہ تخت
پر بیٹھ کر حکم کرنے لگا۔ اسی دن سے آصف دیو اس بات کا متلاشی اور متردد ہوا۔ کہ آج چالیس
دن سے یہ شخص تخت پر بیٹھ کے جو حکومت کرتا ہے، یہ کون ہے۔ یقین ہے کہ یہ سلیمان
نہیں آخر آصف نے سلیمانؑ کی بیبیوں سے جا کے پوچھا کہ آج سلیمان علیہ السلام کہاں
ہیں تمہارے پاس تشریف لاتے ہیں یا نہیں۔ وہ یمینہ خادمہ کہ جس کے ہاتھ سے حضرت
سلیمانؑ علیہ السلام اکثر کام لیتے تھے وہ بولی کہ آج چالیس دن ہوئے ہیں۔ کہ ہم

حضرت سلیمانؑ کو نہیں دیکھتے ہیں۔ ہمارے پاس تشریف نہیں لاتے اور خاتم بھی مجھ کو نہیں دیتے شاید کہیں تشریف لے گئے ہوں گے یا نوع دیگر ہوا ہوگا۔ پس آصف نے یہ سن کر بمینہ سے کہا کہ بہت اچھا میں ابھی معلوم کرلیتا ہوں۔ اس وقت چالیس آدمی توریت خواں کو بلا کے تخت گاہ میں لے جا کے توریت سب کے ہاتھ میں پڑھنے کے لئے دی جب توریت پڑھنے لگے وہ صخرہ دیو جو تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ کلام الٰہی سن کر تخت پر ٹھیر نہ سکا۔ آخر وہاں سے الگ ہو کر اس تخت پہ سے ایک کنارے پر جا بیٹھا پھر وہاں بھی ٹھیر نہ سکا وہاں سے بھی بھاگا اور وہ خاتم سلیمانؑ کی دریا میں ڈال کر چلا گیا۔ مرضی الٰہی سے ایک دن سلیمانؑ ان مچھلی والوں کی نوکری بجالا کے تھکے ماندے دریا کے کنارے سو رہے تھے کہ ایک سانپ آ کے ایک شاخ سبز منہ میں لے کر ان پہ ہوا کر رہا تھا۔ ایک مچھیرے کی بیٹی صاحب جمال تھی پھر روز اپنے باپ کا کھانا دریا کے کنارے پر لایا کرتی تھی۔ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو دریا کے کنارے سوتا ہوا دیکھا کہ ایک سانپ ان پر ہوا کر رہا ہے وہ دختر بالغہ تھی۔ یہ حال دیکھ کر اپنے باپ سے جا کر کہا اے بابا جان مجھ کو اس شخص سے بیاہ دو تو بہتر ہے سوا اس کے میں دوسرے کسی سے بیاہ نہیں کروں گی۔ تب اس کے باپ نے کہا وہ تو میرا نوکر ہے۔ نوکری کر کے کھاتا ہے تجھے اس سے کیوں کر بیاہ دوں لوگ کیا کہیں گے وہ بولی اس سے اگر میرا بیاہ نہ ہو تو میں کسی سے بیاہ نہیں کروں گی۔ تب وہ ماہی گیر اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر سلیمانؑ کے پاس گیا۔ حضرت سوتے تھے اس کے آنے کی آہٹ سُن کے جاگ اٹھے اس نے حضرت سے کہا کہ آپ کو میں اپنی بیٹی سے بیاہ دوں گا۔ تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں آپ کا نوکر ہوں نوکری کر کے کھاتا ہوں۔ روزمرہ دو مچھلیاں اُجرت کی حضور سے ملتی ہیں انھیں کھاتا ہوں خوراک اور مہر آپ کی بیٹی کا کہاں سے دوں گا۔ وہ بولا میری بیٹی آپ سے مہر نہیں چاہتی اور کھانے کو میں دوں گا میرا ذمہ ہے آخر سلیمان علیہ السلام نے قبول کیا اور اس کے ساتھ اس کے مکان پر جا کے اس کی بیٹی سے نکاح کیا۔ توبہ استغفار کر کے خدا تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوئے فی الجملہ اس صخرہ دیو نے جو انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی دریا میں ڈال کے بھاگا تھا اس انگشتری کو ایک مچھلی نگل گئی ۔۔۔۔ تھی اور تمام مچھلیاں دریا

کی اس خاتم کے سبب سے مچھلی کے مطیع فرمان ہو رہی تھیں۔ دوسرے دن سب ماہی گیر حضرت سلیمانؑ کو لے کر اس دریا میں جہاں انگشتری صخرہ دیو نے ڈالی تھی وہاں مچھلی کے شکار کو گئے خدا کے حکم سے وہ مچھلی جس نے انگشتری حضرت کی نگلی تھی وہ جال میں پکڑی گئی پس مچھیرے نے اس مچھلی کو اور دو مچھلی لا کے حضرت سلیمان کی اجرت دی پس سلیمان نے ان تینوں مچھلیوں سے دو مچھلیوں کو بیچ ڈالا۔ اور ایک مچھلی اپنی بی بی کے حوالے کی صاف کرنے کو جب اس نے اس کا پیٹ چیرا تو وہ خاتم حضرت سلیمان کی اس کے شکم سے نکل پڑی اس کی روشنی سے سب گھر میں اجالا ہو گیا۔ مچھیرے کی بیٹی یہ عجوبہ دیکھ کر بے اختیار پکار اٹھی۔ سلیمان نے اس وقت خاتم اپنی پہچان کر ہاتھ میں اپنے پہن لی اور مرغان ہوا آکر سر پر سایہ فگن ہوئے۔ اور دیو پری آدمی جمیع خلق ان کی ملازمت میں بدستور سابق آکر سب حاضر ہوئے اور باد نے تخت لاکر موجود کر دیا۔ تب سلیمان نے اپنی بی بی ماہی گیر کی بیٹی سے کہا کہ میں سلیمانؑ بن داؤد علیہ السلام ہوں اور تمام احوال اپنا اول سے آخر تک بیان کیا اور اس وقت ہوا کو حکم کیا کہ تب ہوا نے حضرت کو تخت سمیت اپنے خاص مکان پر پہنچا دیا۔ اور ملازمان جتنے تھے سب نے آکے حضرت کے سامنے دربار عام میں حاضر ہو کر نذریں گذاریں۔ پس سلیمانؑ اپنے محل میں جا کے اس صیدونیہ عنکبو ولعین کی بیٹی کو کہ جس کو ملک صیدون سے لا کے اپنے نکاح میں لاتے تھے وہ اپنے باپ کی صورت بنا کے گھر میں مخفی پوجتی تھی اس واسطے اس کو اور اس کی چار ہزار لونڈیوں کو کاٹ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلا دیا۔ اور جادوگری کی کتابیں جو روز ہزیمت عنکبو ولعین کے صخرہ دیو اس شہر صیدون سے لوٹ لایا تھا۔ اور اس جادو کے سبب سے اس نے سلیمان علیہ السلام کی خاتم ان کی خادمہ یمینہ سے لے کر چالیس دن تک سلطنت کی تھی اور حضرت کو دکھ میں ڈالا تھا اس کتاب کو بھی پارہ پارہ کر کے ڈال دیا۔ کہتے ہیں کہ ان ٹکڑوں سے ایک ٹکڑا ہندوستان میں پہنچا تھا۔ اسی سے لوگ اب تک جادوگری کرتے ہیں۔ بعد اس کے سلیمانؑ نے صخرہ دیو کو ہر چند طلب کیا نہ پایا آخر دیوؤں کو حکم کیا۔ انہوں نے عرض کی یا نبی اللہ صخرہ دیو سمندر کے بیچ میں جا کے آپ کے خوف سے چھپ رہا ہے۔ بغیر کچھ حیلہ کئے اس کو وہاں سے پکڑ نہیں لا سکتے ہیں۔ اگر حضور کا حکم ہو تو کچھ جھوٹ بات بنا کے اس کو کہیں تو البتہ وہاں سے حضور میں لا سکیں گے۔ تب حضرت نے فرمایا اچھا جاؤ

تب دیو جا کے سمندر کے بیچ میں جا کے پکارتے تھے کہ اے صخرہ تو کہاں ہے باہر نکل آ سلیمانؑ مر گئے وہ یہ سن کر سمندر کے بیچ میں سے نکل آیا۔ تب اس کو دیوؤں نے گرفتار کر کے سلیمانؑ کے پاس حاضر کیا چالیس دن حضرت نے اس کو عذاب و سیاست میں رکھا بعد اس کے شکنجے میں پتھر کے ڈال رکھا۔ کہتے ہیں کہ اب تک شکنجے میں ہی پڑا ہے اور قیامت تک پڑا رہے گا۔ پس سلیمانؑ نے کئی برس تک سلطنت کی اور بیت المقدس کو جو داؤد نے بنایا تھا اس کو اور بڑھا کے بنوایا دیوؤں کو حکم کیا کہ دیواریں اس کی سنگ سفید سے بناؤ۔ تب بموجب ارشاد ان کے دیوؤں نے ویسا ہی بنایا اور ستون اس کے چالیس گز لمبے سنگ مرمر سے بنائے اور کواڑ دروازوں کے آبنوس کے لگائے ایک دروازہ کا نام باب داؤد اور دوسرے کا نام باب طوبیٰ اور تیسرے کا نام باب رحمت اور چوتھے کا نام باب نبی العربی آخرالزمان رکھا اور چھت ساج کی لکڑی سے بنوائی تھی اور دیواریں اس کی سونے سے زراندودہ کی تھیں اور مسجد میں قندیلیں چاندی کی لگائی تھیں۔ اور ہر قندیل میں تیل کی جگہ لعل شب چراغ تھا اس کی روشنی سے سب روشن ہوتا تھا اور گندھک سرخ سے قندیلوں کو ترکیب دیا تھا کہ تین کوس تک شعاع اس کی روشنی کی جاتی تھی کہتے ہیں کہ وہی گندھک سرخ کیمیا ہے وہ سلیمانؑ کو اللہ تعالیٰ نے عنایت کی تھی۔ قصہ کوتاہ ایک دن سلیمانؑ گنبد کے دروازہ پر جو شیشے سے بنایا ہوا تھا اپنا عصا ٹیکے کھڑے تھے کہ خدا کے حکم سے ملک الموت آ حاضر ہوئے سلیمان نے ان سے پوچھا تم میری ملاقات کو آئے یا روح قبض کرنے کو ملک الموت نے کہا میں تمہاری روح قبض کرنے کو آیا ہوں۔ حضرت نے کہا بہت اچھا مجھ کو ذرا پانی پینے کی مہلت دے۔ ملک الموت نے کہا اب میں دیر نہیں کر سکتا ہوں۔ خدا کا حکم نہیں ہے۔ پس جیسا کہ حضرت سلیمانؑ عصا ٹیکے کھڑے ہوتے تھے اسی ہیئت پر جان ان کی قبض کر لی گئی خبر میں آیا ہے کہ اسی طرح ایک برس تک سلیمانؑ کی لاش بے جان عصا کے ٹیکے سے کھڑی تھی اور بعض روایت میں آیا ہے کہ دو مہینے تک ان کی موت کی خبر کسی کو نہ ہوئی دیو سب ایک برس تک بیت المقدس کا کام سرانجام کرتے رہے۔ یہاں تک کہ عصا ان کا گھن کھا گیا اور لاش زمین پر گر پڑی تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اتنے روز تک بے جان کھڑے رہے تھے۔ بعد اس کے تخت ان کا ہوا پہ اڑ گیا۔

آدمیوں کی نظروں سے غائب ہوا اور جن سب تاسف کرتے ہوئے چلے گئے اس میں حکمت حکیم علی الاطلاق کی یہ تھی کہ جن غیب دانی سے فخر کرتے تھے کہ ہم کو غیب کی بات معلوم ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے آزمایا کہ اگر وہ غیب کی بات جانتے تو سلیمان علیہ السلام کی موت کی خبر ان کو ہوتی اور ذلت میں نہ رہتے پس خدا تعالےٰ کی مرضی یہی تھی کہ جنوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے مرنے کی خبر نہ ہو اور نہیں تو وہ سب چلے جاتے۔ مسجد بیت المقدس کی تیار نہ ہوتی بے مرمت رہ جاتی۔ چنانچہ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖ الخ ترجمہ پس جب تقدیر کی ہم نے موت اس پر نہ خبردار کیا ان کو مرنا ان کا مگر کیڑا کھاتا رہا اس کا عصا۔ پس جب گر پڑا اب معلوم کیا جنوں نے کہ اگر وہ خبر رکھتے غیب کی بات کی تو نہ رہتے بیچ ذلت وتکلیف کے اور دوسری روایت ہے کہ سلیمان علیہ السلام جنوں کے ہاتھ سے بیت المقدس بنواتے تھے جب معلوم کیا کہ موت آپہنچی ہے تب جنوں کو عمارت کا نقشہ بتا کر آپ شیشے کے مکان میں دروازے بند کر کے بندگی میں مشغول ہوئے۔ بعد وفات کے برس دن تک جن مسجد بناتے رہے جب مسجد پوری ہو چکی جس عصا پر سلیمانؑ ٹیک کے کھڑے تھے گھن کے کھانے سے گر پڑا تب سب پر وفات سلیمانؑ کی معلوم ہوئی اور جو جن آدمیوں سے علم غیب کا دعوےٰ کرتے تھے سب کے سب قائل ہوئے یہاں تک تھا قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا۔ واللہ اعلم بالصواب

قصہ حضرت نبی عُزَیر علیہ السلام کا!

خبر میں آیا ہے کہ بخت نصر ایک بڑا بادشاہ کافر تھا۔ شرق سے غرب تک اس کی بادشاہت تھی، قوم بنی اسرائیل پر غالب ہوا، شہر بیت المقدس کو خراب کیا اور توڑ ڈالا اور بنی اسرائیل کو ذلیل اور مقید کیا جب عزیر نبی ان پر مبعوث ہوئے بعد مدت کے اس شہر کی طرف گئے تو شہر کو خراب و ویران دیکھا بہت تعجب اور تاسف کیا اور کہا یا اللہ یہ شہر پھر کیوں کر آباد ہوگا۔ دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ اتنے میں خدا تعالےٰ کے حکم سے وہیں جان ان کی قبض ہوئی پھر سو برس کے بعد اللہ نے ان کو زندہ کیا اور اس شہر کو آباد دیکھا۔ چنانچہ حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ

وَہِیَ خَاوِیَۃٌ ترجمہ یا مانند اس شخص کے کہ گذرا ایک شہر پر اور وہ شہر گرا پڑا تھا۔ اپنی چھتوں پر وہ بولا کیوں کر زندہ کرے گا۔ اس کو اللہ تعالیٰ بعد مرنے اس کے کے پس مار رکھا اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے سو برس پھر جلایا اس کو اللہ تعالیٰ اور کہا تو کتنی دیر رہا وہ بولا میں رہا ایک دن یا دن سے کچھ کم خدا تعالیٰ نے فرمایا نہیں بلکہ تو رہا سو برس اب دیکھ اپنا کھانا اور پینا کہ نہیں سڑا اور دیکھ اپنے گدھے کو اور تجھ کو ہم نمونہ کیا چاہتے ہیں لوگوں کے واسطے اور دیکھ ہڈیاں کس طرح جوڑا تے ہیں ہم ان کو پھر پہناتے ہیں ان کو گوشت پھر جب اس پر ظاہر ہوا۔ بولا میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے یہ قصص الانبیاء سے لکھا ہے۔ اور تفسیر میں لکھا ہے کہ بخت نصر ایک کافر بادشاہ تھا۔ بنی اسرائیل پر غالب ہوا۔ شہر بیت المقدس کو خراب کیا تمام لوگ بندی میں پکڑے گئے تب حضرت عزیر بنی اسرائیل پر مبعوث ہوئے۔ اس شہر پر گذرے دیکھا۔ تعجب کیا کہ یہ شہر پھر کیونکر آباد ہوگا خدا تعالیٰ کے حکم سے ان کی روح اسی جگہ قبض ہوئی۔ پھر سو برس کے بعد وہ زندہ ہوئے ان کا کھانا اور پینا پاس دھرا تھا۔ اسی طرح اور سواری کا گدھا مرکر ہڈیاں اسی طرح دھری تھیں۔ پھر گدھا ان کے روبرو خدا تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہوا۔ اور اسی سو برس میں بنی اسرائیل قید سے خلاص ہوئے اور شہر بیت المقدس پھر آباد ہو گیا۔ اور حضرت نے زندہ ہو کر آبادہی دیکھا۔ تب سجدے میں گرے اور توبہ استغفار کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پھر جب ظاہر ہوا۔ بولا میں جانتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ سب پر قادر ہے۔ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔

قصہ زکریا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا!

خبر میں آیا ہے کہ زکریا علیہ السلام داؤد پیغمبر کی اولاد میں سے تھے۔ اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ ارمیا کی اولاد میں سے تھے اللہ نے ان کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں برگزیدہ کیا تھا۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا ۝ یہ مذکور ہے تیرے رب کی مہر کا اپنے بندے زکریا پر جب پکارا اس نے اپنے پروردگار کو پکارنا آہستہ یعنی دل میں دعا کی یا پکارا اکیلے مکان میں چھپ کر پکارا اس واسطے کہ بوڑھی عمر میں بیٹا مانگتے تھے۔ اگر نہ ملے تو لوگ ہنسیں گے۔ جب بوڑھے ہوئے۔ سر سجدے میں رکھ کر فرزند کے واسطے پکارا قولہ تعالیٰ

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا الخ ترجمہ۔ کہا زکریا نے اے پروردگار میرے تحقیق سست ہو گئی ہیں ہڈیاں میری اور شعلہ مارا سر نے بڑھاپے سے یعنی بال سفید ہو گئے سر کے اور تجھ سے مانگ کر اے رب میرے میں بدنصیب نہ رہا اور تحقیق میں ڈرتا ہوں بھائی بندوں سے اپنے پیچھے اپنی موت کے برگشتہ نہ ہوں اور میری بانجھ ہے پس بخش تو میرے واسطے اپنے نزدیک سے ایک ولی کہ وارث ہو میرا اور وارث ہو اولاد یعقوب کا اور کر اس کو پسندیدہ اے پروردگار میرے پس زکریا کی دعا خدا تعالیٰ نے قبول کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قرآن مجید میں یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ یَحْیٰی الخ ترجمہ اے زکریا ہم خوشخبری دیتے ہیں تیرے تئیں ایک لڑکے کی کہ نام اس کا یحییٰ ہے نہیں کیا ہم نے پہلے اس نام کا کوئی شخص۔ زکریا بولے اے رب کہاں سے ہو گا مجھ کو لڑکا اور عورت میری بانجھ ہے۔ اور میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ یہاں تک کہ اکڑ گیا کہا فرشتوں نے یوں ہی فرمایا ہے تیرے رب نے کہ مجھ پر آسان ہے اور تجھ کو بنایا پہلے اس سے اور تو نہ تھا کچھ چیز۔ کہا زکریا نے اے رب میرے ٹھیرا دے مجھ کو کچھ نشانی کہا رب نے نشانی تیری یہ ہے کہ بات نہ کر سکے تو لوگوں سے تین رات دن چنگا بھلا۔ پس زکریا نے تین رات دن تک بات نہ کی اور بعد نو مہینے کے یحییٰ پیغمبر علیہ السلام پیدا ہوئے اور چار برس تک یحییٰ باہر نہیں نکلے تھے لڑکوں کے ساتھ نہیں کھیلے اور ماں ان کی کہا کرتیں۔ اے بیٹا کیوں نہیں باہر لڑکوں میں جا کر کھیلتے ہو۔ وہ بولے اے میری اماں جان خدا نے مجھ کو کھیلنے کے لئے نہیں پیدا کیا جس لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے وہی راہ لیا چاہیئے۔ یہ کہتے تھے۔ اور رات دن روتے تھے۔ زکریا نے خدا تعالیٰ سے عرض کی کہ اے رب میرے میں نے تجھ سے ایک ولی چاہا تھا۔ تو نے عنایت کیا تاکہ میں خوش ہوں اب رات دن کے رونے سے اس کے مجھ کو چین نہیں پڑتا اور غم مجھ کو زیادہ ہوا۔ جناب باری نے فرمایا اے زکریا مجھ سے تو نے ایک صالح بیٹا چاہا تھا۔ اور میں نے تجھ کو ویسا ہی دیا ہے کہ وہ میری اطاعت کرے میں ایسے بندے کو پیار کرتا ہوں کہ شب و روز میری محبت میں رویا کرے اور میرے عذاب سے ڈرا کرے۔ اور سوا میرے کسی سے امید نہ رکھے۔ یہ سن کر زکریاؑ شکر خدا بجا لائے۔ اور بنی اسرائیل کو وعظ نصیحت کرتے رہے۔ ایک دن کہنے لگے کہ میرا بیٹا یحییٰ اگر یہ بات بہشت دوزخ کی سنے گا۔ تو اور بھی روئے گا۔ اور سب بنی اسرائیل

حضرت زکریاؑ کا وعظ سُن رہے تھے۔ اور یحییٰ وہاں گوشے میں بیٹھے ہوئے چپکے سنتے تھے۔ اِن سب کو معلوم نہ تھا۔ اور زکریا بہشت اور دوزخ کا وعظ کہہ رہے تھے۔ چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ۭ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۭ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ۔ ترجمہ اور دوزخ پر وعدہ ہے ان سب کا اُس دوزخ کے سات دروازے ہیں نیک اعمال والوں پر بانٹے ہوئے ہیں شاید بہشت کا ایک دروازہ زیادہ ہے کہ بعضے لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاویں گے بغیر عمل کے باقی عمل کے دروازے برابر ہیں اور جو پرہیزگار ہیں باغوں میں ہیں اور ندیوں میں اللہ تعالےٰ فرمائے گا جاؤ اس میں سلامتی سے خاطر جمع سے رہو۔ جب یہ نصیحت و وعظ خوف ورجا کا یحییٰ نبی نے گوشے میں بیٹھ کر اپنے باپ سے سنا۔ آہ مار کے اُٹھے۔ اور وہاں سے نکل کر پہاڑوں کی طرف چلے گئے۔ سات رات دن پہاڑوں پر روتے پھرتے رہے اور ماں اُن کی پہاڑوں میں جاکے سات دن تک اُن کو ڈھونڈتی رہی کہیں اِن کو نہ ملے بعد سات دن کے ایک شبان نے اُن کی خبر دی کہ تمہارا بیٹا تمام دن پہاڑوں میں روتا پھرتا ہے اور شب کو فلانی غار میں جاکر رہتا ہے یہ کیا باعث ہے ان کی ماں نے یہ بات سنتے ہی ان پہاڑوں میں جاکے تمام دن اس غار کے پاس بیٹھی رہیں جب شام ہوئی یحییٰ علیہ السلام نے اس غار کے پاس اپنی ماں کو دیکھا چاہا کہ بھاگیں۔ ماں ان کی رو رو کے کہنے لگیں اے بیٹا ذرا ٹھیر جا مجھ سے بات کر رونا موقوف کر کس واسطے روتا ہے مجھ سے کہو۔ وہ بولے اے ماں میری کیونکر خاموش رہوں۔ دوزخ کی بات مجھ کو یاد پڑتی ہے مجھ کو یہ خوف آتا ہے کہ نہ جانوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو کہاں لے جاکے رکھے میں وحشت میں پڑا ہوں آخر کیا ہوگا۔ بہر صورت ان کی ماں ان کو سمجھا کے پہاڑ سے ان کو اپنے مکان پر لائیں اور عمران کی اس وقت سات برس کی تھی مسجد میں جاکے گوشہ نشینی اختیار کی عبادت میں مشغول ہوئے اور قوم بنی اسرائیل نے ایک فساد برپا کیا بے شرع چلنے لگے ہرچند کہ حضرت زکریا علیہ السلام ان کو وعظ نصیحت کرتے تھے چونکہ شقاوت ازلی تھی۔ وہ مردود کچھ نہیں سنتے تھے۔ بلکہ حضرت زکریا علیہ السلام کو مارنے کا قصد کیا۔ حضرت نے ان ظالموں کے ہاتھ سے نکل کر ایک درخت کے پاس جاکر پناہ لی۔ وہ درخت بولا اے نبی اللہ آپ میرے پیٹ کے اندر

گھس آیئے یہ کہہ کر درخت از خود پھٹ گیا زکریا اس کے اندر گھس گئے اور وہ مردود سب تعاقب کرتے ہوئے درخت کے پاس گئے بہت ڈھونڈھا آخر نہ پایا حیرت میں آ گئے۔ اور بولے ابھی یہاں زکریا کو دیکھا تھا۔ کہاں غائب ہو گیا۔ یہ کہہ رہے تھے۔ کہ اتنے میں شیطان مردود نے آکر ان کو بتا دیا۔ اور کہا زکریا اس درخت کے اندر گھس گیا ہے۔ دیکھو شگاف اس کا اب تک مٹا نہیں تب ان مردودوں نے آرہ لا کر اس درخت کو سر سے پاؤں تک چیر ڈالا جب حضرت کے سر مبارک پر آرہ جا لگا تو حضرت اُف کر اُٹھے اور فوراً جبرائیلؑ نازل ہوئے اور حضرت سے کہا اے زکریا خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر تو اُف کرے گا تو صابر پیغمبروں کے دفتر میں تجھ کو داخل نہ کروں گا۔ کیونکہ تو نہیں جانتا ہے کہ خدا سارے جہان کا پناہ دہندہ ہے کیوں تو نے اس درخت سے پناہ مانگی تھی۔ اب درخت سے ہی پناہ اور مدد مانگ وگرنہ تو صبر کر اس بلا سے پس زکریا نے سر پر آرہ لگنے سے اُف نہ کیا۔ اور جان بحق تسلیم کی یہ خبر یحییٰ کو پہنچی کہ کافروں نے زکریا کو اس درخت کے اندر آرے سے چیر ڈالا یحییٰ علیہ السلام نے سن کے کہا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

قصہ یحییٰ پیغمبر علیہ السلام کا

کہتے ہیں کہ یحییٰ پیغمبر علیہ السلام اپنے والد کی وفات کے بعد بھی بہت دن مسجد کے اندر عبادت میں مشغول رہے اور بنی اسرائیل میں بلکہ نام ایک عورت تھی۔ شوہر اول کی طرف سے ایک بیٹی اس کی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ شوہر ثانی کا اپنی بیٹی سے نکاح کرے اور سب بنی اسرائیل اس کی بات پر متفق تھے۔ اور یحییٰ کو بھی سب نے بلایا۔ کہ موافق شرع شریف کے اس کے شوہر ثانی سے نکاح پڑھا دیں یحییٰ نے کہا۔ کہ تمہارے شوہر کا نکاح درست نہیں۔ تب ملکہ نے غصہ ہو کر اپنے شوہر سے یہ بات کہی کہ یحییٰ منع کرتے ہیں۔ کہ دختر ربیبہ سے نکاح کرنا درست نہیں ہے۔ وہ اس شہر کا بادشاہ تھا۔ حکم دیا کہ اس کو باندھ کر میرے پاس لاؤ۔ تب بموجب اس کے حکم کے کافروں یحییٰ علیہ السلام کو اسی طرح سے حاضر کیا تو وہیں جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ اور فرمایا اے یحییٰ اگر تم حکم کرو تو اس شہر کو غارت کردوں۔ حضرت یحییٰ نے کہا اے جبرائیلؑ میری تقدیر میں یہی لکھا ہے۔ کہ میں

اس کے ہاتھ سے مارا جاؤں وہ بولے ہاں تب یحییٰ نے کہا۔ رَضِیْتُ بِقَضَآءِ اللّٰہِ تَعَالٰی ترجمہ
راضی ہوں میں اللہ تعالیٰ کی قضا سے آخر اس بادشاہ مردود نے یحییٰ کو مار ڈالا جب سر
مبارک تن سے جدا کیا پھر کہا اے بادشاہ اپنی جورو کی بیٹی سے نکاح درست نہیں فرشتوں
نے یہ حال دیکھ کر جناب باری میں عرض کی کہ یا الٰہی یحییٰ نے کیا گناہ کیا تھا کہ اس طرح مارے
گئے۔ حق جل شانہ نے فرمایا اے فرشتو وہ میرا دوست ہے میں نے اس کو اپنے پاس بلا لیا۔
انہوں نے عرض کی الٰہی اپنے دوست کو اس طرح مارتے ہیں ندا آئی اے فرشتو میری خلق میں
مشہور ہے کہ دشمن کو مارنا اور دوست کو بچا رکھنا چاہیئے کیونکہ دشمن سے ضرر کسی کو نہ پہنچے اور دوست
سے نفع ہو۔ اور میں خدا سارے جہان کا ہوں۔ دوست کو مارتا ہوں اور دشمن کو پالتا ہوں۔ تاکہ
تاکہ میری مخلوق کو معلوم ہو کہ نہ دوست سے مجھ کو نفع ہے۔ اور نہ دشمن سے مجھ کو ضرر۔ جب
یحییٰ نے جان بحق تسلیم کی تب اس ملکہ کافرہ نے اپنی بیٹی کا اپنے شوہر سے نکاح کر دیا بعد
اس کے اس پر غضب الٰہی نازل ہوا کسی کام کو چھت پر گئی ہوا نے اس کو اڑا کے میدان میں
پھینک دیا وہاں شیر صحرائی موجود تھا۔ دفعتہً اس کو پکڑ کر پھاڑ کر پارہ پارہ کر کے کھا گیا اور واصل
جہنم ہوئی۔ بعد اس کے اس کا شوہر پلید مع قوم اپنی کے غضب الٰہی سے جہنم رسید ہوا۔

قصہ جرجیس پیغمبر علیہ السّلام کا

کہتے ہیں کہ جرجیس پیغمبر ملک شام میں فلسطین ایک جگہ ہے وہاں ان کی سکونت تھی۔ اور اس
ملک میں ایک بادشاہ بت پرست تھا۔ نام اس کا دادیانہ تھا۔ اس ملعون نے ان کو شہید کیا۔
تفسیر میں لکھا ہے کہ ہزار بار مارا ہزار بار زندہ ہوئے۔ سبب اس کا یہ تھا۔ کہ دادیانہ پلید حضرت عیسیٰؑ
کے کئی برس آگے تھا۔ بت بنا کر زر و جواہر سے سجا کے اور مشک و عنبر سے معطر کر کے سجدہ کرتا۔ اور
لوگوں سے سجدہ کرواتا تھا جو شخص سجدہ نہ کرتا۔ اس کو آگ میں ڈال دیتا۔ خدائے تعالےٰ
نے جرجیسؑ پیغمبر کو شہر فلسطین میں بھیجا تاکہ اس ملعون کو خدا تعالےٰ کی طرف ہدایت کرے
اور راہ بتاوے پس جرجیسؑ نے جا کر خدا تعالےٰ کی طرف اس پلید کو دعوت کی اور کہا اے
دادیانہ بت پرستی چھوڑ دے خدا تعالےٰ ارض و سما کی عبادت کر جو کہ دانا و بینا و خالق و رازق

سارے جہان کا مالک ہے وہ بولا اے جرجیس اگر تیرا خدا ہے تو کیوں تجھ کو تیرے خدا نے دولت دنیا سے محروم رکھا ہے ہم کو تو ہمارے خدا نے سلطنت دی ہے۔ اور سب کچھ ہم کو حاصل ہے۔ تو کیوں غریب رہا۔ پس آپ نے فرمایا کہ دنیا کی دولت و زندگی کو بقا نہیں جس کو ہمیشہ بقا و مدام ہے وہ دولت اچھی ہے۔ اُس کے امیدوار ہم ہیں۔ اُس پلید نے کہا کہ وہ کون چیز ہے۔ حضرت نے فرمایا وہ نعمت بہشت ہے۔ جس میں دکھ محنت نہیں ہمیشہ سرداری ہے۔ اور بے زوال ہے حضرت نے جب ایسی ایسی باتیں اس کو سنائیں پلید نے کہا کہ اِس کو دار پر چڑھا کہ اینٹ پتھر اور رشانہ آہنی سے اس کا گوشت پوست نکال کر ہڈیاں آگ میں جلا دو۔ پس کافروں نے ویسا ہی کیا کہ آگ میں ڈال دیا پھر حضرت نے اس کے اندر سے پکار کے کہا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پھر اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات دی پھر جرجیس نے اے لوگو کہو۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ پھر اس ملعون نے کہ چھ میخیں لوہے کی گرم کر کے ایک کے سر میں مارو۔ کہ مغز اس کا نکل پڑے اور ایک سینے پر اور باقی چار ہاتھ پاؤں میں زمین پر گرا کر مار کے رکھ دو پس کافروں نے ویسا ہی کیا۔ اور جان اس کی قبض ہوئی۔ پھر خدا تعالیٰ کے حکم سے فرشتے آئے اور میخیں اٹھائیں اور جی اٹھے ایک سرموان کو صدمہ نہ پہنچا پھر کہا اے کافر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ کہو بت پرستی چھوڑ دو۔ اور خدا تعالیٰ کو پوجو یہ سن کے پھر ملعون نے گندھک اور گھی ملا کے جرجیس کو دیگ میں رکھ کے چولھے پر چڑھا دیا۔ جب روغن اور گندھک جوش میں آیا خدا تعالیٰ کے فضل سے فوارہ چشمے کا چولھے کے اندر سے پھوٹ نکلا۔ دیگ سرد ہو گئی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک بال پر حضرت کے صدمہ نہ پہنچا۔ سلامت دیگ سے نکل آئے۔ یہ حال دیکھ کر پھر پلید نے کہا اے جرجیس تجھ کو اتنے عذاب میں میں نے ڈالا کچھ تجھ پر اثر نہ ہوا حضرت نے کہا اے ملعون جس نے آسمان کو بے ستون اور زمین کو پانی پر رکھا کیا اس سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ تیرے عذاب سے مجھ کو بچا دے فضل و کرم سے نگاہ رکھے وہ رب العالمین ہے یہ سن کر وہ پلید ڈرا کہ مبادا خلق اس پر جمع ہو کر۔ ملک میرا چھین لے پھر میخیں ان کے چاروں ہاتھ پاؤں میں مار کر قید میں ڈال رکھا اور ایک پتھر چالیس جوانوں نے لا کے حضرت کے پیٹ پر رکھ دیا جب شب ہوئی۔ تو خدا تعالیٰ کے حکم سے فرشتے آئے پتھر اور میخیں اٹھائیں اور کھانا

پانی ان کو کھلا کے خدا کی طرف سے پیغام وسلام کہا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ سات برس
تک تم مبتلا رہو گے۔ مصیبت اٹھاؤ گے۔ اس پر تم کو صبر کرنا ہے۔ اور شاکر رہنا ہے۔ بعد
اس کے شہید ہو گے پس صبح کو جرجیس اٹھ کے اس بادشاہ پلید کے پاس گئے۔ اس نے
پوچھا۔ تم جرجیس ہو۔ حضرت نے کہا ہاں میں جرجیس ہوں۔ اس پلید نے کہا تم کو کس نے
اس بلا سے خلاص کیا۔ حضرت نے فرمایا آسمان وزمین کے خالق نے مجھ پر رحم کیا۔ پھر مردود نے
اپنے پلیدوں سے کہا۔ کہ اسے لے جا کے آرے سے چیر ڈالو۔ تب کافروں نے حضرت
کو آرے سے دو ٹکڑے کر کے شیروں کے سامنے ڈال دیا۔ شیر ان کو دیکھ کے سر جھکا کے
آداب بجا لائے۔ اور گرد ان ان کے نگہبان ہو رہے تھے۔ رات کو پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کو
زندہ کیا۔ اور فرشتوں کے ہاتھ کھانا پینا بھیجا۔ اور کہا کہ جرجیس کو میری طرف سے جا کے
سلام کہو۔ کہ کل کے روز تمام کافر عیدگاہ میں جاویں گے تم وہاں جا کے سب کو اللہ تعالیٰ
کی طرف دعوت کرو۔ پس جرجیسؑ نے خدا تعالیٰ کے فرمانے سے فجر کو ان کے پاس جا کے
خدا تعالیٰ کی طرف دعوت دی۔ کافروں نے کہا حضرت سے کہ تم کو پارہ پارہ ٹکڑے ٹکڑے
کر کے کل میدان میں ڈالا تھا۔ تعجب ہے کہ تم وہاں سے کس طرح زندہ ہو آئے ہو۔ حضرت
نے کہا۔ اسی طرح میرا رب عدم سے وجود کرتا ہے اور وجود سے معدوم اور مجھ کو زندہ کیا اور
تمہارے پاس بھیجا۔ تم کیوں نہیں ایمان لاتے ہو۔ واجب ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ کافروں
نے کہا ہم کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ تیرا سارا کھیل جادو کا ہے تو ہماری آنکھیں جادو سے بند کر دیتا
ہے۔ ہم نہیں سمجھتے تب اس پلید نے سارے جادوگروں کو اکٹھا کر کے ان سے کہا کہ تم اپنے
جادو سے یا کسی حکمت سے جرجیس کو مار سکو گے تو ہم تم کو بہت دولت دیں گے اور خوش
کریں گے انہوں نے کہا اے جہاں پناہ آپ خاطر جمع سے رہیئے۔ ہم ابھی اس کو دفعہ
کرتے ہیں۔ وادیانہ نے کہا تم کس طرح اس کو مارو گے مجھ کو بتاؤ۔ پس ان میں سے ایک سردار
جادوگر نے کہا اے جہاں پناہ آپ ہم کو ایک گائے منگا دیجئے ہم آپ کو دکھائے دیتے
ہیں۔ تب بادشاہ گمراہ نے ایک گائے ان کو منگا دی۔ انہوں نے گائے کے کان میں منتر
پڑھ کے پھونکا فوراً وہ گائے دو ٹکڑے ہو کر دو بیل بن گئے اور دونوں سے زمین پر ہل جوتنا

اور گیہوں ڈالی اور وہ گیہوں اُگ کر بڑی ہوئی پھر فوراً پختہ ہوئی تب اس کو کاٹ لیا اور آٹا پیس کر روٹی پکا کر کھائی پس وادیانہ لعین یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہا کہ تم جرجیس کو مار سکو گے۔ تب ایک پیالہ پانی کا منگوا کر اس پہ جادو سے دم کیا۔ اور جرجیس کو پینے کو دیا۔ آپ بسم اللہ پڑھ کر ایک دم میں پی گئے تب جادوگر نے حضرت سے پوچھا کہ صاحب کیا معلوم ہوا حضرت نے کہا میں بہت پیاسا تھا تم نے ٹھنڈا پانی دیا۔ میں پی کر ٹھنڈا ہوا جی بھر گیا۔ خدا تمہارا بھلا کرے پس سردار جادوگر نے کہا جو پانی میں نے تم کو پینے دیا۔ یہ اگر اور کوئی پیتا تو اب تک اس کا پتہ بھی نہ ملتا۔ اب معلوم ہوا مجھ کو کہ تم بڑے ساحر ہو سحر سازی میں تم سے ہم پہنچ نہیں سکیں گے پس اس میں اور شہرت ہو گئی۔ کہ جرجیس بنی اسرائیلوں میں بڑے کامل ہیں ایک دن ایک عورت نے ان کے پاس آ کے کہا اے حضرت میں بڑھیا فقیرنی ہوں ایک گائے میری تھی اس کا دودھ بیچ کے میں زندگانی حاصل کرتی تھی۔ وہ مر گئی اب مجھ پر فاقے گذرے ہیں آپ خدا کے پاس میرے لئے دعا کریں۔ میری گائے جی اٹھے تو میں اُس سے زندگی حاصل کروں تب حضرت نے اس سے کہا۔ کہ اس گائے کی ہڈیاں ایک جا جمع کر کے یہ میرا عصا لے جا کر اس پر مار کر کہو۔ کہ اے گائے خدا کے حکم سے اُٹھ کھڑی ہو۔ اسی وقت خدا کے حکم سے اٹھ کھڑی ہو گی۔ تب بڑھیا نے حضرت کے فرمانے سے ویسا ہی کیا۔ اور خدا کے حکم سے وہ گائے جی اُٹھی ویسی ہی ہو گئی۔ پس یہ معجزہ اور کرامت لوگوں میں مشہور ہوئی۔ ایک دن ایک شخص کہ وہ بادشاہ کے مقربوں میں سے تھا قوم اپنی سے کہنے لگا۔ اے لوگو جو جو کرامت عجیبہ جرجیس سے تم نے دیکھی ہے اس سے تم کو کچھ معلوم ہوا وہ کیسا ہے۔ اور وہ کون ہے مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی برحق ہے قوم نے اس سے کہا۔ اے صاحب ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو تو جرجیس کے جادو نے لے لیا۔ اور راہ سے بھٹکا دیا۔ اب تم سے گئے گذرے اس نے کہا۔ کہ نہیں مجھ کو اللہ تعالےٰ نے راہ بتائی ہے۔ اور میں طرف اس کی ہوا یہ کہہ کر ایمان لایا۔ اور چار ہزار آدمی اس کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ اور اس ملعون وادیانہ بادشاہ نے ان سب مسلمانوں کو مروا ڈالا۔ اور سب شہید ہوئے۔ اور پھر اس مردود کے لشکر میں سے ایک مردود نے کہا کہ اے جرجیس تیری نبوت کی کیا دلیل ہے۔ ہم کو دکھا۔ تب ہم تجھ پر ایمان لادیں گے۔ اور تیرے خدا کو مانیں گے۔ تب حضرت نے فرمایا کہ تم کیا معجزہ دیکھا چاہتے ہو وہ بولا کہ ہم جس کرسی پر بیٹھے ہیں۔ اگر تو سچا نبی ہے۔ تو اپنے خدا سے کہہ۔ کہ اس۔

کرسی کی چار لکڑیوں سے چار درخت مختلف الجنس پیدا ہوویں، اور ڈالی پتے اس میں لگیں اور میوے پھلیں ہم کھاویں تب ہم جانیں گے کہ تو سچا نبی ہے، حضرت نے کہا کہ یہ تو میرے خدا کی قدرتوں میں سے ادنیٰ بات ہے، تب جرجیسؑ نے حق تعالےٰ سے دعا مانگی اور ویسا ہی ہوا مگر پھر بھی ان کافروں نے انکار کیا اور نہ مانا، اور کہا کہ تو بڑا جادوگر ہے ہم تیری بات کو نہیں سنیں گے۔ بعد اس کے بادشاہ ملعون نے ایک صورت گائے عظیم البطن تانبے سے بنا کر اور اس کے اندر روغن نفط اور روغن عرعر اور گندھک بھر کے جرجیس کو اس کے اندر ڈال کر آگ لگا دی خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ اس دن جھڑی طوفان آندھی آئی اور بجلی کڑکنے لگی، کئی دن تک اندھیرا رہا لوگوں کو تمیز دن رات کی نہ رہی لوگ گھبرا گئے، اور میکائیل کو حکم ہوا۔ تو اس نے آکر اس گائے کو زمین پہ پٹک مارا اور جرجیس اس کے پیٹ کے اندر سے سلامت نکل آئے، پھر کافروں سے جا کے کہا اے کافرو خدا تعالےٰ سے ڈرو اور اس پر ایمان لاؤ اور کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جُرْجِیْسُ نَبِیُّ اللّٰهِ کہو کافروں نے کہا اے جرجیس ہماری قوم بہت مری ہے تم اگر اس کو جلا سکو گے، تب ایمان لاویں گے، جرجیس نے کہا یہ تو ہمارے خدا تعالیٰ کی ادنیٰ قدرتوں کی بات ہے، اس نے ایک کن کہنے سے سارے عالم کو پیدا کیا، ان مردوں کو زندہ کرنے میں کتنی دیر ہے، پس حضرت نے گورستان میں جا کے دعا کی اور ہڈیاں مُردوں کی مٹی ہو گئی تھیں، خدا کے حکم سے اور ان کی دعا سے اس دن بارہ ہزار مردے زندہ ہو کر قبروں میں سے اٹھے اور انہوں کے بیچ میں ایک شخص جو نام اس کا نوفل تھا حضرت نے اس سے پوچھا کہ اے شیخ تم کو مرے ہوئے آج کتنے برس ہوئے اور تمہارا ملت و دین کون سا تھا وہ بولا میں نے دین اپنا بت پرستی پر چھوڑا تھا اور میرے مرنے کو آج چار ہزار برس ہوئے ہیں اے حضرت ہر روز زندگی ہوتی ہے بہت عذاب میں ہوں پھر ایک بڑھیا عورت آئی ساتھ ایک لڑکا لے آئی اور بولی اے حضرت یہ میرا بیٹا اندھا اور گونگا اور لنگڑا اور بہرہ ہے آپ اس بے چارے کے حق میں دعا کریں کہ یہ اچھا ہو جاوے، تب حضرت نے آب دہن اپنا اس کی آنکھوں میں لگا دیا، وہ بینا ہو گیا، اور کان میں دعا پھونکی، تب شنوا ہوا، اور باقی دو علتیں رہیں، بڑھیا نے کہا اے حضرت اس کو بھی اچھا کر دیجئے، تب حضرت نے فرمایا زبان اور پاؤں دونوں باقی رہیں، خدا چاہے

تو مجھے اچھا کروں گا۔ پس وہ بڑھیا کافرہ تھی ایمان لے آئی اور مسلمان ہو گئی اور بادشاہ دادیانہ کو
خبر پہنچی اور اس خبر کے سنتے ہی جرجیس کو اس بڑھیا کے گھر میں قید رکھا اور کھانا پینا بند کیا۔ اس
وقت وہ بڑھیا گھر سے نکل کر کہیں باہر کو گئی تھی اور اس کے گھر میں ایک ستون لکڑی کا تھا۔ حضرت
کی دعا سے وہ ستون تازہ درخت ہوا۔ شاخیں نکلیں اور ہزار طرح کے میوے دنیا کے
اس میں پھلے اور بڑھیا نے گھر میں آ کے دیکھا۔ وہ ستون لکڑی کا تازہ ہوا دیکھا اور اس
میں طرح طرح کے میوے پھلے ہیں۔ یہ دیکھتے ہی متعجب ہوئی اور یقین کامل ہوا کہ جرجیس
نبی برحق ہے۔ دادیانہ مردود نے یہ سن کر اس بڑھیا کے گھر کو کھدوا ڈالا اور اس درخت کی طرف
جب نظر کی فوراً وہ درخت میوہ دار ستون خشک جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اور حضرت جرجیس کو زمین
پر لٹا کے میخیں آہنی چاروں ہاتھ پاؤں میں ماریں اور سر مبارک کو شکنجہ آہنی میں کھینچا اور حضرت
جان بحق تسلیم ہوئے اور لاش جلا کے خاک کر کے دریا کے درمیان ڈال دی۔ پیچھے
ایک آواز غیب سے آئی۔ چنانچہ اُن کافروں نے بھی سُنی۔ اے دریا خدا تعالے کے حکم سے اس
جسم مبارک کو تو اپنی حفاظت میں مسلم سوکھے پر ڈال دے اسی وقت دریا نے سلامت وجود اُن
کا سوکھے پر ڈال دیا۔ کافروں نے یہ دیکھ کر تعجب کیا اور کہا کہ دیکھو جرجیس کے خدا نے جرجیس کو
پھر زندہ کیا پھر جرجیس اُن کے ساتھ خدا کی مہر سے آئے اور کافروں نے ان سے کہا اے جرجیس
تو ہمارے بت کو سجدہ کر اور اس کے نام پر جانور چڑھا۔ حضرت نے کہا میں ہرگز یہ فعل نہ کروں گا اور ان
پلید کافروں نے یہ سن کر غلط اور الٹا جانا کہ جرجیس نے سجدہ بت قبول کیا۔ اور دادیانہ نے بھی
یہ بات سن کر حضرت جرجیسؑ کے سر چشم کو بوسہ دیا اور کہا کہ آج ہمارے یہاں رہو۔ کچھ کھاؤ پیو
اور آرام کرو۔ تم کو میں نے بہت رنج دیا۔ تم نے بہت تکلیف اٹھائی۔ پس جرجیس اس دن دادیانہ
کے مکان پر جا کر نماز عشاء کی پڑھ کے توریت با آواز خوش پڑھنے لگے اور مردود دادیانہ کی جورو
پر اللہ کی مہر ہوئی اور کلام ربانی سن کر رونے لگی۔ اور جرجیس علیہ السلام پر ایمان لا کر مسلمان ہوئی
اور یہ بات شہر میں غلط شہرت پکڑ گئی کہ جرجیس نے دولت کے طمع سے بت کو سجدہ کیا۔ نعوذ باللہ
من ذالک پس وہ عورت بڑھیا جو اوپر مذکور ہے اپنے بیٹے کو لے کر پھر حضرت کے پاس آئی اور
بولی اے حضرت یہ لڑکا میرا گونگا ہے اور لنگڑا ہے آپ اس کو اچھا کر دیجئے۔ تب حضرت

نے اس لڑکے کو بلایا اور کہا کہ اے لڑکے اس نے جواب دیا لبیک یا نبی اللہ زبان اس کی کھل گئی۔ پھر حضرت نے فرمایا اے لڑکے تم جاؤ بت خانہ میں میری طرف سے بتوں کو جاکر کہدو کہ جرجیس نبی تمہیں بلاتا ہے۔ تب وہ لڑکا اٹھا اور وہیں پاؤں اس کے درست ہوئے اور بت خانے میں گیا۔ اس میں ستر بت تھے۔ ان میں سے بڑے کا نام ناقلون تھا اس کو کہا کہ جرجیس نبی تم کو بلاتے ہیں۔ خدا کے حکم سے اٹھو۔ میرے ساتھ چلو بت یہ سن کر سرنگوں ہو کر بت خانے سے سب باہر نکل آئے اور حضرت کے سامنے سر اطاعت کا زمین پر رکھا۔ تب حضرت نے ان کے سروں پر ٹھوکریں ماریں۔ سب بتوں کو زمین کے نیچے دھنسا دیا۔ اور یہ سب حقیقت دیکھ کے دادیانہ پلید کی جورو اپنی قوم سے بولی اے لوگو جرجیس کے خدا سے تم گناہ اپنے بخشواؤ۔ اور پناہ مانگو ایمان لاؤ۔ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو بتوں کی طرح خاک میں مل جاؤ گے۔ دادیانہ پلید نے اس سے کہا کہ اے بی بی آج ستر برس سے وہ جرجیس دلائل اور آیات اور معجزے ہم کو دکھلاتا ہے اس پر ہم ایمان نہیں لاتے ہیں۔ اور تم ایک دن کے معجزے سے ان پر ایمان لائی ہو۔ وہ بولی اے صاحب تم اپنی شقاوت ازلی سے ایمان نہ لائے شقی رہے اور مجھ کو سعادت ازلی لکھی ہیں اسلام سے مشرف ہوئی۔ پس یہ سُن کے دادیانہ نے اس کو اسی دار پر کھینچا جس دار پر کہ جرجیس کو کھینچا تھا پس وہ نیک بخت بہشتی ہوئی جان بحق تسلیم ہوئی۔ بعد اس کے جرجیس نے رونے مبارک اپنا بسوئے آسمان کر کے کہا۔ یارب تو دانا بینا ہے۔ آج سات برس سے میں تکلیف اٹھاتا ہوں تو نے کہا تھا کہ سات برس تک تم کافروں سے تم رنج و محنت اٹھاؤ گے اور صبر کرو گے پس وعدہ پورا ہوا اب صبر نہیں کرسکتا ہوں کافروں کے ہاتھ سے بہت عاجز ہوا مجھ میں طاقت نہیں مجھ کو شہادت نصیب کر شہیدوں میں داخل کر اور ان کافروں پہ عذاب نازل کر اور جو تجھ پر ایمان لائے ہیں ان پر رحمت نازل فرما پس حضرت جرجیس علیہ السلام نے جب دعا سے فراغت حاصل کی ایک آتش غضبناک آسمان سے نازل ہوئی۔ بجلی کڑکی اور ان کافروں پر گری۔ یہ دیکھ کہ حضرت پر انہوں نے تلوار ماری کہ ان کی دعا سے یہ عذاب نازل ہوا۔ پس حضرت جرجیس علیہ السلام نے اپنے حسب دلخواہ درجہ شہادت پایا۔ وہ دن سہ شنبہ کا تھا۔ کہ آسمان سے آتش نازل

ہو کر شہر کے سارے کفاروں کو جلا دیا۔ اور وہ سب جہنم میں جا بسے ان میں سے تیس ہزار آدمی جو ایمان لائے تھے وہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بچ گئے۔ واللہ اعلم بالصواب

قصہ شمعون پیغمبر علیہ السلام کا!

مروی ہے۔ کہ شمعون نبی بڑے حق پرست اور شجاع تھے۔ اور کہتے ہیں کہ بال بدن میں بہت تھے مثال بال سر کے اللہ نے ان کو بہت قوت دی تھی۔ اور عموزیہ نام ایک شہر کا ہے لب دریائے روم اس شہر کے بادشاہ کا نام فوطہ تھا۔ بڑا کافر تھا۔ اس نے ایک مکان عالی شان دریا کے کنارے تیار کیا تھا۔ بڑے بڑے ستونوں سے اور اس میں وہ جشن کرتا تھا۔ شمعون برس میں چار مہینے اس شہر میں جا کے کافروں سے لڑتے اور اس بادشاہ کا چھ ہزار لشکر تھا۔ وہ سب ان سے لڑتے اور شمعون اکیلے ہزار جوانوں کو اس کے مار آتے باقی سب زخمی اور مجروح ہو جاتے بعد اس کے اپنے گھر میں بیٹھ کے چار مہینے حق سبحانہ تعالےٰ کی عبادت کرتے اور چار مہینے خلق کی ضیافت کرتے اور خدا تعالیٰ ان کافروں پر ان کو ہمیشہ غالب رکھتا تھا۔ آخر کافر سب ان سے عاجز رہتے۔ کہتے ہیں کہ شمعون کی بی بی نیک بخت پارسا تھی۔ کافروں نے صلاح کی کہ شمعون کی عورت کو کچھ فریب دیا چاہیئے۔ تب بادشاہ عموزیہ نے فریب کر کے کسی شخص کو مخفی شمعون کی عورت کے پاس بھیجا۔ اس نے آکے کہا اے بی بی ہم دیکھتے ہیں۔ کہ شمعون تمہاری طرف رغبت نہیں کرتے ہیں۔ غیر کی طرف ان کا خیال ہے تم اگر ایک کام کرو کہ ان کو کسی طرح مار ڈالو۔ تو ہمارا بادشاہ عموزیہ تم سے نکاح کرے گا۔ تم آرام سے رہو گی اور تخت سلطنت تم کو ملے گی بادشاہی کرو گی۔ پس عورت ناقص العقل نے دنیا کی طمع سے کہا کہ جو تمہارا بادشاہ حکم کرے گا میں بسر و چشم بجا لاؤں گی۔ تب اس نے ایک رسی اس کو دی کہ جب شمعون رات کو سو رہے گا تم اسی رسی سے باندھ رکھیو۔ اور ہمیں خبر دیجیو بادشاہ کے پاس لے جا کے مار ڈالیں گے پس اس مردود کے کہنے سے شمعون کی بی بی نے رسی چھپا کے رکھ دی جب رات ہو گئی تو شمعون سو گئے بی بی نے ان کو نیند میں باندھا جب نیند سے چونک اٹھے تو ہاتھ پاؤں لپٹے بستہ دیکھے رسی توڑ ڈالی جورو سے پوچھا کس نے مجھ کو باندھا تھا وہ بولی میں نے شمعون علیہ السلام نے کہا تم نے

مجھ کو کیوں باندھا تھا۔ میں تمہارا زور آزماتی تھی کہ تم کو زور ہے یا نہیں کوئی دشمن تم سے لڑ
سکتا ہے یا نہیں، شمعون علیہ السلام نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو۔ کوئی دشمن خدا کے فضل سے ہم
سے زور میں بڑھ نہیں سکے گا ہم کو چھوڑ دو۔ تب شمعونؑ کو چھوڑ دیا پھر چار مہینے کے بعد حضرت
شمعون علیہ السلام اس شہر میں جہاد کو گئے وہاں سے لڑائی فتح کر کے آئے پھر بادشاہ عموزیہ نے
حضرت شمعون علیہ السلام کی بی بی کے پاس لوگوں کو بھیجا وہ بولی میں نے حضرت کو باندھا تھا مگر وہ بڑا
زور آور ہے۔ اس نے رسی توڑ ڈالی، بادشاہ سے جا کے کہو انہوں نے جا کے کہا پھر بادشاہ نے
بہت سا روپیہ دے کر اور ایک لوہے کی زنجیر بی بی کے پاس بھیجدی کہ اس سے باندھ رکھیو
اور مجھ کو خبر دیجیو۔ پس دوسرے دن شمعون کو ان کی بی بی نے لوہے کی زنجیر سے باندھا، جب حضرت
نیند سے اٹھے ہاتھ پاؤں اٹھاتے ہی زنجیر ٹوٹ گئی۔ پھر اس کی خبر بادشاہ کو پہنچی بادشاہ عموزیہ
بولا۔ کہ لوہے کی زنجیر سے اور کوئی چیز مضبوط نہیں میں کیا بھیجوں۔ اب وہ جس طرح ہو سکے
اس کو میرے پاس باندھ کے بھیج دیوے۔ پھر انہوں نے آ کے اُن کی بی بی سے کہا وہ بولی
بہت اچھا میں کچھ تدبیر کر کے کہلا بھیجوں گی آپ سب خاطر جمع رکھیے۔ ایک دن حضرت شمعونؑ
لڑائی سے آ کر گھر میں اپنی بی بی سے ہر طرح کی باتیں کرنے لگے بی بی نے کہا اے صاحب تم
کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی زور دیا ہے ایسی کوئی چیز ہے کہ تم کو اس چیز سے بند کر کے ہم رکھ
سکیں۔ تم اس کو نہ توڑ سکو۔ حضرت نے فرمایا تم کو اس سے کیا مطلب ہے کیوں پوچھتی ہو۔
وہ بولی میں پوچھتی ہوں کہ تم سے اور کوئی زور آور ہے یا نہیں شمعون نے کہا مجھ کو ایک چیز سے
باندھ سکتی ہو۔ میرے سر کے بالوں سے یا بدن کے بالوں سے اس کو میں نہیں توڑ سکوں گا۔ تب
ان کی عورت نے یہ سن کر شب کو نیند میں ان کے سر اور بدن سے بال تراش کر رسی بٹ کے
دست و پا ان کے مضبوط باندھے انہوں نے نیند سے اٹھ کے بی بی سے پوچھا۔ کیوں جی
یہ کس نے مجھ کو باندھا۔ وہ بولی میں نے باندھا تمہاری قوت آزماتی ہوں کہ کوئی دشمن تم سے
زور میں بڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ میں دیکھتی ہوں۔ تب حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے
فضل سے مجھ کو کوئی دشمن باندھ کر نہیں رکھ سکتا ہے۔ مگر خدا کی مرضی میں نہیں کہہ سکتا ہوں
آؤ بند میرے کھولو۔ وہ بولی کئی دفعہ میں نے آپ کو باندھا تھا۔ آپ نے اپنی قوت سے کھولا تھا

اس دفعہ کیوں بلاتے ہو۔ حضرت نے کہا میں اگر ہلوں زور کروں تو تمام بدن کی ہڈیاں درہم برہم
ہو جاویں گی۔ پس اُن کی عورت نے جب دریافت کیا کہ بال کے بند توڑنے کی ان کو طاقت
نہیں رہی۔ تب بادشاہ عموزیہ کو یہ خبر دی یہ خبر سنتے ہی اس ملعون نے ہزار مرد جنگی شتر
سوار بھیجے کہ شمعون کے ہاتھ پاؤں ناک کان کاٹ کے اور آنکھیں اور زبان نکال کے شتر
پر لاد کے میرے پاس لے آویں۔ پس کافروں نے جا کے ان کو اسی طرح لا کے حاضر کیا
اور کافر سب بولے اب ہم شمعون کے ہاتھ سے بچے جب ان کو بے دست و پا اور زبان کٹی
ہوئی پائی اور آنکھیں نکلی ہوئی تھیں صرف ایک دھڑ تھا۔ بادشاہ عموزیہ کے سامنے لے جا کر
رکھا۔ کوئی شخص کہنے لگا میرے باپ کو اس نے مار ڈالا ہے اور کسی نے کہا اس نے میرے
بھائی کو مارا ہے اور ہر شخص دعوے کرنے لگا۔ پس جب دیکھا کہ دھڑ میں ہنوز جان باقی ہے
کہنے لگے اس کو کسی عذاب سے مار ڈالو۔ کافروں نے دریا کے کنارے لیجا کے بالا خانے پر
سے ان کو دریا میں گرا دیا۔ خدا کے حکم سے جبرائیلؑ نے شمعون کو ہوا پر سے اٹھا لیا۔ اور تمام
ہاتھ پاؤں آنکھ۔ کان۔ ناک غرض جو جو اعضا ان کے دھڑ سے کافروں کے جدا کئے تھے خدا کی
قدرت سے سب ان کے جا بجا مقاموں میں لگ گئے جبرائیلؑ نے کہا اے شمعون خدا نے
تم کو بہت قوت دی ہوئی ہے اٹھ کھڑے ہو جاؤ۔ اور اس ملعون کے مکان کا ستون پکڑ کے
تمام حصار اور مکانوں کو کھود کے دریا میں ڈال دو۔ تب شمعونؑ نے اللہ کو یاد کر کے حصار کو مع مکان
اور تمام زمین شہر کی کھود کر مع لشکر اس کے اٹھا کر دریا میں ڈال دیا ایسا کہ ایک متنفس اور شہر کا
نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ اور شکر خدا بجا لائے اور اپنے گھر پہ جا کر اپنی بی بی کو مار ڈالنے کا قصد
کیا۔ خدا کے حکم سے جبرائیلؑ آئے اور کہا کہ خدا تعالیٰ تم کو فرماتا ہے کہ اپنی بی بی کو مت مار و اذیت
مت دو۔ کیونکہ اس نے نادانی سے بادشاہ عموزیہ کی صلاح سے تم کو باندھ کے اس کے
حوالے کر دیا تھا اور عورت ناقص العقل ہوتی ہے۔ اس کی تقصیر معاف کرو اس سے پیار کرو
خدا مالک ہے یہاں تک قصص الانبیاء میں قصہ حضرت شمعون نبی علیہ السلام کا ہے۔ اور بعض
کتابوں میں جیسی کہ تفسیر مراد یہ اور جامع التواریخ اور سوا اس کے حضرت شمعون کو نبی کر کے نہیں
لکھا ہے بلکہ یوں لکھا ہے کہ بلاد عرب میں قوم بنی اسرائیل میں شمعون نام ایک زاہد

عابد پارسا تھا، اولاً اس کو اللہ تعالیٰ نے بہت زور دیا ہوا تھا اور اس کی نیک کاری اور نیک نیتی کے سبب سے ثانیاً ہزار مہینے کی عمر اس کو اللہ تعالیٰ نے بخشی ہزار مہینے تک دن کو روزہ رکھتے اور شب کو عبادت کرتے تھے اور کافروں سے جہاد کرتے اور ایسے کام کرتے ثواب پاتے ایک دن ان کی بی بی نے کافروں کی صلاح سے کافروں کے ہاتھ سے ان کو مروا ڈالا اس کا ذکر تفسیر مرادیہ میں لکھا ہے، چنانچہ سب کو معلوم ہے، فقیر نے یہاں مختصر کیا طول نہیں دیا۔

بیان تولد بی بی مریم کا

خبر میں آیا ہے کہ حضرت زکریاؑ کے وقت میں بنی اسرائیل کی قوم میں حنّہ نام ایک عورت بڑی زاہدہ تھی اور اس کے شوہر کا نام عمران بن لاثان تھا، حضرت سلیمانؑ کی اولاد میں سے تھی کہتے ہیں کہ اس حنّہ سے پہلے ایک بیٹی تولد ہوئی تھی نام اس کا اشیاع تھا۔ وہ حضرت زکریا سے بیاہی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ حنّہ کی بہن سے زکریا کا بیاہ کیا گیا تھا۔ غرض کہ حنّہ جب آخری عمر میں حاملہ ہوئی تو بیت المقدس میں جا کے خدا کی بندگی میں مشغول ہوئی اور نذر کی کہ یارب میرے پیٹ سے جو لڑکا ہوگا میں نے تیری نذر کیا کہ اس بیت المقدس کی خدمت کرے اور تیری یاد میں رہے اور دنیا کا کام نہ کرے حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا الخ ترجمہ جب کہا عمران کی بی بی نے کہ نام اس کا حنّہ تھا اے پروردگار میرے تحقیق میں نے نذر کی واسطے تیرے جو کچھ پیٹ میں میرے ہے آزاد کیا ہوا خدمت سے پس قبول کر مجھ سے تحقیق تو ہی ہے سننے والا جاننے والا۔ کہتے ہیں کہ اس امت میں یوں دستور تھا کہ بعضے لڑکوں کو ماں باپ اپنے حق سے آزاد کرتے اور اللہ تعالیٰ کی نذر کرتے تھے پھر تمام عمر ان کو اپنے دنیا کے کام میں نہ لگاتے تھے اور وہ ہمیشہ مسجد میں عبادت کرتے پس عمران کی بی بی کو حمل تھا اس نے نذر کی کہ میں حمل میں جو لڑکا جنوں گی وہ خدا کی نذر ہے بعد نو ماہ کے لڑکی جنی نام اس کا مریم ہے حنّہ کا دل سست ہوا مطلب اس کا یہ تھا کہ بیٹا ہو، پس بیٹی ہونے سے ناخوش ہوئی کہ میری نذر پوری نہ ہوئی، کیونکہ لڑکی کے نذر کرنے کا دستور نہ تھا، پس منہ طرف آسمان کے کر کے کہا قولہ تعالیٰ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی ط الخ ترجمہ پس جب

اس کو جنی بولی اے رب میں نے یہ لڑکی جنی ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہتر معلوم ہے جو کچھ کہ جنی اور
نہیں ہے مرد مانند عورت کے اور تحقیق میں نے نام اس کا مریم رکھا ہے اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں
اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے پس ندا آئی اے حنہ میں نے قبول کیا مریم کو اگرچہ وہ مرد
نہیں اچھی طرح قبول کرنا اور بڑھایا اس کو اچھی طرح بڑھانا اور سپرد کیا اس کو زکریا کے جب بی بی
مریم سات برس کی ہوئیں۔ قابل خدمت کے ہوئیں۔ تب ان کی ماں نے ان کا ہاتھ پکڑ کے اور
لوٹا اور جاروب لے کر بیت المقدس میں زکریا کے پاس گئیں سلام کیا اور کہا اے نبی اللہ میں
نے نذر کی تھی۔ کہ اگر میرے پیٹ سے لڑکا ہوگا۔ تو میں اس مسجد اقصیٰ کی خدمت میں دوں گی
جب لڑکی جنی میں نے مریم نام رکھا اور اب میں آپ کے پاس لائی ہوں کہ اس مسجد میں رہے
اور اس کی خدمت کرے اور زکریا نے مسجد کے مصلّیوں سے پوچھا کہ اس لڑکی کی پرورش اور
خبرداری کون کرے گا۔ تب وہاں کا ہر شخص کہنے لگا کہ میں اس کی خبرداری کروں گا۔ آخر
سب میں نزاع ہوئی کسی نے کہا کہ میرے حوالے کرو اور کسی نے کہا کہ مجھ کو وہ تب بات اس پر
ٹھیری کہ ہر شخص اپنا اپنا قلم آہنی کہ جس سے توریت لکھی جاتی ہے ایک لگن پانی بھر کے اس میں
ڈال دو۔ جس کا قلم پانی کے اوپر رہے گا نہ ڈوبے گا وہ شخص کفیل مریم کا ہوگا۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا
ہے۔ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ۔ ترجمہ جب ڈالنے لگے قلم اپنے کہ کون پالے مریم کو
خلاصہ یہ ہے کہ مسجد کے بزرگوں نے حضرت مریم کی ماں کا خواب سنا تو کہنے لگے سب چاہیئے
کہ ہم پالیں مریم کو آخر فیصلہ اس پر ہوا کہ ہر ایک نے ایک طشت میں اپنا قلم پانی میں ڈالا
سب کا قلم ڈوبا حضرت زکریا کا قلم الٹا اوپر کو بہا تب انہی کی طرف پالنا ٹھیرایا۔ چنانچہ حق تعالیٰ
نے فرمایا ہے۔ وَكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا۔ ترجمہ یعنی کفیل ہوا مریم کا زکریا اور قلم نے زکریا سے کہا اے
نبی اللہ اس لڑکی کو خدا نے آپ ہی کے ذمے پالنے کو کیا ہے ان کی ماں نے خواب میں دیکھا اگرچہ
یہ لڑکی ہے اللہ نے اس کو نذر میں قبول کیا ہے اسے مسجد میں لے جا کے رکھو۔ پس مسجد کے
بزرگوں نے پہلے کہا تھا کہ لڑکی کو مسجد میں رکھنا درست نہیں۔ جب ان کا خواب سنا۔ تب قبول
کیا اور کہتے ہیں کہ حضرت زکریا کی عورت بی بی مریم کی خالہ تھی وہی پالنے لگی ان کے واسطے مسجد
میں ایک حجرہ بنوا دیا دن کو مریم وہاں عبادت کرتی اور رات کو حضرت زکریا اپنے ساتھ لے جاتے ایک دن

حضرت زکریا حضرت مریمؑ کو مسجد میں ہی ایک حجرے کے اندر رکھ کے قفل بند کرکے گھر کو چلے گئے تین
دن تک حضرت مریمؑ اس میں بند رہیں چوتھے روز حضرت زکریا کو یاد ہوا۔ کہ مریم کو مسجد کے اندر
حجرے میں ہی میں بند کر آیا ہوں۔ آہ مارکے لئے افسوس کرنے لگے کہ میں نے کیا کام کیا ہے کہ
لڑکی کو بے گناہ بھوکی پیاسی کوٹھڑی کے اندر بند کرکے چلا آیا ہوں شاید مر گئی ہوگی جلدی سے
جاکے مسجد کے حجرے کا دروازہ کھول کر دیکھتے ہیں۔ کہ انواع اقسام طرح طرح کا کھانا اور میوے
ان کے سامنے دھرے ہیں اور مریم نماز پڑھ رہی ہیں۔ جب نماز سے فراغت کی۔ تو حضرت زکریا نے
پوچھا اے مریمؑ یہ کھانا اور میوے اس مقفل کوٹھڑی کے اندر کہاں سے آئے کون لایا وہ بولیں
اللہ کے یہاں سے فرشتے لائے ہیں **قولہ تعالیٰ** كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ الخ
جس وقت آیا زکریا مریمؑ کے حجرے میں پایا اس کے پاس کچھ کھانا۔ بولا اے مریم کہاں
سے آیا تجھ کو یہ کھانا بولی اللہ تعالیٰ کے پاس سے آیا۔ رزق دیتا ہے جس کو چاہئے بے حساب
مریم نے اس واسطے رزق بے حساب کہا کہ کھانا بہشت سے آیا تھا۔ اور نعمت بہشت کی
بے حساب ہے پس اللہ تعالیٰ نے مریم کو تین رات دن بہشت کے کھانے سے پرورش کیا
بعد اس کے فرشتوں نے کہا **قولہ تعالیٰ** إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ
وَطَهَّرَكِ الخ اور جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا تجھ کو اور پاک کیا
تجھ کو اور برگزیدہ کیا تجھ کو سارے جہان کی عورتوں سے اے مریم بندگی کر اپنے رب کی اور
سجدہ کیا کر ساتھ رکوع کیا کر ساتھ رکوع کرنے والوں کے۔ یہی خطاب خاص مریم پر ہوا تھا یہاں
تک تھا قصہ حضرت مریم علیہا السلام کا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ :۔

بیان تولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا

مروی ہے کہ حضرت مریم کی عمر جب چودہ برس کی ہوئی اور غسل حیض کے واسطے گھر اپنے سے
نکل کر اس چشمہ پر کہ جس کو عین السلوی کہتے ہیں گئیں ان کی بہن خالہ اشیاع زکریا کی بی بی تھیں ان
کے گھر میں غسل حیض کے واسطے گئیں یہ پہلا حیض تھا۔ جب غسل حیض سے فراغت کی ایک جوان
خوبصورت اجلبنی پیچھے کھڑا ہوا دیکھا وہ جبرائیل تھے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ **ترجمہ** پھر بھیجا ہم نے طرف مریمؑ کے روح اپنی کو پس صورت پکڑ لی واسطے اس کے تندرست آدمی کی جوان خوبصورت مریم دیکھ کر ڈریں اور کہا۔ **قولہ تعالیٰ** قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا۔ **ترجمہ** کہنے لگی مریم تحقیق میں پناہ پکڑتی ہوں ساتھ رحمٰن کے تجھ سے اگر تو پرہیزگار ہے بعضوں نے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص فاسق و فاجر مشہور و معروف نام اس کا یوسف تھا وہ سنار کا کام کرتا تھا۔ مریمؑ نے دریافت کیا کہ شاید یہ وہی ہے اس لیے ڈریں حالانکہ وہ جبرائیلؑ تھے اس نے کہا **قولہ تعالیٰ** قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ الخ **ترجمہ** کہا جبرائیلؑ نے میں تو بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا دے جاؤں گا تجھ کو ایک لڑکا ستھرا مریم بولی کہاں سے ہو گا مجھ کو لڑکا کہ چھوا تک نہیں مجھ کو آدمی نے اور کبھی نہ تھی میں بدکار پھر جبرائیلؑ نے کہا **قولہ تعالیٰ** قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ الخ کہا جبرائیلؑ نے اسی طرح فرمایا تیرے رب نے کہ وہ مجھ پر آسان ہے۔ اور ہم اس کو کیا چاہیں گے لوگوں کے لئے نشانی کہ بن باپ کے لڑکا پیدا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے مہر اللہ کی طرف سے اور یہ کام ٹھہر چکا ہے کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ کی چھینک جبرائیلؑ نے خدا تعالیٰ کے حکم سے مریمؑ کے گریبان میں ڈال دی اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ مریم کے پیٹ میں جبرائیلؑ نے ہوا پھونکی تھی کہتے ہیں کہ جب ہوا یا چھینک مریمؑ کے پیٹ میں پھونکی ابھی رحم تک وہ نہ پہنچی تھی کہ آواز آئی کہ خدا تعالیٰ وحدہٗ ہے اور میں اس کا بندہ ہوں بعد اس کے مریمؑ مسجد اقصیٰ میں جا کے عبادت میں مشغول ہوئیں اور یہ حقیقت اپنی کسی سے ظاہر نہ کی عبادت کرتیں اور رات دن روتی تھیں اور کہتی تھیں یا رب جو حادثہ مجھ پر پڑا ہے ایسا کسی پر نہ ہو میں بے گناہ لوگوں میں رسوا ہوئی ہوں۔ اور میرے ماں باپ بھی میرے لیئے خلق میں رسوا ہوئے پس بعض چند روز کے بعد بیدراز بنی اسرائیل میں ظاہر ہوا کہ مریم کنواری باکرہ حمل سے ہیں تب یہودی بی بی مریم کو تہمت دینے لگے اور نصیحت و ملامت کرنے لگے کہ اے مریم یہ حمل تو کہاں سے لائی۔ تو نے یہ بہت برا کام کیا ہے مریمؑ اس کا کچھ جواب نہ دیتی تھیں خاموش ہو رہتی تھیں۔ جب حمل نو مہینے کا ہوا۔ کہ قریب جننے کے ہوئیں بحسب الہام الٰہی بیت المقدس سے چپکے نکل کر ایک میدان کی طرف راہ لی جب میدان میں پہنچیں تو وہاں ایک درخت خشک خرمے کا تھا۔ اس کے نیچے جا بیٹھیں چنانچہ حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

فَاَجَآءَھَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَۃِ الخ ترجمہ پس لے اس کو جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں اور مریم بولی کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں مرچکتی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسرائی خلق کے دل سے اور یہ حال مجھ پر نہ گذرتا۔ کہتے ہیں کہ پہلے جو شخص بی بی مریم کے حمل سے واقف ہوا وہ یوسف سنار تھا اور بی بی کا خلیرا بھائی تھا۔ اس نے مریمؑ سے کہا کہ اے مریم تیری پارسائی اور زہد میں مجھ کو شبہ ہے۔ یہ حمل تو کہاں سے لائی ہے تب حضرت مریمؑ صادقہ نے اس سے ساری حقیقت اپنے حمل کی بیان کی اور جب وقت ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قریب ہوا حسب الہام الٰہی مریمؑ نے یوسف کو لیکر بیت المقدس سے نکل کر وہاں سے چھ کوس کے فاصلے پر ایک قریہ بیت اللحم کے نام سے مشہور ہے وہاں جاتے ہی درد زہ سے بیقرار ہوئیں۔ تب ایک درخت کھجور کی جڑ میں پشت لگا کے بیٹھ گئیں۔ وہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور وہ درخت خرما فوراً خدا تعالےٰ کی مہر سے تازہ ہو کر اس میں کھجوریں لگیں اور اس کھجور کے نیچے ایک چشمہ جاری ہوا اتنے میں فرشتوں اور حوروں نے بہشت سے آ کے رفع حاجت ان کی کی آب حوض کوثر سے لا کر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو غسل دیا گیا اور پیراہن بہشت کا پہنا کے ان کی گود میں دیا۔ یہ جامع التواریخ سے لکھا ہے اور حق تعالےٰ فرماتا ہے فَنَادٰىھَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا الخ ترجمہ پس آواز دی اس کو اس کے نیچے سے فرشتے نے کہ نہ غم کھا اے مریم تحقیق کر دیا ہے۔ تیرے رب نے ایک چشمہ تیرے نیچے کی زمین میں۔ جب نگاہ کی مریمؑ نے ایک چشمہ دیکھا اور ان بیٹے عیسیٰؑ آہ مار کر روئے کہا اے ماں میری کوئی نہیں ایسا شخص کہ تم کو مبارک بادی دے اے ماں میری چشم میں تمہاری ٹھنڈک ہو جیو میرے آنے سے پس بی بی مریمؑ یہ مبارکبادی اپنے بیٹے سے سن کے بہت خوش ہوئیں۔ اور جب کھانے کی ان کو ضرورت ہوئی تب غیب سے آواز آئی قولہ تعالیٰ وَھُزِّیْٓ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَۃِ الخ ترجمہ اور ہلا اے مریم اپنی طرف کھجور کی شاخ کو اس سے گریں گی تجھ پر پکی کھجوریں اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ اپنے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دیکھنے سے پس مریم نے جب درخت خرمے کی طرف نظر کی تازہ خرما دیکھا۔ جناب باری میں عرض کی اے رب جس وقت زکریا نے

بھولے سے تین دن تک بیت المقدس کے حجرے کے اندر مجھ کو بند کر کے رکھا تھا اس وقت تو نے بے رنج و محنت مجھ کو روزی پہنچائی۔ اور اس وقت حکم ہوا ہے مجھ کو کہ اس درخت سے کھجوریں کھاؤ اے رب اس وقت بھی اپنی عنایت سے بے رنج و محنت روزی عطا فرما تب خدا تعالیٰ سے یہ خطاب آیا کہ اے مریم اس وقت تو سوائے میرے کسی کو نہیں دوست رکھتی تھی اب تیرا دل اپنے فرزند کی طرف مائل ہوا اب تجھ کو لازم ہے کہ تو اپنی محنت اور کسب سے کھا اور پی اور اپنے فرزند سے ٹھنڈی رکھ اور جا طرف بیت المقدس کے اپنی جگہ پر اور کسی سے مت بول جب تجھ سے کوئی آدمی پوچھے تو کہو قولہ تعالیٰ فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِیْٓ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا الخ ترجمہ اے مریم جب کبھی تو دیکھے کوئی آدمی تو کہیو میں نے مانا ہے رحمٰن کا روزہ سو بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے پس خدا تعالیٰ کے فرمانے سے مریم حضرت عیسیٰ کو گود میں لے کر آئیں شہر بیت المقدس میں چنانچہ۔ قولہ تعالیٰ فَاَتَتْ بِہٖ قَوْمَہَا تَحْمِلُہٗ الخ پس گود میں لے کر آئی عیسٰے کو مریم اپنے لوگوں کے پاس یہودیوں نے کہا تحقیق تو لائی ہے ایک عجیب چیز اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار اگرچہ بی بی مریم ہارون کی بہن نہ تھی۔ لیکن اس واسطے کہا کہ مریم حضرت ہارون کی اولاد میں سے تھیں پس مریم نے لوگوں کو حضرت عیسیٰ کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھو میں روزہ دار ہوں آج کسی سے نہ بولوں گی۔ قولہ تعالیٰ فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ الخ ترجمہ پس اشارے سے بتایا مریم نے اس لڑکے کو وہ بولے ہم کیوں کر بات کریں گے اس شخص سے کہ ابھی گود میں ہے لڑکا تب یہودیوں نے لڑکے کے جھولے کے پاس جا کر پوچھا اے لڑکے تیرا باپ کون ہے اسی وقت حق تعالیٰ نے زبان تکلم حضرت عیسیٰ کو دی حضرت عیسیٰ ان کو جھولے سے یوں متکلم ہوئے قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ قف اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا لا الخ کہا میں بندہ ہوں اللہ تعالیٰ کا اس نے مجھ کو کتاب دی ہے اور مجھ کو نبی کیا اور مجھ کو برکت والا جس جگہ میں ہوں۔ اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں رہوں جیتا اور سلوک والا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست بدبخت اور خدا کا سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں اور جس روز اٹھ کھڑا ہوں میں جی کر قبر سے۔ جب یہودیوں نے یہ کلام معجز التیام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سنا تعجب کیا یہ نبی ہوگا اور لوگوں نے جو تہمت دی تھی وہ سراسر کذب اور بہتان ہے پس مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پرورش اور تعہد میں رہیں جب تک وہ نابالغ تھے اور ہر روز عیسیٰ علیہ السلام کے گہوارے کے پاس بنی اسرائیل آکے بیٹھتے تھے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام ان کو انجیل پڑھ کے سناتے تھے۔ جب بالغ ہوئے خدا کی طرف سے ان پر وحی نازل ہوئی اے عیسیٰ تو بنی اسرائیل کو اپنے خدا کی طرف دعوت کر پس حضرت نے سب کو بلایا۔ اور راہ ہدایت کی دکھائی انہوں نے نہ مانا اور کہنے لگے ہم اپنا دین موسیٰ کا چھوڑ کے ایسے بے پدر کی بات کیوں سنیں۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیزار ہو کر شہر سے نکل کر گاؤں کی طرف گئے وہاں دھوبیوں کو کپڑے دھوتے دیکھا کہا تم کپڑے کیوں دھوتے ہو دل اپنا دھو کر پاک وصاف کرو کفر سے انہوں نے کہا ہم کس چیز سے اپنا دل پاک وصاف کریں حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا اس کلمہ سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰہِ پس دھوبیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ کے دل کو صاف اور کفر سے پاک کیا اور جس کا کپڑا دھونے کو لائے تھے اس کو پھیر دیا اور عیسیٰ کی امت میں داخل ہوئے اور نصاریٰ بنے پھر وہاں سے دریا کے کنارے مچھیروں کے پاس گئے وہ دریا کے کنارے مچھلیاں پکڑ رہے تھے انہوں سے اپنی نبوت ظاہر کی وہ کہنے لگے اے عیسیٰ جو جو پیغمبر آپ سے پہلے آتے رہے سبھوں نے اپنے معجزے دکھائے اور تمہاری نبوت کی دلیل ہے ہم کو دکھاؤ تب حضرت عیسیٰ نے فرمایا قولہ تعالیٰ اِنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ الخ ترجمہ عیسےٰ نے کہا ان سے یہ کہ بنا دیتا ہوں میں تم کو مٹی سے جانور کی صورت اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ ہو جاتا ہے اڑتا جانور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور میں اچھا کرتا ہوں جو اندھا پیدا ہوا اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور بتا دیتا ہوں میں تم کو جو کھا کر آؤ اپنے گھر سے اور جو رکھ آؤ نشانی پوری ہے تم کو اگر یقین رکھتے ہو اور سچ بتاتا ہوں توریت کو جو مجھ سے پہلے اتری ہے اور آیا ہوں اس واسطے کہ حلال کروں تم پر بعضی چیز جو حرام تھی تم پر اور آیا ہوں میں تم پاس نشانی لے کر تمہارے رب کی سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہنا مانو بے شک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا سو اس کی بندگی کرو یہی سیدھی راہ ہے پس ماہی گیروں نے کہا۔ اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الخ ترجمہ

جب کہا حواریوں نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرے رب سے ہو سکے کہ اتارے ہم پر خوان بھرا آسمان سے کہا عیسیٰ نے ڈرو اللہ تعالے سے اگر تم کو یقین ہے کہا حواریوں نے ہم چاہتے ہیں کہ کھاویں ہم اس خوان سے طعام اور چین پاویں ہمارے دل اور ہم جانیں کہ تو نے ہم کو سچ بتایا اور ہیں ہم تیری رسالت پر گواہ عیسیٰ نے میدان کی طرف جا کے سر ننگے ہاتھ اٹھا کے خدا سے دعا مانگی اے رب میرے تو دانا بینا ہے۔ جو حواریوں نے مجھ سے چاہا ان کی قسمت سے اگر روز ازل سے تو نے مقدر کیا ہے تو ان کے واسطے ایک خوان نعمت کا اپنے فضل سے بھیج **قولہ تعالیٰ** قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا الخ ترجمہ کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے اللہ رب ہمارے اتار ہم پر ایک خوان بھرا ہوا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے اور پچھلوں کو اور نشانی تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو اور تو ہی ہے بہتر روزی دینے والا اس وقت جبرائیل نے نازل ہو کے کہا **قولہ تعالیٰ** قَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مُنَزِّلُھَا عَلَیْکُمْ فَمَنْ یَّکْفُرْ بَعْدُ مِنْکُمْ الخ ترجمہ کہا اللہ تعالے نے میں اتاروں گا تم پر وہ خوان پھر جو کوئی تم میں سے ناشکری کرے اس سے پیچھے تو میں اس کو عذاب کروں گا۔ وہ عذاب کہ نہ کروں گا کسی ایک کو جہانوں میں سے بعد اس کے ایک خوان نعمت گوناگون کا ان کے پاس اترا جب سرپوش اٹھا کے دیکھتے ہیں تو اس میں پانچ روٹیاں اور ایک مچھلی تلی ہوئی۔ جس میں کانٹے نہ تھے اور استخوان بھی نہ تھی اور تھوڑی سی ترکاری اور ایک نمکدان میں نمک اور پانچ انار اور تھوڑے سے خرمے اور زیتون اور بہت چیزیں تمام بنی اسرائیل نے دیکھا اس سے انہوں نے کچھ بھی نہ کھایا اور کہنے لگے اے عیسیٰ ہم دیکھیں کہ اس تلی مچھلی کو تم اپنے معجزے سے زندہ کرو تب ہم تم پر ایمان لاویں گے پس حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اس تلی ہوئی مچھلی پر پڑھ کے پھونکا خدا کے حکم سے وہ مچھلی جی اٹھی اور سہمناک ہو کر کودی ان سب کے بیچ میں ستر آدمی اس کے صدمے سے مرے پھر جب دعا کی ویسی ہی تلی ہوئی ہو گئی یہ معجزہ سب بنی اسرائیل نے دیکھا۔ پس حضرت عیسیٰ اس خوان نعمت پر کھانے کو بیٹھے اور بعضے غریب بیمار بعض وہ بھی حضرت کے ساتھ بیٹھ گئے اور جو معزور تھے انہوں نے نہ کھایا اور جس غریب نے کھایا وہ غنی ہوا اور جس اندھے نے کھایا بینا ہوا اور جس کوڑھی نے کھایا آرام پایا رات تک وہ خوان نعمت سے بھرا ہوا دھرا رہا بعد اس کے آسمان پر چلا گیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ جن لوگوں نے کھایا

نہ تھا وہ پشیمان ہوئے کہ بہشت کی نعمتوں سے ہم محروم رہے بعدہٗ خدا کے حکم سے دوسرے دن وہ خوان بہشت سے آیا پس تونگر اور درویش ستر ہزار آدمی نے وہ مچھلی تلی ہوئی اور ترکاری اور وہ پانچ روٹیاں اور انار غرض سب کچھ کھایا ذرا اس سے کم نہ ہوا خوان بھرا رہا جس کو ذوق شیرینی سے تھا اس کو وہی ملا اور جسے ترشی سے ذوق تھا اس کو ترشی حاصل ہوئی اور جس کو نمکین کا شوق تھا اس کو نمکین ملا اسی طرح تین دن تک وہ خوان نعمت آسمان سے آتا جاتا رہا لوگ اس شہر کے جتنے تھے سب آسودہ ہو کر کھاتے تھے اور بعضی روایت میں یوں آیا ہے کہ چالیس دن تک خوان نعمت آسمان سے آتا جاتا رہا اور سب لوگ شہر کے کھاتے رہے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے کچھ کم نہ ہوا۔ بنی اسرائیل یہ معجزہ دیکھ کے بعضے ایمان لائے اور بعضے نہ لائے اور جو ایمان نہ لایا شکل اس کی سور اور ریچھ کی ہو گئی تھی۔ اور جو ایمان لائے تھے ان پر رحمت الٰہی نازل ہوئی۔ خبر میں آیا ہے کہ سات سو آدمی اس میں سے مسخ ہو گئے سور اور ریچھ کی صورت بن گئے تھے۔ اور سب مومنوں نے نور اسلام سے سعادت دارین حاصل کی مروی ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ مومنوں کو ہمراہ اپنے لے کر ایک میدان کی طرف سیر کو گئے ایک لومڑی کو دیکھا تو حضرت نے پوچھا تو کہاں سے آئی ہے اس نے کہا میں اپنے گھر سے آئی ہوں دوسرے مکان کو جاؤں گی یہ سن کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ لَیْسَ مَکَانٌ لِابْنِ مَرْیَمَ یعنی نہیں ہے مکان مریم کے بیٹے کے واسطے پس مومنوں نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ فرماویں تو آپ کے واسطے ہم ایک مکان تیار کر دیں حضرت نے فرمایا میرے پاس دولت نہیں انہوں نے کہا دولت ہم دیں گے حضرت نے فرمایا اے یارو گھر بنانے کو ہیں جہاں کہوں وہاں بناؤ تب دوسرے دن مومنین عیسیٰ کے لیے بہت روپے لے کر آئے تو آپ نے فرمایا آؤ میرے ساتھ میں تم کو بتلا دوں تب دریا کے کنارے جا کر موج کی جگہ بتا دی کہ یہاں پر میرے واسطے مکان بناؤ انہوں نے کہا اے حضرت یہ جائے مخوف ہے یہاں موج لہر کیوں کر مکان بنے گا اور کیسے ٹھہرے گا تب حضرت نے کہا کہ اے لوگو جان لو دنیا بھی جائے خوف موج مارتی ہے اس گرداب موج میں گھر بنا کے کوئی رہا نہیں اور نہ رہے گا۔ اس جگہ مترجم نے اس شعر کو مناسب دیکھ کر مندرج کر دیا۔ بیت

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار — کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

دنیا میں عمارت بنانا کچھ فائدہ نہیں بلکہ آخرت کی عمارت بنانا چاہیئے جس کو بقا ہے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ کے وقت میں ایک عورت نیک بخت تھی ایک دن روٹی گرم کرنے کے لیئے چولھے میں آگ سلگا کے چاہتی تھی کہ روٹی گرم کرے اتنے میں نماز کا وقت ہوا نماز پڑھنے لگی جب نماز سے فراغت کی دیکھتی ہے کہ اپنا لڑکا چولھے کے اندر آگ میں کھیل رہا ہے جلدی سے اٹھالیا اور اپنے شوہر سے یہ ماجرا کہا اس نے جاکے حضرت عیسیٰؑ سے بیان کیا حضرت نے کہا کہ تم اپنی عورت کو یہاں بلاؤ اس سے حال پوچھ کر میں تم سے کہوں گا تب وہ عورت آئی حضرت نے پوچھا تونے خدا کا کیا کام کیا جو یہ مرتبہ تجھ کو ملا کہ تیرا لڑکا آگ سے بچا وہ بولی خدا عالم الغیب ہے میں کچھ نہیں جانتی ہوں مگر چار بات اول اس کی نعمت پر شاکر ہوں۔ دوسری اس کی بلا پر صابر ہوں تیسری اس کی رضا پر راضی ہوں چوتھی آخرت کا دنیا کے کام پر مقدم جانتی ہوں اگرچہ کار دنیا فوت ہو جاوے یہ سن کے حضرت عیسیٰ نے کہا یہی باعث ہے محفوظیت کا یہ عورت اگر مرد ہوتی تو اس پر وحی نازل ہوتی مروی ہے کہ ایک دن حضرت عیسےٰؑ نے گورستان کی طرف جاکے دیکھا کہ ایک شخص کی قبر سے نور چمکتا ہے حضرت نے دعا کی اسی وقت قبر پھٹ گئی اور ایک شخص اس سے نکل آیا نور کی چادر اوڑھ کر عیسیٰؑ نے اس سے کہا کہ تجھ کو یہ بزرگی کس عمل سے ملی اس نے کہا ایک لڑکا میرا دنیا میں صالح تھا اس نے میرے حق میں دعا کی حق تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی اور جو گناہ میں نے دنیا میں کئے تھے سو خدا تعالیٰ نے معاف کئے اور مجھ پر رحمت فرمائی تب عیسیٰؑ نے کہا سچ ہے دعا بیٹا بیٹی کی اپنے ماں باپ کے حق میں قبول ہوتی ہے خبر میں ہے کہ مردے سب اپنے فرزند صالح کا فخر اور ناز کرتے ہیں کہ ہماری اولاد ہمارے حق میں دعا کرے گی اور ہم نجات پائیں گے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ؀

بیان ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جمجاہ بادشاہ کے سر بوسیدہ سے اور گفتگو کرنا اس سے

کعب الاحبار نے کہا ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیابان شام سے جاتے تھے کہ راستہ میں ایک سر بوسیدہ کی ہڈی ملی جناب باری میں عرض کی کہ یا الٰہی یہ

کس کا سر راہ میں پڑا ہے۔ تو اس کو زندہ کر۔ مجھ سے یہ سر بات کرے یہ شخص کون تھا دنیا میں کیا
کام کرتا تھا۔ کس گناہ سے کھوپری اس کی راہ میں پڑی ہے۔ جو بات میں اس سے پوچھوں سو جواب
دے ندا آئی اے عیسیٰ تو جو اس سے پوچھے گا۔ تجھ کو یہ کھوپری جواب دے گی۔ تب عیسیٰ نے سر بوسیدہ سے
پوچھا اے کھوپری خدا کے حکم سے تو ہم سے بات کر تب کھوپری نے خدا کے حکم سے پہلے پہل یہ کلمہ
کہا پھر کھوپری نے کہا یا حضرت آپ کیا پوچھتے ہیں مجھ سے پوچھئے۔ تب حضرت نے اس سے پوچھا
تو مرد تھا یا عورت سعید تھا یا شقی۔ مقبول تھا یا مردود۔ تو انگر تھا یا غریب۔ نیک تھا یا بد دراز قد تھا یا کوتاہ
قد۔ سخی تھا یا بخیل۔ اور تیرا نام کیا ہے۔ تب کھوپری نے کہا اے حضرت میں ایک بادشاہ تھا اور نام
میرا جمجاہ ہے مرد سخی تھا۔ اور سعید اور مقبول اور نیک اور دراز قد تھا اور کئی بادشاہ میرے زیر فرمان
تھے۔ دولت اور دنیا سب مجھ کو حاصل تھی کسی بات کا غم نہ تھا ہمیشہ عیش و نشاط میں رہتا تھا پانچ
ہزار غلام میرے عصا بردار جوان و خوبصورت سرخ قباپوش با شمشیر ہندی دائیں بائیں کھڑے رہتے
تھے۔ اور پانچ سو غلام رود ہائے ترانہ ساز اور پانچ سو غلام با چنگ و چغانہ مدام میری خدمت
میں حاضر رہتے تھے۔ اور ہزار لونڈیاں ترکی خوش آواز گاتی تھیں۔ اور ہزار لونڈیاں ہم جنس
ہم قد ہم رنگ رقص کرتی تھیں۔ ایسا کہ مرغان ہوا اور درندے اور چرندے دیکھ کر کھڑے
رہتے تھے اور آدمی سکتے کے عالم میں رہ جاتے تھے اے پیغمبر خدا اگر میں تمام اوصاف
حشمت اپنی کے بیان کروں تو آپ تعجب کریں گے۔ اور جب میں شکار گاہ میں برائے شکار جاتا
تھا تو ہزار گھوڑے بازیں زریں مزین میرے ساتھ رہتے تھے اور چار ہزار میر شکار سفید قباپوش و
تاج مکلل بزمرد باز و بہری و شاہین لیکے میرے ساتھ چلتے تھے اور چار ہزار غلام با کمر زریں کلاہ
گوشہ سرخ قباپوش میرے آگے اور چار ہزار پیچھے اور چار ہزار غلام با سلاح داہنی طرف اور چار ہزار
بائیں طرف چلتے تھے اور دس ہزار چیتے ساتھ رہتے تھے اے پیغمبر خدا اگر تم سے صفت شکار
گاہ کی میں بیان کروں تو آپ تعجب کریں گے مشرق سے مغرب تک میری بادشاہت تھی۔ اور
لشکر بے شمار تھا اس کے شمار کرنے لکھنے سے وزیر و دبیر عاجز رہتے تھے اور ہزار بادشاہ اور
ملک میرے زیر فرمان تھے جو زور و شمشیر لئے تھے اور اگر میں اس زور اور لڑائی کی صفت بیان کروں
تو آپ سن کر متعجب رہیں گے کسی کو یہ طاقت نہ تھی کہ مجھ سے مقابلہ کرے۔ چار ہمسو اس

تک میں نے بادشاہی کی تھی ایک دن بھی مجھ کو کوئی رنج و غم نہ ہوا کسی بات کا اور میں جوان مرد وعالی جمال و کمال و خوبی میں بے نظیر تھا۔ کوئی میرے برابر نہ تھا۔ جو شخص میری طرف نظر کرتا متحیر رہتا۔ اور ہر روز میں فقیر محتاجوں کو ہزار دینار دیتا۔ اور بھوکوں کو کھلاتا۔ اور ہزار ننگوں کو کپڑے دیتا۔ مگر میں خدائے عزوجل کو نہیں جانتا تھا۔ بت پرستی کرتا تھا۔ پس یہ حقیقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سر پوسیدہ سے سن کے پوچھا کہ تیرے مرنے کو آج کتنے دن ہوئے۔ اور کس حال میں تو مرا۔ اور ملک الموت کی شکل و صورت و ہیبت کیسی تو نے دیکھی۔ سو بیان کر تب اس نے بیان کیا۔ کہ اے پیغمبر خدا آج سو برس ہوئے میرے مرنے کو۔ یہ بات ہوئی کہ ایک دن میں موسم گرما میں بیٹھا تھا۔ گرمی نے سر پر بشدت صعود کیا۔ میں وہاں سے اٹھ کر گھر پر گیا اور تمام اعضا میں میرے اس قدر سستی آگئی کہ طبیعت بدمزہ ہوگئی سو رہا حال متغیر ہوا۔ اور بستر شاہی پر وزیروں کو بلایا کہ میرا علاج کرو۔ ہزار طبیب میرے نوکر تھے سب کو بلا کے میں نے کہا کہ میرا علاج کرو۔ تب سب طبیبوں نے میری دارو درمل کی مگر علاج سے مجھ کو فائدہ نہ ہوا کوئی دوا مفید نہ پڑی اور پانچویں روز میرا حال بتر ہوا زبان بند اور سیاہ ہوگئی بدن کانپنے لگا آنکھوں میں سیاہی چھاگئی اور روشنی جاتی رہی کچھ سوجھتا نہ تھا بے ہوشی آگئی۔ اور اس حالت سکرات میں مجھے ایک آواز آئی جو میں نے سنی کہ روح جمجاہ کی قبض کر کے دوزخ میں لے جاؤ۔ پھر ایک لحظہ کے بعد ملک الموت بھیئت و شکل سہمناک ایسی کہ سر اس کا آسمان پر اور پاؤں تحت الثریٰ میں میرے سامنے آکے کھڑے ہوئے اور کئی منہ ان کے تھے میں نے دیکھا مارے ڈر کے ان سے میں نے بہت آہ وزاری کی اس نے میری ایک بھی نہ سنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے جمجاہ تو نے ملک الموت سے پوچھا تھا کہ تیرے اتنے منہ کیوں ہیں۔ کیا سبب ہے۔ تب جمجاہ نے کہا اے حضرت میں نے ملک الموت سے پوچھا تھا کہ اتنے منہ تیرے کیوں ہیں تو ملک الموت نے مجھے یہ جواب دیا۔ کہ سامنے کے منہ سے جان مومنوں کی قبض کرتا ہوں۔ اور داہنی طرف کے منہ سے باشندگان عالم سموات کی ارواح قبض کرتا ہوں۔ اور جو کہ منہ بائیں طرف اور پیچھے کی طرف ہیں۔ ان سے کافروں اور مشرکوں کی جانیں قبض کرتا ہوں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جمجاہ سے پوچھا کہ سکرات

الموت تم پر کیسی گذری تھی۔ اور کس طرح جان تیری نکلی وہ بیان کر اس نے کہا میں نے عزرائیل کو دیکھا۔ کئی فرشتے ان کے ساتھ ہیں کسی کے ہاتھ میں آگ کی گرز اور کسی کے ہاتھ میں چھری اور تلوار۔ اور کسی کے ہاتھ شعلۂ آتش لے کر آئے۔ اور میرے بدن پر ڈال دیا مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ اس سے زیادہ آتش تیز و تر دوسری کوئی نہ ہوگی۔ اگر ایک ذرہ اس سے زمین پر گرے تو ساری زمین کو جلا کے خاک کر دے۔ پس میرے تمام بدن کا رگ و ریشہ پکڑ کے جان تن سے کھینچنے لگے میں نے ان سے کہا۔ اے فرشتو مجھ کو چھوڑ دو۔ میری دولت جتنی ہو۔ تم میری جان کے بدلے لے لو۔ پس یہ بات سنتے ہی انہوں نے میرے منہ پر ایک ایسا طمانچہ مارا کہ تمام بدن کے جوڑ الگ ہو گئے۔ اور کہا اے بدبخت بے شرم و بے حیا۔ تو جانتا ہے کہ حق تعالےٰ بعض گناہ کے عوض کافروں سے مال لیتا ہے۔ پھر میں نے کہا۔ کہ مجھ کو چھوڑ دو۔ میں اپنی آل و فرزند خدا کی راہ میں قربان کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ خدا تعالےٰ رشوت نہیں لیتا ہے۔ اے پیغمبر خدا جان لینے میں مجھ پر ایسی تکلیف گذری ہے۔ کہ ہزار شمشیر مجھ پر ماری اور جان قبض کر کے لے گئے۔ بعد اس کے لوگ مجھے کفن پہنا کے قبرستان میں لے جا کر مردوں کے ساتھ گور میں سلا کے مٹی سے ڈھانک کر چلے آئے۔ پھر گور میں میری جان آئی اور منکر نکیر اور رومان فرشتے جو دنیا میں ساتھ میرے تھے۔ وہ آئے مجھ کو کہنے لگے جو تم نے دنیا میں بھلا اور برا نیکی بدی کی تھی سو اب لکھو۔ سزا اس کا چکھو۔ پس ناچار میں نے کفن کا کاغذ بنا کے اعمال اپنے بدست خود لکھے کہ فلاں روز فلانی گھڑی فلانے وقت یہ کام میں نے کیا تھا۔ اور جو جو کام اپنا بھولا تھا۔ سو اس وقت سب یاد آگیا اور میں واحسرتا و اندامتا و مصیبتا واویلا پکارتا رہا۔ منکر نکیر بصورت زشت میرے پاس آئے ان کے دیکھتے ہی میرے عقل و ہوش جاتے رہے کیونکہ ایسا کبھی کسی کو میں نے نہیں دیکھا تھا اور ان کے آنے میں زمین پھٹ جاتی تھی اور ہیئت و ہیبت سے آکے مجھ بدبخت کو قبر کے اندر بٹھا کے پوچھنے لگے مَنْ رَّبُّكَ یعنی تیرا خدا کون ہے۔ میں نے کہا تم ہو۔ یہ سنتے ہی گرز آہنی سے مجھ کو مارنے لگے۔ اس کی ہیبت اور دھمک سے زمین جو میرے تلے تھی تحت الثریٰ تک ہل گئی پھر مجھ کو یہ پوچھا مَا دِیْنُكَ یعنی کون سا دین ہے تیرا یہ سن کے

عقل و ہوش میرے باختہ ہوئے زبان بند ہو گئی۔ پھر مجھ سے کہنے لگے اے دروغ گو بتیر اخدا کون ہے میں نے کہا تم ہو پھر انہوں نے ایک گرزہ آتشی مجھ پر ماری میں نے اُف و آہ کر کے دریغا و احسرتا اگر میں پیدا نہ ہوتا تو اچھا تھا اب کہاں جاؤں کس سے فریاد کروں کوئی سنتا نہ تھا۔ مگر خدا رحمن و رحیم ہے میں کچھ نہ جانتا تھا اور ہزار برس کی بادشاہی اور دنیا کی خوشی عذاب گور اور سوال و جواب سے مجھ پر تلخ تھی۔ بعد اس کے انہوں نے یہ کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر ہو کہ نعمت خدا کی کھاوے اور غیر کو پوجے پھر بعد ایک لحظہ کے مشرق اور مغرب کی زمین آ کے مجھ کو قبر میں دبانے لگی۔ ایسا کہ تمام بدن کی ہڈیاں میری درہم برہم ہو کر ٹوٹنے لگیں۔ پھر زمین نے کہا اے دشمن خدا تو اتنے روز میری پشت پر رہا۔ کفر کرتا تھا اب مقصود میرا حاصل ہوا۔ تو میرے پیٹ کے اندر آیا۔ قسم ہے اللہ کی کہ میں اب تجھ سے حق اللہ کا سمجھ لوں گی۔ پھر اس کے بعد دو فرشتے آئے سیاہ پوش خشمناک ایسا کسی کو میں نے نہیں دیکھا تھا۔ مجھ کو یہاں سے پکڑ کے عرش کے نزدیک لے گئے میرے تئیں بھروسہ ہوا کہ میں خدا کی رحمت کی جگہ آیا ہوں۔ اتنے میں کنارے عرش سے ایک آواز آئی کہ اس شقی کو دوزخ میں لے جاؤ۔ اور عرش کے پاس چار کرسی جواہر کی میں لے بنی ہوئی دیکھیں ایک پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ دوسری پر حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور تیسری پر محمد حبیب اللہ بیٹھے تھے۔ اور چوتھی کرسی پر ایک پیر مرد خشمناک بیٹھا ہے اور زبانہ آتش اس کے پاس ایستادہ اور سلاسل اور اغلال یعنی زنجیر و طوق سعیر آتشیں اس کے پاس موجود ہیں نام اس کا مالک تھا مجھ کو اس کے پاس لے گئے اور اس کے دیکھتے ہی مجھ کو ایک جھڑکی دی ایسی کہ تمام بدن میں میرے لرزہ آگیا۔ کانپنے لگا تو وہ بولا اس بدبخت کو لوہے کی زنجیر سے باندھ کر رکھو۔ پس مجھ کو قید شدید میں رکھا۔ ستر گز غبار کے نیچے بیٹھا۔ پھر میرے بدن سے کھال نکال کر سانپ اور بچھوؤں کے بیچ میں اور ستر گز لمبی لوہے کی زنجیر سے باندھ کر مجھ کو دوزخ میں ڈال رکھا اے حضرت اگر اس زنجیر کا ایک حلقہ زمین پر پڑ جاوے تو تمام خلائق روئے زمین کی ہلاک ہو جاوے اور میری زبان پر مہر کر دی گئی اس واسطے بات نہیں کر سکتا تھا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے جمجاہ آتش دوزخ کی کیسی تھی۔ بیان کر۔

تب جمجاہ نے کہا اے پیغمبر خدا دوزخ کے درجات سات ہیں۔ ہاویہ۔ سعیر۔ سقر۔ جہنم۔ لظیٰ۔ جحیم اور حطمہ یہ سب کے نیچے ہے اے پیغمبر خدا اگر آپ اہل دوزخ کو دیکھتے تو کہتے کہ ان پر خدا کا غضب ہے ان کے نیچے اوپر دائیں بائیں آگے پیچھے دہکتی آگ ہے اس کے اندر بھوکے پیاسے لوگ جل رہے ہیں وہاں کھانا پینا اور سایہ نہیں ہے ہمیشہ سوا غم کے خوشی اور راحت نہیں اور منہ اُن کا سیاہ کوئلے کی مانند ہے اور ہمیشہ گریہ زاری میں ہیں۔ اور توبہ وہاں قبول نہیں ہے ہر وقت آواز آتی ہے اے اہل دوزخ تمہار اطعام ہمیشہ آتش دوزخ ہے تم لکڑی دوزخ کی ہو ہمیشہ جلتے رہو۔ پھر مجھ کو وہاں سے ایک درخت آتشی کے پاس لے گئے وہ درمیان دوزخ کے تھا اُس درخت کا نام اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شجرہ زقوم فرمایا ہے۔ اور ہندی میں اسے تھوہر کہتے ہیں میں نے وہاں کچھ کھانے کو مانگا۔ وہ تھوہر لا کے مجھ کو دیا گیا۔ جب میں نے اُس سے کچھ کھایا تو حلق بند ہو گیا۔ وہ نہ نیچے اترتا ہے۔ اور نہ وہ اوپر آتا ہے۔ مارے درد اور سوزش کے چلاتا رہا۔ کہ مجھ کو پانی دو۔ کہ لقمہ تھوہر حلق سے نیچے اترے۔ تب قدح بھر کے پانی گرم جہنم سے لادیا جب میں نے اس کو پیا گوشت پوست ہڈی تک جل کے خاک ہو گئی پھر پیچھے ایک جھڑکی کی آواز آئی مجھ پر ایسی جملہ ہڈی گوشت رگیں جیسی میری تھیں ویسی ہی پھر دوبارہ ہو گئیں جسم بن گیا اور پاؤں کے تلے سے سر تک میرے آگ لگ گئی۔ جلتا رہا اور میں فریاد کرتا رہا اے قوم مجھ کو کوئی چیز پہننے کو دو کہ آتش دوزخ سے امان پاؤں۔ تلوے میرے آگ سے جل رہے تھے۔ پھر مجھ کو نعلین آتشیں لا کے پہنائی گئی اور کہا اے بدبخت جزا اپنے بدعمل کی چکھ اب سوا عذاب کے اور کچھ نہیں ملے گا۔ کیونکہ تو دنیا میں بدعمل کئے تھے۔ اور خدا کو نہیں مانا اور اس کے عذاب سے نہیں ڈرا تھا اپنے خالق سے تجھے شرم نہ آئی تھی اور اس کی عبادت نہیں کی تھی۔ اور اس کی نعمت کا شکر بجا نہیں لایا تھا۔ اور اپنے بھائی مومن مسلمان کا مال زبردستی سے چھین لیتا تھا حرام خوری سے نہیں ڈرتا تھا اور مسلمانوں کو ایذا دیتا تھا۔ بدی سے پرہیز نہیں کرتا تھا اے پیغمبر خدا ایسی ایسی باتیں مجھ سے کہی گئیں اور نعلین آتشی مجھ کو پہننے کو دی گئی پس اس کی طپش سے مغز میرا سر سے اور کان سے اور ناک سے نکل پڑا میں پژمردہ ہو گیا۔ اور روح اللہ میرے کھانے کی چیز سوا آگ اور تھوہر کے کچھ نہ تھا۔ پھر وہاں سے مجھ کو ایک پہاڑ میں لے گئے اُس پہاڑ کا نام سکرات ہے

لمبائی اس کی تین ہزار برس کی راہ اور اس کے اندر سنٖ چاہ آتشی تھے اور جتنے عذاب مجھ پر گذرے اس میں موجود پائے۔ اور اس میں مار دگژدم بسیار تھے اور بچھو اور سانپ جب دانت اپنے بجاتے تو ان کی کٹاکٹ کی آواز سو برس کی راہ تک جاتی تھی اور جب کسی کو کاٹتے تھے تو خاک ہو جاتا اور اگر ان کا زہر دانت کا ایک قطرہ روئے زمین پر پڑے تو ساری زمین جل کر خاک ہو جاوے غرض کہ مجھ پر ہر روز اس پہاڑ پر تین مرتبہ سکرات موت ہوتی تھی۔ پس سکرات کوہ اسی کا نام ہے جس شخص کو اس کوہ پر لے جاتے ہیں۔ وہ تلخی سکرات چکھتا ہے۔ پھر مجھ کو وہاں سے ایک چشمہ میں لے جا کے ڈال دیا جہنم میں دوزخیوں کے پاس جا پہنچا اور آواز اس چشمہ کی سو برس کی راہ تک جاتی ہے پھر حضرت عیسیٰ نے جمجاہ بادشاہ سے پوچھا کہ چشمہ کا نام کیا ہے کہا اس کو غضبان کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ ہمیشہ غضب ناک رہتا ہے یا روح اللہ جو شخص خدا سے ڈرے گا اور گناہ سے باز رہے گا وہ چشمہ عذاب کا اس پر آسان ہووے گا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس چشمے کی بات سنی تو ہوش ان کے جاتے رہے۔ اور بہت روئے اور ڈرے اور کہا اے جمجاہ اس چشمے کا عذاب جو تجھ پر گذرا سو بیان کر تب جمجاہ نے کہا اے نبی اللہ اس چشمے کے عذاب کا بیان اگر آپ سنیں گے تو تعجب کریں گے۔ جب پاؤں میں نے اس چشمے میں رکھا ہفتاد بار چمڑا میرے جسم کا گرم پانی سے جل گیا اور مالک دوزخ نے جب مجھ کو ایک جھڑکی دی تو اس کی ہیبت سے اس چشمہ میں گر پڑا اور غرق ہوا یا روح اللہ میں اس چشمہ میں بیان کیا کروں کہ عذاب اس کا سب عذابوں سے اکبر ہے ایسا کہ ہڈیاں میری جل کر خاک ہو گئیں۔ اور اول جو عذاب مجھ پر گذرا تھا سو عذاب اصغر تھا اے پیغمبر خدا اگر سو برس اس کا بیان کروں تو بھی تمام نہ ہو گا۔ پھر مجھ کو اس چشمے سے نکال کر ایک چاہ میں لے جا کر ڈال دیا وہ چاہ ایسی تھی کہ لمبائی اس کی ہزار برس کی راہ تھی اس کو بیت الاحزان کہتے ہیں اس چاہ کے کنارے ایک تابوت آتشی رکھا ہوا تھا۔ طول اس کا تین سو کوس تھا مجھ کو اس تابوت کے اندر رکھ دیا گیا۔ اور جن شیطانوں نے مجھ کو خدا کی راہ سے بھٹکا کر گمراہ کر رکھا تھا اور مجھ کو عذر میں ڈالا تھا۔ ان کو مجھ پر مؤکل کیا گیا۔ آج چار سو برس سے اس تابوت آتشی کے اندر میں ہوں اس وقت ایک آواز عرش سے آئی ہے جمجاہ کو آج دنیا میں برسر راہ عیسیٰ کے ڈال دو کیونکہ اس نے کچھ ثواب کیا تھا دنیا میں بہت

لونڈی اور غلام آئے اور گئے تھے اور بھوکوں کو کھلایا اور پیاسوں کو پانی پلایا تھا اور ننگوں کو کپڑا دیا تھا اور غریب غربا پر مہربانی کی تھی۔ اور مسافروں کی خبر لی تھی۔ روز ازل میں لکھا ہے کہ جمجاہ کو عذاب آخرت سے ایک بار رہائی کر کے دنیا میں پھر بھیج دوں گا۔ یہ آواز میں نے سنی عیسیٰ نے پھر جمجاہ سے پوچھا۔ کہ تم کس قوم سے ہو۔ وہ بولا کہ میں قوم سے الیاس نبی کی ہوں۔ تب عیسیٰ نے فرمایا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ خدا سے کیا مانگتے ہو۔ جمجاہ نے کہا یا نبی اللہ الامان الامان آپ کو خدا کی قسم ہے کہ مجھ بے چارہ گنہگار کے حق میں آپ دعا فرماویں کہ مجھ کو اس عذاب سے اللہ تعالے نجات بخشے اور زندہ کر کے پھر دنیا میں بھیج دے میں اس کی بندگی کروں گا اور اسی سے مدد چاہوں گا تاکہ دنیا اور آخرت میں آپ ہی کا حق مجھ پر ثابت ہو تب حضرت عیسیٰ نے اس کے حق میں اللہ تعالے سے دعا مانگی خدایا تو بے مثل و بے مانند ہے۔ سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور سب کا پیدا کنندہ ہے اور مارنے والا ہے اور سب کی فریاد سننے والا ہے میری دعا قبول کر کے اس بیچارے جمجاہ کو زندہ کر تاکہ دنیا میں تیری عبادت کرے اور حق عبودیت تیرا بجالاوے۔ تب حق تعالے نے فرمایا اے عیسیٰ میں نے روز ازل میں لکھا ہے کہ تیری دعا سے میں اس کو زندہ کر کے پھر دنیا میں بھیج دوں گا۔ اس کی توبہ قبول کروں گا اور عذاب سے خلاصی دوں گا کہ دنیا میں وہ سخی اور دوستدار فقیر و مسکین کا تھا۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ کلام الٰہی سن کر شکر خدا بجالائے اور خوش ہو کر جمجاہ کی ہڈیوں پر کہا اے ہڈیو گوشت پوست بال پرا گندہ ہوئے خدا کے حکم سے ایک جا جمع ہو جاؤ۔ تب خدا کے حکم سے اسی وقت جتنی ہڈیاں اور گوشت پوست بال جمجاہ کے تھے۔ ہیئت اصلی جسم مرکب بن گیا۔ اور زندہ ہو کر یہ کلمہ کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ عِيسٰى رُوْحُ اللّٰهِ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا تعالے واحد ہے اور عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ تعالی کا برحق ہے اور بہشت دوزخ اور بعث و نشر سب سچ ہے پھر جمجاہ نے دنیا میں اسی برس زندگی کی قیام لیل و صیام روز و عبادت الٰہی میں مشغول رہتا۔ کچھ دنیا کا کام نہیں کرتا تھا۔ آخر سجادہ مسلمانی پر رکھ کے شربت موت کا نوش کیا۔ خدائے کریم و رحیم نے اپنے فضل و کرم سے اس کے سب گناہ عفو کر کے اس کو جنت نصیب کی۔ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

بیان وفات حضرت مریمؑ کا اور آسمان پر جانا حضرت عیسیٰؑ کا

خبر میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ مریمؑ کو اپنے ہمراہ لے کر بیت المقدس سے شام کو جارہے تھے۔ راہ میں حضرت مریمؑ بیمار ہوئیں۔ چونکہ وے سوائے ریخ گیاہ کے اور کچھ چیز استعمال نہیں کرتی تھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بولیں اے بیٹے مجھ کو وہی لادے وہ اپنی ماں کو اس جگہ چھوڑ کے وہی ڈھونڈنے کے لیے گئے بعد اس کے حضرت مریم نے اسی میدان میں وفات پائی اور خدا کے حکم سے اُسی وقت بہشت کی حوروں نے آکے ان کو غسل دیا۔ اور بہشت کے کپڑے سے کفنایا اور اسی جگہ دفن کر کے چلی گئیں۔ بعد اس کے حضرت عیسیٰؑ نے آکے اپنی والدہ کو اس جگہ نہ پا کے دو دفعہ پکارا کہیں جواب نہ ملا تیسری آواز میں جواب دیا لَبَّیْکَ اے فرزند میرے کیوں بلاتے ہو۔ حضرت عیسیٰؑ نے کہا اے اماں تین دفعہ میں نے پکارا اب تک کہاں تھیں مریمؑ نے کہا اے بیٹے پہلی پکار میں میں فردوس اعلےٰ میں اور دوسری پکار میں سدرۃ المنتہیٰ میں اور تیسری پکار میں آسمان اول پر آکے میں نے جواب دیا۔ حضرت عیسےٰ نے کہا اے اماں کیا تھا اپنا حال بیان کرو۔ مریم بولیں بیٹا جس کو اللہ تعالیٰ فردوس اعلےٰ نصیب کرے۔ اور وہ مراد کو پہنچے اس سے بہتر اور کیا چیز ہے کیا پوچھتے ہو۔ حضرت عیسیٰؑ اپنی ماں سے یہ باتیں سُن کے بدیدہ گریاں و سینہ بریاں بیت المقدس کی طرف پھر آئے اور لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف دعوت کرتے رہے ایک دن منبر پر بیٹھ کے لوگوں سے یہ کہنے لگے اے لوگو اللہ تعالیٰ نے توریت میں فرمایا تھا کہ موسےٰ کو ہفتہ کا دن مبارک ہے اور اس روز سوائے عبادت کے اور کچھ کام دنیا کا کرنا حرام ہے اب حق تعالیٰ نے اس کو منسوخ کیا۔ اور ہماری کتاب انجیل میں فرمایا ہے کہ اتوار کا دن بہت مبارک ہے اس دن کو مانو نماز پڑھو۔ اور کچھ کام دنیا کا اس دن نہ کرو۔ مطابق انجیل کے چلو۔ پس بنی اسرائیل حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے اس بات کو سن کے دل میں کینہ لائے اور کہنے لگے کہ کتنے پیغمبر بنی اسرائیل میں بعد موسیٰ کے آئے کسی نے شریعت موسیٰ کی منسوخ نہ کی اور یہ لڑکا بے پدر مجہول النسب آکے ہماری کتاب موسےٰ علیہ السلام کو منسوخ

کہتا ہے اس کو مار ڈالا چاہیئے کہ ہمارے موسیٰؑ کا دین جاری رہے۔ پس سب مومن یہود یہ سن کر کہنے لگے اے قوم تم نے زکریاؑ نبی کو مار کر کیا عذاب اٹھایا تھا۔ تم پر غضب الٰہی نازل ہوا تھا سو تم بھول گئے کہ اب عیسیٰؑ نبی مرسل کو مارنے کا قصد کرتے ہو۔ تم خدا تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو اس سے پناہ مانگو اور توبہ کرو کیوں جہنم کی راہ لینا چاہتے ہو۔ ان پر اور ان کی کتاب پر ایمان لاؤ۔ آخر بہتیرا کہا مگر ان کافروں نے نہ مانا اور حضرت کے مارنے کی فکر میں رہے اور بولے کہ جب ان کو تنہا پاویں گے مار ڈالیں گے۔ یہ سن کے مومن لوگ ہر دم سب عیسیٰؑ کے ساتھ رہتے تھے اور خبرداری رکھتے تھے۔ کہیں حضرت کو تنہا نہیں جانے دیتے تھے ساتھ رہتے ایک دن ایک عورت نے حضرت کے اصحاب حواریوں کو پوچھا کہ تم ہر دم ہر ساعت عیسیٰؑ کے ساتھ جو رہتے ہو تم نے اس سے کیا معجزہ دیکھا ہے۔ حواریوں نے اس سے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ مسیح رسول خدا ہیں مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور اندھے کو بینا کرتے ہیں، اور کوڑھی کو لنگڑے کو اچھا کرتے ہیں۔ تب اس عورت نے کہا مبارک بادی اس شکم کو ہے کہ جس نے ان کو پیٹ میں رکھا۔ اس بات کو سن کے حضرت عیسیٰؑ روح اللہ نے اس کو کہا کہ مبارک بادی اس نبی کی امت کو ہے کہ جو قرآن پڑھیں گے۔ پس عورت نے عیسیٰؑ سے پوچھا حضرت قرآن کیا چیز ہے ہم نے کبھی نہیں سنا۔ تب حضرت نے فرمایا کہ قرآن وہ چیز ہے کہ نبی آخر الزمان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر نازل ہوگا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ الخ ترجمہ اور جب کہا عیسےٰؑ مریم کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ تعالیٰ کا تمہاری طرف سچا کرتا ہوں اس کو جو مجھ سے آگے تھی توریت اور خوشخبری سناتا ہوں میں تم کو ایک رسولؐ کی جو آوے گا مجھ سے پیچھے نام مبارک ہے اس کا احمد خبر میں ہے کہ ہمارے حضرت کا نام رکھا گیا دنیا میں محمدؐ اور فرشتوں کے درمیان احمد تھا۔ اور حضرت عیسیٰؑ نے کہا کہ اس کی امت میں حافظ قرآن ہوں گے اور دوسرے پیغمبروں کی امت قرآن حفظ نہیں کر سکے گی، اور کتاب توریت وانجیل کو بھی ان کے زمانہ میں حفظ نہیں کر سکے گی، غرض حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے جب ان سے

یہ مژدہ کہا کہ پیغمبر آخر الزمان آویں گے اور ان کی شریعت قیامت تک جاری رہے گی۔ تب سب یہودیوں نے ملکر عیسیٰ کے مار ڈالنے کی صلاح کی کہ عیسیٰ اگر رہے گا تو ہمارا دین موسیٰ کا باطل و منسوخ کر دے گا۔ اور بادشاہ اس زمانہ کا کافر تھا۔ اس پلید نے ان مردودوں کے ساتھ اتفاق کیا۔ اور ان کو حکم کیا۔ تب چند ملعونوں نے جمع ہو کر ان کی ہلاکت کا قصد کیا۔ پس عیسیٰ کے شاگرد حواریوں نے اس بات کو معلوم کر کے حضرت سے کہا۔ تو حضرت نے فرمایا تم خاطر جمع سے رہو۔ مت ڈرو دشمن کیا کر سکتے ہیں۔ مصرع

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

پس تم اپنے دین اور احمد مصطفےٰ آخر الزمان کے دین پر ایمان لا کے قائم اور ثابت قدم رہیو تب نجات پاؤ گے حاصل کلام آپ اپنے حواریوں کو لے کر ایک مکان پر گئے جس کا نام عین السلوک ہے۔ یہودیوں نے جا کے اس مکان کا محاصرہ کیا۔ تب رب العالمین نے جبرائیل کو بھیجا اس مکان کی چھت کو شگاف کر کے حضرت عیسیٰ کو چوتھے آسمان پر اٹھا لے گئے اور فرشتوں کی صحبت میں رکھا۔ اور ان یہودیوں کے سردار کا نام شیوع تھا۔ وہ ملعون پہلے مارنے کو گھر میں عیسیٰ کے گھسا تھا بہت ڈھونڈھا نہ پایا جب باہر نکلنے میں اس ملعون کے دیری ہوئی۔ تب یہودی سب اس کے پیچھے جا گھسے پس اس شیوع کو جو اول گھسا وہ یہودیوں کا سردار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بصورت عیسیٰ اس کو کر دیا تھا۔ یہودیوں نے جا کے اس کو عیسیٰ کی صورت دیکھ کے بزور شمشیر پکڑ لیا۔ ہر چند کہ اس نے فریاد کی کہ میں شیوع ہوں۔ مجھ کو چھوڑ دو ہرگز وہ نہ مانے۔ اور کہنے لگے جی تم عیسیٰ ہو تم نے اپنے جادو سے شکل شیوع کی بنا رکھی ہے پھر وہ غور کر کے کہنے لگے۔ اچھا ہم نے مانا تو شیوع ہی ہے تو عیسیٰ کدھر گیا۔ آخر سب کوئی اس شبہ میں پڑے اور شیوع کو عیسیٰ جان کر پکڑ لیا۔ اور یہ نہیں جانتے تھے کہ عیسیٰ کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے چوتھے آسمان پر اٹھا لیا ہوا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ الخ ترجمہ اور نہ اس کو مارا ہے نہ سولی چڑھایا ہے ولیکن وہی صورت بن گئی ان کے سامنے اور جو لوگ اس میں کئی باتیں نکالتے ہیں وہ اس جگہ شبہ میں پڑے ہیں اس کی خبر ان کو کچھ نہیں مگر اٹکل پر چلنا اور اس کو مارا نہیں

بے شک اٹھالیا اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اور ہے اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا قرآن شریف
میں لکھا ہے کہ یہود کہتے ہیں کہ ہم نے عیسٰے رسول خدا کو مار دیا۔ غلط ہے چونکہ اللہ نے ان کی خطا ذکر
فرمائی اور فرمایا کہ ہرگز اس کو نہیں مارا اس کی صورت ان کو بنا دی اس صورت کو سولی پر چڑھایا۔
نصاریٰ بھی اول یہی کہتے ہیں کہ مسیح کو مارا نہیں وہ زندے ہیں لیکن تحقیق نہیں سمجھتے کئی باتیں کہ بدن
کو مارا ان کی روح اللہ کے پاس گئی اور بعضے کہتے ہیں کہ مارا تھا پھر تین روز میں زندہ ہو کر آسمان
پر چڑھ گئے لیکن یہ بات ثابت نہیں ہوتی ہے کہ ان کو مارا سو یہ خبر اللہ تعالیٰ کو ہے، اس نے بتایا
کہ اس کی اصلی صورت کو نہیں مارا اور ان کے پکڑتے وقت نصاریٰ سرک گئے تھے اور یہود بھی نہ پہنچے
تھے۔ اس آن کی خبر نہ ان کو ہے نہ اُن کو مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شیوع کو پچاس برس
تک ناز و نعمت سے پالا تھا اس واسطے کہ جب عیسیٰؑ یہود کے ہاتھ میں گرفتار ہوں گے شیوع کو
ان کے صدقے میں ڈبے کے خلاص کریں گے اور فرعون کو اللہ نے چار سو برس تک ناز و نعمت
سے پال کے حضرت موسیٰؑ کے صدقے میں دریائے نیل میں ڈبو دیا اور حضرت موسیٰؑ کو ان کی قوم
سمیت نجات دی اور چار ہزار برس دنبہ ہابیل کا فردوس اعلیٰ میں پال کے حق تعالیٰ نے اس کو فدائے
اضحیہ حضرت اسمٰعیلؑ کا کیا اور ذبح سے ان کو نجات دی اور کافروں کو حق تعالیٰ ناز و نعمت میں اس
واسطے پالتا ہے کہ بعوض گناہ مومنوں کے ان کو دوزخ میں ڈال دے گا، اور مومن سب اس
دوزخ سے نجات پاویں گے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قریب قیامت کے دجال ملعون
خروج کر کے ساری خلق کو گمراہ کرے گا اور حضرت امام مہدی آخر الزمان مومنوں کے ساتھ
بیت المقدس میں رہیں گے۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر حضرت امام مہدی
کے ساتھ ہو کر سب کافروں کو مشرق سے مغرب تک دجال سمیت مار ڈالیں گے، اور لوگوں کو
دین محمدی میں لاویں گے اور حضرت عیسیٰ بھی دین محمدی میں رہیں گے۔ جو شخص دین
محمدی قبول کرے گا اس کو رکھیں گے اور امان دیں گے اور جو شخص دین محمدی قبول نہ کرے گا اس کو
مار ڈالیں گے، مشرق سے مغرب تک تمام عالم کو مسلمان کریں گے اور دین محمدی میں سب
داخل ہوں گے۔ ایک تنفس کافر جہان میں باقی نہ رہے گا۔ اس دن عدالت پوری ہوگی شیر اور
بکری ایک گھاٹ پانی پئیں گے، اور ظالموں کو دور کریں گے۔ چالیس برس ان کی بادشاہت رہے گی

بعد اس کے امام مہدی انتقال فرمادیں گے اور مومن سب اُن کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ کے پاس دفن کریں گے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

بیان نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے رحم میں آنے کا!

اجماع اہل سنت وائمہ اسلام سے روایت ہے کہ حضرت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنی زبان فیض ترجمان ولسان معجز بیان سے خود ارشاد فرماتے ہیں، حدیث شریف میں اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ ترجمہ یعنی سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی نور میرا تھا۔ یہ باتفاق ثابت ہے کہ حق تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے محمدؐ کا نور پیدا کیا، اور ان کے نور سے تمام فرشتے عرش وکرسی لوح وقلم بہشت ودوزخ جن وانس اور ساری مخلوقات پیدا کی، چنانچہ ذکر اس کا اول کتاب میں ہو چکا ہے اس وقت یہاں مختصر کیا۔ روضۃ الاحباب وکتاب الاحبار میں لکھا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم صفی اللہ کو پیدا کیا، تو نور محمد مصطفےٰ نے حضرت آدمؑ کی پیشانی پر ظہور کیا، ایسا کہ ان کی پیشانی اس نور سے عرش تک چمکتی تھی۔ پھر آدمؑ کی پیشانی سے شیثؑ کی پیشانی میں اور شیثؑ سے ادریسؑ کی اور ادریسؑ سے نوحؑ کی اور نوحؑ سے اسی طرح درجہ بدرجہ منتقل ہو کر ابراہیمؑ خلیل اللہ تک پہنچا اور ان سے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کو نصیب ہوا، بعد اس کے نسلاً بہ نسلاً عبدالمناف تک پہنچا، اور عبدالمناف کے چار بیٹے تھے، عبدالشمس، ہاشم ابوالمطلب، ابو نوفل اور ہاشم رسول خدا کے دادا تھے اس واسطے رسول خدا کو ہاشمی کہتے ہیں، اور ابو مطلب امام شافعی کے دادا کا تھا اور عبدالشمس ابوجہل کے باپ کا نام تھا اور ابو نوفل لاولد تھے وہی نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عبدالمناف سے ہاشمؑ کو اور بعد فوت ہونے عبدالمناف کے ہاشم کو مکے کی ریاست ملی اور کنجی خانہ کعبہ کی ان کے سپرد ہوئی۔ اتفاقاً انہی ایام میں مکے میں قحط ہوا تھا۔ اکثر آدمیوں کو سات دن فاقہ گذرتا تھا، چنانچہ ہاشم کو اللہ تعالےٰ نے نور محمد کی برکت سے تونگر کیا تھا، اس نے تمام مکیوں کی ضیافت کی اور جب دستر خوان بچھاتے روٹیاں توڑ توڑ

کر پارہ پارہ کر کے دستر خوان پہ رکھ دیتے کہ کھاتے وقت کوئی کسی کو معلوم نہ کر سکے کہ کس نے زیادہ کھایا، بایں سبب نام اُن کا ہاشم رہا، اول نام ان کا عمر تھا۔ اور ان سے عبدالمطلب پیدا ہوئے اور عبدالمطلب سے کئی بیٹے پیدا ہوئے۔ جب انہوں نے نذر کی اللہ کی کہ اگر میرے دس لڑکے پیدا ہوں گے تو ان میں سے ایک خدا کی راہ پر قربان کروں گا۔ روایت ہے کہ جب ہاشم کو مکّہ معظمہ کی ریاست ملی خبر ہوئی چاہ زمزم میں اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ نے گنج رکھا ہے چاہا کہ اس کے اندر سے نکال لیں، تب چاہ کھودا گنج نہ پایا خدا کی مرضی سے اس کا پانی بھی سوکھ گیا۔ تب انہوں نے نذر کی کہ اگر گنج مجھ کو ملے گا تو اس چاہ سر نو سے آباد کروں گا اور ایک لڑکے کو قربانی کروں گا تب پھر کھودا، خدا کے حکم سے بہت گنج اس سے پایا، مروی ہے کہ اس گنج سے دروازے خانہ کعبہ کے لوہے اور فولاد سے بنوائے اور چاہ زمزم کی بھی درستی کروی اور کاہنوں کو بلا کے حال اپنی نذر کا بیان کیا، سبھوں نے بالاتفاق کہا کہ نذر کا ایفا واجب ہے۔ لازم ہے کہ ہر بیٹے کے نام پہ قرعہ ڈالو جس کا نام نکلے اسی کو قربانی کرو۔ پس عبدالمطلب کے بارہ بیٹے تھے ہر بیٹے کے نام پہ قرعہ ڈالا اس میں نام عبداللہ پدر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکلا اور عبداللہ کی پیشانی پہ نور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہر ہوا، اسی سبب سے ان کی صورت اپنے تمام بھائیوں سے حسین تھی، ماں باپ اور اقربا ان کو بہت چاہتے تھے، اور قربانی کی جب خبر سُنی تو ان کی ماں اور اقربا نے عبدالمطلب سے کہا کہ ہم عبداللہ کو قربانی میں نہ دیں گے، تم دوسری چیز قربانی کرو، تب عبدالمطلب نے منجموں کو بلوا کے ان سے استفتا چاہا انہوں نے فتویٰ دیا کہ یہ ہو سکتا ہے، تب ان کے عوض دس شتر قربانی کئے اور اس زمانے میں خدا کا یہ حکم تھا۔ بہ تقدیر قبولیت کے آتش آسمان سے آکے قربانی کو جلا کے چلی جاتی تھی، علامت مقبولیت یہ تھی۔ پس وہ دس شتر قبول نہ ہوئے پس اور دس اونٹ قربان کئے، یہ بھی منظور نہ ہوئے، آتش آسمان سے نہ آئی۔ پس اس طرح پالنو تک عبدالمطلب نے اونٹ ذبح کئے اور بعضی روایت میں ہے کہ ایک سو اونٹ ذبح کئے، پھر وہ بھی مقبول نہ ہوئے تب سب خویش و اقربا نے مل کے خدا کی درگاہ میں تضرع اور مناجات کی اسی وقت ایک آتش سفید مثل دودھ کے آسمان سے نازل ہوئی اور سب قربانیوں کو جلا گئی، تب قربانی مقبول ہوئی اور سب خوش ہوتے اور شکر خدا بجا لاتے

اسواسطے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْنِ توجمہ یعنی میں بیٹا دو ذبح کئے ہوئے کا ہوں یعنی ایک اسمٰعیل ذبیح اللہ اور دوسرے جناب سالتماٰب کے والد عبداللہ بن عبد المطلب کا اور حضرت کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب بن عبدالمناف تھا۔ روایت ہے کہ ایک دن عبداللہ کہیں کسی کام کو جارہے تھے راہ میں خواہر رقیہ بنت نوفل سے ملاقات ہوئی اور وہ عورت کتب سماوی سے بہت واقف تھی اور بہت خوب صورت اور صاحب عصمت ناکتخدا اور مالدار مکہ میں مشہور و معروف تھی۔ جب نظر اُس کی عبداللہ پر پڑی، جو جو حکایات اور علامات نور محمدی کے توریت اور انجیل میں دیکھے تھے وہ سب عبداللہ کے چہرے پر چمکتے دیکھے اور دیکھتے ہی عاشق و بے قرار خواہان وصال جسمانی عبداللہ کی ہوئی اور بولی تمہیں کو تمہارا نام کیا ہے، وہ بولے میرا نام عبداللہ بن عبد المطلب ہے۔ وہ بولی تمہیں کو تمہارے باپ نذر قربانی کی تھی؟ کہا ہاں، وہ بولی میں دختر نوفل اور خواہر رقیہ اور تاجرہ ہوں اگر مجھ سے نکاح کرو گے تو سو شتر کے بوجھ مال اور خزانہ تم کو دوں گی اور یہ معلوم نہ تھا کہ عبداللہ نے بیاہ کیا ہوا ہے یا نہیں تب عبداللہ نے ایک بہانہ سے اس کو جواب دیا اور کہا کہ بہت اچھا میں اپنے باپ سے پوچھ کر اذن لے آؤں، تب عبداللہ نے اپنے گھر میں جاکے اپنی بی بی آمنہ سے ہم بستر ہوتے تب وہ نور عبداللہ سے منتقل ہوکر آمنہ کے رحم میں آیا اور آمنہ حضرت کی والدہ حاملہ ہوئیں، بعد اس کے صبح کو اُٹھ کے عبداللہ اس عورت کے پاس گئے کہ جس سے کل وعدہ کر آئے تھے۔ جاکے اس سے کہا کہ کل جو تم نے مجھ سے نکاح کا وعدہ کیا تھا، اب میں آیا ہوں، وہ عقلمند تھی۔ عبداللہ کے چہرے کی طرف جو نظر کی تو وہ نور متبرک نہ دیکھا۔ تب عبداللہ سے پوچھا شاید گھر میں تمہاری بی بی سے ان سے مباشرت کر آئے ہو کیونکہ جو نشانی میں نے تمہاری پیشانی میں کل دیکھی تھی سو وہ آج میں نہیں دیکھتی ہوں، وہ بولے ہاں جو تم نے تجویز کی تھی سو صحیح ہے، تب وہ بولی کہ اب مجھ کو نکاح کی ضرورت نہیں، کیونکہ میں جسے چاہتی تھی وہ چیز جاتی رہی ہے۔ مروی ہے کہ جب صدف شکم آمنہ کا در یتیم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بار آور ہوا تو عبداللہ نے وفات پائی۔ آمنہ بیوہ ہوئیں، رسول خدا کے پیدا ہونے کے آگے ایک مہینہ بائیس دن کے ابرہہ نام

ایک بادشاہ تھا یمن میں وہ مردود خانہ کعبہ کو توڑنے کو بڑے بڑے ہاتھی اور بہت سا لشکر لے کر آیا ہوا تھا۔ حق تعالےٰ نے بہ برکت قدوم آں حضرت کے اس کے ہاتھ سے خانہ کعبہ کو محفوظ رکھا۔ پس قصہ ابرہہ کا اس کتاب کے مؤلف نے یہاں مختصر کیا۔ کیونکہ اصحاب فیل کا قصہ سب صاحبوں کے نزدیک سورۂ فیل میں معلوم ہے۔ اس واسطے فقیر نے بھی مختصر کیا۔ اکثر مفسروں نے بہت سے روایات لکھے ہیں۔ لیکن جو ضعیف پائے چھوڑ دیئے گئے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

قصہ بادشاہ ابرھہ کا!

خبر میں آیا ہے کہ ابرہہ نام ایک بادشاہ حاکم ولایت یمن کا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ ہر سال اطراف و جوانب سے لوگ مکہ معظمہ کی زیارت کو جاتے ہیں۔ تب تخم حسد اس ملعون نے اپنے مزرع دل میں بویا اور ایک مکان احداث کر کے نام اس کا کعبہ رکھا تھا چاہتا تھا کہ خلق اللہ کو بیت اللہ کے حج کرنے سے باز رکھے اور اپنے خانہ مذکور کو بیت اللہ قرار دیوے یہ صورت پذیرا نہ ہوئی۔ تب بیت اللہ کو ابرہہ نے توڑنے کا قصد کیا۔ ان ایام میں ایک شخص قریشی جا کے اس محدث خانہ کا خادم ہوا۔ اس نے ایک شب فرصت پا کے اسی گھر میں غائط اور بول کیا اور جو کچھ مال و اسباب پایا لے کر چلا آیا۔ صبح کے وقت ابرہہ پلید وہ حرکت قریشی کی دیکھ کر طیش میں آیا اور بیت اللہ توڑنے کو ساتھ لشکر انبوہ اور فیل و مال کے قصد کیا۔ اور بیت اللہ کی طرف روانہ ہوا اور جو قوم عرب بیت اللہ توڑنے سے مزاحم ہوتی اس کو قتل کرتا اور جب متصل کعبہ معہ لشکر اور ہاتھی کے جا پہنچا یہ حشمت دیکھ کے تمام اہل قریش معہ قبائل اپنا اپنا گھر چھوڑ کر پہاڑوں میں جا کے چھپ گئے و دیکھتے تھے۔ ہر چند فیلبانوں نے چاہا کہ ہاتھیوں سے کعبہ کو مسمار کریں۔ لیکن خوف الٰہی سے کوئی ہاتھی آگے نہ بڑھا اور فیل محمود نام خاص سواری ابرہہ بادشاہ کی تھی۔ اس نے اپنی پیٹھ پر اس پلید کو سوار نہ کیا۔ تب اس مردود نے دوسرے فیل پر سوار ہو کے کعبہ پر تاخت کی۔ اور چاہا کہ کعبہ کو منہدم کرے اتنے میں ہزاروں ابابیل بحکم رب جلیل تین تین کنکریاں مثل دانہ مسور کے ایک ایک منہ میں اور ایک ایک پنجوں میں لیکر آئیں اور سب اصحاب فیل اور فیل پر اور گھوڑے اور شتر پر مثل گولہ بندوق کے مارنے لگیں۔

ایک ایک کنکر ہر سوار کے سر سے گھس کے نیچے سے نکل گیا۔ اور سوار کی پشت سے گھس کر پیٹ سے باہر ہوا۔ ایک پل میں حق تعالےٰ نے سب کو جہنم رسید کیا۔ ابرہہ پلید یہ حال دیکھ کر بھاگا۔ اپنے گھر میں جا کے لوگوں سے یہ حال بیان کر رہا تھا۔ اتنے میں خدا کی مرضی سے ایک ابابیل اس مردود کے پاس گئی اس نے لوگوں کو دکھایا کہ اس قسم کے جانور تھے یہ کہتے ہی ابرہہ کے سر پر اس ابابیل نے ایک کنکر مارا وہیں اس مردود کو واصل جہنم کیا۔ کہتے ہیں کہ ہر پتھر پر نام اس شخص لکھا ہوتا تھا۔ کہ جس پتھر سے وہ مارا جاتا تھا۔ اور حق تعالےٰ نے سورہ فیل میں اس کا بیان فرمایا ہے۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيلِ الخ ترجمہ کیا نہ دیکھا تو نے کیوں کر کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں سے کیا نہ کر دیا۔ ان کے مکر کو بیچ گمراہی کے۔ اور بھیجے ان پر جانور پرندے جماعت جماعت پھینکتے پتھر کنکر سے پس کیا ان کو مانند بھس کھائے ہوئے کے۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ؎

جانا عبدالمطلب کا واسطے تہنیت بادشاہ سیف ذی یزن بن دوران ملک زادہ حمیر کے پاس بعد موت مسروق بیٹے ابرہہ کے

خبر میں آیا ہے کہ جب سیف ذی یزن تخت شاہی پر بیٹھا تو قبائل عرب کے واسطے تہنیت کے اس کے پاس جاتے تھے۔ سب پر نوازش کرتا تھا اور قوم قریش میں اس وقت چونکہ عبدالمطلب ؓ محافظ بیت اللہ کے تھے اور حق تعالےٰ نے ان کو عرب کے درمیان معزز کیا تھا۔ وہ سیف ذی یزن کی تہنیت کو گئے۔ بعد حمد ثنائے خداوند مطلق کے اور ادائے ادب بادشاہی کے کہا کہ میں آپ کی تہنیت کو آیا ہوں۔ اس نے کہا کہ تم کون ہو کس قوم سے ہو۔ تمہارا نام کیا ہے۔ کہا میرا نام عبدالمطلب بن ہاشم ہے اور میں قوم قریش سے ہوں۔ تب بادشاہ نے تعظیم و تکریم سے ان کو جائے

مکان میں رکھا۔ اور ایک مہینہ تک ان کی ضیافت کی۔ ایک دن بادشاہ نے ان کو بلا کے کہا
اے عبدالمطلب ہم تم سے ایک بات کہیں تم کسی سے مت کہیو وہ یہ ہے کہ میں نے
توریت اور انجیل اور اگلے زمانے کے صحیفوں میں دیکھا ہے کہ تمہاری قوم قریش میں ایک
شخص پیدا ہوں گے کہ تم میں قیامت تک ان کی بادشاہی رہے گی۔ عبدالمطلب نے
کہا اے صاحب مجھ کو آپ نے بہت خوش کیا ہے۔ وہ کون شخص ہے۔ آپ اس کی ذرا
تشریح کر کے فرمائیں اس نے کہا۔ کہ دیار عرب میں حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل سے ایک شخص
پیدا ہوں گے کہ ان کے دونوں کندھوں کے بیچ میں نشان مہر نبوت کا ہے۔ وہ پیغمبر
آخر الزمان ہوں گے۔ قبل بلوغ ماں باپ ان کے مرجائیں گے اور چچا دادا ان کی پرورش
کریں گے اور نام پاک اُن کا محمدؐ ہو گا۔ اور بہت دشمن ان کی ہلاکی کے درپے رہیں گے
مگر خدا کے فضل سے ان کا کوئی کچھ نہ کر سکے گا۔ حق تعالٰے ان کو ان کے کید و مکر سے محفوظ
رکھے گا۔ اور ان پر قرآن شریف نازل کرے گا۔ اور ان کے اصحاب اور امت سب اولیاء اور
بزرگ ہوں گے اور ان کے دشمن ذلیل اور خوار ہوں گے۔ اور خلق ان کا دین قبول کرے گی
سب خدا پرست ہوں گے۔ اور شیطان سب دور ہوں گے۔ تمام بت خانے توڑے جاویں گے
اور آتشکدہ فارس کا بجھ جائے گا۔ اور گفتار کردار و حکمت سب صحیح و درست ہوں گے۔
لوگ امر الٰہی بجالائیں گے۔ منکر سے باز رہیں گے۔ پس عبدالمطلب یہ سُن کے سجدہ گذار درگاہ
کبریا ہوئے۔ اور بادشاہ نے ان کو سو شتر اور دس غلام اور دس لونڈی اور دس رطل سونا
اور دس رطل چاندی اور مشک و عنبر اور بہت چیزیں دے کے ان کو خوش کیا اور جو ان کے ساتھ
آئے تھے ان کو بھی خلعت فاخرہ دے کے معزز اور سرفراز کیا اور کہا اے عبدالمطلب جس
وقت وہ لڑکا پیدا ہو گا۔ مجھ کو خبر دیجیئو میں جناب باری میں دعا کروں گا۔ میں اُن پر اعتقاد
لایا۔ حالانکہ پیغمبر خدا اس وقت تولد ہو چکے تھے۔ دو برس کا سن تھا عبدالمطلب یہ کسی سے
ظاہر نہیں کرتے تھے اور اس بادشاہ سے بھی نہیں کہا اس بات کو چھپا رکھا تھا۔ اور اپنے
مکان پر مکہ میں آئے روایت ہے کہ عبدالمطلب کی کئی بیبیاں تھیں سب سے فرزند تولد
ہوئے تھے آخری عمر میں خواب میں دیکھا کہ فاطمہ بنت عمر کو نکاح میں لاؤ۔ تب ساٹھ اونٹ

سُرخ بال کے اور چند دینار زرِ سُرخ اس کے مہر میں دے نکاح میں لائے اور اس کے بطن سے ابو طالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے والد پیدا ہوئے۔ سب ملا کر عبدالمطلب کے تیرہ بیٹے تھے، حارثؓ۔ ابو طالبؓ۔ ابولہبؓ۔ غیذاق۔ امیر حمزہؓ۔ عباسؓ۔ ضرار۔ زبیر عبداللہ۔ مقومؓ۔ قثمؓ۔ عبدالکعبہ۔ عجلؓ اور چھ بیٹیاں ام حلیمہ، صفیہ، برہ، عاتکہ، اروی، امیمہ اور حارث کے تین بیٹے تھے۔ ابوسفیان۔ مغیرہ۔ اور نوفل۔ ابوسفیان جس سال میں فتح مکہ ہوا اسی سال میں مسلمان ہوئے اور ابولہب کے دو بیٹے تھے۔ عتبہ اور عتیبہ اور اس کی بی بی حضرت معاویہ کی پھوپھی تھی اور غیذاق۔ امیر حمزہ۔ ضرار اور زبیر یہ چاروں لاولد تھے۔ اور ابو طالب کے چار بیٹے تھے۔ عقیل اور طالب اور جعفر طیار اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ اور دو بیٹیاں ام ہانی اور جمانہ یہ سب فاطمہ بنت اسد کے بطن سے تھے اور عبداللہ سب بھائیوں سے صورت اور بزرگی میں زیادہ تھے۔ ان کی صلب سے سید الکونین پیدا ہوئے اور حضرت عباس کے چھ بیٹے تھے، عبداللہ۔ فضل۔ عبیداللہ۔ قثم۔ سعید اور عبدالرحمٰن اور بیٹی کا صفیہ نام تھا۔ اور حضرت عباس نے اسی برس کے سن میں حضرت عثمان کی خلافت کے زمانے میں انتقال فرمایا۔ یہ سب جامع التواریخ سے لکھا ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

ذکر احوال عبداللہ والد جناب رسالت مآب کا اور بعضی بات آنحضرتؐ کی اپنی ماں کے شکم میں رہتے وقت جو وقوع میں آئی تھی

راویوں نے روایت کی ہے کہ توراۃ میں مذکور ہے۔ اور اہل توراۃ کو معلوم تھا کہ کہتے تھے۔ کہ ہمارے پاس جو یحیٰؑ بن زکریاؑ کا سفید پشمی جبہ ہے، جب عبداللہ عبدالمطلب کے گھر میں پیدا ہوں گے۔ تب اس سفید جبہ سے خون نکلے گا۔ اور جب ایک مدت کے بعد اس سے خون نکلا، تب ان سب کو معلوم ہوا کہ عبداللہ عبدالمطلب کے گھر مکّے میں پیدا ہو گئے ہیں۔ اور ان کی پشت سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی آخر الزمان پیدا ہوں گے اور وہ ہمارے دین کو منسوخ کریں گے۔ پس یہ معلوم کر کے

چند یہودی متفق ہو کر حضرت عبداللہ کے مار ڈالنے کو مکے میں گئے اور وہاں ایک مدت رہے
آخر ان کا کچھ بھی نہ کر سکے اور ہزیمت پا کر یہاں سے شام میں جا رہے۔ اور جب پھر عبداللہ
بڑے ہوئے۔ تب کبھی کبھی مکے سے نکل کر میدان کی طرف سیر کو چلے جاتے تھے
اس میں یہ دیکھتے تھے کہ اپنی پشت سے ایک نور چمکتا تھا۔ دو پارہ ہو کر ایک پارہ مشرق
کو جاتا رہا۔ اور ایک پارہ مغرب کو پھر ایک لحظہ کے بعد پشت میں آرہا۔ تب عبداللہ نے
اپنے باپ سے جا کے یہ حال بیان کیا تو عبدالمطلب نے کہا کہ مدت ہوئی ہے کہ میں
نے ایک خواب دیکھا تھا کہ سلسلۂ نور میری پشت سے نکل کر چار حصے ہو کر چار طرف گیا۔
ایک حصہ طرف آسمان کے اور ایک حصہ طرف زمین کے اور ایک مغرب کو اور ایک
مشرق کو پھر آ کے سب ایک درخت سبز بن گیا اور ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت پاکیزہ اس
درخت کے پاس کھڑے تھے۔ میں نے اُن سے پوچھا تم کون ہو۔ وہ بولے میں پیغمبر
آخرالزمان ہوں یہ سُن کر میں خواب سے بیدار ہوا۔ اور صبح کو جا کر کاہنوں سے اُس کی
تعبیر پوچھی تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ تمہارے سے ایک نبی آخرالزمان پیدا ہوں گے
جتنے نبی جان اور بنی آدم ہیں سب ان پر ایمان لاویں گے۔ اے بیٹا اُس نور نے
میری پشت سے تمہاری پشت میں نقل کیا ہوگا، تم خوش رہو۔ اللہ تم کو خوش رکھے جب یہ بات
لوگوں میں منتشر ہوئی تو یہودیوں کے دل میں حسد پیدا ہوا۔ چند یہودیوں نے متفق ہو کر قسم
کھائی کہ جب تک ہم عبداللہ کو نہ مار ڈالیں گے تب تک اور کچھ کام نہ کریں گے۔ یہ کہہ کر
مکے میں جا کر مدتوں تک رہے۔ ایک دن عبداللہ کو میدان کی طرف تنہا جاتے دیکھا
تب سب دشمن فرصت پا کے عبداللہ کے مارنے کو ننگی تلوار لے کر میدان کی طرف چلے
اتفاقاً وہب بن عبدالمناف جو پیغمبر خدا کے نانا تھے وہ ان کے قریب تھے انہوں نے
دور سے دیکھا کہ عبداللہ کو سب یہودی مارنے آتے ہیں۔ تب پشت پناہ ان کے ہوئے
اور آسمان کی طرف نظر کی اور دیکھا کہ ایک جماعت فوج کی فوج آسمان سے بصورت آدمی
کے ہاتھ میں تلواریں لے کر ان یہودیوں کو مارنے کے قصد سے آتی ہیں۔ پس ایک لحظہ وہاں
کھڑے ہو کر دیکھا۔ انہوں نے آ کر اُن یہودیوں کو مار ڈالا۔ اور وہب بن عبدالمناف نے

یہ حال دیکھ کر گھر میں اپنی بی بی سے جا کے کہا کہ تم عبدالمطلب سے جا کے یہ بات کہو کہ میری بیٹی آمنہ سے تم اپنے بیٹے عبداللہ کا بیاہ کرو، تب اسی وقت اُن کی بی بی نے عبدالمطلب سے جا کے یہ بات کہی کہ میری بیٹی آمنہ کا بیاہ اپنے بیٹے عبداللہ سے کردو۔ تب عبدالمطلب نے قبول کیا۔ عبداللہ کا بیاہ آمنہ سے کردیا۔ اور اپنے گھر میں ہی رکھا۔ اور قریش کی عورتیں جو عبداللہ سے نکاح کی تمنا رکھتی تھیں، وہ حضرت عبداللہ کے نکاح کی خبر سُن کے غم میں اس کے سب بیمار ہو گئیں، کہتے ہیں کہ اس کے غم سے چالیس عورتیں مر گئیں، اور جو زیب زینت اور پارسائی و پرہیزگاری آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تھی وہ کسی عورت میں قریش کے نہ تھی۔ وہ نور محمد مصطفےٰ کا جو عبداللہ کی پیشانی میں چمکتا تھا پھر وہ بارہویں تاریخ جمادی الآخر کی شب جمعہ میں عبداللہ کی صلب سے آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے رحم میں آیا۔ اور اسی شب کو رضوان کو حکم ہوا کہ دروازے بہشت کے کھول دے، اور اسی شب کو تمام بُت روئے زمین کے نگوں سار ہوئے اور تخت ابلیس کا الٹ گیا پامال ہوا اور سب کا سردار شیطان لعین مشرق سے مغرب کو جا کے دامن کوہ میں چلا چلا کے رونے لگا۔ اس کی آواز سُن کے تمام شیاطین وہاں جمع ہو کے کہنے لگے، اے سردار ہمارے تم آج کس لئے روتے ہو، کیا مصیبت تم پر پڑی ہے، وہ ملعون بولا اس سے زیادہ اور کیا مصیبت ہوگی، کہ محمد نبی آخر الزمان پیدا ہوں گے اُن کا زمانہ اتنے روز نہ تھا اب اُن کا ظہور قریب ہے، جب وہ پیدا ہوں گے سارے جہان کی مخلوق اِن کی تابع ہوگی اور دین اُن کا قیامت تک جاری رہے گا اور لات وعزیٰ ہمارے کو باطل کرے گا۔ تمام خلق مشرق سے مغرب تک مسلمان ہوگی اور ان کے واسطے خدا تعالیٰ نے ہم کو بہشت سے نکال دیا۔ مردود کیا، اب اگر سر پتھر پر یا پتھر سر پہ ماروں گا، تو بھی کچھ نہ ہو سکے گا، تب دیوؤں نے اس سے کہا کہ تم خاطر جمع سے رہو کہ ہم سے جس طرح سے ہو سکے گا، بنی آدم کو گمراہ کریں گے اور لات وعزیٰ کی عبادت اِن سے کرواویں گے، ہرگز خدا کی راہ پہ نہ چلنے دیں گے، تب اس سردار شیطان نے کہا، کہ تم کس طرح سے اُن کو خدا کی راہ سے بھٹکاؤ گے، ہم کو بتاؤ، وہ تو راہ نیک اختیار کریں گے، نہی اور منکر سے باز رہیں گے خیرات، زکوٰۃ، صدقہ راہ اللہ دیں گے، حرام کاری نہیں کریں گے،

تب دیوؤں نے کہا کہ کچھ پرواہ نہیں ہم ان کے عالموں کو کسی کام میں مغالطہ دے کر فریفتہ کریں گے۔ اور جاہلوں کو دولت اور گمراہی میں رکھیں گے اور زاہدوں کو زہد کی مغروری میں ڈالیں گے اور صاحب طاعت کو ریاکاری کی خواہش دلاویں گے۔ پھر سردار شیطان نے کہا۔ جب وہ علم اور زہد میں مستغرق ہوں گے۔ تم کس طرح اُن پر غالب ہو گے راہ راست سے بہکاؤ گے دیوؤں نے کہا ہم اُن کو ہوا و حرص کی راہ میں شہوت دلاویں گے اسی طرح ہماری متابعت وہ کریں گے جو ہم کہیں گے اسی پر عمل کریں گے۔ تب اس سردار لعین نے کہا اب مجھ کو خاطر جمع ہوئی خبر ہے کہ اس زمانے میں مکّے کے ملک میں قحط تھا لوگ مارے بھوک کے عاجز تھے کھانے بغیر مرتے تھے۔ جب آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاملہ ہوئیں۔ تب خدا کی رحمت سے پانی برسا زمین سیراب ہوئی۔ تمام اشجار تازہ ہوئے۔ میوے پھلے لوگ کھانے لگے۔ تب تنگی قحط کی جاتی رہی اور راحت آئی۔ جتنے وحوش و طیور مور و ملخ اور خانہ کعبہ جو امان دو نوجہان کا ہے۔ سبھی بشارت آں سرور کائنات کی آمد کی دینے لگے کہ ظہور پیغمبر آخر الزمان کا قریب ہوا۔ اور کہتے ہیں کہ آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شخص آسمان سے نازل ہوا اور کہتا ہے کہ اے آمنہ تیرے پیٹ میں جو ہے وہ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جب وہ تولد ہوں گے تو نام ان کا محمدؐ رکھیو۔ اور یہ کہیو۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ توجہہ پناہ مانگتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے شر سے کل حاسدوں کے۔ پس یہ خواب آمنہ نے اپنے سسر عبد المطلب سے جا کر بیان کیا انہوں نے تعبیر اس خواب کی بیان اور کہا کسی سے یہ راز مت کہیو۔ کیونکہ یہ خواب بالکل سچی ہے۔ اور ایسا ہی لڑکا تمہارے گھر پیدا ہوگا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

تولد ہونا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کا

مروی ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بارھویں تاریخ ربیع الاول شب دو شنبہ وقت صبح صادق کے تولد ہوئے اور جو عجائبات غریبہ وقت تولد میں آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھے سو بیان کئے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جننے کے وقت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکیلی تھیں۔ کوئی ان کے پاس نہ تھا اس وقت ایک آواز دہشت ناک آسمان سے آئی وہ ڈر گئیں

اور متحیر ہو کر بولیں الٰہی یہ کیا ماجرا ہے اور ایک مرغ ہوا سے آکے آمنہ رضی اللہ عنہا کا شہر ملنے
لگا۔ تب وہشت جاتی رہی اور آمنہ کہتی تھیں کہ کچھ شیرینی لاکر مجھ کو دی میں کھا گئی۔ اور
ایک نور میں نے دیکھا کہ مجھ سے نکل کر آسمان پر گیا۔ بعد اس کے کئی عورتیں دیکھیں۔ بہت
خوب صورت میں نے سمجھا کہ شاید عبدالمناف کی بیٹیاں ہیں۔ میں بہت خوش ہوئی۔ کہ وہ
میرے کام کو آئی ہیں۔ پیچھے معلوم ہوا کہ وہ نہیں اور کوئی اجنبی ہیں۔ میرے پاس آکر مجھ کو
تسلی دینے لگیں۔ اس وقت معلوم ہوا کہ بی بی مریمؑ اور آسیہ خاتون رضی اللہ تعالےٰ عنہا
فرعون کی بی بی مومنہ تھیں وہ دونو خدا کے حکم سے بہشت سے حوروں کو لے کر میری
تہنیت کو آئیں۔ اور ایک آواز میں نے سنی کہ اس لڑکے کو آدمیوں کی پشت سے پوشیدہ رکھو
اور دیکھا کئی آدمیوں کو ہاتھوں میں اپنے سلابچی آفتابہ چاندی کا۔ اور عطریات خوشبو مشک
وعنبر لے کر آئے ہوا پر معلق کھڑے ہوئے ہیں اور مرغ سب ہوا کے کہاں کہاں سے میرے
گھر پر آئے چونچیں ان کی زمرد سبز کی اور پر ان کے یاقوت سرخ کے تھے۔ ان کو دیکھتے
ہی آنکھیں میری روشن ہوگئیں اور تین علم بادشاہی میں نے دیکھے ایک مغرب کو ایک
مشرق کو اور ایک کعبے پر کھڑے ہوئے پایا اس وقت درد جننے کا غالب ہوا اور یہ آواز آئی
کہ نور سلطان آخرالزمان نے عالم خلوت سے عالم صورت میں نقل فرمایا اور آفتاب سعادت
برج اقبال سے طلوع ہوا اور سایہ چتر ہمایوں نبی آخرالزمان کا اوپر خاکساروں کے پڑا۔
اسی وقت سیدالکونین تولد ہوئے اور پیشانی روشن اپنی اوپر زمین کے رکھ کے سجدہ گذار بدرگاہ
پروردگار ہوئے بعد اس کے دونوں ہاتھ اٹھا کے آسمان کی طرف مناجات کی اور یہ کلمہ پڑھا
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بعد اس کے ایک ابر سفید آکے میری گود سے اٹھا کے اُن
کو لے گیا۔ اتفاقاً اس شب کو میرے گھر میں چراغ نہ تھا۔ باوجود اس تاریکی کے گھر
ایسا روشن اور منور ہوا کہ اس وقت کوئی چاہتا تو سوئی میں تاگا پرو سکتا تھا۔ اس کی روشنی سے
ملک شام نظر آیا۔ پھر ایک آواز آئی کہ محمدؐ کو مشرق اور مغرب اور تمام جنگلوں میں لے جا کے
پھراؤ دکھاؤ تاکہ تمام خلائق میں نام اُن کا ظاہر ہو۔ اور ایک ابر سفید نمودار ہوا۔ اس سے آواز
آئی کہ اس پیغمبر کے نور کو دوسرے تمام پیغمبروں کی ارواح مقدسہ پر جلوہ دو۔ اور ایک

دوسرے سفید ابر سے یہ آواز آئی کہ محمد ﷺ بادشاہ ہر دو جہاں کے محمد بادشاہ کون و مکان کے ہیں۔ ان کے حلقہ اطاعت میں تمام خلق رہے گی آمنہ کہتی تھیں کہ یہ آواز سُن کر میں متعجب ہوئی، پھر تین شخصوں کو دیکھا کہ چہرہ اُن کا مانند آفتاب کے روشن تھا۔ اُن میں سے ایک کے ہاتھ میں آفتابہ چاندی کا اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت سونے کا اور تیسرے کے ہاتھ میں ریشمی کپڑا سفید اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو لے گئے اور اس ریشمی کپڑے سے ایک انگوٹھی نکالی اور اس آفتابہ کے پانی سے سر و تن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دھلا کے ان کے دونوں مونڈھے کے بیچ میں اس خاتم سے مہر نبوت کر دی پھر آپ کو اس کپڑے میں لپیٹ کر میری گود میں دیا اور ان میں سے ایک نے آپ کے کان میں بہت سا کچھ کہا اُس کو میں کچھ دریافت نہ کر سکی کہ کیا کہا۔ اور دوسرے شخص نے دونوں آنکھیں ان کی چوم کے کہا کہ اے محمد اللہ تعالےٰ نے تم کو علم لدنی بخشا جمیع پیغمبروں سے علم اور حلم تم کو اور زیادہ دیا، پھر ایک شخص نے ان میں سے آکے محمد کے منہ پہ منہ رکھ کے جیسے کہ کبوتر دانہ کھلاتا ہے اپنے بچے کو ویسے ہی منہ پہ منہ رکھ کے کہا یا رسول اللہ یا حبیب اللہ تم کو بشارت ہے کہ علم اور بردباری اللہ نے سب تم کو عنایت کیا۔ پھر کئی شخص آکے میری گود میں سے آپ کو اٹھا لے گئے میں اکیلی گھر میں متفکر رہی کہ یا اللہ یہ کیا ماجرہ ہے پھر اس گھڑی آپ کو لائے۔ چہرہ ان کا مانند ماہتاب کے چمکتا تھا پھر ایک آواز آئی اے آمنہ اس لڑکے کو حفاظت سے رکھ کچھ اندیشہ مت کر ہم اس کو حضرت آدمؑ کے پاس لے گئے تھے خدا ان کا حافظ و ناصر ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے ان کے منہ میں بوسہ دے کے کہا کہ بشارت ہے تم کو اے محمد جو تم پہ ایمان لاوے گا وہ حشر کے دن تمہاری امت میں داخل ہوگا اور عذاب دوزخ سے خلاصی پاوے گا یا اللہ ہم عاصی گنہگاروں کو اُن کی محبت میں ہمیشہ رکھ اور اُن کی شفاعت کا امیدوار کر۔ آمین ۰

بیان اُن روایات کا جو عبدالمطلب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شب تولد میں کرامات عجیبہ و غریبہ دیکھی تھیں

روایت ہے کہ عبدالمطلب رسالت پناہ کی شب تولد میں مکے میں تھے۔ کہا عبدالمطلب

نے کہ آدھی رات کو میں نے شب تولد میں ایک آواز سُنی جب آسمان کی طرف نظر کی۔ دیکھا کہ فرشتے سب تکیہ رکھ رہے ہیں۔ اور بتوں کو دیکھا زمین پر گر کے سب ٹوٹ گئے۔ پھر دوسری ایک آواز آئی۔ بشارت باد اے اہل زمین نبی آخرالزمان پیدا ہوئے اور آب رحمت ان کے دھلانے کو لایا گیا۔ اور خانہ کعبہ اس وقت حرکت میں آیا سجدہ کیا۔ مگر اس وقت مجھ کو شک خواب میں تھا۔ نیند سے اٹھا اور دل میں خیال کیا کہ دیکھا چاہیئے یہ کیا ماجرا ہے تب میں نے بنی شیبہ کے دروازے سے نکل کر کوہ صفا مروہ کو دیکھا کہ وہ لرزے میں ہے اس کو دیکھتے ہی مجھ کو لرزہ آیا۔ پھر چاروں طرف سے یہ آواز آنے لگی۔ اے قریش مت ڈرو لیس میں اس سے ہولناک ہوا۔ اور چپکا ہو رہا۔ اور یہ اندیشہ مجھ کو ہوا۔ کہ کہ آمنہ کے گھر پہ کیوں کر جاؤں بہر صورت اُن کے مکان پر گیا جا کے کیا دیکھتا ہوں کہ مرغ سب ہوا کے آمنہ کے مکان کے چاروں طرف گھوم رہے ہیں۔ اور ایک ٹکڑا ابر کا ان کے مکان کے اوپر سایہ دار ہوا۔ یہ دیکھ کر میں بے اختیار ہو کر گر پڑا۔ اور جب ہوش میں آیا چاہا کہ آمنہ کے حجرے میں جاؤں اور دریافت کروں کہ کیا ماجرا ہے۔ سو دیکھ آؤں بہت کوشش کر کے میں ان کے دروازے پر گیا۔ بوئے مشک و عنبر و عود کی پائی اور ان کے حجرہ کا دروازہ کھول کر سنبھالا دو چشم کے درمیان پیشانی پر اُن کی نظر میری پڑی۔ کیونکہ وہ جائے نور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی۔ وہ نور نہ دیکھا۔ اس وقت میں چاہتا تھا کہ گریبان اپنا پارہ پارہ کروں۔ آمنہ سے پوچھا کہ اے آمنہ سوتی ہو یا جاگتی ہو۔ وہ بولی میں جاگتی ہوں۔ میں نے کہا وہ نور جو تمہاری دو چشم کے درمیان پیشانی پر تھا کیا ہوا وہ نور اب کہاں گیا۔ بولی نور محمد میں جنی ہوں۔ پھر کہا اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ میں دیکھوں۔ بولی کہ میں آج دکھا نہیں سکوں گی۔ میں نے کہا کیوں۔ بولیں کہ جس وقت یہ لڑکا پیدا ہوا تھا ایک شخص غیب سے آ کے مجھ کو کہنے لگا۔ کہ اے آمنہ اس لڑکے کو تین دن تک کسی کو مت دکھائیو۔ یہ سنتے ہی میں نے شمشیر میان سے کھینچ کر کہا کہ کس نے تم کو منع کیا اس کو لاؤ ورنہ تم کو مار ڈالوں گا اور لڑکے کو جلدی دکھاؤ۔ تب وہ بولیں بہت اچھا آپ مالک ہیں۔ حجرے میں آ کے آپ دیکھئے۔ صوف پارچہ حریر میں سلا رکھا ہے۔

تب میں نے ارادہ کیا کہ لڑکے کو دیکھوں وہیں حجرے سے ایک مرد مہیب شکل نکل آیا۔ ایسا میں نے کبھی کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ مجھ سے وہ کہنے لگا۔ تم کہاں جاتے ہو۔ میں نے کہا لڑکے کے دیکھنے کو جارہا ہوں وہ بولا اس وقت نہ جاؤ دیکھنے نہیں پاؤ گے جب تک کہ فرشتے اُن کی ملازمت سے فراغت نہ پالیں گے اس وقت بنی آدم کو فرشتوں کی مجلس میں جانا منع ہے یہ بات سُن کر میرا بدن کانپنے لگا۔ اور شمشیر ہاتھ سے گر پڑی۔ وہاں سے پھر دیکھنے نہ پایا۔ اور چاہا کہ قریشیوں کو جاکے اس کی خبر دوں۔ زبان میری بند ہوگئی۔ ایسی کہ سات دن تک کسی سے بات نہ کرسکا۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے پوچھا تھا کہ وہ مرغ سب اور ابر سفید جو آمنہ کے گھر پر سایہ دار ہوئے تھے۔ وہ کیا تھا انہوں نے کہا کہ اس میں ستر الہٰی تھا۔ عبدالمطلب نے کہا کہ میں نے اس وقت سنا تھا کہ آسمان اور زمین سے یہ آواز آئی یَا مَعْشَرَ الْخَلَائِقِ محمدؐ حبیب خدا اشرف الانبیاء ہے مبارک ہو اس گھر کو جس گھر میں وہ ہے۔ منقول ہے کہ جس وقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم متولد ہوئے اس وقت تمام بت جہان کے شکستہ ہوگئے۔ اور آتشکدہ فارس کا ہزار برس کا بُجھ گیا۔ نوشیرواں کے بالا خانے پر بارہ برج تھے سب ٹوٹ پڑے اور لات وعزےٰ گر پڑے ہ۔ مصرع۔ تزلزل در ایوان کسرےٰ فتاد۔ معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ نوشیرواں کی سلطنت رسول خدا کے زمان تولد تک بیالیس سے اوپر گذری تھی۔ اور زمانہ عیسےٰؑ کا رسول خدا سے چھ سو برس سے اوپر گذرا تھا۔ اور سکندر رومی کے زمانے کو رسول خدا سے آٹھ سو بہتر برس ہوئے تھے اور داؤدؑ کا زمانہ ایک ہزار آٹھ سو برس اور موسیٰؑ کا زمانہ دو ہزار آٹھ سو برس اور ابراہیمؑ کا زمانہ تین ہزار آٹھ سو برس اور بعضی روایت میں تین ہزار ستر برس گذرے تھے اور زمانہ نوحؑ کو چار ہزار ایک سو نو برس اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ چار ہزار چار سو نو برس گذرے تھے اور زمانہ آدمؑ کو چھ ہزار ایک سو تریسٹھ برس گذرے تھے یہ لب لباب میں لکھا ہے۔ اور بعضی روایت میں چھ ہزار سات سو پچاس سال گذرے تھے حضرت آدمؑ سے ہمارے رسول خدا خاتم النبیین رسول رب العالمین کے پیدا ہونے تک۔ اور کرسی نامہ آں حضرت کا یہ ہے کہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب

بن لوی۔ بن غالب۔ بن فہر۔ بن مالک۔ بن نضر۔ بن کنانہ۔ بن خزیمہ۔ بن مدرکہ۔ بن الیاس۔ بن مضر بن نزار۔ بن معد۔ بن عدنان۔ یہاں تک نزدیک محدثوں کے محقق ہے۔ اور عدنان سے حضرت آدمؑ تک روایت میں بہت اختلاف ہے۔ اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ عدنان بن اود بن وادبن۔ بن یسع۔ بن ہمیسع۔ بن سلامان۔ بن حمل۔ بن قیدار۔ بن حضرت اسمٰعیل۔ بن حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ۔ بن تارخ مشہور آذر بن ناحور۔ بن ساروع۔ بن راعوع۔ بن فالغ۔ بن عامر بن شالخ بن ارفخشد۔ بن سام۔ بن نوح۔ بن مالک۔ بن متوشلخ۔ بن اخنوخ۔ بن بارد۔ بن حضرت مہلائیل۔ بن قنیان۔ بن انوش۔ بن شیث۔ بن حضرت آدمؑ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ شریفہ کا نام آمنہ بنت وہب بن عبدالمناف بن قصی۔ بن کلاب۔ بن مرہ اور مرہ سے آدمؑ تک حضرت کی والدہ شریفہ کا نسب نامہ بھی پہنچتا ہے۔ جیسے کہ اوپر لکھ چکا ہوں اسواسطے مکرر نہ لکھا۔ واللہ اعلم بالصواب

خبر حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کہ انہوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا تھا

حلیمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس سال میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے اسی سال عرب میں قحط تھا۔ بلکہ ہمارے گھر میں سب کے سب بھوک سے عاجز تھے۔ مارے بھوک کے میں اپنے بھائی کو ساتھ لے کر میدان میں جا کے گھاس لاکر اسے بیچ کر قوت حاصل کرتی اور شکر خدا بجا لاتی تھی اور اس وقت میں حاملہ بھی تھی۔ اور جب جنی لڑکے کا نام ضمیر رکھا اور اس وقت میں لڑکے کے دودھ کے واسطے حیران و پریشان رہتی تھی۔ کچھ کھانے کو نہ پاتی۔ یہاں تک کہ دن رات سات دن میں فاقے سے رہی اور بھوک سے بے تاب ہو گئی کچھ ہوش نہ تھا ایک رات خواب میں دیکھا ایک چشمہ ہے پانی اس کا سفید دودھ سے زیادہ اور خوشبو زیادہ مشک و عنبر سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اس چشمہ سے جتنا چاہو پانی پیو۔ تب تمہارا دودھ زیادہ ہوگا۔ جب میں نے اس سے پانی پیا اس نے کہا کہ مجھ کو تم پہچانتی ہو۔ میں نے کہا نہیں اس نے کہا میں شکر ہوں کہ تم نے حالت قحط میں تکلیف اٹھائی۔ بغیر کھائے اپنے خدا کا شکر بجا لائیں۔

حق تعالیٰ نے مجھ کو بصورت آدمی تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ تم کو خوش کروں تم مکے میں جاؤ
تم مرفعۃ الحال ہوگی، یہ بات کسی سے مت کہیو، حلیمہ کہتی ہیں کہ اس نے میری چھاتی پر ہاتھ پھیرا
اور کہا کہ خدا تمہاری روزی زیادہ کرے گا، اور دودھ تمہارا زیادہ ہوگا۔ مکے میں جاؤ اسی وقت
میں نیند سے جاگ اٹھی اور چھاتی میری دودھ سے بھری ہوئی تھی، مثال مشک کے ٹپکتی تھی
بنی سعد کی عورتوں نے جب یہ حال میرا دیکھا مجھ سے کہنے لگیں کہ اس قحط میں سب کی جان لبوں
پر آئی قریب الہلاک ہوئے اور تم اس کے خلاف ہم دیکھتے ہیں، تم کیا کھاتی ہو اس کا جواب
میں نے کچھ نہ دیا کہ خواب میں مجھ کو ممانعت تھی، کہ یہ بھید کسی سے نہ کہنا، پھر دوسرے روز
اپنی عادت پر گھاس چھیلنے کے لئے میدان میں گئی، اس میں ایک آواز غیب سے آئی کہ ایک لڑکا
قریش کی قوم میں پیدا ہوا ہے مبارکی اور سعادت اس شخص کی ہے جو اس کو گود میں لے کر دودھ اپنا پلاوے
قوم بنی سعد کی عورتیں یہ سن کر پہاڑ سے اتر آئیں اور اپنے اپنے شوہر سے جا کے یہ احوال کہا
تب سب متفق ہو کر مکے کو چلے اور میں بھی اُن کے ہمراہ پیچھے گدھے پر سوار ہو کر چلی اور میرا شوہر
بھی ساتھ تھا میری رفتار میں سستی تھی، اس واسطے کہ گدھا میرا بہت ہی لاغر تھا، ساتھی سنگاتی
میرے آگے سب نکل گئے، میں آہستہ آہستہ پیچھے چلی جاتی تھی، جس کوہ اور میدان میں جاتی تھی
یہ آواز سنتی تھی اے حلیمہ تم کو مبارک ہو اور اسی طرح تیسرے مقام میں جا پہنچی، وہاں ایک شخص
کو دیکھا قد و قامت میں بلند اور عصا ہاتھ میں نورانی چہرہ غار سے نکل آیا اسے دیکھتے ہی آنکھیں میری
بند ہوگئیں وہ میرے پاس آکے میرے پیٹ پر ہاتھ رکھ کے کہنے لگا، اے حلیمہ سعادت دارین تم کو حاصل
ہوگئی، اللہ تعالیٰ نے رضاعت پسر قریش تم پر مبارک کی یہ سن کے میں نے اپنے شوہر سے کہا جو میں
دیکھتی سنتی ہوں غیب سے وہ تم کو معلوم ہے وہ مجھ کو کہنے لگے کیا ہوا تم کو خیر تو ہے کیا دیوانی تو
نہیں ہوگئی میں اندیشہ کرتی ہوئی راہ میں چلی جاتی تھی کہ ہمارے ہمراہ کے لوگ ہم کو ملیں یا نہیں
جب مکے کے قریب جا پہنچی ایسا کہ مجھ کو چھ کوس باقی تھا اور سب عورتیں بنی سعد کی قوم سے اس
عرصہ میں مکے میں جا کے داخل ہوئیں اور میں اپنا مال واسباب سواری کا گدھا وہاں چھوڑ کے
صرف اپنے شوہر کو لے گئی، شہر مکے میں اور بنی سعد کی عورتوں کو دیکھا۔ وہ مکے سے پھری
آتی ہیں، اور میں متردد اس بات کی ہوئی اور کہا یا الٰہی مجھ کو وہ دولت نصیب ہوگی یا نہیں

جو تو نے کہا تھا۔ اس میں عبدالمطلب کو دیکھا کہ چلے آتے ہیں دائی دودھ پلانے والی کی تلاش کرتے ہوئے پکارے اے عورتو قوم بنی سعد کی تم میں کوئی دودھ پلانے والی دائی ہے۔ میں نے کہا میں ہوں۔ عبدالمطلب نے کہا تم کون ہو کس قوم سے ہو۔ میں نے کہا کہ بنی سعد کی قوم سے ہوں۔ بولے تیرا نام کیا ہے میں نے کہا حلیمہ۔ تب انہوں نے کہا اے حلیمہ یہ بہت نیک اور اچھی بات ہے۔ ایک لڑکا محمدؐ نام یتیم ہے تم اس کو دودھ پلاؤ گی اس کی اُجرت میں دوں گا۔ سب بنی سعد کی عورتوں سے میں نے کہا۔ کسی نے اُس کو قبول نہ کیا اور کہا کہ یتیم لڑکے کو دودھ پلانے سے کیا فائدہ پس تم اس کو دودھ پلاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس کا اجر دے گا۔ شائد اس کے باعث تم عزیز ومکرم ہو جاؤ۔ تب میں نے عرض کی کہ بہت اچھا میں اپنے شوہر سے پوچھ لوں۔ تب دودھ پلاؤں گی۔ پس عبدالمطلب نے مجھ کو قسم کھلا کے کہا کہ تم ضرور آئیو۔ میں نے کہا بہت اچھا میں آؤں گی۔ تب میں نے اپنے شوہر سے پوچھا۔ وہ بولا بہت خوب تم جاؤ۔ اس کو دودھ پلاؤ نیک کام ہے۔ مت پھرو۔ میں بہت خوش ہوں۔ شائد مجھ کو اس سے فیض پہنچے اور میں نے دیکھا۔ جب بنی سعد کی قوم اُس سے باز آئی۔ کہ یتیم لڑکے کو دودھ پلانے سے کیا فائدہ ہو گا۔ پس میرے بھی دل میں آگیا۔ کہ دودھ پلا کے جاؤں یا نہ جاؤں۔ ایک بھانجا میرے ساتھ تھا اس نے مجھ کو کہا کہ اے خالہ وہ سب عورتیں قوم بنی سعد کی بے نصیب گئیں تم مت جائیو۔ اور مجھ کو یہ بات پسند آئی کہ سب محروم گئیں۔ میں خالی نہیں جاؤں گی۔ اگر یہ لڑکا یتیم ہوا تو کیا ہوا۔ میں اپنی گود میں پالوں گی۔ جو میں نے خواب دیکھا ہے وہ ہرگز جھوٹ نہیں ہوگا۔ میں یہ سُن کر عبدالمطلب کے پاس گئی۔ اور وہ لڑکا طلب کیا۔ وہ خوش ہو کر میرا ہاتھ پکڑ کے آمنہ کے گھر میں لے گئے۔ میں نے آمنہ کو دیکھا مانند ماہ کے گھر میں بیٹھی ہیں۔ اور محمدؐ کو سفید کپڑے حریر میں لپیٹ کر سلا رکھا ہے میں چاہتی تھی کہ اٹھا کر گود میں لے لوں۔ اُن کے سینہ مبارک پر جب میں نے اپنا ہاتھ رکھا۔ اس وقت آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشکر خواب سے جاگ اُٹھے اور آنکھ کھولی لب مبارک خنداں ہوئے اور ایک نور میں نے دیکھا کہ چشم مبارک سے نکل کر طرف آسمان کے گیا۔ میں نے اُن کو اُٹھا کے گود میں لیا۔ اور داہنی طرف کا دودھ اپنا دھو کے اِن کے

دہن مبارک میں دیا، تب انھوں نے دودھ پیا، اور بائیں چھاتی جب ان کے منہ میں لی کبھی نہ پیا
ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا نے حلیمہ کی دوسری چھاتی اس واسطے نہ پی تھی
کہ حق تعالیٰ نے اُن پر الہام فرمایا تھا کہ حلیمہ کا لڑکا جو دودھ پیئے گا تم اس کو مت پیو ایک
چھاتی حلیمہ کی تم پیو، اور ایک لڑکا اس کا پیئے گا۔ دونوں چھاتی تم مت پیو تاکہ حصہ بتساوی
ہو۔ بس بہ نظر عدل دونو طرف کا دودھ حضرت نے نہ پیا۔ حلیمہ کہتی تھی کہ جب تک رسول خدا
اول دودھ نہ پیتے، تب تک میرا بیٹا بھی نہ پیتا تھا، اور دودھ پہ منہ نہ رکھتا تھا اول وہ پیتے
پیچھے میرا بیٹا پیتا تھا۔ ایک وقت کا ندھے پر میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
لے کر اپنے شوہر کے پاس گئی۔ اس نے لڑکے کو دیکھ کر جناب کبریا میں سجدہ کیا اور شکر کیا۔
اور مجھ کو کہا اے حلیمہ خوش باش کوئی آدمی عرب میں ہم سے نصیب آور زیادہ نہیں ہوگا
حلیمہ کہتی تھی کہ جب رات ہوئی مکے کے پاس بطحا ایک جگہ ہے وہاں میں چار شب رہی، اور
پانچویں شب کو خواب میں دیکھا۔ ایک شخص نورانی چہرہ حضرت کے سرہانے آکے بیٹھا ہے اور
اُس نے حضرت کا منہ چوما، یہ دیکھ کر میں نے اپنے شوہر سے کہا۔ اس نے کہا خاموش یہ بات کسی
سے مت کہیو یہ علامت اقبال ہے اور اس کے بعد دوسرے دن جو جو عورتیں قوم بنی سعد سے مکے میں
آئی تھیں سب کی سب نے پھر اپنے گھروں کی طرف مراجعت کی اور میں بھی آمنہ سے رخصت ہو کر
رسول خدا کو اپنے ہمراہ لے کر گدھے پر سوار ہو کے سب کے ساتھ چلی اور میرے گدھے نے
تین مرتبہ کعبہ کی طرف سجدہ کر کے روبسوئے آسمان کیا، اور مثال ہوا کے چلا۔ ہمراہ کے
لوگ مجھ کو دیکھ کر متحیر ہوئے، پوچھنے لگے اے حلیمہ یہ وہی گدھا ہے جو تیرے ساتھ آیا تھا
بولیں ہاں وہی ہے جو میرے ساتھ آیا تھا سب کے پیچھے چلتا تھا۔ اور خدا کے حکم سے
اس وقت گدھے نے کہا، اے لوگو میں وہی گدھا ہوں جو لاغر تھا۔ اب میں تازہ ہوا ہوں
کسی بات سے اس کی خبر تم کو نہیں کہ میری پیٹھ پر سوار کون ہے یہ میری سعادت ہے۔ کہ
خاتم الانبیاء کا میں باربردار ہوں۔ اس لئے زور میرا زیادہ ہوا۔ حلیمہ سے روایت ہے کہ وہ کہتی تھیں
کہ گدھا میرا سب قافلے کے آگے نکل گیا تھا اور جہاں ہم منزل کرتے تھے حضرت کے طفیل سے
وہاں گھاس پیدا ہوتی، سب چوپائے کھاتے۔ جب میں اپنے گھر میں پہنچی آنحضرت کی برکت سے

بکریاں جو میری دبلی تھیں سب موٹی تازی ہوگئیں اور دوسروں کی بکریوں سے ہماری بکریاں
بہت بچے دینے لگیں، اور بہت دودھ ہوا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ لوگ ہماری بکریوں کے
ساتھ اپنی بکریاں لا کے باندھ دیتے تب اُن کی بکریاں بھی بہت بچے اور بہت دودھ دیتی
تھیں۔ کہتے ہیں کہ یہ سب حلیمہ کی برکت سے تھا، اس واسطے کہ سرور کائنات کی دائی تھیں
اور حق تعالیٰ نے خلائق کے دل میں محبت ڈالی تھی۔ جو شخص رسول خدا کو دیکھتا تھا ر
بہت پیار و محبت کرتا اور آنحضرت بڑے ہوئے بات کرنے لگے اول یہ کلمہ کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لوگ یہ سُن کر متعجب ہوئے۔ حلیمہ نے کہا اس سے بھی
اور عجیب غریب بات واقع ہوئی ہے۔ جس وقت حضرت دودھ پیتے ہر روز ایک بار پیشاب کرتے
اپنی عادت معین پر اور مجھ کو پیشاب پاک کرنے کی حاجت نہ ہوتی فوراً پیشاب خشک ہو جاتا اور
اثر نجاست کا معلوم نہیں ہوتا تھا اور جب پیغمبر خدا بڑے ہوئے میدان کی طرف تشریف لے
جاتے تھے اور کسی لڑکے کے ساتھ نہیں کھیلتے الگ جا کر ایک کنارے بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتے
جب عمر شریف آں حضرت کی چار برس کی ہوئی مجھ سے کہنے لگے کہ میں اپنے خویش اقربا کو نہیں
دیکھتا ہوں کہ کہاں ہیں میں نے کہا کہ وہ بکریاں لے کے میدان میں رہتے ہیں، رات کو گھر میں
آتے ہیں رسول خدا یہ سُن کے رونے لگے اور کہا میں یہاں اکیلا نہیں رہوں گا مجھ کو میرے اقرباء
کے پاس بھیج دو میں نے کہا اے جان مادر کیا تم باہر پھرنا چاہتے ہو، تب میں نے ان کے
سر کے بالوں میں تیل دے کر شانہ کئے اور آنکھوں میں سرمہ لگا کر اور پیرہن پاکیزہ پہنا کر اور گلوبند
یمانی گلے میں باندھ دیا تاکہ اُن پر اثر زحمت نہ پہنچے، تب ایک لکڑی ہاتھ میں لے کر میرے
بیٹوں کے ساتھ گئے اسی طرح روز میدان میں جاتے اور خوش رہتے ایک دن ایک
لڑکا میرا میدان میں سے ڈرتا ہوا آنسو بہاتا میرے پاس آیا اور کہا اے ماں جلدی چلو محمد کو
دیکھو کہ کیا ہوا ہے اب تک مر گئے ہوں گے۔ تب میں گھبرا کے اٹھی اور بیٹے سے پوچھا کیا
ہوا بولا کہ اے ماں میری ہم سب بھائی باہم سنگ فلاخن سے کھیل رہے تھے اس میں اچانک
ایک شخص نے آ کے ہمارے سامنے سے اُن کو پہاڑ پر لے جا کر لٹا دیا اور ان کا پیٹ چھاتی
سے ناف تک چیر ڈالا ہے میں دیکھ کے آیا ہوں اب تک ہے یا نہیں کچھ نہیں کہہ سکتا اور اکثروں نے

یوں روایت کی ہے کہ دو جانور گدھ کی شکل کے تھے آ کے کہنے لگے یہ وہی لڑکا ہے۔ دوسرا بولا ہاں۔ تب دونوں جانور آنحضرت کے نزدیک گئے اور حضرت ان کو دیکھ کر ڈر گئے اور رونے لگے۔ تب ان جانوروں نے حضرت کے دونوں مونڈھے مبارک پکڑ کر زمین پر لٹایا اور منقاروں سے اپنے شکم مبارک حضرت کا چاک کر کے دل بے کینہ کے اندر سے جو خون مردہ سیاہ تھا، وہ نکال ڈالا، اور کہا کہ یہ خون سیاہ بہرۂ شیطان ہے۔ کہ ہر شخص کے دل کے اندر یہ خون سیاہ رہتا ہے اب وسوسہ شیطان مردود کا حضرت کے دل مبارک میں اثر نہیں کرے گا۔ پھر پیچھے آب برف سے دل مبارک کو دھو کے شکم کے اندر رکھ کے سی دیا، اور سکینہ ایک قسم کا مرہم ہے اس پر رکھ دیا، آرام و آسائش زیادہ ہوئی اور مہر نبوت سے مہر کر کے جیسا تھا ویسا کر دیا۔ اور اس عرصہ میں حلیمہ کے بیٹے سب جو گھر میں کھانے کے واسطے گئے تھے آ کے دیکھتے ہیں یہ ماجرا ہے تب سراسیمہ ہو کے دوڑتے ہوتے اپنی ماں سے جا کے کہا، پس حلیمہ کہتی ہیں کہ میں اس بات کو سنتے ہی اسی وقت دوڑی جا کے دیکھتی ہوں کہ محمدؐ پہاڑ کے اوپر بیٹھے آسمان کی طرف منہ کر کے ہنس رہے ہیں، میں نے ان کے سر و چشم چوم کے کہا اے میری جان میں تمہارے تصدق جاؤں کہو تو سہی تم پر کیا گذری بولے خیر ہے سب بھائی گھر میں کھانے واسطے گئے تھے، میں اکیلا تھا، اچانک دو جانور آ کر کے مجھ کو وہاں سے یہاں اٹھا لائے۔ اور مجھ کو معلوم ہوا کہ وہ دو فرشتے تھے ایک کے ہاتھ میں آفتابہ پانی کا ایک ہاتھ میں طشت زریں تھا اور مجھ کو لٹا کے میرا پیٹ سینے سے زیر ناف تک چیر ڈالا اور اس سے مجھ کو کچھ درد معلوم نہ ہوا جو کچھ میرے پیٹ کے اندر تھا نکال کر طشت میں رکھ کے دھو کر پھر میرے پیٹ کے اندر رکھ دیا پھر دوسرے شخص نے میرے پیٹ کے اندر ہاتھ ڈال کر دل میرا نکال کے اس کے اندر خون سیاہ تھا نکال ڈالا پھر دل میرا پیٹ میں رکھ کر درست کر دیا اور یہاں سے غائب ہوئے۔ روایت ہے کہ حلیمہ کہتی تھیں کہ جب میں نے یہ ماجرا محمدؐ سے سنا تب اسی وقت ساجد بدرگاہ باری ہوئی بعد اس کے اس بات نے شہرت پائی، تب خلائق مجھ سے آ کے کہنے لگی کہ محمدؐ کو کچھ آسیب ہوا یا کچھ مرض ہوا ان کو کاہنوں کے پاس لے جانا چاہیے کہ کچھ پڑھ کر ان کو پھونکیں یا اس کی دوا کریں، تب لوگوں کے کہنے سے ان کو کاہنوں کے پاس لے گئی اور اول سے آخر تک اس قصہ کو محمد صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم کے بیان کیا یہ سن کے کاہن سب حضرت کو گودی میں لے کے باہم کہنے لگے اے لوگو اس لڑکے کو زندہ مت چھوڑو اگر یہ بڑا ہو گا۔ تو تمہارے تمام بتوں کو توڑ ڈالے گا ذلیل و خوار کرے گا سوا حق کے اور کسی کو نہ مانے گا۔ دین تمہارا باطل کرے گا اور خدا کی طرف سب کو بلائے گا اور تم اپنے دین کو بھول جاؤ گے پس اے صاحبو اپنا دین جس طرح سے قائم ہے وہی فکر کرو۔ حلیمہ کہتی ہے کہ جب کاہنوں نے ایسی کلام کی تو میں نے حضرت کو ان سے چھین کر گودی اپنی میں لیا اور پھر میں نے کاہنوں سے کہا کہ تم دیوانے ہو۔ میں ایسا جانتی تو تمہارے پاس اس لڑکے کو کبھی نہ لاتی۔ پس میں خاتم الانبیاء کو وہاں سے اپنے گھر میں لائی اور ان کے نور سے تمام گھر میرا معطر و خوشبودار اور منور ہوا۔ لوگوں نے مجھے کہا کہ اس لڑکے کو تم عبدالمطلب کے حوالے کر دو امانت سے خلاص ہو۔ تب میں نے حضرت کو اپنے ہمراہ لے کر گدھے پر سوار ہو کر مکے میں آ رہی تھی۔ راہ میں غیب سے ایک آواز آئی کسی نے مجھ سے کہا اے حلیمہ تم کو مبارک ہو۔ پس یہاں تک کہ میں آہستہ آہستہ مکے کے پاس بطحیٰ میں پہنچی وہاں ایک گروہ میں نے دیکھا وہاں محمدؐ کو بٹھا کر اپنی حاجت کو گئی وہاں ایک آواز میں نے سنی اور پیچھے کی طرف میں نے نظر کی محمدؐ کو نہ دیکھا۔ تب اس گروہ سے میں نے پوچھا کہ اے صاحبو یہاں جو ایک لڑکا بیٹھا تھا کہاں گیا۔ انہوں نے کہا ہم نے نہیں دیکھا۔ وہ لڑکا کون تھا کیا نام اس کا تھا میں نے کہا ان کا نام محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے پس میں چاروں طرف دوڑی اور دیکھا آخر ان کو نہ پایا اور رو کے میں یہ کہہ رہی تھی کہ الٰہی ان کی برکت سے تو نے مجھ کو فائز المرام کیا اور ہم کو فراغت ہوئی اپنا دودھ پلا کے ان کو بڑا کیا۔ اب وہ جس کا لڑکا ہے میں اس کو واپس دینے جا رہی ہوں کہ اپنے عہد سے خلاص ہو جاؤں۔ اب اس لڑکے کو یہاں سے کون اٹھا لے گیا ہے قسم ہے لات و عزیٰ کی کہ اگر وہ مجھ کو نہ ملے گا تو میں اس پہاڑ پر جا کر پتھروں سے اپنا سر پھوڑ ڈالوں گی۔ یہ سن کے وہ سب مجھ سے کہنے لگے کہ تم ہم سے ہنسی کرتی ہو جو ایسی بات کہتی ہو۔ تمہارے ساتھ کوئی لڑکا ہم نے دیکھا ہی نہیں کیوں جھوٹ بولتی ہو۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ یہ بات ان سے میں سن کر ناامید ہوئی اور سر پہ ہاتھ رکھ کر واویلا کرنے لگی اے محمدؐ تم کہاں ہو۔ یہ کہتی تھی اور روتی تھی۔ یہ میرا رونا سن کے اور لوگ بھی رونے لگے۔ تب ہم نے ایک پیرمرد کو دیکھا عصا ہاتھ میں وہ آ کے مجھ سے کہنے لگا۔

اے دختر سعد تم کیوں روتی پھرتی ہو، میں نے کہا کہ لڑکا میرا یہاں سے کھو گیا ہے، تب اس نے کہا کہ جس نے تمہارا لڑکا لیا ہے میں اس کا پتہ تم کو بتا دیتا ہوں، تم فلانے کے پاس جاؤ مت رؤو، لڑکا اس کے پاس سے ملے گا خاطر جمع سے رہو، اس سے جا کے اپنا لڑکا مانگو البتہ لادیگا تب میں نے وہاں جا کے ایک آواز دی اور کہا کہ اے شیطان تجھ کو شرم نہیں آتی، کہ جس دن وہ لڑکا پیدا ہوا تھا وہ تجھ کو معلوم نہیں کہ لات و عزیٰ پہ کیا صدمہ گذرا تھا، تب اس شیطان نے کہا کہ ہبل کے پاس جاتا ہوں تمہارا لڑکا وہی دے گا، تب اس شیطان نے ہبل سے جا کر کہا کہ اے سردار ہمارے آپ کی مہربانی قریش کی قوم پہ بہت ہے، دختر سعد حلیمہ یہ کہتی ہے کہ ایک لڑکا نام اس کا محمدؐ وہ کھو گیا ہے، اگر اس کو لا دو گے تمہاری بہت مہربانی قوم قریش پہ ہوگی حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا ہبل نے دوسرے بتوں کو پکارا، وہاں سے آواز آئی یا ہبل ہم سب یہاں سے نکلے جاتے ہیں کیونکہ ہم اس لڑکے کے ہاتھ سے مارے جائیں گے، پھر ایک شخص نورانی چہرے کو دیکھا، وہ مجھ سے آکر کہنے لگا، اے حلیمہؓ وہ لڑکا خدا کا دوست ہے وہ اچھی طرح سے ہے، تم کچھ اندیشہ مت کرو، اور مجھ کو اس بات کا ڈر ہوا کہ اگر یہ خبر عبدالمطلب تک پہنچی کہ محمدؐ گم ہوئے ہیں تو میرا جینا محال ہوگا، میں سمجھ کے اُن کے پاس چلی تھی جب میں تھوڑی دور گئی راہ میں عبدالمطلب سے ملاقات ہوئی، انہوں نے میرا حال دیکھ کر پوچھا، اے حلیمہ تم کیوں مضطرب ہو، میں نے کہا کہ محمدؐ کو میں تمہارے پاس لا رہی تھی کہ راستہ میں مقام بطحیٰ پہ وہ مجھ سے کھو گئے ہیں، یہ سُن کر انہوں نے دریافت کیا کہ شاید کسی نے ان کو مار ڈالا ہوگا، تب تلوار ہاتھ میں لے کر آئے اور جب وہ غصے میں آتے تھے کوئی شخص مارے ڈر کے اُن کے سامنے نہ آتا تھا، اسی طرح ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر آواز دی اور پکارا، اے اہل قریش سب حاضر ہو جاؤ اسی وقت سب آکر حاضر ہوئے اور کہنے لگے کیا بات ہے کہا عبدالمطلب نے محمدؐ پوتا میرا حلیمہ کے پاس سے میدان بطحیٰ میں کھو گیا ہے، تب سبھوں نے قسم کھا کر کہا کہ جب تک ہم کو محمدؐ نہ ملیں گے تب تک سب کھانا پینا حرام ہے، تب سب اہل مکہ عبدالمطلب کے ہمراہ نکل آئے اور سو آدمی اہل قریش نے کہا کہ چلو ہم سب خانہ کعبہ میں جا کے خدا کے پاس التجا کریں، عبدالمطلب ان سب کو چھوڑ کے کعبے کے آستانے پر جا کے

سر زمین پر رکھ کے کہا یَا رَبِّ رُدَّ عَلَیَّ وَلَدِیْ مُحَمَّدًا جب بہت فریاد کی غیب سے آواز آئی۔ اے عبدالمطلب کچھ اندیشہ مت کر محمد کو اللہ نے آرام سے رکھا ہے کچھ ڈر نہیں۔ تب عبدالمطلب نے کہا کہ محمد کہاں ہیں آواز آئی کہ وادی تہامہ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہیں۔ تب عبدالمطلب کعبے سے نکل آئے اور ہاشمشیر برہنہ وادیٔ تہامہ کی طرف گئے اور آگے ورقہ اور نوفل اور مسعود اور ثقفی جاتے تھے۔ جب مقام بطحیٰ میں جا پہنچے، محمد کو وہاں دیکھا ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھے ہیں۔ مسعود نے پوچھا اے لڑکے تم کون ہو۔ تب حضرت نے فرمایا کہ میں سید یتیم غریب ہوں نام میرا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف ہے۔ یہ سُن کے مسعود نے جا کے عبدالمطلب کو خوشخبری دی۔ عبدالمطلب جب سرور کائنات کے پاس آئے پوچھا اے لڑکے تم کون ہو فرمایا کہ میرا نام محمد ہے میں آپ کی نسل سے ہوں کہا تم اپنا نسب نامہ بتاؤ کس کے فرزند ہو۔ تب حضرت نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف ہوں۔ یہ سنتے ہی عبدالمطلب سید الکونین کو گود میں لے کے وہاں سے چلے آئے اور کعبہ میں آ کے طواف کیا اور کہا نَعُوْذُ بِهَا جَلَّ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ اور مکے کے شہر میں جتنے قریش تھے۔ حضرت کے آنے سے سب خوش ہوئے اور عبدالمطلب نے بہت سے روپے پیسے دے کر حلیمہ کو خوش کیا اور اس کو اپنے وطن کو رخصت کیا۔

جانا آنحضرت کا اپنے ماموں کے گھر میں اپنی والدہ آمنہ کے ساتھ اور فوت ہونا آمنہ کا راہ میں اور عبدالمطلب کا فوت ہونا اور ہمراہ جانا آنحضرت کا ابوطالب کے شام کے سفر میں تجارت کو اور ملاقات ہونا ایک راہب سے راہ میں

کہتے ہیں کہ جب حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عبدالمطلب کے حوالے کیا

اور آمنہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر اپنے بھائی کے گھر جا کے دو برس رہیں پھر مکے
میں آتے وقت اثنائے راہ میں قضا آلہی سے آمنہ فوت ہوئیں اور اس وقت آں حضرتؐ کی
عمر شریف سات برس کی تھی اور بعد اس کے آنحضرتؐ نے اپنے دادا عبدالمطلب کے پاس
پرورش پائی اور سن شریف آں حضرتؐ کا جب آٹھ برس دو مہینے کا ہوا۔ عبدالمطلب بیمار
ہوئے امید زندگی کی منقطع ہوئی۔ تب اپنے بیٹے ابوطالب کو بلا کے یہ وصیت کی کہ پرورش
محمد مصطفےٰ کی تمہارے ذمہ ہے میں اس بات کی تم کو وصیت کرتا ہوں اس کو یاد رکھنا ہوگا
ابوطالب نے کہا اے بابا جان وہ میرا بھتیجا ہے۔ میں اس کو اپنے فرزند کے برابر جانتا ہوں
بعد اس کے عبدالمطلب نے انتقال کیا اور آں حضرتؐ کی ابوطالب نے پرورش کی ان ایام میں
سب نوکر خدیجۃ الکبریٰ کے تھے۔ اور قریش سب شام کی طرف تجارت کو جایا کرتے تھے او
اس وقت ابوطالب نے بھی اُن کے ساتھ عزم کیا۔ اور آں حضرتؐ مہار شتر کی کھینچتے تھے
چونکہ سن آپ کا صغیر تھا۔ ابوطالب چاہتے تھے کہ آں حضرت کو گھر میں بھیجیں۔ حضرت نے کہا
اے چچا جان مجھ کو آپ اکیلا گھر میں نہ بھیجئے۔ میں کس کے پاس رہوں گا۔ آپ مجھے اپنے پاس
رکھئے یہ سُن کے ابوطالب کے دل میں رحم آیا اور آنسو بہا کے کہا اے جان عم نہ ڈرو و اندیشہ
مت کرو سلامت رہو میں تم کو مکان پر نہیں بھیجوں گا۔ تب حضرتؐ کا ہاتھ پکڑ کر شتر پر بٹھا لیا۔
اور دونوں چچا بھتیجے کاروان کے ساتھ چلے۔ جب سب کاروان وادی شام میں پہنچے تو وہاں
ایک راہب کی عبادت گاہ تھی اور اس بستی میں ایک درخت سایہ دار تھا۔ جو قافلہ سوداگروں کا
اس راہ میں جاتا تھا اس درخت کے نیچے اترتا تھا اور اس راہب سرخیش نے توریت میں
دیکھا ہوا تھا۔ کہ فلانے روز فلانے وقت ایک پیغمبر مکے سے سوداگروں کے ساتھ یہاں آ کے
اتریں گے ان کی پشت پر مہر نبوت ہوگی۔ اُن سے فیض لیا چاہیئے اس امید پر حضرت کے
آنے کا منتظر رہتا تھا۔ جو قافلہ مکے سے آتا تھا۔ سب کی خاطر کرتا تھا اور سب کو دیکھتا تھا۔
پس ابوطالب اسی راہ سے محمدؐ کو لے کر سوداگروں کے ساتھ اس وادی میں آ پہنچے۔ اور وہ
سرخیش راہب اس دن بالائے بام جا کے دیکھ رہا تھا۔ کہ ایک قافلہ سوداگروں کا مکے
سے آتا ہے۔ اور ایک ٹکڑا ابر کا اُن کے سر پر سایہ کئے چلا آتا ہے۔ پھر سب اُن

درخت کے نیچے آکے اترے درخت نے تعظیماً اس قافلہ کے بیچ میں سید الکونین کو سجدہ کیا اور اس بحیرا راہب نے یہ حال دیکھ کر ان سوداگروں کے پاس یہ کہلا بھیجا۔ کہ تمہیوں سے ہم بہت حب رکھتے ہیں، جو سوداگر مکے سے یہاں آکے اترتے ہیں ہم ان کی خاطر کرتے ہیں۔ آج ہم نے سب کی دعوت کی ہے ہمارے مکان پہ آؤ۔ ابو طالب نے دعوت اُس کی قبول کی۔ تب رسولؐ خدا کو ایک نوکر کے ساتھ اسباب کے پاس چھوڑ کے اس درخت کے نیچے بٹھا کے سب کے سب راہب کے گھر میں چلے گئے اور راہب نے اپنی عبادت گاہ سے نکل کر سب کو دیکھا اور بٹھایا۔ پھر معبد خانے کے اوپر جا کے دیکھنے لگا۔ کہ اور کوئی تو باقی نہیں رہا۔ اور دیکھا کہ جو ٹکڑا ابر کا جہاں تھا وہیں موجود ہے۔ تب سب سے کہا کہ تمہارے دو آدمی اور باقی ہیں۔ درخت کے نیچے چھوڑ کے آئے ہو وہ بولے ہاں ایک نوکر اور ایک لڑکے کو مال کے پاس بٹھا کے آئے ہیں۔ تب راہب بولا کہ ان دونوں کو بھی جا کے لے آؤ۔ پھر راہب بام پہ جا کے دیکھتا تھا اتنے میں کوئی جا کے پیغمبر خدا کو لے آیا۔ اور وہ ابر بھی حضرت کے سر مبارک پہ سایہ ڈالے ہوئے آیا۔ راہب نے یہ حال دیکھ کے کہا۔ واللہ یہ ابر کا سایہ سوا پیغمبروں کے اور کسی پہ نہیں ہوتا۔ یہ کہہ کر رسول خدا کو اپنی جگہ پر لے جا کے بہت سی تعظیم و تکریم کی اور طعام و تحائف سب کے لئے حاضر کئے جب سب نے کھانے سے فراغت کی تب راہب نے کہا کہ یہ لڑکا کس کا ہے۔ سبھوں نے ابو طالب کی طرف اشارت کی راہب بولا کہ مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا یتیم ہے ماں باپ اس کے مر گئے ہیں۔ تب ابو طالب نے کہا سچ ہے۔ یہ میرا بھتیجا ہے۔ میری گود ہی میں یہ پرورش ہوا۔ راہب بولا اے شخص یہ لڑکا پیغمبر آخر الزمان ہوگا۔ درمیان دونوں مونڈھوں کے ان کے مہر نبوت ہوگی۔ خبردار تم ان کی حفاظت میں رہیو۔ اور روم و شام کی طرف ان کو مت لے جائیو وہاں ان کے دشمن بہت ہیں۔ یہودی اور گبران کے مار ڈالنے کو مستعد ہیں نام و نشان لے کر ڈھونڈتے ہیں۔ ان کو جہاں پائیں گے مار ڈالیں گے۔ یہ راہب نے کہا اور دست مبارک حضرت کا پکڑ کے کہا یہ سید کونین ہیں اور بہتر تمام خلائق زمین و آسمان سے ہیں یہ سن کر سوداگروں نے کہا کہ آپ کو کیوں کر معلوم ہوا کہ یہ پیغمبر ہوں گے۔ اس نے کہا ان کی صفت میں نے توریت میں لکھی دیکھی ہے۔ جو علامت نبوت

کی ہے سو آپ میں پائی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا وہ کیا علامت ہے۔ کہا تم ان کو چھوڑ کر جب میرے یہاں آئے تو میں نے دیکھا کہ تمام اشجار اور جمادات نے اِن کو سجدہ کیا۔ اور جتنے نباتات اور حیوانات اور حجر اور درخت ہیں سجدہ کسی کو نہیں کرتے مگر پیغمبروں کو۔ اور تم یقین جانو کہ یہ پیغمبر برحق ہے۔ سب اس گفتگو میں تھے کہ سات آدمی اجنبی اچانک راہب کے معبد خانے کے دروازے پر آ کھڑے ہوئے اُن سے پوچھا تم سب کون ہو کہاں جاؤ گے بولے ہم سب روم سے آئے ہیں۔ بادشاہ روم نے ہم کو بھیجا ہے کہتے ہیں کہ پیغمبر آخر الزمان کا مکے میں خروج ہوا ہے ہم اُن کو پکڑ کے بادشاہ کے پاس لے جائیں گے اور مار ڈالیں گے۔ ان کے دریافت کرنے کو ہم آئے ہیں۔ راہب نے کہا کہ بیہودہ رنج اٹھاتے ہو۔ تم اُن کو نہیں مار سکو گے۔ خدا تعالیٰ اُن کا حافظ و ناصر ہے۔ پس راہب نے یہ بات کہہ کر اُن کو روم کی طرف بھیجا۔ اور کہا کہ تم چلے جاؤ۔ کیوں ناحق آئے ہو۔ اور ابو طالب کو کہا کہ تم اس لڑکے کو روم و شام کی طرف مت لے جاؤ۔ تم اس جگہ سے واپس اپنے گھر چلے جاؤ۔ کیونکہ یہودی لوگ سب تم کو وہاں زحمت دیں گے۔ یہ بات سُن کے حضرتؐ کو پھر مکے میں لے گئے۔

خبر دوسری دفعہ چاک کرنا سینہ مبارک آں حضرتؐ کا اور نکاح کرنا خدیجۃ الکبرےٰ سے اور اقوال و افعال آں حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قبل نکاح کے جو وقوع میں آئے تھے

روایت ہے کہ جب سن شریف آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دس برس کا ہوا ایک دن بطور سیر کے میدان کی طرف تشریف لے گئے اس وقت دو فرشتے بصورت آدمی کے حضرت کے سامنے آئے حضرت فرماتے ہیں کہ چہرہ اُن کا نورانی تھا۔ ایسی شکل میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اور جو خوشبو اُن کے بدن سے آتی تھی ایسی مشک اور عنبر اور عطریات میں بھی نہ تھی۔ اور اُن کے کپڑے میں جو صفائی تھی جہاں کی کسی چیز میں نہ تھی۔ اور وہی دو فرشتے

جبرائیل اور میکائیل تھے ان دونوں نے دونوں بازو میرے پکڑ کے مجھے زمین پر لٹکایا اور پیٹ میرا چیر ڈالا کچھ خون میرے بدن سے نہیں نکلا۔ ان میں سے ایک فرشتہ طشت میں پانی بھر کے لایا اور دوسرے نے میرے پیٹ کے اندر ہاتھ ڈال کے دھو ڈالا۔ اور کہا کہ سینہ ان کا چاک کر کے دل کے اندر سے جو خون سیاہ اور حسد اور بغض بشریت کا ہے۔ نکال کر بجائے اس کے رحم اور شفقت رکھ دو واسطے رحمت عالمیان کے پس ویسا ہی کیا۔ اور پھاڑنے چیرنے سے مجھ کو کچھ درد و الم نہ ہوا۔ اور ایک چیز مثال چاندی کے میرے دل کے اندر رکھ دی اور دوائے خشک مثال سفوف کے اس پر رکھی اور انگلیاں ہاتھ کی میری پکڑ کر کہا۔ اب جاؤ سلامت رہو۔ اور آں حضرتؐ نے فرمایا۔ اسی دن سے میرے دل میں مہر اور شفقت خلق پر زیادہ ہوئی۔ کہتے ہیں کہ اس مرتبہ قریب بلوغ کے حضرت کا سینہ مبارک چیرا کیونکہ وقت شباب کے خواہش بشریت اور غصہ دل میں زیادہ ہوتا ہے اس لئے دوسری دفعہ دل حضرت کا چاک کر کے پاک صاف کیا اور اس سے محفوظ رکھا۔ بعد اس کے آں حضرتؐ نے مکان میں جا کے اپنے چچا ابو طالب سے یہ حقیقت بیان کی۔ اور ابو طالب نے اس بات کو مخفی رکھا کسی سے نہ کہا۔ اور قدم حضرت کا متبرک جان کر خدمت گزاری اور پرورش میں اُن کی رہے ایک دن ابو طالب حضرت سے کہنے لگے اے جان عم میں کچھ کہا چاہتا ہوں۔ مگر شرم آتی ہے مجھ کو۔ حضرت نے فرمایا اے چچا جان جو آپ کے دل میں آوے سو فرماویں، میں آپ کا برخوردار ہوں ابو طالب نے کہا تمہارے ماں باپ مر گئے کوئی چیز نہیں چھوڑ گئے اور میرے پاس بھی اتنی دولت نہیں کہ تم کو بیاہ دوں۔ اب میری صلاح یہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ خدیجہ دختر خویلد وہ بہت مالدار ہے اور نوکر چاکر بہت رکھتی ہے۔ مناسب سمجھ کے اُجرت دیتی ہے اگر اس کے پاس تم نوکری کرو گے تو اس کے روپیہ سے اللہ چاہے تم کو بیاہ دوں گا۔ اور چشم اپنی روشن کروں گا۔ اس امر میں تمہاری کیا مرضی ہے۔ تب آں حضرت نے فرمایا۔ میں آپ کا برخوردار ہوں آپ کی بات بسر و چشم ہے کیوں نہ مانوں گا جو آپ میرے حق میں کریں گے سو بہتر ہے۔ تب ابو طالب حضرت کو لے کر خدیجہ کے در پہ گئے اندر سے ایک غلام نے آ کر پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ ابو طالب نے اس غلام سے کہا۔ کہ خدیجہ سے

جا کے یہ بات کہو کہ ابو طالب تمہارے در پر کھڑا ہے۔ آپ سے کچھ عرض کیا چاہتا ہے۔ تب غلام نے جا کے خدیجہ کو خبر دی وہ بولیں ان کو یہاں لے آؤ۔ تب ابو طالب حضرت کو لے گئے۔ خدیجہ اس وقت تخت پر بیٹھی تھی اور ستر کنیزک کمربستہ اس کی خدمت میں کھڑی تھیں خدیجہ نے ابو طالب سے کہا کہ آپ نے یہاں آنے کی کیوں تکلیف کی۔ آپ کا کیا مقصد ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ میرا برادر زادہ ہے۔ نام ان کا محمد بن عبداللہ ہے اگر آپ ان کو اپنی سرکار میں نوکر رکھیئے تو فیض عام سے آپ کے یہ بھی بہرہ مند ہوں گے اور دعا کریں گے۔ تب خدیجہ نے کہا اس سے کیا بہتر ہے۔ بہت اچھا میں نے آج سے ان کو نوکر رکھا ہے۔ روایت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ خدیجہ رضہ رسول خدا کے خویشوں میں سے تھیں شوہر مر گیا تھا۔ وہ بیوہ تھیں۔ بہت دولت مند اور تاجرہ ہر سال لوگوں کو مال اور اسباب دے کر شام اور بصرہ کی طرف تجارت کو بھیجتی تھیں اور ایک غلام اُن کا میسرہ نامی تھا۔ اس کو آزاد کیا تھا تجارت کے لئے اس کو بھیجتی تھیں اور جتنے نوکر خدمتگار غلام تھے۔ سب اس کے حکم کے تابع تھے۔ ایک دن خدیجہ نے اپنے بالاخانہ سے دیکھا کہ حضرت صلعم کے سر پہ ایک ٹکڑا ابر کا سایہ دار ہوا ہے اور حضرت چلے جاتے تھے تب حضرت کو نزدیک اپنے بلا کے بکریوں کی پاسبانی میں مقرر کیا۔ تھوڑے دنوں میں حضرت کے قدم کی برکت سے خدیجہ کی بکریاں آگے سے زیادہ ہونے لگیں اور بہت دودھ دینے لگیں۔ پس خدیجہ کی نگاہ ہمیشہ رسول خدا پہ تھی ہر روز دیکھتی تھی کہ ایک ابر آ کے حضرت کے سر مبارک پر سایہ دار ہوتا ہے۔ اور جب حضرت چلتے ہر درخت اور جمادات سلام علیک یا رسول اللہ کہتے۔ سوا اس کے اور بھی کرامات اور علامات نبوت میں دیکھ کر کہتی تھیں کہ یہ جوان قریش میں بزرگ ہوگا۔ چونکہ دیانتداری و راست گفتاری میں مشہور و معروف تھے اس لئے آپ کو محمد امین کہتے تھے اور جب سن شریف آپ کا بیس برس کا ہوا تو خدیجہ نے حضرت سے پوچھا کہ تم اس سال میرے غلام میسرہ کے ساتھ شام کی طرف تجارت میں جا سکو گے۔ حضرت نے فرمایا بہت اچھا میں جاؤں گا۔ کہتے ہیں کہ حضرت کی اُجرت مقرر کر کے تجارت کو بھیجا۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ مالک و مختار میسرہ کو کیا اور اکثر کا یہ قول ہے کہ خدیجہ نے حضرت کو اپنا مالک و مختار کر کے اپنے

شوہر کی پوشاک پہنا کر شام کی طرف بھیجا اور غلام میسرہ کو کہا کہ جو جو حال کہ راہ میں گذرے یاد رکھیو۔ اور بلا فرق سر مو کے مجھ سے آکے بیان کیجیو اور جو کام محمدؐ امین کرنا چاہیں اس میں تم مانع اور مزاحم مت ہجیو غرض جو جو سوداگر نوکر چاکر خدیجہؓ کے تھے رسولؐ خدا کے ساتھ سب گئے اور جب مکے سے باہر نکلے تو ابو سفیان کے قافلہ کے ساتھ مل گئے ابو سفیان حضرتؐ کو دیکھ کر ہنس کر کہنے لگے کہ خدیجہ بہت نادان ہے کیونکہ جس شخص نے کبھی اپنی عمر میں تجارت نہیں کی راہ رسم خرید و فروخت کی نہ جانے اس کو مختار کر کے تجارت میں بھیجا یہ محض نادانی ہے۔ حاصل کلام رسول خداؐ کا قافلہ سب سے آگے نکل گیا اور راہ میں کرامات ظاہر ہوتی رہیں۔ جب آفتاب گرم ہوتا تھا حضرتؐ کے سر مبارک پر ابر آکے سایہ کرتا تھا میسرہ دیکھتا تھا کہ حیوانات اور اشجار جمادات حضرتؐ کو سجدہ کرتے تھے تعظیماً اسی طرح چلے جاتے تھے۔ جب شام کے متصل نزدیک معبد خانہ ایک راہب کے پہنچے اس کا نام بحیرا راہب تھا اس نے حضرتؐ کو دیکھا درخت کے سائے کے نیچے سوتے ہوتے۔ جب آفتاب طلوع ہوا دھوپ نکلی۔ اس وقت درخت نے جھک کر حضرتؐ پر سایہ کیا بحیرہ راہب نے جب یہ دیکھا اپنے عبادت خانہ سے نکل کر سوداگروں سے جا کے پوچھا کہ یہ جوان جو درخت کے نیچے سوتا ہے کون ہے میسرہ نے کہا کہ یہ مختار ہمارا ہے راہب نے کہا خبردار تم ان کو بطور سوداگروں اور مختار اپنا کے نہ جانیو یہ پیغمبر خدا آخر الزمان اور بہتر تمام موجودات کا ہے۔ تب راہب اور میسرہ دونوں رسول خداؐ کے پاس گئے راہب نے حضرتؐ کا قدم چوم کے کہا کہ مجھ کو نشان پیغمبری کا معلوم ہے اور جناب میں امیدوار ہے کہ حضور کا کتف مبارک دیکھے۔ کہ آپ کی علامت نبوت میں نے توریت اور انجیل میں دیکھی کہ آپ کے دونوں مونڈھے مبارک کے درمیان مہر نبوت ہے۔ تب رسول خدا نے اس کو اپنے دونوں مونڈھے مبارک دکھلائے۔ جب چشم راہب کی اس سے روشن ہوئی اسی وقت کہہ دیا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور کہا کہ آپ وہ شخص ہیں کہ عیسیٰ مسیح نے آپ کے آنے کی بشارت دی ہے اور میسرہ سے کہا اے میسرہ محمدؐ آخر الزمان کو یہودیوں سے بچائیو۔ اور ابو سفیان کو تاکید کی تو ابو سفیان نے کہا یہ میرا چچیرا بھائی ہے ان کی نگہبانی اور خبرداری مجھ پر واجب ہے۔ الغرض بحیرہ راہب نے ہر اقسام کی نعمتیں اور تحفہ جات حضرتؐ کے پاس لا کر خدمت عالی میں حاضر کئے اور سب کو دعوت کر کے کھلایا بعد اس کے سوداگروں نے وہاں سے کوچ کیا دو راہ کے بیچ میں جا پڑے

ایک راہ خوف کی تھی اور راہ بے خوف رسول خدا نے قریب کی راہ جس میں خوف تھا اختیار کی اور ابوسفیان نے دوسری راہ اختیار کی جس میں خطرہ نہ تھا ابوسفیان رسول خداؐ پر ہنسنے لگے اور کہا کہ خدیجہ کا مال تمام برباد کرو گے اور اپنے آپ کو بھی ہلاک کرو گے اس راہ میں مت جاؤ آنحضرت نے فرمایا میرا خدا حافظ و ناصر ہے یہ کہہ کر تشریف فرما ہوئے جب حضرت نے ایک منزل راہ کی طے کی جس مقام میں پانی نہ تھا وہاں منزل کی میسرہ نے حضرت سے عرض کی اے حضرت قافلہ ہمارا بغیر پانی کے ہلاک ہونے کو ہے حضرت یہ سن کر خیمے سے نکل کر متحیر ہوئے اور درخت سبز کے نیچے کھڑے ہو کر مناجات کی یا اللہ مجھ بندہ یتیم پر رحم کر فریاد میری سن آب شیریں مجھ کو عنایت کر تب اس درخت نے خدا تعالیٰ کے حکم سے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کئی قدم آگے بڑھ ہو اخیر قدم پر ایک چاہ کھودو وہاں پانی ملے گا۔ تب حضرت نے وہاں ایک چاہ کھودا خدا کے فضل سے پانی صاف شیریں نکلا۔ سب قافلہ نے آسودہ ہو کر پیا۔ دوسرے دن پھر وہاں سے راہی ہوئے ایک مقام پر جا کے دیکھتے ہیں کہ کئی بیمار مجروح اونٹ کے بدن میں کیڑے پڑے ہیں انہوں نے حضرت کو دیکھ کر فریاد کی یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے آپ کو ہماری عیادت کے لیے بھیجا ہے ہم پر آپ مہربانی کیجئے۔ تب حضرت ان کی فریاد سن کر اور اپنی یتیمی کو یاد کر کے بہت سا روئے اور اپنے شتر پر سے اتر کر ان شتروں کی جراحت پر دست مبارک پھیرا۔ خدا کے فضل سے سب اونٹ اچھے ہو گئے۔ اور بیماری جاتی رہی۔ پھر وہاں سے کوچ کیا بعرصہ قلیل شام میں جا پہنچے وہاں جا کر سب مال بیچ ڈالا منافع بہت پایا۔ پھر وہاں سے مال خرید کر کے مکے کی طرف مراجعت کی اور اس کے بیس دن کے بعد ابوسفیان بھی شام میں آپہنچے۔ اور آنحضرتؐ کے پاس کہلا بھیجا کہ چند روز اور یہاں ٹھیر جائیے میں بھی آپ کے ساتھ ہی چلوں گا۔ حضرت نے دیر نہ کی مکے کو تشریف فرما ہوئے۔ جب مکے کے قریب جا پہنچے۔ میسرہ نے حضرت سے کہا کہ اے محمدؐ امین آج کئی برس ہوئے خدیجہ کے مال سے تجارت کرتے ہیں اب کی دفعہ جیسا منافع ہوا ایسا اور کسی برس نہیں ہوا تم جاؤ سلامتی اور نفع کی خبر جا کے خدیجہ کو دو تاکہ ہم سب کو سرکار سے خلعت ملے حضرت نے یہ امر قبول کیا۔ تب میسرہ نے حضرت کو اچھی طرح سے زیبا کش کر کے شتر پر سوار کر کے مکے میں خدیجہ کے پاس بھیجا خدیجہ منتظر تھیں راہ کی طرف دیکھ رہی تھیں اس میں ایک شتر سوار دیکھا دور سے آتا ہے

اور ایک ٹکڑا ابر کا اور مرغ سب ہوا کے ان کے سر پر سایہ ڈالے ہوئے ہیں ہیبت اور شکوہ ان کے چہرہ سے ہویدا ہے خدیجہ نے یہ دیکھ کر کہا اَللّٰھُمَّ اِتِہٖ اِلٰی دَارِیْ ترجمہ اے میرے خدا لاوے اس شتربان کو میرے مکان کی طرف اور جب شتربان خدیجہ کے دروازے پر آیا خبر ہوئی کہ محمدؐ امین سفر سے آئے ہیں خدیجہؓ نے کہا لوگوں سے جا کے دیکھو وہی سوار ہے جو ہم نے دور سے دیکھا ہے بولے ہاں وہی شخص ہے پس رسولؐ خدا نے خدیجہ کے پاس جا کے منافع تجارت اور سلامتی راہ اور قافلہ کی خوشخبری دی خدیجہ نے کہا حضرت سے کہ جاؤ میسرہ کو لے آؤ اس کو خوب معلوم ہے حقیقت اس کی جب مکے کے سوداگروں کے ساتھ حضرت تشریف لے گئے سفر میں خدیجہ اس وقت دیکھ رہی تھیں اور جب میسرہ اور سوداگروں کے ساتھ سفر سے تشریف لائے تب بھی دیکھا رسول اللہ کی وہی سیرت و صورت پائی اور سب دوسرے لوگ اس حال سے غافل تھے۔ اور جب سفر سے واپس آئے تب خدیجہ نے میسرہ سے سب احوال راہ کا اور منافع خرید و فروخت کا پوچھا اس نے کہا اے سیدہ ہم نے کبھی ایسی آسائش و راحت سفر میں نہیں دیکھی جو حضرت امین کے ساتھ پائی ہے میں ان کی کیا صفت بیان کروں یہ ایک صاحب مرد کامل ہیں۔ میں نے دیکھا تمام اشجار و جمادات نے ان کو تعظیم سے سجدہ کیا۔ غرض دریافت کرنا راہب کا اور سایہ دینا ابر کا حضرت کے سر پر اور پانی نکالنا چاہ کھود کر اور اچھا کرنا شتران مجروح کا اور نفع تجارت کا ایک ایک میسرہ نے خدیجہ سے سب بیان کیا یہ سن کے خدیجہ ایک دل سے ہزار دل ہو کر رسول خداؐ کے پیش آئیں اور قدر و منزلت کی جس قدر کہ مشاہرہ سرکار سے مقرر تھا اس سے دُگنا زیادہ کیا اور اپنے نوکر چاکر تابعداروں کو کہہ دیا کہ رسول خدا کی خدمت میں مدام حاضر رہیں خدمت ان کی دل و جان سے کریں کسی وجہ سے ان کی خدمت کرنے میں سستی نہ کریں پس اسی طرح سے جب چند روز گذرے ایک دن خدیجہ نے پوچھا آں حضرت آپ نے بیاہ کیا یا نہیں حضرت نے فرمایا نہیں۔ تب بولیں۔ اگر مجھ عاجزہ سے نکاح کریں اور اپنی خدمت میں لاویں تو باقی عمر آپ کی خدمت میں صرف کروں اور سعادت دارین حاصل کروں حضرت نے فرمایا یہ کام بدوں اجازت چچا ابوطالب کے ہم نہیں کر سکیں گے۔ اگر تم چاہو تو اس بات کا پیغام چچا ابوطالب کے پاس کرو مجھ کو اختیار نہیں تب خدیجہ نے بہت ہدایا

اور تحائف ابو طالب کے پاس بھیجے اور خواستگاری اپنے کام کی کی اور کئی دفعہ جداگانہ اچھی اچھی
پوشاکیں نفیسہ اور اجناس لطیفہ ابو طالب کی بی بی کے پاس واسطے اس کام کے بھیجیں اور
ابو طالب نے خدیجہ کو یہ جواب دیا کہ سن شریف حضرت کا تمہارے سن سے بہت کم
ہے۔ کیونکر ہو گا۔ خدیجہ نے جب یہ بات سُنی پھر ابو طالب کے پاس بہت سامال و اسباب
بطور ہدیہ کے بھیجا۔ آخر ابو طالب نے حضرت رسول کریم کو بلا کے خدیجہ کے ساتھ نکاح
کا اذن دیا۔ تب حضرت نے فرمایا اول شرط یہ ہے کہ جتنی مال و دولت تمہاری ہے خدا کی راہ
پر مسکین محتاجوں کو دے دینا۔ پھر دوسری شرط یہ ہے کہ جتنے غلام لونڈی باندی ہیں سب
آزاد کر دینا۔ اور تیسری شرط یہ ہے کہ کھانا پینا بطریق فقیری اختیار کرنا پس خدیجہ نے
یہ سب شرطیں منظور کیں جتنا مال و اسباب دولت تھی سب خدا کی راہ پر لٹا دیا اور تھوڑا
مال اسی سے ابو طالب کو دیا اور غلام لونڈی باندی سب کو آزاد کیا۔ اور درویشی اختیار کی اور
بعضی روایت میں یوں ہے کہ خدیجہ نے دو آدمی قریش معتبر کو بلا کے گواہ کیا اور ان کے سامنے
مال اسباب نقود و ظروف باقی جتنا تھا۔ سب رسول خدا کو دیا اور مالک و مختار اپنا کیا اور کہا
کہ ان چیزوں پر مجھ کو کچھ دعویٰ نہیں تم اس بات کے گواہ رہیو چاہیئے کہ رسول مقبولؐ اس کو
قبول کریں یا کسی کو راہ للہ دے ڈالیں اس کا کچھ دعویٰ مجھ کو نہیں کہتے ہیں کہ ابو طالب خدیجہ
کے کہنے سے ورقہ بن نوفل چچیرا بھائی خدیجہ کا تھا حضرت کو لے کے اس کے پاس گئے اور وہ
چند آدمی کے ساتھ اس وقت عیش و نشاط میں تھا سلام و علیک کیا۔ انھوں نے جواب دیا اور ابو
طالب کو تعظیم کر کے بٹھایا ورقہ بن نوفل رسول اللہ کو دیکھ کے اس وقت بولا اے محمدؐ امین تم سے
میں بہت خوش ہوں۔ تم کو دوست رکھتا ہوں۔ کوئی حاجت مجھ سے مانگو تب ابو طالب نے کہا
کہ تمہارے پاس کچھ مطلب اپنے کو آیا ہوں اس نے کہا کیا مطلب ہے۔ کہو۔ تب ابو
طالب نے کہا میں واسطے اس بات کے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم اپنی بہن خدیجہ کے
ساتھ میرے بھتیجے محمد کو بیاہ دو۔ پس اس وقت وہ نشے میں تھا حاضران مجلس کو کہا
کہ اے قریشیو تم گواہ اس بات کے رہو کہ میں نے خدیجہ کو محمد مصطفےٰ کے ساتھ بیاہ دیا
اور حضرت نے فرمایا کہ میں نے قبول کیا خبر میں آیا ہے آنحضرت چار مثقال زر سرخ کے عوض

ہیں وے کہ خدیجہ کو نکاح میں لائے اس وقت عمر شریف آنحضرت کی پچیس سال کی تھی۔ اور خدیجہ کی عمر چھیالیس برس کی پھر دوسرے دن ورقہ بن نوفل فجر کے وقت خواب سے اٹھ کر خدیجہ کو گالیاں دینے پر مستعد ہوا خدیجہ نے کہا اے بھائی تم نے محمدؐ میں کیا عیب دیکھا ہے کہ ان کے برابر میں نے اور نیک نیت اور صلاح و تقویٰ میں کوئی نہیں دیکھا اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہے اور کسی بات کی آرزو نہیں ہے تب ورقہ نے کہا کہ محمدؐ سے تم راضی ہو۔ بولیں ہاں راضی ہوں تب ورقہ نے کہا۔ اچھا میں بھی راضی ہوں۔ پس خدیجہ رسولؐ خدا کی خدمت میں مصروف رہیں۔ جب پیغمبر خدا نے نیک کاری میں کمر باندھی افضال باری سے اس سال پانی بہت برسا ایسا کہ دیوار کعبے پر نقصان آ گئی۔ تب قریشیوں نے ارادہ کیا کہ کعبے کی چار دیواری توڑ کے از سر نو پھر بنا دیں مگر عذاب خدا سے ڈرتے تھے اور اس میں متردد تھے ایک دن ایک عورت نے چاہا کہ کعبے کے اندر عود جلاوے خدا کی مرضی سے اس میں آگ غیب سے آ گری اور بعض جگہ جو کعبے کے اندر کی تھیں وہ سب جل گئیں اہل قریش نے پھر اتفاق کیا کہ کعبے کی دیوار توڑ کے دوبارہ سے تعمیر کریں لیکن عذاب الٰہی سے ڈرتے تھے۔ اور ولید بن مغیرہ سردار قوم تھا۔ بولا نیت ہماری خدا کو معلوم ہے۔ ہم کعبے کو توڑ کے بنا دیں گے۔ بلکہ یہ موجب آبادی ہے نہ خرابی اس میں قبائل عرب چار فرقے ہوئے اس بات پر کہ ہر ایک فرقہ ایک ایک رکن کعبے کا توڑ کے تعمیر کرے پس چاروں نے متواتر دور سے کھڑے ہو کر دیوار کعبہ کو دیکھا کہ کس طرح توڑیں اور تعمیر کریں اس میں کسی کی جرأت نہ پڑی کہ کوئی کعبے پر دست انداز ہو اور توڑیں۔ پانچویں دن ولید بن مغیرہ تبر ہاتھ میں لے کر دیوار کعبہ کے پاس گیا اور اس کے ساتھ بنی مخزوم بھی تھے ولید بن مغیرہ نے ان سے کہا کہ حق تعالیٰ ہماری نیت کو خوب جانتا ہے یہ کہہ کر کعبے کی دیوار پر تبر مار کر گرا دیا جب اوروں نے دیکھا کہ ولید بن مغیرہ نے دیوار توڑ دی ہے تب سب قبیلے متفق ہو کر کہنے لگے کہ ہم سب آج دیوار پر تبر نہ لگاویں گے دیکھیں کہ آج کی شب ولید بن مغیرہ پر آفت نازل ہوتی ہے یا نہیں اگر آفت کوئی نازل نہ ہوئی تب ہم سب مل کے کل تینوں دیواروں کو توڑ ڈالیں گے جب انہوں نے ولید بن مغیرہ کو سلامت دیکھا۔ تب ہر قبیلے نے اپنے حصہ کی دیوار جو مقرر تھی توڑ ڈالی اور بہ انداز قد آدم زمین کھود کے نیچے پتھر لگا کے دیواریں کعبہ کی اٹھائیں تاکہ صدمہ سیل سے

محفوظ نہ ہے اور حجر الاسود کو دیوار پر اٹھانے وقت سب قبیلوں میں تنازع ہوا بنی ہاشم اور بنی امیہ اور بنی زہرہ اور بنی مخزوم ہر کوئی یہی کہتا تھا۔ کہ حجر الاسود کو دیوار پر ہم ہی اٹھائیں گے کیوں کہ ہم کو فضیلت زیادہ ہے اِن سے۔ اور کوئی کہتا تھا ان میں سے کہ ہم کو فضیلت زیادہ ہے ان سے یہاں تک سخن درازی ہوئی کہ ایک مدت تک یہی گفتگو رہی آخر یہ نوبت پہنچی کہ ایک دوسرے پر پتھر مارنے لگے آخر سخن اس پر مقرر ہوا کہ ایک روز وعدہ لڑائی کا کیا کہ فلانے روز جنگ وجدل ہوگی۔ دانشمندوں نے منع کیا کہ اس سے باز آجاؤ آپس میں لڑنا اچھا نہیں ہم ایک تدبیر تم کو بتا دیتے ہیں کہ جس میں جھگڑا تمہارا ٹل جاوے اس پر عمل کرو وہ یہ ہے کہ اول جو شخص کعبے کے حرم کے دروازہ پر آئے تم اس کو منصف مقرر کرد۔ جو وہ کہے۔ سو سنو۔ اس کو عمل میں لاؤ۔ تب سب نے راضی ہو کر کہا۔ کہ بہت اچھا وہ جو کہے گا سو ہم مانیں گے یہ کہا اور اس وقت محمدؐ علیہ الصلاۃ والسلام سب کے آگے حرم شریف میں تشریف لائے سب کوئی کہنے لگا۔ کہ محمدؐ امین آئے ہیں جو وہ حکم کریں گے ہم اس پر عمل کریں گے۔ تب خواجہ عالمؐ نے یہ حکمت کی کہ ایک چادر زمین پر بچھا کے حجر اسود کو اس چادر پر رکھ کے چار آدمیوں کو ان چار قبیلوں میں سے کہا کہ تم چار آدمی چار کونے چادر کے پکڑ کے کعبہ کی دیوار کے پاس لے جاؤ۔ تب تم چاروں قبیلے اس پتھر کے اٹھانے سے مساوی ہو جاؤ گے۔ تب سب نے اسی طرح سے چادر پکڑ کے اس حجر الاسود کو اٹھا کے اس رکن کے پاس کہ جہاں اب ہے لے گئے اور کہنے لگے کہ اب ایک متبرک بزرگ چاہیئے کہ وہ تنہا حجر الاسود کو اٹھا کے کعبہ کی دیوار پر رکھ دے۔ اور چونکہ سید عالمؐ سے سب کے سب راضی تھے کہنے لگے کہ اگر کوئی شخص حجر الاسود کو تنہا اٹھا کے کعبہ کی دیوار پر رکھے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہتر ہے۔ تب رسولؐ خدا سے سبھوں نے کہا۔ تب سرور عالمؐ نے تنہا حجر الاسود کو اٹھا کے دیوار کعبہ پر رکھ دیا۔ جب دیوار کعبے کی تعمیر سے فراغت ہوئی تو چھت اور دروازے باقی رہے اس واسطے کہ مکے میں لکڑی میسر نہ تھی اور نجار بھی نہ تھا ان ایام میں نجاشی بادشاہ حبش نے ارادہ کیا کہ ایک معبد خانہ بنا کے عبادت کرے تب لکڑی اور ہتھیار اور نجار استاد اور کاریگر کشتی میں سوار کر کے ملک شام میں بھیجے خدا تعالیٰ کی مرضی ایسی ہوئی کہ دریا میں آتے وقت کشتی راہ میں ڈوب گئی آدمی جتنے کشتی پر سوار تھے

سب کوئی لکڑیوں پر بیٹھے ہوئے بہتے بہتے موج دریائے ان سب کو لکڑی سمیت کنارے پر لگا یا۔ قوم نے یہ خبر سن کر ابوطالب کو لکڑی خریدنے کو بھیجا۔ جب ابوطالب دریا پر گئے تو لکڑی والوں نے اِن سے کہا کہ جب تک ہم اپنے بادشاہ کو اس بات کی اطلاع نہ کریں گے تب تک ہم کو اختیار نہیں کہ ہم لکڑی بیچیں۔ تب انہوں نے ایک نامہ بادشاہ کے پاس بھیجا اور اس کا جواب بادشاہ نے یہ دیا کہ مال خزانہ جتنا تمہارے پاس ہے سب لے جا کے کعبے میں خرچ کر دو۔ تب وہ سب بادشاہ کا حکم پاتے ہی سب لکڑیاں کعبے کی چھت اور دروازوں میں لگائیں تب کعبہ شریف درست ہوا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔

بیان اسماء و اشکال اور بعضے خصائل حمیدہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میانہ تھا۔ اور گندم رنگ تھا اور کشادہ پیشانی اور دونوں بھویں حضرت کی باریک تھیں آمیختہ نہ تھیں بیچ میں تھوڑا سا فاصلہ تھا اور درمیان دونوں بھوؤں کے ایک رگ تھی جب آنحضرتؐ کبھی غصے میں آتے تو وہ پھول جاتی اور ناک مبارک آپ کی دراز اور اونچی تھی اوپر اس کے ایک نور چمکتا تھا اور چہرہ مبارک آپ کا ملائم اور برابر تھا اور دہن کشادہ تھا۔ اور دانت مبارک آپ کے صاف روشن تھے اور اوپر کے دونوں دانت کے بیچ میں تھوڑا سا شگاف تھا اور ریش اور سر مبارک میں بیس بال سفید تھے۔ اور بال آپ کے پیچیدہ تھے سیدھے نہ تھے اور شکن بالوں کی میانہ تھی اور چہرہ مبارک آپ کا مانند ماہ چہار دہم کے چمکتا تھا۔ اور درمیان دونوں مونڈھوں کے ایک پارہ گوشت مانند بیضہ کبوتر کے تھا۔ اور اس میں نقش رنگ برنگ کے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہی مہر نبوت تھی۔ اور اس پر محمدؐ رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ اور بعد وفات آن حضرتؐ کے وہ مہر نبوت اللہ تعالے نے اٹھا لی سینہ بھی آنحضرتؐ کا کشادہ تھا اور چھاتی سے ناف تک ایک خط باریک بال سا تھا اور بازو اور مونڈھے اور چھاتی پر بال تھے

اور بڑی مونڈھے کی اور گھٹنے کی اور زانوں کی موٹی تھی اور ہر دو بند دست اور ہر دو کف دست و پا پر گوشت اور نرم تھے۔ اور جسم مبارک نورانی پاکیزہ اور لطیف اور معتدل تھا اور جب خاموش بیٹھے رہتے تھے ایک ہیبت اور شکوہ بشری پر ظاہر ہوتا تھا۔ اور جس وقت بات کرتے تھے نزاکت اور لطافت معلوم ہوتی تھی۔ اور جو شخص دور سے حضرت کو دیکھتا تھا وہ جمال اور تازگی پاتا اور جو نزدیک آ کے مشاہدہ کرتا۔ ملاحت اور شیرینی حاصل ہوتی اور آں حضرت کبھی بھوک پیاس میں شکوہ پرواز نہ ہوئے بلکہ جب کبھی بھوکے پیاسے زیادہ ہوتے تھے تو آب زمزم کے پانی سے قناعت کرتے اور جو چیز آپ کے پیچھے پردے میں ہوتی تھی وہ چیز مثل سامنے کے نظر آتی تھی اور شب تاریک میں مانند روز روشن کے دیکھتے تھے اور آنحضرت کے لعاب دہن سے آپ شور شیریں ہو جاتا اگر کوئی طفل اس لعاب کو چاٹ جاتا تو تمام دن اس کو دودھ پینے کی حاجت نہ ہوتی تھی اور بغل مبارک میں آپ کے بال نہ ہوتے تھے اور سایہ جسم مبارک کا زمین پر نہ پڑتا تھا۔ اور آواز آنحضرت ؐ کی دوسروں کی آواز سے دور جاتی تھی اور دور سے بات سنتے تھے اور جب سوتے تھے آنکھ ظاہر میں آپکی غنودہ اور چشم باطن کشودہ انتظار وحی کی رہتی تھی اور جسم مبارک سے بوئے مشک اور عنبر کی ظاہر ہوتی تھی یہاں تک کہ اگر کوچہ و بازار میں تشریف لے جاتے تھے۔ تو لوگ معلوم کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے تھے اور جب جائے ضرور جاتے تھے نشان غائط و بول کا کوئی نہیں دیکھتا۔ کیونکہ زمین اس کو فرو کر لیتی اور بوئے عطر و عود اس سے نکلتی اور آنحضرت جب تولد ہوئے نجاست سے بدن آپ کا پاک تھا۔ اور مختون پیدا ہوئے تھے۔ اور گہوارے میں بات کرتے تھے اگر چاند کی طرف نظر کرتے تھے تو چاند بھی متوجہ ہو کے حضرت سے باز کرتا تھا اور ابر ہمیشہ سر مبارک پر مانند چھتری کے سایہ دار ہوتا تھا۔ اور اگر کسی درخت کے نزدیک جاتے تو درخت خود کج ہو کے سر مبارک پر سایہ ڈالتا تھا۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں میں جوئیں نہ پڑتی تھیں اور بدن پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اور جب دراز گوش یا گھوڑے پر یا شتر پر سوار ہوتے تھے تو وہ غائط اور بول نہیں کرتا تھا اور حق تعالیٰ نے عالم ارواح میں قبل مخلوق کے حضرت کو پیدا کر کے فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ترجمہ، یا نہیں ہوں میں پروردگار تمہارا اے محمد ؐ حضرت نے کہا بلیٰ یعنی تو پروردگار میرا ہے اور شب

معراج میں براق میں سوار ہو کر آسمان پر جانا قاب قوسین کے نزدیک اور دیدار الٰہی سے مشرف ہونا مخصوص ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو تھا کسی نبی کو یہ قرب و منزلت نہ تھی غصہ اور خوشنودی آں حضرتؐ کی مطابق احکام قرآن مجید کے تھی اور چہرہ مبارک آپ کا ہمیشہ بشاش وخرم رہتا تھا۔ اور جس امر میں رضاء الٰہی نہ ہوتی اس میں غفلت کرتے اور سخاوت اور شجاعت میں سب سے بہتر تھے ایسا کہ کوئی سائل آپ کے دروازہ سے خالی نہ جاتا تھا اگر کچھ موجود نہ ہوتا تو عذر خواہی کر کے اس کا دل خوش کرتے اور بات جلدی نہ فرماتے بلکہ تامل سے بیان فرماتے تھے اور غریب یا جاہل شخص مسایل دینی پوچھنے میں سخن درشت یا سخت طرح سے پوچھتا یا الحاح وزاری کرتا تو سن کر صبر فرماتے اس کو ناخوش نہ کرتے حضرت کو خلق عظیم تھا جو کوئی صحبت گرامی میں بیٹھتا تو ہرگز وہاں سے برخاستہ خاطر نہ ہوتا اور راست گوئی اور ایفائے وعدہ اور بردباری آپ میں تھی اور بہت شفقت خلائق پر کرتے تھے۔ سوا جہاد کے کبھی کسی کو اپنے دست مبارک سے آزار نہیں دیا اور دعوت غنی خواہ فقیر خواہ آزاد خواہ غلام سب کی قبول کرتے۔ اور لوگوں کا قبول فرماتے اور بعوض اس چیز کے مثل اس چیز کے یا اس سے بہتر اسے بھیج دیتے اور اپنے اصحاب سے بہت دوستی رکھتے دلداری فرماتے تھے اور ہمیشہ خیر و عافیت پوچھتے اور اگر کوئی سفر کو جاتا یا بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کرنے اور دعائے خیر فرماتے اور جب کوئی مسلمان مرجاتا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پڑھتے اور نماز جنازہ پڑھ کے دعائے خیر اس کے حق میں کرتے اور لوگوں کی تعزیت اور تہنیت فرماتے اور ہر حال میں خبر گیر ہمسایہ کے ہوتے اور جب مسلمان مومن سے ملاقات ہوتی تو پہلے آپ سلام علیک فرماتے اور عذر لوگوں کا سنتے اور مہمان کو دوست رکھتے اور کھلاتے اور جس وقت سوار ہوتے پیادہ کو ہمراہ لے جاتے اور اگر سواری ہوتی تو اپنے ساتھ اس کو سوار کر لیتے اور اگر نہ ہوتی تو اپنی طرف سے دیتے بر تقدیر اگر سواری نہ ملتی تو لوگوں کو آگے سے روانہ کر دیتے اور جو شخص حضرت کی خدمت کرتا حضرت بھی اس کی خدمت کرنے میں عیب نہ جانتے تھے خواہ لونڈی ہو خواہ غلام اور آنحضرت کھانے پینے لوگوں کو بھی کھلاتے اور پلاتے تھے اور اصحاب کبار کے ساتھ اکثر کاموں میں شریک ہوتے تھے اور جس مجلس میں اور جماعت میں تشریف لے جاتے تو جائے خالی میں بیٹھتے تھے۔ تمنا صدر اور مسند کی نہ کرتے

اور اُٹھتے بیٹھتے ذکر خدا کرتے اور جو لوگ بدی کرتے ان کے ساتھ نیکی کرتے اور غریب مسکینوں پر مہربانی فرماتے ان کو بچشم حقارت نہیں دیکھتے تھے اور دست مبارک سے کفش اور پارچہ سیتے اور اکثر اوقات کعبے کی طرف منہ کرکے بیٹھتے اور نماز بسیار اور خطبہ اندک پڑھتے اور سینہ مبارک سے حالت نماز میں آواز مثل جوش دیگ کے آتی اور قیام نماز میں بہت دیر کرتے ایسا کہ پاؤں پھول جاتے اور نماز عشا کی اول شب پڑھ کے سوتے اور نصف شب کو زیادہ اُٹھ کے نماز تہجد چھ سلام سے یا کم زیادہ سے ادا کرتے اور صبح کے وقت ور کدن نماز قرات فجر سے ادا کر کے باقی نماز فرض ساتھ جماعت کے ادا کرتے اور مہینہ میں روز دوشنبہ اور پنجشنبے اور جمعہ کو اور عاشورے میں اور شعبان میں روزہ رکھتے تھے۔ اور حیا اور شرم زیادہ دوشیزگان سے تھی اور کبھی خوش طبعی بھی فرماتے تھے۔ مگر سوائے سخن راست کے نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک دن ایک شخص نے آنحضرتؐ سے آکے کہا کہ یا رسول اللہ ہم کو کسی جانور پر سوار کروایئے۔ حضرت نے فرمایا تجھ کو بچہ ناقہ پر سوار کرادوں گا اس نے کہا یا حضرت بچہ ناقہ کیونکر ہم کو سواری دے گا۔ آپ نے فرمایا کہ شتر کو بھی بچہ ناقہ کہتے ہیں۔ اور ایک دن ایک عورت نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا یا حضرت شوہر میرا بیمار ہے۔ آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ شوہر تیرا وہ ہے کہ اس کی آنکھ میں سفیدی ہے اور سفیدی سے حضرت کو کنارہ چشم مراد تھی۔ اس عورت نے جانا کہ سفیدی روشنی چشم کو دور کرتی ہے۔ وہی ہوگا۔ تب گھر میں اپنے شوہر سے جاکے بیان حضرت کی بیان کی۔ اس نے یہ سن کر کہا۔ کہ سفیدی سارے جہان کی آنکھ میں ہے اور ایک دن ایک بڑھیا نے جناب رسالت مآب سے آکے عرض کی کہ حضرت میرے حق میں دعائے خیر فرمائے۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بہشت نصیب کرے آپ نے فرمایا کہ بڑھیا عورتیں بہشت میں نہ جائیں گی۔ پس بڑھیا حضرت کی یہ بات سن کے آبدیدہ ہوکر حضرت کے سامنے سے چلی آئی تب آنحضرتؐ نے حاضران مجلس کو کہا۔ کہ اس بڑھیا سے کہو۔ کہ شخص حالت پیری بہشت میں نہیں جائے گا۔ بلکہ نوجوان ہوکے بہشت میں داخل ہوں گے اور آنحضرتؐ اکثر اوقات پیراہن سبز پہنتے تھے اور جمعہ کے دن چادر سرخ اور نماز میں ہر روز دستار سیاہ

ہاتھ کی باندھتے تھے اور عیدین میں جو وہ ہاتھ کی دستار سر مبارک پر رکھتے تھے اور حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ ایک رکعت نماز با دستار ادا کرنا فضیلت رکھتی ہے۔ ستر رکعت نماز پر جو بے دستار پڑھی جاتی ہے اور آنحضرتؐ کُرتے اور چادر سے نماز پڑھتے تھے۔ اور کبھی ایک کپڑے سے بھی نماز ادا کی ہے۔ اور ہر شب سُرمہ داہنی آنکھ میں تین بار اور بائیں آنکھ میں دو بار دیتے تھے اور کبھی حالت روزے میں بھی سرمہ آنکھ میں دیتے تھے اور سر میں تیل اور داڑھی میں کبھی مالش کرتے تھے۔ عطریات سے بہت خوش ہوتے اور بدبو سے ناخوش ہوتے اور اکثر اوقات نعلین اور موزے پہنتے اور پہلے جو کام کرتے داہنی طرف سے شروع کرتے اور انگوٹھی چاندی کی کبھی داہنے ہاتھ کبھی بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں پہنتے نگینے پر اللہ اور محمد رسول یہ تین لفظ لکھے ہوئے تھے اور جہاد میں اکثر اوقات زرہ پہنتے اور شمشیر حمائل کرتے تھے اور بچھونا آپ کا کھجور کے پتے اور چمڑہ کا تھا اور کھانے میں آپ تکلیف و تکلف نہ فرماتے تھے اور شدت گرسنگی میں پتھر شکم پر باندھتے اور کلید خزائن زمین حق تعالیٰ نے آپ کو دی ہوئی تھیں آپ نے قبول نہ فرمائیں۔ آخرت کو اختیار کیا اگر اتفاقاً دینار یا درہم بہ سبب نہ آنے کسی سائل کے گھر میں رہتا تو اس شب کو گھر میں تشریف فرما نہ ہوتے اور روٹی مرغ کے گوشت کے ساتھ یا سرکہ کے ساتھ اکثر تناول فرماتے اور دوست رکھتے اور بکری کا گوشت خربزے کے ساتھ اور کھجور کے ساتھ کھاتے اور صرف خرما بھی تناول فرماتے اور شہد اور شیرینی سے ذوق تھا۔

اسامی ازواج مطہرات آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے

روایت ہے کہ پہلے خدیجۃ الکبریٰ سے حضرت نے نکاح کیا تھا وہ ہجرت کے پانچ برس آگے فوت ہو گئی تھیں اور جنت المعلےٰ میں مدفون ہوئیں بعد اس کے حضرت نے سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا۔ اور وہ جب ضعیفہ ہوئیں تو حضرتؐ نے چاہا کہ ان کو طلاق دے دیویں انہوں نے اس بات کو سن کے نوبت اپنی عائشہ کو بخشی اور حضرت سے بولیں یارسول اللہ میرے دل میں

کسی چیز کی آرزو نہ رہی مگر ایک بات کی کہ حشر کے دن آپ کی ازواج مطہرات کے ساتھ
شامل ہوں۔ انہوں نے چون ہجری میں وفات پائی اور تیسری عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق
سے چھ برس کے سن میں قبل ہجرت کے تین برس شہر شوال میں نکاح کیا تھا اور نو برس کی عمر میں
ان سے ہمبستر ہوئے اور جب رسول خدا نے وفات کی اس وقت عائشہ صدیقہ کی عمر اٹھارہ برس
کی تھی۔ اور رمضان شریف کی سترہویں تاریخ سن اٹھاون ہجری مدینہ منورہ میں انہوں نے انتقال
کیا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں اور چوتھی حفصہؓ بنت فاروقؓ سے آنحضرتؐ نے نکاح کیا
تھا اور آن حضرتؐ نے ان کو ایک دفعہ طلاق رجعی دی تھی۔ لیکن بحکم الٰہی یا حضرت عمرؓ کی
شفقت سے یا بہت روزہ رکھتی تھیں اور نماز پڑھتی تھیں اس لیے آن حضرتؐ نے پھر
رجوع کیا ماہ شعبان سن پینتالیس ہجری میں وفات کی۔ اور پانچویں زینبؓ بنت خزیمہ سے
نکاح کیا۔ وہ بھی دو یا تین مہینے کے بعد حضرت کے سامنے سن چار ہجری میں وفات پا گئیں
چھٹی ام سلمہ بنت سہیل سے آن حضرتؐ نے نکاح کیا تھا۔ وہ حضرتؐ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں
بنت عاتکہ بنت عبد المطلب اور وفات پائی انہوں نے انسٹھ ہجری میں۔ اور ساتویں
زینب بنت جحش سے نکاح کیا تھا۔ وہ بھی پھوپھیری بہین رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کی تھیں اور وہ امیمہ کی بیٹی اور امیمہ عبد المطلب کی بیٹی تھیں پہلے ان سے زید بن حارثہ نے
نکاح کیا تھا۔ بعد طلاق ان کے حضرت کے نکاح میں آئیں۔ اور سن بیسویں ہجری میں وہ فوت
ہوئیں آٹھویں ام حبیبہ بنت سفیان سے آنحضرتؐ نے نکاح کیا تھا چار سو دینار کے عوض مہر میں اور
نجاشی بادشاہ حبش نے اپنی طرف سے مہر مرقومہ کو بطور ہدیے کے ادا کیا اور وہ فوت ہوئیں سن
چوالیس ہجری میں۔ اور نویں جویریہ بنت حارث سے حضرت نے نکاح کیا تھا وہ چھپن ہجری
میں فوت ہوئیں۔ دسویں حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب یہ ہارونؑ کی اولاد میں سے تھیں
جنگ خیبر میں گرفتار ہو کر آئی تھیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کو بعوض آزادی کے مہر مثل
مقرر کر کے اپنے نکاح میں لائے تھے اور وہ سن باون ہجری میں فوت ہوئیں اور گیارہویں حضرت
میمونہ بنت حارث عامریہ سے حضرتؐ نے قریہ سرف میں نکاح کیا تھا۔ اور قریہ سرف ایک گاؤں
کا نام ہے نواحی مکہ میں اور ان کی اکاون ہجری میں وفات ہوئی اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی پانچ جاریہ تھیں۔ پہلی ماریہ قبطیہ بنت شمعون کہ حاکم اسکندریہ نے ان کو حضرت کی خدمت میں
بھیجا تھا۔ ان کے بطن سے ابراہیم بن رسول اللہؐ پیدا ہوئے تھے اور قبطیہ سن سولہ ہجری میں
فوت ہوئیں۔ دوسری ریحانہ بنت زید کہ داخل جاریہ بنی نضیر یا قریظہ کی تھیں وہ دسویں
سال ہجری میں فوت ہوئیں اور تیسری ام ایمن اور چوتھی سلمی اور پانچویں رضوی یہ جامع التواریخ
سے لکھا ہے۔ اور سب ازواج مطہرات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر پانچ سو درم
تھا مگر ام حبیبہ اور صفیہ کا سو درم تھا۔ اور سب ازواج مطہرات آں حضرتؐ ثیبہ تھیں مگر حضرت
عائشہ صدیقہ دوشیزہ باکرہ تھیں۔ اور سب ازواج آں حضرت کے بوقت وصال آں حضرت
بقید حیات تھیں مگر خدیجۃ الکبریٰؓ اور زینبؓ یہ دونوں حضرت کے روبرو فوت ہوئیں اور
آں حضرت نے اکثروں کو نکاح میں لا کے قبل دخول کے طلاق دے دی تھی اور کسی کو
بعد دخول کے اور کسی کو صرف نامہ و پیغام کے بعد قبول نہیں فرمایا اور چونکہ اس کتاب کے
مترجم نے نام ان کا کتب تواریخ میں نہ پایا اس لئے مندرج نہ کیا۔

بیان اولاد امجاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

بروایت جمہور مورخین رسول اللہؐ کے دو بیٹے تھے قاسم اور عبداللہ اور لقب ان دون کے
طیبؓ اور طاہر ہیں اور چار بیٹیاں تھیں۔ زینبؓ اور رقیہؓ اور ام کلثومؓ اور فاطمۃ الزہراؓ یہ چھ
اولاد ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبرای کے بطن سے ہیں۔ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک اور بھی بیٹا تھا کہ نام اس کا ابراہیم تھا۔ یہ ماریہ قبطیہ کے
بطن سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے تھے۔ بعد نو لا سولہ مہینے کے فوت ہوئے اور بعضے
کہتے ہیں کہ دو مہینے کے بعد فوت ہوئے۔ اور قاسم اور عبداللہ قبل زمانہ رسالت کے فوت
ہوئے۔ غرض جمیع اولاد آں حضرتؐ کے روبرو مری۔ مگر فاطمۃ الزہراؓ حضرت کے انتقال کے
چھ مہینے بعد فوت ہوئیں کہتے ہیں کہ حضرت زینب کا نکاح ابو العاص بن ربیع سے ہوا تھا
وہ خدیجۃ الکبری کا بھانجہ تھا۔ اور رقیہ کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے کیا تھا۔ اس نے عقد
کے وقت کم فہمی کے باعث رقیہ کو طلاق دے دیا۔ بعد اس کے حضرت عثمانؓ

غنی نے ان سے نکاح کیا۔ اور حضرت ام کلثومؓ کا بیاہ عتبہ بن ابی لہب سے ہوا تھا بعد موت کے اس کے حضرت عثمان غنی رضؓ نے ام کلثوم سے نکاح کیا اس واسطے حضرت عثمان رضؓ کا لقب ذوالنورین ہے یہ دونوں صاحبزادیاں حضرت کے روبرو فوت ہوئیں اور کہتے کہ پندرہ برس پانچ مہینے یا ساڑھے پانچ مہینے کی عمر میں حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ کہ وہ اکیس برس پانچ مہینے کے تھے کہ آنحضرت نے بحکم الٰہی نکاح کر دیا۔ واللہ اعلم بالصواب

چیرنا سینہ مبارک آنحضرتؐ کا تیسری مرتبہ اور وحی لانا جبرائیلؑ کا حضرتؐ کے پاس

مروی ہے کہ جب وقت نبوت کا اور وحی نازل ہونے کا قریب پہنچا تتقیہ اور تقویت کے واسطے سینہ مبارک آں حضرت کا تیسری مرتبہ چاک کیا گیا۔ شرح اس کی یہ ہے ایک بار آں حضرتؐ نے ایک مہینے کے اعتکاف کی نیت کی تھی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ بھی اس اعتکاف میں ساتھ تھیں۔ اور وہ مہینہ رمضان شریف کا تھا۔ تب آں حضرتؐ اور خدیجۃ الکبریٰؓ غار حرا میں اعتکاف کر کے بیٹھے تھے رمضان المبارک کی کسی رات کو آں حضرتؐ غار سے باہر نکل کر ستاروں کے دیکھنے کو کھڑے ہوئے تھے کہ کس قدر رات باقی ہے اس میں آواز آئی اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ آں حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے گمان کیا کہ کہیں جنوں کا گذر اس مکان پر ہوا ہے اس وقت ڈرتے ہوئے غار کے اندر پہنچے اور خدیجہ نے کہا یہ خوشخبری ہے کیونکہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ نشانی امن و امان کی اور دوستی کی ہے آپ خوف نہ کیجئے کہ ایک مرتبہ اس غار سے باہر نکل کر دیکھا۔ کہ جبرائیلؑ تخت پر مانند آفتاب کے بیٹھے ہیں۔ ایک پر ان کا مشرق میں اور دوسرا مغرب میں پہنچا ہوا ہے میں یہ حال دیکھ کر ڈرتا ہوا غار کی طرف متوجہ ہوا۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے فرصت نہ دی اور جلدی سے آ کے درمیان میرے اور درمیان اس غار کے حائل ہوئے یہانتک کہ ان کو دیکھنے اور ان کے کلام سننے سے مجھ کو بہت محبت اور دوستی پیدا ہوئی

اور جبرائیلؑ میرے ساتھ وعدہ مقرر کر گئے کہ فلانے وقت میں تم کو چاہیئے کہ تنہا حاضر ہوں تب میں
اس وقت تنہا حاضر ہو کے کھڑا رہا۔ جب دیر ہوئی۔ تب میں نے چاہا کہ اپنے گھر کو پھر جاؤں
اس عرصہ میں میں دیکھتا ہوں۔ کہ جبرائیلؑ اور میکائیلؑ دونوں فرشتے آسمان کے درمیان سے
زمین پر تمام عظمت اور بزرگی کے ساتھ آئے اور میرے تئیں زمین پر لٹا دیا اور سینہ میرا چاک کیا
اور دل میرا آب زمزم سے طشت زریں میں دھو کر کوئی چیز اس سے نکالی مجھ کو مطلق کچھ معلوم
نہ ہوا پھر دل کو اپنے مقام پر رکھ کر سینے کو درست کیا اور میرے ہاتھ پاؤں پکڑ کے الٹا دیا جس
طرح برتن سے کوئی چیز گرانے کو الٹے ہیں۔ بعد اس کے مہر میری پشت پر ماری یہاں تک کہ اثر
ضرب اس کا مجھ کو پہنچا۔ اور جب عمر شریف حضرت کی چالیس برس پر ایک دن کی ہوئی تب ان
کو نبوت ملی اور وحی نازل ہوئی اور غار حرا میں معمول حضرت کا یوں تھا کہ ہر سال ایک مرتبہ غار
حرا میں تشریف لے جاتے اور عبادت الٰہی میں مشغول رہتے بعد ایک مہینے کے مکہ معظمہ میں
تشریف لا کے پہلے سات مرتبہ طواف بیت اللہ شریف کا کر کے مکان میں تشریف لیجاتے
اور آں حضرت فرماتے ہیں کہ ایک دن میں غار حرا میں عبادت الٰہی میں مشغول تھا کہ ایک شخص
نورانی چہرہ خوبصورت مجھ پر ظاہر ہوا۔ اور کہا کہ خوشخبری ہے تجھ کو اے محمدؐ میں جبرائیل ہوں اللہ
تعالیٰ نے مجھ کو تیرے پاس بھیجا ہے۔ کہ تجھ کو اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان اس امت کا کیا ہے
اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب میں میدان میں جاتا تھا ایک آواز
سنتا تھا۔ اے محمدؐ۔ اور ایک شخص نورانی کو دیکھتا تھا۔ کہ سونے کے تخت پر زمین آسمان کے
درمیان معلق کھڑا ہے میں اس آواز اور صورت سے ڈر کر بھاگتا تھا۔ جب کئی دفعہ ایسا
معاملہ ہوا۔ تب ورقہ بن نوفل جو چچیرا بھائی خدیجۃ الکبریٰ کا تھا وہ انجیل اور توراۃ کے علم سے
خوب واقف تھا اس سے میں نے یہ بات کہی اس نے کہا کہ جب وہ آواز سنو تو مت بھاگو اور کان
دھر کر سنو کہ کیا کہتا ہے اور ویسا ہی میں نے کیا پھر جب آواز آئی یا محمدؐ تب میں نے کہا لبیک
اس نے کہا کہ میں جبرائیل ہوں اور تم اس امت کے نبی ہو اور یہ کلمہ کہا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پھر پڑھی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تا آخر سورہ اور حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اَوَّلُ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ

ترجمہ پہلے جو مجھ پر نازل ہوا قرآن میں سے سورہ فاتحہ ہے یہ مناجات کی تعلیم کے واسطے اور ہر نماز کے پہلے پڑھنے کے واسطے ہے۔ اور اسی طرح جو حاجت جس وقت ہوتی آں حضرتؐ کو اس وقت وحی نازل ہوتی تھی۔ اور اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ محض تعلیم اور طاقت قرأت کے واسطے نازل ہوئی ہے اور کیفیت نزول اس کی یہ ہے کہ آں حضرت کو پہلے وہ چیز کہ علامت وحی کی ہے نازل ہوئی سو سچے خواب دیکھنے لگے اور جو کچھ خواب رات کو دیکھتے تھے اسی طرح دن کو مثل صبح صادق کے ظاہر ہو جاتا تھا۔ بعد اس کے آں حضرتؐ غار حرا میں کہ متصل مکہ معظمہ کے ہے تشریف فرما ہوتے تھے اور چند روز کے کھانے پینے کا اسباب ہمراہ لے کر تنہا اس مکان میں تسبیح اور تہلیل حق تعالیٰ کی کرتے تھے اور جب کہ اسباب کھانے پینے کا تمام ہو جاتا۔ تب پھر دولت خانے میں تشریف لے جاتے اور ایک دو روز دولت خانے میں تشریف رکھتے۔ غرض پھر اسی طرح غار میں تشریف لے جاتے اسی طرح دس پندرہ بیس دن تشریف رکھتے غرض ایک مہینے سے کم رہتے اور کبھی ایک مہینہ بھی رہتے چنانچہ ایک دن انہی خلوت کے ایام میں اس غار سے باہر تشریف لائے طہارت کے واسطے پانی کے کنارے کھڑے تھے یکایک جبرائیلؑ نے ندا کی کہ یا محمدؐ آں حضرتؐ نے اوپر کی طرف نگاہ کی کسی کو نہ دیکھا پھر اسی طرح سے آواز دو تین بار آئی۔ تب آنحضرتؐ متحیر ہو کر دائیں بائیں طرف نگاہ کرنے لگے دیکھتے ہیں کہ ایک شخص نورانی چہرہ مانند آفتاب کے روشن تاج نور کا سر پر رکھا ہوا اور لباس سبز پہنے ہوئے شکل آدمی کی سی نزدیک آں حضرتؐ کے پہنچا۔ اور کہا پڑھ اور بعضی روایت میں لکھا ہے کہ اس شخص کے ہاتھ میں ایک ٹکڑا حریر سبز کا تھا کہ اس میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ آں حضرتؐ کو دکھلایا اور کہا پڑھ آنحضرتؐ نے فرمایا میں حرف کی صورت نہیں پہچانتا ہوں اور پڑھنے والا نہیں ہوں۔ پھر جبرائیلؑ نے کہا پڑھ اور آں حضرت کو پکڑ کر زور سے دبایا۔ یہاں تک کہ دبانے سے آں حضرت کو سخت تکلیف ہوئی اور پسینہ بدن مبارک میں آگیا۔ اور اسی طرح تین مرتبہ۔ اور کہا اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ پانچ آیتوں تک اور ان آیتوں کو یاد کرایا۔ اور بعضی روایت میں ہے کہ بعد تعلیم ان آیتوں کے جبرائیلؑ نے پاؤں اپنا زمین پر مارا اس سے ایک چشمہ پانی کا جاری ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو طریق طہارت و وضوء اور استنجا کا سکھلایا۔ اور دو رکعت نماز کی تعلیم کی۔ اور سورہ فاتحہ سکھلائی۔ کہ ہر نماز کے پہلے اس کو پڑھا کرو

اور بعد اس واقعہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ترساں ولرزاں اپنے گھر پر آئے۔ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو فرمایا کہ جلدی میرے بدن پر لحاف ڈال دو۔ تاکہ میرے بدن سے لرزہ دفع ہو۔ بعد موقوف لرزے کے خدیجۃ الکبریٰ نے کیفیت پوچھی حضرت نے تمام ماجرا ان کے آگے بیان کیا۔ خدیجہؓ نے کہا کہ آپ ہرگز خوف نہ کیجئے اس واسطے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے صفات رحمت کے آپ پر ظاہر کئے ہیں۔ کیونکہ آپ مسافروں کے ساتھ سلوک اور مہمانوں کی ضیافت اور محتاجوں کے کام میں یاری اور ضعیفوں پر رحم اور اپنے اقرباؤں پر احسان کرتے ہیں اور راست گفتار اور امانت دار ہیں اور جب کوئی اس مرتبہ میں خلق اللہ پر رحم کرے وہ مستحق رحمت الٰہی کا ہوتا ہے نہ لائق غضب کے اور جو چیز خواب و بیداری میں آپ دیکھیں مجھ سے بیان کیجئے اور ایک دن خدیجۃ الکبریٰ کے گھر میں رسول خداؐ بیٹھے ہوئے تھے اس وقت جبرائیل آئے تب حضرتؐ نے خدیجہ رضؓ سے کہا کہ جو شخص ہمارے پاس آتے تھے وہ یہ ہیں تب خدیجہؓ خود آں حضرتؐ کے بغل میں آبیٹھیں اور کہا کہ آپ کو صورت ان کی معلوم ہوتی ہے حضرتؐ نے فرمایا ہاں اب تک موجود ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ تب خدیجہؓ نے سر اپنا برہنہ کیا۔ اور حضرت سے کہا اب آپ دیکھتے ہیں۔ آں حضرتؐ نے فرمایا نہیں۔ تب خدیجہؓ نے فرمایا کہ وہ فرشتہ ہے آپ کو خوشخبری دینے آیا ہے۔ اگر دیو ہوتا۔ تو سر برہنہ سے شرم نہ کرتا۔ غائب نہ ہوتا۔ خدیجہ نے اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل سے جو کہ دین حضرت عیسیٰؑ کا رکھتا تھا۔ توراۃ اور انجیل سے خوب واقف تھا اور عبرانی زبان سے ان کتابوں کا ترجمہ کرتا تھا۔ پوچھا اے بھائی تم نے کسی کتاب میں نام جبرائیل کا پایا اس نے کہا تم کو اس سے کیا کام ہے۔ تب خدیجہؓ نے تمام احوال رسول خدا کا اس سے بیان کیا اس نے کہا کہ جبرائیل نام ایک فرشتہ بڑا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں کے پاس وحی لاتے ہیں۔ ایسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی آتے تھے۔ اگر تم یہ سچ کہتی ہو تو محمدؐ عربی نبی ہیں۔ ان کی صفت میں نے اگلی کتابوں میں دیکھی ہے۔ وہ عرب سے نکلیں گے۔ بھلا کہو تو جبرائیل نے ان کو دعوت اسلام کیلئے فرمایا ہے یا نہیں۔ تب خدیجہؓ نے کہا کہ اس نے حضرتؐ کو اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ سکھلایا ہے ورقہ بن نوفل نے کہا کہ ان پر حکم دعوت اسلام کا اگر ہوتا تو میں سب سے اول اسلام میں داخل ہوتا۔ پس ورقہ بن نوفل رضؓ

نے حضرت سے کہا کہ تم مت ڈرو دل میں اندیشہ مت کرو۔ لیکن تمہاری قوم کے لوگ تب اس نعمت کا نہیں پہچانیں گے۔ اور تم کو ایذا پہنچائیں گے یہاں تک کہ تم کو اس شہر سے نکالیں گے خوب ہوتا کہ میں بھی اس وقت زندہ رہتا تو تمہاری مدد دل و جان سے کرا اور سعادت دارین حاصل کرتا۔ پس اس کے چند روز بعد ورقہ بن نوفل نے رحلت کی اور آں حضرت ؐ نے اُس کو خواب میں دیکھا۔ کہ وہ جامہ سفید پہنے ہوئے ہے۔ اور آنحضرت ؐ نے تعبیر اس خواب کی لوگوں سے بیان کی کہ یہ علامت بہشتی کی ہے اور بعد اس کے یہ سورہ نازل ہوئی کہ یَآ اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ **ترجمہ** یعنی اے لحاف اوڑھنے والے کھڑے ہوا کر نے مراسم نبوت کے۔ اور ڈرا خلقت کو عذاب الہی سے پس خواجہ عالم نے لحاف اپنے بدن سے اتار ڈالا اور اپنے بستر سے اُٹھے خدیجہ ؓ نے کہا اے حضرت کیوں آپ سوتے نہیں حضرت نے فرمایا اے خدیجۃ الکبرا ای سونا میرا اب نہیں ہوگا۔ کیونکہ جبرائیل دوسری دفعہ میرے پاس آئے اور وحی لائے اور مجھ کو کہا کہ خلق اللہ کو خدا کی طرف بلا تا کہ بت پرستی چھوڑیں اور خدا کی عبادت کریں اب میں کس کو کہوں۔ کون میرا کہا مانے گا۔ اور باور کرے گا تب خدیجۃ الکبرای نے کہا کہ پہلے مجھ کو ایمان کی راہ بتاؤ میں ایمان لاؤں۔ تب حضرت نے خدیجۃ الکبرای کو تلقین کیا وہ اول اسلام لائیں اور مسلمان ہوئیں اور اس وقت علی ؓ ابن ابی طالب کی عمر سات برس کی تھی تمام دن رسول خدا ؐ کے پاس رہتے تھے۔ جب دیکھا رسول خدا کو نماز پڑھتے کہنے لگے آپ سب یہ کیا کام کرتے ہیں کس کو پوجتے ہیں۔ تب پیغمبر خدا نے اور خدیجۃ الکبرای نے فرمایا خدائے عزوجل کو ہم پوجتے ہیں حضرت علی ؓ نے کہا کونسا خدا ہے تمہارا۔ حضرت نے فرمایا خدا میرا وہ کہ جس کے دست قدرت میں تمام زمین اور آسمان اور سارا جہان ہے اور اس نے مجھ کو جملہ خلائق پر پیغمبر کیا تا کہ لوگوں کو ایمان کی طرف بلاؤں اور ہدایت کروں تم بھی اس راہ پر آجاؤ باپ دادا کی رسم چھوڑو انہوں نے کہا میں بغیر اجازت اپنے باپ کے کوئی کام نہیں کروں گا میں اپنے باپ سے پوچھ لوں۔ تب حضرت نے ان کو کہا کہ خبردار یہ بات سوا چچا ابوطالب کے اور کوئی نہ سننے پاوے۔ تب حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ خدیجہ ؓ کے گھر سے نکل آئے اور اپنے دل میں سوچا کہ جس کو حق تعالی ایمان بخشے اور راہ نجات کی دیوے وہ کیوں راہ دین اسلام سے پھرے

اور اپنے باپ سے صلاح پوچھے۔ پس یہ سمجھ کر وہیں سے پھرے اور رسول خداؐ کے پاس آکے ایمان لائے اور نماز پڑھی پس خدیجہؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ دین اسلام سے مشرف ہوئے اور رسول خداؐ تمام رات آرام نہیں فرماتے کہ یہ راز کسی اور پر ظاہر نہ ہو۔ ایک دن خاطر مبارک میں یوں گذرا کہ ابوبکر مرد معتمد اور بزرگ اور عقلمند ہیں۔ اور مجھ سے دوستی رکھتے ہیں ان سے جا کے یہ راز کہوں اور صلاح کروں۔ دیکھوں وہ کیا بولتے ہیں۔ تب فجر کو اُن کے پاس جانے کا ارادہ کیا ابوبکر صدیق بھی مرضی الٰہی سے اسی شب کو اس میں متردد ہو رہے تھے کہ بت پرستی جو ہم اور ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں اس میں ہم کچھ فائدہ نہیں دیکھتے ہیں کیونکہ بتوں سے نہ کچھ خیر ہے نہ شر کا۔ اگر کوئی ہوتا اور ہدایت کی بنا تا تو اچھا ہوتا کہ میں اس آفت سے بچتا اور دل میں یوں گذرا کہ محمدؐ امین برادر زادہ ابوطالب مرد عاقل دانا ہیں ہماری ان سے دلی محبت ہے وہ تو بت پرستی نہیں کرتے ہیں صبح کو ان کے پاس جانا چاہیئے کہ ہم کو راہ نجات بتا دیویں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی عزم کیا۔ کہ ابوبکر صدیق کے پاس جاویں۔ اور اپنا راز بیان کریں اتفاقاً راہ میں دونوں حضرات کی یک بعد دیگر ملاقات ہوئی۔ اور خواجہ عالمؐ نے ابوبکر صدیق رضؓ سے فرمایا کہ میں آپ کے پاس آتا تھا کہ کچھ مشورہ آپ کے ساتھ کروں اور ابوبکر صدیق رضؓ نے بھی عرض کیا حضرت سے کہ میں بھی آپ ہی کے پاس آتا تھا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ راہ دین کی آپ سے دریافت کروں تب رسول خداؐ نے کیفیت نزول جبرائیل کی اور وحی لانا ان کا خدا کے پاس سے اور حقیقت خواب کی سب ابوبکر صدیقؓ سے بیان کی۔ تب ابوبکرؓ صدیق نے حضرت سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کیا ہے کہ آپ کو پیغمبر کر کے ہمارے بیچ میں بھیجا ہے۔ اے پیغمبر خدا مجھ کو بھی ایمان کی راہ بتایئے تب پیغمبر خداؐ نے ابوبکر صدیق رضؓ کو راہ بتائی اور وہ ایمان سے مشرف ہوئے وضو کیا اور نماز پڑھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ جس کو میں ایمان کی بات کہتا تھا وہ انکار کرتا تھا۔ الا ابوبکر صدیق رضؓ سے مروی ہے کہ پہلے سب عورتوں سے خدیجۃ الکبریٰ ایمان لائیں تھیں۔ اور لڑکوں سے پہلے حضرت علی ابن ابی طالب رضؓ ایمان لائے تھے۔ اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت بلال رضؓ حبشی

ایمان لائے تھے۔ اور آزاد کئے ہوئے غلاموں میں سے زید بن حارث ایمان لائے تھے۔ اور بہت بڑا مرتبہ عثمان غنیؓ اور حضرت طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور ابی عبیدۃ ابن الجراح اور عبداللہ بن مسعود اور سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایمان لائے تھے۔ ایسا کہ انتالیس آدمی ایمان لائے تھے۔ لیکن دین اپنا پوشیدہ رکھتے اور نماز مسجد میں پڑھتے تھے۔ اور ایک دن کوہ حرا میں حضرتؐ نے ابوطالب کو دعوت دی انہوں نے کہا۔ کہ میں اپنے باپ دادا کا دین نہ چھوڑوں گا۔ لیکن تم کو جو خدا نے فرمایا۔ اس میں قائم رہو۔ میں تمہارا پشت اور پناہ ہوں۔ کوئی تم کو ایذا نہ دے سکے گا۔ اور ابوجہل کو جب خبر اسلام کی پہنچی۔ وہ مردود کہنے لگا۔ کہ میں اگر جانتا کہ لوگ محمدؐ پر ایمان لاویں گے۔ تو میں اس کا سر پتھر سے کچلتا۔ اور اگر محمدؐ مسجد میں سوا ہبل کے اور کسی کو سجدہ کرے گا۔ تو سر اس کا پتھر سے میں ایسا کچلوں گا۔ کہ مغز اس کا نکل پڑے گا خبر میں آیا ہے کہ کعبے کے بیچ میں کافروں نے تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ سب سے بڑا بت ہبل تھا۔ اور لات و منات دوسری جگہ میں تھے۔ اور اہل مکہ نے جب اسلام کی بات سُنی تو بہت ظلم اور بے ادبی آں حضرتؐ سے کی۔ اور اصحابوں کو بہت ستایا۔ اور حضرت رسالت مآبؐ کو بہت ایذا دی۔ یہاں تک کہ اہل بیت کو معہ آں حضرتؐ کے درمیان شعب کے محاصرہ کیا اور وہاں تین برس رہے پھر محاصرہ سے باہر تشریف لائے۔ اور ایک دن آں حضرتؐ سجدے میں مشغول تھے۔ کہ عقبہ بن ابی معیط نے حضرتؐ کے گلے مبارک پر کپڑا باندھ دیا۔ اور کھینچنے لگا۔ حضرت ابوبکرؓ نے آکر چھوڑایا۔ اور ایک دن پیغمبر خداؐ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ابوجہل لعین نے آکر مٹی کی ٹوکری سر مبارک پر ڈال دی اور حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا۔ کہ میں نے ایک روز رسول خدا سے پوچھا یا رسول اللہؐ کوئی دن جنگ احد سے بھی تکلیف زیادہ ہوئی ہے۔ کہ آپ کے دشمنوں نے آپ کے دندان مبارک شہید کر دیئے گئے آں حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں ایک دن میں کافروں کو ہدایت کرتا تھا۔ انہوں نے میری تصدیق نہ کر کے مجھ کو کئی انواع کی ایذا دی۔ اور ظلم کیا۔ یہاں تک کہ پاؤں کے تلوے تک میرے خون سے تر ہو گئے۔ اس حالت میں میں نے درگاہ باری میں عرض کی

تو جناب باری سے ایک فرشتہ جو پہاڑوں پر موکل ہے اُس نے مجھ کو آکر سلام کیا کہ آپ کی آرزو کے موجب سب ملائکوں کو ملال ہے۔ آپ اگر مجھ کو حکم دیں۔ تو میں دونوں پہاڑوں کو جو گرد مکے کے ہیں آپس میں ملا دوں۔ اور تمام زمین مکے کی اٹھائے جاؤں کہ نام و نشان اُس کا نہ رہے سوا اس کے اور جو حکم ہو۔ بجا لاؤں۔ تب میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے واسطے رحمت بنا کر لوگوں کیلئے بھیجا ہے نہ واسطے ہلاک کرنے قوم کے چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ٥ نہیں بھیجا ہے ہم نے تم کو اے محمدؐ مگر واسطے رحمت بنا کر لوگوں کیلئے مروی ہے۔ کہ جب ترقی اسلام نے کی مکے کے کافروں نے دیکھی عتبہ بن ربیعہ کو رسول خدا کے پاس بھیجا عتبہ نے حضرت سے آکر عرض کی اے میرے بھتیجے محمدؐ تو حسب و نسب میں سب سے عالی درجہ رکھتا ہے باوجود اس کے تو نے ایسا کام اختیار کیا ہے کہ کہ اس سے اپنے ماں باپ کا کفر لازم آتا ہے اور آباؤ اجداد پر طعنہ ہوتا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ ایک کاہن عرب میں ظاہر ہوا ہے۔ اور ہم کو لوگ طعن دیتے ہیں اگر بہ سبب شہوت کے آپ یہ باتیں کرتے ہیں۔ تو جس عورت کی آپ کو قریش میں سے خواہش ہو تو اس کے ساتھ نکاح کر دوں۔ اور اگر آپ کو مال لینا غرض ہے۔ تو اتنا مال دوں آپ کو کہ آپ تونگر ہو جائیں۔ اور اگر آپ کو حاجت مال کی نہ ہو اور حاکمی چاہتے ہو۔ تو ملک دوں اور اگر خلل دماغ ہو تو طبیب حاذق مقرر کر دوں۔ تب آں حضرتؐ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ٥ **ترجمہ**۔ اتاری ہوئی ہے بخشنے والے مہربان کی طرف سے کتاب کہ جدا کی گئیں آیتیں اس کی قرآن مجید عربی ہے واسطے اس قوم کے کہ جانتے ہیں۔ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی **قولہ تعالیٰ** فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ٥ **ترجمہ**۔ پس اگر منہ پھیریں پس کہہ تو میں نے خبر سنا دی تم کو عذاب آسمان سے مانند عذاب عاد کے اور ثمود کے۔ تب عتبہ نے کہا کہ آپ کو سوا اس کے کچھ یاد نہیں آتا ہے ناچار ہو کر عتبہ نے اپنی قوم سے کہا کہ میں نے ایک ایسا بڑا کلام محمدؐ سے سنا کہ کبھی کسی سے نہیں سنا اب صلاح یہ ہے کہ تم ایذا دینے میں کوشش نہ کرو ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو اگر ان سے لڑنا چاہتے ہو

تو بے فائدہ ہے۔ کیونکہ اگر تم اُن پر غالب ہو گئے۔ تو کوئی چیز تمہارے ہاتھ نہ آوے گی اور وہ تم پر غالب ہوا تو جو ملک تمہارا ہے سو تمام اس کا ہو گا۔ پس عتبہ سے یہ سُن کے مشرکوں نے کہا شاید تجھ پر اس نے جادو کیا ہے تو اس کی طرف داری کرتا ہے۔ عتبہ نے کہا کہ جو میری عقل میں آیا سو میں نے تم کو سُنا دیا آگے تم مختار ہو۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ قریش کے حق میں کبھی رسول خدا نے بد دعا نہیں کی۔ مگر ایک دن قریب مکہ معظمہ کے آں حضرتؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل لعین نے نجاست کی ٹوکری عقبہ بن معیط کے ہاتھ سے رسول خداؐ کے مونڈھے مبارک پر حالت سجدہ میں ڈلوا دی بعد فراغت نماز کے آں حضرتؐ نے ملعونوں کے حق میں دعا بد فرمائی ابن مسعودؓ قسم کھا کے کہتے ہیں کہ میں نے اُن کفاروں کو دیکھا کہ بدر کی لڑائی میں بری حالت میں موئے لوگ اُن کو زمین سے کھینچ کر کنوئیں میں ڈالتے تھے۔ روایت میں آیا ہے۔ کہ جس وقت انیس صحابہ مشرف باسلام ہوئے تب ابوبکر صدیقؓ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التماس کیا کہ یا رسول اللہ کیوں ہم اسلام کو چھپائیں بہتر ہے کہ با اعلان عبادت کریں اور دعوت اسلام کی کریں۔ تب حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکرؓ کے کہنے سے مسجد الحرام میں جا بیٹھے اور ابوبکر صدیقؓ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ تب عتبہ وغیرہ مشرکوں نے حضرت ابوبکرؓ کے بازوئے مبارک پر سخت ضرب پہنچائی۔ کہ اس سے بے ہوش ہو گئے اور بنی تمیم آکر وہاں سے اٹھا کر گھر میں لائے اور ساری رات وہ بے قرار رہے۔ جب تھوڑا سا ہوش ہوا تب رسول خداؐ کے پاس تشریف لائے۔ تب رسول خداؐ نے پوچھا اے ابوبکرؓ تم نے بہت رنج و محنت اٹھائی انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ جو کچھ برضائے خدا و رسول مقبول مجھ پر گذرے میں اس سے ناراض نہیں ہوں بلکہ راضی و صابر ہوں اور راحت عقبیٰ جانتا ہوں مگر عتبہ سے مجھ کو درد و رنج بہت پہنچا تب تمام اعضا میں میرے درد آگیا سب دشمن دین کے ہنستے ہیں۔ تب آں حضرت نے دست مبارک اپنا ابوبکرؓ کے تمام اعضا پر پھیرا اسی وقت درد اور صدمے سے صحت پائی اور جناب رسالتمآب کی نبوت کی پانچویں برس عمر فاروقؓ بن خطاب ایمان لائے اور ان کے سبب اسلام میں تقویت اور عزت ہوئی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے

کہ حضرت عمرؓ قوت اور شجاعت میں اور جوانمردی اور حشمت میں سب عرب کے درمیان مشہور و معروف تھے۔ اور تمام عرب ان سے ڈرتے تھے جب حضرت امیر حمزہ ایمان لائے تب ابوجہل نے ولید بن مغیرہ اور ابوسفیان اور ابولہب اور حضرت عمرؓ کے باپ وغیرہ سرداران قریش کو بلا کے کہا کہ اے قریش کے سردارو امیر حمزہ محمدؐ پر ایمان لاکر کیا کیا باتیں مزخرفات کرتا ہے ایسی کبھی کسی نے نہ کہیں اور نہ کسی نے سنی۔ تب ابولہب نے کہا کہ اے ابوجہل میری بات سنو۔ اول محمدؐ کا سر کاٹ لو بعدہٗ ان کے یاروں کا تدارک ہوگا۔ ابوجہل نے یہ بات سن کے کہا کہ قسم ہے مجھ کو لات عزیٰ کی۔ کہ جو کوئی محمدؐ کا سر کاٹ لاوے گا۔ میں اس کو ایک شتر کا بوجھ سونا چاندی اور دس غلام اور لونڈی اس کو دوں گا۔ عمرؓ بن خطاب نے کہا کہ یہ میرا کام ہے ولید بن مغیرہ نے کہا کہ محمدؐ کی تائید میں سب بنی ہاشم ہیں۔ کیونکہ یہ کام ہوگا۔ تب عمر بن خطاب نے لات عزیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ اگر بنی ہاشم ان کی تائید میں آویں تو ان کو جیتا نہ چھوڑوں گا یہ کہہ کر تیغ حمائل کرکے چلے اتفاقاً اثنائے راہ میں ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا اے عمر کہاں جاتے ہو۔ کہا کہ محمدؐ کا سر کاٹ لانے کو جاتا ہوں اعرابی نے کہا اے عمرؓ حمزہ کے ہاتھ سے تو کیونکر خلاصی پاوے گا۔ وہ محمدؐ کے ساتھ ہے عمرؓ بولے اگر وہ محمدؐ کی تائید میں ہے تو اس کا بھی سر کاٹوں گا۔ پھر اعرابی بولا اے عمرؓ گھر کی خبر تو رکھتا ہے۔ بولا نہیں۔ کہا کہ تیری بہن فاطمہ اپنے خاوند زید کے ہمراہ محمدؐ پر ایمان لائی ہے۔ اور تیرا داماد سعید وہ بھی ایمان لایا ہے۔ حضرت عمر نے کہا اسلامیت ان کی کیونکر معلوم ہوگی۔ کہا کہ اگر کھانے کے وقت ساتھ بلاؤ گے تو نہ آئیں گے اس سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ ایمان لائے ہوئے ہیں۔ پس عمر یہ بات سن کے اپنی بہن کی طرف چلے راہ میں پھر ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی اس نے کہا اے عمرؓ تو کہاں جاتا ہے بولے محمدؐ کا سر لانے کو اعرابی بولا بھلا ایک بات کہ یہ جو تیرے سامنے بکری ہے۔ تو اس کو پکڑ تب تیری شجاعت معلوم ہوگی۔ پس حضرت عمرؓ بکری کے پیچھے اتنے دوڑے کہ تمام بدن میں پسینہ آگیا۔ عاجز ہو گئے۔ بکری نہ پکڑ سکے۔ بہت شرمندہ ہوئے۔ تب اعرابی نے کہا اے عمر بکری کو تو پکڑ نہ سکا اور محمدؐ شیر خدا ہے اس کو تو کیونکر پکڑے گا۔ پس عمرؓ وہاں سے خجالت پا کے غصہ ہو کر اپنی بہن کی طرف چلے۔ اور وہاں جاکر یہ کہا اے بہن مجھ کو بہت بھوک لگی ہے کچھ موجود ہے تو کھانے کو لاؤ۔

تب ان کی بہن نے جلدی سے کھانا تیار کر کے لادیا۔ اور عمرؓ کھانے کے وقت بہن کو دستر خوان پر بلایا۔ اُس نے ان کے ساتھ کھانے سے انکار کیا۔ تب عمرؓ نے جانا کہ یہ مسلمان ہوئی پس اس وقت بال اپنی بہن کے پکڑ کر چاہا کہ سر تن سے جدا کریں۔ تب زید نے جوان کا شوہر تھا فاطمہ کو عمرؓ کے ہاتھ سے چھڑایا اور کچھ حیلہ کر کے غصہ ان کا فرو کیا۔ اور کھانا کھلا دیا۔ یہاں تک کہ جب رات ہوئی حضرت عمرؓ سو گئے اور ان کی بہن سورہ طٰہٰ پڑھنے لگیں۔ جب اس آیت پر پہنچیں **قولہ تعالیٰ** لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى الخ ترجمہ اللہ کے واسطے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین میں ہے اور دونوں کے بیچ میں اور جو تحت الثریٰ میں ہے جب اس آیت کا مطلب عمرؓ کے کان میں پہنچا دل عمرؓ کا اسلام کی طرف مائل ہوا تب بچھونے سے اٹھ کے اپنی بہن فاطمہ کے پاس گئے اور کہا کہ کیا پڑھتی ہے بولی کلام اللہ جو محمدؐ پر نازل ہوا ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ عمرؓ کے ڈر کے مارے اس کاغذ کو جس پر کلام اللہ لکھا تھا تنور کے اندر ڈال دیا مگر خدا کے فضل سے نہ جلا عمرؓ نے کہا لاؤ اس کاغذ کو میں بھی دیکھوں اور پڑھوں تب فاطمہ نے کہا۔ **قولہ تعالیٰ** اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ ترجمہ جو کہ مشرک ہے۔ وہ نجس ہے۔ اور ناپاک اگر تو کلام اللہ پڑھنا چاہتا ہے تو پاک صاف ہو کے باطہارت پڑھ کیونکہ اس کو چھونا بغیر پاکی کے درست نہیں۔ تب عمرؓ اس وقت پاک صاف ہو کر باطہارت ہو کر ہاتھ میں اس سورت کو لے کر پڑھنے لگے اور اس کے معنے دریافت کرنے لگے اور رونے لگے اور اسلام کی طرف خواہش ہوئی پھر سو رہے فجر ہوئی تو ابوجہل وغیرہ مشرکوں کی بات یاد پڑی۔ تب حمائل کر کے بارادہ کار موعودہ کے روانہ ہوئے پھر اثنائے راہ میں ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی۔ اعرابی بولا اے عمرؓ کہاں جاتا ہے۔ تو لا محمدؐ کا سر لانے کو بولا محمدؐ کہاں ہے۔ تو جانتا ہے۔ وہ امیر حمزہ کے پاس ہے پھر وہاں سے امیر حمزہ کے گھر کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ کو رسولؐ خدا کے پاس بھیجا اور فرمایا اے جبرائیل رسول مقبول کو جا کہ کہو کہ عمرؓ تمہاری طرف آتا ہے تم اس سے مت ڈرو اس کو اسلام کی دعوت دو۔ جب وہ تمہارے پاس آوے نبوت کی قوت سے اس کا پنجہ سخت پکڑو جبتک کہ ایمان لاوے۔ اور رسولؐ خدا کے پاس اس وقت انتالیس آدمی تھے۔ عمرؓ امیر حمزہ کے دروازے پر آ گئے اور دستک دی اور رسول خداؐ نے پوچھا۔ تم کون ہو کہا میں عمرؓ بیٹا خطاب کا ہوں بجرد استماع

رسول خداؐ نے آ کے دروازہ کھول دیا جب عمرؓ نے اپنا سر دروازے کے اندر رکھا حسب تعلیم جبرائیل کے رسول خداؐ نے نبوت کی قوت سے اس وقت عمرؓ کا پنجہ پکڑ کے دبایا اور تکبیر پڑھ کے دعوت اسلام کی کی عمر رضی اللہ اسی وقت ایمان لائے اور کہا یا رسول اللہؐ لعنت خدا کی اس پر ہے جو در پے ایذا آپ کی رہے پس رسولؐ خدا نے کلمہ شہادت عمرؓ کو تلقین کیا عمرؓ دین اسلام سے مشرف ہوئے اس وقت رب جلیل کی جناب سے جبرائیل یہ آیت لائے **قولہ تعالیٰ یَاۤ اَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ ترجمہ** کہا حق تعالیٰ نے اے محمدؐ کفایت ہے تجھ کو اللہ اور جتنے تم پر ایمان لائے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب عمرؓ ایمان لائے اس وقت عالم سفلی سے عالم ملکوت تک خوشی حاصل ہوئی اور نبی کریم نے فرمایا اے عمرؓ تو جس جگہ کی خواہش کرے گا غالب ہوگا۔ عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ دعوت اسلام کی سب پر کیا چاہیئے اور اصحابوں کو فرمایئے کہ کوچہ بازار میں جا کر دعوت اسلام کی کریں۔ اگر اس میں کوئی بات ناشائستہ کہے اس کو پکڑ لاویں اور میں سب قریشیوں کو دعوت اسلام کی کرتا ہوں۔ یہ سب کو کہہ کر عمرؓ نے ابوجہل کو کہا اے قریش میں اسلام میں داخل ہوا۔ حلقہ محمدی میں پہنچا اب اگر کوئی ایذا دینے میں محمدؐ کے کھڑا ہوگا تو اس کو میں زندہ نہ چھوڑوں گا۔ اے ابوجہل دین محمدی حق ہے اور دین تم سب کا باطل اور بت پرستی جھوٹ ہے تب خطاب نے کہا اے بیٹا تو دیوانہ ہوا ہے کہ محمدؐ کے جادو نے تجھ پر اثر کیا ہے تو ہمارے معبودوں کی تکذیب کرتا ہے اب تجھ کو مار ڈالوں گا۔ عمرؓ نے کہا اے باپ کفر کا کلام چھوڑ دو۔ خدا اور رسولؐ پر ایمان لاؤ مسلمان ہو جاؤ۔ خطاب نے ان باتوں سے طیش میں آ کر کہا اے عمرؓ تو بیہودہ باتیں جو کرتا ہے آج تیری دیکھ شامت آئی ہے موت قریب ہے کہ ایسی ایسی باتیں کرتا ہے۔ تب عمرؓ نے شمشیر میان سے نکالی یہ دیکھ کر ابوجہل بھاگا۔ اور خطاب چاہتا تھا کہ بھاگے حضرت عمرؓ نے وہیں کام اس کا ایک وار میں تمام کر دیا۔ کہ اپنے باپ کا سر کاٹ لیا۔ یہ خبر لوگوں میں پہنچی۔ تب حضرت عمرؓ کے رعب سے مکے کے گرد و نواح میں اور ملک بہ ملک میں جا بجا کفاروں میں خوف طاری گیا اور مسلمان سب مانند بہشتیوں کے خوش حال رہے جس دن یہ واقعہ ہوا اس روز طائف اور مکے میں کوئی باقی نہ رہا کہ دعوت اسلام اس تک نہ پہنچی ہو نماز اور اذان جا بجا آشکارا ہوئی جماعت باوقت ہونے لگی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی دن ایمان لائے

روایت میں آیا ہے کہ بعد نبوت آں حضرتؐ نے دس برس دعوت اسلام کی اپنی قوم میں جب دیکھا کہ وہ اسلام قبول نہیں کرتے۔ تب حضرتؐ ناامید ہو کر واسطے ہدایت قوم غیر کے مشغول ہوئے۔ اور طائف کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر راہ خدا کی ہدایت کرنے لگے وہاں کے سردار تین آدمی تھے۔ کوئی ایمان نہ لائے اور حضرت رسالت پناہ کے ساتھ بدسلوکی کی اپنے شہر سے نکال دیا۔ پس آنحضرت بازار عکاظ میں تشریف لائے اور اثنائے راہ میں مقام نخلہ میں منزل کی جب رات ہوئی اپنے یاروں کو لے کر نماز میں مشغول ہوئے قرأت جہر سے پڑھنے لگے اس عرصہ میں نو شخص قوم جن نے شہر نصیبین سے کہ وہ فرقہ تھا شیطان سے کہ عمدہ ترین قبائل جنوں میں سے ہیں۔ رسول خدا کے پاس اس جگہ میں گذر کیا اور سیر کرنا ان جنوں کا اس واسطے تھا کہ جب رسالتمآبؐ دنیا میں آئے تب جنوں کا آسمان پر جانا موقوف ہوا جب اوپر جانے کا قصد کرتے شعلہ آتش ان پر گرنا شروع ہوتا اس واسطے جب جنوں نے اکٹھے ہو کر یہ صلاح کی کہ دیکھو تلاش کرو مشرق سے مغرب تک دنیا میں کون شخص پیدا ہوا ہے کہ اس کے سبب سے ہم سب کا آسمان پر جانا موقوف ہوا تا کہ اس کا تدارک ہم بخوبی کریں اس واسطے جنات سب تہامہ کی طرف چلے اثنے میں مقام نخلہ میں پہنچ کر قرآن شریف کا پڑھنا حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کے یقین ہوا کہ کلام الٰہی یہی ہے اور یہی سبب ہے ہم سب کے آسمان پر نہ جائے گا تا کہ کوئی اس کلام کو چرا نہ لے جاوے اور بے محل نہ پہنچا دے بعد اس کے قرأت تمام قرآن کی سن کے جنات حضرت قرآن مجید پر ایمان لائے تب حضرتؐ نے حکم کیا کہ تم سب اپنی قوم کو جا کر اس کی خبر کرو تب انہوں نے اپنی قوم کو جا کر اس کی خبر کی تب جنوں سے وہ جن کہ نام اس کا زوبعہ اور عمودہ جوان کے سردار تھے اور ان کے توے جنات شہر نصیبین اور شہر تلبوان سے گروہ گروہ روانہ ہوئے رسول خداؐ کے دیکھنے کو اور قرآن شریف سننے کو اس میں رسول خداؐ سے سابق جنوں نے آ کے عرض کی کہ جنات آپ کی زیارت کے لئے آئے ہوئے ہیں اور کلام الٰہی سننا چاہتے ہیں سب منتظر فرمان واجب الاذعان ہیں جس وقت اور جس مکان میں حکم ہو تو وہ سب حاضر خدمت ہوں تب جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ شہر کے باہر رات کے وقت شعب الحجون کی نواحی میں کہ متصل مکہ

معظمہ کے رہے جمع ہوں تاکہ اہل شہر کو ڈرائیں اور ہیبت نہ ہو۔ تب رسول خدا صلعم بعد نماز عشاء کے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ کو ہمراہ لیکر وہاں جاکر دیکھتے ہیں کہ جنات نے مارے شوق کے حضرت کے دیکھنے کو ہجوم کیا ہے۔ پس عبداللہ بن رضی کو باہر شعب الحجون کے کھڑے ہونے کو فرمایا اور ایک دائرہ چہار طرف عبداللہ بن مسعود کے کھینچ کر آں حضرت نے فرمایا۔ خبردار اس دائرے سے باہر مت جائیو۔ شاید جنات تم کو تکلیف دیویں۔ پس عبداللہ بن مسعود اس دائرے کے اندر رہے اور دیکھتے تھے۔ کہ تمام جنات کی شکل مثل وحوش کے مختلف ہے ان میں کسی کی شکل مثل گدھے کے اور کسی کی شکل مثل گروہ جٹ کے جو متصل بصرہ کے ہیں اور کسی کا سر اور پاؤں ننگا ست عورت ایک کپڑے سفید سے چھپا اور بدن کا رنگ سیاہ اور بعضے ان کے دوسری شکل پر ہیں وہ رسول خدا پر ہجوم لاکر صبح تک حاضر رہے اور نبی کریم صلعم تمام رات ان کو تعلیم و تلقین روزہ و نماز طہارت وغیرہ احکام میں مشغول رہے اور جنوں نے حضرت سے عرض کی کہ یا حضرت ہم سب کو بطور تبرک کچھ توشہ عنایت ہو۔ تب حضرت نے فرمایا کہ توشہ تم سبھوں کو ہم نے ایسا دیا کہ نسل کے ہمیشہ کام آوے گا۔ انہوں نے کہا یا حضرت وہ کیا چیز ہے فرمایا کہ جس جگہ ہڈی یا مینگنی اونٹ یا بکری کی یا گوبر گائے بھینس کا گرا ہوا پاؤ گے وہی تمہارا توشہ ہے اور اب جو چیز تم سب کھاتے ہو اس سے بہتر شیرینی اور لذت اس میں ملے گی اور لذت میری دعائے سے ہے۔ اور بعضی روایت میں کوئلہ بھی آیا ہے۔ پھر جنات نے عرض کی کہ رسول اللہ تمام آدمی ان چیزوں پر نجاست گراتے ہیں۔ اور ان کو خراب کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں لوگوں کو منع کروں گا۔ کہ ان چیزوں پر نجاست نہ ڈالیں اور خراب نہ کریں۔ اور بھی استنجا کرنا ہڈی اور سخت گوبر سے اور مینگنی سے اور کوئلے سے حضرت نے فرمایا ہے۔ اور اسی ایام میں جنوں نے ایک دوسرے کا خون کر ڈالا تھا آں حضرت نے مطابق حکم الٰہی کے انصاف کیا اور اس میں سب راضی ہو کر اپنے وطن کو چلے گئے۔ پھر اسی طرح دوسرے جنات کوہ حرا میں جمع ہوئے سب جزائر میں سے آئے تھے اور اس وقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تنہا تشریف فرما ہوئے اور تمام رات وہاں رہے صبح کے وقت صحابہ نے آگ کی نشانی اور دوسرے اسباب جو جن چھوڑ گئے تھے پائے اور یہ سب صحیح مسلم سے فقیر نے لکھا ہے

بیان معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا

روایت میں آیا ہے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر پچاس برس اور تین مہینے تک پہنچی تب آں حضرت ؐ کو معراج ہوئی اور شب معراج میں چوتھی مرتبہ آنحضرت کا سینہ مبارک چاک کیا گیا تاکہ دل مبارک میں قوت آجاوے واسطے سیر کرنے عالم ملکوت اور دیکھنے تجلیات الٰہی کے اور ستائیسویں تاریخ رجب میں درگاہ الٰہی سے جبرائیل ؑ کو حکم ہوا کہ رضوان کو کہو کہ بہشت کی آرائش کرے اور حوروں اور غلمانوں کو کہو کہ اپنے تئیں زیب اور زینت سے آراستہ کریں اور ملائکہ سے کہو جو کہ قبروں میں عذاب کرنے والے ہیں آج کی شب عذاب قبر سے ہاتھ اٹھا دیں اور مالک کو کہو کہ دوزخ کی آگ بجھا دے پس جبرائیل نے حکم پروردگار کا رضوان اور غلاموں کو حوروں کو اور ملائکہ عذاب کو اور مالک کو پہنچایا۔ اور رسول خدا ؐ نے فرمایا کہ میں درمیان حطیم کے سو رہا تھا۔ کہ جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام نے آکر مجھ کو اٹھایا اور سینے سے ناف تک چیر کر دل میرا نکالا اور ایک سونے کی طشت میں آب زمزم سے اس کو دھو کر ایمان اور حکمت سے بھر اپھر اس کو اسی مقام پر رکھ دیا اور روایت ہے کہ جبرائیل ؑ کو جناب باری سے حکم ہوا کہ اے جبرائیل ؑ مرغزار بہشت سے ایک براق اور ستر ہزار فرشتے ہمراہ لیکر مکے میں جاؤ۔ اور میرے حبیب قریشی کو میری درگاہ عالی میں پہنچاؤ۔ تب جبرائیل ؑ بموجب ارشاد باری کے براق اور ستر ہزار فرشتے ہمراہ لے کر حضرت امہانی کے گھر میں جو خواہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تھیں۔ پہنچے رسول خدا ؐ فرماتے ہیں کہ اس شب کو امہانی کے گھر میں بعد نماز عشا کے سو رہا تھا کہ جبرائیل نے آکے مجھ کو نیند سے اٹھایا میں نے دیکھا کہ جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام دونوں میرے سرہانے بیٹھے ہیں۔ اور مجھ کو کہا کہ اے حبیب مقبول اٹھو آج کی شب آپ کی معراج ہے تب میں اٹھا تو اب زمزم کے پاس لے جاکر مجھ کو آب زمزم سے وضو کروایا۔ اور دو رکعت نماز پڑھوا کر مسجد کے دروازے پر لائے۔ وہاں ایک براق کھڑا ہوا۔ میں نے دیکھا ایسا کہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا اور منہ اس کا مانند آدمی کے تھا اور پیچھا اس

کا مانند گھوڑے کے اور پاؤں اس کے مانند شتر کے اور سینہ اس کا مانند شیر کے۔ اور دونوں پر اس کی مانند پرندوں کے اور زین اور لگام اس کی یاقوت اور مروارید سے مرصع جڑاؤ تھے۔ پس سوار ہونے میں ہیں نے تامل کیا۔ اسی وقت حکم الٰہی پہنچا اے جبرائیل میرے حبیبؐ سے پوچھو۔ توقف کرنے کا سبب کیا ہے۔ تب رسول خدا نے فرمایا اے جبرائیلؑ آج مجھ کو حق تعالیٰ نے سرفراز کیا ہے اور میری سواری کو براق بھیجا ہے لیکن میں اس اندیشے میں ہوں۔ کہ قیامت کے دن میری امت کے لوگ بھوکے پیاسے گناہوں کے بوجھ گردن پر رکھے ہوئے قبروں سے اٹھے گی اور پچاس ہزار برس کی راہ قیامت کے رکھی ہے اور تیس ہزار برس کی راہ پلصراط کی دوزخ پر کھینچی ہے کیونکر طے کر کے منزل مقصود پہ پہنچیں گے جناب باری سے حکم ہوا اے حبیب میرے کچھ غم نہ کیجئے۔ جس طرح آج میں نے تمہارے لئے براق بھیجا ہے اسی طرح تمہاری امت کے واسطے قیامت کے دن ہر ایک قبر پر براق بھیجوں گا سب کو براق پر سوار کر کے پلصراط سے پار اتار دوں گا۔ اور تیس ہزار برس کی راہ ایک پل میں طے کروا کے پہنچاؤں گا۔ جب یہ حکم ہوا۔ تب رسول خداؐ براق پر سوار ہونے لگے اور براق کودنے پھاندنے لگا جبرائیلؑ نے براق کو کہا کہ اے براق تو نہیں جانتا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان یہ ہیں۔ براق نے کہا سچ ہے میں جانتا ہوں۔ لیکن میری ایک التماس ہے بشرطیکہ قبول ہو تب جبرائیلؑ نے کہا بیان کر۔ تب براق نے عرض کی کہ حق تعالیٰ نے بہت براق اور بھی میرے سوا پیدا کئے ہیں۔ اور وہ سب داغ محمدی رکھتے ہیں غرض میری امید ہے کہ قیامت کے دن آں حضرتؐ میری پشت پر سوار ہوویں تا کہ سب براقوں پر مجھ کو فخر ہووے۔ آں حضرتؐ نے وعدہ فرمایا۔ تب براق نے فخر سے اپنی پیٹھ رسولؐ خدا کے سامنے حاضر کی تب آنحضرتؐ براق پر سوار ہوئے اور دائیں بائیں جبرائیل و میکائیل علیہما السلام معہ ستر ہزار فرشتے کے رکاب میں حاضر تھے۔ مکہ معظمہ اور آب زمزم اور مقام ابراہیم کے پاس جا کے ایک لمحے میں بیت المقدس میں پہنچے۔ فرماتے ہیں کہ اثنائے راہ میں ایک آواز دائیں بائیں طرف سے سنی کہ اے محمدؐ کھڑے رہو تم سے میں کچھ سوال کروں گا میں نے اس آواز کا کچھ خیال نہ کیا۔ وہاں سے آگے بڑھا پھر دیکھا کہ ایک بڑھیا اپنے تئیں زیورات اور لباس سے آراستہ کر کے

خوب صورت بن کے میرے سامنے آکھڑی ہوئی۔ اور کہنے لگی اے محمدؐ میری طرف دیکھ سو
میں نے نہیں دیکھا۔ اور آگے بڑھا اور جبرائیلؑ سے میں نے پوچھا وہ آواز داہنی بائیں طرف سے
کیسی آئی تھی۔ اور بڑھیا سنگار کر کے کون کھڑی تھی۔ تب جبرائیل نے کہا کہ آواز داہنی طرف
یہودیوں کی تھی۔ اگر آپ جواب دیتے تو امت آپ کی یہودی ہو جاتی اور بائیں طرف کی
آواز نصرانیوں کی تھی۔ اگر آپ جواب دیتے تو سب امت آپ کی نصرانی ہو جاتی اور وہ بڑھیا
سنگار والی دنیا تھی۔ اگر آپ اس کی طرف دیکھتے تو سب امت آپ کی غلبۂ دنیا میں ہلاک ہو جاتی
بعد اس کے تین پیالے ایک شہد اور دوسرا شراب اور تیسرا دودھ سے بھرا ہوا تھا۔ میرے سامنے
لائے میں وہ دودھ سب پی گیا جبرائیلؑ نے کہا خوب کیا آپ نے جو دودھ پیا۔ کیوں کہ اس
دودھ سے مراد دین اسلام ہے اور وہاں سے جب دوسرے مقام میں آگئے تو جبرائیلؑ نے
کہا اس جگہ دو رکعت نماز پڑھیئے کیونکہ یہ جگہ طور سینا ہے۔ اس جگہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے
باتیں کی تھیں۔ تب میں نے اتر کے وہاں دوگانہ نماز پڑھ لی۔ پھر وہاں سے براق پر سوار
ہو کر آگے چلا تو ایک جگہ نظر آئی۔ پھر جبرائیل نے کہا کہ یہاں پھر دو رکعت نماز پڑھیئے کیوں کہ
حضرت عیسیٰؑ اس جگہ میں پیدا ہوئے ہیں پھر وہاں سے بیت المقدس میں گئے اور تمامی ملائکہ
نے آسمان سے اتر کر کہا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا نَبِیَّ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ اور وہ کما قولہ تعالیٰ سُبْحٰنَ
الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ ترجمہ
بہت پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو ایک رات مسجد الحرام سے طرف مسجد اقصیٰ کے
وہ جو برکت دی ہم نے گرد اس کے کو۔ اور بعد اس کے جب مسجد اقصیٰ کے اندر گئے تمام انبیا
وہاں آکر جمع ہوئے اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا نَبِیَّ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ پھر تمام نبیوں کے ساتھ سے
دو رکعت نماز پڑھی اور ان کی امامت کی اور سب انبیاء مقتدی ہوئے۔ کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ
سے بیت المقدس تک تین مہینے کی راہ ہے۔ رسول خدا دو قدم میں وہاں پہنچے اور جب آں
حضرت مسجد سے نکلے ایک پتھر سامنے بیت المقدس کے تھا۔ اس پر حضرت کا قدم مبارک
پڑا اس پتھر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اس جگہ ستر ہزار برس ہوئے ہیں کسی کا قدم مجھ پر
نہیں پڑا۔ لیکن اس وقت آپ کا قدم مبارک مجھ پر پڑا ہے میں چاہتا ہوں کہ بار دوم کسی کا

قدم مجھ پر نہ پڑے آپ دعا کیجئے کہ میں قیامت تک ہوا پر معلق رہوں۔ تب آں حضرتؐ نے جناب باری میں دعا کی وہ مستجاب ہوئی اب تک وہ پتھر ہوا پر معلق ہے اس جگہ پھر وہاں سے عجائب وغرایب دیکھتے ہوئے براق پر سوار ہو کر آسمان اول کے در پر جا پہنچے جبرائیلؑ نے دروازہ پر دستک دی۔ فرشتوں نے پوچھا تم کون ہو۔ بولے میں جبرائیل ہوں۔ اور میرے ہمراہ پیغمبر آخر الزماں ہیں۔ تب فرشتوں نے کہا مرحبا یا رسول اللہ اور دروازہ کھولا۔ اور درمیان آسمان کے داخل ہوئے اور اسمٰعیل وہاں کے فرشتوں کے سردار تھے۔ سب ملائکہ کو اپنے ساتھ لے کر ہم سے آ کے معانقہ کیا پھر وہاں سے آگے بڑھے تو حضرت آدمؑ باغ رضوان سے میرے استقبال کو آئے اور کہا کہ مرحبا یا نبی الصالح۔ پھر وہاں سے آگے بڑھے اور دیکھا کہ ایک مرغ سفید عظیم الشان ہے جسم اس کا سوا حق تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور ایک پاؤں اس کا عرش تک اور دوسرا پاؤں تحت الثریٰ تک ہے اور ایک بازو اس کا مشرق میں دوسرا مغرب میں اور اس کا سر یاقوت سے بنا ہوا تھا۔ اور پر اس کے نور سے اور غذا اس کی حمد وثنا ہے جبرائیل سے میں نے پوچھا یہ کون مرغ ہے۔ کہا یہ مرغ نہیں ایک فرشتہ بصورت مرغ کے ہے۔ جب رات ہوتی ہے۔ تب اس وقت یہ اپنے پروں کو جھاڑتا ہے۔ اور تسبیح اس کی سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْكَبِيْرِ الْمُتَعَالِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ ہے۔ اور اس کی تسبیح کی آواز سے تمام دنیا کے مرغ بیدار ہوتے ہیں اپنے اپنے پروں کو جھاڑتے ہیں۔ آواز دیتے ہیں۔ پھر وہاں سے آگے دیکھا تو ایک فرشتہ آدھا جسم اس کا آگ سے اور آدھا برف کا ہے نہ آگ برف کو جلاوے نہ برف آگ کو بجھاوے اور وہ تسبیح پڑھتا ہے اور دائیں بائیں اس کے بہت فرشتے کھڑے ہیں میں نے پوچھا جبرائیل سے یہ کون فرشتہ ہے۔ وہ بولا یہ مہتر رعد ہے۔ یہ دنیا میں پانی اور برف برساتا ہے یہی کام اس کا ہے پھر وہاں سے گذر کر لب دریا گیا۔ اور وہاں سے آگے بڑھ کر دیکھا کہ کچھ لوگ زراعت کرتے ہیں اسی وقت بوتے ہیں۔ اور اسی وقت زراعت تیار ہوتی ہے اور اسی وقت کاٹتے ہیں۔ اور ایک دانے کے بدلے سات سو دانے اٹھاتے ہیں پھر جبرائیل سے میں نے پوچھا کہا یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے کوشش اور محنت خدا کی راہ میں کی ہے اور لوگوں کی خدمت

محض خدا کے واسطے کرتے تھے حاجت محتاجوں کی بر لاتے تھے دل اور زبان سے ہاتھ اور مال سے اس واسطے خدا تعالیٰ نے ان کی روزی میں برکت دی ہے بعد اس کے چند فرشتے آدمیوں کا سر پتھر سے کوٹتے ہیں پھر وہ درست ہو جاتا ہے پھر کوٹتے ہیں وسیدم اسی طرح ہوتا ہے میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا کہ وہ یہ تارک جماعت اور پنجگانہ نماز ادا کرنے اور پڑھنے میں سستی کرتے تھے اور نماز وقت پر ادا نہیں کرتے تھے بعد اس کے ایک گروہ دیکھا کہ فرشتے سب مانند چارپایوں کے ان کو ہانکتے ہوئے دوزخ کے اندر لے جاتے ہیں نہایت تشنگی اور گرسنگی میں کانٹے ضریع کے اور سیخ کے ان کو کھلاتے ہیں میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبرائیلؑ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ ان شخصوں نے زکوٰۃ مال اور صدقہ فطر اور قربانی نہیں ادا کی تھی اور حقدار فقیر محتاجوں کو نہیں دیا تھا۔ اور ان پر رحم نہیں کیا پھر آگے بڑھ کر دیکھا کہ مرد اور عورتیں ہیں کہ ان کے آگے طرح طرح کی نعمتیں رکھی ہوئی ہیں۔ اور دوسری طرف گوشت مردار نجس ہے اور وہ نعمتیں سب چھوڑ کر گوشت مردار نجس کو کھاتے ہیں اور نعمت پاکیزہ کی طرف دیکھتے ہی نہیں میں انہیں دیکھ کر متحیر ہوا۔ جبرائیلؑ سے پوچھا کہا یہ سب جورو اور خصم ہیں۔ مرد اپنی جورو کو چھوڑ کر اور جورو اپنے شوہر کو چھوڑ کر حرام کاری اور بے حیائی کا کام کرتے تھے اور کسب حلال نہیں کھاتے تھے چوری دغابازی اور فریب سے کھاتے تھے اور ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کو آگ کی سولی پر چڑھایا جاتا ہے وہ سب چلا رہے ہیں۔ جبرائیلؑ سے میں نے پوچھا۔ بولے کہ یہ حال ان سبھوں کا ہے کہ بر سر بازار اور راہ میں بیٹھ کر لوگوں پر ہنستے تھے۔ اور لباس اور شکل پر طعن اور تشنیع کرتے تھے، اور لوگوں کے ہنسانے کے واسطے نام خراب کر کے پکارتے تھے۔ اور ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کی گردن پر اس قدر بوجھ رکھا ہے۔ کہ گردن پھر نہیں سکتی۔ اور اس پر بوجھ زیادہ کیا جاتا ہے جبرائیلؑ نے کہا ان لوگوں نے امانت میں خیانت کی تھی۔ اور حق لوگوں کا ان کی گردن پر ہے۔ اور ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کو انہی کی بدن کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھلاتے ہیں میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ مسلمان بھائی کی غیبت و شکوہ کرنے والوں کا حال ہے اور ایک گروہ کو دیکھا کہ آگ کی مقراض سے ہونٹ اور زبان ان کی کاٹتے ہیں۔ کہا جبرائیل نے کہ یہ سب بسبب طمع دنیا کے بادشاہوں امیروں اور دولتمندوں کی خوشامد

کے واسطے جھوٹی بات کیا کرتے تھے۔ اور یہ سب واعظ تھے دوسروں کو حق بات کی نصیحت کرتے تھے۔ خود بدعمل کرنے کے مرتکب ہوتے تھے۔ پھر چند آدمیوں کو دیکھا کہ منہ ان کے سیاہ تھے چشم اس کی نیلی نیچے کا ہونٹھ پاؤں پر اوپر کا ہونٹھ سر پر اور لہو پیپ اور نجاست ان کے منہ سے بہتی تھی اور گدھوں کی طرح چلاتے تھے۔ جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ حال نشے والوں کا ہے اور ایک گروہ کو دیکھا کہ زبان ان کی پیچھے کی طرف کھینچ کر نکالی ہے اور شکل ان کی مانند سور کے ہے اور آگ کے عذاب میں گرفتار ہیں۔ جبرائیلؑ نے کہا یہ حال جھوٹی گواہی دینے والوں کا ہے۔ اور ایک گروہ کو دیکھا کہ پیٹ ان کا پھولا ہوا مانند گنبد کے اور رنگ ان کا زرد اور ہاتھ پاؤں میں آتشی زنجیریں اور گردنوں میں طوق آتشی ہے اور سانپ بچھو پیٹ کے اندر سے نظر آتے ہیں جب اٹھنے کا ارادہ کرتے ہیں پیٹ کے بوجھ سے گر پڑتے ہیں اور آتش کے اندر جلتے ہیں۔ جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ حال سود اور رشوت خوروں کا ہے اور ایک گروہ عورتوں کا دیکھا ان کے رو سیاہ اور آنکھیں نیلی اور آتشی کپڑے پہنے ہوئی ہیں اور فرشتے ان کو آگ کی گرزوں سے مارتے ہیں اور وہ مانند کتیوں کے چلاتی ہیں۔ جبرائیلؑ نے کہا یہ عورتیں ہیں کہ اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی تھیں۔ اور اس کو ناخوش رکھتی تھیں اور بے حکم اپنے شوہر کے ادھر اُدھر پھرتی تھیں اور اللہ تعالیٰ اور رسول کے حکم کے مطابق کام نہیں کرتی تھیں اور ایک گروہ کو دیکھا کہ لٹے ہوا میں لٹکے ہوئے ہیں اور فرشتے بدشکل آگ کے گرزوں سے اُن کو مارتے ہیں جبرائیلؑ نے کہا یہ حال منافقوں کا ہے اور ایک فرقے کو دیکھا کہ آگ کے جنگل میں قید ہے اور ان کو سخت جلاتی ہے۔ تمام بدن میں ان کے زخم مانند جذام کے ہیں۔ جبرائیلؑ نے کہا ان سبھوں نے اپنے ماں باپ کی نافرمانی کی ہے اور کھانے پینے اور رہنے کے مکان کے واسطے ان کو تکلیف دی اور ماں باپ سے بے ادبی کرتے تھے ناشائستہ باتیں کرتے تھے اور پھر وہاں سے آگے بڑھ کے ایک میدان بہت بڑا دیکھا کہ اس سے مشک و عنبر کی خوشبو اور ساتھ اس کے ایک آواز آتی تھی اس مضمون کی یا الٰہی جو وعدہ تو نے مجھ سے کیا ہے وہ پورا کر۔ جبرائیلؑ سے میں نے پوچھا کہ یہ بوئے خوش اور آواز کہاں سے آتی ہے۔ تب جبرائیلؑ نے فرمایا کہ یہ خوشبو اور آواز بہشت کی آتی ہے

نعمتیں اور میوے رنگ برنگ اور مکان سونے چاندی اور یاقوت اور مروارید وغیرہ سے
اللہ تعالیٰ نے تیار کر کے رکھے ہیں اور اس کی آواز کے جواب میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو
شخص خدا اور رسول پر ایمان لاوے گا۔ اور قرآن اور حدیث کے موافق چلے گا شرک اور بدعت
سے دور رہے گا۔ اس شخص کو تجھ میں داخل کروں گا۔ اور بہشت کہتی ہے یا الٰہی میں راضی ہوں
بعد اس کے ایک میدان میں جا گھسے اس میں سے بدبو اور آواز گریہ کی آتی تھی میں نے جبرائیل
سے پوچھا انہوں نے کہا یہ بدبو دوزخ کی ہے۔ اور وہ زنجیر اور آواز طوق اور سانپ اور بچھو
وغیرہ کی ہے۔ دوزخ فریاد کرتی ہے۔ کہ یا الٰہی وعدہ میرا پورا کر۔ جناب باری سے حکم ہوتا
ہے کہ جو شخص شرک اور کفر اور بدعت کرے گا۔ اور میری پرستش نہ کرے گا۔ اور میرے
رسول کی تکذیب کرے گا۔ اس کو تیرے حوالے کروں گا۔ اور دوزخ کہتی ہے کہ یا الٰہی میں
راضی ہوں۔ پھر وہاں سے دوسرے آسمان کے دروازے پر گئے اور دروازے پر جا کر دستک
دی۔ ملائکہ نے پوچھا تم کون ہو۔ کہا کہ میں جبرائیل ہوں۔ اور یہ محمد حبیب اللہ ہیں اس وقت
فرشتوں نے دروازہ کھولا۔ اور تعظیم و تکریم سے مجھ کو لے گئے اور ان فرشتوں کا سردار مہتر
قائیل علیہما السلام ہے اس نے اسلام وعلیکم کہا اور مجھ سے آ کے معانقہ کیا اور سب فرشتوں
نے میرے ساتھ اسلام علیکم اور معانقہ کیا اور کہا مرحبا یا رسول اللہ آپ سے آسمان روشن ہوا
پھر وہاں سے آگے بڑھے تو یحییٰ پیغمبر اور عیسیٰ روح اللہ آ کر بہ تعظیم تمام کہنے لگے۔ مرحبا
یا اخی الصالح و نبی الصالح وہاں سے آگے بڑھے دیکھا تو ایک فرشتہ مہیب شکل ہے اور
اس کے ستر ہزار سر ہیں اور سر میں ستر ہزار منہ اور ہر منہ میں ستر ہزار زبان ہے یہ دیکھ کے میں
نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون ہے کہا کہ یہ مہتر قاسم ہے کہ اس کے ہاتھ میں تمام مخلوقات کی روزی
حق تعالیٰ نے سپرد کی ہے۔ ہر روز ہر وقت جس قدر اللہ تعالیٰ نے اندازہ کیا ہے۔ اسی قدر
پہنچاتا ہے۔ پھر وہاں سے تیسرے آسمان کے دروازہ پر جا پہنچے۔ وہاں مہتر مائیل جو سب
فرشتوں کے سردار ہیں۔ انہوں نے اسلام علیکم آ کر کہا اور مرحبا یا رسول اللہ کہہ کر میرے
ساتھ معانقہ کیا۔ پھر وہاں سے آگے بڑھے تو یوسفؑ نے آ کر مجھ سے ملاقات کی اور یہ کہا
مرحبا یا نبی الصالح پھر وہاں سے چوتھے آسمان پر گئے سردار فرشتوں کے اس دروازے میں مہتر

میکائیل ہیں انہوں نے آکے مجھ سے معانقہ کیا پھر وہاں سے آگے بڑھے ادریس علیہما السلام
سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا مرحبا یا نبی الصالح پھر جب وہاں سے آگے بڑھے دیکھا یہ کہ
ایک فرشتہ ہیبت ناک اور دو طرف ان کے فرشتے سب کھڑے ہیں اور چار منہ ان کے تھے
اور دایاں ہاتھ ان کا مغرب میں اور بایاں ہاتھ اس کا مشرق میں ہے اور آسمان اور زمین ان
کے دونوں پاؤں کے گھٹنے پر ہیں اور سامنے ان کے لئے ایک تخت عظیم ہے جبرائیل علیہ السلام
سے میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ مہتر عزرائیل ہیں۔ تب میں ان کے سامنے
گیا اور کہا اسلام علیکم یا ملک الموت جواب میرے سلام کا اس نے نہ دیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا حکم
ہوا اے عزرائیل جواب سلام کا میرے حبیب کو دے اور جو کچھ وہ تجھ سے پوچھے جواب اس کا
بخوبی دے۔ تب اس وقت عزرائیل نے سر اٹھا کے کہا وعلیکم السلام یا حبیب اللہ۔ اور معانقہ کیا
اور تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ جب سے مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے
تب سے بہت کام خلق اللہ کے مجھے سپرد کئے ہیں ایک لحظہ کی فرصت مجھ کو نہیں ملتی کہ کسی
سے بات کروں۔ آج مجھ پر حکم اللہ کا ہوا ہے اس واسطے بات کر رہا ہوں۔ تب میں نے
کہا اے عزرائیل روحوں کو کس طرح قبض کرتے ہو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم میرے سامنے یہ جو درخت ہے اس کے پتوں کے شمار کے موافق سب خلائق ہیں
اور ہر ایک خلق اللہ کا نام اس کے ہر ایک پتے پر لکھا ہوا ہے جب موت قریب ہوتی ہے
چالیس روز آگے رنگ اس پتے کا زرد ہو جاتا ہے اور موت کے روز وہ پتہ گرتا ہے اور اس پتے
پر نگاہ کرتا ہوں اگر وہ بندہ اہل رحمت میں سے ہے تو داہنی طرف کے ملائکہ رحمت کو
بھیجتا ہوں۔ اور اگر وہ بندہ لعنتی میں سے ہے تو بائیں طرف کے ملائکہ عذاب کو بھیجتا ہوں پھر
میں نے پوچھا اے عزرائیل حقیقت روح کی بیان کرو۔ وہ چیز کیا ہے۔ تب انہوں نے کہا
یا رسول اللہ میں نہیں جانتا کہ روح کیا چیز ہے۔ لیکن وقت قبض کے ایک بوجھ سا میری ہتھیلی
پر معلوم ہوتا ہے پھر میں نے پوچھا کہ تمہارے چار منہ ہونے کی کیا وجہ ہے۔ کہا یا رسول اللہ
سامنے منہ جو نور سے ہے اس سے مومنوں کی ارواح قبض کرتا ہوں اور داہنی طرف کا منہ جو غصہ
سے ہے اس سے جان گنہگاروں کی قبض کرتا ہوں۔ اور بائیں طرف کا منہ جو قہر سے ہے

اس سے منافقوں کی روح قبض کرتا ہوں۔ اور پیچھے کا منہ جو دوزخ کی آگ سے ہے اس سے
جان مشرکوں کی اور کافروں کی لیتا ہوں پھر کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو خوشخبری
دیتا ہوں کہ جس دن سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پیدا کیا ہے اس دن سے فرمان حق مجھ پر یوں
ہوا ہے کہ جان امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس آسانی سے نکالو جیسے لڑکا سوتا رہا دودھ
ماں کے پستان سے کھینچ کر پیتا ہے اور ماں کو کچھ ضرر نہیں پہنچتا ہے۔ یہ سن کر سجدہ شکر بجا
لائے۔ پھر پوچھا اے عزرائیل کبھی تم کو اس کرسی سے اٹھنے کی نوبت پہنچی ہے یا نہیں کہا
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین مرتبہ اٹھنے کی نوبت پہنچی ہے۔ پہلی مرتبہ حضرت آدم
کا جسم بنانے کے لئے مٹی لانے کو اور دوسری مرتبہ حضرت آدم کی روح قبض کرنے کو پھر تیسری
مرتبہ موسیٰ کی روح قبض کرنے کو پھر پوچھا میں نے عزرائیل سے کہ روح قبض کرتے
وقت تو نے کبھی کسی پر رحم کیا ہے یا نہیں۔ کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو شخص کے
واسطے میں نے بہت غم کھایا تھا۔ پہلے ایک عورت کے واسطے کہ وہ دریا پر کشتی پر بچہ جنی
تھی۔ بعد اس کے جان قبض کرنے کا حکم ہوا اور دوسری مرتبہ شداد ملعون کی جان قبض کرنے پر
کہ جب اس نے چار سو برس کی مدت میں باغ ارم بنایا اور اس کے دیکھنے کے واسطے
ایک پاؤں اس کا چوکھٹ کے اندر اور دوسرا پاؤں چوکھٹ کے باہر تھا اس وقت جان اس
شخص کی قبض ہوئی۔ بس وہ شداد بادشاہ بیس لاکھ فوج کے ساتھ وہیں ہلاک ہوا اور اپنی بنائی
ہوئی بہشت کو دیکھنے نہ پایا۔ پھر وہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچویں آسمان
کے دروازے پر گئے اس دروازے پر پہرا امائیل علیہ السلام سب ملائکہ کے سردار ہیں انہوں نے
آکر مرحبا کہہ کے مجھ سے معانقہ کیا پھر وہاں سے میں آگے بڑھا ہارون علیہ السلام سے ملاقات
ہوئی انہوں نے کہا کہ مرحبا یا اخی الصالح پھر وہاں سے چھٹے آسمان کے دروازے پر تشریف
لے گئے۔ وہاں پہرہ ہابیل جو سب فرشتوں کے سردار تھے انہوں نے بھی آ کے مرحبا
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا اور معانقہ کیا۔ پھر وہاں سے آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ
علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اور کہا مرحبا یا نبی الصالح پھر حضرت موسیٰ نے کہا یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حق تعالیٰ کی طرف سے آپ کی امت پر فرض کیا جاوے آپ مجھ کے

قبول کیجئے گا کس واسطے کہ آپ کے امتیوں کی عمر تھوڑی ہے اور بہت ضعیف اور ناتوان ہیں پھر آں حضرت وہاں سے آگے بڑھے۔ ایک فرشتہ ہیبت ناک دیکھا کہ جس کے مجرد دیکھنے کے عقل و ہوش گم ہو جاوے اور ایسا کہ اس کے دائیں کندھے سے بائیں کندھے تک برس دن کی راہ ہے اور بہت فرشتے بدصورت گرداگرد اس کے حاضر ہیں۔ آنحضرت نے پوچھا یا اخی جبرائیل یہ کون فرشتہ ہے کہا یا رسول اللہ اس کا نام مالک ہے یہ انیس فرشتوں کا سردار ہے۔ اور دوزخ کا داروغہ ہے جس طرح حکم الٰہی ہوتا ہے اسی طرح بجالاتا ہے تب آں حضرت اس کے پاس گئے اور السلام وعلیکم کہا جواب سلام کا اس نے نہ دیا تب اس فرشتہ کو حکم الٰہی ہوا اے مالک یہ محمد مصطفٰے خاتم الانبیاء میرے حبیب ہیں ان کو جواب سلام کا تم نے کیوں نہ دیا۔ اور تعظیم ان کی کیوں نہ کی تب مالک آں حضرت کا نام سن کر اٹھا اور تعظیم و تکریم سے آپ کو بٹھلایا۔ اور کہا مرحبا یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے تمام انبیاؤں پر آپ کو افضل کیا ہے اور تمام پیغمبروں کی امت کی پیروی کرے گی پھر آں حضرت نے پوچھا اے مالک ماہیت دوزخ کی بیان کر کہ خبردار ہوں کہا یا رسول اللہ آپ کو دوزخ کے دیکھنے اور سننے کی طاقت نہ ہوگی اتنے میں درگاہ الٰہی سے حکم آیا اے مالک جو کچھ میرا حبیب پوچھے اس کو تو اچھی طرح بیان کر تب مالک نے عرض کی یا رسول اللہ سات دوزخ اللہ تعالیٰ نے اپنے غضب سے پیدا کئے ہیں اور طول و عرض ہر ایک کا مانند زمین و آسمان کے ہے اور اس میں آتش گوناگون اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے اور درمیان دوزخ کے ستر ہزار میدان آگ کے ہیں اور ہر ایک میدان کے بیچ میں ستر ہزار پہاڑ آگ کے ہیں اور پہاڑ کے ستر ہزار دروازے ہیں اور دروازے میں ستر ہزار مکان آگ کے ہیں۔ اور ایک مکان میں ستر ہزار کوٹھڑیاں آگ کی ہیں۔ اور ایک کوٹھڑی میں ستر ہزار صندوق آگ کے ہیں۔ ہر ایک صندوق میں ستر ہزار سانپ اور بچھو آگ کے ہیں۔ اور وہ ایسی آگ ہے کہ اگر ایک ذرہ اس آگ کا دنیا کی زمین پر آگرے تو تمام آدمی اور پہاڑ اور درخت وغیرہ کو بھسم کر ڈالے نعوذ باللہ منہا پھر کہا یا رسول اللہ جیسے مکانات اور میدان اور پہاڑ وغیرہ میں نے ذکر کئے ویسے ہی ہر ایک دوزخ کے اندر ہیں اور ایک دوزخ برف سے پیدا کی گئی ہے یا رسول اللہ ہر سال دوزخ دو دم نمبر ا اپنی سانس چھوڑتی ہے اس واسطے چھ

مہینے سردی اور چھ مہینے گرمی دنیا میں ہوتی ہے اور اسی طرح گوناگون عذاب ذلت کا بیان کیا
پس رسول خداؐ یہ سن کے بہت غمگین ہو کر ساتویں آسمان کے دروازے پر گئے۔ دیکھا
کہ وہاں بہت فرشتے عبادت میں مشغول ہیں۔ یہ مشاہدہ کر کے بہت خوش ہوئے اور وہاں
سے آگے بڑھے تو حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات ہوئی انہوں نے مرحبا یا نبی الصالح کہا اور وہاں
سے آگے بڑھے دیکھا کہ ایک فرشتہ نیک صورت خوش خلق عظیم الشان کرسی پر بیٹھا ہے اور
ہر چہار طرف اس کے نور چمکتا ہے اور چپ و راست اس کے بہت فرشتے نیک صورت
جمع ہیں جبرائیلؑ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس فرشتے کا نام رضوان ہے۔ اور یہ
داروغہ بہشت کا ہے۔ تب حضرتؐ سامنے اس کے تشریف لے گئے اور کہا السلام علیکم
یا رضوان الجنۃ اس نے جلد جواب سلام کا دیا اور معانقہ کیا اور کہا مرحبا یا حبیب اللہ اتنے میں
امر الٰہی ہوا کہ اے رضوان میرے حبیب کو مالک نے دوزخ کی باتیں سنا کے غمگین کیا ہے
تو ان کو بہشت کی باتیں سنا کر خوش کر دے۔ تب رضوان نے کہا یا رسول اللہ صفت اور ثنا
آپ کی اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمائی ہے اور امت آپ کی اور پیغمبروں کی امتوں کے
پہلے بہشت میں داخل ہوگی یہ کہہ کر حضرتؐ کا دست مبارک پکڑ کر جنت الفردوس میں واسطے
سیر کرانے باغوں کے لے گئے۔ حضرت اقسام اقسام اور طرح طرح کی نعمتوں سے آگاہ ہوئے
تب ایک آواز غیب سے آئی اے حبیب میرے تیری امت کے واسطے یہی سب نعمتیں
بہشت کی ہم نے تیار رکھی ہیں ابدالآباد بہشت میں خوش و محفوظ و معزز و مکرم و خرم رہے
گی۔ تب آں سرور کائنات قاضی الحاجات کا شکر بجا لا کر آگے بڑھے اور بیت المعمور میں
پہنچے اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کو یاقوت اور موتی اور سبز زمرد سے بنایا ہے۔ اس میں
تیرہ ستون یاقوت سرخ کے ہیں اور صحن اس کا موتی کا ہے۔ اور اس جگہ دو رکعت نماز حضرتؐ
کے ساتھ فرشتوں نے پڑھی اتنے میں تین پیالے بھرے ہوئے شراب اور شیر اور شہد سے
حق تعالیٰ کے حضور سے پہنچے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ چوتھا پیالہ پانی کا بھی تھا تب
جبرائیلؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس میں سے جو آپ کی خواہش ہو قبول
کیجئے۔ تب آں حضرتؐ نے پیالہ دودھ کا پیا۔ تب سب فرشتوں نے آفرین کی اور کہنے لگے

یا حبیب اللہؐ اگر آپ پیالہ پانی کا اختیار کرتے تو سب اُمت آپ کی پانی میں غرق ہو جاتی اور اگر آپ شراب کا پیالہ اختیار فرماتے تو سب امت آپ کی نشے میں مشغول ہوتی اور اگر آپ شہد کا پیالہ اختیار فرماتے تو سب اُمت آپ کی دنیا کی لذت میں مستغرق ہوتی۔ لیکن آپ نے پیالہ دودھ کا اختیار فرمایا آپ کی امت آفت و بلا سے دنیا کی نجات پاوے گی۔ لیکن تھوڑا سا دودھ جو آپ نے پیالہ میں چھوڑا ہے۔ اس سبب سے تھوڑا سا گناہ آپ کی امت میں باقی رہا۔ تب آں حضرتؐ نے چاہا کہ دودھ جو باقی رہا اس کو بھی پی جاؤں۔ جبرائیلؑ نے عرض کیا کہ اگر آپ اس وقت پئیں گے تو کچھ مفید نہ ہوگا۔ اب جو کچھ ہونا تھا سو ہو گیا۔ حکم الٰہی رد نہیں ہو سکتا ہے۔ پس آں حضرت غمگین ہو کر سدرۃ المنتہیٰ کو پہنچے۔ جو جبرائیلؑ کے رہنے کی جگہ ہے پس پیغمبر خدا براق سے اترے۔ اور جبرائیلؑ وہاں سے رخصت ہوئے اور کہا کہ میرا مقام یہاں تک تھا۔ آپ آگے تشریف لے جایئے اور مجھ کو ایک سر مو آگے جانے کا حکم نہیں۔ بیت

اگر یک سر موئے برتر پرم ؛ فروغ تجلے بسوزد پرم ؛ حضرت نے فرمایا اے اخی جبرائیلؑ مجھ کو یہاں تنہا چھوڑ کر جاؤ گے۔ کہا یا حبیب اللہ اور دوسرے فرشتے آگے آپ کو یہاں سے لے جائیں گے آپ رنجیدہ خاطر نہ ہوجئے اور میری ایک التماس ہے کہ آپ جناب باری میں عرض کیجئے اور میرے حسب خواہش جواب لیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہو کیا ہے۔ کہا یا رسول اللہ مجھ کو آرزو ہے کہ قیامت کے دن اپنے پروں کو پلصراط پہ بچھاؤں اور آپ کی امت کو سلامت پار اتاروں۔ اتنے میں اسرافیل تخت نورانی لے کر حکم الٰہی سے آگے جس کو رفرف کہتے ہیں۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا کیا ہے اور ستر ہزار پردے جواہرات کے تھے مسافت ایک پردہ کی پانسو برس کی راہ تھی آخر وہ راہ طے کر کے مقام رفرف میں جو اسرافیل کی جگہ ہے وہاں پہنچے اور عرش نے وہاں سے آں حضرتؐ کو جلدی اٹھالیا۔ بیت

چو رفرف شد مشرف از وجودش گرفت از دست رفرف عرش جودش

جناب باری سے خطاب آیا کہ حبیبؐ آگے آؤ۔ حضرت نے چاہا کہ نعلین پاؤں سے اتاریں۔ تب عرش مجید جنبش میں آیا حکم ہوا اے حبیب نعلین مت اتارو مع نعلین کے عرش پر آؤ۔ تو عرش قرار پکڑے گا۔ آں حضرتؐ نے عرض کی یا الٰہی موسیٰ کو حکم ہوا تھا کہ چالیس روز

رکھو اور نعلین پاؤں سے اتارو۔ تب طور سینا پہ آؤ۔ اور یہ مقام طور سینا سے ہزار درجہ بہتر ہے
اس میں کیونکہ نعلین سمیت میں آؤں۔ حکم ہوا اے حبیبؐ موسیٰؑ کو اس واسطے نعلین اتارنے کا
حکم دیا تھا۔ خاک طور سینین کی ان کے پاؤں میں لگے۔ جس سے ان کو بزرگی حاصل ہو۔ اور
تیری نعلین کی خاک سے عرش کو بزرگی دوں گا۔ تب آں حضرتؐ نعلین سمیت عرش مجید پر
تشریف لے گئے دیکھا کہ داہنی طرف کے تین سو بارہ ممبر ہیں اور بائیں طرف ایک ممبر عظیم
الشان جڑاؤ قسم بقسم جواہروں سے نظر آیا۔ آں حضرتؐ نے احوال ممبروں کا پوچھا خطاب آیا
کہ داہنی طرف کے سب ممبر اور پیغمبروں کے لئے بنائے ہیں اور بائیں طرف کا ممبر تمہارے
واسطے ہے کیونکہ عرش کے دائیں طرف بہشت اور بائیں طرف دوزخ ہے جس وقت کہ تو بائیں
ممبر پہ بیٹھے گا۔ تو ضرور ہے کہ دوزخیوں کا گذر اسی طرف سے ہوگا۔ اس وقت اگر کوئی تیری
امت میں سے دوزخیوں میں شامل ہوگا۔ تو اس کی شفاعت کرے گا۔ تو میں اس کو بخش
دوں گا۔ غرض کوئی گنہگار تیری امت میں سے ہمیشہ دوزخ میں گرفتار نہ رہے گا۔ پھر
رفرف نے آکر مجھ کو اٹھا لیا اور حجاب کبریائی تک مجھ کو پہنچا کے غائب ہو گیا اور میں اس جگہ
تنہا رہا۔ جب مجھ کو خوف کبریائی ہوا تب ناگاہ مانند آواز ابوبکرؓ کے یہ آواز میں نے سنی اے
محمدؐ توقف کر کہ بے شک پروردگار تیرا صلواۃ میں مشغول ہے اس دم میں اس آواز سے
متعجب ہو کر کہا یا الٰہی اس جگہ آواز ابوبکرؓ کی کہاں سے آئی ہے۔ لیکن اس آواز سے وحشت
میری جاتی رہی اور میں نے جناب باری میں عرض کی یا الٰہی تو نماز پڑھنے سے پاک ہے اور
آواز ابوبکرؓ کی کہاں سے آئی ہے حکم ہوا اے میرے حبیب صلواۃ میری رحمت ہے تجھ پر اور تیری
امت پر اور آواز ابوبکرؓ کی سی اس واسطے تھی کہ وہ تیرا یار غار اور انیس وفادار ہے۔ پس ایسے
مونس کی آواز سننے سے وحشت تیری اس مقام میں رفع ہوگئی ہے اس واسطے میں نے
ایک فرشتہ بصورت ابوبکرؓ کے پیدا کیا۔ اور آواز اس کی مثل آواز ابوبکرؓ کے ہے اس نے
آواز دی پس تیری وحشت جاتی رہی۔ اور بعضوں نے یوں روایت کی ہے کہ جب حضرتؐ کو
خوف ہوا۔ اس وقت ایک قطرہ پانی کا شیریں زیادہ شہد سے اور ٹھنڈا زیادہ برف سے تھا
آں حضرتؐ کو نظر آیا اور اس سے علم اول و آخر کا معلوم ہوا۔ تب وحشت دل سے جاتی رہی

پھر ستر ہزار پردہ نور سے گذر کر قاب قوسین میں پہنچے وہاں نور احدیت کا ظہور ہوا جب آنحضرت صلعم نے نور احدیت کا دیکھا تب سر مبارک سجدے میں رکھا پھر ایک آواز آئی کہ اے میرے دوست میرے لئے کیا تحفہ لایا ہے۔ تب آں حضرت نے فرمایا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبٰتُ یعنی بندگی جو منہ سے کی گئی ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے اور بندگی بدن کی اور بندگی مال کی بھی اسی کے لئے ہے حق تعالیٰ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ یعنی سلام ہے تجھ پر اے نبی اور رحمت اللہ تعالیٰ کی اور برکتیں اس کی پھر آنحضرت نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ یعنی سلام ہو ہم پر اور سارے نیک بندوں پر پھر اس مقام میں فرشتوں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق سوائے اللہ تعالیٰ کے اور میں گواہی دیتا ہوں یہ کہ محمد بندے اس کے ہیں اور رسول اس کے ہیں وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ اس مقام میں اس واسطے نہ کہا کہ وہاں کوئی منکر نہ تھا اور حق تعالیٰ نے فرمایا اے میرے حبیب جو کچھ میں نے اور تو نے فرشتوں نے اس وقت کہا اس کو ہر نماز کے قعدے میں پڑھیو پھر فرمایا اے حبیب میرے عرش و کرسی لوح و قلم زمین و آسمان نباتات و جمادات بلکہ جز و کل مخلوقات چھ ہزار عالم خشکی کے اور بارہ ہزار عالم تری کے اور آفتاب اور مہتاب اور ستارے اور بروج اور بہشت اور دوزخ تیری محبت کے سبب سے میں نے بنائے ہیں اور اس وقت تیرے واسطے اجازت ہے جو چاہے سو مانگ میں دوں گا۔ تب آنحضرت نے سر مبارک سجدے میں رکھ کے فرمایا خداوندا امت گنہگار میں رکھتا ہوں اور تیرے عذاب سے ڈرتا ہوں تو میری امت کے گناہ بخش اور دوزخ کی آگ سے پناہ دے تب حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تہائی گناہ تیری امت کے بخشے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کر کے عرض کی یا الٰہی تمام گناہ میری امت کے اپنے فضل و کرم سے بخش دے۔ حکم ہوا آدھے بخشے۔ پھر یہی عرض کی حکم ہوا کہ جو صدق دل سے کلمہ طیب ایک بار پڑھے گا۔ اور اس کے مضمون پر اعتقاد کامل کرے گا۔ اس کو میں بخشوں گا اگرچہ گنہگار ہوگا۔ اور اگر شرک اور کفر تک پہنچا ہوگا۔ تو اس کو میں ہرگز نہ بخشوں گا۔ اور جہنم کے عذاب سے نجات نہ دوں گا۔ پھر حکم باری ہوا۔ کہ اے دوست تو نے دنیا کے درمیان فقیری اور غریبی اختیار کی اگرچہ دنیا فانی ہے مگر تم کو دنیا چاہیئے تو تمام جمادات اور نباتات

وغیرہ کو سونا چاندی بنا دوں اور دُنیا کو دار القرار کر دوں اور یاقوت اور زمرد اور لؤلؤ اور مرجان جا بجا
پیدا کر دوں تا کہ تو اپنی اُمتوں کو اپنے ساتھ لے کر ابد الآباد بے موت کے گزران کرو اور سب
نعمتیں بہشت کی وہاں موجود کر دوں ۔ تب آں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
سر مبارک سجدے میں رکھ کر مناجات کی خداوندا دنیا مردار نجس ہے ۔ اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ
وَّطَالِبُہَا کِلَابٌ یعنی دنیا مردار ہے اور طالب اس کے کتے ہیں اور مجھ کو دنیا سے آخرت بہتر
ہے ۔ اور حق تعالےٰ نے یاد دلایا اے حبیبؐ جو سوال جبرائیلؑ کا تو بھول گیا ہے ۔ تب رسالت مآبؐ
نے عرض کی یا الٰہی تو دانا بینا ہے اور سوال اس کا تو خوب جانتا ہے حکم ہوا اے میرے دوست
سوال جبرائیلؑ کا تیرے دوستوں اور اصحابوں کے واسطے میں نے منظور کیا ۔ وہ سوال یہ ہے کہ
جبرائیل نے کہا تھا کہ یا رسول اللہؐ مجھے تمنا ہے کہ قیامت کے دن اپنے بازوئں کو پلصراط
پر بچھاؤں اور آپ کی اُمت کو سلامت پار اُتاروں بعد اس کے آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اپنی امت کی مغفرت کے واسطے درگاہ غفور الرحیم میں دعا کی اور جناب کبریا نے اسے
قبول فرمایا اور بہشت کی سیر کے واسطے حکم کیا ۔ تب آں حضرتؐ نے تمام نعمتیں بہشت کی
دیکھیں اور جو جو مکان اہل بیت اور اصحاب کبار کے واسطے تیار ہوئے ہیں جدا جدا دیکھ کر حمد وثنا
خالق کون و مکاں کی بجا لائے ۔ اور جناب باری سے حکم آیا اے دوست تو مکان اپنی امت کا
دیکھ کر خوش اور راضی ہو ۔ تب حضرتؐ نے عرض کی خداوندا بندے کو کیا طاقت ہے کہ اپنے
خدا تعالیٰ کی نعمت سے ناراض ہو ۔ تب حکم ہوا کہ اے حبیبؐ یہ سب نعمتیں بہشت کی میں نے
تیرے دشمن کے واسطے حرام کی ہیں ۔ بعد اس کے آں حضرتؐ طبقات دوزخ کے دیکھنے کیلئے
متوجہ ہوئے اور طبقات دوزخ ملاحظہ کرتے رہے ۔ پہلے طبقات دوزخ میں کہ نسبت طبقات
دوسرے کے رنج و عذاب کم تھا کہ اس کے اندر ستر ہزار دریائے آتشی ناپید اکنار ایسے
جوش و خروش سے بہتے تھے کہ اگر تھوڑا سا بھی سوز اس کا دنیا میں پہنچے تو کوئی خلقت زمین
کی زندہ نہ رہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالک سے جو دوزخ کا داروغہ
ہے ۔ پوچھا کہ یہ طبقہ کس خلقت کے واسطے اللہ تعالےٰ نے بنایا ہے اس نے یہ
سُن کر سر جھکایا اور کچھ جواب نہ دیا ۔ تب جبرائیلؑ نے فرمایا کہ یہ شرم سے عرض نہیں کر سکتا

آں حضرتؐ نے فرمایا بیان کر شاید آج کچھ اس کا تدارک ہو سکے۔ تب مالک نے رو کے کہا کہ یہ طبقہ آپ کی امت کے گنہگاروں کے واسطے تیار ہوا ہے۔ آپ اپنی امت کو نصیحت فرمائیے اور سمجھایئے کہ گناہ سے باز رہیں قیامت کے دن مجھے مجال تخفیف عذاب و رنج کی مطلق نہ ہوگی۔ تب آں حضرتؐ یہ سُن کر عمامہ سر مبارک سے اتار کر باآب دیدہ مناجات کرنے لگے کہ خداوندا مجھ کو اس کے دیکھنے سے ایسا خوف آیا ہے کہ تاب و طاقت دیکھنے کی نہ رہی اور امت میری بہت ضعیف اور ناتواں ہے کیوں کر اس عذاب کو برداشت کر سکے گی۔ خداوندا تو غفور الرحیم ہے اور مجھ کو تو نے اُمت کا پیشوا کیا ہے۔ اور عزت اور آبرو میری تیری قدرت کے قبضے میں ہے۔ پس حکم حق تعالےٰ کا ہوا۔ کہ اے میرے حبیبؐ آپ غم نہ کرو قیامت کے دن میں تمہاری شفاعت سے اتنے لوگ بخشوں گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ تب آں حضرتؐ نے قسم کھا کر فرمایا۔ کہ قسم ہے تیری ذات پاک کی کہ میں ہرگز راضی نہ ہوں گا۔ جب تک کہ ایک ایک شخص کو میری امت میں سے بہشت میں نہ لے جائے گا۔ اسی طرح آں حضرتؐ کے ساتھ خدا تعالےٰ نے نوّے ہزار کلمات راز و نیاز اور امر و نہی کے ارشاد کئے پھر جناب باری سے حکم آیا کہ ہر روز پچاس وقت کی نماز اور چھ مہینے کے روزے ہر برس میں تم پر اور تمہاری امت پر میں نے فرض کئے ہیں پھر آں حضرتؐ نے سر مبارک سجدے میں رکھ کر الحاح و زاری کی اور کہا یا الٰہی امت میری ضعیف اور ناتوان ہے اور عمر تھوڑی رکھتی ہے اس قدر بارگراں نہ اٹھا سکے گی۔ حکم ہوا کہ روز پچیس وقت نماز اور تین مہینے روزے فرض کئے ہیں۔ تب آں حضرتؐ نے سر مبارک سجدے میں رکھا اور دل میں ارادہ کیا کہ اگر رات دن میں پانچ وقت کی نماز اور برس میں ایک مہینے کے روزے فرض ہوویں تو بخوبی ادا ہو سکیں گے۔ تب حکم ارحم الراحمین کا ہوا کہ اے میرے حبیب جو دل میں تو نے ارادہ کیا ہے سو میں نے قبول کیا ہے اور پچاس وقت کی نماز اور چھ مہینے کے روزے کا ثواب تجھ کو ملے گا۔ میں نے تجھ کو یہ بخشا۔ پھر آں حضرتؐ نے درگاہ باری میں عرض کی کہ یا الٰہی اُمت میری مجھ سے پوچھے گی کہ حق تعالےٰ کے حضور سے آپ ہمارے واسطے کیا ہدیہ اور تحفہ لائے ہیں تو میں اُن کو کیا خوشخبری دُوں گا۔ تب جناب باری سے حکم ہوا کہ اول نماز پنج وقت کی اور

روزے ایک مہینے رمضان کے اور تیس ہزار کلمات دینی اور دنیاوی ان کو دیجیو اور تیس ہزار کلمات جو بھید کے ہیں یہ کسی سے نہ کہنا۔ اور باقی تیس ہزار کلمات جو ہیں ان کو چاہو کہو اور چاہو نہ کہو، تب آں حضرتؐ نے قبول کیا اور سجدے میں سر رکھ کے عرض کی کہ یا الٰہی جو کچھ میں نے دیکھا اور سنا ہے یہ میں کس کو کہوں کون میری اس بات کا اعتبار کرے گا، حکم ہوا کہ پہلے ابوبکرؓ تمہاری بات کو سچ جانے گا، پیچھے اس کے ہر ایک مانے گا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ شکر کا بجا لا کر بارگاہ الٰہی سے رخصت ہوتے اور رفرف پر سوار ہو کر سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور وہاں جبرائیلؑ منتظر تھے۔ براق کے آگے آئے۔ پھر آں حضرتؐ سوار ہو کر مسجد اقصےٰ میں پہنچے اور نبی و مرسل وہاں انتظار کر رہے تھے، ان سبھوں نے دیکھ کر آنحضرت کو مبارکبادی دی اور معانقہ اور مصافحہ کیا پھر جبرائیلؑ نے اذان دی۔ اور آں حضرتؐ نے امامت کی اور جملہ انبیاؤں اور ارواحوں نے مقتدی ہو کر نماز پڑھی بعد اس کے وہاں سے رخصت ہوئے اور آسمانوں پر سے پار ہو کر بی بی امہانی کے گھر میں تشریف لائے اور جبرائیلؑ آں حضرتؐ کو مکان پر پہنچا کے براق لے کر اپنی جگہ پر گئے۔ آں حضرتؐ جب اپنے بسترے پر تشریف لائے تو بستر گرم پایا، اور جس جگہ پر وضو کیا تھا، وہاں سے پانی کو بہتے اور حجرے کی زنجیر کو ہلتے دیکھا:۔

بیان کرنا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا حقیقت معراج کی اور مسلمان ہونا یہودی وغیرہ کا

مروی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نماز فجر کے حکایات معراج شریف کی ابوبکر صدیق اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیان فرماتے تھے ابوبکر صدیقؓ نے یہ بات صداقت آیات سنتے ہی کہا صدقت یارسول اللہ اسی سبب سے ان کا لقب صدیق ہوا اور ابوجہل وغیرہ یہ سن کر کہا کذبت اس واسطے خطاب اُن کافروں کو کتاب اور زندیق وملعون کا دیا گیا۔ اور جو کوئی حضرت ابوبکرؓ کے موافق رسول خدا کی معراج پر تصدیق کرے گا وہ بے شک مثل ابوبکر صدیق کے صدیقوں کے مرتبے میں ہے اور جو منکر معراج کا ہوگا، یقیناً مطابق ابوجہل کے لعین ہے اور اس محفل میں ایک

یہودی گنوار نے معراج کا حال سُن کر آں حضرتؐ کو جھوٹا کہا اور حضرتؐ کے پاس سے اُٹھ کر بازار میں آ کے بڑی مچھلی مول لے کر اپنی بی بی کو دی اور کہا کہ جلدی اس مچھلی کے کباب بنا میں بھوک سے بیتاب و بے قرار ہوں، اتنا دن آیا اب تک میں نہار منہ رہا۔ جب میں دریا سے نہا کے آؤں گا تو کھانا کھاؤں گا۔ وہ یہودی یہ کہہ کر لب دریا گیا اور کپڑے کنارے پر رکھ کر پانی میں غسل کرنے کو اُترا اور غوطہ لگایا جب سر اٹھایا اپنے تئیں ایک عورت جوان کی صورت پایا، اور جو کپڑے کنارے پر رکھے تھے وہ بھی نہ ملے۔ یہ ماجرا عجیب و غریب دیکھ کر بہت گھبرایا اور گرداب بحر میں غوطہ کھایا کنارے کے پاس آ کے آبرو کے سبب آنکھوں سے اپنی ابرو پر رو رو کے آنسو بہایا بار بار ہاتھ پر ہاتھ اور منہ سے ہیہات ہیہات پکارتا ہوا ننگا بدن اپنا دیکھ کر ننگ و شرم آئی تو درخت کے پتوں سے اپنی شرم گاہ چھپائی اور اتنے میں ایک گنوار گھوڑے پر سوار تھا اس طرف سے گذرا دیکھا کہ ایک عورت حسین خوب صورت ننگی بیٹھی ہے اس نے والا و شیدا ہو کے اس کا ہاتھ پکڑا اور گھوڑے پر چڑھا کر گھر میں اپنے لے گیا اور اپنے نکاح میں لایا۔ غرض سات برس اس کو اس جوان کی خانہ داری میں گذرے اور تین فرزند اس سے تولد ہوئے ایک دن وہ عورت ہمسایہ کی عورتوں کے ساتھ دریا میں نہانے کو گئی اور جس جا پہلی بار کپڑے رکھے تھے اسی جا نے اب کے بار بھی کپڑے اتار کے رکھے اور وہ واردات بھول کر نہانے میں مشغول ہوئی، جب غوطہ مار کے سر اٹھایا تو اپنے تئیں صورت اصلی پر دیکھا اور کنارے پر جو مردانے کپڑے پہلے رکھے تھے، اس جگہ پر سلامت پائے، جب کپڑے پہن کر گھر میں آیا تو دیکھا کہ وہ جو مچھلی بازار سے لا کر اپنی جورو کو دی تھی، سو اب تک جیتی تڑپ رہی ہے اور اس کی عورت کے ہاتھ میں جو کام تھا وہی کام کر رہی ہے، اور بعضی روایت میں یوں آیا ہے کہ اس کی عورت سوت کات رہی تھی، ابھی وہ پونی اس کے ہاتھ سے تمام نہ ہوئی تھی، تب اس نے جا کے اپنی عورت سے کہا، کہ اب تک تو نے مچھلی بھی نہ پکائی ہے اتنی دیر تو نے کیوں کی۔ اس کی عورت بولی میاں خیر تو ہے، کچھ پی کے آئے ہو ابھی مچھلی لائے ہو، ایک لحظے میں مچھلی کیسے پک سکتی ہے پھر اس نے اپنی سب واردات بیتی ہوئی بیان کی، وہ بولی اجی ابھی بہت دور ہو نشے میں چور ہو، اس نے یہ بات سن کے اپنے جی میں جانا کہ میں نے حال معراج کا سچ نہ جانا تھا، اور رسول خدا کو جھوٹا بنایا تھا۔

اسی سبب سے یہ حال مجھ پر گذرا۔ اس میں کچھ شک نہیں پس میں نے یقین کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سچے ہیں اور دین اسلام برحق ہے حاصل کلام اس یہودی کو دین اسلام کی خواہش ہوئی اور اسی وقت جناب رسالت مآب کی طرف آیا۔ دیکھا کہ آپ معراج شریف کا حال بیان فرماتے ہیں تب اس نے عرض کی یارسول اللہ معراج کو میں جھوٹا جانتا تھا سو میں نے اس کی تعزیر پائی صحابہؓ نے پوچھا تم نے کیا تعزیر پائی ہے۔ تب یہودی نے سب حقیقت مچھلی اور غسل اور صورت بدلنے اور نکاح اور اولاد اور سات برس گذرنے اور پھر اصلی صورت پر آنے کی کیفیت بیان کی یہ بات سن کر تمام صحابہ سجدہ شکر جناب رب العالمین کا بجالاتے۔ اور کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ معجزہ خاص آپ کے واسطے ہے کسی کو ایسا عنایت نہیں ہوا۔ آخر وہ یہودی ایمان لایا۔ اور ابوجہل کو اثر نہ ہوا اور کہا یہ سب فریب بازی اور افسانہ سازی ہے۔ تب آں حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ؕ ترجمہ یعنی اللہ تعالےٰ جس کو راہ دے پھر نہیں ہے کوئی اس کو بہکانے والا۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ نے بہکاوے پھر اس کو نہیں کوئی راہ دینے والا۔ اور جب خبر معراج شریف کی مکہ معظمہ میں مشہور ہوئی تب اکثر اہل مکہ متفق ہو کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اگر آپ تمام احوال بیت المقدس کا ہم سے بیان کریں تو ہم آپ کے معراج کے حال پر ایمان لاویں اور صدق دل سے مسلمان ہوویں کیونکہ ہم سب علامات بیت المقدس کے خوب جانتے ہیں۔ اگر آپ آسمان پر گئے ہوں گے تو وہاں کا حال بھی آپ کو معلوم ہوگا۔ اگر تم سچے ہو تو نشان بیت المقدس کا بیان کرو۔ تب آں حضرت ﷺ کو بیت المقدس کے نشان جاننے میں تھوڑا تامل ہوا اس واسطے کہ احوال بیت المقدس کا بیان کرنا اس وقت کچھ ضرور نہ تھا۔ جبرائیل علیہ السلام خدا تعالیٰ کے حکم سے بیت المقدس کو اپنے پروں پر اٹھا لائے اور آں حضرت ﷺ کے سامنے لا رکھا۔ اس وقت جو کچھ حال پوچھتے تھے پیغمبر خدا اس کو بیان کرتے تھے۔ جو آدمی نیک بخت اصلی اور سعید ازلی تھے ایمان لے آئے اور صدقت یا رسول اللہ ﷺ کہا۔ اور جو لوگ بدبخت ذاتی تھے انہوں نے جسم خاکی کا آسمان پر جانا خلاف قیاس جانا۔ اور حق تعالےٰ کی قدرت کاملہ سے غافل ہو گئے اس کا انکار کیا۔ پس ایک ذکی طالع مہربانو ہیئت اس قیقہ کی بدرجہ احسن جابو

کہ عالمان ہیئت و نجوم نے رصد اور ہندسہ کی دلیل سے ثابت کیا ہے کہ ماہتاب اگرچہ ستاروں میں چھوٹا ہے مگر جرم اس کا زمین سے بہت بڑا ہے اور بسبب گردش فلک کے ہزاروں برس کی راہ ایک لحظہ میں طے کرتا ہے اور اپنی حرکت سے مشرق سے مغرب تک سینکڑوں برس کی راہ ایک گھڑی میں جاتا ہے، جب یہ سیر بسرعت مہتاب کی عند العقل محال نہیں ہے تو آفتاب نبوت کا جس کے نور سے سب کچھ پیدا ہوا ہے اگر تھوڑی سی رات میں عرش کے اوپر جا کر واپس آجاوے تو کیا عجب ہے۔ اور شیطان بد ترین خلق اللہ سے ہے۔ وہ ایک لحظے میں مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک جاتا ہے اور جو شخص کہ بہترین مخلوقات کا ہو، اگر تھوڑی رات میں آسمان پر جاوے اور آوے تو کیا محال ہے اے نیک بخت ذرا غور کرو کہ فرشتے جبرائیل وغیرہ ہزاروں بار زمین پر آتے ہیں اور جاتے ہیں اگر ایک بار آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ سب فرشتوں سے بہتر اور افضل ہیں زمین سے آسمان پر تشریف فرما ہوویں تو کیا بعید ہے۔ اے ہوشیار دیندار و سمجھو کہ نور البصر کا مجرد آنکھ کھولنے کے نویں آسمان کے ستاروں تک پہنچتا ہے اور جس کا جسم شریف کروڑوں درجہ نور البصر سے پاکیزہ ہو۔ اگر وہ ایک رات میں قدرت الٰہی سے آسمانوں پر پہنچے تو کیا عجب ہے۔ اسی طرح ہزاروں دلیلیں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معراج کی موجود ہیں، لیکن اس جگہ اس کلام کو طوالت نہیں دیا۔ اہل ایمان کے نزدیک اس قدر بس ہے۔ فقط

بیان معجزات اور بزرگی اور خصائل حمیدہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا

معجزہ ۱ — ابوبکر صدیقؓ بن قحافہ سے روایت ہے کہ ایک دن آں سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ظلم اور ستم سے قریشیوں کے گھر چھوڑ کر میدان میں جا کے ایک درخت کے نیچے سو رہے، اور تلوار اپنی اس شاخ پر لٹکا دی۔ اس میں ایک یہودی اعرابی نے وہ تلوار لے کر آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مارنے کے واسطے اٹھائی، فوراً درخت نے اپنی شاخ سے اس یہودی کو لیا

مارا کہ مغز اس کا منہ سے نکل آیا اور عذاب ابدی میں گرفتار ہوا۔ اور عبداللہ بن عباس رضہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رکانہ بن عثمن اسفندیار وار مثل تہمتن بکریاں چراتا تھا۔ ایک دن آں حضرتؐ کو دیکھ کے بولا اے محمدؐ تو ہمارے معبودوں کو باطل کہتا ہے۔ آں حضرتؐ نے فرمایا۔ ہاں تب اس نے کہا کہ ہم تم دونوں امتحان کریں تو اپنے خدا کو پکارہ۔ اور میں اپنے معبودوں کو پکارتا ہوں اگر تو مجھ سے جیتا رہا تو میں تجھ پر اور تیرے خدا پر ایمان لاؤں گا۔ اور اگر میں جیتا رہا تو سب میرے معبود بزرگ ہیں۔ یہ بات کہکر رسول خدا کو پکڑ کے ایسا زور کیا۔ کہ اگر پہاڑ ہوتا تو جگہ سے اکھاڑ کر پھینک دیتا۔ مگر آں حضرت کے موئے مبارک کو جنبش نہ دے سکا۔ پھر آں حضرتؐ نے زور نبوت سے اس کو اٹھا کے ایسا پٹکا۔ جیسے کہ دھوبی کپڑا پاٹ پر مارتا ہے۔ تب اس نے جانا کہ محمدؐ صادق ہیں۔ اور ان پر جو نازل ہوا ہے سو سچ ہے۔ اور ہمارے معبود جھوٹے ہیں۔ آخر ایمان لایا اور مسلمان ہوا۔ اور جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مٹکا گھی کا آں حضرتؐ نے مالک بن انسؓ کی ماں کو عنایت کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ پینتالیس برس گھی مٹکے کا خرچ کیا خالی نہ ہوا۔ مگر ایک دھکا پہنچنے سے ٹوٹا اس کے بعد ختم ہوگیا۔ اور حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو چند خرمے بخشے تھے اور میں نے ان کو ایک ہانڈی میں قریب بیس برس کے رکھا تھا میں بھی اس سے کھاتا اور لوگوں کو بھی خدا کے راہ میں دیتا تھا وہ کم نہ ہوتے تھے۔ مگر عثمان ذوالنورین کی شہادت کے دن وہ برکت جاتی رہی۔ اور جس دن مکہ معظمہ فتح ہوا۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد الحرام میں داخل ہوئے تو آپ کے دست مبارک میں ایک چابک تھا۔ اس چابک سے بتوں کی طرف جو کعبے کے اندر تھے اشارہ کیا اور یہ آیت پڑھی قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط ترجمہ۔ یعنی کہہ حق آیا اور جھوٹ نکل بھاگا۔ اسی وقت سب بُت سرنگوں ہو کے زمین پر گر پڑے اور ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ داہنے ہاتھ سے کھانا کھایا کرو اس نے مکر و بہانہ سے عذر پیش کیا کہ اے حضرتؐ میں داہنے ہاتھ سے کھانا کھا نہیں سکتا ہوں۔ تب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو نہ کھا سکے گا۔ پھر ہرگز وہ شخص داہنے ہاتھ سے نہ کھا سکا اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت بعض پتھر بھی کہتے تھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ اور جب کسی سنگریزے کو آپ ہاتھ میں اٹھا

معجزہ ۲
معجزہ ۳
معجزہ ۴
معجزہ ۵
معجزہ ۶
معجزہ ۷

لیتے تو وہ تسبیح پڑھ لیتا، اور روایت ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ستون پر ٹیک لگا کے خطبہ پڑھتے تھے، بعد چند روز کے ممبر تیار ہوا، اس پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اس وقت ستون سے ایک آواز فریاد وزاری کی نکلی، اس واسطے کہ حضرت کی پشت مبارک کی برکت سے وہ محروم ہوا، یہاں تک کہ آں حضرتؐ نے اس سے معانقہ کیا، تب اس کو قرار آیا (معجزہ ۸)
اور ایک دن ایک ہزار چار سو آدمی کا لشکر آں حضرت کے ساتھ تھا، لیکن پانی نہ تھا، تمام کار ضروریات کے واسطے سب کے سب عاجز تھے، آں حضرتؐ نے انگلی شہادت کی زمین پر ٹیک دی، اسی وقت اس سے پانی جاری ہوا، تمام لشکر وضو اور غسل اور کار ضرورت سے آسودہ ہوا، اور (معجزہ ۹)
ایک دفعہ خندق کی لڑائی کے دن چار سیر جو کی روٹی سے ہزار آدمی کو آں حضرتؐ نے سیر شکم کیا، اور وہ روٹی پھر اسی قدر موجود رہی، اور ایک دن جنگ تبوک میں تیس ہزار آدمیوں کے لشکر میں ایک آدمی کے پاس تھوڑا سا پانی تھا جو کہ اس کو بھی کافی نہ تھا، آں حضرتؐ نے ایک تیر اسی میں کھڑا کیا فوراً اس جوش وخروش سے پانی نکلا کہ سارا لشکر آسودہ ہوا، اور ایک مرتبہ کئی شخص انصار میں سے آئے اور کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اونٹ شوخی کرتے ہیں، اور بوجھ پیٹھ پر سے ڈال دیتے ہیں، تب آں حضرتؐ اُن اونٹوں کے پاس تشریف لے گئے، تو اونٹوں نے پھر کبھی سرکشی نہ کی، اور صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ حیوان سب آپ کو سجدہ کرتے ہیں، ہم بھی آپ کو سجدہ کریں، آں حضرتؐ نے فرمایا، نہیں اگر سجدہ کرنا آدمیوں کا روا ہوتا تو میں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے شوہروں کو سجدہ کریں، اور ایک اونٹ نے حضرتؐ کے پاس آ کے اپنے مالک کا شکوہ کیا، کہ مجھ سے بہت محنت لیتا ہے، اور پیٹ بھر کر کھانے کو نہیں دیتا ہے، اور آپ رحمۃ العالمین ہیں، مجھ کو آپ اس سے خرید لیجئے، یا میرے مالک سے میری سفارش کیجئے، تب آں حضرتؐ نے اونٹ کے مالک سے جا کر کہا کہ تو اونٹ کو بقیمت واجبی مجھے دے دو، نہیں تو اس اونٹ کے کھانے کی خبر لے (معجزہ ۱۰، معجزہ ۱۱، معجزہ ۱۲، معجزہ ۱۳)
ایک دن اونٹ نے حضرتؐ کے حضور میں آ کے عرض کی کہ میں جن لوگوں میں ہوں وہ لوگ نماز عشا کی نہیں پڑھتے ہیں، قبل ادا کرنے نماز عشار کے سو جاتے ہیں، تب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن لوگوں کو طلب فرمایا اور نماز عشار کی تاکید کی، اور ایک دن ایک اعرابی کو آنحضرتؐ نے (معجزہ ۱۴، معجزہ ۱۵)

اسلام کی دعوت کی۔اس نے کہا کہ آپ کی پیغمبری کی کیا دلیل ہے۔حضرتؐ نے فرمایا یہ درخت جو میرے سامنے ہے یہ گواہ ہے۔تب آں حضرتؐ نے اس درخت کو بلایا وہ درخت خدا کے حکم سے آں حضرتؐ کے سامنے آکھڑا ہوا۔اور تین مرتبہ کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔تب وہ اعرابی یہ حال دیکھ کر ایمان لایا۔اور ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عباسؓ اور ان کے لڑکوں کے حق میں دعا فرماتے تھے۔تب اس مکان کے در و دیوار اور پتھروں نے زبان فصیح سے کہا آمین آمین۔اور اس دن ایک لڑکا تولد ہوا تھا۔اس لڑکے کو آں حضرت کے سامنے لائے۔آں حضرتؐ نے اس سے پوچھا اے لڑکے میں کون ہوں۔اُس نے کہا۔آپ حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔حضرت نے فرمایا تو سچا ہے اور برکت دے تجھ کو اللہ تعالیٰ۔اور ایک شخص گونگا مادر زاد تھا۔حضرتؐ نے اس سے پوچھا میں کون ہوں اس نے بے تامل کہا کہ آپ حضرت محمدؐ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔اور ایک عورت اپنے لڑکے کو حضرتؐ کے پاس لائی۔اور کہا یا رسول اللہؐ اس لڑکے کو جنون ہے۔حضرت نے اپنا دست مبارک اس کے سینے پر پھیرا فی الفور جنون اس کا جاتا رہا۔اور ایک شخص اپنے لڑکے کو حضرتؐ کے پاس لایا اور کہا یا حضرت یہ لڑکا مثل گونگے کے چپ رہتا ہے بات نہیں کہتا۔آں حضرتؐ نے تھوڑا سا پانی وہیں پلایا فی الحال باتیں کرنے لگا اور ایسا بڑا عالم اور عقلمند ہوا کہ اکثر لوگ اس سے تعلیم پاتے تھے۔اور ایک شخص کو استسقاء کی بیماری تھی۔بلکہ وہ قریب الہلاک تھا۔آں حضرتؐ سے آکر دعا شفا چاہی آں حضرتؐ نے آب دہن اپنا تھوڑا سا خاک میں ملا کے اس کو دیا تو اُس نے وہ خاک زبان پر رکھی فی الفور وہ اچھا ہو گیا۔اور غزوہ خیبر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھوں کو شدت سے درد ہوتا تھا آں حضرتؐ نے دعا کی اور تھوڑا سا آب دہن مبارک کا حضرت علیؓ کی آنکھوں میں لگایا۔فوراً آنکھوں نے راحت پائی۔اور ایک شخص کی آنکھیں سفید ہو گئیں تھیں اُس کو کچھ نظر نہ آتا تھا۔آں حضرتؐ نے اس کی آنکھوں میں پڑھ کے پھونکا۔بعینہٖ اصلی حال پر آئیں اور دیکھنے لگا۔اور ایک شخص کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا۔تو آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ مبارک اپنا اس کے ٹوٹے ہوئے پاؤں پر پھیرا فوراً جڑ مل گیا۔اور اس نے شفا پائی۔اور ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بیٹے کو آپ اگر زندہ

معجزہ ۱۶
معجزہ ۱۷
معجزہ ۱۸
معجزہ ۱۹
معجزہ ۲۰
معجزہ ۲۱
معجزہ ۲۲
معجزہ ۲۳
معجزہ ۲۴
معجزہ ۲۵

کہ دیں تو میں آپ پر ایمان لاؤں گا۔ تب آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قبر پر تشریف لے گئے اور آواز دی اے لڑکے تیری خواہش ہے دنیا میں آنے کی کہا نہیں، اور کہا یا رسول اللہؐ دنیا دنیا سے میں نے آخرت کو بہتر پایا، آں حضرت نے فرمایا تیرے ماں باپ ایمان لاتے ہیں اگر تیری دنیا میں آنے کی خواہش ہو تو اپنے ماں باپ کے ساتھ آ کے رہ۔ اس نے کہا ماں باپ سے میں نے زیادہ خدا تعالیٰ کو مہربان پایا ہے۔

معجزہ ۲۶

اور ایک دن حضرت جابرؓ نے جناب رسول خداؐ کی دعوت کی اور ایک بکری ذبح کی۔ تب حضرت جابرؓ کے بیٹے نے کھیل سمجھ کر اپنے ایک چھوٹے بھائی کو ذبح کر ڈالا اس کی ماں یہ حال دیکھ کر دوڑی۔ اور لڑکا مارے ڈر کے بھاگ کر چھت پر چڑھ گیا، اور جب وہ لڑکا ماں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ڈرا۔ تب چھت سے گر کر وہ بھی مر گیا۔ اس عرصہ میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جابر کے گھر تشریف لے گئے۔ اور پوچھا تمہارے لڑکے کہاں ہیں حضرت جابرؓ نے یہ خیال کیا۔ کہ اگر مرنا دونوں لڑکوں کا میں بیان کروں گا تو حضرت کھانا نہیں کھائیں گے اور ناخوش ہوں گے۔ آں حضرتؐ نے ان کو فرمایا کہ ان دونوں لڑکوں کو تلاش کر کے لاؤ۔ وہ اور ہم مل کر کھانا کھاویں گے۔ تب ناچار ہو کر لڑکوں کی ماں نے احوال مرنے کا ان دونوں لڑکوں کا آں حضرتؐ کے آگے بیان کیا۔ تب آں حضرتؐ یہ بات سن کر بے قرار ہوئے اور دونوں لڑکوں کی لاش پر جا کھڑے ہوئے اور دعا کی فی الفور دونوں لڑکوں نے زندہ ہو کر حضرتؐ کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور فرمایا آں حضرتؐ نے کہ گوشت اس بکری کا کھاؤ۔ لیکن ہڈی اس کی نہ توڑو۔ بعد اس کے ہڈیوں کو جمع کیا اور ہاتھ مبارک اپنا اس پر رکھ کر کچھ کلام اس پر دم کیا فوراً وہ بکری زندہ ہوئی۔

معجزہ ۲۷

روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کے حق میں دعا فرماتے تھے اس کی تین پشت تک اثر دعا کا باقی رہتا تھا۔

معجزہ ۲۸

اور ایک دن حضرت انس بن مالکؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم آپ میرے واسطے کچھ دعائے دنیا کی کیجئے۔ تب آں حضرتؐ نے دعا کی یا الٰہی مال اور اولاد میں انسؓ کی برکت دے۔ انسؓ کہتے ہیں کہ آں حضرتؐ کی دعا سے میں اس قدر دولت مند ہوا کہ دولت میری کبھی کم نہ ہوتی تھی۔ اور جو عیش اور خوشی میں نے کی ہے سو کسی نے نہیں کی، اور اولاد میری سو آدمی سے زیادہ ہوئی۔

معجزہ ۲۹

اور ایک بار آں حضرتؐ نے عبدالرحمٰن بن عوف کے واسطے دعا برکت کی اولاد کے واسطے دروازہ روزی کا ایسا کشادہ ہوا،

کہ اگر ہم وہ پتھر اٹھاتے تو نیچے اس کے سونا چاندی پاتے۔ پہلے وہ فقیر تھے۔ آں حضرتؐ کی دعا سے ایسے امیر ہوئے کہ بعد ان کی موت کے پچاس ہزار دینار سونے کے بموجب وصیّت کے محتاجوں کو دیئے گئے اور چار لاکھ دینار چاروں بیبیوں کے حصوں میں پہنچے حال آنکہ زندگی اپنی میں بہت خیرات کر چکے تھے۔ اسی سبب سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بہشت کی بشارت دی اور ایک دن آں حضرتؐ نے عمر رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر ہاتھ اپنا رکھ کر دعا کی تو حضرت عمر کی اسی برس کی عمر تھی۔ تب بھی جوان معلوم ہوتے تھے۔ اور ایک دن ایک شخص کے چہرہ پر دست مبارک آپ نے پھیرا۔ ایسی صفائی اور لطافت اس کے چہرہ پر نمودار ہوئی کہ دوسرے کا منہ اس کے منہ میں مثال آئینے کے نظر آتا تھا۔ اور ایک دن تھوڑا سا پانی حضرت زینبؓ کے منہ پر آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈال دیا تب وہ بی بی ایک حسینہ اور خوبصورت ہوئیں کہ حسن وجمال میں مثل اس کے کسی کو نہ پایا۔ اور ایک مرتبہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتبہ کے بدن پر واسطے دفع مرض کے ہاتھ مبارک پھیرا اس کے بدن سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ بوئے مشک وعنبر پر غالب تھی۔ ہر چند کہ عورتیں اس کے اقسام طرح کی خوشبو ملتی تھیں۔ لیکن وہ خوشبو سب پر غالب تھی۔ اور حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک دن آں حضرتؐ فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تین دن سے کچھ کھانا نہیں کھایا ہے۔ تب آں حضرتؐ نے تسلی کے واسطے اپنے شکم مبارک کو کھول کر دکھلایا کہ چار پتھر آپ نے اپنے شکم پر باندھے ہوئے ہیں یعنی چار دن سے آپ نے بھی طعام تناول نہیں کیا تھا۔ بعد اس کے صاحبزادی کی بھوک سے غمگین ہوکے صحرا کی طرف تشریف لے گئے وہاں ایک اعرابی اونٹوں کو پانی پلواتا تھا حضرتؐ نے کہا اے اعرابی کوئی مزدوری بتا اس نے کہا کنوئیں سے پانی نکالو ایک ڈول پیچھے تین خرمے مزدوری کے دوں گا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول کیا۔ جب پہلے ڈول کی اجرت تین خرمے لئے خود تناول فرماکر آب نکالنے میں مشغول ہوئے جب آٹھ ڈول اور کھینچے قضائے الٰہی سے رسی ٹوٹ کر ڈول کنوئیں میں گر پڑا اعرابی نے غصہ ہوکر آپ کے چہرہ مبارک پر ایک طمانچہ مار دیا۔ غرض حضرتؐ نے ڈول اس کا کنوئیں سے نکال دیا۔ اور چوبیس خرمے اجرت کے لے کر حضرت فاطمہؓ کے

معجزہ ۳۰

معجزہ ۳۱

معجزہ ۳۲

معجزہ ۳۳

گھر میں تشریف لائے اعرابی نے جب حضرت کا صبر و تحمل دیکھا تو اپنی حرکت نامعقول سے نادم و
پشیمان ہو کر اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا اور درد سے اس کے بے ہوش ہو گیا جب تھوڑا سا ہوش آیا تب حضرت
فاطمہؓ کے گھر کے دروازے پر آ کے شور و غوغا کرنے لگا، آں حضرتؐ اعرابی کی خبر سن کر باہر تشریف
لائے اعرابی نے بہت سا عذر کیا، آں حضرتؐ نے اس سے پوچھا ہاتھ اپنے کو تو نے کیا کیا اس نے
عرض کی یا رسول اللہؐ تقصیر میری معاف کیجئے میں نے نادانستہ گستاخی کی اس کے خوف سے
میں نے ہاتھ اپنا کاٹ ڈالا ہے، عفو تقصیر کا خواہاں ہوں، آپ رحمۃ اللعالمین ہیں میرے حال پر
رحم کیجئے، اور میرے کٹے ہاتھ کو درست کیجئے۔ تب آں حضرتؐ نے اس کے کٹے ہاتھ کو ملا کے
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر پھونک دیا، ہاتھ اس کا بدستور ہو گیا۔ اور اعرابی اس معجزے کو
دیکھ کر فی الفور ایمان لے آیا۔ اور روایت ہے کہ ایک دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جناب ابو بکرؓ عنہ سے فرمایا کہ لکڑیاں واسطے تعمیر مسجد مدینہ منورہ کے درکار ہیں کہاں سے ملیں گی حضرت
ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکے میں میرا مکان ہے اس مکان میں لکڑیاں
بہت عمدہ ہیں، اگر وہ کسی طرح سے آسکیں تو مسجد تعمیر ہو جاوے، تب آں حضرتؐ نے جناب مسبب
الاسباب میں عرض کی کہ وہ لکڑیاں اُڑ کر مدینہ منورہ میں آئیں اور مسجد نبوی میں خرچ ہوئیں، اور حضرت
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وقت شہرت پانے نبوت آں حضرتؐ کے
اور ظلم و ستم قریشیوں کے ایک یہودی بڑا عقلمند مدینہ منورہ میں رہتا تھا اور ہمیشہ توریت کی تلاوت
کرتا تھا، ایک دن توریت میں صفت اور نام مبارک آں حضرتؐ کا لکھا ہوا دیکھا مارے غصہ کے
اپنی جورو سے قینچی منگوا کر صفت و نام مبارک آں حضرت کا کاٹ دیا، پھر دوسرے دن اپنے معمول
پر توریت پڑھنا شروع کیا۔ دیکھا کہ پھر اُسی مقام پر نام مبارک موجود ہے، پھر کاٹنے پر مستعد
ہوا، کہ آواز غیب سے آئی، اے ملعون اگر ہزار بار صفت اور نام مبارک آں حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا مٹاوے گا، تو ہرگز اور ہر آئینہ کبھی نہ مٹا سکے گا، تب یہودی ڈرا اور جان گیا
کہ محمدؐ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں، اسی وقت مدینہ منورہ سے جا کر رسول خداؐ کے
پاس ایمان لایا۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرتؐ اپنے یاروں کے
ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک یہودی بکری کے کباب بنا کر گوشت میں زہر ہلاہل ملا کے جناب رسالت مآبؐ

معجزہ ۳۵

معجزہ ۳۶

معجزہ ۳۷

کے حضور میں لایا۔ اور کہا اے محمدؐ میں یہ کباب آپ کے واسطے لایا ہوں آپ اس کو تناول کیجئے
جب رسول خداؐ نے کھانے کا ارادہ کیا تب وہ گوشت بولا یا رسول اللہؐ آپ مجھے نہ کھاویں کیونکہ اس
میں زہر قاتل ملا ہوا ہے۔ تب آں حضرتؐ نے کہا اے یہودی اس گوشت میں زہر ملا ہے۔ یہودی نے
کہا سچ ہے لیکن آپ کو کس نے خبر دی ہے۔ فرمایا اس گوشت نے۔ تب یہودی نے کہا۔ اگر آپ نبی برحق
ہیں تو اس گوشت کو کھایئے اور زہر آپ کو اثر نہ کرے تو ہم جانیں کہ آپ نبی سچے ہیں۔ حضرتؐ نے
بسم اللہ پڑھ کے ایک ٹکڑا اس میں سے کھایا اور باقی یاروں کو اپنے تقسیم کر دیا۔ سب بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ پڑھ کر کھا گئے کسی کو زہر نے اثر نہ کیا۔ پس اکثر یہودیوں نے اس معجزے سے دین اسلام
قبول کیا۔ اور ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ بارہ ہزار آدمی اہل یمن کے واسطے حج کرنے کو مکہ
معظمہ میں آئے تھے اور ان کے ہمراہ ایک بت نام اس کا ہبل تھا جواہر سے جڑاؤ تھا۔ اور پارچہ
حریری میں پیچیدہ تھا اور لوگ اس کی پوجا کرتے تھے۔ رسول خداؐ نے ان کو اسلام کی دعوت کی تب
اُن لوگوں نے کہا تمہاری پیغمبری کی کیا دلیل ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہبل میری پیغمبری کی گواہی
دیوے۔ تو تم سب مجھ پر ایمان لاؤ گے۔ کہا اگر ایسا ہووے تو ضرور ہم سب ایمان لاویں گے۔ تب
آں حضرتؐ نے اس ہبل کو بلایا اس نے کہا لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اور چلا آیا اور رسول خداؐ کے
سامنے ادب سے آکھڑا ہوا۔ پس حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لکڑی
اس کو ماری اور فرمایا تو کہو میں کون ہوں۔ وہ بولا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ترجمہ یعنی آپ رسولؐ خدا کے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں
کوئی معبود لائق بندگی کے مگر اللہ تعٰ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ بندے اللہ تعٰ کے اور بھیجے ہوئے
اللہ تعٰ کے ہیں۔ پھر آں حضرتؐ نے فرمایا کہ تو کون ہے کہا میں پتھر ہوں ان لوگوں نے ہی مجھے
معبودی میں پکڑا ہے۔ یہ محض غلط ہے۔ جب ان لوگوں نے یہ حال دیکھا تو یک بارگی بارہ
ہزار آدمی سجدے میں آگئے اور توبہ استغفار کر کے مسلمان ہوئے۔ اور روایت ہے کہ آں
حضرتؐ جب مدینہ منورہ میں داخل ہو کے گھر میں ابو ایوب انصاری کے اترے تو ان کی ایک ٹکڑا زمین
تھی۔ اس میں غلہ وغیرہ پیدا نہیں ہوتا تھا۔ تب آں حضرتؐ نے ایک مٹھی گیہوں اس میں چھینٹ دیئے
اسی وقت اُگ گئے اور پک کر تیار ہوئے کھیت کو کاٹا اور پکا کے کھایا کاٹنے کے بعد اس کی جڑ سے بہ تکین

۳۸ معجزہ

۳۹ معجزہ

کا درخت پیدا ہوا۔ مروی ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے روز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ کھانا پکارہی تھیں۔ آں حضرتؐ نے ہاتھ مبارک اپنا اس چولھے میں کہ تیز آگ جلتی تھی داخل کیا اور دیر تک اس کے اندر رہا لیکن کچھ ضرر دست مبارک کو نہ ہوا۔ اور روایت ہے کہ ایک دن ایک شخص انصار میں سے حضرتؐ کے پاس آیا۔ اور کہا یا رسول اللہ میری چار بیویاں رہیں اور فرزند ایک بھی نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ سب بڈھیا ہوگئیں۔ حضرتؐ نے اس کی جوروؤں کے حق میں دعا کی۔ اس کی بیویوں کو حمل رہا۔ اور روایت ہے کہ آں حضرتؐ تبوک کے راہ میں یاروں کے ساتھ ایک مقام میں اترے وہاں یاروں نے شکایت کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے پکانے کے واسطے لکڑیاں نہیں ہیں آں حضرتؐ نے بجائے لکڑیوں کے پتھر رکھ دیئے وہ پتھر مانند لکڑیوں کے جلتے رہے۔ اور روایت ہے جب آں حضرتؐ ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر غار ثور میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ کے ساتھ اس وقت درندے اور چرندے چلے آتے تھے اور باتیں کرتے تھے اور مروی ہے کہ ایک بار اہل طائف نے رسول خداؐ سے یہ معجزہ طلب کیا کہ اگر اس پتھر سے ایک درخت میوہ دار پیدا ہووے تو ہم سب ایمان لاویں آں حضرتؐ نے قدم مبارک اپنا پتھر پر رکھ دیا قدرت الٰہی سے ایک درخت میوہ دار اس پتھر سے پیدا ہوا۔ تب اکثر اہل طائف اس معجزے پر ایمان لائے اور خبر ہے کہ حدیبیہ کی لڑائی کے روز آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسینؑ کو پکارا آں حضرتؐ کئی دن کی راہ میں تھے انہوں نے جواب دیا لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ اور آپ کی آواز کو سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ اے باباجان میں بھی ہوں اور روایت ہے کہ خندق کی لڑائی کے روز آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی مبارک سے مانند آفتاب کے ایک روشنی ظاہر ہوئی۔ اور اس روشنی کے شعاع سے بہت لوگ غش میں آگئے۔ اور روایت ہے کہ ایک انصاری قوم خزرج میں مقتول ہوا تھا کہ ان کو قاتل کا دریافت کرنا مشکل تھا۔ تب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں عرض کی گئی۔ آپؐ نے اس مقتول پر کسی درخت کی شاخ رکھی۔ تب اس مقتول نے حکم الٰہی سے زندہ ہو کر قاتل کا نام بتلا دیا۔ اور روایت ہے کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام تبوک میں آئے ایک قوم کو دیکھا کہ ان کے ساتھ ایک بت سونے کا ہے۔ آں حضرت نے پوچھا

معجزہ ۴۰
معجزہ ۴۱
معجزہ ۴۲
معجزہ ۴۳
معجزہ ۴۴
معجزہ ۴۵
معجزہ ۴۶
معجزہ ۴۷
معجزہ ۴۸

کیا یہ بُت لکڑی کا ہے اور اپنا دست مبارک اس لکڑی پر رکھ دیا وہ بُت باتیں کرنے لگا، اور اس معجزے سے اکثر بُت پرست ایمان لائے اور بت پرستی چھوڑ دی ۔ اور مروی ہے کہ جب سعد بن معاذ کے حکم سے بنی قریظہ قتل ہوئے ۔ خون سے ان کے زمین بھر گئی اور اس کی بدبو سے لوگ حیران رہے ۔ آں حضرتؐ نے دعا کی تب مدینہ بہ سارا زمین پاک و صاف ہو گئی ، اور وہ بدبو جاتی رہی اور روایت ہے کہ ایک دن شہر جدّہ سے رسول خداؐ طائف کی طرف تشریف فرما ہوئے ۔ وہ کئی دن کی راہ تھی ، اللہ تعالیٰ نے مابین طائف اور جدے کے زمین تہ بتہ قدم مبارک آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمادی مانند تھان کپڑے کے ۔ تب آں حضرت ایک ساعت میں وہاں پہنچ گئے ، اور رسول خداؐ نے ابن یزید النخفی کو اسلام کی دعوت کی وہ بولا کہ پتھر کے معبودوں کو اگر سونا بنا دو تو ہم سب مسلمان ہوں گے ۔ تب آں حضرتؐ نے جناب باری میں دعا کی وہ سب سونا ہو گئے اور دیکھنے والے سب مسلمان ہو گئے ۔ اور مروی ہے کہ ایک دن حضرت فاطمہؓ نے شکایت کی یا رسول اللہ حسینؑ بھوکے ہیں اور کچھ کھانے کی قسم سے موجود نہیں ، تب آں حضرتؐ نے دعا کی حق تعالیٰ نے ایک خوان میں مچھلی تلی ہوئی اور طرح طرح کی نعمتیں اس میں تھیں حضرت فاطمہؓ کے گھر میں بھیجا ، سب نے آسودہ ہو کر کھایا اور کھانا پھر بھی اسی قدر موجود رہا ۔ اور ایک بار لوگوں نے آں حضرت سے معجزہ یہ طلب کیا کہ روٹی اور سالن ہوا پر پکا دو تو ہم تم پر ایمان لائیں گے تب رسول اکرمؐ نے خدا کے حکم سے ویسا ہی کیا اور لوگوں نے کھایا ، اور مروی ہے کہ آں حضرت کی دعا سے نو انصاری کو کہ بیماری برص اور جذام کی تھی آرام ملا ، اور روایت ہے کہ ایک روز آں حضرتؐ نے قوم عیسوی کو دعوت اسلام کی کی ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام مٹی کی چڑیاں بنا کر پھونک مارتے تو خدا کے حکم سے زندہ ہو کر اڑ جاتی تھیں اگر آپ بھی ایسا معجزہ ہم کو دکھا سکیں تو ہم آپ پر ایمان لاویں گے ۔ تب آں حضرتؐ نے تھوڑی خاک لے کر چڑیا کی صورت بنا کر بسم اللہ پڑھ کر پھونک دی خدا تعالیٰ کے حکم سے وہ زندہ ہو کر اڑ گئی ، اور روایت ہے کہ ایک روز آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے یاروں کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک مرد قریشی نے آکر کہا یا رسول اللہ ابوجہل پر دس ہزار دینار میرا قرض ہے سو وہ دیتا نہیں ہر روز ٹال مٹول کرتا رہتا ہے اور مجھے حیران کرتا ہے ، کیونکہ وہ زبردست ہے اور میں کمزور ہوں اگر آپ اس کے پاس جا کر دلا دیں تو مجھ پر بہت احسان ہوگا

۴۹ معجزہ
۵۰ معجزہ
۵۱ معجزہ
۵۲ معجزہ
۵۳ معجزہ
۵۴ معجزہ
۵۵ معجزہ
۵۶ معجزہ

یہ سن کر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو ہمراہ لے کر ابوجہل کے پاس تشریف فرما ہوئے اور وہ اس وقت چند قریشیوں کے ساتھ بیٹھا تھا بہت تعظیم و تکریم آں حضرتؐ کی بجا لایا اور پوچھا کہ آپ کس ارادے سے تشریف لاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابوجہل دس ہزار دینار اس غریب کے کیوں نہیں دیتا فوراً ابوجہل نے ہزار دینار اس کو دے دیئے۔ تب وہ مرد قریشی خوش ہو کر ایمان لایا اور آں حضرتؐ جب وہاں سے تشریف لائے۔ تب ابوجہل کی جورو ابوجہل سے لڑنے لگی کہ کیوں تو نے دشمن کی خاطر مال ہاتھ سے کھویا کہا جب محمدؐ آئے تو ان کے دونوں پاؤں پر دو اژدہے تھے میں نے دیکھا کہ منہ پھیلا کر میرے نگل جانے کا قصد کرتے ہیں اور اس ڈر سے جلد میں نے مال اس کا دے کر رخصت کیا اور روایت ہے کہ ابوجہل بارہا قریشیوں کی مجلس میں کہا کرتا تھا کہ بجرد دیکھنے محمدؐ کے ڈر اور لرزا میرے بدن پر ہوتا ہے سو اس کا سبب یہ ہے کہ بہت نیزے بردار اور شیر اور سانپ گرد اگرد محمدؐ کے مجھ کو نظر آتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اگر محمدؐ کے ساتھ کوئی شخص بے ادبی اور نامعقول گفتگو کرے گا تو ہم اس کو سب مار ڈالیں گے اسی طرح کا جادو محمدؐ کے ہمراہ ہمیشہ رہتا ہے۔ سچ ہے کہ خدا جس کو گمراہ کرے اس کو راہ پر کون لاوے وہ لعین یہ سب معجزے دیکھ کر جادو شمار کرتا تھا۔ اور روایت ہے کہ جب خبر نبوت پیغمبرؐ کی اطراف عرب میں مشہور ہوئی۔ اکثر لوگ ہر چہار طرف کے آنے لگے۔ ایک مرتبہ بہت لوگ اعرابی بقصد ایمان کے مکے کی راہ سے آتے تھے۔ قریش اور ابوجہل نے کہا کہ تم محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاتے تو ہو مگر بے معجزے کے ان پر ایمان نہ لائیو ان سب نے کہا۔ کیا معجزہ ان سے طلب کریں تو ان سب نے کہا کہ چلو ہم سب تمہارے ساتھ مل کر معجزہ طلب کریں۔ تب وہ سب مل کر آئے اور کہا اے محمدؐ اہل قریش اور اعرابی سب جمع ہوئے ہیں۔ اگر ایک معجزہ دکھلاؤ۔ تو ہم سب تم پر ایمان لاویں گے۔ آں حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا معجزہ چاہتے ہو تم۔ سبھوں نے عرض کیا کہ ایک پتھر سفید اس میدان میں پڑا ہوا ہے اس پتھر کا رنگ مثل گل سرخ ہو جاوے اور اس سے ایک سونے کا درخت چھ شاخ کا پیدا ہووے اور ہر شاخ میں سو پتے ہوں اور وہ شاخیں پھولوں سے بھری ہوں۔ اور ہر پتے پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہو۔ اور اس کی ہر شاخ میں چھ قسم کے میوے ہوں۔ اور ہر میوے میں چھ قسم کا مزہ ہو مانند کھجور اور امرود اور سیب اور انار اور بیر کے ہو۔ اور ہر شاخ میں ایک چڑیا سفید پیدا ہووے کہ منقار اس کی سونے کی اور پاؤں اس کے مانند

معجزہ ۵۷

معجزہ ۵۸

لعل کے ہوں اور زبان فصیح سے تمہاری پیغمبری پر گواہی دیوے، تب ہم سب آپؐ پر ایمان لاویں گے۔ یہ سب باتیں رسول خداؐ نے اُن سبھوں سے سُن کر فرمایا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ ھٰذِہِ الْمُعْجِزَۃَ: ترجمہ یعنی خدایا مجھ کو یہ معجزہ بخش دے اتنے میں جبرائیل امین رب العالمین کے حضور سے آئے اور کہا یا رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو آپ نے درخواست کی ہے جناب باری میں مقبول ہوگئی ہے جو آپ کو طلب ہو اس پتھر سے طلب کیجئے خداتعالیٰ کے فضل سے وہ سب ظہور میں آوے گا۔ تب آں حضرتؐ نے اس پتھر کی طرف اشارہ کیا بمجرد اشارہ کرنے کے درخت اور چڑیا وغیرہ جیسا کہ انہوں نے کہا تھا ویسا ہی موجود ہوا۔ یہ معبود کی قدرت دیکھ کے سب اعرابی ایمان لے آئے اور اہل قریش ایمان نہ لائے اور کہا یہ سب جادو ہے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا اے لوگو یہ جادو نہیں ہے۔ یہ قدرت الٰہی ہے۔ اور روایت ہے کہ ایک دن ابوجہل لعین نے کہا کہ میرے گھر میں ایک پتھر ہے اس پتھر میں سے ایک عجیب طاؤس نکالو۔ تو میں آپ پر ایمان لاؤں گا۔ تب حضرت نے دعا کی پتھر پھٹ کر اس میں سے مور نکلا، سینا اس کا سونے کا اور سر اس کا زمرد کا بازو اس کے موتی کے اس لعین نے یہ امر عجیب دیکھا تو بھی اپنے عہد سے منہ موڑا۔

۵۹ معجزہ

اور ایک دن ابوجہل نے ایک یہودی کو اپنے ہمراہ لے کر بوقت شب رسول خداؐ کے پاس آیا اور کہا اے محمدؐ اس وقت کوئی معجزہ ہم کو دکھاؤ۔ نہیں تو تیغ بے دریغ مار کر تمہارا سر جدا کروں گا آپ نے فرمایا تو کیا معجزہ دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ یہودی ابوجہل سے بولا کہ محمد جادوگر ہے اور جادو آسمان پر نہیں چلتا۔ اس کو کہو کہ چاند کو آسمان پر دو ٹکڑے کر دے تب معلوم ہو جاوے گا جادو ہے یا معجزہ۔ بس ابوجہل کے کہنے سے حضرتؐ نے شہادت کی انگلی اٹھا کے چاند کی طرف اشارہ کیا کہ شق ہو جا۔ اے چاند خداتعالیٰ کے حکم سے اسی دم چاند دو ٹکڑے ہو کر آدھا اپنی جگہ پر رہا اور آدھا دوسری جگہ پر گیا یہ دیکھ کر ابوجہل نے کہا کہ کہو پھر دونوں ٹکڑے مل جاویں۔ تب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو پھر دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے۔ وہ یہودی ایمان لے آیا۔ اور ابوجہل نے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری آنکھیں جادو سے باندھ کر دو ٹکڑے دکھلائے اب مسافروں سے پوچھنا چاہیئے کہ فلاں تاریخ کو چاند دو ٹکڑے ہوتے تم نے دیکھا یا نہیں غرض مسافروں سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا ہاں فلانی رات کو ہم نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا تھا

۶۰ معجزہ

معجزہ ۶۱

جب لوگوں نے یہ گواہی دی ۔ تب بھی ابوجہل ایمان نہ لایا ۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ نویں سال ہجری کے ایک دن رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے مدینے کی مسجد میں فرمایا کہ اے یارو نجاشی بادشاہ حبش نے وفات پائی ہے اور اس کی نماز جنازہ اسی وقت ہوتی ہے نماز پڑھا چاہیئے تب صحابہؓ کھڑے ہو گئے اور نماز ادا کی نماز کے بعد صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میّت غائب پہ نماز فرض ہے ۔ فرمایا نہیں مگر مجھ کو جبرائیل ؑ نے اس کی وفات کی خبر دی ہے اور اس کی لاش میں نے دیکھی ہے اس واسطے نماز جنازہ کی ادا کی اور تمہاری نماز بھی میری اقتداء سے درست ہوئی ۔ الغرض جیسے معجزات نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر ہوتے ہیں ایسے اور کسی نبی مرسل یا غیر مرسل سے نہیں ہوئے اور جو کرامتیں اس امت کے اولیاؤں سے ظاہر ہوئی ہیں درحقیقت وہ بھی معجزات سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں اور یہ قیامت تک ظاہر ہوں گی

بیان ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا

روایت کی گئی ہے کہ جب خبر معراج آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملک عرب میں ہر طرف ہوئی تب اکثر اہل عرب وغیرہ ایمان لائے اور بعضے مشرک ایذا دینے اور تکلیف دینے پہ رسول خدا ؐ کے مستعد ہوئے ۔ اس لئے جناب باری سے جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا اے رسول مقبولؐ بعد سلام اور درود کے حق تعالے نے فرمایا ہے کہ تم اپنے یاروں کو مدینہ منورہ میں سوا ابوبکرؓ کے بھیجو ۔ تب آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یاروں کو بلایا مصعبؓ اور ابن مکتومؓ اور ابن مسعودؓ اور عمارؓ اور بلالؓ اور سعد وغیرہ چھبیس صحابہؓ کا قافلہ حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کے ہمراہ مدینہ منورہ کو روانہ ہوگیا ۔ اور آپ منتظر وحی کے رہے اور ابوجہل لعین حضرتؐ کے مار ڈالنے کی کافروں سے مشورہ کر رہا تھا اس میں ابلیس خبیث علیہ اللعنۃ ایک پیر مرد کی صورت بن کر ان کافروں کے پاس آیا ۔ اور کہا اے صاحبو میں نجد کا رہنے والا نجد کا تمہاری مدد کو آیا ہوں مال اور آدمی بہت رکھتا ہوں ۔ تب انہوں نے ابلیس علیہ اللعنۃ کو جگہ دی اور اپنے مشورے میں شریک کیا ابوجہل نے کہا اے بڈھے کہو کہ محمدؐ کے حق میں ہم کیا تدبیر کریں اور اس لعین نے کہا اے ابوحکم

محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑا گیا اور اپنے جھوٹے دین کو جادو سے جاری کرنا چاہتے ہیں، تم حاکم مکہ ہو، اور قوم تمہاری بے شمار ہے اور لشکر بسیار اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تنہا ہیں، کیونکہ ان کے سب یار مدینہ کی طرف گئے ہیں جس وقت کہ محمدؐ اپنے بستر پر سوتے ہوں ایک شخص جا کے سر ان کا کاٹ لاوے تاکہ کسی کو خبر نہ ہووے، سبھوں نے یہ صلاح پسند کی آپس میں یہ بات مقرر ہوئی، تب ابوجہل لعین نے کہا اے یارو آج کی رات محمدؐ کا سر کاٹنا ضرور ہے غرض اس کام کے لئے بیس آدمی جرار کار آزمودہ کو قوم قریش میں سے مقرر کیا۔ اور جبرائیلؑ نے آکے حضرتؐ کو خبر دی کہ آج قریش کی محفل میں یہ بات مقرر ہوئی ہے کہ آج کی رات آپ کا سر تن سے جدا کر دیں۔ اور حکم جناب باری کا یوں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر استراحت پر سلا کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر مکے سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف چلے جاؤ کہ تمام کام اسلام کا وہیں سے پاوے گا۔ تب آنحضرتؐ نے حقیقت وحی کی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بیان کی جب رات ہوئی مرتضیٰ علیؓ کو اپنے بستر پر سلا کر ابوبکر صدیقؓ کو اپنے ہمراہ لے کر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں غرہ ماہ ربیع الاول شب دوشنبہ کو نبوت کے تیرہویں سال اور شب معراج کے آٹھ مہینے کے بعد کہ اس وقت عمر شریف آپ کی ترپن برس کی تھی ہجرت کر گئے اور اسی شب ان بیس آدمیوں نے جو ابوجہل لعین نے معین کئے تھے رسول خداؐ کے گھر پر جا کر محاصرہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے وہاں ان پر ایک خواب ایسا مسلط کیا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس محاصرے سے نکل گئے ان کو اصلاً معلوم نہ ہوا۔ پیچھے ایک ساعت کے اس نیند سے اٹھ کر کہا اے یارو محمدؐ بھاگا چاہتا ہے۔ تب بیس آدمی تلواریں لے کر آں حضرتؐ کے بستر پر آئے۔ دیکھا کہ علیؓ رسول خداؐ کے بستر پر سو رہے ہیں، پوچھا کہ محمدؐ کہاں ہیں۔ علی مرتضیٰؓ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں پھر سبھوں نے بہت سی تلاش کی نہ پایا۔ آخر ابوجہل کو خبر کی تب شیطان نے کہا اے ابوجہل میں جانتا ہوں کہ محمدؐ ابوبکر کو ہمراہ لے کر مدینہ کی طرف بھاگے ہیں، جلدی پیچھا کرو تو لیں گے غار اطحل جو جبل طور میں ہے چھپ رہیں گے۔ وہاں ان کو پاؤ گے۔ پس تمام قریش نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خانہ تلاشی کی نہ پایا۔ تب مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں جبرائیل نے رسول خداؐ کو خبر دی کہ تمام قریش آپ کے پیچھے آرہے ہیں آپ کے ایذا دینے کو۔ آپ اس غار اطحل میں چھپ رہیئے

آں حضرتؐ ابوبکرؓ کے اس غار میں چھپ گئے اور خدا کے حکم سے مکڑی نے اس غار کے منہ پر جالا بنا اور دو کبوتروں نے اس میں بیضے دیئے اور جبرائیلؑ نے آکے خاک کوڑا اس پر جھاڑ دیا۔ تاکہ پرانا معلوم ہو۔ اور کفار نہ پہچان سکیں۔ جب وہ بدخواہ غار الحل پہ پہنچ گئے اور ہر طرف تلاش کرنے لگے۔ ابلیس کو معلوم تھا اس نے چاہا کہ آدمی کی صورت بن کر پیغمبر خدا کو دکھلاوے۔ اس وقت جبرائیلؑ نے اپنا پر مار کر شیطان کو دریائے محیط میں گرا دیا۔ اور بدخواہ غار کے دروازے پر آکے تلاش کرنے لگے کوئی کہتا تھا کہ اس غار کے اندر گھسے ہیں کسی نے کہا نہیں اس کے اندر کیونکر جا سکتے ہیں منہ اس کا بہت تنگ ہے اور کسی نے کہا کہ پھر یہاں سے محمدؐ کہاں گئے ہیں اسی طرح کفار آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ دو کبوتر اس غار کے منہ سے اڑ گئے جب کبوتر کے انڈے اور مکڑی کا جالا اور خاک اور کوڑا اس پہ پڑا ہوا دیکھا۔ تب وہاں سے پھر آئے اور آنحضرتؐ تین دن اس غار کے اندر جاکر سجدے میں رہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو دیکھا کہ اس غار کے اندر چاروں طرف بچھو اور سانپ کے سوراخ بہت ہیں تو اپنے بدن کے کپڑے اور دستار پھاڑ پھاڑ کے سوراخوں کو بند کیا صرف زیر جامہ باقی رہا اور کپڑے نہ ہونے کے سبب ایک سوراخ باقی رہا۔ وہ بند نہ ہو سکا۔ حکم الٰہی سے ایک سانپ زہر دار نے چاہا کہ اس سوراخ سے نکل کر رسول خداؐ کا قدمبوس ہو اس میں حضرت ابوبکرؓ کی نظر اس پر پڑی اس وقت اپنے پاؤں کو اس سوراخ کے منہ پر رکھ دیا۔ اور اس کے آنے کی راہ بند کی۔ تب اس سوراخ کے اندر سے سانپ نے ابوبکر صدیقؓ کے پاؤں میں کاٹا اور زہر نے غلبہ کیا تمام بدن میں لرزہ پڑا مگر پاؤں اپنا سوراخ کے منہ سے نہ ہٹایا۔ مثل ستون کے قائم رکھا۔ آں حضرتؐ جب نماز سے فارغ ہوئے تو یہ حال دیکھ کے فرمایا اے ابوبکر کیا حال ہے تمہارا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں نے دیکھا ایک بڑا سانپ اس غار سے نکلتا تھا۔ اس واسطے میں نے اپنے پاؤں سے بند کیا۔ اور اس سانپ نے میرے پاؤں میں کاٹا۔ اور زہر نے اس کے مجھ پہ غلبہ کیا۔ آں حضرتؐ نے فرمایا کہ پاؤں اپنا کھینچ لو تب ابوبکرؓ نے پاؤں اپنا کھینچ لیا دیکھا ایک سانپ سوراخ سے نکل آیا۔ اور عرض کی یا رسول اللہؐ جب میں نے دیکھا کہ ابوبکر صدیق آپ کے قدم چومنے سے مجھ کو محروم کرتے ہیں۔ اس واسطے میں نے ان کو کاٹا۔ یہ کہکر ایمان لایا۔ اور قدمبوس ہو کر اپنے گڑھے کے اندر گھس گیا۔ اور آں حضرتؐ نے اس زخم کو

تین بار چوس چوس کر تھوکا۔ حق تعالےٰ نے شفائے کامل بخشی اور چوتھے روز آں حضرتؐ اور ابوبکرؓ اس غار سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور اس میں ابو جہل نے سراقہ بن جعشم کو یہ خط لکھا کہ محمدؐ بن عبداللہ یہاں سے بھاگ کر مدینہ میں جاتا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ تم محمدؐ کو جہاں سے ملے پکڑ کر میرے پاس بھیجدو۔ تب سراقہ بن جعشم نے آں حضرت کو راہ میں آگھیرا اور نیزا اپنے داہنے ہاتھ میں رکھا۔ اور گھوڑا کدا کے ارادہ کیا کہ رسول خداؐ کے سامنے آوے اور پکڑے خدا تعالےٰ کے حکم سے اسی وقت زمین اس کے گھوڑے کو پیٹ تک نگل گئی۔ سراقہ نے اُس دم جانا کہ محمدؐ صادق ہیں اور عذر خواہی کرنے لگا اور اقرار کیا کہ مجھ کو چھڑا دیجئے کہ میں چلا جاؤں اور جو بدخواہ آپ کے پیچھے آتے ہوں گے ان کو واپس پھیر دوں گا اور کہوں گا کہ میں نے اس طرف بہت تلاش کی ہے مگر محمدؐ کو نہ پایا جب آنحضرتؐ نے زمین کو فرمایا یَا اَرْضُ خَلِّیْہٖ توجمہ اے زمین چھوڑ دے اس کو۔ تب زمین نے گھوڑے کے پاؤں کو چھوڑا اور سراقہ خلاص ہو کر پھر گیا اور بدخواہوں سے ملاقات ہوئی۔ سراقہ نے وہی باتیں کیں۔ جو حضرت سے وعدہ کیا تھا۔ جب آں حضرتؐ وہاں سے کراع الغنم میں پہنچے وہاں سردار قوم بریدہ اسلمیؓ نام رسول خدا کی خبر سن کر سات سو آدمی ہمراہ لے کر پیغمبر خداؐ کے استقبال کو آیا۔ اور سب کے سب مسلمان ہو گئے پھر آں حضرتؐ نے وہاں سے روانہ ہو کر ربیع الاول کی سولہویں تاریخ دوشنبہ کے روز قبا میں پہنچے اور قبا ایک گاؤں کا نام ہے مدینے کے پاس اور وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت کی۔ بہت لوگ ایمان لائے اور وہاں چار روز پیغمبر خداؐ رہے جب اہل مدینہ نے آں حضرتؐ کی خبر پائی تو تمام سردار وہاں کے معہ صحابہؓ حضرت عمرؓ اور حمزہؓ وغیرہ آں حضرتؐ کے استقبال کو آئے غرض ربیع الاول کی بیسویں تاریخ جمعہ کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور ابو ایوب انصاریؓ کے گھر میں اترے۔ ہجرت کا بیان تمام ہوا۔

بیان آغاز لڑائی بدر الکبریٰ کا

روایت میں آیا ہے کہ بعد ہجرت کے ایک برس تک جہاد کا اتفاق نہ ہوا دوسرے برس جنگ بدر الکبریٰ کی واقع ہوئی اور پانچویں سال میں بدر الصغریٰ کی اور اسی طرح دس برس کے اندر کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں رہے پچیس لڑائیاں کفاروں سے کیں۔ اور بعضی روایت میں ہے کہ ستائیس۔ بعد نزول اس آیت کے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ

ترجمہ یعنی قتل کرو تم مشرکوں کو جہاں پاؤ۔ لیکن ان میں سے سات لڑائی میں یعنی جنگ بدر، جنگ احد
اور غزوہ خندق اور بنی قریظہ اور مصطلق اور خیبر اور طائف میں آپ تشریف لے گئے تھے۔ اور
ایک روایت میں آیا ہے کہ وادی القریٰ اور غابہ اور بنی نضیر میں بھی گئے تھے ایسے ہی اور پچاس
لڑائیاں ہوئیں ان میں صرف لشکر کو بھیجا خود تشریف فرما نہ ہوئے اور اس مدت کے اندر آنحضرتؐ
کو سوائے دعوت اسلام اور تعلیم احکام دین اور کافروں سے جہاد کرنے اور بنانے مسجد کے اور
کچھ کام نہ تھا۔ یہاں تک کہ دین پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اور لڑائی بدر الکبریٰ کے ہونے کا یہ سبب تھا کہ
ایک دن آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے یاروں کے ساتھ بیٹھے تھے کہ جبرائیلؑ نازل ہوئے
اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کے مشرک سوداگر ابوسفیان اور عمرو بن العاص کی طرف سے
آتے ہیں اپنے یاروں کو بھیجدو تاکہ ان سب کو ماریں اور غنیمت لیں اور ان سے خوف نہ کریں خدا کے
فضل سے تم کو فتح و نصرت ہوگی۔ حضرتؐ نے اپنے یاروں کو فرمایا۔ سو مرد مسلمان جمع ہوئے
ان میں تیرہ آدمی گھوڑے کے سوار اور اسی آدمی شتر سوار اور باقی پاپیادہ تھے۔ کسی کے پاس
ہتھیار لڑائی کا نہ تھا۔ مگر ہر ایک کے ہاتھ لاٹھی تھی کافروں سے لڑنے کے لئے۔ جب چاہ بدر کے
نزدیک پہنچے تو ان سوداگروں کو یہ احوال کسی طرح معلوم ہوگیا۔ آخر مکہ میں یہ خبر پہنچائی کہ محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے جماعت کثیر کے ساتھ راہ ہماری بند کی ہے اور ارادہ تخت و تاج کا رکھتے ہیں۔
پس ابوجہل نے یہ بات سن کے منادی کی کہ تمام اہل مکہ ایک ہزار ایک سو سوار ہمراہ رکھتے تھے
پس ابوجہل ان سواروں کو لے کر مع خود لڑنے کے لئے آیا۔ اور جبرائیلؑ یہ خبر رسول خداؐ کے پاس لائے
کہ ابوجہل اتنا لشکر لے کر لڑنے کو آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمہاری نصرت ان پر ہوگی مومن یہ
بات سن کر بہت خوش ہوئے اور دوسرے دن لشکر دونوں طرف کے جمع ہوئے اور ابوجہل
کی آنکھ میں لشکر نصرت تھوڑا معلوم ہوا اور اپنا لشکر بہت اس واسطے خوش ہو کر کہنے لگا۔ کہ
میرے ساتھ اتنا لشکر ہے کہ محمدؐ کے خدا سے البتہ لڑ سکیں گے۔ بلکہ اس کے واسطے ہمارا تھوڑا
لشکر کافی ہے۔ جب یہ بات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان میں پہنچی سجدے میں آکر کہا
خداوندا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے سو پورا کر ہم کو فتح دے پس اول لشکر سے ابوجہل کے عتبہ اور شیبہ اور
ولید بن مغیرہ جنگ گاہ میں آکھڑے ہوئے اور لشکر نصرت اثر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عبداللہ بن

ارواحہؓ اور عوف بن حارثؓ اور مسعودؓ بن حارث لڑائی میں آئے، تب لشکر ابوجہل کے لوگ حقارت سے کہنے لگے کہ اول اپنا نام بتاؤ پیچھے ہم سے لڑو، ان تینوں مومنوں نے اپنے نام بتائے پھر مشرکوں نے کہا کہ تم ہماری لڑائی کے قابل نہیں تم جاؤ بعد اس کے ایک نعرہ مارا کہ اے محمدؐ ہمارے مقابل میں ہمارا ہمسر بھیج پس خواجہ عالمؐ نے حمزہؓ اور علی مرتضیٰؓ اور عبیدہ بن حارث کو بھیجا، تب دونوں طرف کے لشکروں میں لڑائی ہوئی، حمزہؓ نے ابوجہل کے لشکر سے شیبہ کا سر کاٹا اور علی مرتضیٰؓ نے ولید بن مغیرہ کو مارا اور عتبہ نے حضرت عبیدہؓ کا پاؤں توڑا تھا تو بھی حضرت عبیدہؓ نے عتبہ مردود کو قتل کیا، بعد اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آئے اور آپ نے ان کو بہشت کی بشارت دی اور پیچھے سے مشرکوں نے تیر بار کے چار پانچ مومنوں کو شہید کیا، تب پیغمبرؐ نے سجدے میں آکر دعائے نصرت کی، تب خدا عزوجل نے ہزار فرشتے بھیجے انہوں نے آکر مشرکوں کو واصل جہنم کیا، اور عبداللہ بن مسعودؓ نے جنگ گاہ میں ابوجہل کا سر کاٹا اور سجدہ شکر بجا لائے اس دن بہت کافر مارے گئے اور بعضے اسیر ہوکے آئے اور کتنے ہزیمت پاکر بھاگ گئے اور اصحابہؓ سے، روایت ہے کہ جس دن کافروں نے حضرت کے لشکر کے مارنے کا قصد کیا، خدا کے حکم سے اس دن خود بخود ان کافروں کے سر کٹ کے زمین پر گرے ان کافروں کی لاشوں کو خندق میں ڈال دیا، پیغمبر خداؐ نے اس کے کنارے کھڑے ہوکے فرمایا اے بدبختو اقارب ہمارے تم ہی تھے صحابہؓ نے متعجب ہوکر پوچھا یا رسول اللہؐ آپ مقتولوں سے گفتگو کرتے ہیں فرمایا کہ مردے بات سنتے ہیں لیکن بول نہیں سکتے ہیں، پھر پیغمبر خداؐ کے اپنے یاران فتح شعار کو لے کر مدینہ منورہ میں تشریف لائے، لیکن تیرہ آدمی مسلمان شہید ہوئے تھے اور آں حضرتؐ نے اسیروں کو اپنے پاس بلایا عتبہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اس کی تکلیفیں دی ہوئی یاد آگئیں، پھر حضرت علی مرتضیٰؓ سے فرمایا کہ عتبہ کو قتل کرو، اسی وقت علی مرتضیٰؓ نے گردن ماری اور وہ داخل جہنم ہوا، اور پیغمبر خداؐ کی ایک زوجہ نے کہ نام ان کا سودہؓ تھا قیدیوں کے قتل کے وقت کہا کہ تم اگر لڑائی میں مارے گئے ہوتے تو اس وقت اس خرابی سے کیوں مارے جاتے، یہ بات سن کر پیغمبر خداؐ سودہؓ پر غصے ہوئے اور ان کو طلاق دی سودہؓ نے غمگین ہوکر حضرت عائشہؓ کو بہت منت سماجت کر کے عفو تقصیر پر راضی کیا چنانچہ سید عالمؐ نے سفارش منظور کی اور سودہؓ کو پھر نکاح میں لائے۔ اور بعد اس کے پیغمبر خداؐ نے حضرت عباسؓ سے جو کہ اسیر ہوکے آئے تھے کہا کہ اگر تم مسلمان ہو تو تم کو آزاد کر دوں گا، اسی وقت عباسؓ مسلمان ہوگئے

اور دولت ایمان ہاتھ لگی اور بہشت نصیب ہوئی۔ یہاں تک تھا قصہ بدرالکبریٰ کا۔ واللہ اعلم۔

احوال جنگ اُحد کا :۔

خبر میں آیا ہے کہ مشرکوں نے بعد ہزیمت جنگ بدر کے سامان لڑائی کا پھر تیار کیا اس وقت سردار قریش کے ابوسفیان تھے وہ کافر جم غفیر و لشکر کثیر مدینے کی طرف بارادہ تاخت آئے اور جبرائیل امین نے یہ خبر رسول خدا کو پہنچائی حضرت نے اپنے یاروں سے مشورہ کیا فوج کفار کی مدینہ کے متصل آئی لشکر اسلام مسلح ہوکر ہمرکاب بسالت مآبؐ کے جبل اُحد پر کہ مدینہ سے دو کوس ہے آیا آں حضرتؐ نے عبداللہ بن زبیر کو ساتھ ستر تن تیر انداز کے اسی کوہ پر لشکر وغیرہ کی حفاظت کیلئے متعین کیا اتنے میں لشکر دونوں طرف سے صف کشیدہ ہوئے اول تیروں کا مینہ برسا پھر شمشیر و خنجر بجلی کی طرح چمکے اور دریا خون کا بہا القصہ فوج اسلام نے پروردگار کے فضل سے لشکر کفار پر فتح پائی اور مشرکوں نے ہزیمت اور شکست کھائی وہ ستر نگہبان کوہ احد کے باوجود ممانعت عبداللہ بن زبیرؓ کے یہ ہزیمت دیکھ کر غنیمت لوٹنے کو دوڑے فوج کفار کی فرصت پاکر اس پہاڑ پر پہنچی اور لشکر اسلام مغلوب ہوا ستر آدمی مسلمانوں سے کچھ زخمی ہوئے اور کچھ شہید اور آنحضرت کے دندان شریف نے اسی جا ایک پتھر کی ضرب سے شہادت پائی دہن مبارک سے جو دُر بے بہا تھا خون بہا، وہ مرجان لعل کا بنا ایک صحابی اپنی پگڑی سے لبول مبارک سے پونچھتے تھے۔ ابلیس لعین نے یہ حال دیکھ کر پہاڑ پر چڑھ کے پکارا اے لوگو محمدؐ مقتول ہوئے یہ آواز سُن کر کافروں نے خوش ہوکر لشکر اسلام پر حملہ کیا اس وقت بہت مسلمان مجروح ہوئے۔ اور کتنے شہید۔ اور چند لوگ غازی بنے اور بعضے لوگ بھاگ گئے۔ اصحاب کبار وغیرہ آنحضرتؐ کی خبر گیری کو آئے دیکھا کہ دندِ مبارک آپ کا شہید ہوا ہے اس عرصہ میں حضرت حمزہ اور دو صحابی نے شہادت پائی اور کافروں نے ظلم و ستم سے ان کو مثلہ کیا یعنی ناک کان ہاتھ پاؤں کاٹے تب اصحاب کبار وغیرہ کی آتش خشم نے جوش مارا اور پھر فوج اعدا میں کہ دل بادل تھی برق کی طرح در آئے رعدوار نعرے مار مار کے کفاروں کو قتل کرنا شروع کیا، حضرت شیر خدا علی مرتضیٰؓ نے حمزہؓ کی لاش دیکھ کر کہا اے چچا خدا تعالیٰ کے حکم سے ستر آدمیوں کو تمہارے عوض مثلہ کروں گا۔ یہ کہہ کر دُلدُل کو چمکایا اور ذوالفقار ہاتھ میں لے کر نعرہ حیدری مارا سے ماہی تک پہنچایا، اور آں حضرتؐ کے گھوڑے کی باگ عباس پکڑے کھڑے

تھے کہ جبرائیل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہؐ فرشتے آپ کی مدد کو آئے اور سر کافروں کا تن سے جدا کرتے ہیں غرض لشکر اسلام نے فتح پائی جناب رسالت مآب نے سجدہ شکر بجا لا کے مرتضیٰ علیؑ کو مدینہ منورہ میں خوشخبری دینے کے لئے بھیجا تمام اہل مدینہ اور اہل بیت آوازہ بد سے گھبراتے تھے خبر ظفر کی سن کر شاد ہوئے پھر آنحضرتؐ نے ست لاشیں مسلمانوں کی بعد نماز جنازے کے دفنائیں اور باقی لاشوں کو مدینہ میں لوگ لے آئے کہتے ہیں کہ ایک بڑھیا اپنے بیٹے اور بھائی کو دیکھ کر بولی کہ ہزار بیٹے اور بھائی اگر ہوتے تو حضرتؐ پر سے تصدق کرتی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے یاروں کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف تشریف فرما ہوئے دیکھا کہ ہر ایک آدمی اپنے مردوں کی تعزیت کرتا ہے حضرت نے یہ سن کر فرمایا کہ اگر آج حمزہ کا کوئی ہوتا تو ان کی بھی تعزیت کرتا یہ سن کر سب زن و مرد نے اپنے مردوں کو چھوڑ کر حمزہ کی تعزیت کی بلکہ اب تک عرب میں یہ رسم ہے کہ جب کوئی کسی مرے کی تعزیت کو آوے، اول حمزہ رضی اللہ عنہ کی تعزیت کرے گا:۔

بیان احوال جنگ بدر الصغریٰ وغیرہ کا

کہتے ہیں کہ احد کی لڑائی سے اگلے سال مکہ معظمہ میں بڑا قحط پڑا سب لوگ وہاں کے خراب و تباہ ہوئے تھے پھر کافروں نے آں حضرت کے قصد حرب سے ڈر کر آپس میں تدبیر و مصلحت کر کے ایک قاصد مسعود نام کو مدینہ میں بھیجا اس نے جا کے مکر و فریب سے حضرتؐ کو ڈرایا کہ یا رسول اللہؐ گذشتہ سال باوجود کم جمعیتی کفار کے آپ کی فوج بہت ماری گئی اور امسال ان کو زور جمعیت خوب ہے ہرگز آپ اس طرف کا قصد نہ فرماویں آپ نے اس بات پر عمل نہ کیا اور لشکر اسلام کو ہمراہ لے کر مکے کو جا کر محاصرہ میں لائے مگر کفاروں سے کوئی شخص لڑنے کو نہیں آیا بلکہ کتنے آدمی خفیہ آکر مسلمان ہوئے پھر فخر دو عالمؐ نے مدینہ منورہ کو مراجعت کی سال آئندہ میں آنحضرتؐ یاروں کے ساتھ بقصد حج شتر و دنبے قربانی کیلئے ہمراہ لے کر روانہ ہوئے اہل مکہ نے جمع ہو کر جنگ کا قصد کیا سب مسلمان کہ احرام میں تھے، گھبرائے قضاء الٰہی سے کفاروں کو لشکر اسلام دیکھ کر ایسا رعب غالب ہوا کہ خود بھاگ گئے پھر ان کافروں نے دو قاصد ایک ابو مسعود ثقفی دوسرے اسمٰعیل بن عمرو کو بھیج کر حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارادہ حج تشریف لائے ہیں، قصد حرب کا نہیں تب خوش ہو کر حرف صلح درمیان لائے اور آکر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال ہم قحط کے مارے ہوئے ہیں آپ کی خدمت نہ ہو سکے گی اس واسطے یہ آرزو ہے کہ ابھی آپ مدینے کو

اور ہم کو ایک تمنا صلح کی ہے۔ رسول کریم کو اُن پر رحم آگیا۔ التماس ان کی قبول کی عہد و پیمان صلح کا
لکھا گیا۔ پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت الحرام کو ہدیہ اور تحفہ بھجوایا مساکینوں کو خیرات دی
اور یاروں کو ہمراہ لے کر مدینے کی طرف تشریف فرما ہوتے :-

بیان احوال جنگ خیبر کا

مروی ہے کہ پیغمبر خداؐ نے ساتویں سنہ ہجری میں حج سے فارغ ہو کر جعفر طیارؓ سے مژدہ مسلمان ہونے
نجاشی کا سُنا پھر خبر صلح پارس کی پہنچی بعد اس کے آپ نے خیبر کی طرف بارادۂ جہاد کوچ فرمایا مع لشکر وہاں
پہنچے اور خیبر کے یہود بھی فوج کثیر لے کر مقابلہ کو آئے جب لشکر دونوں طرف کا صف کشیدہ ہوا تب ایک مرد مسلمان
نے سات تن یہودی جہنم رسید کر کے شہادت پائی پھر سرور عالمؐ نے علی کرم اللہ وجہہ کو بلوا کر حکم جنگ کا دیا
ان کی آنکھوں میں درد شدید تھا۔ آنحضرتؐ نے دعا کی فوراً دُلدُل پر سوار ہو کر ذوالفقار ہاتھ میں لے کر میدان جنگ
میں آ کے نعرہ مارا یہودیوں نے آپ پر حملہ کیا۔ شیر خدا نے ایک ہی حملہ میں بہت کافروں کو فی النار والسقر کیا اس عرصے
میں ایک یہودی پہلوان رستم زمان لاف مارتا ہوا آیا اور شیر خدا پر حملہ کیا حضرت علی مرتضیٰؓ نے اس کو ایک ہاتھ ایسا مارا
کہ گھوڑے سمیت دو ٹکڑے ہوا کافروں نے یہ حال دیکھ کر ہزیمت کھائی اور قلعہ میں پناہ لی بس امیر المومنین نے در خیبر کو
پکڑ کر زور کرامت کیا۔ تمام قلعہ میں لرزہ زلزلے کا سا پڑ گیا اور خدا کے حکم سے دروازہ اُکھڑ کر حصار کے پیچھے گرا تو پھر
لشکر اسلام قلعہ میں آیا اور مال و دولت لوٹ کر آسودہ ہوا بہت کافر قتل ہوئے اور کتنے زن و مرد اسیر ہو کر آئے اس میں
سے ایک عالی خاندان بی بی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئی اس بی بی نے ایک خط مہری حضرت
سے موقوفی خراج میں لکھوا کر اپنی قوم کو دیا۔ چنانچہ وہ خط اُن کے پاس اب تک موجود ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

بیان وفات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

مروی ہے کہ آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کو خاتم النبیین نے اپنے یاروں کے ساتھ عرفات میں دو رکعت نماز ادا کی اتنے
میں جبرائیلؑ یہ آخری آیت لائے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔ ترجمہ
یعنی آج کے دن کامل کیا میں نے تمہارا دین اور تمام کی تم پر نعمت اپنی اور راضی ہوا میں بھیج کر واسطے تمہارے
سلام کو سید المرسلینؐ نے جان لیا کہ سفر آخرت کا قریب آگیا ہے۔ بعد ادائے حج کے مکانات

آباؤ اجداد کے دیکھ کر مدینہ کی طرف روانہ ہوکے فرمایا کہ شاید دوسرے سال مکہ معظمہ میں آنا میرا نہ ہوگا۔ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم یہ سن کر گریہ زاری میں مصروف ہوئے حضرتؐ کو اسی مقام میں درد پہلو پیدا ہوا۔ چنانچہ سترہ نمازیں آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اقتدار سے پڑھیں پھر مدینہ میں تشریف لائے الغرض ماہ صفر کو بدھ کے دن میمونہ خاتونؓ کے گھر میں کہ زوجہ آنحضرتؐ کی تھیں درد سر اور بخار شروع ہوا شدت مرض میں سب ازواج مطہرات تیمارداری کو وہاں آئیں پھر آنحضرتؐ اہل بیت سے کسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کے عائشہؓ خاتون کے حجرے میں تشریف لائے اور سر مبارک ان کے زانو پر رکھ کر آرام کیا عائشہ صدیقہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ بدن مبارک آپؐ کا بہت گرم ہے فرمایا اے عائشہؓ مفارقت کا دن نزدیک آیا بی بی نے آہ سرد کھینچی وہ روئیں سے بھری حضرتؐ نے فرمایا۔ صبر کرو کیونکہ شربت موت کا ہر ایک کو چکھنا ہے دوسرے دن جمعہ تھا کہ بلالؓ سے صلواۃ اور اذان سن کر سید کونین نے چند صحابہ کے مونڈھوں پہ ہاتھ رکھ کے مسجد میں بہ ہزار سختی پہنچکر فرمایا کہ مجھ میں ضعف سے طاقت نہیں چاہیئے کہ ابوبکر صدیقؓ امامت کریں یہ سن کر سب اصحاب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے آخر حضرتؐ نے بہ ہزار دشواری نماز ادا کر کے وصیت شروع کی کہ بھائیو میں نے موافق وحی کے سب نیک بد سے تم کو آگاہ کیا اب وقت آخر پہنچا کاروبار اپنے چاہیئے کہ بعد میرے ہوشیاری سے کرو تمام صحابہؓ میں گریہ و بکا و صدائے واویلا نے وقوع پایا۔ پھر ابوبکر صدیقؓ نے دست بستہ ہوکر عرض کی کہ یا رسول اللہؐ آج کی رات ایک خواب میں نے دیکھا فرمایا بیان کرو کہا یہ دیکھا ہے کہ چادر عائشہ صدیقہؓ کی سر سے اس کے اڑ گئی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تعبیر اس کی اس کے بیوہ ہونے پہ ظاہر ہے اس کے بعد عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ میں نے آج یہ خواب دیکھا کہ عدل پھر ٹوٹ گیا ہے حضرتؐ نے فرمایا وہ عدل میں ہوں پھر حضرت عثمانؓ نے کہا یا رسول اللہؐ میں نے یہ خواب دیکھا کہ ایک ورق قرآن شریف سے ہوا پہ اڑ گیا۔ فرمایا اے عثمانؓ ورق قرآن شریف کا عبارت میری روح سے ہے کہ تن سے ہوا ہوگی پھر علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ میں نے یہ خواب دیکھا کہ ڈھال میری ٹوٹ گئی۔ فرمایا آپؐ نے کہ سپر تیری میں تھا اور ٹوٹنا اس کا میرا اس دار فانی سے جانا ہے پھر حسینؓ نے کہا یا جدی ہم نے یہ خواب دیکھا کہ ایک درخت بزرگ گر پڑا فرمایا اے فرزند وہ درخت تمہارے لئے میں ہوں اس جہان سے جاؤں گا۔ بعد اس کے عائشہ صدیقہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میرے گھر کا ستون گر پڑا فرمایا اے عائشہ جو عورت یہ خواب دیکھے اس کا شوہر مر جاتا ہے اس وقت سب یار اور تمام بیبیاں اور سارے اہل بیتؓ زار زار روئے اور پریشان ہوئے مضطرب بے قرار تھے پھر رسول خداؐ نے فرمایا اے یارو شدت بیماری کی مجھے بہت ہے۔ بلالؓ سے کہو کہ مدینے میں آواز دیدے کہ دو روز

رسول خداؐ کی زندگی کے باقی ہیں جس آدمی کو دعویٰ کسی قسم کا مجھ پر ہو آکر ظاہر کر لے حق اپنا قیامت پر نہ رکھے
القصہ عکاشہ نام ایک مرد نے دعویٰ تازیانے کا کیا اور کہا یارسول اللہ جنگ اُحد میں آپ کے ہاتھ سے میری پیٹھ پر
کوڑا لگا چاہتا ہوں کہ عوض اس کا لے سید عالمؐ نے گھر میں سے وہ کوڑا کہ سات سیر کا تھا منگوایا اور اندر و باہر عکاشہ کے
بدلہ لینے کی خبر ظاہر ہوئی ہر ایک اصحاب کبار وغیرہ اس سے کہتے تھے اے عکاشہ حضرتؐ کے بدلے ہمارے تن پر
دس دس بیس بیس چالیس چالیس کوڑے مار لے اور رسول رب العالمین کو جو شدت بیماری میں ہیں بخش دے وہ راضی نہ
ہوا حضرتؐ نے فرمایا اے عکاشہ کوڑا ہاتھ میں لے اور جتنا چاہے مار عکاشہ نے درہ ہاتھ میں لیا اور کہا اے خواجہ
عالم میں نے ننگی پیٹھ کر کے کوڑا کھایا تھا اور آپ کپڑے پہنے ہیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیراہن اُتارا
اس وقت حاضرین مجلس روتے تھے اور کہتے تھے جلیت عکاشہ تو نے آخر بات ہم سب کی نہیں مانی ؎
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ؏ الغرض عکاشہ پشت مبارک کے نزدیک آکھڑا ہوا اور مہر نبوت کی زیارت
کی جھٹ بوسہ دیا آنکھوں سے لگایا پھر کوڑا ہاتھ سے پھینک کر قدم مبارک پر گرا اور کہا اے سید المرسلین مجھ کمینے
کی کیا طاقت ہے کہ آپ کے غلاموں کی پشت تک کوڑا لے جا سکوں میں کمینہ نالائق آپ کی درگاہ کا ہوں،
میری پیٹھ پر جس روز تازیانہ لگا تھا میں نے اسی روز بخش دیا تھا، اب غرض میری یہی تھی کہ اس حیلے سے
آپ کی مہر نبوت کی زیارت کروں اور آتش دوزخ سے بے فکر ہوں رسول خداؐ نے فرمایا نصیب تیرے
کہ آتش دوزخ کی تجھ پر حرام ہوئی پھر ربیع الاول کی دوسری تاریخ پیر کے روز حق تعالیٰ نے عزرائیل کو فرمایا کہ حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جا کر ادب سے کھڑا ہو اور بے اجازت جان اُن کی قبض نہ کرنا ملک الموت
نے اعرابی کی صورت بن کے آں حضرتؐ کے دروازے پر آواز دی کہ میں حکم اندر آنے کا چاہتا ہوں اگرچہ ادب
سے آواز آہستہ دی تھی تو بھی سب مکانات گونج گئے حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ اے اعرابی اس وقت حضرت
عالم بے ہوشی میں ہیں اور تکلیف آزار سے بے چین ہیں اس نے نہ سنا اور بار بار پکارتا تھا. جب گوش مبارک
میں آپ کے وہ آواز پہنچی آنکھیں کھول دیں اور پوچھا اے فاطمہؓ کیا ہے عرض کی یارسول اللہ ایک اعرابی ذوالفقار
ہاتھ میں لئے دروازے پر چلاتا ہے اور گھر میں آنے کی اجازت چاہتا ہے ہر چند کہتی ہوں جا مگر نہیں جاتا
رسول خداؐ نے فرمایا اے فاطمہ وہ اعرابی نہیں کہ جاوے بلکہ یہ شخص وہ ہے کہ عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو
یتیم بنائے اس کو گھر میں بلا لو پھر ملک الموت نے آکر سلام کیا اور ادب سے کھڑا ہوا آں حضرتؐ نے فرمایا
اے برادر عزرائیل میری زیارت کو آئے ہو یا جان قبض کرنے کو کہا یارسول اللہ ﷺ جان قبض کرنے کو آیا ہوں مگر آپ کے

حکم سے حضرتؐ نے فرمایا کہ ٹھیر و کہ اخی جبرائیل آوے۔ جب جبرائیلؑ آئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ اے اخی جبرائیل فرمان الٰہی تھا کہ عمر میری نوّے برس کی ہوگی اور ابھی تو ترسیٹھ ۶۳ برس گذرے ہیں جبرائیلؑ نے
کہا کہ ستائیس برس آپ کے معراج میں گذرے اور کہا حکم الٰہی یوں بھی ہے کہ اگر دنیا میں رہنا منظور کرو تو جتنی
عمر چاہو عنایت کروں حضرتؐ نے فرمایا کہ مرضی الٰہی کس میں ہے کہا کہ مرضی الٰہی بہشت میں آپ کو بلانے کی ہے
کیونکہ دوزخ کی آگ سرد کی گئی ہے اور جنت کو آراستہ کیا ہے اور حور غلمان آپ کے منتظر ہیں بناؤ سنگار کئے مستعد
خدمت کے ہیں رسول اللہؐ نے فرمایا میں راضی برضا رہولا ہوں پھر فرمایا اے اخی جبرائیل میرے بعد تم آؤ گے
یا نہیں جبرائیلؑ نے کہا یا رسول اللہؐ آپ کے بعد دس بار دنیا میں آؤنگا کہ ہر ایک چیز دنیا سے لے جاؤنگا حضرتؐ
نے پوچھا کیا کیا چیزیں کہا یا رسول اللہؐ اوّل بار آکے گوہر صبر دنیا سے لے جاؤں گا۔ دوسری بار گوہر شرم۔ تیسری بار
گوہر محبت۔ چوتھی بار گوہر عدل۔ پانچویں بار گوہر برکت۔ چھٹی بار گوہر سخاوت۔ ساتویں بار گوہر صداقت آٹھویں بار
گوہر حلال۔ نانویں بار گوہر علم۔ دسویں بار برکت قرآن مجید کی۔ یہ دس چیزیں لے جاؤں گا۔ پھر آثار قیامت ظاہر ہونگے
اور اسرافیل صور پھونکیں گے۔ پھر حضرتؐ نے پوچھا اے اخی جبرائیل حال میری امت کا بعد میرے کیونکر ہوگا۔ حق تعالیٰ
نے فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہو کہ امت اپنی مجھ کو سونپے تو قیامت کے دن صحیح وسالم اس کو دوں۔
حضرتؐ نے خوش ہو کر الحمد للہ کہا پھر پوچھا اے اخی جبرائیل غسل میت مجھ کو کون دلاوے اور کفن کون پہناوے
اور نماز جنازہ کون پڑھے اور کہاں دفنایا جاؤں جبرائیل درگاہ الٰہی میں ہو کر آئے اور کہا یوں فرمان ہوا ہے کہ ابوبکر
صدیقؓ امامت کرے اور علیؓ غسل دے اور کفن پہناوے اور عائشہؓ کے حجرے میں دفن ہو کر آپ آرام فرماویں پھر
حضرتؐ نے وصیت کی اے یارو حلال وحرام میں فرق جاننا اور مال کی زکوٰۃ دینا اور فقیروں کو محروم نہ چھوڑنا اور زن و
فرزند یتیم وہمسایہ پر شفقت کرنا اور تکلیف نہ دینا اس وقت سب حاضرین مجلس کا غم سے عجب حال تھا کہ نقش دیوار ہوگئے
خصوصاً حضرت فاطمہؓ ان کو حضرتؐ نے فرمایا اے جگر گوشہ میری رنج نہ کھاؤ کہ بعد چھ مہینے تم بھی میرے پاس آؤ گی اس
وقت خاتون جنت کو تسکین ہوئی پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اے عزرائیل اب اپنے کام میں تم مشغول ہو تب ملک الموت
نے ہاتھ سینہ مبارک پر رکھا پھر پیغمبر خداؐ نے ایک آہ بھری اور فرمایا اے ملک الموت مجھ کو ایسی ایذا پہنچی کہ میں نے
جانا کہ ایک پہاڑ میری چھاتی پر آپڑا اور میری اُمت کو بھی ایسی تکلیف ہوگی عزرائیل نے فرمایا کہ یا رسول اللہ
میں تو آپ کی روح مبارک بہت آسانی سے قبض کر رہا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عزرائیل جتنی سختی اور
تکلیف جان کندنی کی ہے امت کے عوض مجھ کو دے لیکن میری امت کو جان قبض کرنے کے وقت ذرا ایذا نہ دینا کیونکہ

وہ بہت ضعیف و کمزور ہے۔ تب ملک الموت نے عہد کیا کہ جو کوئی آپ کی امت میں سے بعد نماز فریضہ کے آیت الکرسی پڑھے گا اس کی جان ایسی آسانی سے قبض کروں گا جیسے سوتے ہوئے بچے کے منہ سے ماں اس کی چھاتی نکال لے اور اس کو خبر نہ ہو پھر خاتم النبیینؐ نے آخری وصیت یہ کی کہ اے یارو بدی سے گزرنا اور آئینہ سینہ کو زنگ کینہ سے پاک رکھنا بعد اس کے صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ قیامت کب آوے گی آں حضرتؐ نے کچھ جواب نہ دیا۔ مگر اشارے کے لئے شہادت کی انگلی کو اٹھایا کہ بعد ایک برس کے کوئی سمجھا کہ بعد ایک ہزار برس کے اور کتنوں نے کہا یہ کہ حال اس کا وہی معبود برحق جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا۔ پس اتنے میں حضرتؐ نے جان مبارک بحق تسلیم کی اور تمامی حاضرین نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ اسی دم یار و اصحاب اور اہل بیت وغیرہ کی ماتم و غم سے جو کچھ حالت تھی کیا ممکن کر شمہ اس کا بیان ہو سکے بیت یار و اصحاب نے نہ ڈالی سر پہ خاک؛ ان کے ماتم میں سیاہ ہو گئے ساتوں افلاک ۔ اور کئی روز تک صحابہؓ پہ عالم بے ہوشی رہا بہر صورت اسی حال میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فرمانے سے حضرت علیؓ نے آپ کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور جنازہ رسول اللہؐ کا تیار ہوا مالک ملک کے آدمیوں نے آنحضرتؐ کی نماز جنازہ ادا کی اور زمین آسمانوں کے فرشتوں نے بھی پڑھی پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں دفن کیا۔ بیت اس غم سے دل قلم کا بس چاک چاک ہے؛ جانا ضرور سب کے تئیں زیر خاک ہے۔ سب محب و اہل بیت نے سوائے صبر کے چارہ نہ دیکھا؛ نظم

دفن جب دم میں شہ لولاک ہوا	رتبہ رو سے زمین غیرت افلاک ہوا
غم ہوا سب کو یہاں خلد میں آئی شادی	حور و غلمان نے دی دل کے مبارکبادی

اور موافق وصیت آنحضرتؐ کے امامت اور خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ کو پہنچی نظم

بس اب غلام نبی دل سے ہو غلام نبی	برآویں کام تیرے سب طفیل نام نبی
زبان خامہ کر اب بند دے نہ طول کلام	خدا کے فضل و کرم سے ہوئی کتاب تمام

مناقب حضرت امام اعظمؒ اور ان کے اصحاب کے منقول خزانۃ الروایات سے

صاحبان تاریخ اور علوم و ماہران نثر و منظوم پر مخفی نہ رہے کہ مناقب حضرت امام اعظمؒ کے کو عجائب القصص میں ہم نے عجائب القصص پایا ہے برائے ملاحظہ شائقین دیک آئین اس جگہ قدرے سپرد قلم کیا گیا ہے: ۔
فتاویٰ سراجیہ میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت سے کہ پایا حضرت ثابت نے آخر عہد علی بن

ابی طالب کا اٹھا لے گئے ثابت کو باپ ان کے حالانکہ حضرت ثابت صغیر السن تھے پس دعا فرمائی اُن کے لئے حضرت علی مرتضےٰ رضی نے ساتھ برکت کے ایسا ہی ذکر کیا ہے نجم الدین نسفی نے اور یہ قول صحیح ہے کہ امام اعظم رح نے سماعت حدیث سات صحابہ رضوان اللہ علیہم سے کی ہے بعض ان میں سے مذکور ہیں چنانچہ ان میں سے انس بن مالک اور عبداللہ بن حسین الزہری اور عبداللہ بن اوفی اور واثلہ بن الاشقع اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم ہیں اور بعض اناث مثل عائشہ بنت عجرہ کے اور ابوحنیفہ نے اخذ کیا ہے علم اکثر رجال سے مگر نسبت امام اعظم کی فقہ میں بجانب حماد بن سلیمان کے ہے اور حماد شاگرد ابراہیم نخعی کے ہیں اور ابراہیم نخعی نے اخذ علم علقمہ اور اسود اور قاضی شریح سے کیا ہے اور ان سب نے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے رسول خداؐ سے اور فتاویٰ صوفیہ تجنیس اور مزید میں لکھا ہے بقول صحیح کہ ابوحنیفہ تھے تابعین سے اور سراجیہ میں خلف بن ایوب بلخی سے منقول ہے کہ کہا بدرستیکہ اللہ تعالیٰ نے رکھا علم کو بعد اپنے نبیؐ کے صحابہ میں اور بعد صحابہ کے تابعین میں پھر ان کے بعد امام اعظم اور ان کے یاروں میں اس بات سے جو چاہے راضی ہو جاہے غصہ ہو اور مضمرات میں کعب سے نقل کیا ہے کہ ہم پاتے ہیں توریت میں جسے حق تعالےٰ نے موسیٰؑ پر نازل کیا ہے بدرستیکہ اللہ کے لئے عنقریب ہے کہ ہووے امت آنحضرتؐ میں ایک نور کہ کیفیت کیا جاوے ساتھ ابوحنیفہ رح کے اور حکایت کی گئی ہے کہ محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے ملاقات کی ابوحنیفہ رح سے پس فرمایا اے ابوحنیفہ رح مجھے یہ بات بسماعت پہنچی ہے کہ تو مسائل وضع کرتا ہے بقیاس اور ترک کرتا ہے احادیث میرے جد امجد کی پس عرض کی حضرت ابوحنیفہ رح نے یا ابن رسول اللہؐ حضرت سے میں تین مسائل پوچھتا ہوں مجھے جواب دیجئے ایک ان میں سے یہ ہے کہ نماز افضل اور اعظم ہے شان میں یا روزہ فرمایا نماز کہا امام اعظم رح نے اگر ہوتا قول میرا ساتھ قیاس کے البتہ کہتا میں کہ عورت جب پاک ہو حیض سے قضا کرے نماز نہ روزہ لیکن کہتا ہوں اتباعاً للخبر. قضا کرے حائض روزے اور قضا نہ کرے نمازیں اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ منی انجس اور اقذر ہے یا بول فرمایا بول پس کہا ابوحنیفہ رح نے اگر ہوتا قول میرا مخالف نصوص کے البتہ کہتا میں کہ غسل بالبول اقرب القیاس ہے لیکن کہتا ہوں میں ساتھ وجوب غسل کے بعد خروج منی کی بالدفق نہ بعد بول عملاً ساتھ آیت اور خبر کے اور تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ عورت اضعف اور اعجز ہے یا مرد پس محمد بن علی رض نے فرمایا عورت اضعف ہے پس عرض کیا ابوحنیفہ رح نے اگر قول میرا بالقیاس ہوتا سوائے کتاب اور اخبار کے البتہ ہوتی تضعیف میراث

ہیں واسطے عورت ضعیفہ کے ۔ لیکن کہتا ہوں میں جیسا فرمایا حق تعالیٰ نے مرد کے لئے مثل حصہ دو عورت کے ہے یہی مذہب میرا کہ بیان کیا ہیں نے علی کتاب اللہ اور احادیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ازاں بعد علی اقاویل الصحابہ پس ازاں بعد اوپر اجماع امت کے پھر اگر نہیں پاتا ہیں کوئی چیز ان اشیائے اربعہ سے کہتا ہوں میں ساتھ اجتہاد اور قیاس کے پس اکرام فرمایا محمد بن علیؓ نے ابو حنیفہؒ کو لطف و مہربانی کی اور عذر چاہا اور ترک کیا قول مخالفین اور معاندین کا ان سب کے بارے میں روضہ میں لکھا ہے کہ سُنا میں نے ابوالفضل کو کہ حکایت کرتے ہیں حال ابو حنیفہؒ سے کہ وہ کرتے رات کو تین حصے ایک حصہ تدریس کیلئے اور ایک حصہ نماز کیلئے اور ایک حصہ نیند کے لئے ۔ اتفاقاً گذرے ایک دن لڑکوں میں کہ بازی کر رہے تھے ۔ پس بولا ایک ان میں سے اے لڑکو یہ ایک مرد ہے کہ نہیں سوتا تمام شب اور نماز پڑھتا ہے ۔ صبح تک پس روئے امام اعظمؒ اور کہا اے نفس ڈر اللہ تعالیٰ سے کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ جو چیز کہ نہیں بیچ تیرے پھر نہ سوئے بعد اس کے کسی رات یہاں تک کہ روایت کی گئی ہے کہ امام اعظمؒ نے نماز فجر پڑھی ساتھ وضوء عشاء کے چالیس برس تک ۔ مغرب میں ہے کہ ولادت ابو حنیفہؒ کی سنہ ۸۰ھ میں ہوئی تھی اور سراجیہ میں ہے کہ وفات پائی ابو حنیفہؒ نے کہ عمر ان کی ستر برس کی تھی سنہ ۱۵۰ ہجری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

تاریخ تولّد و رحلت امام اعظمؒ

سال ہشتاد بو حنیفہ بزاد ۔ در جہاں داد علم فقہ بداد

سال عمرش رسید تا ہفتاد ۔ در صد و ہم پنجاہ وفات افتاد

تمّت بالخیر

سستی کتابیں ملنے کا پتہ

